

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تاریخ ابن خلدون

قبل از اسلام، تاریخ الانبیاء

تصنیف:

رئیس المورخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

(۱۳۲۲-۱۸۰۸)

نفس اکسپریس  
اردو بازار کراچی ط ۱



وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ إِذَا فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَدِيدٍ

# تاریخ اللہ صمدون

قبل از اسلام • تاریخ الانبیاء  
حصہ اول و دوم

علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کا پہلا حصہ جس میں مورخ نے حضرت نوح علیہ السلام سے جناب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی کے حالات و انساب درج کئے ہیں۔ انبیائے بنی اسرائیل و عرب اور ملوک یمن و بابل و نینوا و موصل و فراغہ مصر عمالقہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

علامہ ابن خلدون کی شہرہ آفاق تاریخ کا دوسرا حصہ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر ظہور قدسی یعنی ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً چھ سو سال کے مکمل حالات، عقائد و افکار میں تغیرات، مراسم اور توہمات کی پیداوار اور ان کے نتائج کی پوری تفصیل و استناد کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

تصنیف: رئیس المورخین علامہ عبد الرحمن ابن خلدون  
(۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفس اکر دو بازار کراچی طبعی



کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر  
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصره من  
ملوک التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے  
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی  
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاہنڈری  
مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: تاریخ ابن خلدون  
مصنف: رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون  
ناشر: نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی  
طبع: جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء  
ایڈیشن: آفسٹ

نفیس اکیڈمی  
اردو بازار کراچی



# فہرست

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	باب
۲۷	عرب مستعربہ	۱۹	باب ۱
۲۸	ترتیب کتاب	۱۹	انساب عالم
۲۹	عرب عاربہ کی اصل		حضرت آدم اور حضرت نوح
	قوم عاد		طوفان نوح
۳۰	باغ ارم		حضرت نوح کی اولاد
۳۱	شداد بن بداد	۲۰	آل سام بن نوح - یافث کی اولاد
	حضرت ہود	۲۳	شجرہ نسب بنی سام
	حضرت ہود کا زمانہ نبوت		یافث کی اولاد
۳۲	یعر ب بن قحطان		شجرہ نسب بنی یافث
	یشرب کا پانی		حام کی اولاد
۳۳	عبد منعم	۲۳	قط بن قوط
۳۵	قوم عاد اور حضرت ہود کا شجرہ		شجرہ نسب بنی حام
	باب ۳		باب ۲
۳۶	شمود	۲۶	عرب کا محل وقوع
	حضرت صالح		عربوں کے چار طبقے
۳۶	شاہان قوم شمود		عرب کی وجہ تسمیہ
۳۹	بنی جدیس		عرب عاربہ
	بنی طسم کا قتل عام		عرب مستعربہ
۴۰	رباح بن مرہ کا بنی جدیس پر حملہ	۲۷	قبیلہ جرہم
	بنی جدیس کی تباہی		عرب تابعہ



	حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت	۴۱	شجرہ نسب قوم شموذ و صالح
۵۵	حضرت سارہ	۴۲	باب: ۵
	حضرت ابراہیمؑ کی مصر میں آمد		عمالقه
	حضرت سارہ کی گرفتاری و رہائی		عمالقه کا نسب
	حضرت ہاجرہ		بنی اسرائیل کی فتوحات
	حضرت ابراہیمؑ کی کنعان میں آمد		عمالقه کا مصر پر قبضہ
۵۶	حضرت لوطؑ کی علیحدگی	۴۳	عمالقه کا زوال
	باب: ۶		آم امیم
۵۷	حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام	۴۴	شجرہ نسب عمالقه
	حضرت اسمعیلؑ کی پیدائش		حضرت شعیبؑ
	حضرت ہاجرہ کی روانگی مکہ	۴۶	جرہم کی ولایت حجاز
۵۸	حضرت ہاجرہ کی پریشانی		عمر و الاشذب کی امارت
	چشمہ زمزم		ذو عیل بن ذوعیل والی حضرت موت
	بنی جرہم کی آمد		حماد بن بدعیل کا فارس پر حملہ
	ولادت اسحاقؑ کی بشارت	۴۷	بنی جرہم کے متعلق روایت
۵۹	حضرت ابراہیمؑ کا عمارہ کے متعلق فیصلہ		آل سبا
	حضرت اسمعیلؑ کا عقد ثانی	۴۸	باب: ۵
	تعمیر کعبہ		حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام
	حکم قربانی		مظان اور عربی زبان
	تحقیق ذبیح		حضرت ابراہیمؑ کا نسب
۶۳	حضرت سارہ کی وفات		آزر
۶۴	حضرت ابراہیمؑ کی اولاد		حضرت ابراہیمؑ کے متعلق تورات کی روایت
	حضرت ابراہیمؑ کی وفات		شہر بابل کی تعمیر
	حضرت اسمعیلؑ کی وفات	۴۹	عابر بن شالخ اور نمرود کی جنگ
	بنی اسمعیل		آل عابر بن شالخ
۶۵	باب: ۷		حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش
۶۶	حضرت یعقوبؑ علیہ السلام	۵۰	حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش



۸۹	حسان بن عمرو کے متعلق روایت ملوک تابعہ سیلاب کی تباہی	۶۷	حضرت یعقوب و عیصر میں مخالفت حضرت یعقوب کی اولاد حضرت یعقوب کی مراجعت کنعان
۹۰	تتابعہ کی وجہ تسمیہ حرب رائش ابرہہ ذوالمنار افریقش بن ابرہہ بربر کی وجہ تسمیہ عبد بن ابرہہ ملکہ بلقیس	۷۹	حضرت یوسفؑ کے روئے یوسف حضرت یعقوب کی وفات حضرت یوسف کی وفات بنی یعقوب مصر میں حضرت یوسف کی حیثیت
۹۱	حضرت سلیمان کا یمن پر تسلط سمرقند کی وجہ تسمیہ شمر مرعش تبان بن اسعد جرہ کی وجہ تسمیہ	۸۰	آل عیصو بن اسحاق بنی عیصو کا زوال آل مدین بن ابراہیم حضرت لوط آل لوط
۹۲	تبان بن اسعد کی فتوحات تبان بن اسعد کے یہودی ہونے کا واقعہ تبان اسعد کی مکہ میں آمد تبان اسعد کی مراجعت یمن تبان اسعد کے اشعار تبان اسعد کا قتل ربیعہ بن نصر کا خواب حسان بن تبان کا قتل عمرو بن تبان یمن پر عبدکلال کا قبضہ مدرثر بن عبدکلال لختیہ کا قتل	۸۱	آل لوط ناحور برادر ابراہیم کی اولاد شجرہ نسب بنو ابراہیم باب: ۸ عرب مستعربہ و ملوک تابعہ عرب مستعربہ کی وجہ تسمیہ قحطان کے متعلق مختلف آراء بنو قحطان اور عرب عاربہ میں چشمک عرب بن قحطان حمیر بن سبا وائل بن حمیر و سلسک بن وائل یعصر بن سلسک نعمان بن یعصر بنی کہلان اور بنی حمیر میں مخالفت
۹۳		۸۲	
		۸۳	
		۸۴	
		۸۵	
		۸۶	
		۸۷	
		۸۸	
۹۵			



۱۰۷	باب: ۱۰ ملوک بابل، موصل و نینوی کنعان بن کوش بن حام واقعہ ببلہ	۹۷	زرعہ تبع بن تبان اہل نجران کا قبول عیسائیت ذوانواس کا نجران پر حملہ
۱۰۸	موصل بن جرموق کا بابل پر قبضہ نینوی کی تعمیر زان بن ساطرون زان بن ساطرون کا قتل سنجاریف سنجاریف کی بیت المقدس پر فوج کشی سنجاریف کا خاتمہ نمرود بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ ایرانوں کا بابل پر تسلط سریانیین	۹۸	باب: ۱۱ ملوک حبشہ ذوانواس کی نجران پر فوج کشی نجاشی کا یمن پر حملہ ذوانواس کا خاتمہ ابرہہ کا یمن پر قبضہ ارباط کا قتل بنی حمیر پر ظلم و تشدد بنی حمیر کی تذلیل و اہانت واقعہ اصحاب فیل ابرہہ کی حجاز پر فوج کشی ابرہہ کا پیغام عبدالمطلب کا ابرہہ سے مطالبہ عبدالمطلب کی پیش کش اباہیلوں کی آمد یمن کی حبشی حکومت کا خاتمہ سیف بن ذی یزن کی کسریٰ سے امداد طلبی کسریٰ کی یمن پر فوج کشی کسریٰ کی فوج کشی کی دوسری روایت دہرزدیلیمی اور مسروق بن ابرہہ کی جنگ مسروق بن ابرہہ کا قتل سیف بن ذی یزن کو اکابرین کا خراج تحسین باذان کی امارت یمن
۱۰۹	نبط نمرود کے متعلق طبری کا بیان بابل نمرود کے متعلق دوسری روایت ملوک بابل و موصل کا مذہب شجرہ نسب ملوک بابل، موصل و نینوی	۹۹	
۱۱۰	باب: ۱۱ ملوک قبط قبطی قبطیوں کی سیاسی حالت قبطیوں کی اصل مصر بن نصر	۱۰۰	
۱۱۱		۱۰۱	
۱۱۲		۱۰۲	
۱۱۳		۱۰۳	



۱۲۰	باب: ۱۲۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بنی اسرائیل پر فرعون کا عتاب حضرت موسیٰ	۱۱۳	ابوالاقباط قبط بن مصر شداد بن مدار کی مصر پر فوج کشی اشمون بن قبط حکیم الملوک کلکی بن صربیا فرعون اول حوریا بنت خرطیش
۱۲۱	حضرت موسیٰ کی گرفتاری کا حکم		حوریا اور جیرون
۱۲۲	حضرت موسیٰ کا نکاح	۱۱۵	ولید بن ذومع عمالقہ کا مصر پر قبضہ اطفیر عزیز مصر
۱۲۹	حضرت موسیٰ کو ہجرت کا حکم بنی اسرائیل کو ہدایات عید الفصح		حضرت یوسف کی وزارت معدانوس بن دار
	بنی اسرائیل کی ہجرت فرعون کا تعاقب و غرقابی		لہوب کی جابرانہ حکومت حالیط العجوز
۱۳۰	بنی اسرائیل کا دامن کوہ طور میں قیام احکام عشرہ کے نزول کے متعلق روایت		ولو کہ کا طلسمی مکان فرعون الاعرج
۱۳۱	حضرت موسیٰ کی بے ہوشی حضرت ہارون کی قائم مقامی گنو سالہ کی پوجا	۱۱۶	بخت نصر کا اسرائیلیوں پر ظلم و ستم بخت نصر کا مصر پر حملہ مقوقس
۱۳۲	حضرت موسیٰ کی خفگی حضرت شعیب کی آمد	۱۱۷	مقوقس کی معزولی اہل مصر کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت
۱۳۳	قبہ عبادت بنی اسرائیل کی روانگی شام		مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ مقوقس کی بحالی
۱۳۵	بنی اسرائیل کی پریشانی بنی اسرائیل کا بیت المقدس جانے سے انکار		قبطیوں کا زوال شہر عین شمس
۳۶	بنی اسرائیل پر عتاب الہی مخالفین حضرت موسیٰ کی تباہی	۱۱۸	مصر کی وجہ تسمیہ ملوک قبط کا شجرہ نسب
۱	حضرت ہارون کی وفات بنی اسرائیل کے معرکے	۱۱۹	
۱۳۷			



۱۳۵	بنی فلسطین کا بنی اسرائیل پر غلبہ	۱۳۷	بنی اسرائیل پر عذاب
	حضرت شموئیل بن بانوح		بنی اسرائیل کی مدین پر فوج کشی
	میخائل بن راعیل	۱۳۸	حضرت موسیٰ کی وفات
	عالی بیطات بن حاصاب	۱۳۹	بلعام بن باعور
۱۳۶	تابوت شہادت		بنی اسرائیل کا شام پر قبضہ
	حضرت شموئیل بن القنا کی تولیت		حضرت یوشع کی شامی عمالہ سے جنگ
	حضرت شموئیل بن القنا	۱۴۰	عمالہ کا نسب
۱۴۷	شجرہ نسب بنی اسرائیل		بنی اسرائیل کی حجاز پر فوج کشی
۱۴۸	باب: ۱۱۱		باب: ۱۱۲
	ملوک بنی اسرائیل	۱۴۱	امارت بنی اسرائیل
	بنی اسرائیل کی حضرت شموئیل سے درخواست		بنی اسرائیل کی سیاسی حالت
	طالوت کی فتوحات		فتح اریحا
	حضرت شموئیل کی علیحدگی		شاہان شام کی اطاعت
	حضرت شموئیل کی وفات	۱۴۲	حضرت یوشع کی وفات
۱۴۹	حضرت داؤد اور جالوت کی جنگ		کالب بن یوقنا
	حضرت داؤد		فتح غزہ و عقلان
	حضرت داؤد کے قتل کا منصوبہ		کوشان سقناتم کا بنی اسرائیل پر تسلط
	حضرت داؤد کی روانگی فلسطین		بنی اسرائیل کی کوشان سے جنگ
	بنی اسرائیل کی شکست	۱۴۳	بنی موآب کی تاراجی
۱۵۰	حضرت داؤد کی امارت		بنی اسرائیل پر یافین کا غلبہ
	یشوشات بن طالوت کا قتل		کافور کا ہتہ کا کارنامہ
	حضرت داؤد کی فتوحات		کدعون بن یواش
	حضرت داؤد کا قبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ	۱۴۴	ابولیح بن کدعون
	ایشلوم بن داؤد کی سرکشی		طولاع بن واسبط
۱۵۱	ایشلوم کا قتل		بنی اسرائیل کی گمراہی
	زبور کا نزول		بتحاح کا سبط منسی کی کارگزاری
۱۵۲	حضرت داؤد کی وفات		ایصان سلمون بن نحشون



	سجاریف کا خاتمہ		حضرت سلیمان علیہ السلام
	غشاء بن خرقیاہو		تعمیر بیت المقدس
۱۶۲	یوشیا بن اموان	۱۵۳	غیضۃ البنان
	فرعون اعرج		قربانی
	بخت نصر کا حملہ		ملکہ بلقیس
	بنی اسرائیل کی غلامی	۱۵۲	ملکہ بلقیس کی اطاعت
۱۶۳	ہیکل کی تاراجی		یمن پر قبضہ کرنے کی دوسری روایت
	بخت نصر کی قدس شریف پر فوج کشی	۱۵۵	یربعان بن نباط کا فرار
	صدقیہاہو پر عتاب		حضرت سلیمان کی وفات
	تباہی یروشلم کی دوسری روایت	۱۵۶	شجرہ نسب حضرت سلیمان ابن داؤد
	فرعون اعرج کا قتل	۱۵۷	رحم بن حضرت سلیمان
	جدلیا بن احان کی حکومت	۱۵۷	شاہ مصر شتیاق کی بیت المقدس پر فوج کشی
۱۶۴	بنی اسرائیل کی مراجعت		افیاز بن رحم
	بیت المقدس		اسا بن افیاز
	بخت نصر کا نسب		یہوشاٹ بن اسا
	بخت نصر کے متعلق بنی اسرائیل کی روایت	۱۵۸	اروم کی بد عہدی
۱۶۵	کورش کے متعلق مختلف روایات		بنی موآب پر فوج کشی
	بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر		اجزیابہو کی جزیرہ و موصل پر فوج کشی
	کیرش بن کیکوکا بنی اسرائیلی حسن سلوک		اجزیابہو کا خاتمہ
۱۶۶	حضرت دانیال کی امارت	۱۵۹	غشلیات بنت عمری کی حکومت
	یربعام کی بیعت		لواش بن اجزیابہو
	یونا ذاب بن یربعام		بیت المقدس کی تاراجی
	یعشا بن احیاء	۱۶۰	مختلف واقعات
۱۶۷	ایلیا بن یعشا کا قتل		یواب بن عزیاہو
	صی بن کسات کا قتل	۱۶۱	احاز بن یواب
	بنی اسرائیل میں اختلافات		خرقیابن ہو بن احاز
	حضرت ایلیا کی علیحدگی		سجاریف کا محاصرہ بیت المقدس



	اساط عشرہ پر عذاب	
	احاب بن عمری	
	حضرت عاموس کی شہادت	
	متفرق واقعات	
	احزیابو بن یہورام کا قتل	
	بنی احاب کا قتل عام	
	یواش کا بیت المقدس پر حملہ	
	یربعام بن یواش اور امصیا کی جنگ	
	زکریا بن یربعام کا قتل	
	فتح برصا	
	فول کی موصل پر فوج کشی	
	بارح بن اصلیا کا قتل	
	ہویشع کی اسیری	
	متفرق واقعات	
	اہل سامرہ پر عذاب	
	شجرہ ملوک اسباط عشرہ	
	باب: ۱۵	
	امارت بنی حمنائی	
	یوسف بن کرو لون	
	اسبیا نوس کی گرفتاری و رہائی	
	بنی حمنائی و بنی ہیرودس	
	حضرت ارمیا کی پیش گوئی	
	حضرت ییشیا بن امصیا کی بشارت	
	بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس	
	بیت المقدس کی از سر نو تعمیر	
	اہل سامرہ کی تعمیر بیت المقدس میں مزاحمت	
	بلتصر بن بخت نصر	
۱۶۸	بلتصر کا قتل	
	کوروش کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک	
	وزیر ہامان کی بنی اسرائیل سے مخاصمت	
	سکندر اور کاہن اعظم	
۱۷۵	سکندر کی خواہش	
	سکندر کی بنی اسرائیل پر نوازشات	
	اموال ہیکل کی ضبطی کا منصوبہ	
	توریت کا یونانی ترجمہ	
۱۷۶	یہودیوں پر جبر و استبداد	
	مقییا اور فلیقوس کی جنگ	
	یہوذ بن مقییا اور نینقا نور کی جنگ	
	بنی اسرائیل کی فتح	
۱۷۷	بیت المقدس کی تطہیر	
	عید العسا کر	
	رومیوں کا ابتدائی دور	
	انطیوخوش افطر کی یہوذ بن مقییا پر فوج کشی	
۱۷۸	یہوذ بن مقییا اور انطیوخوش میں مصالحت	
	دمتر یاس کا انطاکیہ پر حملہ	
	یہوذ اور نینقا نور	
	نینقا نور کی شکست و قتل	
	یہوذ اکا خاتمہ	
	یونان تال اور یستروس کی جنگ	
۱۷۹	شمعون اور دمتر یاس کی جنگ	
	محاصرہ قلعہ داخون	
	دمتر یاس اور ہرقانوس میں مصالحت	
	بنی حمنائی کا پہلا بادشاہ	
۱۸۰	سامرہ کی تسخیر	
		۱۷۹
		۱۸۰
		۱۷۹
		۱۸۰



۱۸۶	ارستبلوس کا خاتمہ تلمائی شاہ مصر کی معزولی و بحالی اموال ہیکل پر عربوں کا قبضہ رومی سپہ سالار کسنا کی کارگزاری پولیاں قیصر (جولیس سیزر) پولیس قیصر کی فتوحات شاہ ارمن مترواٹ کی اطاعت انطقیوس بن ارستبلوس کا خاتمہ ہرقانوس اور انطقیتر کی بحالی خرقیا کا قتل	۱۸۱	بنی اسرائیل کے فرقے ہرقانوس کا فرقہ ربانین سے برہمی ارستبلوس بن ہرقانوس انطقیوس بن ہرقانوس کے خلاف سازش ارستبلوس کی پشیمانی و انتقال اسکندر بن ہرقانوس سرحدی امراء کی اطاعت ربانین کی شورش و سرکوبی دمتریاس اور اسکندر کی جنگ دمتریاس کا قتل
۱۸۷	ہرقانوس کا قیصر سے تجدید معاہدہ قیصر کا قتل انطقیتر کا قتل	۱۸۲	اسکندر کی وفات ہرقانوس و ارستبلوس پیران سکندر ہرقانوس اور ارستبلوس میں اختلاف و مصالحت انطقیتر ابو ہیرودس انطقیتر کی معزولی
۱۸۸	ملیرکا اور کیاوس کا قتل ہرقانوس کی ادغشٹش سے تجدید معاہدہ کی درخواست کلپترہ (قلو پترہ) انطقیوس کا بیت المقدس پر حملہ ہرقانوس کا انجام ہیرودس کی قیصر روم سے امداد طلبی انطقیانوس کی پیش قدمی ہیرودس کا محاصرہ بیت المقدس انطقیوس کی شکست سیسا کا بیت المقدس پر قبضہ بنی شمنائی کا زوال	۱۸۳	ہرقانوس کی ہرثمہ سے امداد طلبی ہرقانوس کی عہد شکنی باغیوں کی سرکوبی و اطاعت فمقیوس اور انطقیتر کے مابین سازش ارستبلوس کی مصالحت کی پیش کش فمقیوس کے افسر کا قتل فمقیوس کا ہیکل پر قبضہ فمقیوس کی مراجعت اسکندر کا بیت المقدس پر قبضہ اسکندر کی امان طلبی
۱۸۹	ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی	۱۸۴	ارستبلوس کا فرار و گرفتاری
۱۹۰	ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی	۱۸۵	
۱۹۱	ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی		



۱۹۸	انطیفش کے خلاف علماء یہود کا احتجاج طبریا نوس کا یہودیوں پر ظلم و تشدد بیت المقدس میں قربان گاہ اور بیت خانہ کی تعمیر قربان گاہ اور بیت خانہ کا انہدام بلاد یہود اور ارمن میں طوائف الملوکی فیلقوس کے سپہ سالار کا بیت المقدس سے اخراج فیلقوس کے سپہ سالار کی اغریاس سے ملاقات دمشق و قیساریہ کے یہودیوں کا قتل عام رومی سپہ سالار اور مازار کی جنگ یہودیوں کی دفاعی تیاریاں یوسف بن کریون کی گرفتاری و جان بخشی یوحنا کی اروم سے امداد طلبی عنائی کاہن کی اسبائوس سے اعانت طلبی شمعون کا یہودیوں سے ناروا سلوک اسبائوس اور نطاؤس کی جنگ طیطوش کا محاصرہ بیت المقدس یہودیوں کی شدید مدافعت طیطوش کا بیت المقدس پر دوسرا حملہ کاہنوں کا قتل محصورین کی دردناک حالت طیطوش کا بیت المقدس پر قبضہ ہیکل کی تاراجی طیطوش کی مراجعت مقتولین کی تعداد امارت یہود کا خاتمہ شجرہ ملوک بنی ہنیرودس شجرہ ملوک بنی حشمنائی	۱۹۲	بنی حشمنائی کا آخری تاجدار اسکندر بن استبلوس اسکندر کی گرفتاری و رہائی استبلوس کی گرفتاری و رہائی استبلوس کا خاتمہ انطیا نوس اور اغشطش میں کشیدگی ہیرودس کے خلاف سازش انطیا نوس کا قتل ہیرودس کی قیصر سے معذرت خواہی سوما صوری اور یوسف کی سازش کا انکشاف یوسف اور سوما صوری کا قتل مریم اور سکندرہ کا خاتمہ کرسوس کا قتل بنی حشمنائی کے سازشیوں کا قتل ہیرودس کے خلاف عوام میں ناراضگی بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر اسکندر اور استبلوس کی ہیرودس سے ناراضگی اسکندر اور ہیرودس میں مصالحت انطفتر کی ریشہ دوانی قدود اور سلومنت کی سازش کا انکشاف اسکندر اور استبلوس کی اولاد سے حسن سلوک قدود کی اسیری و خاتمہ انطفتر کی سازش کا انکشاف انطفتر کا قتل ارکلاوش کی جانشینی ارکلاوش کی روم میں طلبی و مراجعت ارکلاوش کی معزولی و اسیری	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷
-----	---	-----	---	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----



## تاریخ قبل از اسلام

از چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کے دو ابتدائی حصے اب پیش کئے جا رہے ہیں فوراً آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ تاریخ ابن خلدون کے سات حصے بعد اسلام کے جب پیش کئے جا چکے تو ان ابتدائی حصوں کی اشاعت دیر میں کیوں عمل میں آئی۔ اس سوال کا جواب خود ابن خلدون کی تاریخ ہے، اسلام سے پہلے کی جو تاریخ ہے وہ حقیقتاً منضبط یا مکتوبہ تاریخ نہیں ہے بلکہ افسانوی اور قیاسی حصہ اس میں ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ ابن خلدون جیسا عظیم الشان مؤرخ سلسلہ کلام کو نزول قرآن تک ملانے کے لئے انتہائی تحقیق و تلاش کے ساتھ اس حصہ کو مکمل کرتا ہے مگر دنیا کی کوئی تاریخ اسلام کے بعد کی تاریخ کے برابر مرتبہ میں نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے خود ابن خلدون نے بھی جب یہ تاریخ لکھنی شروع کی تھی تو سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کی تھی۔ جب اس کی اشاعت کا آغاز کیا تو ادارہ نے وہی حصہ پہلے شائع کیا جو ابن خلدون نے خود پہلے لکھا تھا اور یہ سب سے زیادہ صحیح طریقہ کار ہماری نظر میں تھا۔

بہر حال یہ اس وقت بھی مقصود تھا کہ آخر میں یہ دونوں حصے قبل از اسلام کی تاریخ سے متعلق ہیں جن میں علم الانساب اور قومی و نسلی روایات کا بڑا حصہ محفوظ ہو گیا ہے شائع کر دیا جائے لوگوں کا تقاضا بھی اس سلسلہ میں شدید ہے ہم خوش ہیں کہ تاریخ ابن خلدون کا ترجمہ ان دونوں حصوں کی اشاعت کے ساتھ مکمل ہو گیا ہے۔

تاریخ ایک ایسا فن ہے کہ جس میں گزشتہ واقعات اس کے علل و اسباب سے بحث کی جاتی ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ ابن خلدون سب سے بڑا فلسفی مؤرخ ہے اس نے قبل از اسلام کے ان تمام حالات اور افسانوں کو جو بنی اسرائیل کی کتابوں میں اور مختلف اقوام کی روایات میں موجود تھے فلسفیانہ ترتیب اور منطقی اسباب و علل کے ساتھ مرتب کر کے اس خوبی سے پیش کر دیا ہے کہ دنیا کے تمام مؤرخین نے اس کو نشانِ راہ بنا کر مختلف زبانوں میں تاریخیں لکھی ہیں اور پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ابن خلدون کے بعد دنیا میں کوئی مؤرخ ایسا نہیں ہے جس کے سامنے رہنمائی اور استفادہ کے لئے یہ دو حصے موجود نہیں تھے۔ اس لئے ان دو حصوں کی حیثیت اصل اصول تاریخ کی ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس سے خاطر خواہ علمی فائدہ اٹھائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ترجمہ جو آپ لوگوں کے روبرو پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں علامہ عبدالرحمن ابن خلدون مغربی کی معتبر تاریخ کتاب ”العبر و دیوان المبتداء و الخبر فی ایام العرب و العجم و البربر و من عاصر ہم من ذوی السلطان الاکبر“ کی کتاب کی ابتدائی جلد کا ترجمہ ہے۔ جو ماہ جنوری ۱۸۹۷ء سے اکتوبر ۱۸۹۸ء تک رسالۃ الاسلام الہ آباد میں شائع ہوا ہے۔ مقدمہ کا ترجمہ میں نے فی الوقت قصداً ترک کر دیا ہے اگر اللہ جل شانہ نے اس ترجمہ کو پورا کر دیا تو وہ بھی اختتام ترجمہ تاریخ ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

میں نے اکثر مقامات پر جہاں علامہ نے کسی واقعہ کو اس کی شہرت کی وجہ سے مختصر بیان کیا ہے وہاں تاریخی مضامین اور معتبر تواریخ سے وہ واقعہ اخذ کر کے اکثر حاشیہ میں اور شاذ و نادر متن میں بڑھا دیا۔ میں نے مختصر اختصار کی جگہ نہیں کیا البتہ بعض مقامات پر اختلاف آراء سے قطع نظر کر کے صرف علامہ کی تحقیق لکھ دی ہے۔

اس میں حضرت نوح علیہ السلام کے وقت سے جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے بعد تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک کے حالات اور انساب لکھے ہوئے ہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام اور عرب ملوک یمن و بابل و مینوی و موصل و فراعنہ مصر و عمالقہ وغیرہ وغیرہ کے انساب و حکومت اور ان کے سچے اور صحیح واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَیْهِ التَّکْلَان۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ

الہ آبادی

۲۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## علامہ ابن خلدون

علامہ نے اپنی سوانح عمری تاریخ کے آخر میں تحریر کی ہے لیکن ہم اسے ترجمہ تاریخ سے پہلے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اس وجہ سے کہ جس کی تاریخ کا ترجمہ شائقین کی خدمت میں پیش کئے جانے کی عزت حاصل کر رہا ہوں اس کی سوانح عمری سے واقفیت خواہ مختصر طور پر کیوں نہ ہو بظاہر ضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہذا ہم بحکم ما لا یدرک کلمہ لا یترک کلمہ بہت ہی اختصار کے ساتھ علامہ موصوف کی سوانح عمری دائرۃ المعارف اور نیز علامہ کی تاریخ سے اخذ کر کے تحریر کرتے ہیں۔ آئیے کسی قدر حصہ اپنے قیمتی وقت کا صرف کر کے اس باغ کی بھی سیر کر لیجئے جہاں کہ علامہ سا ہونہار نونہال نشوونما پا کر ایک ایسا خوشنما سایہ دار درخت ثابت ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں حشر تک دنیائے تاریخ کی آئندہ نسلیں آرام سے بیٹھ کر مستفید ہوں گی۔

**نام و نسب و ولادت:** مشہور مؤرخ ابن خلدون کی کنیت ابو زید نام عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن حسن بن محمد بن جابر بن محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن خلدون الاشبیلی المغربی الحضرمی ہے اور حضرموت (بلاد یمن) کے رہنے والے وائل بن حجر کی نسل سے تھے جو بلاد عرب میں معروف اور جنہیں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہے۔ ابو محمد بن حزم کتاب الجملہ سے وائل کا نسب اس طرح پر نقل کرتا ہے:

”وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن النعمان بن ربیعہ بن حرث بن عوف بن عدی بن مالک ابن شریبیل بن حرث بن مالک بن مرة بن حمیر بن زید بن الحضرمی بن عمر بن عبداللہ بن عوف بن جروم ابن جرہم بن عبد شمس بن زید بن لوی بن شیبث بن قدامہ بن اعجب بن مالک بن لوی بن قحطان“۔

ابو عمرو بن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ وائل جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کے ساتھ آئے تھے۔ جناب موصوف نے وائل کے بیٹھنے کے لئے اپنی چادر بچھادی تھی اور اس پر انہیں بٹھایا تھا اور یہ دُعا فرمائی تھی: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْ وَاوِلِّ بْنِ خَجْرٍ وَلِوَالِدِهِ وَوَالِدِهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ)) ”اے خدا برکت دے وائل بن حجر میں اور اس کے لڑکے اور لڑکے کے لڑکے میں روز حشر تک“۔

تیسری صدی کے آخر میں جس وقت امیر عبداللہ مروانی کے اقبال کا پھریرا کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑ رہا تھا اس وقت اس مؤرخ کا جد اعلیٰ خلدون ابن عثمان حضرموت (بلاد یمن) سے اندلس میں آیا اور قریہ قرمونہ میں جہاں اس کے ہم قوم مقیم تھے کچھ روز قیام کر کے اشبیلیہ چلا آیا۔ ابن حیان اور ابن حزم وغیرہ تحریر کرتے ہیں کہ خلدون کا خاندان اشبیلیہ میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ حکومت بنو امیہ کے ابتدائی دور سے طوائف الملوکی تک ریاست و حکومت کا مالک رہا۔ گواخیر



دور میں اس خاندان سے امارت و شوکت جاتی رہی تھی لیکن جب ابن عباد کا اشبیلیہ پر قبضہ ہوا تو پھر بنو خلدون رتبہ وزارت سے مشرف کئے گئے۔ ساتویں صدی کے وسط میں جس وقت جلالقہ ابن افونش کے حملوں سے اشبیلیہ پائمال ہونے لگا اور اکثر قبائل عرب کمزور اور فنا ہو چلے تو اس وقت بنو خلدون اشبیلیہ سے جلاوطن ہو کر سبتہ میں چلے آئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر تونس میں آئے۔ ابویحییٰ سلطان تونس بنو خلدون کی اس درجہ عزت کرتا تھا کہ جب کبھی وہ تونس سے باہر جاتا تھا تو بنو خلدون کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتا تھا۔ لیکن اس خدمت سے علامہ کے والد محمد بن ابوبکر محمد نے کنارہ کشی کی اور اپنے اسلاف کا طریقہ کار چھوڑ کر علم و فضل میں اعلیٰ درجہ کا کمال پیدا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ ابتدائے رمضان ۷۳۳ھ میں علامہ پیدا ہوا اور ۷۳۶ھ میں اس کے والد کا انتقال ہوا۔

تعلیم و سفر: اس نے علامہ ابو عبد اللہ محمد بن نزال انصاری سے قرآن شریف تھوڑا تھوڑا کر کے قرأت سب سے ساتھ اور کتاب التفسیر الاحادیث الموطا، کتاب التہمید، کتاب التہلیل مختصر ابن خطیب وغیرہ پڑھیں۔ اسی اثناء میں علوم عربیہ اپنے والد اور دیگر علماء مثلاً شیخ ابو عبد اللہ محمد عربی، ابو عبد اللہ شواش، ابو العباس وغیرہم سے کتب درسیہ اصول اور فقہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد عبد اللہ الحیانی اور ابو القاسم محمد سے معانی، تفسیر، فلسفہ، منطق، ریاضی، حساب اور علوم لغت و ادب، ابو عبد اللہ محمد بن بحر سے حاصل کئے۔ کتب اشعار ستہ اور حماسہ اور کچھ اشعار مثنوی کے اور چیدہ چیدہ اشعار کتاب اغانی کے حفظ کئے اور احادیث شریف کی اجازت امام الحدیث ابو عبد اللہ بن محمد جابر سے حاصل کی اور انہی سے علامہ کو اجازت عامہ حاصل ہوئی۔ ۷۵۳ھ میں ابو محمد بن تافراکین کے ساتھ تونس سے بلاد ہوارہ چلا آیا۔ اس مقام پر ہواریوں سے لڑائی ہوئی تمام مال و اسباب لٹ گیا، علامہ جان بچا کر انتہائی بے سروسامانی سے محمد بن عبدون مالک سبطہ کے پاس چلا گیا۔ ابن عبدون نے پورا سامان سفر درست کر کے ایک قافلے کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ مقام قفصہ پہنچ کر فقیہ محمد ابن مزنی کے انتظار میں کچھ روز ٹھہرا رہا۔ جب محمد ابن مزنی قفصہ آ گیا تو اس کے دوسرے روز یہ دونوں رفیق زاب کی طرف روانہ ہوئے مقام بسکرہ تک دونوں کا ساتھ رہا۔ موسم سرما کا زیادہ حصہ یہیں گزرا۔ سردی پورے طور سے ختم نہ ہوئی تھی ابھی گلابی جاڑا باقی تھا کہ بسکرہ سے علامہ تلمسان چلا آیا اور ذی علم ابن ابو عمرو کی صحبت اختیار کر کے علوم باطنی کی تحصیل و تکمیل میں مصروف ہوا۔ ۷۵۵ھ میں سلطان ابو عنان المرینی جس وقت فارس میں آیا تو اس نے علامہ کی خداداد قابلیت کی یہ قدر افزائی کی کہ اسے گننامی سے نکال کر توقع سے زیادہ اس کا احترام کیا اور اپنے انشاء توقع کا اسے میر دفتر مقرر کر لیا۔ علامہ نے اس کی تعریف میں قصیدہ بھی بوقت ملازمت پیش کیا تھا۔ یہاں بھی اس نے باوجود اس عہدہ کے تعلیم و تعلم سے اپنے کو غافل نہ رکھا۔ مشائخ علم ابو عبد اللہ بن محمد ابن الصفاء، مراکشی، ابو عبد اللہ المغربی التلمسانی، ابو عبد اللہ محمد ابن احمد شریف العلوی، ابو القاسم محمد ابن یحییٰ برجنی، ابو عبد اللہ محمد ابن عبد الرزاق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضر ہوتا رہا۔

قید اور رہائی: اوائل ۷۵۷ھ سے حاسدین کی آنکھوں میں علامہ کا رتبہ کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا سلطان سے وقتاً فوقتاً برائیاں اور غیبت کرنے لگے لیکن سلطان کو اس کی طرف سے کوئی بدگمانی پیدا نہیں ہوئی۔ اتفاق سے انہی واقعات کے دوران علامہ کے رسمی تعلقات امیر محمد والی بجایہ سے بڑھ گئے اس وجہ سے کہ زمانہ حکومت موحدین میں علامہ کے خاندان کو اس کے



خاندان سے بہت زیادہ تعلق تھا۔ حاسدین نے مناسب موقع پا کر سلطان سے شکایت کی کہ ”امیر محمد صاحب بجایہ بھاگنے والا ہے اور ابن خلدون اس کا مشیر و معین ہے“۔ سلطان نے بلا تحقیق واقعہ دونوں کو قید کر دیا کچھ عرصہ بعد اس کا مشیر آزاد کر دیا گیا لیکن یہ ناکردہ گناہ بدستور پایہ زنجیر رہا۔ یہاں تک کہ سلطان کے انتقال کے بعد وزیر حسن بن عمرو نے اخیر ۹۵۹ء میں قید سے رہا کیا۔ علامہ نے اپنے وطن کا قصد کیا۔ لیکن وزیر موصوف نے روک لیا اور اسے اس کے عہدے پر بحال کر دیا اس کے بعد ۹۶۰ء میں سلطان ابوسالم مرینی لے آیا۔ ملک گیری کی غرض سے اندلس سے تلمسان میں آیا اور علامہ کو اپنے ہمراہ تلمسان سے فارس لے آیا۔ اتفاقاً زمانہ اسے کہتے ہیں کہ چند روز بھی آزادی سے بسر نہ کرنے پایا تھا کہ خطیب ابن مرزوق سلطان پر غالب آیا اور اس بے چارہ کو پھر قید کی سیر کرنی پڑی۔ کچھ عرصہ بعد وزیر عمرو بن عبداللہ نے پرانے تعلقات کے باعث اسے قید سے آزاد کر کے اس کے عہدے پر بحال کیا۔

سفر و سیاحت: اوائل ۹۶۳ء میں اس کا دل اندلس کے پر فضا مقامات کی سیر پر مائل ہوا۔ حالانکہ وزیر عمرو نے اس ارادے کی مخالفت کی لیکن اس کے مشتاق دل نے اسے چین سے نہ رہنے دیا۔ جبل النفتح (جبل الطارق) کی خوشنما اور پر فضا مقامات کی سیر کرتے ہوئے ۸ ربیع الاول سنہ مذکور میں غرناطہ پہنچا۔ سلطان ابو عبداللہ المخلوع نے اس کی تشریف آوری کو غنیمت شمار کر کے انتہائی خوشی اور مسرت سے اس کا استقبال کیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔ بظاہر یہاں کی سکونت سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ اب علامہ غرناطہ ہی میں پیوند زمین ہوگا لیکن کسی غیر ضروری اور خلاف توقع وجہ سے دل برداشتہ ہو کر غرناطہ سے رخصت ہوا اور فارس ہوتا ہوا ۹۶۶ء میں تلمسان پہنچا۔ ان تمام مقامات پر علامہ کی بڑی آؤ بھگت ہوئی۔ بڑے بڑے معزز عہدوں سے ممتاز کیا گیا۔ حکام نے مقبولیت اور اعزاز کی آنکھوں سے دیکھا درحقیقت وہ اسی امر کا مستحق تھا کہ وہ سلاطین اور عام خلایق کے درمیان ایک دوسرے سے تعلق اور محبت پیدا کرنے کا واسطہ ہوتا امیر عبداللہ کا اس کو اپنا حجابہ (وکیل) بنانا نہایت صحیح اور امراء کا اسے اپنا سفیر مقرر کرنا بے حد موزوں تھا۔

تاریخ کی تالیف: تلمسان کے لئے یہ شرف حاصل ہونا لکھا تھا کہ علامہ نے بعد سفر و سیاحت کے اس مقام پر جم کر چار برس تک قیام کیا اور یہیں اس نے اپنی معتبر و معتمد مشہور تاریخ لکھنی شروع کی۔ مقدمہ تاریخ خاطر خواہ مرتب کر کے بیماری کی شدت کے باعث سلطان ابی حمو سے اجازت لے کر ۹۸۰ء میں تونس کی طرف اس غرض سے چلا آیا کہ انتقال کے بعد اپنے بزرگوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے تونس کی آب و ہوا اصل جائے پیدائش ہونے کی وجہ سے اس کے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کئے ہوئے تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں صحیح و درست ہو کر حسب معمول درس و تدریس اور تالیف میں مشغول ہو گیا۔ اخبار بربر زنا تہ دو تین عباسیہ و امویہ اور ماقبل الاسلام کے حالات یہیں تحریر کئے۔

سفر اسکندریہ و حج کعبہ: شعبان ۹۸۴ء کی کسی تاریخ میں جس وقت کہ سلطان تونس دوسرے سفر کی تیاری کر رہا تھا علامہ بھی حاسدین کے حسد کے باعث دل برداشتہ ہو کر سلطان کی اجازت سے اسکندریہ روانہ ہوا۔ چالیس روز کے بعد اسکندریہ پہنچا ایک مہینہ کامل حج بیت اللہ کے خیال سے ٹھہرا رہا لیکن اتفاقاً زمانہ نے حج سے روک کر اسے قاہرہ پہنچا دیا۔ ابتداء دارالعلوم جامع ازہر میں جس کی شہرت آج تک آپ لوگوں کے کانوں کو محفوظ کر رہی ہے درس و تدریس میں مصروف ہوا۔ کچھ عرصہ بعد سلطان مصر نے طلب کر کے ۹۸۶ء میں مذہب مالکیہ کا قاضی مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں اس کے اہل و عیال



مغرب سے براہ دریا مصر آ رہے تھے لیکن مصر کے قریب پہنچ کر ہوائے مخالف سے تمام کشتی والے غرق ہو گئے۔ علامہ کو اس اچانک حادثہ نے کچھ ایسا پریشان کیا کہ اس نے قاہرہ سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا لیکن تاہم تین برس تک سلطان اور احباب کے کہنے سننے سے قاہرہ میں ٹھہرا رہا۔ رمضان ۸۹۷ھ میں حج کرنے کے لئے گیا۔ ۹۰۷ھ ماہ جمادی الاول یا ثانی میں حج کر کے مصر واپس آیا اور اپنی معتبر و معتمد تالیف (یعنی تاریخ) کو ۹۰۷ھ میں ختم کر کے سلطان ابو فارس عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن المزنی کی خدمت میں پیش کیا اس کے بعد اہل اندلس اور مغرب نے بہت ہاتھ پاؤں مارنے سینکڑوں خطوط لکھ کر لیکن اس نے مصر سے سفر تو کجا بلکہ اندلس کے خیال سے حرکت تک بھی نہ کی۔ یہاں تک کہ ۸۰۸ھ میں رحمت الہی سے جا ملا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔





## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ عَلَى الْاٰنِهٖ وَنُصَلِّيْ عَلَى سَيِّدِ اَنْبِيَآئِهٖ وَ عَلَى اٰلِهٖ وَ اٰحِبَّآئِهٖ

## ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون

## باب : اول

## انساب عالم

(کتاب ثانی جلد اول)

یہ بات باتفاق علماء نسب ثابت ہو چکی ہے کہ ابوالبشر (آدمیوں کے باپ) آدم علیہ السلام ہیں اور انہیں کی اولاد کی نسل سے نوح علیہ السلام تک تعمیر عالم اور زمین آباد ہوتی رہی اور ضرورت اور تقاضائے وقت کے لحاظ سے انبیاء مثلاً شیث اور لیس اور ملوک ہوتے رہے۔ جب ان لوگوں میں بت پرستی شرک کفر اور الحاد حد سے بڑھ گیا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی : ﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ اِلٰى اَرْضٍ مِّنَ الْكَافِرِيْنَ ذِيْ اَرْحَامٍ﴾ (سورہ نوح : ۲۶) ترجمہ ”اے پروردگار! زمین پر کسی کافر کے گھر کو نہ چھوڑ“ سے عالم گیر طوفان آیا اور سوائے اہل کشتی کے کوئی تنفس اس جانکاہ عذاب سے جان برباد نہ ہوا۔ چونکہ کشتی والوں نے نہ تو اپنے بعد کوئی اولاد چھوڑی اور نہ ان کے توالد و تناسل کا سلسلہ چلا۔ نتیجتاً تمام اہل عالم نوح کی نسل سے ہیں اور جناب موصوف تمام عالم کے ابوالبشر ثانی ہیں ان کا نسب توریت کی اور ماہرین انساب کے اتفاق سے نوح ابن لامک (یا لامک) ابن متوشلخ (یا خونخ یا اشخ یا اشخ) ابن یرو (یا بیرو) ابن مہلائکل (یا ملائل) ابن قاسن (یا قاسین) ابن انوش ابن شیث ابن آدم علیہ وعلی نبینا و الصلوٰۃ والسلام ہے۔ شیث کے معنی عطیہ اللہ کے ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس نبی کا نام خونخ تھا لیکن اور اہل انساب اس کے مخالف ہیں۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ادریس وہی نبی ہیں جو فن حکمت میں ہر مس حکیم کے نام سے مشہور ہیں واللہ اعلم ان اسماء میں اختلاف اس وجہ سے ہوا ہے کہ اہل عرب نے اسماء مذکورہ کو اہل توریت سے لیا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ اہل توریت کے مخارج حروف اور اہل عرب کے مخارج حروف میں بہت بڑا فرق ہے۔

طوفان نوح: زندخوانان فارس اور بیدانان ہند طوفان کے واقعے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ طوفان صرف بابل کی سرزمین میں آیا تھا۔ حالانکہ کتب سماویہ اس طوفان عالمگیر کی پورے طور سے شہادت دے رہی ہیں۔ نوح علیہ السلام کے صرف تین لڑکوں سام، حام، یافث سے دنیا کی تمام قومیں پیدا ہوئیں۔ یافث بڑے حام چھوٹے سام منجھلے تھے۔

حضرت نوح کی اولاد: طبری نے باب احادیث مرفوعہ میں ایسا ہی نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے سام ابوالعرب (پدر



عرب) اور یافث ابوالروم (پدر روم) اور حام ابوالحشیش و الزنخ (پدر حبش و زنگ) اور بعض میں یوں مذکور ہے کہ سام ابوالعرب و الفارس و الروم (پدر عرب و فارس و روم) اور یافث ابوالترک و الصقالہ و یاجوج و ماجوج (پدر ترک و صقالہ و یاجوج و ماجوج) اور حام ابوالقبط و السودان و البربر (پدر قبط و سودان و بربر) ہے۔ اسی طرح ابن مسیب اور وہب ابن منبہ سے روایت کی جاتی ہے۔ بہر حال اگر یہ احادیث صحیح مان لی جائیں تو یہ اجمالی انساب ہیں۔ محققین انساب نے جو انساب کی شاخیں ذکر کی ہیں ان کے لئے کوئی صحیح نقل ہونی چاہئے۔ طبری نے لکھا ہے کہ نوح کا ایک لڑکا کنعان ہے۔ جسے عرب یام کہتے ہیں، طوفان میں ہلاک ہوا اور دوسرا لڑکا عابر نامی قبل طوفان انتقال کر چکا تھا۔ ہشام نے لکھا ہے کہ نوح کے ایک لڑکا اور تھا جس کا نام بونا طر تھا، جس شے پر تمام علماء تاریخ نے اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ سلسلہ توالد و تناسل انہی تین لڑکوں حام، سام، یافث سے چلا اور یہی ابوالبشر ثانی نوح علیہ و علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔

**آل سام بن نوح:** سام بن نوح کی اولاد سے عرب اور ابراہیم اور ان کے لڑکے ہیں۔ ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ ان کے پانچ لڑکے ارفخشند، لاوذ، ارم، اشوذ اور غلیم تھے۔ گو اولاد لاوذ ابن سام کا تو ریت میں کچھ ذکر نہیں ہے لیکن ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ لاوذ سے طم، عملیق، جرجان، فارس چار لڑکے پیدا ہوئے۔ عملیق سے جاسم کا گروہ ہے جن میں سے فراعنہ مصر، کنعانین، برابرہ شام، بنی لف، بنی ہزال، بنی مطر، بنی ارزق، بدیل، راحل ظفار ہیں۔ ارم بن سام کے چھ لڑکے عبیل، عبدمنیم، عوض، کاش، ماش (یا شیخ) حول ہوئے۔ عاد بن عوض زمین احقاف میں حضرموت کے گرد و نواح میں رہتا تھا اور اولاد کاثر سے شمود، جدیس، جرموق ہیں۔ شمود کا مسکن شام و حجاز کے درمیان مقام حجر میں تھا۔ طبری روایت کرتا ہے کہ عاد، شمود، عبیل، طم، جدیس، امیم، عملیق کو اللہ تعالیٰ نے زبان عربی سکھائی تھی۔ یہی لوگ عرب عاربہ کہلاتے ہیں اور کبھی یقطن کو بھی عرب عاربہ شمار کیا جاتا ہے اور عرب عاربہ کو عرب بادیہ بھی کہتے ہیں۔ ان کا وجود اب کہیں نہیں پایا جاتا سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ ہشام ابن محمد کا یہ خیال ہے کہ نبطی اولاد نبط بن ماش بن ارم سے اور سریان بن نبط سے ہیں۔ اشوذ بن سام کے چار لڑکے ایران، نبط، جرموق، باسل ہیں۔ ایران سے فارس و کرد اور خرز، نبط سے نبیط اور سریان، جرموق سے جرامقہ اور اہل موصل، باسل سے اہل ویلم اور اہل جباں ہیں (ہکذا رواہ ابن سعید)۔ غلیم ابن سام کے لڑکے فارس اور لاوذ ہیں اور لاوذ کے تین لڑکے طسم، امیم، عملاق مشہور ہیں۔ ارفخشند ابن سام یہ وہی بزرگ ہیں جسے عالم میں یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کی نسل سے انبیاء کرام و رسل عظام ہوئے۔ اس کے خاندان میں جس طرح نبوت کا سلسلہ نسل بعد نسل چلتا نظر آتا ہے۔ اسی طرح سلطنت نے بھی اس کا ساتھ دیا ہے۔ اس کی پشت سے شالخ اور شالخ کی پشت سے عابر پیدا ہوا۔ عابر کے دو لڑکے تھے ایک فالغ اور دوسرا یقطن، محققین انساب کے نزدیک اسی کو قحطان کہتے ہیں۔ کیونکہ عرب نے یقطن کو معرب کر کے قحطان بنا لیا ہے۔ فالغ سے ابراہیم اور ان کی نسلیں ہیں جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اور یقطن سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ تو ریت میں ان میں سے تین مرواد، معربہ، مضاض کا ذکر ہے۔ حالانکہ جرم، حضور، سالف، سبا، حضرموت، باراح، اوزال، وفلا، عوثال،

(نوٹ) کنعان کا ذکر تو ریت میں یونہی آیا ہے اور قرآن میں اس کا نام تو نہیں آیا ہے۔ لیکن اس کے واقعات جو نوح کے ساتھ پیش آئے تھے وہ مذکور ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہی کنعان ہے کیونکہ کنعان کے سوا نوح کا کوئی لڑکا غرق طوفان نہیں ہوا اور یہ ان کا صلی لڑکا تھا۔ قرآن میں اس پر ابن کالغظ اطلاق کیا گیا ہے اور عرب ابن صلی لڑکے کو کہتے ہیں نہ کہ ربیب کو۔



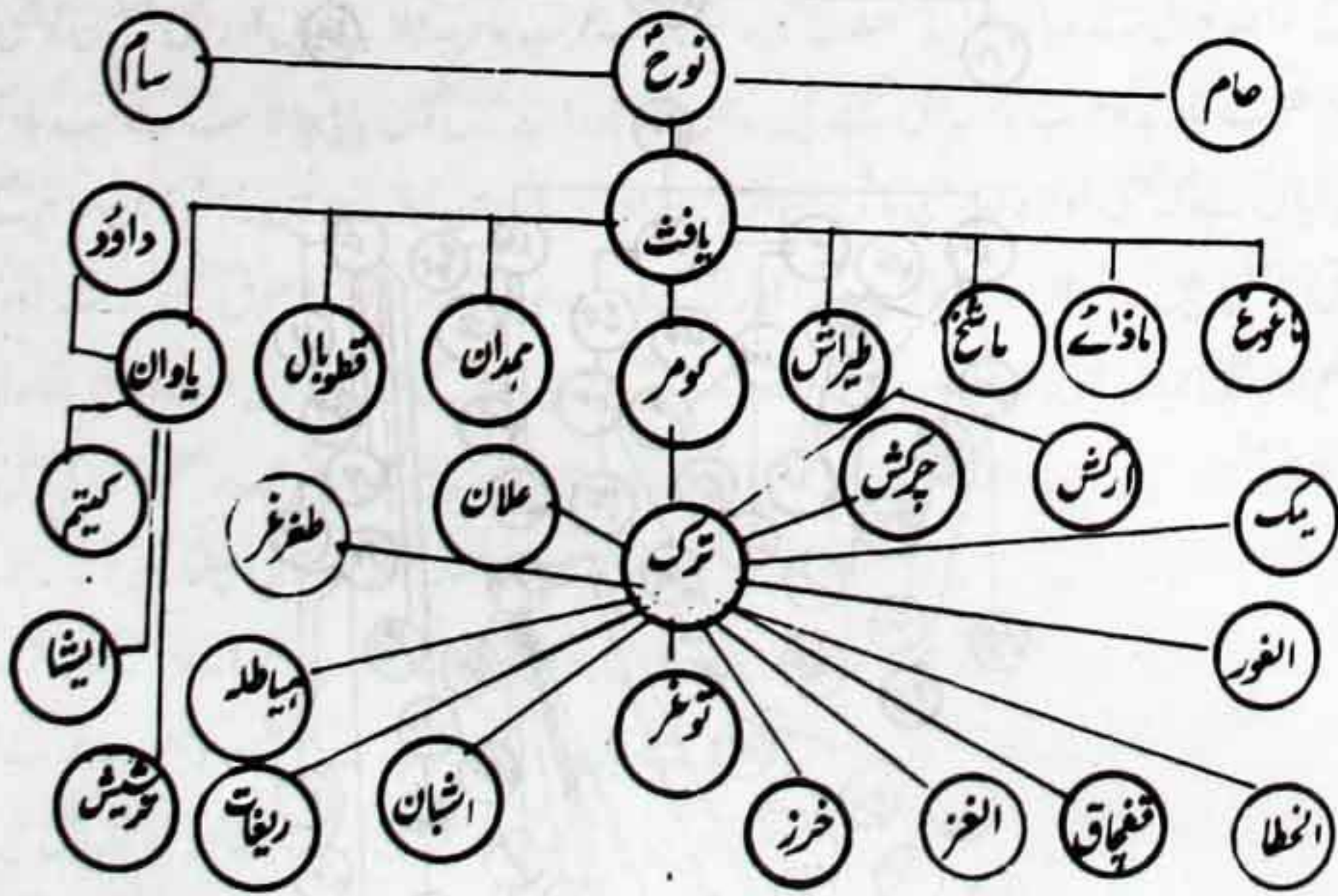




طغر غرتا تازیوں کا اور الغز سلجوقیوں کا اور ہیاطلہ خلیجیوں کا اور ریفات فرنج کا اور خرز ترکمان کا مورث اعلیٰ ہے۔ لیکن بعض علماء نسب کی تحریروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترکمان اولاد تو غرما سے بین یاوان ابن یافث کے (جس کو یونان بھی کہتے ہیں) چارلز کے داؤد بن ایثا، کینم، ترشیش پیدا ہوئے۔ کینم کو علماء نسب ابوالروم (پدر روم) اور ترشیش کو اہل طرسوس کا مورث اعلیٰ بتلاتے ہیں اور مانوغ ابن یافث کی نسبت عام طور سے یہ مشہور ہے کہ یاجوج اسی کی اولاد سے ہیں۔ اہر وشیوش مورخ روم نے قوط اور لطین کو بھی مانوغ کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ قوطوبال ابن یافث کی اولاد نے بھی خوب نسلی ترقیاں کیں اس کی نسل سے مشرق میں اہل چین اور مغرب میں المان (جرمن) والے ہیں۔ بعض لوگوں نے افریقہ میں بربریوں اور فرنج کو بھی قوطوبال ہی کی نسل سے شمار کیا ہے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل اندلس بھی اسی کی نسل سے اور ان سے قدیم ہیں۔

ماشخ ابن یافث کی طرف اہل خراسان منسوب کئے جاتے ہیں اور ماذائے ابن یافث سے صرف ایک لڑکا دلیلم جسے زبان عبرانی میں ماہان کہتے ہیں پیدا ہوا اور طیراش ابن یافث سے ایک لڑکا فارس پیدا ہوا۔ بخیاں اسرائیلیں طیراش کی اولاد خراسان میں دولت و حکومت کی مالک تھی۔ لیکن اب ان کے قبضہ اقتدار سے زمام حکومت جاتی رہی۔

## شجرہ نسب بنی یافث





حام کی اولاد: حام ابن نوح کی اولاد سے سودان، ہند، سند، قبط، کنعان ہیں۔ لیکن پچھلے دور میں اختلاف ہے جیسا کہ تورات میں ہے۔ ان کے چار لڑکے مصر (یا مصرائیم) کنعان، کوش، قوط تھے۔

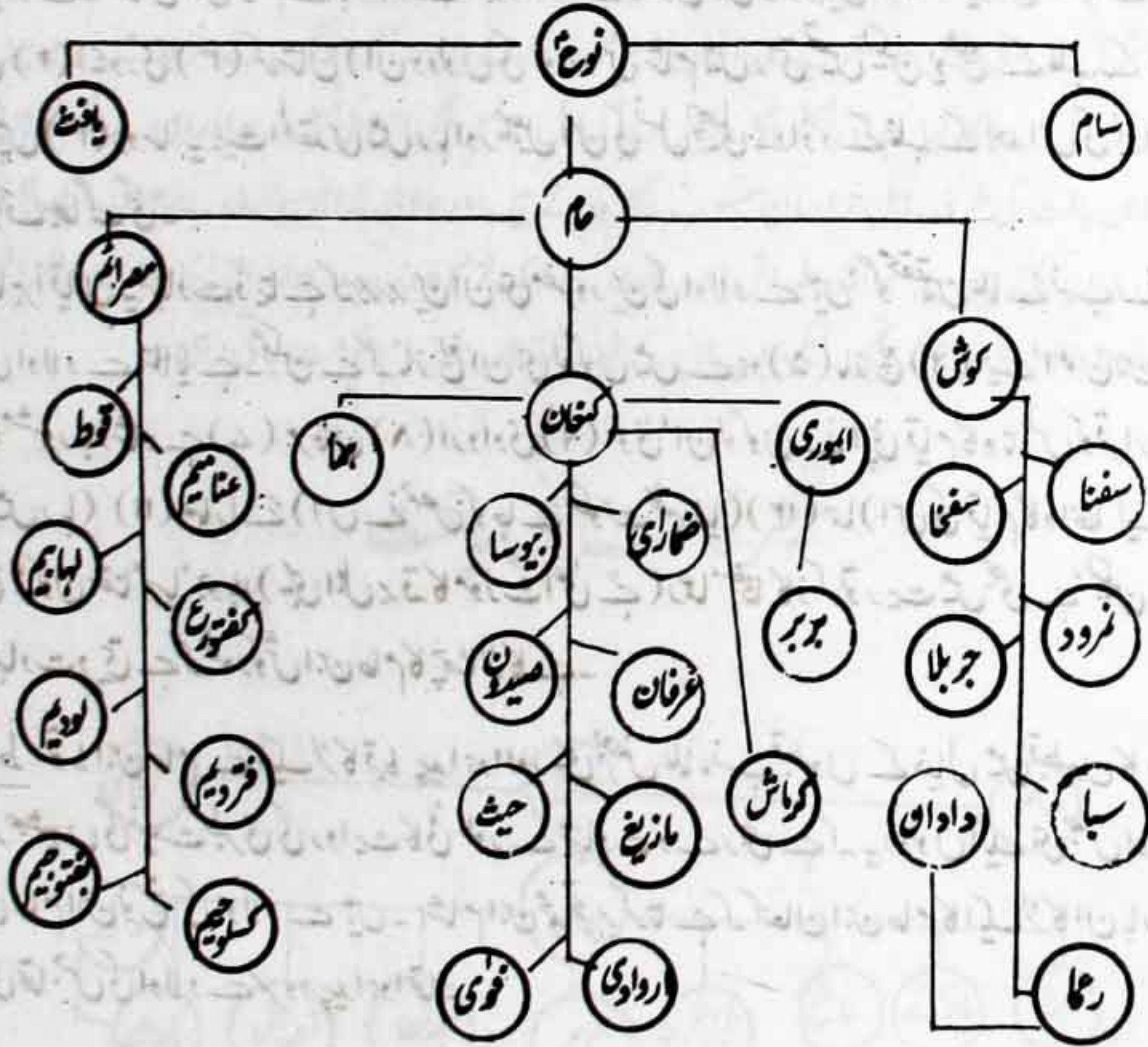
مصر ابن حام کے سات لڑکوں میں سے لہائیم، بقو، جیم، لودیم کا کچھ حال نہ تو کتب توارخ سے معلوم ہوتا ہے اور نہ ان کا کچھ ذکر تورات میں ہے۔ باقی رہے کسلو، جیم، فتر، وسیم، کفتور، ع، عفا، میم یہ سب اسکندریہ اور اطراف اسکندریہ میں آباد و سکونت پذیر ہوئے۔ کنعان ابن حام کے بارہ لڑکے مشہور اور کتب توارخ میں مذکور ہیں: (۱) صیدون، اطراف صیدا میں اس کی نسل پھیلی (۲) ایوری (۳) کرشان (ان دونوں کی اولادیں شام میں رہتی تھیں لیکن یوشیع کے غلبہ کے بعد افریقہ کی طرف چلی گئیں) (۴) بوسا، یہ بیت المقدس میں رہا اور یہیں اس کی نسل پھیلی۔ داؤد کے غلبہ کے بعد اس کی اولاد افریقہ اور مغرب کی طرف بھاگ گئی۔

ظاہر اقیاس یہ شہادت دیتا ہے کہ بربرین ان ہی مفروورین کی اولاد سے ہیں، گو محققین علمائے نسب نے ان کو مازلیغ ابن کنعان کی اولاد سے بتلایا ہے۔ ممکن ہے کہ مازلیغ ان ہی لوگوں میں سے ہو (۵) مازلیغ (۶) حیث، اعوج بن عناق یا عنق اسی کی نسل کا مشہور بادشاہ ہے (۷) عرفان (۸) اروادی (۹) خوی، ان لوگوں نے اپنی قیام گاہ نابلس کو قرار دیا (۱۰) سبا (یہ طرابلس میں رہا) (۱۱) ضمارائے (اس نے حمص کو جائے سکونت ٹھہرایا) (۱۲) حما (اس کی قیام گاہ انطاکیہ تھا) کوش بن حام کے پانچ لڑکوں سفنا، سبا، جو بلا (یہی اہل برقہ کا مورث اعلیٰ ہے) رعما، سفنا کا ذکر تورات میں بھی ہے، لیکن ہشام ابن محمد کی روایت شہادت دیتی ہے کہ شمود کوش ابن حام کا چھٹا لڑکا ہے۔

قبط بن قوط: قوط ابن حام سے ایک لڑکا قبط پیدا ہوا اور یہی بعض علماء، نسب قبطیوں کے خیال میں قبطیوں کا جد اعلیٰ ہے۔ سودانیوں اور حبشیوں کی نسبت طبری کی روایت کافی طور سے شہادت دے رہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی جنس اور ایک ہی نسل کے شاخ یعنی حام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ کنعان ابن حام کا ایک لڑکا ان بارہ لڑکوں کے علاوہ کوش نامی تھا جس کی اولاد سے نمرود پیدا ہوا تھا۔



## شجرہ نسب بنی حام



**نوح کا حلیہ:** مورخ علامہ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے نوح کے حالات تحریر نہیں کئے۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ شائقین فن تاریخ جنہیں زمانے نے اپنے اسلاف کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی مہلت نہیں دی وہ اس سے محروم رہ جائیں۔ اس لئے ہم نوح کے ان حالات سے جو کہ مشہور و معروف ہیں، اعراض کر کے ضروری باتیں تحریر کرنا چاہتے ہیں عجب نہیں کہ ہمارے مشتاق ناظرین اپنا کچھ عزیز و قیمتی وقت ان حالات کے دیکھنے میں بھی صرف کریں، سب سے پہلے نوح علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ ادریس کے بعد وہ نبوت سے سرفراز کئے گئے۔ یہ پہلے نبی ہیں کہ ان کی شریعت نے آدم کی شریعت کو منسوخ کیا۔ ان کی دعا سے کفار و ملحدین عذاب الہی میں گرفتار ہوئے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے نماز کے اوقات حکم خداوندی کے مطابق مقرر فرمائے۔

نوح کا چہرہ نرم اور سر بڑا طول کی جانب مائل تھا۔ آنکھیں بڑی بازوؤں پر گوشت پنڈ لیاں تلی، رانیں موٹی تھیں۔ ماشاء اللہ! جیسی آپ کی داڑھی بڑھی تھی ویسا ہی قد و قامت بھی موزوں تھا۔ مزاج میں غصہ تھا، پچاس برس کی عمر میں



نبی ہوئے۔ نو سو پچاس برس تک وعظ و پند کرتے رہے، لیکن بد نصیب قوم نے گمراہی کفر و الحاد کو نہ چھوڑا۔  
آخر الذکر آپ کی دعائے بد سے جس وقت آپ کی عمر چھ سو برس سے متجاوز ہو کر دوسرے مہینے کی سترہ دن کی ہو  
چلی تھی، ایک عالم گیر طوفان آیا۔ جس سے کفار ہلاک ہوئے اور مؤمنین نے نجات پائی۔ طوفان کے واقعات کو ہم شہرت کے  
باعث ذکر نہیں کرتے۔ ہاں البتہ اس قدر لکھ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ پانی کا یہ طوفان ایک سو پچاس دن تک رہا۔ دسویں  
رجب کو کشتی پر جناب نوح اپنے اہل و عیال اور چالیس آدمیوں کے ساتھ سوار تھے۔ جبل جودی (جودی کے پہاڑ) پر جو کہ  
سرزمین جزیرہ میں ہے۔ ٹھہری اور دسویں محرم کو کشتی سے اتر کر قریہ قرودی میں فروکش ہوئے اور اس کا نام سوق ثمانین رکھا۔  
اس وجہ سے کہ اس وقت وہ قریہ انہی اسی گھروں سے آباد کیا گیا تھا جو اس وقت اسی نام سے موسوم ہے۔

الغرض کشتی سے اتر کر قیام پذیر ہونے کے بعد آپ نے اور اہل کشتی نے حکم خداوندی کے مطابق قربانی کی اور  
جب رمضان کا مہینہ آیا تو آپ نے روزے رکھے اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے۔ اس حساب سے آپ کی  
عمر پورے ایک ہزار سال کی ہوئی۔ جیسا کہ کلام مجید فرقان حمید کی اس آیت کریمہ: ﴿فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ  
عَامًا﴾ (العنکبوت: ۱۳) سے اپنی قوم میں نوح ایک ہزار سال رہے باثناء پچاس برس، یعنی نو سو پچاس برس یعنی نبوت کے بعد  
اور پچاس برس نبوت سے قبل ظاہر ہوتا ہے۔ آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے انتقال کے وقت سے غرض ارض (یعنی  
طوفان) تک دو ہزار دو سو بیالیس برس ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

یہ ہم پہلے ہی لکھے چکے ہیں کہ ہم لفظی ترجمہ نہ کریں گے اور نہ اختلافات سے کچھ بحث کریں گے لیکن کسی تاریخی  
واقعہ کو بھی ترک نہ کریں گے۔ اکثر مقامات پر ہم اپنے مشہور مؤرخ ابن خلدون کی عادت کی پابندی بھی نہ کریں گے، لیکن  
اس سے مطلب خبط اور عبارت بے ربط نہ ہوگی۔ جس سے فن تاریخ کے قدردانوں کی دلچسپی میں کمی واقعہ ہو اب ہم ان تمام  
باتوں سے قطع نظر کر کے جن کا نفس تاریخ سے کچھ تعلق نہیں اور نہ اس سے آپ کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ عرب کے (جو کہ ہم لوگوں  
کے آباؤ اجداد کا اصلی مسکن ہے۔ جس کے نام پر ہر مسلمان جان فدا کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے اور جہاں ہمارے  
ہادی برحق سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے) حالات اسی طرح تحریر کریں گے جس طرح ہمارے مشہور مؤرخ  
نے اس کتاب میں اس کے تمام حالات کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا ہے۔



## باب: ۲

### عرب

عرب کے حدود اربعہ (چاروں حدیں) جہاں کہ بنی سام بن حام سے لڑ بھڑ کر بابل سے آنے والے ہیں۔ یوں بیان کی جاتی ہیں کہ اس جزیرہ نما عرب کو پچھتم کی طرف سے آبنائے باب المندب و بحر احمر (جس کی دوسری طرف افریقہ ہے) اور پورب میں خلیج فارس اور اتر سے فلسطین و ملک شام اور دکھن سے بحر عرب گھیرے ہوئے ہے۔

عربوں کے چار طبقے: یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عرب چار طبقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے گروہ کو عرب عار بہ کہتے ہیں بمعنی ساختہ فی عروبتہ کما یقال لیل الیل صوم صایم او بمعنی الفاعلة للعروبية و المبتدعنه لها (یعنی اس گروہ کو عرب عار بہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس گروہ کو عربیت میں بہت دخل تھا۔ جیسا کہ عرب تمثیلاً کہتا ہے ((لیل الیل صوم صانم)) یا اس وجہ سے اس گروہ پر عرب عار بہ کا اطلاق ہوا کہ یہی گروہ عربیت کا بنانے والا اور موجود ہے اور کبھی اس گروہ کو عرب بادیہ (بمعنی ہالک) سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ دنیا میں کوئی شخص بھی ان کی نسل سے باقی نہیں رہا۔

عرب کی وجہ تسمیہ: اب باقی رہی یہ بات کہ عرب کو عرب کیوں کہتے ہیں اسے عرب کے بجائے اگر کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے تو کیا حرج تھا۔ اس کی وجہ علامہ نیز اور مورخین نے یہ ظاہر کی ہے کہ یہ گروہ اپنے معاصرین میں بیان فصاحت و بلاغت کلام اور عمدہ گفتگو کی وجہ سے مشہور عالم تھے اور ظاہر اقیاس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ گو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ نکتہ اس وجہ کے ظاہر ہونے کے بعد پیدا ہوا۔

عرب عار بہ: بہر کیف یہ گروہ جس کو عرب عار بہ کہتے ہیں ان کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ازاں جملہ عبیل جدیس عبد ضحمن حضور عاد اولیٰ، ثمود، عمالقہ، طسم، امیم، جرہم، حضرموت ہیں یہ اور عرب عار بہ سے جو لوگ بھی ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں وہ سب کے سب لاؤذ بن سام ابن نوح کی اولاد سے ہیں۔

اس گروہ نے نہ تو اپنے رہنے کے لئے کوئی مکان بنایا تھا اور نہ بارہ مہینے کسی ایک مقام پر کبھی قیام کیا تھا۔ اگر آج ان کا مصلحت وقت کے تقاضے سے کسی صاف میدان میں قیام ہے تو کل بکریوں، اونٹوں کے خیال سے ہرے بھرے میدانوں

پہلے یہ ملک بوسیدہ خاکنائے سوز گوشہ شمال و مغرب میں براعظم افریقہ سے ملا ہوا تھا۔ لیکن نہر سوز کے کھد جانے سے یہ اس سے علیحدہ ہو گیا ہے۔ لمبائی اس کی سترہ سو میل اور رقبہ دس لاکھ مربع میل ہے۔ اب باشندوں کی تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ بتائی جاتی ہے جس سے فی مربع میل بارہ آدمیوں کی آباد کاری ہوئی ہے۔



میں ہوگا، کھانے پینے کے بھی زیادہ محتاج نہ تھے کہ خواہ مخواہ رزق کی جستجو میں سرگرداں پھرتے۔ وہ ہمیشہ اونٹوں، بکریوں کے دودھ اور گوشت سے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ کبھی کبھی جنگلی میووں اور صحرائی پھلوں سے بھی اپنے وسیع دسترخوان کو زینت دیتے تھے۔ غرض کہ مصلحت وقت اور ان کی ضرورتوں نے انہیں اقلیمِ ثالث میں بحرِ محیط کے درمیان مغرب سے اقصائے یمن تک اور مشرق میں حدودِ ہند تک رکھا۔ اس گروہ میں بھی حسبِ ضرورت و مشیت ایزدی انبیاء کرام مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے۔

**عرب مستعربہ:** دوسرا گروہ عرب مستعربہ کہلاتا ہے۔ یہ گروہ جیسا کہ عربِ عاربہ سے نسبتاً قریب ہے ویسا ہی زماناً بھی اسے اس سے قرب حاصل ہے۔ اس گروہ نے بھی خوب خوب ترقیاں کیں۔ دولت، حکومت، عزت نے بھی مدتوں اس گروہ کا ساتھ دیا۔ حمیر اور کہلان اسی گروہ کے نامی خاندانوں میں سے ہیں۔ یہی وہ گروہ ہے جس نے کہ عرب کے پہلے طبقہ (یعنی عربِ عاربہ) پر غالب آ کر ان کی حکومت اور دولت کا نام عالمِ ہستی کے صفحہ سے ایسا مٹا دیا کہ حشر تک نام کے سوا ان کا نشان کہیں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔

**قبیلہ جرہم:** جرہم اسی دوسرے طبقے میں شمار کیا جاتا ہے جس میں کہ آنے والے طبقہِ ثالث کے مورثِ اعلیٰ حضرت اسماعیل پرورش پائیں گے اور انہی سے عربی زبان سیکھیں گے اور انہی حجازیوں کی طرف مبعوث بھی ہوں گے۔ ان کا مسکن و ماوا سرزمینِ یمن تھا۔ یمن حدودِ جزیرہ نما عرب سے باہر نہیں ہے۔ بلکہ اسی جزیرہ نما کا یہ بھی ایک ٹکڑا اور حجاز کے جانب جنوب میں ہے۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو تاج کہتے تھے۔ کلامِ پاک ربانی میں بھی اس قوم کا ذکر آ گیا ہے قحطان وغیرہ اور تمام وہ لوگ جو کہ عربِ تابعہ سے ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں سب کے سب عابرا بن شالح ابن ارفحشند ابن سام ابن نوح علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں۔

**عرب تابعہ:** تیسرے طبقہ کا نام عرب تابعہ عرب ہے۔ اس کے مورث اسماعیل نہ تو جزیرہ نما عرب کے رہنے والے تھے اور نہ ان کی زبان عربی تھی۔ ان کو ان کی ماں ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ ابراہیم حکم ربانی اور سارہ علیہا السلام کی خواہش سے مکہ مقامِ حجر میں چھوڑ آئے۔ آپ نے بنی جرہم میں جس کا ذکر اجمالاً عرب مستعربہ میں ہو چکا ہے پرورش پائی۔ آپ نے انہی سے عربی زبان سیکھی اسی خاندان میں آپ کی شادی ہوئی۔ اسی سرزمین میں آپ کی آئندہ نسلوں نے نمایاں ترقیاں حاصل

۱۔ جرہم جو کہ عربِ عاربہ کی نسل سے تھا وہ زمانہ عادلِ اولیٰ میں تھا اور یہ جرہم قحطان ابن عابر کا لڑکا ہے۔ علماء نسب نے اسے یمن کے عربوں سے شمار کیا ہے۔ عرب ابن قحطان نے اسے والی حجاز مقرر کیا تھا۔

۲۔ کلام مجید کے چھبیسویں پارہ سورہ قاف کے پہلے رکوع کی اس آیت میں مذکور ہے: ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَنَمُودٌ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنٌ وَأَخُوهُ لُوطٌ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِندَهُ﴾ (سورہ ق: ۱۳ تا ۱۴) "یعنی تمہاری قوم سے پہلے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا چکی نوح کی قوم نوح کو اور اہل رس اپنے نبی حنظلہ بن صفوان یا کسی اور نبی کو اور ثمود یعنی صالح کی قوم صالح کو عَاد ہود کو اور فرعون موسیٰ کو اور لوط کے بھائی یعنی قوم لوط کو اور اہل ایکہ یعنی بن کے رہنے والے شعیب کو اور تبع کی قوم اور تبع کو ان سب نے جیسا یا رسولوں کو جیسا کہ جیسا یا تم کو تمہاری قوم قریش نے۔ پس واجب ہوا ان پر نزل عذاب" مفسرین رحمہم اللہ نے تحریر کیا ہے کہ تبع یمن میں ایک بادشاہ حمیری تھا جس کا نام اسعد بن ملکی کرب تھا اور اس کی کنیت ابو کرب تھی۔ یہ ایمان لایا اور اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا۔ لیکن قوم نے اسے بھی جیسا یا۔



کیں۔ یہ تیسرا طبقہ جس کا نسب فالح ابن عامر ابن شاخ ابن ارفخشند ابن سام ابن نوح سے تعلق ہے کیونکہ طبقہ ثانیہ والے یعنی عرب مستعربہ سے زمانا اور نسباً بہت ہی قریب ہے۔ کیونکہ طبقہ ثانیہ والے عابر ابن شاخ کی اولاد سے ہیں اور طبقہ ثالثہ والے فالح ابن عامر ابن شاخ کی نسل سے ہیں۔

چوتھا طبقہ جو کہ درحقیقت طبقہ ثالثہ کی اولاد و احفاد سے ہے عرب مستعجمہ کہلاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ظاہر کی جاتی ہے کہ جب اسلام کی عالمگیر روشنی نے عرب کو شرک و الجاد کی تاریکی سے نکال کر ایک نئے طرز کی دولت و حکومت کی بنا ڈالی اور اس طبقہ رابعہ کی ترقی کرنے والی نسلوں نے مشرق سے مغرب تک پھیل کر اپنی کامیابی کے پھریرے بڑے بڑے شاندار ممالک کے بلند میناروں پر اڑائے اور عجمیوں کی مخالفت اور میل جول نے ان کو اور اس زبان کو جو اصلی مادری زبان کے قائم مقام ہو رہی تھی ایسا کچھ متغیر و تبدیل کر دیا کہ بظاہر بالکل مخالف ہو گئی۔ اس وقت اس چوتھے طبقے کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو عرب مستعجمہ سے تعبیر کیا گیا۔ ایک بات یہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ (اولاً) عرب علی العموم اب تک ہر اس شخص کو جو کہ جزیرۃ العرب کا رہنے والا نہ ہو عجمی کہتے ہیں اور (ثانیاً) عرب تاریخی حالات کے اعتبار سے چار طبقوں پر تقسیم ہیں ورنہ بلحاظ زبان عرب کے دو ہی طبقے مشہور ہیں ایک عرب عاربہ اور دوسرا عرب مستعربہ۔

ترتیب کتاب: پہلے ہم طبقہ اولیٰ یعنی عرب عاربہ کے انساب اور ان کی دولت و حکومت کے حالات بیان کریں گے۔ اس کے بعد طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ بنی حمیر بن سبا کے انساب اور ان کے ملوک تابعہ کی حکومت و دولت کے تذکرے لکھ کر ان کے معاصرین ملوک بابل سریانین و ملوک موصل و غینوی و قبیط ملوک مصر و بنی اسرائیل صائبہ و فارس و دولت یونان و اسکندر یہ و قیصرہ روم کے حالات و انساب لکھیں گے۔ پھر طبقہ ثالثہ عرب تابعہ عرب یعنی قضاعہ و قحطان و عدنان اور ان کی دونوں شاخیں ربیعہ و مضر کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ سب سے پہلے قضاعہ کے انساب اور ان کی حکومت جو کہ آل نعمان کی حیرہ و عراق میں تھی اور ان کے مخالفین ملوک کندہ بنی حجر آکل المرار کی شام میں بنی جفہہ کی بلقاء میں اور اوس و خزرج کی مدینہ نبویہ میں تھی لکھیں گے۔ اس کے بعد بنو عدنان کے انساب اور ان کی حکومت کا حال جو کہ مکہ میں قریش کے قبضے میں تھی تحریر کریں گے۔ اس کے بعد ہم اس شرافت و کرامت کو بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو نبوت و ہجرت کی قسم سے مرحمت فرمائی ہے۔ اس قدر لکھنے کے بعد خلفاء اربعہ کے حالات اور ان کے زمانہ کے ردت و فتوحات و فتن کے تذکرے تحریر کریں گے۔

پھر خلفائے اسلام بنی امیہ عباسیہ علویہ پھر دولت عبیدیہ اسماعیلیہ کا جو کہ قیروان و مصر میں تھی۔ پھر قرامطہ کا جو کہ بحرین میں تھی پھر وعات طبرستان و دیملم پھر علویہ کی اس حکومت کا بیان ہوگا جو کہ حجاز میں تھی۔ پھر ان بنو امیہ کو لکھیں گے جو اندلس میں بنو عباس کے مخالف تھے۔ پھر مستبدین دعوت عباسیہ یعنی ابن اغلب جو کہ افریقہ میں تھے اور بنی حمدان جو کہ شام میں تھے اور بنی مقلد جو کہ موصل میں تھے اور بنی صالح بن کلاب جو کہ حلب میں تھے اور بنی مروان جو کہ دیار بکر میں تھے اور بنی اسد جو کہ حله میں تھے اور بنی زیاد جو کہ یمن میں تھے اور بنی ہود جو کہ اندلس میں تھے ان کے حالات لکھیں گے۔

اور اس قدر لکھنے کے بعد ہم قایمین دعوت عبیدیہ یعنی صلحیون کے جو کہ یمن میں تھے اور بنی ابی الحسن کلبی کے حالات جو کہ صقلیہ اور اطراف مغرب میں تھے لکھ کر پھر ان لوگوں کے حالات لکھیں گے جو دولت عباسیہ کی دعوت عجم میں کر رہے تھے یعنی بنی طولون مصر میں اور بنی طنج و بن صفار فارس و جستان میں اور بنی سامان ماوراء النہر بنی سبکتگین غزنہ و خراسان میں اور



غوریہ غزنہ و ہند میں اور کزوسی بنی حسنیہ خراسان میں۔

اس کے بعد ان دو اسلامی حکومتوں کا حال تحریر کریں گے جو دولت عرب کے بعد دو بڑی سلطنتوں میں شمار کی جاتی ہیں یعنی دیلم سے بنی بویہ اور ترک سے سلجوقیہ، ملوک سلجوقیہ کے قبضے میں بنی طغتگین شام میں اور قطلمش بلاد روم میں اور بنی خوارزم شاہ بلاد عجم و ماوراء النہر میں اور بنی ستمان خلاط اور آرمینیا میں اور ارق مار دین میں اور بنی زنگی شام میں اور بنی ایوب مصر میں تھے۔

پھر ان ترک کے حالات لکھے جائیں گے جو ان کے ممالک کے وارث ہوئے اور انہوں نے حکومت اسلام خلافت عباسیہ سے لے لی پھر ان کے اسلام میں داخل ہونے کی کیفیت بیان کی جائے گی اور یہ بنی ہلاکو عراق میں اور بنو ذوشیخان شمال میں اور بنی ارتنا بلاد روم میں اور بنی ہلاکو کے بعد بنی شیخ حسن بغداد میں اور بنی مظفر اصفہان و شیراز و کرمان میں اور بنی ارتنا کے بعد ملوک بنی عثمان ترکمان سے بلاد روم وغیرہ میں ہیں۔ اس کے بعد طبقہ رابعہ یعنی عرب مستعجمہ کے حالات لکھیں گے جن کی دولت و حکومت کچھ مشرق و مغرب میں تھی۔ جب ان کے حالات ہم لکھ چکیں گے تو بربر کا تذکرہ تحریر کریں گے جن کی حکومت مغرب میں تھی اور وہیں ان کی حکومت و دولت کی فہرست بھی لکھیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

**عرب عاریہ کی اصل:** نوخ کے بعد عرب کا یہ گروہ سب سے زیادہ قوی اور عظیم الشان اور مقدم تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا زمانہ اس قدر بعید گزرا ہے کہ ان کے حالات و اخبار سے پورے طور پر اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ طبری کی کتاب یا قوتیہ اور کسائی کی کتاب البدو سے عرب عاریہ کے حالات پورے پورے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں نے نہ تو تاریخ کے پیرائے میں لکھا ہے اور نہ صحت کا کوئی خاص التزام کیا ہے اس کے علاوہ اس سے بھی ہم قطع نظر کر لیں تو صرف ایک توریہ باقی رہتی ہے۔ اس میں بھی اگرچہ عرب کے اس گروہ کا کہیں ذکر و تذکرہ نہیں ہے لیکن چونکہ بنی اسرائیل کا زمانہ عرب عاریہ کے زمانہ سے بہت ہی قریب تھا اس وجہ سے بنی اسرائیل اور علماء توریہ کی روایتوں کو ہم قابل اطمینان و اعتبار سمجھ کر اس گروہ کی کیفیات معاشرت حکومت اور اختلافات کے حالات کو ان لوگوں سے نقل کرنا چاہتے ہیں جو اپنا قدیمی مذہب چھوڑ کر اسلام میں آگئے ہیں اور اسی کو ہم معتبر سمجھتے ہیں۔

عرب عاریہ جزیرہ نما عرب کے رہنے والے نہ تھے اور نہ ان کے آباء و اجداد کا یہ مسکن و ماوا تھا۔ یہ لوگ سرزمین بابل میں رہتے تھے۔ معلوم نہیں کب اور کیوں؟ بنی سام اور بنی حام سے کسی قدر ناچاتی ہوئی اور تھوڑی بہت چل بھی گئی۔ بنی سام بابل سے جزیرہ العرب چلے آئے اور یہیں ان لوگوں نے بود و باش اختیار کی۔ اس گروہ میں ہر قبیلے اور فرقے کے جدا جدا بادشاہ یا امیر ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان پر بنی یعر بن فحطان غالب آئے اور جس طرح انتظام دنیا کے لئے ان میں امیر یا بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوتے رہے۔ اسی طرح دین و آخرت کی اصلاح کے لئے انبیاء علیہم السلام بھی مبعوث ہوتے تھے۔

**قوم عاد:** سب سے پہلے عرب کا جو بادشاہ ہوا وہ عاد بن عوض ابن ارم ابن سام تھا۔ اس کی قوم ارض احقاف میں یمن و عمان اور حضرموت کے درمیان رہتی تھی۔ اس کی ایک ہزار بیویاں تھیں اور چار ہزار لڑکے تھے۔ بارہ سو برس کی عمر پائی۔ بیہتی روایت کرتا ہے کہ اس کی عمر صرف تین سو برس کی ہوئی۔ عاد ابن عوض کے بعد اس کے تین لڑکے شداد شدید ارم یکے بعد

۱۔ مسعودی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں سب سے پہلے عوض ابن ارم نے تین سو سال تک حکومت کی تھی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا عا۔  
تحت نشین ہوا تھا۔ واللہ اعلم



دیگرے سلطنت و حکومت کرتے رہے۔ مسعودی کا بھی یہی خیال ہے کہ شداد عاد کے بعد بادشاہ ہوا اور ممالک شام و ہندو عراق کو اس نے فتح کیا۔

**باغ ارم:** علامہ زمخشری اسی شداد ابن عاد کی نسبت تحریر کرتا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں مدینہ ارم بنوایا تھا۔ جس میں سونے چاندی کی اینٹیں اور یاقوت و زبرجد کے دروازے تھے اور اس کا قصہ اس طرح بیان کیا ہے کہ شداد بن عاد سے ایک روز اس کے زمانے کے نبی نے جنت کی تعریف کر کے کہا کہ اگر تُو بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کرے گا تو اس کے عوض اللہ تعالیٰ تجھے جنت دے گا۔ شداد نے کہا ”میں خود ویسی جنت بنا سکتا ہوں مجھے تیرے اللہ کی جنت کی ضرورت نہیں ہے“۔ شداد نے یہ کہہ کر صحرائے عدن میں ارم بنوایا۔ علامہ ابن سعید بیہقی سے روایت کرتا ہے کہ باغ ارم کا بانی ارم بن شداد ابن عاد اکبر ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ صحرائے عدن میں نہ تو کوئی مدینہ ہے اور نہ ارم نام کا کوئی باغ ہے۔ یہ سب بے اصل و خرافات قصے ہیں اور ضعیف مفسرین کی من مانی اور دل بہلاؤ باتیں ہیں اور ارم جو کہ قول باری تعالیٰ ﴿إِذْ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ (فجر) میں مذکور ہے اس سے قبیلہ مراد ہے نہ کہ شہر و باغ۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ عوص کی حکومت تین سو برس تک رہی۔ اس کے بعد عاد ابن عوص حکمران ہوا اور جیروان ابن سعد ابن عاد انہی کا ایک بادشاہ تھا جس نے شہر دمشق کو تاخت و تاراج کیا اور سنگ مرمر اور قیمتی پتھروں سے ایک مکان بنوایا

۱۔ ہمارا حافظ اور محدود علم اگر صحیح بتلا رہا ہے تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام المفسرین قدوۃ المحققین قاضی ناصر الدین ابوالخیر شیرازی بیضاوی کا خیال اسی کے قریب قریب ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر موسومہ انوار التزیل و اسرار التادیل میں صاف طور سے لکھ دیا ہے کہ آیہ کریمہ: ﴿الْمُتْرَكِيفُ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادِ اِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (الفجر: ۸۲۶) میں ارم سے اولاد یا قبیلہ ارم مقصود ہے نہ کہ جنت جیسا کہ اس کا یہ بیان کہ (ارم) عطف بیان ((لعاد علی تقدیر مضاف ای سبط ارم)) ”لفظ ارم عاد کا عطف بیان ہے یہ تقدیر مضاف یعنی سبط ارم“۔ اس تفسیر کے موافق آیہ موصوفہ کے یہ معنی ہوئے کہ آیا تُو نے نہیں دیکھا کہ کیا کیا تیرے رب نے عاد کے ساتھ جو کہ سبط (اولاد) ارم سے تھا۔ گو انوار التزیل ہی میں ارم والا مشہور قصہ یہی مذکور ہے لیکن علامہ مفسر نے قیل کر کے اس قصہ کو بیان کیا ہے جو کہ قول ضعیف پر دلالت کرتا ہے اور علامہ جمال الدین محمد ابن احمد علی شافعی کی تفسیر سے بھی یہی مفہوم ہورہا ہے کہ آیہ کریمہ مذکور میں ارم سے مقصود اولاد ارم ہے چنانچہ ﴿لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (فجر: ۸) کی تفسیر میں ((فی بطشتہم و قوتہم)) تحریر کرتے ہیں۔ اگر علامہ موصوفہ کے خیال سے یہ بات پیدا ہوگئی ہوتی کہ ارم سے مقصود باغ یا جنت ارم ہے تو ہرگز ہرگز ((فی بطشتہم و قوتہم)) نہ تحریر کرتے کیونکہ ((بطش)) ”غصہ“ اور قوت کی صفتیں انسان میں ہوتی ہیں نہ کہ جنت اور باغ یا شہر میں۔ الحاصل ان دونوں تفسیروں سے ارم (جنت مصنوعی) کا تو کچھ پتہ نہ چلا۔

باقی رہا کلام جاہلیت وہاں کہیں کہیں یہ دیکھا گیا ہے کہ شعرائے جاہلیت تشبیہا کا نہ ارمی کہا کرتے تھے جس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ ارم کوئی ایسا شخص یا قبیلہ تھا کہ جس سے عظمت و بیت وقوت میں تشبیہ دی جاتی ہے۔ مؤرخین کا یہ حال ہے کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس پر کچھ بحث نہیں کی اور اصل طبری ناپید ہے۔

اب اس مقام پر ایک یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ اگر کسی واقعہ کو مؤرخین نے ذکر نہ کیا ہو تو وہ سرے سے جھوٹا سمجھا جائے۔ ممکن ہے کہ شداد ابن عاد یا کسی اور نے کوئی جنت بنوائی ہو اور زمانہ بعید گزرنے کی وجہ سے مؤرخین تک یہ خبر نہ پہنچی ہو۔ اس سوال کا صرف اس قدر جواب دینا ہم کافی سمجھتے ہیں کہ اس آیت سے جس پر ارم کے قصہ کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جنت کا بنانا تو ثابت نہیں ہوتا اور نہ اس آیت سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ ارم سے وہی ارم مقصود ہے جس کا قصہ عوام میں مشہور ہورہا ہے۔ باقی رہا باغ ارم کا وجود۔ اس سے ہم انکار نہیں کرتے لیکن ارم بمعنی جنت کلام عرب میں اس وقت ہماری نظر سے نہیں گذرا (مترجم)



تھا۔ جس کا نام اس نے ارم رکھا تھا۔ دمشق کے دروازوں پر اس کا اب تک وجود پایا جاتا ہے اس کو باب جیرون کہتے ہیں۔ کتاب الاغانی کے صوت اول کے کسی بیت میں اس کا ذکر آ گیا ہے۔ ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ جیرون کا ایک بھائی یزید تھا جس کے نام سے شہر یزید مشہور ہے۔ یزید اور جیرون دونوں سعد بن لقمان ابن عاد کے بیٹے ہیں۔ انہی دونوں کے سبب سے باب جیرون اور نہر یزید مشہور ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ باب جیرون سلیمان علیہ السلام کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر زمانہ بنی اسرائیل میں موسوم ہوا ہے جو کہ ان کے زمانہ حکومت میں کار پرداز تھا۔

**شداد بن بداد:** علامہ ابن سعید نے قبٹیوں کے حالات میں تحریر کیا ہے کہ شداد بن بداد بن بداد بن شداد بن عاد نے قبٹیوں سے خوب لڑائیاں کیں اور ان کے مقبوضات میں سے مصر اسکندر یہ وغیرہ کو لے لیا اور وہیں ایک شہر ادن نامی آباد کیا۔ جس کا ذکر توریث میں بھی آیا ہے پھر جب وہ انہی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا تو قبٹیوں نے اپنے بھائی بربریوں اور سودانیوں کو جمع کر کے عرب کو مصر سے نکال دیا اور مصر کو بدستور اپنے مقبوضات میں داخل رکھا۔

**حضرت ہود:** کچھ عرصے بعد شامت اعمال سے جب اس گروہ کے اقبال نے ان سے منہ پھیرنا چاہا تو ان میں بت پرستی پھیلنے لگی۔ رفتہ رفتہ اس قدر بت پرستی عام ہوئی کہ ہر کہ دمہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں کی پرستش کرنے لگا۔ معبود حقیقی کو بالکل

(مترجم) ہود آدم علیہ السلام کے بہت ہی مشابہ تھے۔ سر پر بکثرت گھنگھریالے بال، حسین بلند قامت تھے، ہمیشہ تجارت کرتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ کس سنہ میں جناب موصوف کو نبوت دی گئی۔ لیکن اس قدر البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ خلجان اور لقمان بن عاد یا ابن صدیق بن عاد کے عہد حکومت میں ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے جو کہ تیرہ قبیلے تھے اور ان کے ممالک بہت سرسبز اور آباد تھے۔ ہود پچاس برس تک وعظ کرتے رہے اور وہ قوم یہی کہتی رہی: ﴿مَا جِئْنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي الْهَيْتَا عَنْ قَوْمِكُمْ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ﴾ (ہود: ۵۳) ”تم ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے نہیں، ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ تم پر ایمان لائیں گے۔“ قوم لقمان تو ہود پر ایمان لائی اور خلجان کی قوم بدستور اپنے کفر و الحاد پر قائم رہی اور کہنے لگی: ﴿إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ الْهَيْتَا بِسُوءٍ﴾ (ہود: ۵۳) ”ہم تو یہ کہتے ہیں تم کو ہمارے بعض خداؤں نے جن کی تم پرستش نہیں کرتے ہود یوانہ کر دیا ہے۔“ ہود نے جب ان کے کفر و الحاد کو حد سے متجاوز ہوتے دیکھا تو بہ مجبوری جناب باری میں دعا کی۔ تین برس تک ایک قطرہ پانی کا نہ برسا، سارے چشمے خشک ہو گئے۔ بھیڑ بکریاں تمام چوپائے مر گئے۔ قحط نے سب کا حال پتلا کر دیا۔ اس کے باوجود ہود کے اس کہنے پر ﴿اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَ يُزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ﴾ (ہود: ۵۲) ”اپنے خدائے برحق سے معافی چاہو اور اس سے رجوع کرو وہ تم پر آسمان سے پانی برسائے گا اور تمہاری قوتوں کو اور تواتائی دے گا۔“ بد نصیب قوم نے کچھ خیال نہ کیا اور نہ بت پرستی سے باز آئی۔ یہ عجیب قدرتی شے ہے کہ ابتدائے آفرینش سے جو لوگ سر زمین حجاز میں رہتے تھے جب ان میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ سر زمین مکہ میں جاتا دعا کرتا، قربانی کرتا، اللہ جل شانہ اس کی حاجت بر لاتا تھا۔ حالانکہ اس وقت تک نہ تو حرم شریف ہی کا کچھ وجود تھا اور نہ یہ لوگ ایمان والوں میں سے تھے۔ چنانچہ قوم ہود نے اپنی قوم سے چند لوگوں کو بطور وفد جن میں

۱۔ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی اس وقت فرشتوں نے خانہ کعبہ..... حاشیہ جاری



نعیم ابن ہزال ابن انزہیل ابن عبیل ابن صد ابن عاد اور علقمہ ابن الخسری اور مرشد بن سعد اور لقمان بن لقیم۔ ان میں سے دو مسلمان اور باقی سب کافرو بت پرست تھے۔ مکہ کی طرف روانہ کیا۔ تیسرے روز یہ لوگ مکہ پہنچ گئے اور معاویہ بن بکر کے مکان پر مقیم ہوئے معاویہ بن بکر انہی کی قوم میں سے تھا اس نے مہمانداری کے خیال سے کہا کہ تین روز ٹھہر کر آرام کرو۔ جب سفر کی تھکان دور ہو جائے تو اس وقت اطمینان کے ساتھ بحضور قلب دعا کرنا ان لوگوں نے شامت اعمال سے اسے قبول کر لیا۔

اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ یہ لوگ دعوت و رقص و مے نوشی میں ایسے ڈوبے کہ اپنی پیاسی قحط زدہ قوم کو بھلا دیا۔ تین روز کا کیا ذکر ہے مہینوں گزر گئے۔ معاویہ بن بکر نے جب ان لوگوں کو عیش و عشرت میں اس قدر منہمک دیکھا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ جس کام کے لئے آئے تھے انہوں نے بالکل بھلا دیا ہے۔ اپنی لونڈیوں کو چند ایسے اشعار سکھلائے کہ جس سے یہ لوگ ہوشیار ہوئے اور اپنی غفلت اور خود فراموشی پر تادم ہوئے۔

مرشد بن سعد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بھائیو مناسب یہ ہے کہ واپس چلو اور ہود پر ایمان لاؤ تاکہ تم اور تمہاری قوم سختی اور مصیبت سے نجات پائے۔ مرشد کے ساتھیوں نے یہ سمجھا کہ یہ کافر (یعنی مؤمن) ہو گیا ہے۔ ہمیں گمراہ کرتا ہے اور اس وجہ سے مرشد سے علیحدہ ہو کر دعا کرنے لگے۔ تین ساعت بعد ابر کے تین ٹکڑے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ آسمان کے کنارے پر ظاہر ہوئے اور یہ ندا آئی کہ ان میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ وفد نے یہ سمجھا کہ سفید ابر تو یقینی پانی سے خالی ہے سرخ ابر کا حال کچھ معلوم نہیں۔ باقی رہا سیاہ اس میں پانی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی خیال سے ان لوگوں نے سیاہ ابر کی خواہش کی اور ہنستے ہوئے مرشد کے پاس آئے اور کہا کہ لو وہ دیکھو سیاہ ابر خدا نے ہماری دعا سے بھیج دیا ہے۔ اب قحط اور خشک سالی کی تکلیف جاتی رہے گی۔

یہ ابر جس وقت قوم عاد کے قریب پہنچا۔ ہود تو سمجھ گئے کہ یہ عذاب و قہر الہی ہے اور قوم عاد یہ سمجھی کہ یہ ابر پانی سے بھرا ہے۔ خوشی خوشی اس کی طرف دوڑی۔ ہود نے ان لوگوں سے کہا: ﴿بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِئْهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (احقاف: ۲۴) ”بلکہ جس طرف تم عجلت سے جاتے ہو اس میں ہوا ہے اور وہی عذاب کا رنج دینے والا ہے۔“ قوم عاد نے پہلے ہود کے اس قول کو بالکل لایعنی سمجھا لیکن جب پے در پے ہوا کے جھونکے آتے رہے تو یہ کہنے لگے کہ قاعدہ یہی ہے کہ

گزشتہ سے پیوستہ..... کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد آدم نوح ابراہیم علیہم السلام نے اس کی تجدید کی اور یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس مقام پر آج کعبہ ہے اسی مقام کی مٹی سے آدم کا پتلا تیار کیا گیا اور میدان عرفات میں حوا سے آپ کی ملاقات ہوئی اور جس طرح مشرکین مکہ کفر کے باوجود کعبہ کی عزت کرتے تھے۔ اسی طرح سابقہ لوگوں کا حال تھا۔

وہ اشعار جو معاویہ بن بکر کی لونڈیوں نے مجلس غنا میں گائے تھے۔ ان میں سے چار اشعار یہ ہیں۔

الایاقیل و یحک قہم فہیم	لعل اللہ یصحننا غماما
فیسقی ارض عاد ان عادا	قد امسوا الا بینون الکلاما
وان الوحش ارض جہارا	ولا یبختی لعادی سہاما
وانکم لعنا فیما اشتہیم	نہارکم و لیلکم تماما

”اے قیل تجھ پر تھ ہوا ٹھہرنی سے باتیں کر شاید خدا پانی برسائے تاکہ زمین عاد سیراب ہو کیونکہ عاد خشک سالی کی وجہ سے ایسے ہو گئے ہیں کہ بات تک نہیں کر سکتے وحشی جانور بے تکلف ان لوگوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور عادیوں کے تیر سے نہیں ڈرتے اور تم یہاں عیش و آرام میں شبانہ روز گزار رہے ہو۔“



بھلا دیا۔ اپنی قوت اور توانائی پر ایسے نازاں ہوئے کہ سمجھانے سے بھی سمجھنے کی امید ان سے کم کی جاتی تھی، اللہ جل شانہ نے انہی سے ہود ابن عبد اللہ بن رباح بن خلود بن عاد کو نبوت عطا فرمائی۔ بعض نسابین نے ہود کا سلسلہ نسب اس طرح پر بیان کیا ہے کہ ہود عابر کے بیٹے تھے اور عابر شالخ کے اور شالخ ارفخشند ابن سام کے لڑکے تھے۔

**عرب بن قحطان:** ایک مدت تک یہی قوم علی الاتصال تحت نشین حکومت و سلطنت رہی۔ ان پر عرب بن قحطان غالب آیا اور یہ قوم حضرموت کے پہاڑوں میں چلی گئی اور ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ صاحب زجارج نے لکھا ہے کہ ان کا بادشاہ عاد بن و قیم بن عاد اکبر وہی ہے جو عرب بن قحطان سے لڑا تھا وہ کافر تھا، مہتاب پرستی کرتا تھا اور زمانہ نوح میں تھا لیکن یہ روایت بعید از قیاس ہے کیونکہ ہود علیہ السلام قوم عاد کے نومانہ آخری یا ابتداء عہد حکومت میں مبعوث ہوئے تھے اور عرب قوم عاد کے زمانہ حکومت ختم ہونے کے وقت غالب آیا تھا۔ عبدالعزیز جرجانی نے لکھا ہے کہ قوم عاد سے یعر بن شداد اور عبدالمہر بن معد یکرب بن شمد بن شداد بن عاد ابن و حناد بن میاد بن شمد بن شداد اور ان کے علاوہ اور بادشاہ بھی تھے جو فنا ہو گئے۔

**یثرب کا پانی:** عیسیٰ بن عاد بن عوس بن ارم بن سام کا جیسا کہ کلبی نے لکھا ہے اور عوس بن ارم کا بھائی تھا۔ جیسا کہ طبری نے لکھا ہے اور یہ مقام حنفہ مکہ اور مدینہ کے درمیان میں جو کہ آج کل میقات احرام ہے رہتا تھا۔ اس کا بڑا خاندان تھا۔ اس کے لڑکے اسی کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ عرب عاربہ کے ایک قبیلہ کا یہ مورث اعلیٰ تھا اس قبیلہ کو بھی سیل نے تباہ اور نیست و نابود کیا ہے اور جس نے یثرب کو آباد کیا تھا وہ انہی میں سے تھا جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے کہ وہ یثرب بن باملہ بن مہابل بن عیسیٰ بن عاد اور سیلی کہتا ہے کہ یثرب کا آباد کرنے والا عمالیق سے یثرب ابن مہلائل بن عوس بن عملیق تھا۔

عرض مترجم جاری.....

آندھی پہلے آتی ہے اور اس کے پیچھے پانی آتا ہے۔

ہود کا یہ کہنا کسی قدر صحیح ضرور ہے کہ یہ ہوا ہے اس کے بعد پانی ضرور آئے گا تمام لوگ گھروں سے پانی کی امید میں باہر آ گئے ہود یہ سمجھے کہ یہ قوم منکر شاید اپنے افعال سے توبہ کرے اور خدائے واحد پر ایمان لائے۔ لیکن جناب موصوف کا یہ خیال ہی خیال تھا ان کے دلوں پر تو مہریں لگادی گئی تھیں، آنکھوں پر پردے پڑے تھے، کیسے وہ دیکھتے سمجھتے۔ ہوانے سب کو زمین پر ایسے اٹھا اٹھا کر پٹھنیاں دیں کہ ان کی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر خاک و برباد ہو گئیں۔ جیسا کہ کلام ربانی کی آیہ کریمہ ﴿وَ فِی عَادِ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَاقِیْمَ مَا تَلُوْا مِنْ شَیْءٍ اَنْتَ عَلَیْهِ الْاِلٰہُ جَعَلْنٰهُ كَالرِّیْمِ﴾ (الذاریت: ۴۲-۴۱) اور قوم عاد میں جب کہ ہم نے بھیجی ان پر ہوائے بے منفعت کہ نہ چھوڑتی تھی کوئی چیز جس پر کہ یہ گزرتی۔ مگر یہ کہ کر ڈالتی تھی چور چور۔ سے استفادہ ہوتا ہے۔

اس باد صرصر نے جو کہ عذاب الہی کا ایک نمونہ تھی۔ سات شب اور آٹھ دن میں عاد جیسی عظیم الشان قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ سوائے ہود اور ان لوگوں کے جو کہ جناب موصوف پر ایمان لائے تھے کوئی بھی جان بر نہ ہوا۔ یہ وحشت افزا خبر جس وقت مکہ پہنچی۔ مرثد نے اپنے ہمراہیوں سے ایمان لانے کے لئے کہا لیکن شامتی ہمراہیوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو قوم کی ہلاکت کے بعد زندگی کس کام آئے گی۔ یہ خیال ابھی تمام نہ ہونے پایا تھا کہ ہوا کے ایک سخت جھونکے نے ان لوگوں کو بھی پہاڑ سے نیچے پھینک دیا۔



عبد ضخم: عبد ضخم ارض طائف میں رہتے تھے۔ یہ بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئے جو کہ کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان لوگوں کی عمریں بہت بڑی ہوتی تھیں۔ قوت اور جسامت میں بے مثل تھے سب سے پہلے جس نے عربی خط لکھا تھا وہ یہی عبد ضخم بن ارم ابن سام تھا۔

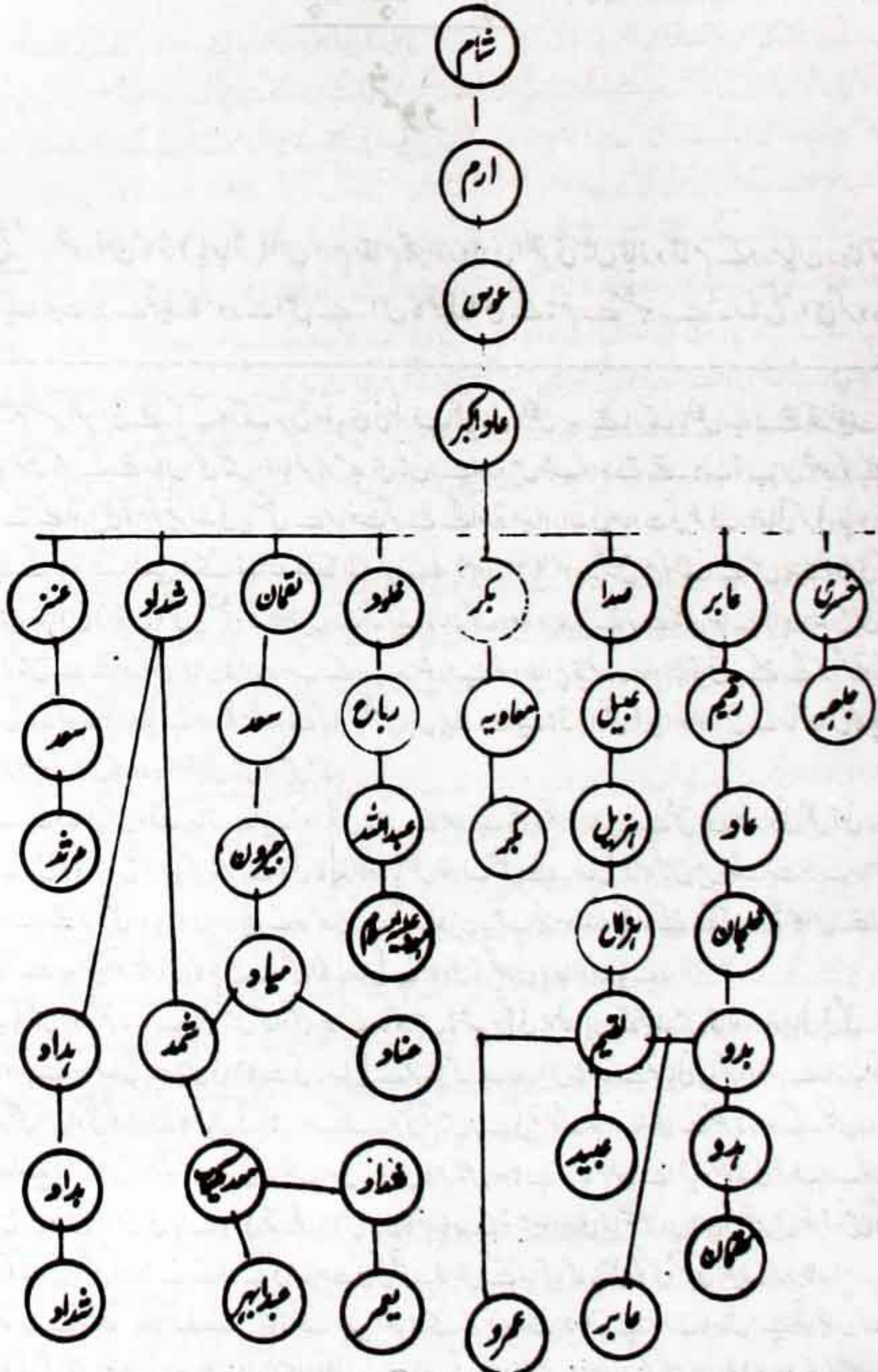
اس قوم میں زیادہ تر جن بتوں کی جھوٹی خدائی پھیلی تھی اور عام طور سے انہی کی پرستش کھلم کھلا ہو رہی تھی ان میں ایک کا نام ضرب تھا دوسرے کو ضمور کہتے تھے تیسرا البیہ کے نام سے مشہور تھا۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾

(الصفت: ۱۸۰)



## قوم عاد اور حضرت ہودؑ کا شجرہ نسب





## باب : ۳

### شمود

حضرت صالح : شمود ابن کاثر (یا جاثر) ابن ارم مقام حجر اور وادی القرئی میں حجاز و شام کے درمیان رہتا تھا۔ یہ بھی عرب عاربہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے۔ اس کا قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ صالح اسی گروہ کی طرف

۱۔ صالح نہایت حلیم منکسر المزاج تھے۔ آپ کا رنگ سرخ سفیدی کی طرف مائل بال بالکل سیدھے باریک بالکل سیاہ نہ تھے بلکہ خفیف سا بھورا پن ظاہر ہوتا تھا۔ برہنہ پا ہمیشہ پھرتے تھے مکان کبھی نہیں بنوایا عمر بھر مسجد ہی میں رہے اور وہیں شب کو سوتے تھے۔ جب آپ سن شعور کو پہنچے اور خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اپنی قوم کو غیر اللہ کی پرستش سے ممانعت کرنے لگے اور توحید اور اللہ کی عبادت کی طرف رہنمائی کرنی چاہی تو عوام کا کیا ذکر ہے خواص بھی کہنے لگے: ﴿وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ﴾ (ہود: ۶۲) ”اور بہ تحقیق ہم کو شک ہے جس چیز کا تم دعویٰ کرتے ہو ہم تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں (بتوں) کی پرستش نہ چھوڑیں گے“۔ ایک زمانہ تک وعظ و پند کرتے رہے لیکن سوائے رابعہ جندع بن عمرو اور چند آدمیوں کے جو اسی قوم میں سے تھے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ سب کے سب بدستور اپنے کفر و الجاد پر قائم رہے اور باتفاق یہ کہنے لگے کہ اگر تم نبی برحق ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ۔ صالح نے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ قوم شمود نے کہا ”بالفعل اس پہاڑ سے ایک ناقہ (اونٹنی) پیدا ہو اور اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی ہو جس کے بال سرخ ہوں تاکہ ہم لوگ اس کا دودھ استعمال میں لائیں“۔

جناب مؤصوف نے دعا کی اسی وقت پہاڑ سے ایک آواز آئی۔ اس کے بعد ایک پتھر کا ٹکڑا درمیان سے شق ہو گیا اور اونٹنی نکل آئی۔ بد نصیب تباہ ہونے والی قوم نے بے تامل کہنا شروع کر دیا کہ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا بالکل خلاف عقل ہے۔ صالح پیغمبر نہیں ہیں بلکہ بہت بڑے ساحر ہیں۔ کفار آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اونٹنی دو بار بولی اور بچہ کے ساتھ چرنے لگی۔ طمدین یہ تعجب خیز معاملہ دیکھ کر کہنے لگے کہ صالح کا اس سے زیادہ کیا جادو ہو سکتا ہے کہ اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا کیا اور پھر اس کا بچہ چرنے بھی لگا۔ صالح نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔

ان لوگوں کی یہ باتیں ہنوز ختم نہ ہونے پائی تھیں کہ اونٹنی بچہ کے ساتھ اس چشمہ پر آئی جو طمدین کے قبضہ میں تھا اور سارا پانی پی گئی۔ اس دن تو یہ لوگ خاموش رہے۔ دوسرے روز صالح سے اس کی شکایت کی۔ صالح نے فرمایا کہ ایک روز اس چشمہ سے تم پانی پیا کرو دوسرے روز یہ اونٹنی پیے گی۔ لیکن دیکھنا کبھی بھول کر بھی اس اونٹنی کو مارنے کا خیال نہ کرنا۔ جب تک یہ اونٹنی تم میں رہے گی تم لوگ عذاب الہی سے محفوظ رہو گے۔ لیکن ((بحکم ابن آدم حریص علی مامنع)) ”ابن آدم کو جس چیز کی ممانعت ہوتی ہے اسی کا حریص ہوتا ہے“۔ عام طور سے اشیاء ممنوعہ کی طرف سب کو رغبت پیدا ہو جاتی ہے اگر کتب تواریخ کی ورق گردانی کی جائے یا کسی قدر غور و تامل سے کام لیا جائے تو بیسیوں ہی کیا سینکڑوں اس کی نظیریں نظر آئیں گی۔ ہمارے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو گیہوں یا کسی اور دانے کے کھانے کی ممانعت کی گئی تھی۔ قابیل سے کہا گیا کہ ہابیل کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔

یوسف سے یعقوب نے کہا تھا: ﴿لَا تَقْضُصْ ذُنُوبًا كَ عَلٰی اِخْوَانِكَ﴾ (یوسف: ۵) ”اپنے خواب کا حال اپنے بھائیوں سے نہ کہنا“ اور یوسف کے بھائیوں سے کہا گیا تھا: ﴿اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذُّنُبُ﴾ (یوسف: ۱۳) ”میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کو (یوسف کو) بھیڑیا نہ لے.....“



..... جھ کھا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم شمود نے بھی اپنے نبی صالح کے کہنے پر خیال نہ کیا اور اونٹنی کے قتل پر تل گئے اس وجہ سے کہ صالح نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس اونٹنی کو قتل کرے گا اور یہی نزول عذاب کا سبب ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپ اس کا نام بتلائیے ہم اس سے قبل کہ وہ اس اونٹنی کو قتل کرے اسے مار ڈالیں گے۔ صالح نے کہا ابھی وہ پیدا نہیں ہوا اس کا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی ہوں گی۔

سب نے یہ سنتے ہی اس وقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا پیدا ہو مار ڈالا جائے۔ اور نولڑکے کے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ بعض یہ کہنے لگے کہ صالح کی بات بالکل لایعنی ہے ان کے کہنے پر عمل نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالح تمہاری قوم کا دشمن ہے وہ اسی بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق طرح طرح کے خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم شمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا جس وقت سن شعور کو پہنچا تو ان نو آدمیوں کی جن کے لڑکے مارے گئے تھے آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتیں تو یہی کہہ اٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو صالح قتل نہ کرتا تو آج وہ اس سے بھی بڑے ہوتے صالح نے ہمارے ساتھ بڑی دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ ماردی۔ رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالح کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کر لی اور باہم عہد و پیمان کر کے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درہ میں اس غرض سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالح شہر میں آنے لگیں فوراً قتل کر ڈالے جائیں۔ مثل ہے کہ چاہ کن راہ چاہ در پیش۔ اللہ جل شانہ نے ان پر پہاڑ پر سے ایسا پتھر گرا دیا کہ سب کے سب دب کر مر گئے۔ جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت کریمہ: ﴿فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مُكْرِهِمْ اَنَادَمْرُنَاهُمْ وَ قَوْمُهُمْ اَجْمَعِينَ﴾ (النمل: ۵۱) ”دیکھا ان کے مکرو فریب کا کیا نتیجہ ہوا ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کر دیا۔“ سے مفہوم ہوتا ہے۔

چند روز کے بعد دو چار آدمی اس راہ سے ہو کر گزرے اور ان لوگوں کو مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ حال بیان کیا۔ سب متفق ہو کر صالح کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بیچاروں کے لڑکوں کو قتل کر لیا اور بعدہ ان کو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر لے جا کر مار ڈالا۔ یہ سب واقعات اس اونٹنی کی بدولت ہوئے ہم اسے اب زندہ نہ چھوڑیں گے صالح نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

آخر الامر اسی نوجوان گربہ جسم نے جس کی نسبت جناب موصوف نے پیش گوئی کی تھی اونٹنی کے مارنے کا بیڑہ اٹھالیا اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر اونٹنی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ جیسے ہی چشمہ کے قریب آئی اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ اونٹنی کا پاؤں کٹ گیا اونٹنی تو اسی جگہ تڑپنے لگی اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے اونٹنی بچے کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

صالح یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم شمود کو نزول عذاب الہی سے آگاہ کیا۔ بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے۔ صالح نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ ہی تم کو مل جائے تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الہی سے بچ جاؤ۔ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑنے بچنے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دے کر غائب ہو گیا۔ اس وقت صالح نے فرمایا کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے چوتھے روز عذاب الہی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے چہروں سے یہ تغیرات ظاہر ہوں گے پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا اور چوتھے روز تم عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے: ﴿فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمٰتِنَا﴾ (ہود: ۶۶) ”جبکہ آیا ہمارا امر یعنی عذاب پچا لیا ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے“ اس عذاب الہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جس کی کنیت ابورغال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اس کے کانوں تک پہنچی فوراً وہ بھی مر گیا اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے اور ہر ایک سرسبزی و شادابی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہ سب اسی عذاب و قہر کی نذر ہو گئے نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی گاؤں۔ لہذا.....



..... چھ کھا جائے۔ لیکن ان لوگوں نے جس چیز کی ممانعت کی گئی تھی اسی کی مخالفت کی علیٰ ہذا القیاس قوم ثمود نے بھی اپنے نبی صالحؑ کے کہنے پر خیال نہ کیا اور اونٹنی کے قتل پر تل گئے اس وجہ سے کہ صالحؑ نے ایک زمانہ میں پیشین گوئی کی تھی کہ تم میں سے ایک شخص اس اونٹنی کو قتل کرے گا اور یہی نزول عذاب کا سبب ہوگا۔ لوگوں نے کہا آپ اس کا نام بتلائیے، ہم اس سے قبل کہ وہ اس اونٹنی کو قتل کرے اسے مار ڈالیں گے۔ صالحؑ نے کہا ابھی وہ پیدا نہیں ہوا اس کا چہرہ سرخ ہوگا اور آنکھیں بلی کی سی ہوں گی۔

سب نے یہ سنتے ہی اس وقت تو اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو لڑکا اس حلیہ کا پیدا ہو مار ڈالا جائے۔ اور نولڑکے کیے بعد دیگرے مارے گئے لیکن آپس میں سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ بعض یہ کہنے لگے کہ صالحؑ کی بات بالکل لائینی ہے ان کے کہنے پر عمل نہ کرو اور بعضوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ صالحؑ تمہاری قوم کا دشمن ہے وہ اسی بہانہ سے ترقی نسل کو روکنا چاہتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی سمجھ کے موافق طرح طرح کے خیالات ظاہر کر رہا تھا کہ وہ لڑکا جس کی نسبت جناب موصوف نے پیشین گوئی کی تھی پیدا ہوا اور قوم ثمود نے اس لڑکے کو قتل نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ لڑکا جس وقت سن شعور کو پہنچا تو ان نو آدمیوں کی جن کے لڑکے مارے گئے تھے آنکھیں چلتے پھرتے اس لڑکے پر پڑتیں تو یہی کہہ اٹھتے تھے کہ اگر ہمارے لڑکوں کو صالحؑ قتل نہ کرتا تو آج وہ اس سے بھی بڑے ہوتے صالحؑ نے ہمارے ساتھ بڑی دشمنی کی اس نے ہماری نسلی ترقی کی ریڑھ ماردی۔ رفتہ رفتہ اس سرگوشی کا یہ اثر پیدا ہوا کہ ان لوگوں نے صالحؑ کے قتل کرنے کی آپس میں سازش کر لی اور باہم عہد و پیمانہ کر کے سفر کے بہانہ سے گھر سے نکلے اور شہر کے باہر ایک پہاڑ کے درہ میں اس غرض سے چھپ رہے کہ جس وقت رات کو صالحؑ شہر میں آنے لگیں فوراً قتل کر ڈالے جائیں۔ مثل ہے کہ چاہ کن راہ چاہ در پیش۔ اللہ جل شانہ نے ان پر پہاڑ پر سے ایسا پتھر گرا دیا کہ طلب کے سبب دہ کرم گئے۔ جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت کریمہ: ﴿فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْرِمِينَ﴾ (النمل: ۵۱) ”دیکھا انکے مکرو فریب کا کیا نتیجہ ہوا، ہم نے ان کو اور ان کی کل قوم کو تباہ کر دیا“۔ سے مفہوم ہوتا ہے۔ چند روز کے بعد دو چار آدمی اس راہ سے ہو کر گزرے اور ان لوگوں کو مردہ ایک پتھر کے نیچے دبا ہوا دیکھ کر شہر واپس گئے اور اپنی قوم سے یہ حال بیان کیا۔ سب متفق ہو کر صالحؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے پہلے ان بیچاروں کے لڑکوں کو قتل کر لیا اور بعد ان کو بھی زندہ نہ دیکھ سکے اور شہر کے باہر لے جا کر مار ڈالا۔ یہ سب واقعات اس اونٹنی کی بدولت ہوئے، ہم اسے اب زندہ نہ چھوڑیں گے صالحؑ نے ہر چند سمجھایا لیکن ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔

آخر الامر اسی نوجوان گربہ جسم نے جس کی نسبت جناب موصوف نے پیش گوئی کی تھی اونٹنی کے مارنے کا بیڑہ اٹھالیا اور چشمہ کے قریب تلوار کھینچ کر اونٹنی کے انتظار میں بیٹھ رہا۔ اونٹنی اپنے بچے کے ساتھ جیسے ہی چشمہ کے قریب آئی اس نے دوڑ کر ایسا وار کیا کہ اونٹنی کا پاؤں کٹ گیا، اونٹنی تو اسی جگہ تڑپنے لگی اور بچہ جان بچا کر اس پہاڑ پر بھاگ گیا جہاں سے اونٹنی بچے کے ساتھ پیدا ہوئی تھی۔

صالحؑ یہ واقعہ سن کر شہر سے باہر آئے اور قوم ثمود کو نزول عذاب الہی سے آگاہ کیا۔ بعض تو اپنے اسی خیال میں مست رہے لیکن اکثر گھبرا کر گلو خلاصی کی تدبیر پوچھنے لگے۔ صالحؑ نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ بچہ ہی تم کو مل جائے تو عجب نہیں کہ عذاب و قہر الہی سے بچ جاؤ۔ لوگ یہ سنتے ہی پہاڑ کی طرف دوڑنے بچنے آسمان کی طرف دیکھا اور تین آوازیں دے کر غائب ہو گیا۔ اس وقت صالحؑ نے فرمایا کہ تین روز تک تم لوگ دنیا میں اور رہو گے، چوتھے روز عذاب الہی نازل ہوگا اور ان تین دنوں میں تمہارے چہروں سے یہ تغیرات ظاہر ہوں گے، پہلے روز تم لوگوں کا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ دوسرے روز سرخ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا اور چوتھے روز تم عذاب خداوندی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور تم میں سے کوئی شخص سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اس عذاب سے جانبر نہ ہوگا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کلام مجید میں مذکور ہے: ﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا﴾ (ہود: ۶۶) ”(جبکہ آیا ہمارا امر یعنی عذاب بچا لیا، ہم نے صالحؑ کو اور ان لوگوں کو جو کہ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے“ اس عذاب الہی سے کوئی کافر نہ بچا مگر ایک شخص جس کی کنیت ابورغال تھی اس وقت وہ حرم شریف میں تھا جس وقت یہ خبر اس کے کانوں تک پہنچی فوراً وہ بھی مر گیا اس قوم نے ایک ہزار سات سو شہر آباد کئے تھے اور ہر ایک سرسبزی و شادابی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ یہ سب اسی عذاب و قہر کی نذر ہو گئے نہ کوئی شہر بچا اور نہ کوئی گاؤں۔ اس واقعہ کے بعد صالحؑ شام کی طرف چلے گئے اور فلسطین میں مقیم رہے پھر مکہ میں واپس آئے اور یہیں انتقال کیا، تیس برس تک وعظ و پند کرتے رہے۔



مبعوث ہوئے تھے۔ چونکہ یہ لوگ بھی اپنے معاصرین کی طرح طویل القامت (بڑے قد) کثیر الاعداد (بڑی عمر والے تھے) پہاڑوں میں بڑے بڑے عالی شان مکانات بنا کر رہتے تھے۔ اٹھارہ میل مربع میں یہ خاندان آباد تھا، دولت، ثروت، قوت، حکمت سب کچھ تھی لیکن پانی کی ایسی کمی تھی کہ وادی القریٰ میں سوائے ایک چشمہ کے اور دوسرا کوئی چشمہ نہ تھا۔ سب سے پہلے اس قوم میں جس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا وہ عابرا بن ارم ابن ثمود تھا۔ اس نے اپنی قوم میں دو صدیوں تک برابر حکومت کی۔ اس کے بعد جندع ابن عمرو ابن دہیل ابن ارم بن ثمود بادشاہ ہوا اور تین سو برس تک سلطنت کرتا رہا۔ اسی کے عہد حکومت میں صالح ابن عبیل ابن اسف ابن شالح ابن عبیل ابن کاثر ابن ثمود مبعوث ہوئے تھے۔

**شاہان قوم ثمود:** قوم ثمود کے نامی بادشاہوں میں دوبان بن نمج بھی تھا۔ اس نے اپنی حکومت کو اسکندریہ تک بڑھالیا تھا، بلکہ یوں کہنا شاید نازیبا نہ ہوگا کہ دوبان نے اسکندریہ ہی کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور موبہ بن مرہ بن رحیب اور اس کا بھائی ہوتیل بن مرہ ثمودیوں کے اولوالعزم بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے، بعض مؤرخین کا یہ خیال کہ اصحاب الرس جن کے نبی حنظلہ بن صفوان تھے۔ اسی قوم سے ہیں بالکل غلط اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ اصحاب الرس حضور کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ ہم بنی قانع ابن عابر کے حالات میں بیان کریں گے۔ علیٰ ہذا بعض علماء نسب نے ثقیف کو اسی بقیہ ثمود کی نسلوں سے شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ قول محض بے اصل ہے۔ حجاج بن یوسف کے روبرو جب یہ تذکرہ آجاتا تھا تو وہ اس کی تکذیب کرتا تھا اور اکثر اوقات عز من قال ﴿وَتَمُودَ فَمَا بَقِيَ﴾ (النجم: ۵۱) ”بڑا ہی محترم ہے وہ جس نے کہا ہے کہ ثمود باقی نہیں رہے یعنی ہلاک کر دیئے گئے۔“ کہہ اٹھتا تھا۔ اہل توریت نہ عباد اور ثمود اور نہ ہوڈ اور صالح علیہ السلام اور نہ کسی عرب عاربہ کے حالات سے واقف ہیں۔ بظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ توریت میں انہی لوگوں کا تذکرہ ہے جو کہ آدم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان جو موسیٰ کے نسب میں واقع ہوئے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص موسیٰ و آدم کے نسب میں نہیں واقع ہوا۔

**بنی جدیس:** جدیس کی نسبت جس طرح ابن کلبی کی روایت اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ یہ ارم ابن سام کا لڑکا تھا اور یمامہ میں رہتا تھا اور ثمود ابن کاثر کے بھائیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طسم کے بارے میں اس کا بیان بتلا رہا ہے کہ یہ لاؤذ ابن سام کی اولاد سے تھا اور مقام بحرین میں سکونت پذیر تھا۔ لیکن طبری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں (جدیس اور طسم) لاؤذ ابن سام کی نسل سے ہیں اور یہ دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ طبری بروایت ہشام بن محمد کلبی بسند صحیح ابن اسحاق اور نیز علماء عرب سے بیان کرتا ہے کہ طسم اور جدیس دونوں یمامہ میں رہتے تھے۔ یمامہ بہت سرسبز و شاداب شہروں میں شمار

..... ہم پچاس برس کی عمر پائی۔ چہار شنبہ کو اونٹنی ماری گئی اور ایک شنبہ کو قوم ثمود ہلاک کی گئی۔

اونٹنی کے قتل کے اسباب مختلف بیان کئے گئے ہیں، بعض مؤرخین یہ تحریر کرتے ہیں کہ قذار بن سالف ایک روز کسی جلسہ میں اپنے یاران طریقت کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اتفاق سے وہ دن اونٹنی کے پینے کا تھا ان لوگوں کو مجبوری سے خالی شراب پینا پڑی اسی وجہ سے جھلا کر باہم مشورہ کر کے اونٹنی کے قتل پر تیار ہو گئے اور بعض ارباب تاریخ نے یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود میں دو عورتیں ایک قطام دوسری قبال نامی تھی۔ قطام پر تو قذار فریفتہ تھا اور قبال پر مصدع شیدا ہو گیا، لیکن قطام اور قبال دونوں کو اپنے اپنے عاشقوں سے کچھ دلچسپی نہ ہوئی۔ قذار اور مصدع نے اپنی اپنی معشوق سے ملنے کی تمنا میں کیں۔ چونکہ ان دونوں کو ملنا نہ تھا غیر ممکن امر سمجھ کر انھیں کہ اگر تم دونوں آدمیوں کو ہم سے ملنا منظور ہے تو اونٹنی کو قتل کر ڈالو۔ قذار اور مصدع یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی قوم کی ہلاکت کا باعث ہوئے۔



کیا جاتا تھا۔

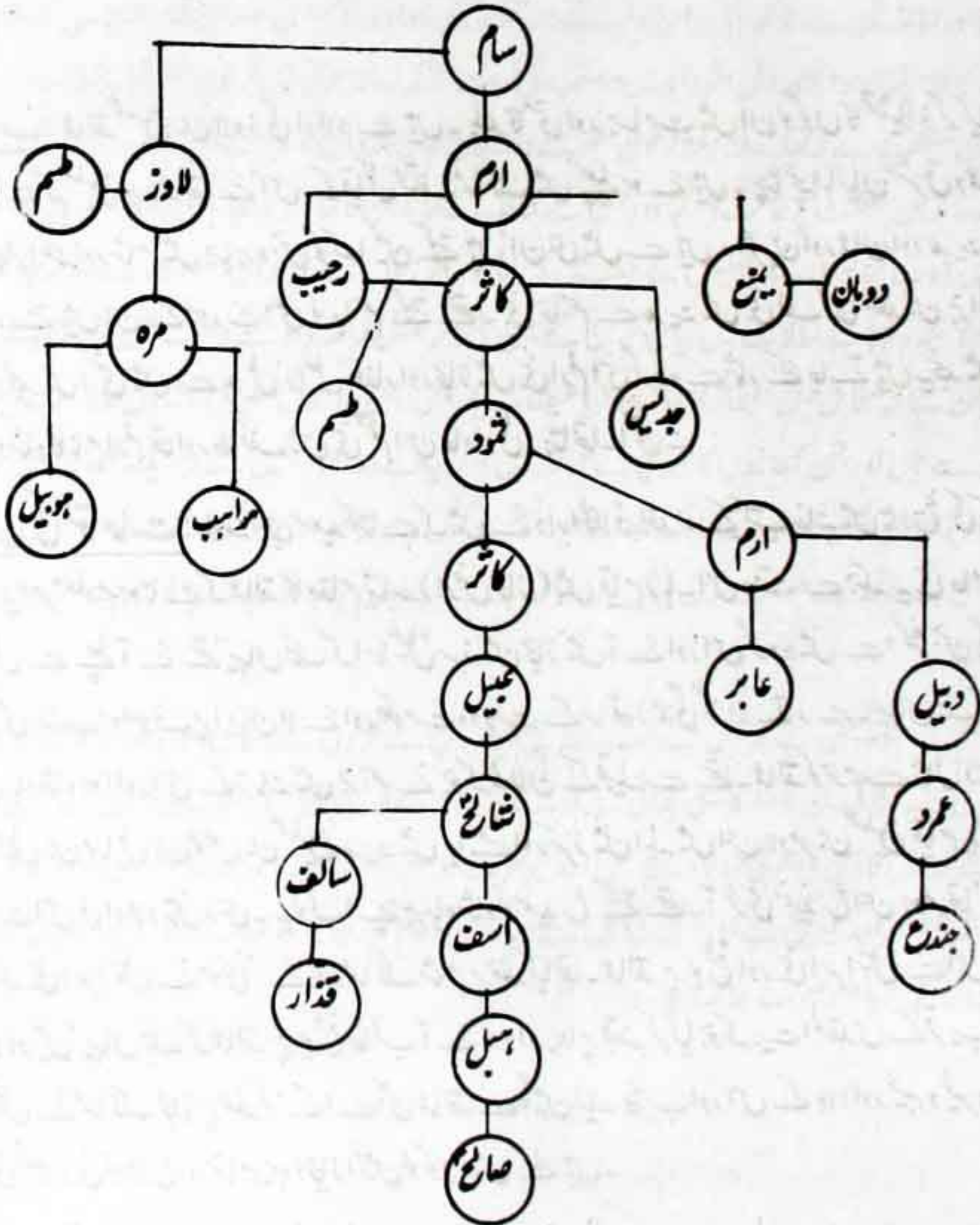
**بنی طسم کا قتل عام:** بنی طسم میں ایک بادشاہ غشونامی تھا اور اسی کو عملاق بھی کہتے تھے۔ وہ بنی جدیس کو بہت ذلیل و خوار سمجھتا تھا۔ پھوٹی آنکھوں بھی عزت کی نظر سے نہ دیکھتا تھا۔ اس کے ظلم اور تشدد کی کچھ انتہا نہ تھی اس نے ان کو اس قدر ذلیل و خوار کر رکھا تھا کہ بنی جدیس کی کوئی باکرہ عورت اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہ جاسکتی تھی۔ جب تک عملاق اس سے خلوت نہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی دستور جاری رہا۔ کچھ عرصہ بعد عفیرہ بنت غفار بن جدیس کی شادی ہوئی۔ عملاق نے حسب دستور سابق عمل درآمد کیا۔ اس کا بھائی اسود بن غفار اس امر سے بہت جھلایا اور رؤساء جدیس کو ایک خاص جلسہ میں جمع کر کے کہنے لگا کہ تم لوگوں کو کچھ شرم نہیں آتی اس قدر ذلت اور رسوائی کتے بھی پسند نہ کریں گے تم میرا کہنا مانو آؤ میں تمہیں اس ذلت سے نکال کر عزت کے خوش نماباغ کی سیر کراؤں۔ حاضرین نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی۔ اسود نے کہا عملاق کی اس کی قوم کے ساتھ دعوت کرو اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوں تو ان کو نیست و نابود کر دو۔ سب نے اس امر پر اتفاق کر لیا اور جب عملاق اپنی قوم کے ساتھ کھانے میں مصروف ہوا۔ اسود نے حملہ کرنے کے عملاق کو قتل کر ڈالا اور باقی سب کو رؤساء بنی جدیس نے نیست و نابود کر دیا۔

**رباح بن مرہ کا بنی جدیس پر حملہ:** ان میں سے صرف رباح بن مرہ بن طسم خدا جانے کس طرح اس واقعہ سے بچ کر حسان بن تبع کے پاس چلا گیا۔ اس نے اس کا کمال خوشی کے ساتھ استقبال کیا اور اس کی اعانت کی غرض سے بنی حمیر کو لے کر یمامہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں رباح بن مرہ نے کہا کہ میری ایک بہن یمامہ نامی بنی جدیس میں بیاہی ہے اس سے زیادہ دور تک دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ وہ تین مرحلہ سے سوار کو دیکھتی ہے۔ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم لوگوں کو وہ دیکھ نہ لے مناسب ہے کہ ہر شخص ایک درخت کاٹ کر اپنے اپنے ہاتھوں میں لے کر یمامہ کی طرف چلے لیکن اس کے باوجود یمامہ نے دیکھ لیا اور بنی جدیس سے کہنے لگی کہ دیکھو تمہاری طرف حمیری آرہے ہیں۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ بہت سے آدمی اپنے اپنے ہاتھوں میں درخت لئے ہوئے اس کے پیچھے آرہے ہیں۔

**بنی جدیس کی تباہی:** بنی جدیس نے اس امر کو خلاف عقل سمجھ کر نہ تو اپنی حفاظت کا کچھ انتظام کیا اور نہ مقابلہ کی تیاری کی۔ اس کے دوسرے روز صبح کو حسان بن تبع اپنے لشکر کے ساتھ بنی جدیس کے سر پر پہنچ گیا اور بہت سخت خونریزی کے ساتھ ان کو نیست و نابود کر دیا اور ان کے قلعوں اور مکانات کو بھی ویران کر دیا۔ بنی جدیس سے اکیلا اسود بن غفار طے کے پہاڑوں کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد تبع نے یمامہ کو بلوا کر اس کی آنکھیں نکلوالیں۔ اس شہر کا نام پہلے ”جو“ تھا۔ اس واقعہ کے بعد یمامہ کے نام سے مشہور ہوا۔ طبری نے اور مؤرخین سے روایت کیا ہے کہ جس تبع نے بنی جدیس سے مقابلہ کیا تھا وہ حسان کا باپ یعنی تیان اسد ابو کرب بن ملکی کرب تھا ہم اس کے حالات ملوک یمن کے سلسلہ میں بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت حسان بن تبع بنی حمیر کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ ہوا تو اس نے مقدمہ الجیش کا افسر عبد کلال بن منوب بن حجر بن ذی رعیں کو مقرر کیا۔ رباح ابن مرہ نے اپنی بہن کا قصہ اسی عبد کلال سے بیان کیا تھا اور اس کی بہن کا اصل نام زرقاء تھا اسی کو عنزہ اور یمامہ بھی کہا کرتے تھے۔



## شجرہ نسب قوم شمود و صالح





## باب : ع

### عمالقه

عمالقه کا نسب : عمالقه عملیق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں۔ بلند قامتی اور جسامت میں ان لوگوں کا تمثیلاً ذکر کیا جاتا ہے۔ طبری نے لکھا ہے کہ عملیق پدر عمالقه ہے اس کے قبائل مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اہالیانِ مشرق و عمان و بحرین و حجاز و مصر میں فراعنہ اور شام میں جبارہ جن کو کنعانیین کہتے ہیں ان ہی میں سے ہیں۔ بحرین اور عمان اور مدینہ میں جو لوگ ان میں سے رہتے ہیں ان کے مورث اعلیٰ کو جاسم کہتے تھے۔ بنی جاسم سے مدینہ میں بنی لف بنی سعد بن ہزال بنی طہ بنی ارزق ہیں اور نجد میں انہی میں سے بدیل راحل غفار اور حجاز میں بنی ارقم اسی گروہ سے شمار کئے جاتے ہیں یہ نجد میں رہتے تھے اور ان کے بادشاہ کا نام ارقم تھا اور طائف میں بنی ضخم ابن عاد اولیٰ رہتا تھا۔ اٹھلی۔

بنی اسرائیل کی فتوحات : علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دار الخلافہ بغداد کے کتب خانہ میں تاریخ کی کتابیں دیکھی ہیں جن سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ عمالقه کا مقام تہامہ (ارض حجاز) میں قیام رہا۔ اس وقت سے جبکہ یہ بنی حام کے ہاتھوں تنگ آ کر بابل سے چلے آئے تھے یہاں تک کہ اسماعیل سرزمین حجاز میں آئے اور اس گروہ میں سے اکثر جن کی قسمت میں دولت ایمان تھی جناب موصوف پر ایمان لائے اور حکومت و دولت کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔ یہاں تک کہ سمیدع بن لاوذ بن عملیق بادشاہ ہوا اور اسی کے زمانہ میں جرہم نے جو کہ قحطان کے قبیلہ سے تھے۔ عمالقه کو حرم سے نکال دیا۔ ان لوگوں میں سے بنی عبیل بن مہایل بن عوص بن عملیق مدینہ میں جا بے اور سرزمین ایلہ میں ابن ہومر بن عملیق قیام پذیر ہوئے اور یہاں کی حکومت اسی کی اولاد میں رہی۔ یہ لوگ اپنے ہر بادشاہ کو سمیدع کہتے تھے۔ آخری سمیدع ابن ہومر تھا جسے یوشع نے قتل کیا تھا جبکہ بنی اسرائیل نے موسیٰ کے بعد ممالک شام پر حملہ کیا تھا۔ عمالقه پر یوشع اور بنی اسرائیل سے اس مقام پر بہت بڑی لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ عمالقه پر یوشع غالب آئے اور اریحا پر قبضہ کر لیا جو کہ بیت المقدس کے قریب ہے اس کے بعد بنی اسرائیل نے ممالک حجاز پر حملہ کر کے اسے بھی عمالقه سے چھین لیا۔ یثرب اور اس کے بلاد اور خیبر وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ یہود قریظہ و بنی نضیر و بنی قینقاع اور تمام یہود حجاز انہیں لوگوں میں سے ہیں۔

عمالقه کا مصر پر قبضہ : اس کے بعد ان کی حکومت دولت روم میں ہوئی اور اذینہ ابن السمیدع بلاد شام اور جزیرہ کا حکمران تھا۔ اس کے بعد حسان ابن اذینہ اور حسان ابن بدیاء اور عمرو ابن طرف یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔ عمرو ابن طرف اور جذیمہ الابرش سے مدتوں سخت معرکہ آرائیاں رہیں نتیجتاً جذیمہ الابرش کامیاب ہوا اور عمرو ابن طرف کو گرفتار کر



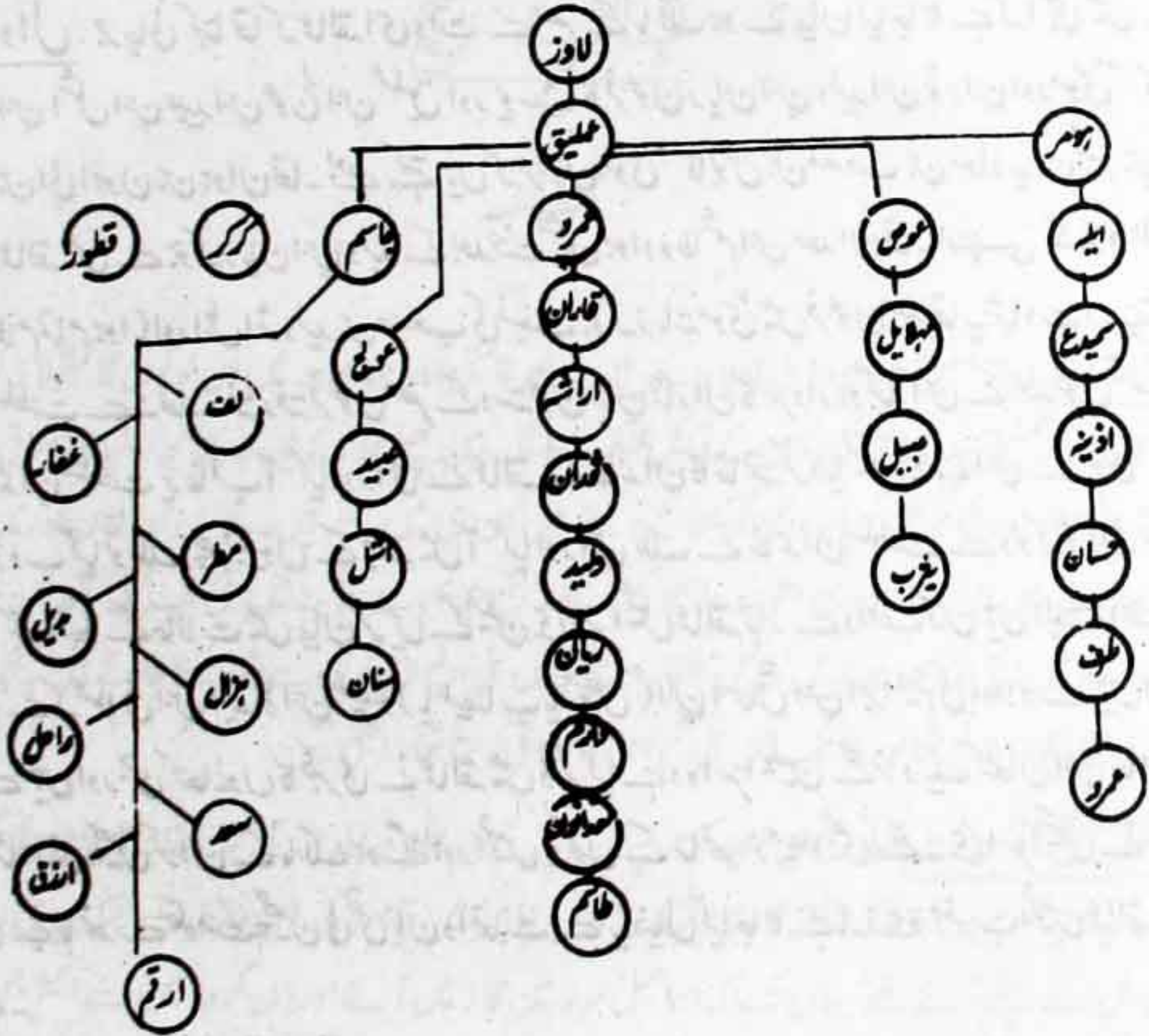
کے بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ انہی عمالقہ میں سے جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں عمالقہ مصر ہیں، مصر پر عمالقہ اس وقت سے قابض ہوئے ہیں جبکہ کسی قبلی بادشاہ نے عمالقہ کے کسی بادشاہ سے جو کہ ان دنوں شام میں رہتا تھا اور اس کا نام ولید بن دوح تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام ثوران ابن ارشہ بن فاوان بن عمرو بن عملاق تھا۔ کسی کام میں مدد کا خواستگار ہوا اور وہ بنظر اعانت مصر آ کر رہ گیا اور قبط کو مصر سے نکال دیا تھا۔

**عمالقہ کا زوال:** جرجانی کہتا تھا کہ عمالقہ اسی وقت سے مصر کے مالک ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ انہی میں سے ابراہیم کا فرعون سان ابن اشل ابن عبید ابن عولج ابن عملیق اور یوسف کا فرعون ریان ابن ولید ابن ثوران اور موسیٰ کا فرعون ولید ابن مصعب بن ابی اہون بن ہوان تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن سلوا اس ابن فاران تھا اور عمالقہ میں سے جو کہ ریان ابن ولید کے بعد تخت نشین ہوا وہ طاشم ابن معدان تھا۔ انتھسی کلام الجرجانی (جرجانی کا کلام تمام ہوا) اور اہل اثر ولید بن مصعب کی نسبت جو کہ زمانہ موسیٰ میں فرعون مصر تھا یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ نجار تھا، خاندان سلطنت سے نہ تھا۔ رفتہ رفتہ فرعون مصر کے دستہ فوج جان نثاران کا سردار ہو گیا، اس کے بعد خوبی قسمت یا انقلاب زمانہ سے خاندان سلطنت پر غالب آ گیا اور اسی نے عمالقہ کے خاندان کا خاتمہ کر دیا لیکن جب اس نے موسیٰ کا تعاقب کیا اور نیل میں ڈوب گیا تو ملک پھر قبطیوں کے قبضہ میں آ گیا اور اہل ملک نے خاندان سلطنت سے ولو کہ کو والی ملک مقرر کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ قبط کے حالات میں بیان کریں گے لیکن بنی اسرائیل عمالقہ حجاز سے واقف نہیں ہیں، البتہ عمالقہ شام کی نسبت ان کا یہ بیان ہے کہ عملاق ابن ایفاذ ابن عیسو (یا عیصاب یا عیص) ابن اسحاق ابن ابراہیم کی اولاد سے ہیں اور فراعنہ مصر بھی انہیں سے ہیں اور جن کنعانیوں کا طبری نے عمالقہ میں ذکر کیا ہے وہ اسرائیلیں کے نزدیک کنعان ابن حام کی اولاد سے ہیں اور بلاد شام میں پھیل کر اس کے مالک ہو گئے اور انہیں لوگوں کے ساتھ بنو عیسو بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے زمانہ یوشع بن نون میں ان کے ہاتھ سے حکومت چھین لی تھی، ان واقعات سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ زناۃ مغرب انہیں عمالقہ سے ہیں مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

**آل امیم:** امیم وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے پتھروں کے ٹکڑوں سے مکان بنوایا تھا اور اس کی چھت لکڑیوں سے تیار کرائی تھی۔ یہ عملاق بن لاوذ کانسی بھائی ہے اور زمین فارس میں رہتا تھا، اسی وجہ سے فارس کے بعض علماء نسب یہ خیال کرتے تھے کہ اہل فارس امیم کی اولاد سے ہیں اور کیومرث جو منجہا سلسلہ نسب ہے وہ امیم ابن لاوذ کا لڑکا ہے لیکن یہ قول بالکل ناقابل اعتبار اور غیر صحیح ہے اور انہی کی نسل سے دیار ابن امیم بھی تھا جو کہ یمامہ اور شحر کے درمیانی علاقہ میں قیام پذیر ہوا تھا جس کی نسل کو باد صرصر نے ہلاک کیا۔ واللہ اعلم



## شجرہ نسب عمالقہ



حضرت شعیبؑ: عرب باندہ بنی ارفخشند، یقطن بن عابر بن فالح بن ارفخشند سے نسبتاً تعلق رکھتے ہیں ان کے نامی قبائل جرہم، حضور، حضرموت، سلف تھے۔ حضور دیار رس میں رہتے اور اہل کفر و بت پرست تھے۔ ان کی طرف شعیب نبی بن ذی مہر ع مبعوث ہوئے، ان کو ان لوگوں نے شامت اعمال سے جھٹلایا ان پر ایمان نہ لائے، انجام یہ ہوا کہ اور گروہوں کی طرح یہ بھی ہلاک ہو گئے۔

(مترجم) شعیب کا نام تیرون تھا۔ ضیعون بن عنفا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم کے لڑکے تھے۔ بعضوں نے جناب موصوف کے باپ کا نام میکیل لکھا ہے جو کہ اولاد مدین بن ابراہیم سے تھا اور بعض کتابوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شعیب ان لوگوں میں سے کسی کی اولاد سے ہیں جو ابراہیم پر ایمان لائے تھے اور ان کے ہمراہ سرزمین شام میں ہجرت کر کے چلے آئے تھے۔ علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے کہ شعیب کی ماں لوط بن ہاران بن تارح کی بیٹی تھیں۔ اس روایت کے اعتبار سے شعیب و ابراہیم ایک جدی اور ایک ہی خاندان سے ہوئے لیکن ہم اپنے حافظ پر بھروسہ کر کے کہہ سکتے ہیں کہ شعیب ابراہیم کی اولاد



سے ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے آگے چل کر ایک مقام پر صراحۃً شعیب کی نسبت وَهُوَ ابْنِ نُوَيْلِ بْنِ رَعْوِيلِ بْنِ عِيَابِ بْنِ مَدْيَنَ (وہ یعنی شعیب بیٹے تھے نویل بن رعویل ابن عیاب بن مدین کے) تحریر کیا ہے۔

شعیب حاضر جواب لطیفہ گو حق باتوں کے کہنے میں بالکل بے جھجک تھے کسی کو آپ کے علاوہ ناپیدائی کے باوجود نبوت نہیں دی گئی۔ چنانچہ اللہ جل شانہ نے ان کی قوم کا یہ فقرہ: ﴿وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِتْنًا ضَعِيفًا﴾ (ہود: ۹۱) ”اے ضریر البصر (ہم بے شک تجھ کو اپنے میں ضعیف یعنی بے بصر دیکھتے ہیں)“ حکایۃ کلام پاک میں ذکر کیا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم شعیب کا ذکر کرتے وقت ان کے بلند فصیح ہونے کی وجہ سے اکثر فرمایا کرتے تھے ((ذاک خطیب الانبیاء)) ”یعنی یہ نبیوں کے خطیب ہیں“۔ تاریخی کتب کی ورق گردانی سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ شعیب علیہ السلام اہل مدین اور اصحاب ایکہ اور اہل الراس کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ پہلے دو یعنی اہل مدین اور اصحاب ایکہ کا ذکر کلام مجید میں صراحت سے آ گیا ہے کہ آپ ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

باقی رہے اصحاب الراس ان کا ذکر قرآن مجید میں موجود تو ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جناب موصوف ان کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ہاں تاریخی کتابوں کے دیکھنے سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ شعیب اصحاب الراس کی طرف بھی بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ خود علامہ ابن خلدون نے اپنی معتبر تاریخ میں ایک مقام پر لکھا ہے ((و بَعَثَ إِلَيْهِمْ نَبِيًّا مِنْهُمْ اسْمَهُ شُعَيْبًا)) ”اور بھیجا ان کی طرف یعنی اہل راس کی طرف ایک نبی جو کہ شعیب نامی اور انہیں میں سے تھے“۔

اہل مدین اور اصحاب ایکہ بددیانتی کی طرف زیادہ مائل تھے وہ دو ترازو اور دو وزن رکھتے تھے۔ لینے کے وقت زیادہ لیتے اور دیتے ہوئے کم دیتے تھے۔ اس کے علاوہ بت پرستی بھی کرتے تھے۔ راستوں پر بیٹھے رہتے تھے لوگوں کو شعیب کے پاس آنے جانے سے روکتے تھے اور جو لوگ ایمان لاتے تھے انہیں تنگ کرتے تھے۔ جب ان لوگوں کی شرارت سے شعیب نے اپنا وعظ و پند نہ بند کیا اور کچھ لوگ آپ کی طرف مائل بھی ہو چلے تو ایک روز دو چار سردار مل کر شعیب کے پاس آئے اور یہ دھمکی دی: ﴿لَنُخْرِجَنَّكَ بِشُعَيْبٍ وَالدِّينِ أَمْنًا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَنَعُوذَنَّ فِي مَلِئْنَا﴾ (الاعراف: ۸۸) ”بے شک ہم تم کو اے شعیب مع ان لوگوں کے جو کہ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہوئے ہیں اپنے گاؤں سے نکال دیں گے یا تو تم ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ“۔

شعیب ان کی اس دھمکی کا کچھ خیال نہ کر کے برابر وعظ و پند کرتے رہے اس وقت مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا اور اس طرح ڈرانا شروع کر دیا: ﴿وَلَوْ لَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ﴾ (ہود: ۹۱) ”اگر تمہارے اعزہ و اقارب زیادہ نہ ہوتے تو تجھ کو ہم سنگسار کر ڈالتے“۔ ﴿وَمَا عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ﴾ ”اور تو ہم پر غالب نہیں ہے یا تو ہم سے بزرگ نہیں ہے“۔ اس بحث و تکرار اور بت پرستی و کفر کا انجام یہ ہوا کہ اللہ جل و علیٰ ذکرہ نے اس قوم پر عذاب یوم الظلہ نازل فرمایا جس سے شعیب اور ان لوگوں کے علاوہ جو آپ پر ایمان لائے تھے کوئی جانبر نہ ہوا۔

عبداللہ ابن عباسؓ آیہ کریمہ: ﴿فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾ (الشعراء: ۱۸۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے گرمی اور تمازت اس قدر بڑھادی کہ سب کے سب اپنے اپنے گھروں سے گھبرا کر باہر نکلے۔ دواڑھائی میل کے فاصلہ پر ایک ابر دکھلائی دیا۔ دو چار آدمی اس کی طرف دوڑ کر گئے جب اس ابر کی وجہ سے آفتاب کی تمازت سے ان کو نجات ملی اور خنکی محسوس ہونے لگی تو ان لوگوں نے اپنی قوم کو بلایا۔ تمام قوم اس ابر کے نیچے آ کر جمع ہو گئی تو اللہ جل شانہ نے اس ابر سے ان پر آگ برسا دی۔ سب کے سب وہیں جل کر خاک ہو گئے اور اہل مدین (جو کہ مدین ابن ابراہیم کی اولاد سے تھے) ان پر



بُت پرستی اور بددیانتی کی وجہ سے اللہ جل شانہ نے رجبہ (زلزلہ) کا عذاب نازل کیا تھا جس سے باستثناء مؤمنین اور شعیب کے سب کے سب ہلاک ہو گئے اور اہل رس بُت پرستی کرتے تھے کفر و الحاد میں ڈوبے ہوئے تھے شعیب نے مدتوں انہیں سمجھایا آنے والے عذاب سے ڈرایا لیکن چونکہ ان کی قسمت میں بھی ہلاکت لکھی تھی شعیب کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اللہ جل شانہ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاک و تباہ کر دیا جس طرح سے پہلا گروہ برباد کر دیا گیا۔ (مترجم)

**جرہم کی ولایت حجاز:** جرہم یمن میں رہتا تھا اس کی زبان عربی تھی۔ یعر بن قحطان کا جس وقت دور دورہ ہوا اس وقت جرہم تو بلاد حجاز کا والی مقرر کیا گیا اور عاد بن قحطان شمر وغیرہ کا حاکم ہوا اور عمان کی ولایت یقطن بن قحطان کے سپرد کی گئی۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پہلے بنی جرہم بعد اس کے قطور بن کر کر بن عملاق کی اولاد قحط کی وجہ سے یمن سے مکہ یکے بعد دیگرے چلے آئے تھے اور یہی مقیم رہے یہاں تک کہ اسمعیل مکہ میں آئے اور جناب موصوف کو نبوت مرحمت فرمائی گئی۔ بنی جرہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کے بعد وہ بیت اللہ کے متولی رہے یہاں تک کہ ان پر بنی خزاعہ غالب آ گئے بنی جرہم مکہ سے نکل کر یمن آ گئے اور یہیں ہلاک ہوئے۔

**عمر و الاشعب کی امارت:** حضرموت زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے عرب عاربہ میں شمار کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ عرب باندہ سے نہیں ہیں کیونکہ ان کی نسلیں آئندہ گروہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس گروہ میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی بنا ڈالی جس کا ذکر آج تک صفحہ تاریخ میں موجود ہے وہ عمر و الاشعب بن ربیعہ بن یرام بن حضرموت تھا۔ اس نے مدتوں سلطنت کی اپنے مقبوضہ ممالک کے حدود بڑھائے۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نمر الازج تخت حکومت پر بیٹھا۔ عمالقمہ سے ایک زمانہ دراز تک لڑتا رہا اس نے سو برس تک بادشاہی کی اس کے بعد کریب ذوکراب بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت کا حال کچھ معلوم نہیں ہوا۔ پھر نمر الازج ثانی کریب ذوکراب کے بعد بادشاہ ہوا اور ایک سو تیس برس تک حکمران رہا۔ چونکہ اس کی مدت حیات میں اس کے بھائیوں اور لڑکوں کا انتقال ہو گیا تھا اس وجہ سے اس کے بعد مرشد ذومردان بن کریب بادشاہ ہوا اور ایک سو چالیس سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلے مقام مآرب میں رہتا تھا پھر حضرموت آ گیا تھا۔ اس کے بعد عمالقمہ ذوقیعان بن مرشد ذی مردان تیس برس اور ذوعیل بن ذی قیعان دس برس یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔

**ذوعیل بن ذوعیل والی حضرموت:** ذوعیل بن ذوقیعان حضرموت چھوڑ کر صنعاء چلا آیا تھا۔ اس نے فغفور چین پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد ذوعیل بن ذوعیل حضرموت کا حکمران ہوا۔ ملوک یمن میں سے یہ پہلا شخص ہے جو رومیوں سے لڑا۔ اسی نے یمن میں حریر اور دیبا رائج کیا تھا اس کے بعد بدعات بن ذوعیل نے چار برس حکومت کی۔ اس نے کوئی نئی شے ایجاد نہیں کی اور نہ اسے کبھی توسیع ملک کا خیال پیدا ہوا۔

**حماد بن بدعیل کا فارس پر حملہ:** اس کے بعد بدعیل بن بدعات تخت پر بیٹھا یہ ایک قلعہ بنوا کر اور چند عمارتیں ناتمام چھوڑ کر مر گیا۔ حماد بن بدعیل نے اس کے بعد اسی سال تک حکومت کی۔ اس نے فارس پر ساہور ذوالاکتاف کے عہد حکومت میں حملہ کیا اور اسے ایسا پامال کیا کہ مدتوں حماد کی زیادتیوں کے آثار فارس کے کھنڈرات سے نمایاں رہے۔ اس کے بعد یشرح ذوالملک بن ودب بن ذی حماد بن عاد بلاد حضرموت پر ایک سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے فوج میں جاں نثاروں کا ایک خاص دستہ مقرر کیا اور آداب شاہی مرتب کئے اس کے بعد منعم ابن ذوالملک و ثار بن جزیمہ بن منعم



اور یشرح بن جذیمہ بن منعم اور نمر بن یشرح اس کے بعد ساجن معروف بہ نمر یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور حکومت کرتے رہے اور ساجن کے زمانہ حکومت میں حبشہ یمن پر غالب آئے۔

**بنی جرہم کے متعلق روایت:** جرہم کی نسبت علامہ ابن سعید کی روایت یہ شہادت دے رہی ہے کہ جرہم کا ایک گروہ عاد کے زمانہ میں گزرا ہے جسے علماء نسب عرب عار بہ میں سے شمار کرتے ہیں اور یہ جرہم جو یمن میں رہتا اور قحطان ابن عابر کا لڑکا تھا۔ اسے یعر ب بن قحطان نے اپنے زمانہ حکومت میں حجاز کا حاکم مقرر کیا، اس کے بعد عبد یلیل اس کا لڑکا، اس کے بعد عبد المدان بن جرہم اور نفیلہ بن عبد المدان اور عبد المسیح ابن نفیلہ اور مضاہ ابن عبد المسیح اور حرث یکے بعد دیگرے حسب ترتیب مذکور والی حجاز ہوتے رہے۔ ان لوگوں کے بعد جرہم بن عبد یلیل، اس کے بعد اس کا لڑکا عمرو ابن الحرث بعد اس کے بشیر ابن الحرث اس کا بھائی اور مضاہ بن عمرو بن مضاہ حاکم حجاز ہوئے، اسماعیل علیہ السلام نے جو کہ عرب کے تیسرے گروہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ جرہم ثانی میں نشوونما پائی تھی اور انہیں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہوئی تھی۔

## آلِ سبأ

اولاد سبأ قبائل سابق کی طرح فنا نہیں ہوئی اور ان کی یادگار نسل میں پائی جاتی ہیں اور وہی۔ دوسرے طبقہ کی بولتی چلتی، چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ کسی نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سبأ کی نسبت دریافت کیا تھا کہ وہ مرد تھا یا کہ عورت یا کسی زمین کے ٹکڑے کا نام ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سبأ ایک شخص تھا جس کے دس لڑکے ہوئے تھے۔ منجملہ ان کے چھ یعنی مذحج، کندہ، ازد، اشعر، انمار، حمیر یمن میں سکونت پذیر رہے اور چار یعنی نخم، جذام، عاملہ، غسان شام میں مقیم ہوئے۔



## باب: ۵

### حضرت ابراہیم علیہ السلام

فحطان اور عربی زبان: اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ فحطان سے پہلے زمانہ نوح تک اس گروہ کے آباؤ اجداد لغات عربیہ سے واقفیت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بذاتہ فحطان نے جو عرب کے دوسرے طبقہ کا مورثِ اعلیٰ ہے، گروہ سابق سے عربی سیکھی اور رفتہ رفتہ وہی عربی لغت اس کی آئندہ نسلوں کی مادری زبان کے قائم مقام مانی گئی۔ اسی طرح اس کا بھائی قانع ابن عابر اور اس کی اولاد ابراہیم تک عجمی زبان بولتے تھے یہاں تک کہ اسماعیل کا زمانہ آیا جو عرب کے تیسرے طبقہ کے جد اکبر قرار دیئے جاتے ہیں اور انہوں نے جرہم سے زبان عرب کی تعلیم پائی اور وہی بنی اسماعیل کی مادری زبانی سمجھی گئی، اقتضائے مقام اور مناسبت کلام کے خیال سے عرب کے اس تیسرے طبقہ کا بھی نسب اسی مقام پر بیان کئے دیتے ہیں تاکہ گروہ سابق اور لاحق میں ایک انتظامی سلسلہ قائم ہو جائے اور انساب عالم کا پورا پورا احاطہ ہو جائے۔

حضرت ابراہیم کا نسب: ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے آباؤ اجداد عجمی تھے اور عجمی زبان بولتے تھے، لیکن چونکہ عالم میں آپ کا نسب کامل طریقے سے محفوظ رہا اور بخیاں بعض مورخین بنی آدم کی آئندہ نسلیں آپ کے اعتقاد و اخلاف سے شمار کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کے اسلاف عرب کے اس طبقہ کے معاصر بھی تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ابراہیم کا نسب اور ان کی اولاد کے حالات کتاب کی شرط ملحوظ رکھتے ہوئے تحریر کئے جائیں۔ لہذا ہم سب سے پہلے اسماعیل کا نسبی سلسلہ چھیڑنا چاہتے ہیں، اسکے امور متعلقہ ضرور یہ کا اظہار کرتے ہوئے ابراہیم کے اخبار و حالات لکھیں گے۔

آزر: اسماعیل علیہ السلام ابراہیم کے خلف اکبر ہیں اور یہ آزر کے (جسے تاریخ یا تاریخ کہتے ہیں) اور آزر ایک بت کا نام تھا جس کے نام سے یہ لقب ہوئے۔ ابن ناحور بن ساروخ (یا شوروخ یا ساروخ یا اشرخ) بن ارغوا بن فانع (یا فالح) بن عامر (یا عنبر) بن شالخ (یا شلیخ) بن ارفخشند بن سام بن نوح علیہ السلام کے لڑکے ہیں۔ علامہ ابو محمد کا یہ بیان ہے کہ میں نے اس نسب کو تورات میں دیکھا ہے۔ ہو بہو ایسا ہی پایا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ بجائے ساروخ (اشرخ) کے شاروع لکھا ہوا دیکھا ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ شالخ اور ارفخشند کے درمیان ایک پشت اور گزری ہے جس کا نام قینن تھا۔ تورات میں اس کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ یہ ساحر تھا۔ اس نے الوہیت کا دعویٰ کیا تھا۔ ابن حزم کہتا ہے کہ فانع اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا جو ملک صیدق کے نام سے مشہور تھا اور وہ عابر کا لڑکا فانع کا باپ تھا واللہ اعلم۔

حضرت ابراہیم کے متعلق تورات کی روایت: تورات میں یہ ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ نوح کے انتقال کے وقت ابراہیم (۵۳) تریں برس کے تھے، کیونکہ ارفخشند صلب سام سے طوفان کے دو برس بعد پیدا ہوئے اور جب



ارفخشند کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو شالخ پیدا ہوا۔ شالخ کی عمر تیس برس کی تھی کہ عابر پیدا ہوا اور پینتالیسویں برس کی عمر میں عابر سے فالغ اور فالغ کی عمر تیس برس کی تھی کہ ارغوا اور ارغو کی بیس برس کی عمر میں شاروغ اور شاروغ کی تیس برس کی عمر میں نا حور اور نا حور کی انتیس برس کی عمر میں تارح پیدا ہوا اور جس وقت تارح کی عمر پچھتر (۷۵) برس کی ہوئی جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ اس حساب سے زمانہ طوفان سے ولادت ابراہیمؑ تک دو سو ستانوے برس ہوتے ہیں اور نوحؑ طوفان کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے نوحؑ کے انتقال کے وقت ابراہیمؑ تین برس کے تھے اور آپ نے اپنے جد اعلیٰ کا زمانہ پایا ہے۔ بعض مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ ابراہیمؑ تمام بنی آدم کے جو ان کے بعد ہوئے ہیں جد اعلیٰ ہیں۔ اس اعتبار سے جناب موصوف تیسرے جد اعلیٰ نوحؑ و آدم علیہ السلام کے بعد قرار پائے۔

**شہر بابل کی تعمیر:** علامہ ابن سعید کتاب البدر سے نقل کرتا ہے کہ جس نے اولاد حام ابن نوحؑ سے پہلے بادشاہت کی اور حکومت و سلطنت کی بنا ڈالی وہ کنعان بن کوش ابن حام بن نوحؑ تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ کنعان کس وجہ سے کس زمانہ میں اپنی جائے ولادت شام سے زمین کے اس حصہ کی طرف چلا آیا۔ جس کو اب سرزمین بابل کہتے ہیں اور ایک شہر اٹھارہ کوس مربع میں بابل نامی آباد کیا۔ اس کے بعد نمرود نامی اس کا لڑکا تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑا عظیم الشان بادشاہ ہوا اس نے اکثر معمورات عالم پر قبضہ کر لیا۔ اس کی عمر نسبتاً دوسروں سے زیادہ ہوئی۔ بنی حام میں سے یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے دین صابیہ اختیار کر لیا تھا اسی کی دیکھا دیکھی تھوڑے دن بعد اولاد سام بھی اس مذہب کی طرف مائل ہو گئی تھی۔

**عابر بن شالخ اور نمرود کی جنگ:** سام ابن نوحؑ دجلہ کے مشرقی جانب مقیم ہوا۔ یہ اپنے باپ کا جانشین اور وصی تھا اس کے بعد ارفخشند ابن سام اس کی املاک کا وارث ہوا۔ ارفخشند روشن چراغ کو کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا عابد پرہیزگار متقی تھا۔ اس کے بعد شالخ ابن ارفخشند اس کا جانشین ہوا اور ایک مدت دراز تک زندہ رہا۔ اس کے بعد عابر ابن شالخ اس کی قائم مقامی پر مامور ہوا۔ یہی کلدانیوں کو لے کر نمرود سے مقابل ہوا لیکن نمرود اس پر غالب آیا اور اسے کوٹا سے نکال دیا۔ عابر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ مجدل کی طرف جو فرات اور دجلہ کے درمیان واقع ہے چلا آیا۔

**آل عابر بن شالخ:** عابر عبرانیوں کا جد اعلیٰ ہے اس کی صولت و حکومت مجدل میں قائم ہوئی۔ اس کے بعد فالغ ابن عابر اس کا وارث و جانشین ہوا۔ یہ وہی ہے جس نے اولاد نوحؑ پر ملک کو تقسیم کیا تھا۔ اسی کے زمانہ میں نمرود نے بابل میں ایک بڑا محل بنوایا تھا جس کا ذکر مصحف پاک میں آ گیا ہے۔ فالغ کے بعد بنخیال اکثر مؤرخین اس کا لڑکا ملکان جانشین ہوا۔ اسی کے زمانہ میں نبطی اور جرامقہ اس خاندان پر غالب آئے اور مجدل میں اپنے رعب و صولت کا سکہ چلایا ملکان اسی حالت میں ایک لڑکا اتیانامی (جو خضر کہے جاتے ہیں) چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ باقی رہا ارغو ابن فالغ وہ اس واقعہ کے بعد کلو ازا کی طرف چلا آیا اور یہیں اس نے اپنے سچے دین کو خیر باد کہہ کر دین نبط یعنی صابیہ مذہب اختیار کیا اور ان میں اپنا نکاح کر لیا۔ اس کی نبطی بیوی سے اس کا لڑکا شاروخ اور شاروخ سے نا حور اور نا حور سے تارح پیدا ہوا۔ تارح ابن نا حور ہی کو آزر کہتے تھے۔ نمرود نے اسے کمال اخلاص سے اپنے بیت الاضام (بت خانہ) کا داروغہ مقرر کیا اور نمرود ملوک جرامقہ سے ہے اس کا نام ہا صد تھا اور کوش ابن حام کا لڑکا تھا۔ انتھی کلام ابن سعید (کلام ابن سعید کا تمام ہوا)

**حضرت ابراہیمؑ کی جائے پیدائش:** تارح جسے آزر کہتے ہیں بروایت تورات اس کے تین لڑکے ابراہیمؑ، نا حور



ہاران تھے۔ ہاران اپنے باپ کی حیات میں اپنا ایک لڑکا لوٹ چھوڑ کر مر گیا۔ لوٹ اس روایت کے مطابق ابراہیم کے بھتیجے ہیں۔ مورخین ابراہیم کے مولد (جائے پیدائش) میں اختلاف کرتے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ ابراہیم اطراف کوٹا (سرزمین سواد) میں پیدا ہوئے اور یہ قول ابن اسحاق کا ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ حران میں پیدا ہوئے تھے اور کسی کا یہ خیال ہے کہ بابل میں پیدا ہوئے اور عامہ سلف اس کے قائل ہیں کہ ابراہیم نمرود بن کنعان ابن کوش بن سام کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ جب کہ کہان (جمع کاہن) بتلا رہے تھے کہ ایک ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو دین شاہی کا مخالف ہوگا اور بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ نمرود نے یہ سن کر لڑکوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

**حضرت ابراہیم کی پیدائش:** آپ کی ماں نے ایک گڑھے میں جا کر وضع حمل کیا۔ جب آپ بڑے ہوئے اور عنفوان شباب کو پہنچے اور ستاروں کو دیکھا تو ان سے ذات باری کو سمجھا اور نبوت حاصل کی تو آپ اپنے باپ کے پاس آئے اور اسے توحید کی طرف بلایا۔ اس نے انکار کیا آپ نے بتوں کو توڑ ڈالا اس جرم میں نمرود کے سامنے پکڑ کر لائے گئے اور اس کے حکم سے آگ میں ڈالے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا ٹھنڈا کر دیا کہ جس سے ان کو مطلق اذیت نہ پہنچی۔ جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔ نمرود نے یہ واقعہ عجیب دیکھ کر قربانی کرنے کے لئے کہا۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو قبول نہ کرے گا جب تک تو ایمان نہ لائے گا۔ نمرود نے کہا مجھ سے یہی ایک کام نہیں ہو سکتا۔

(مترجم) اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ ابراہیم کے والد آزر نے اپنی بی بی سے وضع حمل کا حال دریافت کیا تھا اور انہوں نے بڑی بے پروائی سے یہ کہہ دیا تھا کہ ”ہاں میرے لڑکا پیدا ہوا تھا لیکن اسی وقت مر گیا“۔ آزر کو چونکہ بی بی پر زیادہ اعتماد تھا۔ اس وجہ سے اس واقعہ کی اس نے زیادہ تفتیش نہ کی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر کو ابراہیم کی پیدائش کا حال معلوم تھا لیکن اس نے نمرود کے خوف سے اس واقعہ کو چھپایا۔ ابراہیم جب تک گڑھے میں رہے اس وقت تک آپ کی والدہ اکثر آپ کو دیکھنے جایا کرتیں اور دودھ پلا آ یا کرتی تھیں۔ موصوف ایک دن میں اس قدر بڑھتے جس قدر اور لڑکے ایک مہینہ میں نشوونما پاتے ہیں۔ تھوڑے دن میں آپ جوانی کے قریب پہنچ گئے اور اپنے باپ آزر کے ہمراہ شام کے وقت گڑھے سے نکل کر ویرانہ سے مکان کو روانہ ہوئے راستہ میں جو جانور ملتا تھا اسے آپ دریافت کرتے تھے اور آزر کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ بکری ہے وہ اونٹ ہے اور یہ گائے ہے۔

ابراہیم یہ سن کر دل میں کہتے تھے ان مخلوقات کا کوئی رب (پرورش کرنے والا) ضرور ہے۔ جب رات ہوئی اور آسمان کی طرف آپ نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ستارہ نظر آیا آپ بے ساختہ کہہ اٹھے: ﴿هَذَا رَبِّي﴾ ”یہ میرا رب ہے“۔ جب وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو آپ فرمانے لگے: ﴿لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ﴾ ”میں چھپ جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا“۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جب ماہتاب کا نور نظر آیا اور اسے ستارہ سے زیادہ روشن پایا تو پھر بول اٹھے ﴿هَذَا رَبِّي﴾ (الانعام: ۷۷) جب وہ بھی غائب ہو گیا تو فرمانے لگے ﴿لَسْتُ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ﴾ (الانعام: ۷۸) ”یعنی اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا تو بے شک میں بھی گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا“۔ غرضیکہ یہ پہلی رات جو کہ حضرت ابراہیم کو آبادی میں ہوئی تھی گزر گئی اور صبح کو آفتاب کی تیز روشنی نظر آئی تو آفتاب کو دیکھ کر ﴿هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ﴾ (الانعام: ۷۹) کہا۔ جب شام ہوئی اور آفتاب بھی غروب ہو گیا تو آپ کے ذہن مبارک میں یہ خیال گزرا کہ جو متغیر ہے وہ ضرور ہے کہ



حادث ہوگا اور جو حادث ہوگا وہ ہرگز ربوبیت کے قابل نہ ہوگا۔

اس کے علاوہ یہ سب چیزیں ظاہر و غائب ہوتی رہتی ہیں تو ضروری ہے کہ ان کا ظاہر اور غائب کرنے والا کوئی اور ہوگا اور وہی پرستش کے قابل اور خدائی کے لائق ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا: ﴿بِقَوْمِ اِنْسِيْ بَرِيْءٍ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ (الانعام: ۷۹) ”اے قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو“۔ ﴿اِنْسِيْ وَجْهْتُ وَجْهِيْ لِلذِّىْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (الانعام: ۸۰) ”میں نے ان سب کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس کی طرف رخ کیا جس نے کہ زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے ایک طرف کا ہو کر اور میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو کہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں“۔

ابراہیم کا ستارہ ماہتاب و آفتاب کو دیکھ کر بار بار ﴿هٰذَا رَبِّيْ﴾ کہنا اور اس سے گریز کرنا اس وجہ سے نہ تھا کہ آپ اپنے خالق بیچوں کو نہ جانتے تھے یا کہ مشکوک حالت میں تھے۔ جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت کلام پاک کی یہ آیت کریمہ دے رہی ہے: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُضْدَةً مِّنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۵۱) ”اور بے شک ہم نے ابراہیم کو دیا علم و فہم اس سے پہلے کہ وہ بالغ ہوتے اور ہم اس بات کو جانتے تھے کہ وہ اس کا اہل ہے“۔

ہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب آپ کو علم و فہم پہلے سے دے دیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ تھی کہ آپ ستارہ یا ماہتاب و آفتاب کو دیکھ کر بار بار ﴿هٰذَا رَبِّيْ﴾ کہہ اٹھتے تھے لیکن ساتویں پارہ کی اس آیت کریمہ پر غور کرنے سے یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوقِنِيْنَ﴾ (الانعام: ۷۶) ”اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمانوں اور زمینوں کی تاکہ اس کو یقین ہو جائے“۔ یعنی خطرات بشریہ رفع ہو کر اس کو یقین ہو جائے کہ اللہ جل شانہ واحد و خالق ہے۔

ابراہیم نے مدتوں اپنے اس خیال کو کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر جب آزر بت بنا کر فروخت کرنے کے لئے دیتا تھا بے تامل بازار میں بتوں کو بیچنے کے واسطے لے جاتے تھے اور آواز بلند سے فرماتے تھے: ﴿مَنْ يُّشْرِيْ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَلَا يَنْفَعُهٗ﴾ ”کون شخص ایسی چیز کو خریدے گا جو کہ نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع“۔ لوگ یہ سن کر متعجب ہوتے تھے اور ان کے پاس نہ جاتے تھے اور نہ ان سے بتوں کو خریدتے تھے۔ جب شام ہوتی تو آپ نہر کی طرف جاتے اور بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر پانی میں ڈبوتے اور مذاقا ((اشربی اشربی)) ”پی لے پی لے“ کہتے تھے۔

رفتہ رفتہ لوگوں میں یہ باتیں مشہور ہو گئیں کچھ زمانہ تو اس میں گزرا کہ لوگ ان باتوں کو ان کے بھولے پن اور کھیل کود پر محمول کرتے رہے لیکن جب یہ خلعت نبوت سے سرفراز فرمائے گئے اور اعلانیہ توحید اور اللہ کی عبادت اور اس کے سچے دین کی تعلیم و دعوت کرنے لگے اس وقت لوگوں کے کان کھڑے ہوئے اور آپس میں اکثر جلسوں میں ان کے خلاف مشورے کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس کو ابراہیم نے خدا کے سچے دین کی طرف بلا یا وہ آپ کا باپ آزر تھا لیکن اس کی قسمت میں دولت ایمان نہیں تھی اس نے آپ کے کہنے پر خیال نہ کیا۔

اللہ جل شانہ نے ان سوالات و جوابات کو جو ابراہیم اور ان کی قوم میں ہوئے تھے سترہویں پارہ سورہ انبیاء میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ﴿اِذْ قَالَ لِاٰبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمٰثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ﴾ (الانبیاء: ۵۲) ”جس وقت ابراہیم نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم یا نمرود بن کنعان اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن کی تم مجاورت کرتے ہو؟“ ﴿قَالُوْا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ﴾ (الانبیاء: ۵۳) ”ان لوگوں سے ابراہیم کا وہ اعتراض تو اٹھ نہ سکا بوکھلا کر کہنے لگے کہ ہم



نے اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے پایا ہے اسی وجہ سے ہم بھی تقلید ان کو پوجتے تھے۔ ﴿قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الانبیاء: ۵۴) ”ابراہیم یہ ان کا لغو جواب سن کر بولے کہ جب تم لوگ ان بتوں کو تقلید پوجتے ہو تو بے شک تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ ﴿قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّعِينِينَ﴾ (الانبیاء: ۵۵) اور ان بت پرستوں کو ابراہیم کے اس کہنے سے کہ ”تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلم کھلا گمراہی میں تھے۔ یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید مذاقاً نہ کہتے ہوں۔ چنانچہ اس خطرہ کو ان لوگوں نے ظاہر کر دیا اور گھبرا کر کہنے لگے کہ تم ہمارے پاس یہ سچی بات لے کر آئے ہو یا کہ مذاقاً کہہ رہے ہو: ﴿قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَ أَنَا عَلَىٰ ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (الانبیاء: ۵۶) ”ابراہیم چونکہ تعلیم و ہدایت کے لئے آئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے اس خیال کو کہ آپ نے مذاقاً نہیں کہا اس طرح رفع فرمایا کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ خدا نہیں ہے بلکہ تمہارا رب وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے اور میں اسی بات کا قائل ہوں۔“

اس تقریر کے بعد ظاہر اوہ لوگ خاموش تو ضرور ہو گئے لیکن ادھر ان لوگوں کو یہ فکر ہوئی کہ ابراہیم کو اپنے خداؤں (بتوں) کی عظمت دکھلانی چاہئے تاکہ اس کے خیالات اور خطرات رفع ہو جائیں اور ادھر ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان بتوں کی بے بسی اور بے بسی ان اندھوں پر ثابت کر دینی چاہئے تاکہ یہ خدا کو بھولے ہوئے گمراہ اپنے بیہودہ خیال سے باز آجائیں۔

چنانچہ جب ان لوگوں کی عید کا دن آیا تو یہ لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ”ابراہیم! تم ہمارے خداؤں (بتوں) کو برا اور ذلیل کہا کرتے ہو، چلو آج ہم تمہیں اپنے خداؤں (بتوں) کا جاہ و جلال دکھلائیں، ابراہیم نے ان لوگوں کو ”انسی سقیم“ (میں بیمار ہوں) کہہ کر ٹال دیا اور جب یہ لوگ ابراہیم کے پاس سے ناامید ہو کر جا رہے تھے جناب موصوف نے دبی زبان سے فرمایا: ﴿وَ تَاللَّهِ لَا كِبِدْنَ أَضْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُولُوا مُذَبْرِينَ﴾ (الانبیاء: ۵۷) ”اور اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جبکہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے“ ان کلمات کو دو ایک آدمیوں نے ان میں سے سن لیا تھا۔

ابراہیم ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد بت خانہ میں گئے بہت بڑی زینت اور آرائش نظر آئی۔ ایک بڑا بت ایک مرصع تخت پر رکھا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے بت مناسب طریقہ سے رکھے ہوئے تھے اور سب کے سامنے عمدہ عمدہ کھانے پینے ہوئے تھے پہلے تو آپ نے ان بتوں سے مذاقاً فرمایا: ﴿إِلَّا تَأْكُلُونَ﴾ (الصف: ۹۱) ”تم لوگ کیوں نہیں کھاتے ہو“ جب اس کا جواب کچھ نہ ملا تو پھر دوبارہ آپ نے کہا: ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ﴾ (الصف: ۹۲) ”تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو“۔ جب اس کا بھی کچھ جواب نہ بن آیا تو آپ نے ان بتوں کے توڑنے میں مصروف ہوئے جیسا کہ آیہ کریمہ: ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ﴾ (الصف: ۹۳) ”پھر متوجہ ہوا ان پر مارتا داہنے ہاتھ سے یا بقوت تمام“ سے مفہوم ہوتا ہے اس بت خانہ میں جس قدر بت تھے بڑے بت کے علاوہ ان سب کو توڑ ڈالا اور اس کے کاندھے پر آپ اپنا تیشہ رکھ کر چلے آئے۔

جس وقت وہ لوگ عیدہ گاہ سے واپس آئے بتوں کو اس خراب حالت میں دیکھ کر چلا اٹھے: ﴿مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾ (الانبیاء: ۵۱) ”کس نے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ کیا بے شک وہ ظالموں میں سے ہے“۔ ایک نے ان میں سے کہا ”کل کا ذکر ہے کہ ایک جوان جسے لوگ ابراہیم کہتے ہیں ان کی برائیاں کر رہا تھا عجب نہیں کہ یہ فعل اسی کا ہو“۔

۱۔ سال میں ایک دن یہ لوگ بتوں کو نہلاتے تھے اور اچھے کپڑے پہنا کر ان کے سامنے اچھے اچھے کھانے رکھتے تھے اور تکلف کا لباس پہن کر عید گاہ میں جاتے تھے اور جب لوٹ کر آتے تو بتوں کو سجدہ کر کے کھانے کو تبرکاً کھاتے تھے۔



لوگوں نے اس واقعہ سے نمرود کو مطلع کیا۔ اس نے ابراہیم کو بغیر کسی حجت اور دلیل کے دفعہ گرفتار کر لینا معیوب سمجھ کر کہا ”اچھا اسے ہمارے سامنے لاؤ شاید کچھ آدمی اس کی شہادت دے سکیں۔“

یہ سنتے ہی سب لوگ ابراہیم کے پاس گئے اور انہیں نمرود کے دربار میں گرفتار کر لائے نمرود نے دریافت کیا: ﴿ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَا يَا بَرَاهِيمَ﴾ (الانبیاء: ۶۲) ”اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں (بتوں) کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔“ ابراہیم نے اس کے جواب میں صریحاً انکار نہ کیا بلکہ اشارہ فرمایا: ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْئَلُوهُمْ اِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ﴾ (الانبیاء: ۶۳) ”بلکہ کیا ہے یہ کام ان کے اس بڑے نے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہوں۔“ ابراہیم کے اس خیال کے ظاہر کرنے سے بعض لوگوں کے چہروں پر فکر و تشویش کے آثار کسی قدر نمایاں ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے: ﴿اَنْتُمْ الظَّالِمُونَ﴾ (الانبیاء: ۶۳) ”بے شک تم ہی بے انصاف والوں میں ہو۔“

پھر چند لمحہ بعد چونکہ شیطان نے ان کی عقل کی آنکھوں پر ناحق شناسی کے پردے ڈال دیے، ابراہیم سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ﴾ (الانبیاء: ۶۵) ”بے شک تجھ کو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں۔“ اسی وجہ سے ان بتوں سے دریافت کرنے کو کہتے ہو دیکھو ابراہیم سچ بتلاؤ کہ یہ کس کا کام تھا۔ ابراہیم ان لوگوں کی یہ جہالت آمیز تقریر سن کر بولے: ﴿اَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ اَفْ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (الانبیاء: ۶۷) ”کیا پھر تم سوائے اللہ کے کسی اور ایسے کو پوجتے ہو جو کہ تم کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، تف ہے تم پر اور اس پر جس کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے کیا تم نہیں سمجھ سکتے ہو۔“

پھر نمرود ابراہیم سے مخاطب کر کے بولا ”کیا تم نے اپنے اس رب کو دیکھا ہے جس کی عبادت کرتے ہو؟ اور وہ رب تمہارا کون ہے جس کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو؟“

ابراہیم: ﴿رَبِّي الَّذِي يُخَيِّبُ وَيُعْيِثُ﴾ (البقرہ: ۲۵۸) ”میرا وہ رب ہے جو کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔“ نمرود: ”یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔“ ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گئے اور نمرود نے ان دو شخصوں کو طلب کیا جو واجب القتل ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کے قتل کا حکم دیا اور دوسرے کی خطا معاف کر کے ابراہیم سے متوجہ ہو کر بولا ”ابراہیم تم نے دیکھا کہ میں نے کیسے ایک کو مارا اور ایک کو زندہ کیا اس اعتبار سے میں بھی مارنے اور زندہ کرنے والا ہوں تمہارے رب میں مجھ سے زائد کوئی صفت نہیں ہے وہ بات بتلاؤ جو تمہارے رب میں ہو اور مجھ میں نہ ہو۔“

ابراہیم نے کہا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْتِي بِالسُّنَنِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاتِّبِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ (البقرہ: ۲۵۸) ”بے شک اللہ تعالیٰ آفتاب کو مشرق سے طلوع کرتا ہے پس تو مغرب سے اس کو نکال۔“ نمرود سے اس سوال کا جواب کچھ بن نہ آیا اپنا سامنہ لے کر خاموش ہو گیا اور ابراہیم نمرود کے دربار سے اٹھ کر چلے آئے تب ان لوگوں میں مشورہ ہونے لگا۔ بعضوں نے قتل کرنے کے لئے کہا اور کسی نے شہر بدر کرنے کی طرف اشارہ کیا اور اکثر لوگ اس رائے سے متفق ہوئے کہ جناب موصوف جلا دیئے جائیں چنانچہ نمرود نے بھی اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا اور لکڑیاں جمع کئے جانے کا حکم صادر کیا۔

ہمارے خیال ناقص میں نمرود کی سلطنت میں شاید ایسا کوئی شخص نے تھا جس نے کم و بیش اس حکم کی تعمیل نہ کی ہو۔ اس وجہ سے نہایت قلیل مدت میں بے انتہا لکڑیاں جمع ہو گئیں اور آگ مشتعل کی گئی جس وقت ابراہیم منجیق میں رکھ کر اس آگ میں

بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہیزن نامی ایک شخص ابراہیم کے قتل پر مامور کیا گیا تھا لیکن ہیزن جس وقت ابراہیم کے قتل کو روانہ ہوا بقضائے الہی زمین میں دھنس گیا۔ واللہ اعلم۔



جسے ایک عالم کے بت پرستوں نے مشتعل کیا تھا ڈالے گئے۔ اس وقت عجیب کیفیت تھی سوائے ثقلین (یعنی جن وانس) کے تمام عالم زبان حال سے جناب باری میں کہہ رہا تھا۔ ”اگر ابراہیم آج جلادئے گئے تو کوئی شخص دنیا میں تیرا نام لینے والا نہ رہ جائے گا۔ تو اگر ہم کو اجازت دے تو ہم ابراہیم کی مدد کریں“۔ جناب باری سے حکم ہوا: ان استغاث بشنی منکم فلینصرہ و ان تم بدغ غیرى فانالہ ”اگر وہ تم میں سے کسی سے مدد چاہے تو اجازت ہے کہ اس کی مدد کرو اور اگر اس نے میرے سوا کسی دوسرے کو نہ بلایا تو ہم اس کی مدد کو موجود ہی ہیں“۔ اس اجازت کے بعد بعض نے ابراہیم سے کہا اما الیک حاجۃ ”کیا تم کو کچھ ضرورت ہے“۔ لیکن ابراہیم نے صاف یہی جواب دیا: اما الیک فلا ”ہاں ہے مگر تجھ سے نہیں“۔ یہ ایک ایسا جواب دیا تھا۔ جو درحقیقت لا جواب اور ان کی شان کے موافق تھا۔ کائنات سوائے جن وانس کے یہ تماشا حسرت و افسوس کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

جس وقت ابراہیم آگ کے ڈھیر کے قریب پہنچے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر جناب احدیت میں عرض کیا: اللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِي السَّمَاءِ وَ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِي الْاَرْضِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ”اے خدا تو اکیلا ہے آسمان میں اور تو اکیلا ہے زمین میں کافی ہے مجھ کو اللہ اور وہ بہت ہی اچھا وکیل ہے“۔ ابھی آگ کے شعلوں کا آپ کے مبارک بدن پر اثر بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ: ﴿يُنَادُ كُوْنِي بَرْدًا وَسَلْمًا عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ﴾ (الانبیاء: ۶۹) ”اے آگ سرد ہو جا اور سلامت رہ ابراہیم کے لئے“۔ کے خطاب نے اس نار کو گلزار بنا دیا۔ جل جلالہ کی کیا شان ہے۔

مفسرین رحمہم اللہ اس امر پر اپنا اتفاق ظاہر کرتے ہیں کہ اگر جل جلالہ عم نوالہ سلاما کا لفظ بردا کے بعد نہ فرماتا تو ابراہیم کو شدت (سردی سے) روحانی صدمہ پہنچتا اور وہی روح کی جدائی کا باعث ہوتا اور اسی طرح اگر یہ حکم باری مطلق چھوڑ دیا جاتا اور علی ”ابراہیم“ کے ساتھ مقید نہ کر دیا جاتا تو بے شک دنیا بھر کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی اور آج آگ کا کہیں نام و نشان نہ ملتا واللہ اعلم نمرود کے دماغ میں مدتوں یہ خیال یقینی صورت اختیار کئے رہا کہ آگ نے ابراہیم کا کام کر دیا ہوگا۔ لیکن ایک روز اتفاقاً اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو جناب موصوف کو بیٹھا ہوا دیکھ کر متعجب ہوا اور اس نے اسی وقت اپنی قوم کو طلب کر کے کہا ”مجھ کو شبہ سا ہو گیا ہے کہ ابراہیم زندہ ہے اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرے لئے ایک ایسا اونچا مکان بناؤ کہ جس سے میں ابراہیم کو دیکھ سکوں۔

نمرود کی زبان سے یہ فقرہ تمام ہونے بھی نہ پایا تھا کہ لوگ دوڑ پڑے اور مکان بنانے میں مصروف ہو گئے۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ مکان بن کر تیار ہو گیا اور نمرود اس مکان پر چڑھ کر آگ کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے اس مرتبہ پہلے سے زیادہ تعجب اس وجہ سے ہوا کہ اس نے ابراہیم کے پہلو میں ابراہیم کی صورت و شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا دیکھا، تھوڑی دیر تک خاموشی کے عالم میں دیکھتا رہا۔ جب صبر نہ ہو سکا تو چلا کر کہنے لگا ”اے ابراہیم تیرا خدا بہت ہی بڑا ہے۔ اس کی قدرت و عزت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تجھ میں اور آگ میں حائل ہو گئی ہے، کیا تجھ میں اس قدر طاقت ہے کہ اس آگ سے تو صحیح و سالم نکل آئے“۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ ”ہاں ممکن ہے جس خدا نے مجھے یہاں صحیح و سالم رکھا ہے۔ اس کی قوت و مدد سے میں باہر بھی آسکتا ہوں“۔ ابراہیم یہ کہہ کر اٹھے اور بہت اطمینان سے خراماں خراماں آگ کے ڈھیر سے باہر آئے، نمرود نے دریافت کیا کہ ابراہیم! تمہارے پاس تمہارے ہی ہم شکل کون شخص بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا کہ وہ ملک الظل تھا، اللہ جل شانہ نے اسے میرے پاس اس غرض سے بھیجا تھا کہ وہ مجھ سے باتیں کرے تاکہ تنہائی کی تکلیف مجھے نہ پہنچے۔ (مترجم)

حضرت ابراہیم کی ہجرت: اس واقعہ کے بعد نمرود نے ابراہیم سے کہا۔ میں اس چیز کے عوض جس کی طرف تم مجھے



بلا تے ہو تمہارے رب کے لئے قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ ابراہیم نے جواب دیا کہ جب تک تو اس ذات واحد پر ایمان نہ لائے گا۔ اللہ جل شانہ تیری کسی عبادت کو قبول نہ کرے گا۔ نمرود نے کہا ”میں ایک یہی امر تو نہیں کر سکتا“ کیونکہ یہ میری شان کے خلاف ہے۔“ اس کے بعد اس نے چار ہزار گایوں کی قربانی کی اور جناب موصوف کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔ پھر اللہ جل شانہ نے ابراہیم کو ہجرت کا حکم دیا۔ چنانچہ اب آپ اپنے باپ تارح اور ناحور بن تارح اور ان کی بیوی ملکا بنت ہاران (تارح کے بھائی) اور لوط بن ہاران اور سارہ زوجہ ابراہیم کے ساتھ کلدانیوں کی سرزمین سے ہجرت کر کے حران چلے آئے۔

حضرت سارہ: لوگوں نے کہا کہ سارہ ملکا بنت ہاران کی بہن تھیں اور بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ شاہ حران کی بیٹی تھیں۔ جب دین ابراہیم قبول کرنے کی وجہ سے ان کی قوم نے ان پر طعنہ زنی کی تو ابراہیم نے ان سے اس شرط پر عقد کر لیا کہ ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہ دے گا۔ لیکن توریت میں ہے کہ سارہ سرزمین کلدانیوں سے ابراہیم کے ساتھ حران آئیں اور یہاں پر ابراہیم سے ان کا عقد ہوا۔ سہلی نے لکھا ہے کہ سارہ بن ہاران بن ناحور کی بیٹی تھیں جو ابراہیم کے چچا تھے۔ اور جس ہاران کے لوط لڑکے ہیں وہ تارح ابن ناحور کا لڑکا ہے اور زمانہ قیام حران میں تارح (آزر) کا دو سو پچاس برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔

حضرت ابراہیم کی مصر میں آمد: پھر ابراہیم نے اللہ کے حکم سے کنعان کی طرف ہجرت کی (جہاں پر انکی نسل کی ترقی کی ابتداء ہوئی اور یہی زمین تھی کہ جسکے دینے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا) کچھ برس کی عمر میں آپ نے وہاں آ کر قیام کیا۔ جہاں اب بیت المقدس ہے پھر تھوڑے دن بعد جب کنعان میں قحط پڑا تو آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ مصر چلے آئے۔

حضرت سارہ کی گرفتاری اور رہائی: اگرچہ ابراہیم مع اپنے اہل بیت کے مصر میں ایسے مقام پر سکونت پذیر ہوئے تھے جہاں پر آپ کو کوئی پہچاننا نہ تھا لیکن سارہ کا حسن و جمال کچھ ایسا معمولی تو تھا نہیں رفتہ رفتہ اس کی خبر فرعون مصر کو پہنچی۔ اس نے ابراہیم کو طلب کر کے سارہ کے بارے میں استفسار کیا۔ ابراہیم نے اس خیال سے کہ شاید یہ مجھ کو قتل کر کے سارہ کو بہ جبر نہ لے لے یہ کہہ دیا کہ میری بہن ہے۔ لیکن فرعون نے اس پر خیال نہ کیا اور سارہ کو اپنے آدمیوں سے اپنی خلوت خاص میں گرفتار کر کے منگوا لیا۔ جب اس نے ایک بار یا بروایت مؤرخین تین بار سارہ کا قصد کیا تو اس کے ہاتھ ہر بار خشک ہو گئے یا کہ اس پر صرعی (مرگی والی) کیفیت طاری ہو گئی اور ہر مرتبہ سارہ کی دعا سے اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ تب چوتھی یا دوسری بار اس نے سارہ سے اپنی اس بے جاد لیری کی معافی چاہی اور ہاجرہ کو آپ کی نذر کر کے حضرت ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔

حضرت ہاجرہ: طبری نے لکھا ہے کہ جس فرعون نے سارہ کا ارادہ کیا تھا وہ سنان بن علوان بردار ضحاک تھا۔ ظاہر یہ ہے

۱۔ طوفان نوح کے بعد سب سے پہلے یہی شہر آباد کیا گیا تھا۔ قدیم شہروں میں یہ شمار کیا جاتا ہے۔

۲۔ ہاجرہ مادر اسماعیل کا نام عبرانی زبان میں ”ہاناز“ ہے۔ رقیوں بادشاہ مصر کی بیٹی تھیں۔ یہ رقیوں شہر بابل کا رہنے والا تھا جو افلاس و جنگ دستی کی وجہ سے بابل چھوڑ کر مصر چلا آیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت اور دانشمندی کی وجہ سے اراکین سلطنت میں داخل ہو گیا پھر رفتہ رفتہ مصر کا بادشاہ بن بیٹھا تھا۔ سب سے پہلے جس کا لقب فرعون ہوا وہ یہی شخص ہے۔ اسی کے عہد حکومت میں ابراہیم فلسطین سے قحط کی وجہ سے مع اہل بیت کے چلے آئے تھے۔ ہکذانی سفر البشار (سفر البشار میں ایسا ہی ہے)

عام طور سے اکثر لوگ بے سمجھے بوجھے کہا کرتے ہیں ”ہاجرہ لونڈی تھیں“ لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہاناز رقیوں دونوں الفاظ عبرانی زبان کے ہیں اور عجب نہیں ہے کہ یہ اسی قبیلہ سے ہو جس قبیلہ کے ابراہیم ہیں۔ گو اس کی شہادت کافی نہیں مل سکتی اور بظاہر زمانہ قحط میں شاید اسی خیال سے کہ بادشاہ مصر آ کر قوموں کے ممالک کا اشتہار کیا اور ان کے زمینداروں کو اپنی قوموں کے ممالک سے ہٹا کر اپنی قوموں کے ممالک میں رکھ دیا۔



کہ سنان ملوک قبط سے ہے اس واقعہ کے بعد ابراہیم اپنے اہل بیت کے ساتھ شام میں کنعان کی طرف چلے گئے، بعضوں نے لکھا ہے کہ جس نے سارہ کا قصد کیا تھا اور جس کے ہاتھ خشک ہو گئے یا وہ صرع میں مبتلا ہو گیا تھا وہ شاہ اردن ہے اور اس نے بعد افاقہ ہاجرہ کو آپ کی خدمت کے لئے آپ کو دے کر رخصت کیا جو بعض ملوک قبط کی لونڈی تھیں۔

حضرت ابراہیم کی کنعان میں آمد: پھر ابراہیم مصر سے نکل کر اپنے متعلقین کے ساتھ کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حیرون میں (جس کو اب مقام خلیل کہتے ہیں) پہنچ کر قیام کیا۔ یہ وہی مقام ہے جس کو صائبہ بیگلہ مشتری اور زہرہ کہتے تھے اور تبرک سمجھ کر عود وغیرہ جلاتے تھے۔ عبرانیوں نے اسی کا نام ایلیا (اللہ کا گھر) رکھا۔

حضرت لوط کی علیحدگی: لوط یہاں تک تو ابراہیم کے ساتھ رہے لیکن اب یہ موسیٰوں کی کثرت اور سبزہ زاروں کی قلت کی وجہ سے ابراہیم سے علیحدہ ہو کر فلسطین کی طرف جانے والے ہیں۔ اگرچہ ہمارے مورخ نے ان کی سرگزشت اسی مقام پر تحریر کی ہے لیکن ہم ان کا حال مستقل طور سے آئندہ لکھیں گے، اس موقع پر اس دلچسپی کو جو کہ ابوالانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے حال سے پیدا ہو رہی ہے ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔

..... ہم ہو جایا کرتے ہیں۔

مفسرین تو ریت نے ہاجرہ کو بادشاہ مصر کی بیٹی تحریر کیا ہے چنانچہ وپی شلومو اسحاق نامی مفسر تو ریت مقدس کتاب پیدائش کے سولہویں باب کی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے جس کا اردو ترجمہ یہ ہے ”وہ فرعون کی بیٹی تھی۔ جب دیکھا ان کرامات کو جو بوجہ سارہ واقع ہوئیں تب کہا بہتر ہے میری بیٹی رہے خادمہ ہو کر ان کے گھر میں اس سے کہ رہے دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر“۔

اس کے علاوہ اس زمانہ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میں لونڈی و غلام دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو خرید کرنے سے جسے عبرانی میں ”سقف کسف“ کہتے ہیں۔ دوسرے غنیمت جنگ سے اور وہ ”شیبوٹ حرب“ کہلاتے تھے۔ تیسری صورت یہ تھی کہ ان کی اولاد لونڈی غلام کہے جاتے تھے جو درحقیقت تیسری قسم نہیں ہے بلکہ انہیں پہلی دونوں قسموں میں یہ داخل ہے اور اس قسم کے لونڈی غلام کو یلیلہ بایٹ یعنی خانہ زاد کہا کرتے تھے لیکن ہاجرہ ان تمام باتوں سے پاک تھیں اور اس وقت تک ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوئی پھر ان کو لونڈی کہنا زیادتی نہیں ہے تو کیا ہے؟

اب رہا یہ امر کہ سارہ نے ان کو لونڈی کیوں کہا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب دو عورتوں علی الخصوص دو سونوں میں تکرار ہوتی ہے تو جس کی زبان زیادہ چلتی ہے وہ دوسری کو حقارت سے کیا کچھ نہیں کہتی ہے لیکن اس کہنے سے وہ درحقیقت وہی نہیں ہو جاتی جو دوسری کہتی ہے اور اگر درحقیقت ہاجرہ لونڈی ہوتی اور اسماعیل لونڈی زادہ ہوتے تو سارہ ان دونوں ماں بیٹے کے نکال دینے یعنی طلاق دینے کی درخواست نہ کرتیں کیونکہ ان کی شریعت میں لونڈی اور لونڈی زادہ کو بیوی اور بیوی کے لڑکے کے ہوتے ہوئے میراث نہیں ملتی تھی سوائے اس کے کہ اس کا باپ اپنی حالت حیات میں کچھ دے گیا ہو اور اسی طرح زن مطلقہ اور اس کے لڑکے کو میراث پد نہ ملتی تھی۔

پس اگرچہ ہاجرہ لونڈی ہوتی اور اسماعیل لونڈی زادہ ہوتے تو اسحاق کے پیدا ہونے کے بعد سارہ اس قدر ہاجرہ سے برہم نہ ہوتی یہ فطری بات ہے کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ املاک ابراہیم کے مالک اسحاق کے ساتھ اسماعیل بھی ہوں گے اور اسی وجہ سے ان کے نکال دینے کی درخواست کی تھی۔ پھر جب ابراہیم کو اس سے کچھ پس و پیش پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ سارہ نے ہاجرہ کو لونڈی کہا تھا۔ حکایت فرمایا اور تسلی دی کہ ”اس لونڈی اور بچہ کی طرف سے رنج مت کر، تو ان کو نکال دے میں اس لونڈی کے بچہ سے ایک قوم پیدا کروں گا“۔ کتاب مقدس اور ان کی تفسیروں سے ہاجرہ کا لونڈی ہونا ثابت نہیں ہوتا؟ (جیسا کہ بیان ہوا)۔



## باب: ۶

### حضرت اسمعیل علیہ السلام

حضرت اسمعیل کی پیدائش: مصر سے واپسی کے بعد دسویں برس سارہ نے ابراہیم کو ہاجرہ سے نکاح کرنے کی اجازت دی اس خیال سے کہ شاید اللہ جل شانہ انہیں سے کوئی لڑکا مرحمت فرمائے۔ کیونکہ جناب موصوف نے لڑکا ہونے کی دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور سارہ کی عمر زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ لڑکا ہونے سے ناامید ہو چکی تھیں۔ جب ابراہیم نے ہاجرہ سے نکاح کیا تو آپ کی چھبیس برس کی عمر میں اسمعیل ذبح اللہ بطن ہاجرہ سے پیدا ہوئے۔ جناب باری سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اس لڑکے کی بارہ اولادیں ہوں گی اور ہر ایک بڑے سلسلہ کا رئیس ہوگا۔ سارہ کو اس کے بعد غیرت نے اس پر مجبور کیا کہ انہوں نے ابراہیم پر ہاجرہ کے نکالنے کا دباؤ ڈالا۔

حضرت ہاجرہ کی روانگی مکہ: ابراہیم کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔ اللہ جل شانہ نے تسلی دی اور ارشاد کیا کہ سارہ کی اس بارے میں اطاعت کرو۔ ابراہیم سارہ کے کہنے سے ہاجرہ اور اسمعیل کو ایک خچر پر سوار کر کے کچھ تھوڑا سا زادِ راہ لے کر روانہ ہوئے اور جناب باری کے حکم سے سرزمین مکہ مقام زمزم میں ٹھہرا کر واپس ہوئے۔ ابراہیم کی رخصت کے وقت پر ہاجرہ نے گھبرا کر ابراہیم سے کہا: "من امرک ان تترکنا بارض لیس فیہا زرع و لا ماء۔" "کس نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو ایسی زمین میں چھوڑ جاؤ جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی ہے۔" ابراہیم نے جواب دیا ((ربسی امرنی)) "میرے خدا نے یہ حکم دیا ہے۔" ہاجرہ نے جواب دیا: "فإنه لن یضیعنا" "وہ بے شک ہم کو ضائع نہ کرنے گا" اور خاموش ہو کر بیٹھ گئیں۔ ابراہیم نے واپسی کے وقت بشریت کے تقاضے یا الفت پداری سے مضطرب ہو کر یہ دعا کی: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْنَدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ (۳۶:۱۴) "اے رب میں نے اپنی ایک اولاد بسائی ہے ایسے میدان میں جہاں کہ کھیتی نہیں ہے۔ تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے تاکہ قائم رکھیں نماز کو پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل رکھ اور ان کو روزی دے میوؤں سے شاید کہ وہ شکر کریں"۔ اللہ جل شانہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

۱۔ کامل ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ولادت اسمعیل کے بعد سارہ کو بہت بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کے بطن سے اسحاق پیدا کیا جب یہ دونوں بھائی کچھ بڑے ہوئے تو آپس میں کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی جس کی وجہ سے سارہ نے غصہ میں آ کر ان ماں بیٹوں کو نکالنے کا دباؤ ابراہیم پر ڈالا اور یہ کہا کہ ان کو کسی شہر یا آبادی میں نہ ٹھہرانا۔ اللہ جل شانہ نے مکہ کی طرف لے جانے کا حکم صادر فرمایا۔



**حضرت ہاجرہ کی پریشانی:** ابراہیم کے چلے جانے کے بعد بی بی ہاجرہ اور اسمعیل دونوں ماں بیٹے تنہا رہ گئے ایک شب و روز یا اسی دن وہ پانی ختم ہو گیا جس کو روانگی کے وقت جناب ابراہیم اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسمعیل کو غلبہ تشنگی نے بے تاب کیا۔ ہاجرہ بے تاب پریشان کبھی تو پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ جاتی تھیں جب وہاں پانی کا کچھ نشان نہ ملتا تھا تو اسی پریشانی کی حالت میں مروہ کی چوٹی پر پہنچ جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ سات مرتبہ صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کی چوٹیوں پر آئی گئیں آٹھویں بار شروع ہونے نہ پایا تھا کہ اپنے شیرخوار بچے کی رونے کی آواز سن کر دوڑ آئیں۔ اسمعیل اس وقت رو رہے تھے اور زمین پر پاؤں مار رہے تھے جس سے بعنایت الہی چشمہ زمزم اہل پڑا۔

**چشمہ زمزم:** سدی سے روایت کی جاتی ہے کہ اسمعیل کو ہاجرہ مقام حجر میں چھوڑ گئی تھیں اور ان کے لئے ایک چھپر بنا دیا تھا اور جبرائیل نے آ کر ہاجرہ کے بعد چشمہ کھول دیا تھا اور انہوں نے ہی جا کر ہاجرہ کو اس سے آگاہ کیا اور یہ بتلایا کہ اسی چشمہ سے اللہ کے مہمان سیراب ہوں گے اور تھوڑے دنوں بعد اس لڑکے کا باپ آئے گا اور دونوں مل کر اللہ تعالیٰ کا گھر بنائیں گے۔ پھر جرہم کا ایک گروہ یا ان کے اہل بیت اس طرف سے گزرے۔ نشیبی مکہ میں قیام کیا چڑیوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے ”اس وادی میں تو پانی نہیں ہے چڑیاں کیوں اڑ رہی ہیں“ چند لوگ اس جستجو میں چل کر اور مقام حجر میں پہنچ کر ایک عورت اور ایک بچہ اور چشمہ کو دیکھا اور وہیں سب نے قیام کیا واللہ اعلم۔ الغرض ہاجرہ نے دوڑ کر اپنے بچے کو چپ کر دیا اور اس اہلتے ہوئے پانی کے چاروں طرف مٹی کی ایک مینڈھ سی بنا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بروقت تذکرہ فرماتے تھے ((یرحمہا اللہ لو ترکتھا فکانت علینا سانحة)) ”اللہ ہاجرہ پر رحم کرے اور اگر وہ چشمہ کو بحالہ چھوڑ دیتیں تو ایک چشمہ جاری ہو جاتا۔“

**بنی جرہم کی آمد:** پھر بنی جرہم جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس غیر ذی زرع سرزمین میں حیران پریشان پھر رہے تھے۔ پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اس طرف آئے جہاں پر ہاجرہ اپنے بیٹے اسمعیل کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ بنی جرہم نے پہلے تو چشمہ کو تعجب بھری نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد جب ان کی نظر بی بی ہاجرہ پر پڑی تو اور زیادہ متعجب ہوئے۔ تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں رہے اس کے بعد ان لوگوں نے ہاجرہ کی اجازت سے اسی مقام پر قیام اختیار کیا اور ظاہر ایسی گروہ فی الحال ان کی تنہائی رفع کرنے کا باعث ہوا۔ اسمعیل نے اسی گروہ میں پرورش پائی جو ان ہوئے اور ان ہی لوگوں سے زبان عربی سیکھی۔ ان لوگوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت کے ساتھ آپ کا عقد کر دیا۔ پھر ہاجرہ کا انتقال ہو گیا۔ اسمعیل نے ان کو مقام حجر میں دفن کر دیا۔

**ولادت اسحاق کی بشارت:** جس وقت ابراہیم بی بی ہاجرہ کو مکہ پہنچا کر شام کو واپس ہوئے اور بیت المقدس میں مقیم ہوئے۔ اہل مؤتلفہ جہاں کہ لوٹ اپنے چچا ابراہیم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے تھے۔ عیاشی اور گناہوں کے ارتکاب میں حد سے بڑھ گئے۔ لوٹنے ان کو سمجھایا اللہ کی طرف بلایا۔ ان لوگوں نے جھٹلانا شروع کیا تب ان کے ہلاک کرنے کو اللہ جل شانہ نے ملائکہ کو بھیجا اور یہ سب ابراہیم کی طرف ہو کر گزرے۔ ابراہیم نے ان کی دعوت کی۔ تعظیم و خدمت میں بجان و دل سے مصروف ہوئے۔ سارے کے ہنسنے اور ملائکہ کے بشارت و ولادت اسحاق و یعقوب کے واقعات پیش آئے۔ جیسا کہ قرآن



میں مذکور ہے۔ ولادت اسحاق کی بشارت ملائکہ نے ابراہیم کو اس وقت دی تھی جبکہ ان کی عمر سو برس کی ہو چکی تھی اور سارہ نوے برس کی تھیں۔

**حضرت ابراہیم کا عمارہ کے متعلق فیصلہ:** اور اسحاق کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ بنانے کا حکم دیا اس سے پیشتر جب اسماعیل پندرہ برس کے ہو چکے تھے۔ ہاجرہ کا انتقال ہو گیا۔ تجہیز و تکفین کے بعد اسماعیل کا دل مکہ سے اچٹ گیا اور انہوں نے شام کی طرف جانے کا قصد کیا لیکن بنی جرہم نے آپس میں مشورہ کر کے اسماعیل کو اس ارادہ سے روکا اور ان کا نکاح عمارہ بنت سعید بن اسامہ بن اکیل سے خاندان عمالقہ میں کر دیا۔

اسکے بعد ابراہیم اپنی بیوی سارہ سے دستور سابق کے مطابق اجازت لے کر مکہ آئے اس وقت ہاجرہ انتقال کر چکی تھیں اور اسماعیل شکار کھیلنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ صرف عمارہ بنت سعید اسماعیل کی بی بی گھر میں موجود تھیں۔ ابراہیم نے عمارہ سے یہی چند باتیں دریافت فرمائیں کہ ”تم کون ہو؟ اسماعیل کہاں گیا؟ ہاجرہ کا کب انتقال ہوا؟“ عمارہ نے کچھ ایسی ترش روئی سے جواب دیا کہ ابراہیم ان کی بد اخلاقی سے پریشان ہو گئے اور روانگی کے وقت کہہ گئے ”اسماعیل آئے تو کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دو“۔ ابراہیم کے چلے جانے کے بعد جس وقت اسماعیل شکار گاہ سے واپس آئے اور عمارہ نے تمام واقعات بیان اور یہ ظاہر کیا اس پیر مرد نے یہ کہا ہے کہ ”تم گھر کا دروازہ بدل دو“۔ اسماعیل نے عمارہ سے یہ کہا ”وہ میرے باپ تھے۔ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں طلاق دے دوں اس وجہ سے میں تم سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔“

**حضرت اسماعیل کا عقد ثانی:** عمارہ کی طلاق کے بعد اسماعیل نے سیدہ بنت مضاہ بن عمرو جرہمی سے عقد کیا۔ ایک عرصہ کے بعد پھر ابراہیم تیسری بار سارہ کی اجازت لے کر اسماعیل کو دیکھنے کے لئے آئے۔ اسماعیل اتفاق سے اس دن بھی موجود نہ تھے۔ سیدہ بنت مضاہ نے بڑی خوشی سے استقبال کیا پانی گرم کر کے وضو کرایا۔ دودھ گوشت جو اس وقت موجود تھا خوشی سے پیش کیا اور معذرت کی کہ ”یہاں گیہوں وغیرہ پیدا نہیں ہوتا ہم لوگ بھی دودھ اور خرما اور شکاری گوشت کھا کر گزارا کرتے ہیں“۔ ابراہیم بہت خوش ہوئے اور دعائے برکت کی۔ سیدہ نے ہر چند روکا لیکن وہ کب رک سکتے تھے بی بی سارہ نے ٹھہرنے کی اجازت تو نہ دی تھی۔ بہر حال سیدہ سے رخصت ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور فرما گئے کہ ”جب تمہارا شوہر آئے تو میرا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ اب تمہارے مکان کا دروازہ اچھا ہے میں نے پسند کیا اور اب اس کو کبھی تبدیل نہ کرنا“۔ اسماعیل

..... ہم وہ ابراہیم کی طرف سے ہو کر گزرے۔ ابراہیم نے ان کی دعوت کی عمدہ فریبہ ذبح کیا۔ دسترخوان پر بیٹھے تو ان لوگوں نے ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ ابراہیم کو اس سے خوف پیدا ہوا اس وجہ سے کہ اس زمانہ کا دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی یا دشمنی کرنی مقصود ہوتی تو اس کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ ملائکہ نے انہیں خائف دیکھ کر کہا کہ ”تم نہ ڈرو ہم اللہ کے بھیجے ہوئے قوم لوط پر جا رہے ہیں“۔ سارہ کھڑی ہوئی تھیں ہنس پڑیں تب ملائکہ نے ولادت اسحاق اور بعد اسحاق کے یعقوب کی ولادت کی بشارت دی۔ سارہ کا سن اس وقت نوے برس کا ہو چکا تھا اس لئے انتہائی تعجب یا جوش مسرت سے استعجاباً بول اٹھیں

﴿قَالَتْ يُوَيْلَتِي ۖ اَلَّذُو ۖ اَنَا عَجُوزٌ ۚ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخَانٌ هَذَا لَشَيْءٌ عَجِيبٌ﴾ (ہود: ۷۲) ”کیا مجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور در آنحالیکہ میں بوڑھی ہوں اور میرا شوہر بوڑھا ہو گیا ہے بے شک یہ ایک بات تعجب کی ہے“۔ جبرائیل یا کسی اور فرشتہ نے جواب دیا: ﴿انْعَجِبِينَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ (ہود: ۷۳) ”کیا تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے“ اور دوسرے مقام پر ملائکہ نے کہا: ﴿كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ﴾ (مریم: ۲۰) ”ایسا ہی تیرے رب نے کہا ہے“۔ پھر ابراہیم سے مخاطب ہو کر اس شبہ و استعجاب کو جو کہ سارہ کو پیدا ہو گیا تھا اس قول سے رفع کر دیا: ﴿نَبَشْرُنْكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقٰنِطِيْنَ﴾ (الحجر: ۵۵) ”ہم نے تجھ کو سچی بشارت دی ہے تو خدا کے فضل سے ناامید نہ ہو“ اس کے بعد ملائکہ اہل مؤتلفہ کی طرف چلے گئے۔



جس وقت شکار کھیل کر واپس آئے۔ سیدہ نے کمال تعظیم سے ابراہیم علیہ السلام کا نام بتلایا اور تمام ماجرا لفظ بہ لفظ کہہ سنایا۔ اسمعیل علیہ السلام نے سن کر فرمایا ”وہ میرے باپ تھے وہ مجھے ہدایت کر گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے سے کبھی جدا نہ کروں۔“

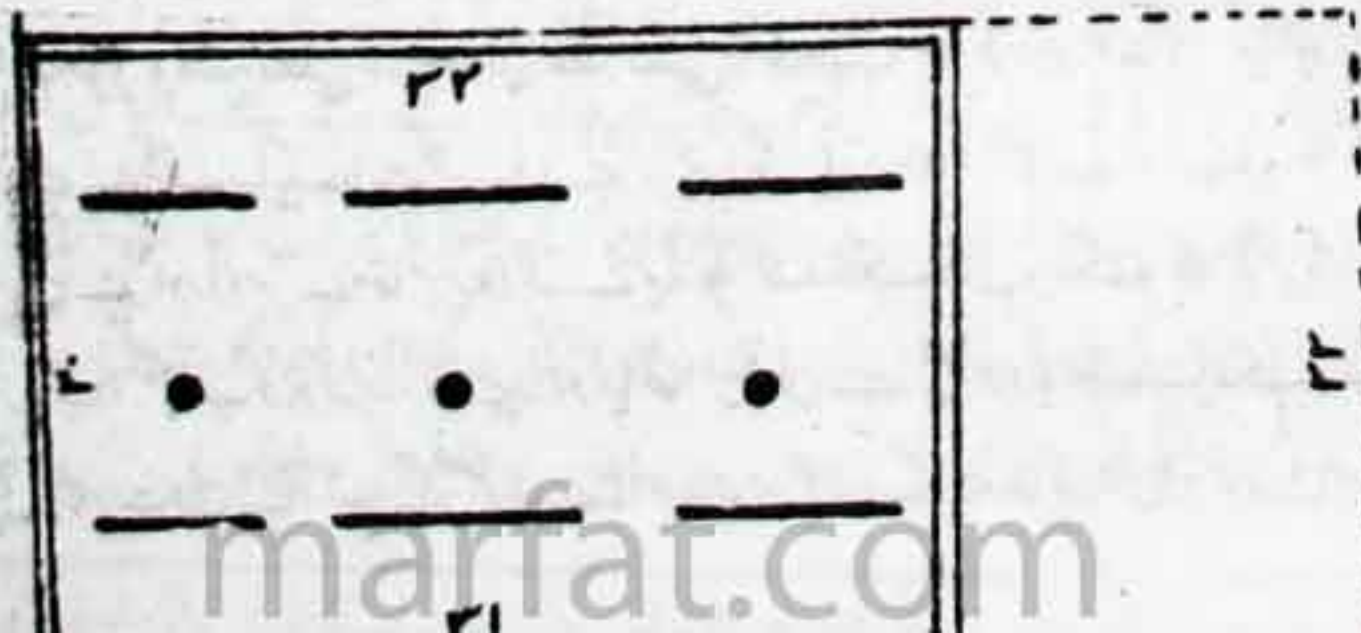
**تعمیر کعبہ:** ان واقعات کے بعد خانہ کعبہ بنانے کا حکم ہوا۔ ابراہیم علیہ السلام شام سے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مکہ آئے اور دونوں باپ بیٹوں یعنی ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ اس طرح بنانا شروع کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تو جڑائی کا کام کرتے تھے اور اسمعیل گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے یہ دونوں بزرگ بناتے وقت اپنے رب سے یہ دعا کرتے جاتے تھے: ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (بقرہ: ۱۲۷)

”اے ہمارے رب یہ کام ہمارا قبول کر بے شک تو سمیع و علیم ہے۔“

جس وقت دیوار کی قدر بلند ہوئی اور ابراہیم چوڑائی سے مجبور ہو گئے تو ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کام کرنے لگے یہ وہی مقام ہے جس کو اب مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ خانہ کعبہ جب تیار ہونے کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے اسمعیل سے کہا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا لاؤ تاکہ مقام رکن پر رکھ دوں جس سے لوگوں کو امتیاز باقی رہے۔ علماء کہتے ہیں کہ بوقیس نے آواز دی تھی کہ ”میرے پاس تمہاری امانت رکھی ہے یہ لو“ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جبرائیل نے حجر اسود کا پتہ بتلایا تھا غرض جو کچھ ہوا اسمعیل اس پتھر کو اٹھالائے اور ابراہیم نے اسے اٹھا کر مقام رکن پر رکھ دیا یہی حجر اسود ہے جس کا طواف کے وقت بوسہ لیا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے بننے کے بعد ابراہیم حسب حکم باری تعالیٰ مکہ مکرمہ کے نورانی پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور با آواز بلند فرمایا: یا ایہا الناس ان اللہ قد بنی لکم بیتا ودعاکم الی حجہ فاجیبوہ..... ”اے لوگو بے شک اللہ نے تمہارے لئے گھر

آپ لوگوں کو جہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسمعیل وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے اپنے باپ کے کہنے سے اپنی بی بی کو طلاق دے دی وہاں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ اس وقت اسمعیل صاحب وحی نہ تھے لیکن ابراہیم پیغمبر اور صاحب وحی تھے ممکن ہے کہ ابراہیم کو وحی یا بذریعہ الہام والقاس کی ہدایت کی گئی ہو اور اسمعیل نے محض اس خیال سے کہ یہ صاحب وحی و پیغمبر کا ارشاد ہے تعمیل کیا ہو بہر کیف جو کچھ ہوا اسمعیل کو ضرور اس میں سبقت کا اعزاز حاصل ہے۔

علامہ ارزقی فاضل ابن اسحاق سے روایت کرتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو نوگنز بلند بنایا تھا۔ جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شامی تک اس کا طول بتیس گز تھا اور عرض میزاب کی طرف سے رکن شامی سے رکن غربی تک جس کو اب رکن عراقی کہتے ہیں بائیس گز کا تھا۔ جانب پشت اس کا طول رکن غربی سے رکن یمانی تک اکتیس گز اور عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک بیس گز تھا دروازہ اس کا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا۔ کیواڑ اور بازو نہیں لگائے گئے تھے اس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنا دیا تھا اس غرض سے کہ بیت اللہ کے تحائف جو اطراف و جوانب سے آئیں اس میں رکھے جائیں۔ اس پیمائش کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اس کی قطع بخوبی سمجھ میں آجائیں گی دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں میں گھرا ہوا ہے۔ وہ ابراہیم کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا لیکن قریش نے تعمیر کے وقت اس کو چھوڑ دیا تھا اور کعبہ کے اندر جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں جو قریش نے قائم کئے تھے یہ اب نہیں ہیں جو تین نقطہ بدور ہیں وہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بنائے ہوئے ستون ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ لہ.....





بنادیا ہے اور تم کو اس کے حج و زیارت کے لئے بلایا ہے پس تم لوگ آ جاؤ۔“ اس کے بعد یہ دونوں بزرگ معدان لوگوں کے جو آپ پر ایمان لا چکے تھے مقامات منیٰ و عرفات کی طرف گئے قربانی کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا بعد ازاں ابراہیم شام کی طرف چلے گئے اور تاحیات ہر سال خانہ کعبہ کی زیارت و حج کو آتے رہے۔

**حکم قربانی:** خانہ کعبہ بنانے کے بعد ابراہیم کو بذریعہ خواب جو کہ درحقیقت وحی تھی لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ ابراہیم نے اس کی تعمیل کی اور جنت سے اس کا فد یہ آیا اور وہ لڑکا بفضلہ بیچ گیا جیسا کہ کلام پاک کے نص صریح سے معلوم ہوتا ہے علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ اسمعیل ذبح اللہ تھے اور بعض کا گمان یہ ہے کہ اسحاق کے ذبح

..... اسمعیل کے انتقال کے بعد بنی جرہم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے ان کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا۔ تب بنی جرہم نے اسی بنیاد پر کعبہ بنایا جس پر ابراہیم نے تعمیر کیا تھا اس کے بعد جب عمالقہ نے بنی جرہم کو مغلوب کر دیا اور خانہ کعبہ کے مختار ہو گئے تو غالباً سیلاب ہی کی وجہ سے پھر انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ یہ عمالقہ۔ عمالقہ اولیٰ نہیں ہیں جو عرب البائدہ میں تھے اور ان کی طرف تعمیر کعبہ کی نسبت کرنی نہایت نادانی ہے اس وقت ابراہیم و اسمعیل پیدا نہیں ہوئے تھے اسی وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا تھا کہ بنی جرہم سے پہلے عمالیق نے خانہ کعبہ بنایا ہے حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی پھر ان کے بعد قصی ابن کلاب نے کچھ بنایا غالباً اس کی تعمیر کی وجہ سیلاب ہی ہوگی یہ تعمیر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے دو سو برس قبل از ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی ہے کیونکہ قصی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھٹی پشت میں پڑتا ہے اس نے ستون قائم کر کے کعبہ کو مستقف (چھت دار) بنایا تھا اس کے بعد قریش نے کعبہ تعمیر کیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے تھے اور پتھر ڈھونے میں آپ شریک تھے لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دگنا بلند کیا اور چھ ہاتھ ایک بالشت کی کرسی بھی دے دی اور اس پر دروازہ قائم کیا تا کہ سیلاب کا پانی اندر نہ جانے پائے اور شاید لکڑی کی کمی کی وجہ سے حجر اسود کی طرف چھ ہاتھ ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چُن لی۔ پھر اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر نے اس کی تعمیر اس طرح کی جیسی ابراہیم نے کی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک نیا دروازہ جانب غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ستائیس ہاتھ کر دی اور تین ستون چھت پائے کے لئے بنائے پھر ان کے بعد حجاج بن یوسف نے کعبہ بنوایا جیسا کہ کتب تواریخ میں ان دونوں کے بنانے کے اسباب و واقعات مذکور ہیں۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب ابراہیم کے نزدیک جب یہ امر متحقق ہو گیا کہ حکم ذبح الہی ہے و سوسہ شیطانی نہیں ہے تو آپ نے اپنے لڑکے اسمعیل سے کہا کہ رسی اور تیر لے کر ہمارے ساتھ اس پہاڑی کی طرف آؤ تا کہ لکڑیاں کاٹ لائیں۔ اسمعیل یہ سنتے ہی رسی اور تیر لے کر ابراہیم کے پیچھے پیچھے چلے۔ شیطان کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو اس راہ سے پھیر دینا چاہئے اور اس خیال سے پہلے اسمعیل کے پاس ایک بوڑھے آدمی کی شکل بنا کر آیا اور کہنے لگا تم جانتے ہو کہ تم کو تمہارا باپ کہاں اور کس لئے لے جا رہا ہے؟ اسمعیل نے فرمایا ”ہاں اس پہاڑی پر لکڑی کے لئے ہمیں لے جا رہے ہیں۔“ شیطان افسوس اور حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھ کر بولا ”واللہ تم بھی کس قدر بھولے ہو۔ ارے صاحب زادے یہ تمہیں ذبح کرنے کو لئے جا رہے ہیں۔“ اسمعیل نے دریافت کیا ”وہ مجھے کیوں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں حالانکہ مجھ پر ان سے زیادہ کوئی اور شفیق ہو نہیں سکتا۔“ شیطان نے کہا ”ابراہیم کو یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم صادر فرمایا ہے۔“ اسمعیل نے انتہائی بے پروائی سے فرمایا ”اگر ایسا ہی امر ہے تو مجھے بسر و چشم منظور ہے۔“ شیطان یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ پھر اس کو اسمعیل سے بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

اس کے بعد ابراہیم کے پاس آ کر کہنے لگا ”کیوں بڑے میاں تم کس خیال میں ہو بھلا خدا کو کیا غرض ہے کہ وہ لڑکے کے ذبح کرنے کے لئے کہے تم اس خیال کو چھوڑ دو اور تاحق اس لڑکے کی جان نہ لو۔“

ابراہیم نے فرمایا ”ملعون تو مجھ کو بہکانے آیا ہے چل دور ہو یہ باتیں کسی نادان کو سمجھانا۔“ شیطان تو یہ باتیں سن کر نا کام یہاں سے واپس ہوا اور ابراہیم نے کچھ دور آگے چل کر اسمعیل سے کہا: ﴿يٰۤاِبْرٰهِيْمُ خُذْ اِلٰهٰكَ مِنْ هٰذَا وَرَاجِعْ اِلٰكَ﴾ (الصفت: ۱۰۲) ”اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔“ اسمعیل بھی چونکہ خلعت ...



کرنے کا حکم ہوا تھا۔ یہ اختلاف صرف علماء کرام تک محدود نہیں رہا بلکہ صحابہ عظام اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس میں شریک ہیں۔ ابن عباس، ابن عمر، لشعی، مجاہد، حسن، محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس امر کے قائل ہیں کہ اسماعیل ذبیح اللہ ہیں اس وجہ سے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ((انسا ابن الذبیحین)) "میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا" فرمایا ہے حالانکہ یہ حدیث ان کے دعوے کو پورے طور سے ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ مجازاً فخر و مباہات کے وقت عام طور سے لوگ چچا کو بھی باپ کہہ دیا کرتے ہیں اور نیز ان کی یہ دلیل بھی قابل قبول عقل نہیں ہے کہ جناب باری نے ارشاد کیا ہے ﴿فَبَشِّرْنَهَا بِاسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ اسْحَاقَ يَعْقُوبَ﴾ (ہود: ۷۱) "پس ہم نے اس کو یعنی سارہ کو اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی پیدائش کی خوشخبری دی"۔ اگر ذبیح اللہ اسحاق ہی تسلیم کر لئے جائیں تو ان کے بعد یعقوب کی بشارت کے کوئی معنی پیدا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ شروع شباب میں حکم ذبیح صادر ہوا تھا یہ حکم آئندہ یعقوب کے پیدا ہونے کے منافی ہے اس وجہ سے کہ بشارت کی وجہ وہی علم الہی ہے جو پہلے سے نہ ذبیح ہونے کا تسلیم کر چکا تھا اور یہ مان لیا تھا کہ یہ حکم بنظر امتحان ابراہیم صادر کیا گیا ہے۔

اسحاق کے ذبیح اللہ ہونے کے بھی بڑے بڑے صحابہ کرام قائل ہیں، عباس، عمر، علی، ابن مسعود، کعب احبار، زید بن اسلم، مسروق، سعید بن جبیر، عطاء، زہری، مکحول، سدی، قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شہادتیں ملتی ہیں کہ اسحاق کے ذبیح ہونے کا حکم ہوا تھا اور یہی ذبیح اللہ ہیں۔ علامہ طبری کا خیال ہے کہ قول راجح یہی ہے کہ اسحاق ذبیح اللہ ہیں کیونکہ نص قرآن سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مبشر بہ (جس کی بشارت دی گئی ہو) ذبیح ہو اور بشارت سوائے اسحاق کے ابراہیم کے کسی اور لڑکے کے حق میں واقع نہیں ہوئی جیسا کہ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت آیہ کریمہ: ﴿فَبَشِّرْنَهُ بِلِغَمٍ حَلِيمٍ﴾ (الصفت: ۱۰۲)۔

..... ہم نبوت سے سرفراز ہونے والے تھے بے تامل بول اٹھے: ﴿يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (الصفت: ۱۰۲)۔ اے باپ جس پر تم مامور کئے گئے ہو وہ کرو مجھ کو ان شاء اللہ صابر پائے گا۔

دونوں باپ بیٹے بھی باتیں آپس میں کرتے ہوئے جس وقت منیٰ میں اس مقام پر جہاں اب قربانیاں کی جاتی ہیں پہنچے اور ابراہیم چھری لے کر ذبیح کرنے کے لئے تیار ہوئے تو اسماعیل نے گزارش کی "مناسب یہ ہے کہ آپ میرے چہرے کو زمین کی طرف کر دیجئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔ دامن کو سمیٹ لیجئے ہاتھ پاؤں کو میرے رسی سے باندھ دیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی نظر ذبیح کے وقت میرے چہرے پر پڑے اور آپ کو محبت آ جائے اور یہ باعث کمی ثواب یا حکم رب کی تعمیل میں تاخیر کا باعث ہو"۔ سو ابراہیم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور نعم العون انت یا بنی علی امر اللہ "اے میرے بیٹے تو بہت ہی اچھا معین ہے خدا کی تعمیل ارشاد میں"۔ کہہ کر ایسا ہی کیا جیسا کہ اسماعیل نے عرض کیا تھا جس وقت یہ دونوں خدا کے برگزیدہ بندے اپنے سچے خدا کا حکم بجالانے پر تیار ہوئے اور ابراہیم نے اسماعیل کو زمین پر لٹا کر چھری کو گلے پر پھیرا۔ اسی وقت حکم باری جبرئیل نے چھری کو الٹ دیا اور جناب باری نے پکار کر کہا "تم نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس کی پوری پوری تعمیل کی یہ ذبیحہ (ذنب) تمہارے لڑکے کا فدیہ ہے اس کو بجائے اپنے لڑکے کے ذبیح کرو تم دونوں اپنے اپنے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ بروایت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ ذنب اس واقعہ سے چالیس برس پہلے

سے جنت میں چر رہا تھا۔ واللہ اعلم بحقیقہ الحال

۱۔ پہلے ذبیح اللہ اسماعیل ہیں۔ جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ ہوتے ہیں اور دوسرے ذبیح اللہ عبد اللہ ہوئے جو آپ کے والد تھے۔

تحقیق ذبیح: آپ لوگوں کے ذہن میں یہ ضرور خطرہ گزرا ہوگا کہ ذبیح اللہ اسحاق ہیں نہ کہ اسماعیل جیسا کہ مورخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا طرز بیان شہادت دے رہا ہے حالانکہ شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسماعیل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور وہی مقام منابر میں ابراہیم کے ساتھ ذبیح ہونے گئے۔ بے شک یہ شہادت دے رہا ہے حالانکہ شہرت پذیر امر یہ ہے کہ اسماعیل کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور وہی مقام منابر میں ابراہیم کے ساتھ ذبیح ہونے گئے۔ بے شک یہ



(۱۰۱) ”پس بشارت دی ہم نے اس کو ایک حلیم لڑکے کی“ دے دی ہے کیونکہ یہ آیت اصل میں اس دعا کی قبولیت کی خبر دے رہی ہے جو ابراہیم نے بائبل سے ہجرت کرنے کے وقت جناب باری میں کی تھی آپ لوگ یہ اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سب ماجرے ہاجرہ سے پہلے کے ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد ہاجرہ مصر میں سارہ کو دی گئیں اور مصر سے واپسی کے دس سال بعد ہاجرہ کو سارہ نے ابراہیم کو دیا۔ اس صورت میں مبشر بہ ابن سارہ یعنی اسحق ہوں گے نہ کہ اسمعیل اور وہی اس دلیل سے ذبح اللہ ہوں گے باقی رہا یہ امر کہ ملائکہ نے جس وقت کہ وہ ابراہیم کے یہاں مہمان تھے اور وہ قوم لوط کے ہلاک کرنے کو جا رہے تھے سارہ کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔ یہ اسی پہلی بشارت کی تجدید ہے جو کہ ہجرت کے وقت ابراہیم کو دی گئی تھیں۔ انتھی کلام الطبری (کلام طبری ختم ہوا)۔

**حضرت سارہ کی وفات:** ان واقعات کے بعد ایک سو ستائیس برس کی عمر میں بی بی سارہ کا قریہ جیرون بلاد بنی حبیب کنعان میں انتقال ہوا۔ ابراہیم نے عفرون بن صحر سے ایک قطعہ زمین باوجودیکہ وہ بلادینے پر راضی تھا چار سو مثقال چاندی

..... ہم ہو جائے گا ملاحظہ فرمائیے کہ نص صریح سے دونوں بزرگوں میں سے بالخصوص ایک کا ذبح اللہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جہاں تک ثابت ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل ذبح اللہ ہیں۔

ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں کہ علامہ سافاضل مؤرخ حدیث ((انسان الذبیحین)) کے جواب میں کیوں یہ جواب دے رہا ہے کہ لوگ عام طور سے فخر و مباہات کے وقت چچا کو بھی باپ مجازاً کہہ دیا کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر فرمایا ہے ((انسان سید ولد آدم و لا فخر)) ”میں سردار اولاد آدم ہوں اور یہ کوئی فخر نہیں ہے“۔ آپ لوگ یہ تو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں کہ اولاد جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ کو عام لوگوں میں شامل کرنا ہی جادۂ اعتدال سے منحرف ہونا ہے۔ ثانیاً جو شخص سرداری اولاد آدم کو ماہ الفخر نہ سمجھے وہ کیسے چچا کو باپ فخریہ کہہ سکتا ہے۔

دوسری دلیل میں جس کی طرح علامہ طبری نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت ان کے ذبح کرنے کا حکم عالم شباب میں صادر ہو چکا تھا۔ تب ہی صحیح ہو سکتی ہے اس لئے کہ علم الہی میں یہ امر مقدر تھا کہ اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم واقعی نہیں ہے بلکہ جانچ اور امتحان کا ہے اس لحاظ سے یہ حکم بشارت یعقوب کا منافی نہیں ہو سکتا اور علامہ طبری نے اپنے دعوے کی یہ شہادت پیش کی ہے کہ لڑکا پیدا ہونے کی بشارت ہاجرہ سے پہلے دی گئی تھی۔ اس وجہ سے مبشر ابن سارہ ہو گا نہ کہ ابن ہاجرہ اور چونکہ علم الہی میں یہ امر مخفی تھا کہ اسحاق ذبح نہ کئے جائیں گے۔ صرف امتحان یہ حکم دیا گیا تھا اس لحاظ سے یعقوب کی بشارت بھی صحیح ہو جائے گی اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ علم الہی میں یہ امر مستور تھا کہ ابراہیم سرزمین شام سے مصر جائیں گے اور یہ واقعات پیش آئیں گے اور ہاجرہ کو سارہ لے کر ابراہیم کے پاس واپس آئیں گی اور دس برس کے بعد بی بی ہاجرہ کو ابراہیم کو دے دیں گی اور ان کے بطن سے اسماعیل پیدا ہوں گے اور وہی ذبح اللہ ہوں گے۔ اس صورت میں پہلی بشارت اسمعیل کی ولادت سے متعلق ہوگی اور دوسری اسحاق کے ساتھ اور ذبح اللہ پہلا مبشر ہو گا نہ کہ دوسرا۔

اس کے علاوہ یہ امر قابل لحاظ ہے جناب باری عزاسمہ نے تیسویں پارہ سورہ والصفات میں ابراہیم کے قصہ کو اس ترتیب سے بیان کیا ہے کہ پہلے جناب موصوف کے ابتدائی حالات کو بیان کرتے ہوئے جنوں کے توڑنے اور آگ میں ڈالے جانے کا حال ظاہر کیا ہے اس کے بعد یہ ظاہر کیا ہے کہ ابراہیم نے ہجرت کے وقت لڑکے کی دعا مانگی تھی اور جناب باری نے اسے قبول فرمایا تھا۔ چنانچہ ہجرت کے ایک مدت کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا اور جب وہ بڑا ہوا تو اس کے ذبح ہونے کا حکم صادر ہوا۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے تمیز ارشاد الہی کے لئے مستعد ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فد یہ بھیج کر اس لڑکے کو بچالیا۔ ان واقعات کے بعد صریحاً اسحاق کی ولادت کی بشارت دی جیسا کہ کلام پاک کے آیہ کریمہ شہادت دیتی ہے ﴿وَبَشِّرْنَاهُ بِاسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الصف: ۱۱۴) اور ہم نے خوشخبری دی اس کو یعنی ابراہیم کو اسحاق کی جو کہ نبی ہو گا نیک بختوں میں۔ کیا اس طرز بیان سے کسی کو مجال کلام رہ جاتا ہے؟ یہ بات نہایت قرین قیاس ہے کہ جب ابراہیم اپنے پہلے لڑکے کے ذبح پر حسب حکم الہی مستعد ہو گئے اور امتحان میں پورے اتر گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فد یہ بھیج کر ان کو بچالیا اور کمال عنایت والطف سے ایک اور لڑکے کی ولادت کی بشارت دی۔



دے کر خرید اور اس میں سارہ کو دفن کیا۔ اس کے بعد ابراہیم نے قطورا (یا قطورا) بنت یقطن کنعانیہ سے عقد کیا۔ حسب روایت توریت اس کے بطن سے چھ لڑکے زمران، یقشان، مدان، مدین، اشقیق، شوخ پیدا ہوئے۔ توریت میں لکھا ہے کہ یقشان کے دو لڑکے سب و ذان پیدا ہوئے اور و ذان سے اشور، لطورح، لاسیم پیدا ہوئے اور مدین سے پانچ لڑکے عمیف، عمیفین، حنوح، افیداع، الزاعاد وجود میں آئے۔

**حضرت ابراہیم کی اولاد:** علامہ سہیلی کا یہ خیال ہے کہ ان لڑکوں کے علاوہ ابراہیم کی ایک چوتھی بی بی حنین یا حنون بنت اہیب نامی سے اور پانچ لڑکے کیسان، فروخ، اسیم، لوطان، نانس پیدا ہوئے تھے۔ علامہ طبری بنی قطورا کا ذکر کرتے ہوئے یقشان کو لکھ کر تحریر کرتا ہے اور باقی سب ابراہیم کی بی بی رعوہ نامی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ابراہیم کے لڑکوں کی صحیح تعداد اس بنا پر تیرہ ہوئی۔ اسماعیل جو سب لڑکوں سے بڑے تھے۔ بی بی ہاجرہ سے اور اسحاق بطن سارہ سے اور چھ قطورا سے جیسا کہ توریت میں ہے اور پانچ لڑکے بروایت سہیلی حنین اور بخیاں طبری رعوہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

**حضرت ابراہیم کی وفات:** چونکہ ابراہیم نے اسحاق سے اس امر کا اقرار لے رکھا تھا کہ کنعانیوں میں وہ شادی نہ کریں گے اس وجہ سے مقام حران میں جو آپ کی اول بھرت گاہ تھی اور جہاں آپ کے قبیلہ (قوم کے لوگ رہتے تھے اسحاق کو لے کر آئے اور فقابت بنویل بن ناحور بن آزر سے اسحاق کا نکاح کر دیا۔ اسحاق اس وقت چالیس برس کے تھے۔ ابراہیم کی حالت حیات ہی میں یعقوب اور عیصو توام پیدا ہو گئے تھے اس کے بعد ایک سو پچھتر برس کی عمر میں ابراہیم کا سرزمین شام میں انتقال ہوا اور سارہ بی بی کے پاس اسی زمین کے قطعہ میں دفن کئے گئے اب اسی مقام کو خلیل کہتے ہیں۔ اللہ جل شانہ نے ان کی آئندہ نسلوں کو نبوت اور کتاب سے آخراً زمانہ تک سرفراز فرمایا۔

**حضرت اسماعیل کی وفات:** اسماعیل جیسا کہ قبل انتقال ابراہیم مکہ میں رہتے تھے ویسا ہی بعد انتقال بھی مکہ میں رہے

۱۔ مناسب تو یہی تھا کہ جہاں اول اول ابراہیم کا ذکر خیر آیا تھا وہیں ہم جناب موصوف کے وہ حالات جنہیں ہمارے مورخ نے بخیاں طوالت ترک کر دیا ہے لکھ دیتے لیکن اس مقام پر بھی تحریر کرنا چنداں نامناسب نہیں ہے۔ اول بآخرنسبتے دار ایک مشہور قول ہے ابراہیم اول العزائم انبیاء میں سے ہیں۔ یہی ابوالانبیاء ہیں ان پر بیس صحیفے نازل ہوئے تھے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے مہمانداری کی رسم نکالی ہے آپ ہی نے اول اول نانوے برس کی عمر میں ختنہ کرایا اور پانی سے استنجا کیا، مسواک کی اور ناک کو پانی سے صاف کیا۔ مصافحہ اور معانقہ کے بھی آپ ہی موجد ہیں پاجامہ بھی آپ ہی نے بالہام ربانی سب سے پہلے بنایا یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایمان کی حفاظت اور اطاعت حق تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کی۔ سبائک الذہب اور کامل ابن اثیر میں آپ کی عمر دو سو برس لکھی ہے۔ آپ کے انتقال کا قصہ مؤخر الذکر فاضل نے اس طرح بیان کیا ہے کہ چونکہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ بغیر میری خواہش کے میری روح قبض نہ کی جائے۔ اس وجہ سے جب مشیت ایزدی یہ ہوئی کہ ابراہیم کی روح قبض کی جائے تو اللہ جل شانہ نے ملک الموت کو ایک بوڑھے مسلوب القوی شخص کی صورت میں ابراہیم کے پاس بھیجا۔ جناب موصوف اس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے۔ جناب موصوف نے اس بوڑھے (ملک الموت) کو بھی دسترخوان پر بٹھلایا۔ ضعف و ناتوانی نے اس بوڑھے کو اس قدر مجبور کر دیا تھا کہ جس لقمہ کو وہ اٹھا کر منہ میں رکھنے کا قصد کرتا تھا۔ وہ پہلے آنکھ تک پہنچ جاتا تھا پھر وہاں سے چھٹ کر کان میں داخل ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد منہ تک پہنچ کر خرابی پہنچتا تھا۔ ابراہیم یہ ماجرا دیکھ کر سخت متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا۔ اس بوڑھے نے کہا کہ میرا ضعفی نے یہ حال کر رکھا ہے۔ ابراہیم نے اس کی عمر دریافت کی اس بوڑھے نے اپنی عمر کو ابراہیم سے دو برس بڑا بتلایا۔ ابراہیم نے اپنے دل میں کہا ”اللہ اکبر میرے اور اس کی عمر میں صرف دو برس کی چھوٹائی بڑائی ہے۔ دو برس کی بڑائی میں اس کا یہ حال ہو رہا ہے۔ غالباً دو برس کے بعد میری بھی یہی کیفیت ہوگی۔“ تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد یہ دعا کی ((اللهم اقبضنی الیک)) ”اے خدا مجھ کو اپنی طرف کھینچ لے۔“ وہ بوڑھا (ملک الموت) اٹھا اور اس نے روح قبض کر لی۔ فیہ مافیہ فندبر



اور انہیں بنی جرہم میں نشوونما پا کر ان کی اور نیزان عمالقہ کی طرف جو اطراف مکہ میں رہتے تھے اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لائے اور بعض بدستور کفر و الحاد ہی کے راستہ پر رہے۔ وقت انتقال جیسا کہ توریت میں مذکور ہے آپ بنی جرہم میں بارہ لڑکے نبایوت (جس کو عرب نابت یا بنت کہتے ہیں) قیزار، ادنیل، بسام، مشمع، ذوما، مسا، حراہ، قیما، بطور، نانس، قدما چھوڑ گئے۔ ابن اسحاق کی روایت شہادت دیتی ہے کہ اسماعیل کی عمر ایک سو تیس برس کی ہوئی اور اپنی ماں کے پاس میزاب اور حجر اسود کے درمیان میں دفن کئے گئے۔ توریت میں ان کی عمر ایک سو سینتیس سال لکھی ہے اور یہ لکھا ہے کہ ان کی اولاد جو یلہ سے شور قبالہ مصر تک اثور کی جانب آباد ہو گئی اور اہل توریت کے نزدیک جو یلا سے جنوب برقہ اور شور سے ارض حجاز اور اثور سے بلاد موصل و جزیرہ مراد ہے۔

**بنی اسماعیل:** اسمعیل کے بعد نابت بن اسمعیل بیت اللہ کا متولی ہوا اور مکہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ مقیم رہا۔ یہاں تک کہ ان کی نسل میں اس درجہ ترقی ہوئی کہ مکہ میں نہ سما سکے اور حجاز کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے۔ بطون عدنان کی نسبت اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ نابت ابن اسمعیل کی طرف منسوب ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس قول سے اختلاف بھی کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ عدنانی عرب تمام قیزار بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ حالانکہ علماء نسبت نے سوائے نابت کے اسمعیل کے کسی اور لڑکے کی اولاد کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اکثر علماء کا خیال یہ بھی ہے کہ قحطانی عرب بھی اسماعیل کی کسی اولاد کی نسل سے ہیں اس لحاظ سے اسماعیل تمام عرب کے (جوان کے بعد ظہور میں آئے) مورث اعلیٰ اور جد اکبر ہوئے۔ واللہ اعلم



## باب : ۷

### حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب و عیسو میں مخالفت: باقی رہے اسحاق وہ فلسطین میں رہے اور بڑی عمر پائی۔ اخیر عمر میں آپ نابینا بھی ہو گئے تھے۔ چونکہ آپ نے یعقوب کے لئے دعائے برکت کی تھی۔ اس وجہ سے عیسو برہم ہو کر یعقوب کے قتل کے درپے ہوئے۔ رفقاء بنت بنویل نے یعقوب کو اس سے آگاہ کر کے حران چلے جانے کی رائے دی۔ چنانچہ یعقوب رات کو گھر سے نکل کر حران کی طرف روانہ ہوئے۔ شام سے صبح تک سفر کرتے تھے۔ جب صبح ہو جاتی تھی تو ٹھہر جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے ان کو اسرائیل کے لقب سے یاد کیا ہے رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد حران میں اپنے ماموں لابان بن تبویل کے پاس پہنچ کر مقیم ہوئے۔ لابان بن تبویل نے اپنی بڑی لڑکی لیانا کی نکاح یعقوب سے کر دیا اور خدمت کے لئے زلفہ کو دیا اس کے بعد چھوٹی لڑکی راحیل نامی کو اپنے بھانجے یعقوب کے نکاح میں دیا اور جہیز میں بلہا کو دیا۔

حضرت یعقوب کی اولاد: سب سے پہلے لیا سے روئیل اس کے بعد شمون پھر لاوی اس کے بعد یہودا یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے۔ چونکہ راحیل سے اس وقت تک کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی تھی اس وجہ سے اس نے اپنی بلہا خادمہ یعقوب کو بہہ کر دی۔ جس کے بطن سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے۔ لیانا نے بھی یہ دیکھ کر اپنی زلفہ خادمہ یعقوب کو دے دی۔ تھوڑے دن بعد اس کے بطن سے کاوا اور آشیر پیدا ہوئے۔ اس کے بعد پھر لیا کے بطن سے یساخرا اور زبولون ظہور میں آئے۔ یعقوب کے دس لڑکے پورے ہو چکے تھے کہ راحیل نے جناب باری میں لڑکے کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کے بطن سے یوسف صدیق پیدا ہوئے۔

حضرت یعقوب کی مراجعت کنعان: یعقوب بیس برس تک حران میں رہے۔ اس کے بعد بحکم الہی کنعان کی طرف روانہ ہوئے۔ اگرچہ لابان (یعقوب کا ماموں) اس ارادے کا مخالف تھا۔ چنانچہ واپس لانے کی غرض سے دو ایک منزل تک یعقوب کے ساتھ ساتھ آیا۔ لیکن جب اس نے یعقوب کو واپس ہوتے نہ دیکھا تو ناچار بھیڑ بکریوں کا ایک گلدے کر حران کی طرف واپس ہو گیا اور یعقوب منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ عیسو کے شہر کے قریب پہنچے۔ عیسو ان

اس کا تفصیلی واقعہ یہ ہے کہ اسحاق نے نابینا ہونے کے بعد ایک روز عیسو سے کہا "اگر آج تم مجھ کو شکار کا گوشت کھلاؤ تو میں تمہارے حق میں وہ دعا کروں جو میرے باپ نے میرے حق میں کی تھی۔ عیسو تو یہ سن کر شکار کو چلے گئے اور یعقوب سے ان کی ماں نے کہا "بیٹا تم اپنی بکری ذبح کر کے کباب بناؤ اور اپنے باپ کے سامنے رکھ کر ان سے اپنے حق میں دعائے برکت لے لو"۔ یعقوب نے اپنی ماں کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ اسحاق نے بہت شوق سے کھایا اور دعادی "اللہ تعالیٰ تیری نسل میں انبیاء و ملوک پیدا کرے"۔ اس کے بعد عیسو شکار لے کر واپس آئے۔ اسحاق نے فرمایا کہ گو یعقوب تم سے سبقت لے گیا، لیکن تاہم میں تیرے حق میں یہ دعا کرتا ہوں کہ تمہاری نسل کی اس درجہ ترقی ہوگی کہ وہ ریت کے ذروں سے بھی زیادہ سمجھی جائے گی۔ عیسو اسی وجہ سے یعقوب سے کشیدہ ہو گئے اور ان کے قتل کی فکر میں ہوئے۔ اسحاق کو عیسو سے زیادہ محبت تھی اور یعقوب سے ان کی ماں رفقاء بنت تبویل کو۔



دنوں جیل۔ یسین جو کہ سرزمین کرک اور شوبک میں واقع ہے رہتا تھا۔ عیسو نے بھیڑ بکریوں کا گلہ دیکھ کر چرواہوں سے دریافت کیا ”یہ بھیڑ بکریاں کس کی ہیں؟“۔ چرواہے چونکہ پہلے ہی سے سکھادیئے گئے تھے ایک زبان بول اٹھے ”یہ بکریاں یعقوب نامی عیسو چرواہے کی ہیں“۔ عیسو یہ سن کر خاموش ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد یعقوب نے کچھ بکریاں اور کچھ بھیڑ عیسو کے پاس ہدیہ بھیجیں۔ جس سے عیسو کا دل یعقوب کی طرف سے صاف ہو گیا۔

**حضرت اسحاق کا انتقال:** اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یعقوب کو بذریعہ وحی مطلع کیا کہ ”آج سے تمہارا نام اسرائیل ہو گا“۔ اس کے بعد یعقوب نے ارشالیم (یروشلم بیت المقدس) پہنچ کر ایک کھیت خرید لیا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ اس مقام پر راحیل پھر حاملہ ہوئیں اور مدت حمل گزر جانے کے بعد بنیامین یعقوب کے بارہویں لڑکے پیدا ہوئے اور راحیل نے زچہ خانے میں انتقال کیا اور بیت اللحم میں دفن کی گئیں۔ اس کے بعد یعقوب قریہ جیرون میں اپنے بزرگ باپ اسحاق کے پاس چلے آئے اور یہیں مقیم رہے یہاں تک کہ اسحاق کا ایک سو اسی برس کی عمر میں انتقال ہو گیا اور اپنے باپ ابراہیم کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔

**حضرت یوسف:** یعقوب اپنے باپ کے قائم مقام ہوئے اور ان کے تمام لڑکے ان کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ یوسف بڑے ہوئے اور خواب کا حال بیان کیا۔ پھر بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے گئے۔ بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا۔ مسافروں نے نکال کر عربوں کے ہاتھ بیس مشقال پر فروخت کیا اور عربوں سے عزیز مصر نے خرید لیا۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ عزیز مصر کا نام طفیر بن رحیب تھا اور فرعون مصر ان دنوں عمالقہ میں سے ربان بن ولید بن دوغ تھا۔ الغرض یوسف نے عزیز مصر کے یہاں پرورش پائی پھر زلیخا کے ساتھ چند واقعات پیش آئے قید میں رہے قیدیوں کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ پھر بادشاہ مصر نے ان کو بخوف قحط زمانہ قحط میں خزانہ زراعت کا منتظم بنایا اور ملکی انتظام تمام ان کے سپرد کر دیا جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ یوسف کی عمر اس وقت تیس برس کی ہو چکی تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اطفیر کی معزولی کے بعد اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد یوسف متولی زراعت ہوئے اور زلیخا سے عقد کر لیا اور اس کی تمام املاک کے مالک ہو گئے۔ یہی امور ان کے سب بھائیوں اور باپ کے ایک جاہونے کے ظاہری اسباب ہیں۔ کیونکہ جب کنعان میں قحط پڑا تو ان کے بعد بھائی غلہ و جنس لینے کیلئے مصر میں آئے یوسف نے ان کی قیمت انہیں واپس کر دی تھی اور تمام بھائیوں کو بلوایا تھا اور یہی ان کے تمام بھائیوں اور باپ کے جمع ہونے کا سبب ہوا اور یہ واقع اس وقت پیش آیا جبکہ یعقوب بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے۔

**رویائے یوسف:** یوسف کی عمر بارہ برس کی ہو چکی تھی کہ آپ نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا کہ گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب مجھے سجدہ کر رہے ہیں صبح ہوتے ہی یوسف نے اپنے عالی قدر باپ یعقوب سے خواب بیان کیا۔ یعقوب نے اس خواب کی تعبیر تو بیان کر دی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی تاکیداً کہا ”دیکھو خبردار اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ کہنا

۱۔ کرک و شوبک یہ دونوں مشہور شہر سرزمین شام میں عمان و ایلہ کے درمیان واقع ہیں۔

۲۔ علامہ ابوالحسن علی ابن ابوالکرم محمد شیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری صاحب تاریخ کامل کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسحاق کا وقت انتقال ایک سو

ساتھ برس کا مبارک سن تھا اور یعقوب اس وقت ایک سو پینتالیس برس کے تھے۔ واللہ اعلم

۳۔ وہ گیارہ ستارے جن کو یوسف نے خواب میں دیکھا تھا۔ جہاں الطارق الذیال قانس عمودان العلق اصح الفرع و ثاب ذوالکفتین تھے۔



ورنہ وہ لوگ حسد کی وجہ سے تمہارے ہلاک کرنے کا حیلہ ڈھونڈیں گے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: ﴿وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ﴾ (یوسف: ۶) ”یعنی جیسا کہ اللہ جل شانہ نے تجھ کو اس خواب کے ساتھ برگزیدہ کیا ہے ویسا ہی اللہ تعالیٰ نبوت اور اہم امور کے انتظام کے لئے تجھے ممتاز اور مختص کرے گا اور سکھائے گا تجھ کو احادیث کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر اور پوری کر دے گا اپنی نعمت کو تجھ پر یعنی دینی اور دنیاوی دونوں نعمتوں کو ملا دے گا۔“

یعقوبؑ تو یہ سمجھتے تھے کہ یہ باتیں تنہائی میں ہو رہی ہیں اور یوسفؑ کو منع کر دیا ہے لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ یوسفؑ کی سوتیلی ماں لیا یہ باتیں سن رہی تھیں چنانچہ انہوں نے چراگاہ سے واپس ہونے کے بعد یوسفؑ کے سوتیلے بھائیوں سے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ ان لوگوں نے سن کر کہا ”یوسفؑ نے آفتاب سے باپ کو تعبیر کیا ہے اور ماہتاب کو تجھے مراد لیا ہے اور ستاروں سے ہمارے سوا کس کو مراد لے گا؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ابن راحیل ہم پر اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتا ہے افسوس ہے کہ ہم سے زیادہ ہمارا باپ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو پیار کرتا ہے حالانکہ وہ چھوٹے چھوٹے بچے کسی کام کے نہیں ہیں اور ہم قوی اور تن آور ہیں۔ بے شک ہمارا باپ غلطی میں پڑا ہوا ہے مناسب ہے کہ یوسفؑ کو قتل کر ڈالو یا ایسی زمین میں اسے چھوڑ آؤ کہ باپ سے وہ بالکل علیحدہ ہو جائے اس کے بعد ہم سب باپ کے نزدیک محبوب ہو جائیں گے۔“

یہودانے جو سب بھائیوں میں عقلاً و فہماً بڑا تھا کہا ”یوسفؑ کو قتل نہ کرو کیونکہ قتل ایک گناہ کبیرہ ہے بہتر ہوگا کہ اسے کسی اندھے کنوئیں میں لے جا کر ڈال دو۔ راہ گیر اسے نکال کر لے جائیں گے۔“ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور آپس میں معاہدہ کر کے دسوں بھائی حضرت یعقوبؑ کے پاس گئے اور کہنے لگے: ﴿يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَصْحُونُ﴾ (یوسف: ۱۱) ”اے باپ ہمارے تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ یوسفؑ پر ہمارا بھروسہ نہیں کرتا۔ حالانکہ ہم اس کے محافظ ہیں۔“ ﴿أَرْسَلْنَا مَعَنَا غَدًا يَرْتَعُ وَيَلْعَبُ وَ إِنَّا لَهُ لَحَفِيظُونَ﴾ (یوسف: ۱۲) ”یوسفؑ کو ہمارے ساتھ صحرا کی طرف بھیج دے چرائے گا اور کھیلے گا در حالیکہ ہم اس کے نگران رہیں گے۔“

حضرت یعقوبؑ ان کی چالاکیاں سمجھ کر بولے: ﴿إِنِّي لَيْحَزُنْتَنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَ أَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذَّنْبُ وَ أَنْتُمْ عَنْهُ غَفْلُونَ﴾ (یوسف: ۱۳) ”مجھ کو یہ خیال رنج دے رہا ہے کہ تم اس کو لے جاؤ اور مجھ کو خوف ہے کہ شاید تمہاری غفلت سے اس کو بھیڑیا کھا جائے۔“ یعقوبؑ نے یہ جواب اس بنا پر دیا تھا کہ آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا یوسفؑ ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہیں اور ان کو دس بھیڑیوں نے گھیر لیا ہے اور عنقریب اسے کھا جانا چاہتے ہیں دفعۃً انہیں میں سے ایک بھیڑیے نے یوسفؑ کی حمایت کی۔ ناگاہ زمین شق ہو گئی اور یوسفؑ اس میں سما گئے پھر تین دن کے بعد آپ زمین سے نکلے۔

یوسفؑ کے بھائیوں نے جس وقت اپنے باپ کا جواب مذکور سنا ایک زبان ہو کر بول اٹھے یہ عجیب بات ہے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم قوی اور توانا ہوں اگر ایسا پیش آجائے تو ہم سے بڑھ کر اور کون بے حمیت ہو سکتا ہے۔ یعقوبؑ کو اس جواب سے کسی قدر اطمینان ہوا اور یوسفؑ نے بھی بمٹھائے سن جانے پر اصرار کیا۔ ناچار یعقوبؑ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ یوسفؑ کپڑے پہن کر بھائیوں کے ساتھ چراگاہ تشریف لے گئے۔

جس وقت یہ دسیوں بھائی یوسفؑ کو ہمراہ لئے ہوئے ایک سنان میدان میں پہنچے۔ سب نے آستین؟ ہاچڑھا



کر مارنا شروع کر دیا۔ جب ایک ان میں سے آپ پر حملہ کرتا تھا تو دوسرے سے پناہ مانگتے تھے اور جب وہ بھی مارنا شروع کرتا تھا تو تیسرے سے پناہ مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کو قریب المرگ کر دیا۔ اس وقت یہود نے کہا ”تم نے تو عہد کیا تھا کہ ہم کسی کو تکلیف نہ دیں گے اور نہ ماریں گے اب یہ کیا کر رہے ہو اپنی اس حرکت سے باز آؤ“۔ سب نے مارنے سے ہاتھ روک لیا اور کنوئیں پر لے جا کر آپ کی قمیص اتاری بازو باندھے۔ یوسف نے کہا : اخوتاہ ردوا علی قمیصی اتواری بہ فی العجب ”اے بھائیو میری قمیص مجھ کو دے دو تا کہ اس کنوئیں میں میں پہنے رہوں“۔ بھائیوں نے کہا کہ آفتاب و ماہتاب اور گیارہ ستاروں کو بلا وہی تجھ چھپائیں گے“۔

یوسف نے کہا بھائی میں نے کچھ نہیں دیکھا مجھ کو معاف کرو لیکن انہوں نے ایک بھی نہ سنی اور کنوئیں میں آپ کو رسی باندھ کر ڈور تک تو آہستہ آہستہ اتاراجب نصف کے قریب رہ گیا تو رسی چھوڑ دی۔ قدرت الہی سے ایک ٹکڑا پتھر کا پانی کے اوپر نکلا ہوا تھا جس پر یوسف پہنچ کر ٹھہر گئے اور ظاہر اسی سبب ان کی جانبری کا ہوا۔

پھر بھائیوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ چونکہ یوسف کنوئیں میں گرانے سے پہلے نیم جان ہو چکا تھا اور اب تو اس کی روح ضرور فنا ہو گئی ہوگی اور اس خیال کی تصدیق کے لئے یوسف کو پکارا۔ یوسف نے یہ سمجھ کر کہ شاید اب بھائیوں کو میرے حال پر رحم آیا ہے مجھ کو اس تکلیف سے نجات دیں گے اور کنوئیں سے نکال لیں گے جواب دیا۔ نامہربان بھائیوں نے پھر مارنے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہود نے انہیں اس فعل سے روکا اور ایک سکوت کے عالم میں سب کے سب واپس ہوئے۔

ادھر تو بردار ان یوسف اپنے بکریوں کے گلہ کی طرف واپس ہوئے اور ادھر جناب باری نے یوسف پر وحی نازل فرمائی ”کہ ایک دن وہ بھی آئے گا کہ تو ان کو ان کے افعال کی خبر دے گا اور تیرا ایسا مرتبہ بڑھ جائے گا کہ تجھے نہ جانیں گے کہ تو یوسف ہے“۔ یوسف کے بھائی بکریوں کے گلہ کے پاس آئے اور ایک بکری کو ذبح کر کے اس کے خون سے یوسف کے پیراہن کو رنگا اور تقریباً عشاء کے وقت روتے ہوئے یعقوب کے پاس آئے اور کہنے لگے : ﴿يَا بَانَا اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَآكَلَهُ الذُّبُّ وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِيْنَ﴾ (یوسف: ۱۷) ”اے ہمارے باپ ہم آگے بڑھ گئے اور یوسف کو کپڑوں کے پاس چھوڑ گئے بھڑیئے نے اس کو کھالیا ہم ہر چند سچ کہیں گے لیکن تجھ کو یقین نہ ہو گا“۔

یعقوب کو یہ سن کر سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اپنے غمگین دل کو سنبھال کر فرمایا ”یہ ایسا واقعہ نہیں ہوا بلکہ تم نے یہ کام اپنی طبیعت سے کیا ہے میں صبر کرتا ہوں صبر کا درجہ بڑا ہوتا ہے اچھالاؤ اس کی قمیص مجھ کو دکھلاؤ“۔ یوسف کے بھائیوں نے جس وقت قمیص دکھلائی یعقوب غور سے دیکھ کر بولے : تالله ما رايت ذنباً احلم من هذا اكل ابني و لم يشق قميصه ”خدا کی قسم میں نے اس بھڑیئے سا کسی کو حلیم نہیں دیکھا کہ اس نے میرے لڑکے کو تو کھالیا اور اس کی قمیص کو نہ پھاڑا“ اور چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بہت روئے اور قمیص کو بار بار اٹھا کر دیکھتے تھے اور آنکھوں سے لگا کر سو گھٹتے تھے۔

تین روز تک یوسف کنوئیں میں رہے اس اثناء میں ایک فرشتہ نے آ کر بازو کھول دیے چوتھے روز عرب کا ایک قافلہ مصر جا رہا تھا وہ اتفاقاً اس کنوئیں کے قریب پہنچ کر ٹھہرا اور دو شخصوں کو جن میں سے ایک کا نام مالک بن زعر اور دوسرے



کا نام بشری تھا۔ پانی لینے کو بھیجا مالک بن زعر نے پانی کھینچنے کی غرض سے کنوئیں میں ڈول ڈالا۔ یوسف اس کے ڈول ورتی کو پکڑ کر کنوئیں سے باہر نکل آئے جس وقت مالک ابن زعر کی آنکھ یوسف پر پڑی پہلے کچھ جھجکا لیکن پھر سنبھل کر چلا اٹھا ﴿بِشْرَىٰ هَذَا غُلْمٌ﴾ (یوسف: ۱۹) ”اے بشری یہ تو ایک لڑکا ہے۔“

علماء تاریخ نے بشری میں اختلاف کیا ہے بعض کا تو یہ خیال ہے کہ بشری مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام تھا جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے اور اکثر یہ فرماتے ہیں کہ بشری سے مقصود کوئی شخص معین نہیں ہے اور نہ مالک ابن زعر کے ساتھی کا نام بشری تھا۔ آئیے کریمہ میں بشری کے معنی بشارت یعنی خوشخبری کے ہیں۔ واللہ اعلم

الغرض مالک اور بشری یوسف کو امیر قافلہ کے پاس لائے قافلہ والے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپس میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس اثناء میں یہود آ پہنچا اور یوسف کو امیر قافلہ کے پاس دیکھ کر اپنے بھائیوں کو اس ماجرے سے آگاہ کیا۔ چنانچہ دسیوں بھائی امیر قافلہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ”یہ تو ہمارا غلام ہے اسے تم لوگوں نے کہا پایا۔ وہ چار روز ہوئے کہ بھاگ آیا ہے۔“ یوسف ڈر کے مارے کچھ نہ بولے اور ان لوگوں نے امیر قافلہ کے ہاتھ ان کو بیس یا بائیس یا چالیس درہم کے عوض فروخت کر دیا اور درہم دام کھرے کر کے چلتے پھرتے نظر آئے۔

یوسف قافلہ کے ساتھ ساتھ مصر پہنچے۔ مالک بن زعر بن داین بن عیفا بن مدین جس نے آپ کو آپ کے بھائیوں سے خریدا تھا۔ نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہنا کر فروخت کرنے کی غرض سے بازار میں پیش کیا۔ اطفیر بن رجب یا قوطفیر نے جو فرعون مصر کا وزیر مصر کے لقب سے مشہور تھا خرید لیا۔ اور اپنے مکان پر لا کر اپنی بی بی زلیخا یا راحیل سے کہا: ﴿اُكْرِمْنِي مَشْوَاهُ عَسَىٰ اَنْ يَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا﴾ (یوسف: ۲۱) ”اس کو آرام و عزت سے رکھو عجب نہیں کہ آئندہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا لڑکا بنا لیں۔“

ان دنوں مصر کی فرعونیت عمالقہ کے خاندان میں تھی۔ ریان بن ولید بن دوع مصر کا فرعون تھا۔ علامہ ابن اثیر کا بیان ہے کہ یہ فرعون مصر یوسف پر جب کہ انہیں نبوت عطا ہوئی تھی ایمان لایا تھا اور آپ کی حالت حیات میں انتقال بھی کر گیا اور اس کے بعد قابوس بن مصعب مصر کا فرعون ہوا اور یہ باوجود دعوت ایمان یوسف پر ایمان نہ لایا بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قابوس ہی موسیٰ کے زمانہ میں فرعون مصر تھا اور اس کی چار سو برس کی عمر ہوئی تھی۔ اس دلیل سے کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلِ بَالِيْسِتِ﴾ (المؤمن: ۳۳) ”اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف دلائل لے کر آئے۔“ اس بنا پر اگر یوسف اور موسیٰ کا فرعون ایک نہ ہوگا تو اس آیت کے معنی درست نہ ہوں گے میرے نزدیک ان کا یہ خیال ان کی نا فہمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اولاد کو ان کے آباؤ اجداد کے حال سے مخاطب کیا ہے۔ واللہ اعلم

یوسف جس وقت سن شباب کو پہنچے اور ابھی آپ کی عمر تیس برس سے زیادہ نہ ہوئی تھی اور علم و حکمت و نبوت سے سرفراز نہ کئے گئے تھے کہ زلیخا آپ پر مائل ہو گئیں اور ایک دن خلوت میں بلا کر اپنا خیال ظاہر کیا۔ یوسف نے فرمایا: ﴿قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّي﴾ (یوسف: ۲۳) ”خدا سے پناہ مانگتا ہوں بے شک وہ تیرا شوہر میرا ربی ہے۔“ ﴿اِنَّهٗ لَا يَفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (یوسف: ۲۳) ”بے شک اللہ ظالموں کو یعنی خیانت کرنے والوں کو فلاح نہیں دیتا۔“ زلیخا نے چونکہ دروازے



پہلے سے بند کر دیئے تھے مطمئن ہو کر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی کبھی تو کہتی تھی: یا یوسف ما احسن شعرک ”اے یوسف تمہارے کیا اچھے بال ہیں“ اور یوسف فرماتے تھے: ہو اول یتشر من جسدی ”وہی سب سے پہلے میرے بدن سے پراگندہ ہوں گے“ اور کبھی کہتی تھیں: ((یا یوسف ما احسن عینک)) ”اے یوسف تیری آنکھیں کیا اچھی ہیں“ اور آپ یہ جواب دیتے ہیں: ہی اول ما یبل من جسدی ”یہی میرے جسم سے سب سے پہلے بہہ جائیں گے“۔ زلیخا اس قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتی رہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یوسف کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا لیکن فضل الہی شامل حال تھا آپ پاک و صاف بچ گئے۔

ہمارے اس بیان سے کہ یوسف کی پاک طبیعت پر بھی میلان کا اثر نمایاں ہوا ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ (عیاذ باللہ) یوسف بھی زلیخا کے ساتھ کسی فعل کے کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ لیکن جبریل کی وجہ یا کسی اور ذریعہ سے بچ گئے۔ کیونکہ کلام ربانی کا طرز بیان اس کے خلاف شہادت دے رہا ہے۔ یوسف ہرگز ہرگز زلیخا کی طرح آمادہ و تیار نہیں ہوئے تھے اور نہ انہوں نے ازار بند کی گرہوں کو کھولنا شروع کیا تھا۔ جیسا کہ بعضوں نے غلطی سے لکھ دیا ہے اور نہ پاجامہ کے کھولنے پر تیار ہوئے تھے اور نہ زلیخا نے ہفت خانہ اس لئے بنوایا تھا اور نہ اس مکان میں کوئی بت رکھا ہوا تھا جس پر زلیخا نے شرم و حجاب کی وجہ سے چادر ڈال دی تھی اور نہ یوسف کے دل میں کسی فعل کے کرنے کا خطرہ گذرا تھا۔

ہاں یہ بات ضرور ہوئی تھی کہ زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے ایک قسم کا خیال پیدا ہو گیا تھا جسے آپ میل طبع سے تعبیر کیجئے اور چاہے قصد و ارادہ سے تفسیر کیجئے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یوسف کا یہ قصد اختیاری (یعنی عزم) نہ تھا بلکہ اس خیال کے ساتھ ان کے دل پر اللہ تعالیٰ کا خوف بھی اپنا رنگ جمانا چاہتا تھا اور دونوں میں رسہ کشی ہو رہی تھی کہ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ بالکل اس سے مبرا رہے یہ لوگوں کی ایسی من مانی گھڑی ہوئی کہانیاں ہیں جن سے سلب ایمان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

علماء تفسیر نے وہم بہا کے معنی قصد بہا (یعنی انہوں نے بھی اس کا قصد کیا) تحریر کیا ہے عزم بہا نہیں لکھا کیونکہ قصداً اور عزمیت میں بہت بڑا فرق ہے۔ عزمیت کا دل سے تعلق ہے اس کا درجہ قصد سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور قصد امور قلبیہ سے نہیں ہے اس کے علاوہ آیہ کریمہ: ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ﴾ (یوسف: ۲۳) سے یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ بے شک اس نے زلیخا سے قصد کیا اور یوسف بھی اسی کا قصد کرتے لیکن انہوں نے اپنے رب کا برہان دیکھ لیا اور اس سے باز رہے۔

برہان کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ظاہر کئے جاتے ہیں بعضے یہ کہتے ہیں کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو انگشت بدنداں افسوس کرتے ہوئے دیکھا اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یوسف صدیق نے یعقوب کو نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیبی ندا سنی کہ ((یا یوسف تزنی و انت نبی)) ”اے یوسف تو زنا کے لئے آمادہ ہو چاہتا ہے حالانکہ تو نبی ہے“۔ اور کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ یوسف صدیق آیتہ: ﴿لَا تَقْرَبُوا الزَّوْنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۲) لکھی ہوئی دیوار پر دیکھ کر اس قصد غیر اختیاری سے باز رہے۔

ہماری رائے یہ ہے کہ یوسف صدیق نے یہ نہ دیکھا تھا نہ وہ دیکھا تھا اگرچہ تقدیر الہی سے ایسے اسباب کا ظاہر و پیدا



ہو جانا کچھ بعید نہیں ہے لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یوسف صدیق کے خیال میں زلیخا کی چھیڑ چھاڑ سے جو ایک وسوسہ پیدا ہو رہا تھا اور ان کا وہ نورانی قلب جو آئندہ نور نبوت سے معمور ہونے والا تھا اس کے دفع کرنے میں سعی کر رہا تھا کہ بتائید غیبی والہام الہی اس میں کامیاب ہو گئے ایک سیدھی بات کو ایسے پیرایہ سے ظاہر کرنا جس کے فہم سے ظاہر بینوں کو تردد ہو دور اندیش عقل جائز نہیں رکھتی۔

الغرض یوسف صدیق اپنے دامن عصمت کو زلیخا کے ہوا و ہوس کے ہاتھوں پاک و صاف بچا کر بھاگے۔ زلیخا نے یوسف صدیق کو پکڑنے کی کوشش کی اور اس تک دو میں یوسف صدیق کی تمیض کا پچھلا دامن پھٹ گیا۔ اتفاق یہ کہ دروازہ جو کھلا تو اطفیر (زلیخا کا شوہر) زلیخا کے چچا زاد بھائی سے کھڑا ہوا باتیں کر رہا تھا۔ زلیخا اور یوسف دیکھ کر جھینپ سے گئے یوسف صدیق دل میں سوچ رہے تھے ابھی کوئی بات منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ زلیخا بول اٹھی: ﴿مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۲۵) ”کیا تعزیر ہے اس شخص کی جو تیرے اہل کی رسوائی کا خواہاں ہو سوائے اس کے کہ وہ قید اور عذاب میں مبتلا کر دیا جائے“۔ یوسف نے جواب دیا ﴿هِيَ رَاوَدْتَنِي عَنْ نَفْسِي﴾ (یوسف: ۲۶) ”اس نے خود مجھ کو معصیت کی طرف بلایا تھا“۔

عزیز مصر یوسف و زلیخا کی تقریر سن کر خاموش ہو گیا۔ زلیخا کے چچا زاد بھائی نے کہا ”اس میں سکوت و تامل کس امر کا ہے ان دونوں کی صداقت کی تحقیق بہت ہی آسان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یوسف کا قیص آگے سے پھا ہوتا تو زلیخا کا دعویٰ سچا ہے اور قابل تسلیم ہے اور یہ جھوٹا ہے اور اگر قیص کا پچھلا دامن چاک ہو گیا ہو تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف کا دعویٰ سچا ہے۔“ تحقیق و معائنہ سے یوسف صدیق صادق ٹھہرے۔ زلیخا شرمائیں۔ عزیز مصر نے یوسف کو اخفراز کی ہدایت کی اور زلیخا سے استغفار کرنے کو کہا۔

اس موقع پر بھی دلچسپی سے یہ قصہ گھڑ لیا گیا ہے کہ یوسف صدیق کی گواہی ایک شیر خوار بچے نے دی تھی لطف یہ ہے کہ اس بے اصل واقعہ پر آیت کریمہ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدًا مِّنْ أَهْلِهَا﴾ (یوسف: ۲۶) سے استدلال کیا جاتا ہے اس آیت سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے خاندان میں سے کسی نے شہادت دی اس سے نہ تو بچہ مفہوم ہوتا ہے اور نہ بوڑھا پھر اس پر ایک حدیث بھی نقل کرتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ منجملہ ان شیر خوار لڑکوں کے تھے جو حالت شیر خوارگی میں حکم الہی بولے تھے۔ گو قدرت خداوندی سے یہ امر بعید نہیں ہے لیکن اصل واقعہ وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

رفتہ رفتہ جب زلیخا کا عشق و راز افشاء ہوا تو عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی۔ چند دنوں تو زلیخا ان کے طعنوں کا خاموشی سے جواب دیتی رہی جب ان کی چھیڑ چھاڑ حد سے بڑھ گئی تو ایک روز مصری عورتوں کی دعوت کی کھانا کھانے کے بعد کچھ خر بوزے، ترنج، سیب، امرود منگوائے۔ عورتیں چھریوں سے ترنج و سیب کو چھیلنے اور کاٹنے لگیں اور یوسف صدیق خوش نما لباس پہنے ہوئے زلیخا کے کہنے سے ان کی طرف سے ہو کر گزرے۔ وہ عورتیں جمال یوسفی کو دیکھ کر ایسی محو تماشا ہوئی کہ ترنج و سیب کے بجائے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بے تابانہ ایک زبان ہو کر بولیں: ﴿حَاشَاءَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا

مفسرین تحریر کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ان پانچ عورتوں نے طعنہ زنی شروع کی تھی ایک حاجب کی بی بی، دوسری کو تو ال کی تیسری خانساں کی چوتھی آبدار کی پانچویں سپہ سالار کی بی بی تھی۔ واللہ اعلم۔



﴿اَلَمْ لَکَ کَرِیْمٌ﴾ (یوسف: ۳۱) ”حاشاء اللہ یہ آدمی نہیں ہے بے شک یہ فرشتہ ہے نیک خصلت ہے“۔ تب زلیخا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿فَذَلِکَ الَّذِیْ لُمْتُنِیْ فِیْہِ﴾ (یوسف: ۳۲) ”یہ وہی ہے جس کے لئے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں“۔ اس واقعہ کے بعد زلیخا نے یوسف سے پھر دوبارہ اپنی خواہش پوری کرنے کی التجا کی اور یہ دھمکی دی کہ ”اگر ہمارے حکم کی تعمیل نہ کرو گے تو تمہیں قید خانہ میں بھیج کر سخت ذلیل و رسوا کروں گی“۔ یوسف صدیق نے قید میں جانے کو اس فعل پر ترجیح دی اور جناب باری میں بخیاں اقتضائے بشریت گذارش کی: ﴿وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْنٰہُنَّ اَصْبُ الْیٰہِنُّ وَا کُنْ مِنَ الْجٰہِلِیْنَ﴾ (یوسف: ۳۳) ”اے پروردگار عالم! اگر ان عورتوں کے مکر سے مجھ کو محفوظ نہ رکھے گا تو میں عجب نہیں کہ ان کی طرف مائل ہو جاؤں اور ناحق جاہلوں میں اپنے کو داخل کر دوں اس وجہ سے کہ میں بوجہ بشریت اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کر سکتا“۔

جناب باری نے آپ کی دعا قبول کر لی اور ان کے مکر سے بچانے کی غرض سے یوسف صدیق قید خانہ میں بھیج دیئے گئے۔ تھوڑے دن بعد اسی قید خانہ میں فرعون مصر کے دو ملازم (ایک خانساں اور دوسرا شراب دار) خود بادشاہ کی زہر خورانی کے جرم میں ماخوذ ہو کر داخل کئے گئے۔

یوسف صدیق قید خانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہتے تھے کبھی نماز پڑھنے میں مصروف رہتے تھے اور کسی وقت قیدیوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے قیدیوں کے خوابوں کی تعبیریں بتلا دیا کرتے تھے۔ جس وقت شراب دار اور خانساں قید خانہ میں داخل ہوئے یوسف صدیق کے اوصاف سے آگاہ ہو کر انہوں نے آپس میں امتحان کی غرض سے یہ مشورہ کیا کہ یوسف صدیق سے جھوٹے خواب بیان کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہئے چنانچہ پہلے شراب دار نے کہا ”آج میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب بنا رہا ہوں“۔ اس کے بعد خانساں نے کہا ”میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے اور پرندے اس کو کھائے لیتے ہیں“۔

یوسف صدیق نے شراب دار کے خواب کی تعبیر یہ بتلائی کہ شراب دار تو اپنی ملازمت پر بحال کر دیا جائے گا اور خانساں جس نے روٹیوں کا خوان اپنے سر پر رکھا ہوا ہے اور چڑیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ دار پر کھینچ دیا جائے گا۔ ان دونوں نے جس وقت یہ تعبیر سنی معذرت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے یہ جھوٹے خواب بیان کئے ہیں۔ یوسف صدیق نے کہا جس بارے میں تم مجھ سے دریافت کرتے تھے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ یہی حکم ہوا ہے اتفاق یہ کہ بعد تفتیش و تحقیق حال یہی امر ظہور پذیر ہوا کہ شراب دار بحال اپنی ملازمت پر مقرر کیا گیا اور خانساں کو سولی دی گئی۔

قبل از رہائی یوسف صدیق نے شراب دار سے کہا تھا کہ جس وقت تم بحال ہو جانا اس وقت اپنے ولی نعمت سے میرا ذکر خیر ضرور کرنا لیکن مشیت ایزدی اس وقت اس کے خلاف تھی۔ شراب دار اپنا وعدہ بھول گیا۔ یوسف صدیق کا اسے خیال

۱ خانساں کا نام محلب اور شراب دار کا نام نیوش تھا۔

۲ قیصر روم نے فرعون مصر کو زہر دلانے کی غرض سے ایک شخص کو بھیجا تھا پہلے اس نے اس شراب دار کو بلانا چاہا جب وہ اس میں ناکام رہا تو اس نے خانساں کو بلایا۔ زہر دینے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ان واقعات کی اطلاع فرعون مصر کو ہو گئی شراب دار و خانساں دونوں مشتبہ ہونے کی وجہ سے قید کر دیئے گئے۔



تک نہ رہا۔

مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اس مقام پر یہ نکتہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوسف صدیق قید خانہ میں زیادہ مدت تک اس وجہ سے رہے کہ آپ نے مستبہ حقیقی کو بھلا کر ظاہری سبب کو وسیلہ نجات بنا لیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ زلیخا انہیں قید خانہ میں بھیج کر ایسا بھول جاتی کہ سات برس تک یہ قید خانہ ہی میں رہتے اور شراب دار بھی انہیں فراموش کر دیتا جناب باری تعالیٰ کو یوسف صدیق کے اس خیال پر جو ان سے بمقتضائے انسانیت ظاہر ہو گیا تھا تنبیہ کرنی تھی اس وجہ سے زلیخا اور شراب دار دونوں بھول گئے اور یہ سات سال تک قید خانہ میں رہے۔

آٹھواں سال جب شروع ہوا تو مسبب حقیقی نے وہ سبب پیدا کیا کہ جس میں یوسف کی کوشش کو کوئی دخل نہ تھا اور نہ ان کے خیال میں گزرا ہو گا اور وہ یہ تھا کہ فرعون مصر نے ایک شب یہ خواب دیکھا کہ ”سات موٹی گائیں ایک نہر سے نکلیں پھر ان کے بعد ہی سات دوسری گائیں دہلی پتلی اسی نہر سے آئیں اور ان پہلی موٹی تازی گائیوں کو کھالیا اور یہ بھی دیکھا کہ سات خوشہ سرسبز جن میں دانے بھرے تھے ان پر سات سوکھے خوشہ جو ان پر نمایاں ہوئے تھے غالب آ گئے۔“

صبح ہوتے ہی حکماء مجمین سے تعبیر دریافت کی گئی وہ یہ تو نہ کہہ سکے کہ ہم اس کی تعبیر سے واقف نہیں ہے یک زبان ہو کر بولے: ﴿وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ الْأَحْلَامِ بِعِلْمِينَ﴾ (یوسف: ۴۴) ”اور ہم لوگ منامات باطلہ جھوٹے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔“ یہ روایا صادقہ (سچے خواب) نہیں ہیں بلکہ خیالات فاسدہ ہیں جو حالت بیداری میں انسان کے دماغ میں جمع ہو جاتے ہیں پھر وہی سونے کی صورت خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ فرعون مصر کی اس جواب سے تشفی نہ ہوئی اس کے چہرہ پر جیسا کہ اس سے پہلے تردد کے آثار نمایاں تھے ویسا ہی اس غیر شافی جواب کے بعد ظاہر رہے۔ شراب دار کو اس ماجرے سے یوسف صدیق یاد آ گئے وہ فرعون مصر کی اجازت سے قید خانہ میں آیا اور جناب موصوف سے خواب کی تعبیر دریافت کی یوسف صدیق نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ”سات برس تک حسب دستور تم لوگ کاشت کاری کرو گے فصل اچھی ہوگی پیدائش غلہ کی زیادہ ہوگی یہ تعبیر تو سات موٹی گائیوں کی ہے پھر اس کے بعد سات سال قحط کے ایسے سخت و دشوار گزار آئیں گے جس میں تم لوگ اپنا یہ ذخیرہ کھا ڈالو گے یہ تعبیر ان سات گائیوں کی ہے جو دہلی پتلی تھیں اور ان سات موٹی گائیوں کو کھالیا تھا پھر ان سالوں کے بعد ایسے سال آئیں گے جس سے تم لوگ فائدہ اٹھاؤ گے۔ شراب دار خواب کی تعبیر سن کر اٹھے پاؤں فرعون مصر کے پاس آیا اور تعبیر بیان کی۔“

فرعون مصر اپنے خواب کی تعبیر سن کر یوسف کا ایسا مشتاق ہوا کہ اسی وقت شراب دار کو یوسف کو بلانے کو بھیجا یوسف نے شراب دار سے کہا: ﴿إِذْ جَعَلَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْئَلُهُ مَا بَالُ النَّسُوءِ الَّتِي قَطَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾ (یوسف: ۵۰) ”تو اپنے مالک کی طرف اٹھے پاؤں جا اور اس سے دریافت کر (کہ مجھ کو کس جرم میں قید کی سزا دی گئی) کیا حال ہے (کیا بیان ہے) ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ میرا پروردگار ان کے مکر کو خوب جانتا ہے کہ میں اس تہمت سے بری ہوں جس کے مواخذے میں گرفتار مصیبت ہوں۔“

شراب دار نے یوسف صدیق کا یہ پیام فرعون مصر سے جا کر کہہ دیا اس نے اسی وقت عزیز مصر کی عورتوں کو طلب کر کے اس واقعہ کی حقیقت دریافت کی ان عورتوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا: ﴿حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ﴾ (یوسف



(۵۱:)"حاشا للہ یوسف کی کسی برائی سے اس وقت تک ہم آگاہ نہیں ہوئے۔" فرعون مصر نے زلیخا کی طرف دیکھا زلیخا دبی زبان سے بولیں: ﴿أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ (یوسف: ۵۱)"میں نے از خود یوسف کی خواہش کی تھی اور بے شک وہ سچا ہے۔"

اب فرعون نے شراب دار کو بھیج کر قید خانہ سے یوسف صدیق کو بلوایا اور عزیز مصر سے یوسف کو خرید کر آزاد کر دیا جیسا کہ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے: ﴿وَ قَالَ الْمَلِکُ اَنْتَ نَبِیٌّ بِهٖ اَسْتَخْلِصُہٗ لِنَفْسِیْ﴾ (یوسف: ۵۳)"اور فرعون نے کہا اس کو (یعنی یوسف کو) میرے پاس لاؤ تاکہ اس کو میں اپنے لئے خلاص (آزاد) کروں۔" الغرض یوسف صدیق فرعون مصر کے امین و معتمد بنائے گئے اور ہفت سالہ آئندہ قحط کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔

یوسف صدیق ہر قسم کا غلہ خرید کرتے تھے اور اسے صاف کئے بغیر رکھا دیتے تھے پھر دو برس بعد عزیز مصر کا انتقال ہو گیا۔ فرعون مصر نے اس کی جگہ یوسف کو مقرر کر کے زلیخا سے ان کا عقد کر دیا۔ بعض لوگوں نے اس موقع پر یہ حاشیہ چڑھایا ہے کہ "زلیخا اس وقت بوڑھی ہو گئی تھیں خدا تعالیٰ نے نکاح کے بعد پھر جوان بنا دیا۔" یہ بات اگرچہ بلحاظ تقدیر الہی ممکن الوقوع ہے لیکن اصلی واقعہ کو چھپا کر نئی بات بتلانا خلاف عقل ہے اصل بات یہ ہے کہ عزیز مصر عنین تھا اس وجہ سے بوقت نکاح یوسف صدیق زلیخا دوشیزہ تھیں اور یہی معنی جوان ہو جانے کے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ ہمارے اس دعویٰ کی شہادت دے رہی ہیں۔ واللہ اعلم

الغرض ساتوں فراخی اور پیداوار کے سال گزر گئے اور دوسرے سات سال قحط کے آئے پہلا سال تو بچوں توں کر کے گزر گیا۔ دوسرے سال سے تمام عالم قحط سے مرنے لگا۔ لوگ جوق در جوق مصر میں غلہ لینے کے لئے آنے لگے۔ یعقوب کے بھی دسوں لڑکے مصر میں غلہ لینے کے لئے آئے۔ یوسف نے انہیں پہچان لیا کیونکہ ان کی حالت میں زمانہ نے کسی قسم کا تغیر پیدا نہیں کیا تھا۔

برخلاف یوسف کے کہ زمانہ کی رفتار نے یوسف کو بظاہر یوسف نہ رکھا تھا نہ تو ان کا وہ لباس تھا اور نہ وہ صورت و شکل تھی بلکہ ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی تھی۔ یوسف نے اپنے بھائیوں سے ان کا حال دریافت کیا پہلے تو انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں بتلائیں لیکن جب یوسف نے ان کے حالات کی تکذیب کی تو انہوں نے اس طرح بیان کیا "اے عزیز مصر! دراصل ہم اپنے باپ کے بارہ بیٹے تھے ایک روز ہم اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی چراگاہ لے گئے جس کو ہمارا باپ زیادہ عزیز رکھتا تھا اتفاق سے اس کو بھیڑیے نے کھا لیا شمعون آگے کچھ اور کہنے کو تھا کہ یوسف بول اٹھے ((فالی من سکن ابو کم بعد کم)) "پھر اس کے بعد تمہارے باپ کو تسکین کس سے ہوئی۔" شمعون نے کہا ((السی اخ لنا اصغر منه)) "جو اس سے ہمارا چھوٹا بھائی ہے۔"

یوسف یہ سن کر کچھ دیر تک خاموش رہے اس کے بعد سر اٹھا کر بولے "آئندہ جب تم ہمارے پاس آنا تو اسے اپنے ساتھ لانا اور نہ تم کو یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔" شمعون نے کہا "شاید ہمارا باپ اس کی جدائی نہ گوارا کرے اس وجہ سے ہم حتمی فیصلہ نہیں کر سکتے۔" یوسف بولے "اچھا بہتر ہوگا کہ تم میں سے کوئی ہمارے پاس رہ جائے اس پر بنی یعقوب خاموش ہو گئے۔ یوسف نے واپسی کے وقت ان کی قیمتیں بھی انہیں کے اسباب میں رکھا دیں اس خیال سے کہ ان کی امانت داری و



دیانت اس کے واپس کرنے پر ضرور مجبور کرے گی اور یہی دوبارہ ان کے آنے کا سبب ہوگا۔

چنانچہ جس وقت بردار ان یوسف یعقوب کے پاس پہنچے عزیز مصر (یوسف) کی تعریف کی اور کہا عزیز مصر (یوسف) نے کہا ہے کہ ”اگر تم اپنے اس بھائی کو آئندہ اپنے ہمراہ نہ لاؤ گے جسے تمہارا باپ زیادہ عزیز رکھتا ہے تو پھر یہاں سے کچھ نہ دیا جائے گا۔“ یعقوب نے کہا ”کہ کیا تم اس کی اسی طرح حفاظت کرو گے جیسا کہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف کی حفاظت کی تھی۔“ بردار ان یوسف یہ سن کر خاموش ہو گئے جب اسباب کھولا تو اس میں قیمتیں رکھی ہوئی دیکھیں تو سب کے سب بول اٹھے: ﴿يَا بَنَانَا مَا نَبْغِي هَذِهِ بِضَاعَتْنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَ نَمِيرُ أَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ أَخَانَنَا وَ نَزِدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ذَلِكَ كَيْلُ يَسِيرٍ﴾ (یوسف: ۶۵) ”یعنی عزیز مصر نے ہماری بہت بڑی وقعت و عزت کی اس نے کتنی بڑی یہ رعایت کی کہ ہماری قیمتیں واپس کر دیں آپ ہمارے ساتھ بھائی کو بھیجئے تاکہ اور غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت بھی کریں۔“

یعقوب نے ان کے کہنے کا خیال نہ کیا لیکن جب انہوں نے جناب موصوف کے کہنے سے عہد و پیمان کیا تو بنیامین کو شمعون وغیرہ کے ساتھ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کر دی کہ تم سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا۔ چنانچہ یہ گیارہ بھائی متفرق دروازوں سے یوسف کے پاس گئے۔ یوسف نے اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان لیا اور ان سب کو بہت خوشی اور کشادہ پیشانی سے ٹھہرایا۔ کھانے کے وقت دو دو بھائی ایک ایک خوان پر بٹھلائے گئے جب بنیامین تنہا رہ گئے اور ان کی آنکھوں میں اس خیال سے آنسو بھر آئے کہ اگر میرا بھائی یوسف آج زندہ ہوتا تو مجھے وہ اپنے ساتھ بٹھلاتا جناب یوسف نے انہیں آبدیدہ دیکھ کر اپنے ساتھ بٹھالیا اور کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔“

رات کو باتوں باتوں میں یوسف نے بنیامین سے کہا کہ کیا تم اس بات کو پسند کر سکتے ہو کہ میں تمہارے اس بھائی کا جو غائب ہو گیا ہے قائم مقام ہو جاؤں۔ بنیامین نے جواب دیا واقعی آپ سے بڑھ کر بھائی اور کیا سلوک کر سکتا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ آپ یعقوب اور راحیل سے پیدا نہیں ہوئے۔ یوسف کا دل پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا بنیامین کی زبان سے یہ کلمے سن کر رواٹھے اور انہیں گلے سے لگا کر ظاہر کر دیا کہ میں ہی یوسف ہوں لیکن بھائیوں سے ظاہر نہ کرنا۔

صبح کے وقت یوسف جب اپنے نامہربان بھائیوں کو غلہ دینے لگے تو پیمانہ (جس سے غلہ ناپ کر دے رہے تھے) بنیامین کے اسباب میں رکھ دیا تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ رخصت ہو کر چلے تو ایک منادی نے ندا دی کہ تم لوگ ٹھہرو بے شک تم لوگ چور ہو۔ ابناء یعقوب نے جواب دیا کہ ہم لوگ نہ چور ہیں اور نہ فساد کرنے کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ خدام نے کہا اگر ایسا ہی ہو تو کیا سزا؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں پیمانہ پایا جائے وہی چوری کے جرم میں گرفتار کر لیا جائے۔ یوسف نے تفتیش شروع کی یکے بعد دیگرے تلاشی دینے لگے رفتہ رفتہ بنیامین کی باری آئی اور انہیں کے اسباب میں سقایا (پیمانہ یا پانی پینے کا برتن) نکلا اور یہی روک لئے گئے۔

ابناء یعقوب نے ہر چند شور و غل مچایا اور چاہا کہ بنیامین کی جگہ ان میں سے کوئی روک لیا جائے لیکن یوسف نے ایک بھی نہ مانی۔ بنیامین تو اس بہانہ سے روک لئے گئے اور شمعون یہ کہہ کر مصر میں ٹھہر گیا کہ کیا تم بھول گئے ہو کہ جو اپنے باپ

۱ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ بنیامین کو جب معلوم ہوا کہ عزیز مصر میرا بھائی یوسف ہے اور اس نے واپسی سے انکار کر دیا تو یوسف نے بنیامین کو روکنے کا یہ حیلہ نکالا۔ بنیامین اس حال سے واقف تھے۔



سے عہد کر آئے ہو میں تو یہاں سے اس وقت تک حرکت نہ کروں گا جب تک کہ میرا باپ نہ کہے گا یا اللہ حکم نہ دے گا تم لوگ جاؤ اور ماجرا بیان کرو۔

بقیہ ابناء یعقوب جس وقت مصر سے واپس ہو کر یعقوب کے پاس پہنچے اور یہ ماجرا بیان کیا اس وقت یعقوب کے غمگین قلب پر جو اثر ہوا ہوگا اس کا اندازہ ناظرین بخوبی کر سکتے ہیں اس کے ظاہر کرنے اور بیان کرنے کی ہم کو حاجت نہیں ہے البتہ یعقوب نے غم زدہ دل کو تسلی کے لئے جو کلمات فرمائے تھے وہ یہ ہیں: ﴿عَسَى اللّٰهُ اَنْ يُّاْتِيَنِيْ بِهٖ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ (یوسف: ۸۳) ”شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لائے بے شک وہ دانا اور حکمت والا ہے۔“

اس کے بعد یعقوب کی آنکھیں اسی رنج و صدمہ سے جاتی رہیں تا توانی حد سے بڑھ گئی۔ اٹھنا بیٹھنا جبرگزر نے لگا اکثر آپ یوسف کو یاد کر کے رویا کرتے تھے اور لڑکے تسلی تشفی دینے کے بجائے کہتے تھے خدا کی قسم تم یوسف کا تذکرہ اس وقت تک ترک نہ کرو گے جب تک تم قریب ہلاکت نہ پہنچ جاؤ گے یا جان بحق تسلیم نہ ہو گے اور یعقوب ان کی باتوں کا یہ جواب دیتے تھے ”میں اپنا رنج و غم اللہ ہی سے کہتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے“ کچھ عرصہ بعد یعقوب نے پھر اپنے لڑکوں کو دوبارہ مصر کی طرف روانہ کیا۔ ابناء یعقوب نے جنہیں قحط اور فاقہ نے ناکارہ کر دیا تھا مصر میں پہنچتے ہی عزیز مصر (یوسف) سے کہا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسْنَا وَاَهْلُنَا الضُّرُّ﴾ (یوسف: ۸۸) ”اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط و فاقہ نے تباہ کر دیا ہے۔“ ﴿وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ﴾ (یوسف: ۸۸) ”اور ہم بہت ہی کم سرمایہ لے کر آئے ہیں۔“ ﴿فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ﴾ (یوسف: ۸۸) ”ہم کو بھر کر پیمانہ بظرف صدقہ دو اس میں شک نہیں کہ اللہ صدقہ دینے کو جزائے خیر دیتا ہے۔“ یوسف کا دل یہ سن کر بھر آیا آنکھیں پر نم ہو گئیں۔ بے تابانہ بول اُٹھے: ﴿هَلْ عَمِلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاٰخِيْهِ﴾ (یوسف: ۸۹) ”کیا تم جانتے ہو یعنی کیا تم کو یاد ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا ہے؟“ ﴿اِذْ اَنْتُمْ جٰهَلُوْنَ﴾ (یوسف: ۸۹) ”اب تم اس سے جاہل ہو یعنی آگاہ نہیں ہو۔“ یوسف کے بھائیوں نے غور سے دیکھا تو پہچان گئے (کیا بے شک تو ہی یوسف ہے؟) یوسف نے کہا ”ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا بھائی ہے تم لوگ اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر کرے گا یہ مشیت ایزدی تھی جو کچھ واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا یہ اس کے احسانات کا ایک نمونہ ہے کہ میں اس درجہ عالی پر پہنچ گیا ہوں۔“

یوسف کے بھائیوں کو اس کے سننے سے ندامت ہوئی لیکن یوسف کی تسلی و تشفی سے وہ خیالات رفع ہو گئے اس کے بعد یوسف نے اپنے نامہربان بھائیوں سے اپنے باپ یعقوب اور خاندان کی کیفیت دریافت کی اور روانگی کے وقت غلہ دیا اور اپنے بزرگ باپ کے اطمینان کے لئے اپنی قمیص دی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی ہمارے بزرگ باپ کے منہ پر ڈال دینا ان کی بینائی دوبارہ واپس آ جائے گی اور تم لوگ کنعان سے اہل و عیال کے ساتھ مصر چلے آؤ۔

۱۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ برادران یوسف اس مرتبہ چند کھوٹے درہم لائے تھے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ نقدی تو کچھ لے کر نہ آئے تھے بلکہ کچھ گھی اور اون وغیرہ لائے تھے۔

۲۔ بعض علماء تاریخ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوسف کا دل اس واقعہ سے نرم نہیں ہوا تھا بلکہ یعقوب کا خط دیکھ کر روپڑے اور اپنے کو ظاہر کر دیا ہم منہ کی طوالت کے باعث اس خط کو نقل نہیں کرنا چاہتے۔ ناظرین معاف فرمائیں۔



ادھر تو ابنائے یعقوب قافلہ کے ساتھ مصر سے روانہ ہوئے ادھر کنعان میں جو مصر سے بارہ سو کوس کے فاصلے پر تھا یوسف کے پیراہن کی بو یعقوب کے دماغ میں بحکم الہی پہنچی۔ چنانچہ یعقوب نے ان لڑکوں سے جو اس وقت موجود تھے فرمایا ﴿ اِنِّیْ لَاجِدُ رِیْحَ یُوسُفَ ﴾ (یوسف: ۹۴) ”میں بے شک بوئے یوسف سونگھتا ہوں“۔ ﴿ لَوْلَا اَنْ تَفْنَدُوْنَ ﴾ (یوسف: ۹۴) ”اگر تم لوگ عقل رفتہ و بدحواس مجھ کو نہ کہو“۔ لڑکوں نے اپنے پچھلے کردار چھپانے کی غرض سے جواب دیا: ﴿ تَسَالَلُہٗ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلٰکَ الْقَدِیْمِ ﴾ (یوسف: ۹۵) ”خدا کی قسم تم اپنے اسی خیال کے پابند رہے ہو“۔

چالیس برس کا عرصہ گزرا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اس کی ہڈیوں کا بھی نشان ڈھونڈے سے نہ ملے گا اور آپ آج کہتے ہیں کہ اس ہوا سے بوئے یوسف آ رہی ہے۔ یعقوب یہ سن کر خاموش رہے تھوڑے دن بعد قافلہ کنعان میں داخل ہوا اور یہودا پیراہن یوسف لئے ہوئے اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پیغام بری کا حق ادا کیا۔ یعقوب پھولے نہ سمائے آنکھیں روشن ہو گئیں۔ سارا رنج و غم آن واحد میں ایسا رفع ہو گیا کہ گویا تھا ہی نہیں۔

اس کے بعد جناب موصوف نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (یوسف: ۹۶) ”کیا میں تم سے یہ نہیں کہتا تھا کہ منجانب اللہ وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے ہو“۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ تم لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور صریحاً آفتاب پر خاک ڈال کر کہتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا۔ لڑکوں کو یہ سن کر بہت بڑی ندامت ہوئی شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں۔ معافی چاہی، استغفار کی درخواست کی۔ اس کے بعد آپ نے یہودا سے دریافت کیا ((کیف ترکت یوسف)) ”تو نے کس حال پر یوسف کو چھوڑا“۔ یہودا نے کہا ”اس کو مصر کی شاہی کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں“۔ یعقوب نے جھنجھلا کر کہا ((ما اصنع بالملک علی ای دین ترکتہ)) ”مجھ کو شاہی سے کیا غرض ہے اس کو کس مذہب پر چھوڑ آیا ہے“۔ یہودا نے گزارش کی ((علی الاسلام)) ”مذہب اسلام کا پابند چھوڑ آیا ہوں“۔ یعقوب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ جناب باری میں سجدہ شکر ادا کر کے کہا ((الان تمت النعمة)) ”اب نعمت الہی پوری ہوئی“۔ کہ دینی اور دنیاوی نعمتیں خاطر خواہ ملیں۔

الغرض یعقوب اور ان کے لڑکے سامان سفر مہیا کر کے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مصر کے قریب پہنچے۔ یوسف عمائدین مصر کے ساتھ استقبال کے لئے مصر سے باہر آئے۔ یعقوب شاہی جلوس دیکھ کر یوسف کو پہچان نہ سکے۔ یہودا سے دریافت کیا ”کیا یہ فرعون مصر ہے؟“ یہودا نے کہا نہیں یہ آپ کا لڑکا یوسف ہے۔ یعقوب نے آگے بڑھ کر کہا ((السلام علیک یا مذهب الاحزان)) ”اے رنج و الم کے دفع کرنے والے تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو“۔ یوسف جواب دے کر اپنے باپ سے لپٹ گئے اس کے بعد یوسف نے سب سے خطاب کر کے کہا ﴿ اَدْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِیْنَ ﴾ (یوسف: ۹۹) ”تم لوگ مصر میں چلو انشاء اللہ تعالیٰ قحط و گرسنگی سے محفوظ رہو گے“ اور اپنے باپ و ماں کو عزت و تکریم کے ساتھ ٹھہرایا۔ یوسف کی ماں اور باپ اور گیارہ بھائی نے یوسف کو چونکہ عزیز مصر تھے تحیۃ و تکریماً سجدہ کیا۔ یوسف نے شکر یہ ادا کر کے کہا: ﴿ یٰۤاَبٰی اِسْحٰقَ اِنِّیْ جِئْتُکَ بِبَنٰی اِسْرٰءِیْلَ ۗ اِنِّیْ وَاٰلِیَّ وَاٰلِیَّکُمْ سٰجِدٌ ۗ ﴿۱۰۰﴾ (یوسف: ۱۰۰) ”اے باپ یہ تاویل (تعبیر) اس خواب کی ہے جس کو

مؤرخین کا بیان ہے کہ چونکہ پیراہن خون آلودہ یہودا ہی چراگاہ سے لایا تھا اور اسی نے یہ خبر بد یعقوب کے کانوں تک پہنچائی تھی اسی وجہ سے وہ خوشی کے موقع پر بھی آپ ہی پیراہن لے کر یعقوب کے پاس گیا۔ اسی کو قرآن مجید میں جناب باری نے ”بشیر“ سے یاد فرمایا کسی دوسرے کا نام نہ تھا۔



میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا۔ یعقوب اس کی تصدیق کر کے گذشتہ واقعات دریافت کرنے لگے یوسف نے ادب سے گزارش کی ((یا ابنتی لا تسالنی من صنع اخوتی و لکن اسالنی عن صنع اللہ ہی)) "اے میرے باپ اس کو دریافت نہ کرو جو کہ بھائیوں نے میرے ساتھ کیا بلکہ اس کو استفسار کیجئے جو خدا نے میرے ساتھ کیا۔" یہ کہہ کر کنوئیں سے نکلنے اور مصر میں آنے اور عزیز مصر کے عہدہ پر پہنچنے کے حالات تفصیلاً کیے بعد دیگرے ترتیب وار کہہ سنائے۔

یوسف و یعقوب علیہما السلام کے جدائی کے زمانہ کو اگرچہ بعض مؤرخین نے اسی سال تحریر کیا ہے اور اس طرح سے حساب کا اندازہ کیا ہے کہ سترہ برس کی عمر میں یوسف کنوئیں میں ڈالے گئے اور ستانوے برس کی عمر میں اسی برس کے بعد اپنے باپ سے ملے اس کے بعد تیس برس اور زندہ رہ کر ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور بعضوں نے یوسف و یعقوب کے زمانہ مفارقت کو اٹھارہ برس میں محدود کیا ہے۔ بعضے مؤرخین کے خیالات یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یوسف مصر میں سترہ برس کی عمر میں داخل ہوئے اور تیرہ برس کے بعد فرعون مصر کے وزیر ہوئے اور بائیس سال کے بعد یعقوب و یوسف سے ملاقات ہوئی اس کے بعد یعقوب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مصر میں سترہ برس اور زندہ رہے لیکن محققین علماء تاریخ یوسف کے خواب دیکھنے اور یعقوب کے مصر میں آنے کے زمانہ کی مدت چالیس برس بتلاتے ہیں واللہ اعلم۔ (مترجم)

**حضرت یعقوب کی وفات:** منزلیں طے کرنے کے بعد یعقوب بلبلیس کے قریب پہنچے۔ یوسف یہ سن کر بخیاں بعض علماء تاریخ فرعون مصر کے ساتھ اپنے باپ کے استقبال کی غرض سے مصر سے باہر آئے اور سرزمین بلبلیس اپنے بھائیوں کو رہنے اور منتفع ہونے کی غرض سے دے دی۔ یعقوب کے ساتھ ان ستر آدمیوں کے علاوہ جو آپ کے خاندان سے تھے۔ ایوب بن برجمان زبرج بن رعویل بن عیصو بھی تھے یہ سب کے سب مصر مقام بلبلیس میں مقیم ہوئے۔ اس واقعہ کے سترہ برس بعد ایک سو چالیس برس کی عمر میں یعقوب کا انتقال ہوا۔ یوسف بہ اجازت فرعون مصر ردّ سامصر کے ساتھ یعقوب کا تابوت (جنازہ) مصر سے لے کر روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں کنعانیوں سے کچھ بحث و تکرار ہوئی۔ لیکن بخیریت تمام سرزمین شام مدفن ابراہیم و اسحاق میں لے جا کر دفن کیا اور اٹھارہ پاؤں مصر واپس آئے۔

**حضرت یوسف کی وفات:** یعقوب کے انتقال کے بعد انباء یعقوب مصر میں یوسف کے پاس قیام پذیر رہے یہاں تک کہ یوسف کا ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال ہوا۔ آپ کی نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر بند کیا اور اسے نیل کے بعض علاقہ میں دفن کر دیا۔ یوسف نے بوقت وفات یہ وصیت کی تھی کہ جس وقت بنی اسرائیل ارض موعودہ کی طرف روانہ ہوں اس وقت آپ کا تابوت بھی نکال کر ساتھ لے جائیں اور وہیں اسے لے جا کر دفن کریں چنانچہ یہ وصیت برابر محفوظ چلی آئی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے خروج کے وقت موسیٰ مصر سے نکال لے گئے۔

یوسف کے انتقال کے بعد اسباط سے آپ کے بھائی اور لڑکے فرعون مصر کے سایہ عاطفت میں باقی رہ گئے رفتہ رفتہ ان کی نسلی ترقی اس حد تک پہنچی کہ اراکین دولت مصر نے ان کی کثرت سے ڈر کر انہیں دبانا اور ان سے خدمتی کام لینا شروع کر دیا۔

**بنی یعقوب:** مسعودی نے لکھا ہے کہ یعقوب اپنے لڑکوں اور پوتوں کے ساتھ جس وقت یوسف کے پاس آئے تھے ستر آدمی تھے۔ لیکن جب موسیٰ کے ساتھ دو برس کے بعد مصر سے نکلے ہیں ان کو تہیہ میں شمار کیا ہے تو صرف ان لوگوں کا تعداد



جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا اس سے کچھ زائد تھی ہم نے اس کی بابت مقدمہ کتاب میں بحث کی ہے اس مقام پر اس قصہ کو چھوڑ کر طول نہیں دینا چاہتے تو ریت میں اس تعداد کے منصوص ہونے سے یہ تعداد متحقق و متعین نہیں ہو سکتی کیونکہ مقام مبالغہ میں اظہار کثرت مقصود ہوتا ہے نہ کہ نص اعداد۔

یوسف کے بہت سے لڑکے تھے لیکن ان میں سے مشہور دو ہیں ایک افرائیم دوسرے منشی اور یہ دونوں اسباط میں شمار کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے یعقوب کا زمانہ پایا تھا اور جناب موصوف نے انہیں اپنی اولاد میں شمار کیا تھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی تھی۔

مصر میں یوسف کی حیثیت: بعض مؤرخین جنہیں تحقیق سے سروکار نہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ یوسف آخر الامصر کے

بادشاہ ہو گئے تھے۔ لطف یہ ہے کہ اس کی تائید میں بعض ضعفاء مفسرین یوسف کا یہ قول پیش کرتے ہیں: ﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ﴾ (یوسف: ۱۰۱) ”اے رب تو نے مجھے ملک دیا ہے“۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ جو شخص کسی چیز پر قبضہ کر لیتا ہے گو وہ کسی خصوصیت کی وجہ سے ہو تو وہ باعتبار استیلاء و غلبہ ملک کہلاتا ہے۔ مکان گھوڑے خادم کے قابضین کو بھی ملک سے تعبیر کرتے ہیں اس کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ ملک اور قدرت کا لحاظ نہ ہو اگرچہ وہ ایک ہی شاخ اور ایک ہی کے لئے ہو اس کو بھی بادشاہ کہیں گے عرب کا یہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے کہ اہل قرئی (گاؤں والوں) اور اہل مدائن (شہر والوں) کے روساء کو ملوک کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں تم وزیر مصر کی نسبت کیا خیال کر سکتے ہو کہ عرب کے سادہ لوح آدمی انہیں بادشاہ کیسے نہ کہیں گے خلافت عباسیہ میں اطراف بلاد کے عمال کو ملوک کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ استدلال کافی نہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ﴾ (یوسف: ۵۶) لیکن یہ آیت بھی اس کی مستند نہیں ہو سکتی کیونکہ تمکین بغیر ملک کے بھی ہو سکتی ہے چونکہ یوسف امور زراعت اور اس کے انتظام کے متولی ہوئے تھے (چونکہ یوسف امور زراعت اور اس کے انتظام کے متولی ہوئے تھے) جیسا کہ قرآن میں ہے: ﴿اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْكُمْ﴾ (یوسف: ۵۵) اس وجہ سے انداز قصہ سے بقرائن حال معلوم ہوتا ہے کہ یوسف سلطنت فرعون کے ناظم تھے نہ کہ جیسا لفظ ملک سے جو کہ ان کی دعا میں ہے بادشاہ ہو گئے ہم اس دلیل سے جو کہ قرائن سے ثابت ہو گئی ہو ایسے متوہمات اور موضوع قصوں کی طرف مائل نہیں ہو سکتے اور تو ریت میں صاف لکھا ہے کہ یوسف نہ تو بادشاہ ہوئے تھے اور نہ مصر کے وہ مالک بنے تھے اور یہ امر طبعی ہے کہ شوکت و تصرف کے لحاظ سے جس وقت یوسف کے بھائی آئے تھے یوسف نے اپنے اظہارِ اجلال کے لئے ملک کا لفظ کہہ دیا ہو جیسا کہ مقدمہ کتاب میں ہم لکھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم

آل عیصو بن اسحاق: عیصو بن اسحاق جبال یسعین (بنی جوئی قبائل کنعان) میں مقیم ہوا جو جبال شرات کے نام سے مشہور اور تبوک و فلسطین کے درمیان واقع ہے اور جس کو ان دنوں بلاد کرک اور شوک کہتے ہیں بروایت تو ریت ان کی نسلی شاخوں سے بنو لوطان، بنو شو بال، بنو صمقون، بنو عننا، بنو دیشوق، بنو یصد اور بنو دیسان کی سات شاخیں اور بنو دیشون سے اشبان موجود تھے۔ عیصو نے پہلے ضامن یسعین (بنی جوئی) کی لڑکی اہلیقاما سے نکاح کیا اس کے بعد عاذا بنت ایلول اور یاسمنت بنت اسماعیل سے عقد کیا۔ عاذا کے بطن سے ایفاذ عیصو کا لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد بطن یاسمنت بنت اسماعیل سے رعویل اور بطن اہلیقاما سے یعوش، یعلام، قورح تین لڑکے پیدا ہوئے۔



ایفاز خلف اکبر کے چھ لڑکے پیدا ہوئے تیمال، اومار، صفو، کعتام، قتال، عمالق اور یہ چھٹا لڑکا سریہ کے بطن سے ہے جس کا نام تمنا تھا اور رعویل بن عیسو کے چار لڑکے ناحہ، زیدم، شتما، مرا پیدا ہوئے۔

توریت میں لکھا ہے کہ عیسو کا نام اروم تھا اسی وجہ سے بنی عیسو کو بنی اروم کہتے ہیں بعض اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ اروم اس پہاڑ کا نام ہے جہاں عیسو آ کر مقیم ہوا تھا اور اروم عبرانی زبان میں جبل احمر کو کہتے ہیں۔ جہاں نباتات کا نام و نشان تک نہ پایا جاتا ہو۔ اسی اروم کے لفظ نے بعض مؤرخین کو اس مغالطہ میں ڈال رکھا ہے کہ قیصرہ روم عیسو کی اولاد سے ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ روم اور فارس رعویل ابن یاسمنت کی اولاد سے ہیں لیکن یہ تمام روایتیں صحت و صداقت سے منزلوں دور ہیں میرے نزدیک روم، رومس بانی روم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں نہ کہ اروم (عیسو) کی جانب۔

**بنی عیسو کا زوال:** الغرض بنو عیسو نے سرزمین یسعین نے اس قدر نمایاں ترقیاں کیں کہ تھوڑے دن میں بنی جوئی (کنعانی) اور بنی مدین پر ان کے بلاد میں ایلہ تک غالب آگئے اور ان میں تمدن و معاشرت کی بو آگئی اور بادشاہ اور امیر بھی ہوئے ان میں سے فالع بن ساغور اور اس کے بعد یودب بن زیدح تھا۔ پھر اس کے بعد ہداد بن مداد ہوا جس نے بنو مدین کو ان کے بلاد سے نکالا ہے ہداد کے بعد بنو عیسو میں نسلان بعد نسل حکومت و دولت چلی آئی اور یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ یوشع نے شام پر فوج کشی کی اور اریشا کو فتح کر لیا اور تمام بنو عیسو سے سلطنت و حکومت چھین لی۔ اس واقعہ کے بعد بخت نصر نے قبضہ بیت المقدس کے وقت انہیں پامال کیا۔ ان میں سے بعض یونان اور بعض افریقہ چلے گئے۔ عمالق بن ایفاز کی نسل سے بخیاں اسرائیلیں عمالقہ شام ہیں لیکن نسا بن عرب اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عمالقہ شام عملاق بن لاوذ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

**آل مدین بن ابراہیم:** اور مدین بن ابراہیم نے لوط کی لڑکی سے نکاح کیا اللہ جل شانہ نے ان کی نسل میں ایسی برکت عنایت فرمائی کہ شام کے بڑے بڑے قبائل انہیں کی نسل اور لو احقین سے ہیں۔ اس کے پانچ لڑکے عیفا، عمیضن، حنوح، اینداغ، الزاعا تھے اور اطراف شام میں بحیرہ قوم لوط اور حجاز کے قریب سرزمین معان میں رہتے تھے اور سرزمین کے یہی لوگ مالک تھے چند روز بعد جب بت پرستی اور خیانت کی طرف مائل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے شعیب بن نویل بن رعویل ابن عیا بن مدین کو مبعوث کیا۔ علامہ سہلی کہتا ہے کہ یہ اہل مدین محضر بن جندل بن یعصب بن مدین کی اولاد سے ہیں اور شعیب ان کے نسبی بھائی ہیں اور ان میں متعدد بادشاہ گزرے ہیں جو کلمات ابجد سے موسوم تھے و فیہ نظر ابن صبیب کتاب البداء میں شعیب کو نویب بن اعزم بن مدین کا لڑکا تحریر کرتا ہے اور سہلی انہیں ابن عیفا تحریر کرتا ہے بہر کیف یہ وہی شعیب ہیں جن کے پاس موسیٰ ہجرت کر کے گئے تھے اور جن کی لڑکی سے آپ کا نکاح ہوا تھا اور جن سے آداب کتاب نبوت کی آپ نے تعلیم لی تھی جس کا تفصیلی بیان موسیٰ کے تذکرہ میں آئے گا۔

علامہ ضمیری کہتا ہے کہ جس سے موسیٰ نے مزدوری کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا اور جس نے موسیٰ کا عقد کیا تھا وہ بشیر بن رعویل ہیں اور توریت میں آیا ہے کہ ان کا نام بشیر تھا اور رعویل ان کا باپ یا چچا تھا جو عقد نکاح کا متولی ہو گیا اور اسی مدین سے شام میں بنی اسرائیل لڑے تھے اور انہیں مغلوب کر کے ان کی حکومت چھین لی تھی۔

**حضرت لوط:** لوط ہاران بردار اور ابراہیم کے لڑکے تھے اور قوم کی ہلاکت کے بعد فلسطین میں اپنے چچا ابراہیم کے پاس



پے آئے یہیں ان کا انتقال ہوا۔

حسب تحقیق ان دنوں مؤتفکہ میں سدوم کے پانچ بڑے گاؤں تھے اور وہ سب خلاف وضع فطرات فواحش کے مرتکب ہوتے تھے لوط نے انہیں خوب سمجھایا لیکن ان میں سے کسی کے کان پر جوں تک نہ رہیگی۔ نتیجتاً سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ (الَا مَا شَاءَ اللَّهُ) ”مگر یہ کہ جس کو اللہ نے چاہا“۔

آل لوط: حسب روایت تورات لوط کے دو لڑکے عمون اور موآئی تھے ان دو کی نسلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت مرحمت

(مترجم) لوط کی قوم کے حالات علامہ ابن خلدون نے اختصار کے ساتھ اوپر بیان کر دیئے ہیں اور ہم حسب وعدہ اب تحریر کرتے ہیں اہل مؤتفکہ جب معصیت اور بت پرستی میں بے حد منہمک ہو گئے اور لوط کے وعظ و پند سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وقتاً فوقتاً جناب موصوف کو سخت ست کلمات سے یاد کرنے لگے تو جناب باری نے بہ دعائے جناب لوط اس ناعاقبت اندیش قوم کو ہلاک کرنے کے لئے چار فرشتے بھیجے یہ فرشتے انسانی شکل میں متمثل ہو کر مؤتفکہ جاتے ہوئے ابراہیم کے یہاں مہمان ہوئے جب دسترخوان پر بیٹھے تو ان ملائکہ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا ابراہیم کے دل میں ان کی طرف سے ایک خاص قسم کا خیال پیدا ہوا جسے ان ملائکہ نے جو آدمیوں کی شکل میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے اپنے اس کلام سے رفع کر دیا: ﴿لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ لُّوطٍ﴾ (ہود: ۷۰) ”تو کچھ خوف نہ کر ہم سب قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں“۔

اس کے بعد ملائکہ نے ولادت اسحاق اور اسحاق کے بعد ولادت یعقوب کی بشارت دی سارہ کو یہ سن کر تعجب ہوا کیونکہ اس وقت ان کا سن اسی برس سے زیادہ ہو چکا تھا۔ ملائکہ نے کہا ”تیرے رب نے ایسا ہی کہا ہے“۔

پھر ابراہیم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اسی قوم میں کہ جسے ہلاک کرنے کے لئے یہ ملائکہ جارہے ہیں لوط بھی ہیں اس وقت ملائکہ نے کہا: ﴿نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنَجِّنَهُ وَأَهْلَهُ﴾ (عنکبوت: ۳۲) ”ہم جانتے ہیں جو اس میں رہتے ہیں ہم لوط کو اور اس کے اہل کو نجات دیں گے“ اور ابراہیم سے رخصت ہو کر مؤتفکہ پہنچ کر لوط کے مکان پر مقیم ہوئے۔

لوط ان مہمان (فرشتوں) کے آنے سے بہت خوش ہوئے لیکن جب اہل مؤتفکہ کی بدافعالیوں کا خیال آیا تو دل ہی دل میں سوچنے لگے ابھی غور و فکر سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ لوط کی بی بی نے لوگوں کو آگاہ کر دیا چنانچہ ان میں سے دس آدمی لوط کے پاس آئے اور ان مہمان کو طلب کیا۔ لوط نے اولاً ان کو نصح و پند سے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ سمجھتے نظر نہ آئے تو مجبوراً فرمایا: ﴿قَالَ يَقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ﴾ (ہود: ۷۸) ”یہ لڑکیاں میری تمہارے لئے مباح ہیں (یعنی اپنے نکاح میں لاؤ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو ان مہمانوں کے لئے مجھ کو رسوا نہ کرو کیا تم سے کوئی سمجھدار آدمی نہیں ہے“۔

یہ دس آدمی لوط کا یہ پیغام لے کر اپنی قوم کے پاس آئے انہوں نے ان کو اٹھے پاؤں پھر لوٹا دیا اور یہ پیغام بھیجا: ﴿لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَالَنَا فِي بَنَاتِكُمْ مِنْ حَقٍّ وَانْكَرْتُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (ہود: ۷۹) ”تو بے شک اس امر کو جانتا ہے کہ ہم کو تیری لڑکیوں سے مطلقاً رغبت نہیں ہے اور تو ہمارے ارادوں کو خوب جانتا ہے کہ ہم کو عورتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے“۔ بہتر یہ ہے کہ ان مہمانوں کو تم اپنے مکان میں نہ ٹھہرنے دو یا انہیں ہمارے حوالے کر دو۔

لوط یہ پیغام سن کر سخت کشمکش میں پڑ گئے نہ انہیں اپنے گھر سے نکال سکتے تھے اور نہ ان کو ان کے حوالے کر سکتے تھے اس پس و پیش میں تھے کہ ان دسوں میں سے کسی نے ان مہمانوں (فرشتوں) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جبراً لے جانا..... ۵۵



فرمائی کہ شام کے اکثر قبائل انہیں کی شاخ و پیوند سے ہیں۔ آخر الامران کی آئندہ نسلوں نے سرزمین فلسطین چھوڑ کر اطراف بقاء میں سکونت اختیار کر لی تھی اور بنی اسرائیل سے یہ اکثر مقابلہ کرتے رہتے تھے۔ جسے ہم بنی اسرائیل کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔ انہیں میں سے بلعام بن باعور بن رسیوم بن برسیم بن موآئی مشہور زاهد تھا۔ جس کا قصہ اور اس کی وہ دعا جو شاہ کنعان اور بنی اسرائیل کی لڑائی کے زمانہ میں شاہ کنعان کے کہنے سے کی تھی۔ تو ریت میں مذکور ہے اور جسے ہم انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اس کے موقع پر تحریر کریں گے۔

..... ہم چاہا اللہ جل شانہ کے حکم سے یہ دسوں اندھے ہو گئے اور اپنا سامنہ لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور یہ ظاہر کیا کہ لوٹ کے مہمان جا دو گر ہیں انہوں نے ہمیں اندھا کر دیا۔

قوم لوٹ سن کر غصہ کے مارے جامہ سے باہر ہو گئی اسی وقت لوٹ کے پاس کہلا بھیجا کہ ”اگر تم اپنے اہل و عیال کے ساتھ آج ہی شب کو ہمارے شہر سے نہ چلے جاؤ گے تو صبح ہم آ کر تمہارے اہل بیت کو اندھا کر دیں گے تم نے آج تک جو کچھ کیا اچھا کیا اب تم نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ جا دو گروں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہو اور ہماری قوم کو نقصان پہنچاتے ہو۔

لوٹ یہ سن کر بہت ڈرے تب فرشتوں نے کہا: ﴿إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصْلُوَ إِلَيْكَ﴾ (ہود: ۸۱) ”ہم لوگ تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ لوگ تجھ تک پہنچ نہ سکیں گے۔“ یعنی تجھ کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ﴿جَنَّكَ بِمَا كَانُوا فِيهِ يَمْتَرُونَ﴾ (الحجر: ۶۳) ”ہم تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ان سے مجادلہ کریں۔“ ان پر ہم عذاب و قہر الہی لے کر آئے ہیں۔ ﴿فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أذْبَارَهُمْ﴾ (الحجر: ۶۵) ”اپنے اہل و عیال کو جب تھوڑی سی رات گزر جائے تو روانہ کر دو اور اس کے بعد تم بھی چلے جاؤ۔“ ہم صبح ہوتے ہی ان کو عذاب الہی میں مبتلا کر دیں گے ان کو اس قدر مہلت نہ دیں گے کہ وہ صبح کو اٹھ کر تمہارے مکان تک آئیں لوٹ یہ سن کر مطمئن ہو گئے اور وقت کے منتظر رہے جس وقت شب کا ایک حصہ گزر گیا تب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مؤتفکہ کو خیر باد کہہ کر شام کی طرف روانہ ہوئے اور ان مہمانوں ”فرشتوں“ نے صبح ہوتے ہی مؤتفکہ کو الٹ پلٹ دیا جیسا کہ کلام ربانی کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے: ﴿فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾ (ہود: ۸۲) ”پس جب کہ ہمارا عذاب آ گیا ہم نے اس کے عالی کو اس کا سافل بنا دیا یعنی الٹ دیا۔“ یہ واقعہ تو ان پر گذرا جو شہر مؤتفکہ میں تھے باقی رہے وہ لوگ جو کسی ضروری کام سے شہر کے باہر قریب قریب کے دیہاتوں میں یا اپنے باغات میں گئے تھے ان پر آسمان سے سنگ باری ہوئی جس سے وہ بھی جان بر نہ ہوئے۔

لوٹ اپنے اہل و عیال اور مؤمنین کے ساتھ چلے جا رہے تھے اور ان کی بیوی جو لحدوں سے ملی ہوئی تھی در پردہ مڑ مڑ کر دیکھتی جاتی تھی۔ بحکم خدا آسمان سے اس پر بھی ایک ایسا پتھر گرا کہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکی اور وہیں اس کی روح پرواز کر گئی: ﴿كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿لَا يَلْفُتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتِكُ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ﴾﴾ (ہود: ۸۱) ”جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی مؤتفکہ کی طرف نہ ملتفت ہو گا سوائے تیری عورت کے اور بے شک اس پر وہی (عذاب) نازل ہو گا جس میں اہل مؤتفکہ گرفتار ہوئے تھے۔“

لوٹ ایک شبانہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے چچا ابراہیم کے پاس سرزمین فلسطین میں پہنچے اور وہیں تازمانہ وفات مقیم رہے۔ آپ کے مزاج میں بے انتہا سادگی تھی، حلیم تھے، گندی رنگ موزوں قد تھا، آنکھیں چمکدار بڑی بڑی تھیں بدن پر گوشت نہ بہت زیادہ اور نہ بہت کم تھا۔ (مترجم)



ناحور برادر ابراہیم کی اولاد : ناحور بن آزر برادر ابراہیم جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابراہیم کے ساتھ بابل سے ہجرت کر کے حران آئے اور حران سے ارض مقدسہ (بیت المقدس) آگئے اور وہیں مقیم رہے ان کے ساتھ ان کی بیوی مکا ہمشیرہ سارہ زوجہ ابراہیم بھی تھیں۔ حسب تصریح تورات بطن ملکا سے ان کے آٹھ لڑکے تھے۔ عوص، بوس، قومیل (یہ ابوالارمن ہے) کاس (اس کی نسل سے کسدانین ہیں جن میں سے نخت نصر اور ملوک بابل تھے) حد و بلد اس بلدا ف ثبویل اور بطن اودما سے جو ناحور کی حرم تھی چار لڑکے طالح، کاحم، تاحش، مانعی ہیں۔ یہ سب ناحور برادر ابراہیم کے لڑکے ہیں جن کا ذکر تورات میں بھی آ گیا ہے لیکن اس میں سے اب صرف ارمن قومیل بن ناحور برادر ابراہیم بن آزر کی اولاد ممالک آرمینیہ جانب مشرق قسطنطینیہ مذہب نصرانیت پر موجود ہے اور باقی کا زمانہ درہم برہم ہو گیا اور دولت و حکومت بھی جاتی رہی۔ ((واللہ وارث الارض و من علیہا و هو خیر الوارثین)) ”اور اللہ زمین کا اور ان چیزوں کا وارث ہے جو زمین پر ہیں اور وہی خیر الوارثین ہے۔“

یہاں تک تو عرب کے طبقہ اولیٰ اور ان کے معاصرین کے حالات ہم نے تحریر کئے تھے۔ اب ہم عرب کے طبقہ ثانیہ یعنی عرب مستعربہ کے انساب و احوال کی طرف آتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ الکفیل بالاعانتہ۔









## باب: ۸

### عرب مستعربہ و ملوک تابعہ

عرب مستعربہ کی وجہ تسمیہ: عرب کے اس طبقہ کو اس نام سے اس وجہ سے موسوم کرتے ہیں کہ تمام الفاظ اور لغات عربیہ ان میں عرب کے طبقہ اولیٰ سے منقول ہو کر آئے ہیں۔ گویا یہ اب ترقی کی اس راہ پر پہنچ گئے تھے جس منزل پر آباؤ اجداد ان کے نہ تھے اور چونکہ عرب کا طبقہ اولیٰ ان کی بہ نسبت بہت پہلے سے گزرا تھا اس لحاظ سے عربی زبانی ان کی اصلی زبان مانی گئی تم کو یاد رکھنا چاہئے کہ عرب کا یہ گروہ دو قسم پر منقسم ہے ایک گروہ یمینیہ دوسرا سبائیہ۔ بنی اسرائیل کے علماء نسب عرب کے اس طبقہ کو سبائیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کوش بن کنعان کی اولاد سے تھا لیکن عرب کے اہل انساب اس کی مخالفت کرتے ہیں اور صحیح وہ ہے جو عام عرب کے اہل انساب بیان کر رہے ہیں کہ عرب کے اس طبقہ کا مورث اعلیٰ قحطان ہے اور سبائیہ بن یعر ب بن قحطان کا لڑکا ہے۔

قحطان کے متعلق مختلف آراء: قحطان کے نسب میں علماء نے بہت اختلاف کیا ہے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ عابر بن شالح بن ارفخشند بن سام کا لڑکا اور فایق و یقطن کا بھائی تھا لیکن توریت میں اس کا کچھ تذکرہ نہیں ہے ہاں فایق اور یقطن کا ذکر آ گیا ہے اور بعض یہ ظاہر کرتے ہیں کہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور عرب عجمی الفاظ کو تقدیم و تاخیر اور تبدیل کر کے معرب کر لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قحطان یمن بن قیزار کا لڑکا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قحطان جناب اسماعیل کی اولاد سے ہے اور ان سب روایتوں میں صحیح یہ ہے کہ قحطان یمن بن قیزار کا لڑکا ہے اور بخیاں بعض ہمسع بن یمن بن قیزار کا لڑکا ہے اور اسی کے نام سے یمن کا نام یمن ہوا۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ یعر ب بن قحطان کو یمن بھی کہتے ہیں اور اسی کے نام سے یمن کا ملک بھی موسوم ہوا۔ اس اعتبار سے کہ قحطان اولاد اسماعیل سے ہے۔ تمام اہل عرب بنی اسماعیل ہوئے کیونکہ عدنان اور قحطان عرب کی تمام نسلی شاخوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔

بعض وہ علماء جو قحطان کو اسماعیل کی اولاد سے شمار کرتے ہیں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں جناب رسول اکرم نبی معظم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو پیش کرتے ہیں جو آپ نے رماۃ انصار کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ((رموا یا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیا)) ”اے بنی اسماعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا“ اور انصار سب کی اولاد سے ہیں جو قحطان کا لڑکا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا تھا کہ جو چند لوگ اسلم (قبیلہ افضی برادر خزاعہ بن حارثہ) سے ایمان لائے تھے۔ اس بنا پر کہ ان کا سلسلہ نسب سبائیک منتہی ہوتا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ اس سے اس کی تردید نہیں ہو سکتی کیونکہ تمام عرب اسماعیل کی اولاد سے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارموا یا بنی اسماعیل تا آخر اسلم سے ارشاد کیا تھا جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور خزاعہ سے مقصود وہ ہے جو معد بن الیاس بن

مضر سے تھا اور وہ نہ تو سب سے تھا اور نہ قحطان سے۔ کما ہوا الصحیح فی نسبہم



**بنو قحطان اور عرب عاربہ میں چشمک:** اور لوگوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ چونکہ قحطان کا توریت میں کچھ ذکر نہیں ہے اس بنا پر وہ عابر کی اولاد سے بھی نہیں ہے اس لئے لازماً ثابت ہوا کہ وہ اسمعیل کی اولاد سے ہے لیکن یہ قول ناقابل التفات و ناقابل قبول ہے کیونکہ قحطان یقطن کا معرب ہے اور یہی صحیح ہے اور اس میں ذرا بھر بھی اختلاف نہیں ہے کہ قحطان تمام یعنی قبائل کا جد اعلیٰ ہے بہر کیف بنو قحطان عرب عاربہ کے ہم زمانہ تھے باہم دونوں میں کبھی کبھی چل بھی جایا کرتی تھی گو یہ رتبہ سلطنت سے منزلوں دور تھے اور ہمیشہ بادیہ گرد اور صحرائیں رہتے لیکن نہایت کم مدت میں انہوں نے ایسی ترقی کی کہ ان کے لوگوں کی تعداد بھی بڑھ گئی دولت و حکومت میں بھی با اثر ہو گئے۔

**عرب بن قحطان:** عرب بن قحطان ان کے نامی اور عظیم الشان بادشاہوں میں تھا بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے بادشاہوں کے تحیہ (سلام) کے لئے مخصوص الفاظ مقرر کئے۔ اس کے بعد شجب اس کا لڑکا جسے بخیاں بعض یمن بھی کہتے تھے تخت نشین ہوا اس کے زمانہ حکومت میں باوجود یکہ خانہ جنگیوں میں وقت بہت ضائع ہوا لیکن تب بھی اس کی فتوحات ملکی اور اس کے آبادی بڑھتی گئی اس کے بعد اس کا لڑکا عبد شمس اور بعضے کہتے ہیں عابر بادشاہ ہوا جو سب کے نام سے بھی مشہور ہے اس نے شہر سبا آباد کیا اور بروایت بعض مورخین اس نے اقلیم مصر میں شہر عین شمس آباد کیا اور اپنے لڑکے بابلیوں کو اس کا والی مقرر کیا اس کے بہت سے لڑکے تھے۔ از آنجملہ حمیر اور کہلان زیادہ مشہور ہیں جو یمن کے دو بڑے گروہ کے مورث اعلیٰ اور صاحب عزت اور حکومت و سلطنت کے مالک تھے اور کہلان کی بہ نسبت حمیر زیادہ مشہور ہے اور اس کی اولاد عظیم الشان اور ذی عزت شمار کی جاتی ہے۔ اس قبیلہ سے ملوک تابعہ ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

**حمیر بن سبا:** سبا کے بعد حمیر ملک و تخت مالک ہوا۔ اس کو عزنج بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے سونے کا تاج بنوایا تھا اس نے پچاس برس حکومت کی۔ پہلی کہتا ہے کہ اس کے چھ لڑکے وائل، زید، عامر، عوف، سعد، مالک تھے۔ ابو محمد بن حزم کہتا ہے کہ اس کے آٹھ لڑکے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ ہمسع، مالک، زید، وائل، مشروح، معد، کرب، اوس، مرہ پہلی کہتا ہے کہ حمیر کی تین سو برس کی عمر ہوئی۔

**وائل بن حمیر سلسک بن وائل:** اس کے بعد وائل بن حمیر بادشاہ ہوا اور اس کا بھائی مالک بن حمیر بلاد عمان پر قابض ہو گیا اور دونوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ علامہ ابن سعید کہتا ہے کہ حمیر کے بعد اس کا بھائی کہلان بادشاہ ہوا تھا اس کے بعد وائل بن حمیر اس کے بعد سلسک بن وائل نے یکے بعد دیگرے حکومت کی اور مالک بن حمیر کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قضاء عمان پر قابض ہوا۔ سلسک بن وائل اور قضاء بن مالک میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ نتیجہ یہ ہوا سلسک نے قضاء کو ناکامی کے ساتھ عمان سے نکال دیا۔

**یعضر بن سلسک:** سلسک کے بعد یعضر بن سلسک تخت نشین ہوا اور پھر اس سے مالک بن الحاف بن قضاء سے لڑائی ہوئی اور مدتوں یہ آگ مشتعل رہی۔ اس اثناء میں یعضر اپنے لڑکے نعمان کو جسے کہ معافر بھی کہتے ہیں حالت حمل میں چھوڑ کر مر گیا۔ باران بن عوف بن حمیر جسے ذی یارش بھی کہتے ہیں بحرین کا حاکم تھا اس نے مالک بن الحاف بن قضاء سے مقابلہ کیا۔

**نعمان بن یعضر:** جب نعمان سن شعور کو پہنچا تو اس نے تمام کاروبار سلطنت اپنے قبضے میں کر لیا اور ذی یارش کو قید کر دیا۔ نعمان نے بہت بڑی عمر پائی حکومت بھی اچھی کی انتظام ملکی بھی قابل تعریف تھا اس کے بعد اصحم بن معافر بادشاہ ہوا اسی



کے زمانہ سے بنی حمیر کے حالات دگرگوں ہونے شروع ہو گئے اور تھوڑے ہی دن میں طوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ تا آنکہ رائش اور ابنائے رائش (تباغہ) میں دولت و حکومت نے قیام اختیار کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بنی کہلان اور بنی حمیر میں مختصمت: بیان کیا جاتا ہے کہ بنی کہلان ہمیشہ حمیر نئے ملکی لڑائیاں لڑتے رہے ان میں سے جبار بن غالب بن کہلان اور قحطان کی شاخوں میں سے نجران بن زید بن یعر ب بن قحطان۔ اس کے بعد ہمسع بن حمیر سے ابن زہیر بن الغوث بن ابن بن ہمسع اور عبد شمس بن وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زبیر بن ابن بن ہمسع بن حمیر پھر شداد بن ملطا ط بن عمرو بن ذی ہرم بن صفوان بن عبد شمس۔ اس کے بھائی لقمان اس کے بعد ذوشداد ہداد مدثر ان کے بعد اس کا لڑکا صعب (بیان کیا جاتا ہے کہ یہی ذوالقرنین تھا) اس کے بعد اس کا بھائی حرث بن ذوشداد جس کو رائش بھی کہتے ہیں بادشاہ ہوا۔ یہی بنی حمیر کی طوائف الملوکی کا خاتم اور ملوک تباغہ کا جد اعلیٰ ہے اور بنو ہمسع ابن عبد شمس سے حمیر بن حسان بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس نے بھی بادشاہت کی۔

حسان بن عمر کے متعلق روایت: علامہ ابوالمنذر ہشام بن کلبی کتاب الانساب میں لکھتا ہے اور میں نے اسے پرانے نسخہ سے جو قاضی محدث ابوالقاسم بن عبدالرحمن بن جیش کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا نقل کیا ہے کہ علامہ کلبی ایک شخص سے روایت کرتا ہے جو بنی حمیر کے قبیلہ ذی کلاع سے تھا کہتا ہے کہ قیس یمن میں ایک مقام پر پہنچا جہاں ظاہر ایک عمارت نہایت مختصر بنی ہوئی تھی اور اندرونی حصہ اس کا بہت وسیع تھا اس مکان کے پچھم کے دالان میں ایک تخت رکھا ہوا تھا اس پر ایک مردہ پڑا ہوا تھا اس کے سر پر تاج تھا اور اس میں وہ قیمتی یا قوت سرخ لگا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک گرز تھا اور اس کے سامنے ایک لوج تھی جس پر عبارت ذیل کندہ تھی:

(( بسم اللہ رب حمیر انا حسان بن عمر و القیل مات فی زمان ہید و ماہید و ہلک فیہا اثنا

عشر الف قبیل فکنت اخرهم قبیلا فابتیت ذاشعبین لیجیرنی من الموت فاهلکنی ))

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو حمیر کا رب ہے میں ہوں حسان بن عمرو القیل زمانہ ہید و ماہید میں انتقال

کیا اسی زمانہ میں بارہ ہزار قبیلہ ہلاک ہوئے تھے ان کا پچھلا قبیلہ تھا میں نے ذوشعبین بنوایا تھا تا کہ مجھ کو موت

سے نجات ملے لیکن انجام یہ ہوا کہ اس نے مجھ کو ہلاک کر دیا۔“

ملوک تباغہ: باتفاق علماء نسب یہ بادشاہ عبد شمس بن وائل بن الغوث کی اولاد سے ہیں اور ان کا نسبی سلسلہ حمیر تک اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں ان کا دار الحکومت صنعا و مارب میں تھا ملکہ بلقیس اسی قوم و گروہ کی بادشاہ تھی اس نے دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک دیوار بنوادی تھی جس سے چشموں اور تمام بارش کا پانی سمٹ کر ایک ہی جگہ پر رکا رہتا تھا موقع و محل سے کھڑکیاں رکھی تھیں۔ ضرورت کے مطابق اس سے وقتاً فوقتاً اہل شہر پانی لیتے تھے اور اسی کا نام عرم تھا بعدی کہتا ہے۔

من سبالحاضرین مارب انه

اذ بیتون من دون سیلہ العرما

اور بعضوں نے اس سند کی نسبت حمیر یمن کے مورث و جد اعلیٰ کی طرف کی ہے۔ اعشیٰ کہتا ہے۔

ففی ذلک للموتسی اسوة

marfat.com



رفعام بنناہ لہم حمیر  
اذا جاء من راملہ لم یرم

اور بعضے کہتے ہیں کہ اسے لقمان اکبر ابن عاد نے بنوایا تھا جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے کہ اس نے اسے ایک فرخ مربع بنایا تھا اور میں شاخیں رکھی تھیں اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ اور قرین قیاس اور قرب الی الصواب یہی ہے کہ اس سد کی سبب نے شجب نے بنا ڈالی تھی اور اس نے اس میں بڑی صنائی صرف کی تھی۔ لیکن اس سد کی تکمیل سے قبل وہ خود مر گیا۔ اس کے بعد حمیری بادشاہوں نے اس کو تمام وکمال پہنچایا اور ہم اس قول کی تائید اس وجہ سے کرنا چاہتے ہیں کہ ایسی عظیم الشان یادگاریں اور مستحکم تعمیرات ایک شخص تمام وکمال کو نہیں پہنچا سکتا جیسا کہ ہم نے کتاب الاول (یعنی مقدمہ تاریخ) میں بیان کیا ہے۔

سیلاب کی تباہی: ان دنوں یہ بلاد آباد و سرسبز زمین بلاد میں شمار کئے جاتے تھے اس میں دور و دورے عمارتیں سنگین اور خوش نما بنی ہوئی تھیں اس کو لوگ جنگ سے تعبیر کرتے تھے جس وقت اس قوم نے گمراہی اور بے دینی میں انہماک پیدا کیا اللہ جل شانہ نے گھونس کو ایسی قوت دی کہ اس نے اس سد میں جو پانی روکے ہوئے تھا سوراخ کر دیا جس کی وجہ سے تمام شہر اور باغات غرق ہو گئے اور ان کے وہ باغات جو سرسبز و شادابی میں جنت کے ہم پلہ ہو رہے تھے بنجر اور زمین شور سے بدل دیئے گئے ((کما وصف فی القرآن))<sup>۱</sup> ”جیسا کہ قرآن میں اس کا بیان آ گیا ہے۔“

ملوک تابعہ متواتر اور مختلف زمانوں میں گزرے ہیں جن کا شمار کسی قدر غیر ممکن سا نظر آ رہا ہے کبھی یہ بادشاہ حدود یمین سے نکل کر عراق اور ہند اور سرزمین مغرب کی طرف بڑھ جاتے تھے اور کامیابی اور فتح نصیبی کا سکھ عالم میں چلا دیتے تھے اور کبھی یمین ہی کی سرزمین پر اکتفا کرتے تھے جیسا کہ ان کی مختلف اور پریشان حالتیں اور غیر مرکزی صورت پائی جاتی تھی ویسے ہی ان کے ناموں کی نقل میں بھی غلطیاں ہو گئی ہیں اور متعدد بادشاہوں کے نام متحد ہونے کی وجہ سے زمانہ بھی ادھر کا ادھر ہو گیا ہے لیکن ہم حتی الامکان نہایت غور و فکر سے وہی حالات تحریر کریں گے جن پر عملاً اعتماد ہو سکتا ہے۔ واللہ المستعان

تابعہ کی وجہ تسمیہ: پہلی کہتا ہے کہ تبع کے معنی ہیں الملک امتیع اور صاحب محکم کہتا ہے کہ تابعہ ملوک یمین کو کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک کو تبع کہیں گے کیونکہ ملک یمین ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں: ب ایک بادشاہ مر با تا تو دوسرا جو اس کا

۱ قرآن مجید کے بائیسویں پارہ سورہ سبأ میں اس قوم کا قصہ اس طرح مذکور ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لِسِ بَاطِلٍ مَّسْكِينٍ اِنَّ جِنَّةً عَرُ نَسِيًا وَ سَمَانٍ مَّكَلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوا لَهٗ بَلَدَةً طَيِّبَةً وَ رَبِّ غَفُورٌ فَارْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرْمِ وَ بَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جِنَّةً اَوْسٰى اِىَّ حَمِطًا وَ اَنَّى رَ سٰى ؕ مَنْ سَدَّرَ قَلْبًا ذٰلِكَ جَزٰىنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَ هَلْ نُجْرٰى اِلَّا الْكٰفِرُوْا ۝ (السبأ: ۱۷ تا ۱۵)﴾ ”بے شک قوم سبأ کے لئے ان سے وطن میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ (دائیں اور بائیں) تھے (کہا گیا تھا کہ) اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر یہ ادا کرو شہر عمدہ و پاکیزہ ہے اور رب معاف کرنے والا ہے (اگر سہوا تم سے کوئی لغزش ہوگی) پس انہوں نے نافرمانی کی (یعنی بجائے شکر کفرانِ نعمت پر کمر بستہ ہو گئے) اس وجہ سے ہم نے ان پر عرم (بند) کا پانی چھوڑ دیا اور ان کے دو باغوں کے بدلے دوسرے دو باغ دیئے۔ جن میں بد مزہ پھل اور جھاؤ اور کسی قدر بیریں تھیں ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔“ اگرچہ اس آئے کریمہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ ہم اس بند میں گھونس نے سوراخ کر دیا تھا یا کسی اور ذریعہ سے وہ بند ٹوٹ گیا تھا۔ جو باعث عذاب و قہر الہی ہوا لیکن یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ اس بند کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ شہر خراب اور باغات ویران ہوئے ممکن ہے کہ وہ بند گھونس کے کھودنے سے ٹوٹا ہو جیسا کہ مؤرخین تحریر کر رہے ہیں ہمیں اس امکان عقلی کے تسلیم کر لینے میں جب وہ کلام اللہ کے مخالف نہ ہو کچھ عذر نہ ہونا چاہئے اور نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قوم سبأ سے مراد یہی ملوک تابعہ حمیری کہلاتی ہیں جناب باری نے ان کو ان کے مورث و جد اکبر کی طرف اس آیت میں منسوب کر دیا ہے۔“



قائم مقام ہوتا تھا وہ سیرۃ و عادیۃ اپنے ماسبق کے تابع ہوتے تھے اور تابعہ میں ایک ”ب“ محض ارادۃ نسب کے خیال سے زیادہ کردی ہے، زختری کہتا ہے کہ ملوک یمن کو تابعہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے تابع ہوتے ہیں مسعودی کا بیان یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کو اس وقت تک تبع نہ کہتے تھے جب تک وہ یمن شحر، حضرموت کا بادشاہ نہ ہو جاتا تھا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ تبع کہلائے جانے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنی حشم بن عبد شمس اس کے تابع ہو جائیں اور جس میں ان دونوں صفتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی تو وہ ملک (بادشاہ) کہلاتا تھا نہ کہ تبع۔

حرث رائش: باتفاق مورخین ملوک تابعہ میں سب سے پہلے حرث رائش نے حکومت و سلطنت کی رائش اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے عام طور سے انعام و اکرام کو عام کر رکھا تھا۔ نسابین نے اس کے نسب میں اختلاف کیا ہے باوجودیکہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ یہ (حرث رائش) وائل بن الغوث بن حیران بن قطن بن عریب بن زبیر بن ابن بن ہمسع بن حمیر کی اولاد سے ہے۔

ابرہہ ذوالمنار: حرث رائش نے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ایک سو پچیس برس کی حکومت کی یہ تبع کے نام سے موسوم اور بروایت سہیلی خدا پرست تھا اس کے بعد اس کا لڑکا ابرہہ ذوالمنار ایک سو اسی برس بادشاہت کرتا رہا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ابن ہشام کا یہ قول ہے کہ ابرہہ ذوالمنار صعب بن ذومدثر بن ملطاط کا لڑکا ہے اور ذوالمنار اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے ایک مینار بنوایا تھا جس سے راستہ کا پتہ چلتا تھا۔

افریقش بن ابرہہ: اس کے بعد افریقش بن ابرہہ تخت نشین ہوا اس نے ایک سو ساٹھ برس حکومت کی ابن حزم لکھتا ہے کہ افریقش، قیس بن صیفی کا لڑکا اور حرث رائش کا بھائی ہے اور یہ وہی ہے جو قبائل عرب کو ہمراہ لے کر افریقہ پر حملہ آور ہوا اور اسی کے نام سے افریقہ موسوم ہوا ہے اور بربریوں کو بھی اس نے ارض کنعان سے نکال کر افریقہ پہنچا دیا ہے اور جب کہ یوشع غالب آئے تھے ان کے بادشاہ جریر کو بھی قتل کر ڈالا۔

بربری کی وجہ تسمیہ: مشہور یوں ہے کہ اہل بربریوں نے بربری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ بربر لغت عرب میں بے معنی آوازوں کے مل جانے کو کہتے ہیں۔ افریقش عربی نژاد ہونے کی وجہ سے جس وقت اس نے ملک مغرب کو فتح کیا ان کے کلام کو نہ سمجھ سکا اور بے ساختہ ((ما اکثر بربریہم)) بول اٹھا اسی روز سے اس گروہ کو بربری اور برابرہ کہنے لگے جنگ افریقہ سے واپسی کے وقت قبائل حمیر سے صنہاجہ اور کتامہ کو وہیں چھوڑ کر آیا اور اس وقت تک ان کی اولاد وہاں موجود ہے وہ ہرگز بربریوں سے نہیں ہیں جیسا کہ طبری و جر جانی و مسعودی و ابن کلبی و سہیلی اور تمام نسابین نے کہا ہے۔

عبدالبن ابرہہ: پھر افریقش کے بعد اس کا بھائی عبدالبن ابرہہ تخت نشین ہوا اور پچیس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے زمانہ میں اور کسی قدر ان سے پہلے تھا اس نے بھی ممالک مغرب پر چڑھائی کی تھی۔ کیکاؤس بن کنعان بادشاہ فارس اس کے ملک پر چڑھ آیا تھا دونوں میں خوب لڑائی ہوئی بالآخر کیکاؤس کو ذوالادغار نے گرفتار کر لیا ایک مدت کے بعد اس کے وزیر رستم نے تمام لشکر فارس کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور کئی لڑائیوں کے بعد کیکاؤس کو قید سے چھڑا لایا۔ جیسا کہ ہم آئندہ ملوک فارس کے تذکرہ میں بیان کریں گے طبری کہتا ہے کہ ذوالادغار کا نام عمرو بن ابرہہ ذی المنار بن حرث رائش بن قیس بن صیفی بن سبا اصغر ہے اور بروایت ابن ہشام ذوالادغار کو ملکہ بلقیس نے زہر دے دیا تھا۔



ذوالادغار کے بعد ہد ہد بن شرجیل بن عمرو بن ذوالادغار تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہد ہد کو ذوالصرح بھی کہتے تھے۔ یہ چھ یا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔

**ملکہ بلقیس:** اس کے بعد اس کی لڑکی ملکہ بلقیس تخت پر جانشین ہوئی۔ سات برس تک اس کی حکومت رہی اس کے بعد یمن پر سلیمان غالب آئے۔ طبری تحریر کرتا ہے کہ بلقیس کا نام یلقمہ تھا اور یشرح بن حرث بن قیس کی لڑکی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ جناب سلیمان نے ملکہ بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ جناب موصوف نے اس کو معزول کر دیا تھا اور اس نے سد و بن زرعد بن سبا سے اپنا عقد کیا تھا اس کا تخت نہایت قیمتی اور تیس مربع گز تھا یہ بہت سمجھدار عورت تھی۔

**حضرت سلیمان کا یمن پر تسلط:** اس کے بعد اہل یمن چوبیس برس تک سلیمان اور ان کے لڑکے کے ماتحت رہے اس کے بعد ان میں ناشر بن عمرو ذوالادغار بادشاہ ہوا اس کو ناشر النعم بھی کہتے ہیں۔ ہشام بن کلبی بیان کرتا ہے کہ بلقیس کے بعد ناشر بن عمرو بن یعفر جس کو یاسر النعم بھی کہتے ہیں یمن کا بادشاہ ہوا اہل یمن کا یہ خیال ہے کہ اس نے اہل مغرب پر حملہ کیا تھا اور وادی رمل تک جہاں کہ کوئی نہیں جاسکتا پہنچ گیا تھا پھر آگے ریت کی کثرت کی وجہ سے نہ بڑھ سکا لیکن اس کے بعض ہمراہی وادی رمل عبور کر گئے اور پھر واپس نہ ہو سکے۔ ناشر النعم نے اس وادی کے کنارے ایک بت تانے کا بنوا کر رکھوا دیا تھا اور اس کے سینہ پر چلی خط سے عبارت ذیل کندہ کرادی تھی:

(( هذا الصنم لنا شر النعم الحمیری لیس وراہ مذهب فلا یتکلف احد ذلک فیعطب ))

**سمرقند کی وجہ تسمیہ:** اس کے بعد شمر مرعش (اس کا لڑکا) تخت پر بیٹھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عراق، فارس، خراسان کے اکثر علاقہ کو فتح کیا اور دریائے جیحون سے گزر کر شہر صغد کو ویران کر کے اس کے قریب ایک دوسرا شہر آباد کیا۔ عجمی اس شہر کو ویران کرنے سے شمر کند (شمر نے خراب کیا) کہنے لگے جسے عرب نے معرب کر کے سمرقند کر دیا اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قباد بادشاہ فارس سے لڑا تھا اور اسے قید کر لایا تھا بہر کیف شمر مرعش ایک سو ساٹھ برس تک تخت حکومت پر رہا۔

**شمر مرعش:** سہیلی کی تحریر شہادت دیتی ہے کہ شمر مرعش جس کی طرف سمرقند کا قصہ منسوب کیا جاتا ہے وہ شمر بن مالک تھا اور مالک وہی ہے جس کو املوک بھی کہتے ہیں اور یہ شمر یا شمر النعم کا لڑکا ہے لیکن سہیلی کی یہ غلطی ہے اس وجہ سے کہ مؤرخین نے اس پر اتفاق کر لیا ہے کہ ملوک جناب موسیٰ کے زمانہ میں تھا اور شمر ذوالادغار کی اولاد سے ہیں جو جناب سلیمان کے وقت میں تھا۔ واللہ اعلم

**تبان بن اسعد:** شمر مرعش کے بعد تباہ میں سے تبع القرن جس کا نام زید تھا بادشاہ ہوا سہیلی کہتا ہے کہ شمر مرعش کا لڑکا تھا اور طبری کا یہ بیان ہے کہ عمر ذوالادغار اس کا باپ تھا اس نے تریپن برس تک اور بروایت مسعودی تریسٹھ سال تک حکمرانی کی اس کے بعد اس کا لڑکا کلکیر بادشاہ ہوا یہ بڑا بزدل تھا لڑائی سے جان چراتا تھا نہ تو اس نے کسی ملک پر حملہ کیا اور نہ کسی سے لڑنے پر آمادہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا اور اس کے بعد اس کا لڑکا تبان ابن اسعد ابو کرب تخت نشین ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سب سے پچھلا تبع ہوا اور یہ ملوک تباہ میں اوروں کی بہ نسبت زیادہ مشہور ہے۔

**حیرہ کی وجہ تسمیہ:** یہ یمن سے ملک گیری کے ارادے سے چلا مقام حیرہ میں پہنچ کر راستہ بھول جانے سے اس کا لشکر پریشان ہو گیا۔ اسی مناسبت سے اس مقام کا نام حیرہ رکھا اور چند قبائل ازد، لخم، جذام، عاملہ، قضاہ کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔ ان



لوگوں نے اس مقام پر ڈیرے ڈال دیئے۔ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنا کر قیام کر دیا۔ پھر کچھ لوگ قبائل طبرہ و کلب و سکون و ایاد و حرث بن کعب کے ان میں آ ملے۔

**تبان اسعد کی فتوحات:** پھر تبان اسعد انبار ہوتا ہوا موصل پہنچا اور وہاں سے نکل کر آذربائیجان والوں سے اپنی قوت و مردانگی کی داد لیتا ہوا ترکوں سے معرکہ آراء ہوا اور انہیں شکست دے کر مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر یمن کی طرف واپس ہوا۔ اطراف و جوانب کے بادشاہ اس کی سطوت سے ڈر گئے ملوک ہند نے مصالحت کر لی۔ اس کے بعد تبان اسعد نے اپنے ایک لڑکے حسان کو صغد کی طرف اور دوسرے لڑکے یعفر کو روم کی طرف اور اپنے برادر زادہ شمر ذی الجناح کو فارس کی جانب فوجیں دے کر روانہ کیا۔ شمر نے کیتبادشاہ فارس سے جنگ کر کے اسے شکست دی اور سمرقند پر قبضہ کر کے چین کی طرف بڑھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی حسان اس کی جانب پہنچ گیا تھا۔ دونوں نے مل کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور بے شمار مال غنیمت لے کر اپنے باپ کے پاس واپس آئے پھر تبان اسعد نے اپنے لڑکے یعفر کو قسطنطنینہ کی طرف روانہ کیا بادشاہ قسطنطنینہ نے خراج دے کر صلح کر لی اس کے بعد یعفر نے روم پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اثناء محاصرہ میں اس لشکر میں طاعون پھوٹ پڑا۔ رومیوں نے موقع پا کر حملے شروع کر دیئے جب یعفر کی فوج کا اکثر حصہ برباد ہو گیا اس وقت وہ مجبور ہو کر باقی ماندہ فوج لے کر یمن کی طرف لوٹا۔

**تبان اسعد کے یہودی ہونے کا واقعہ:** ابن اسحاق کہتا ہے کہ ملوک تبعہ میں سے جو تبح مشرق کی طرف بڑھا تھا وہ تبان اسعد ابو کرب بن ملکی کرب بن زید الاقرن بن عمرو ذوالاذنار تھا اور تبان اسعد کا نام حسان بن تبع تھا اور اسی نے بخمال بعض علماء تاریخ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی کیا اور کعبہ میں دروازہ لگایا۔ چابی مقرر کی۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ پھر یہ یہودی ہو گیا اور اس کی یہودیت کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ جس وقت تبان اسعد یمن سے نکل کر حد و مشرق کی طرف بڑھ رہا تھا تو یثرب سے ہو کر گذرا اور اس پر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ اہل یثرب نے آپس میں مشورہ کر کے اس کے لڑکے کو قتل کر ڈالا ان دنوں بنی نجار کا ایک مشہور شخص عمرو بن طلحہ نامی ان کا رئیس و سردار تھا۔ تبان اسعد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بہت برہم ہوا اور اسی وقت لڑائی اور آگے بڑھنا موقوف کر کے یثرب کی طرف متوجہ ہوا وہ دو دن کا راستہ ایک روز میں طے کرتا ہوا یثرب کے قریب پہنچ کر یثرب کا محاصرہ کر لیا۔ تمام ابناء قبیلہ نے ایک جا ہو کر مقابلہ کیا اثناء جنگ میں یہودی بنو قریظہ کے دو عالم تبجر تبان اسعد کے پاس آئے اور اس سے کہا تو اپنے اس فعل سے باز آ تو اپنے اس خیال کے پورا کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اور نہ یثرب کسی صورت سے خراب و ویران ہو سکتا ہے کیونکہ یہ نبی آخر الزمان کا جو قریش میں پیدا ہوگا۔ مہاجر (جائے ہجرت) ہے اور یہیں آ کر وہ قیام پذیر ہوں گے تبان اسعد ان کی باتوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے لڑائی موقوف کر دی اور دین یہودیت قبول کر لیا اور انہیں ہمراہ لئے ہوئے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

**تبان اسعد کی مکہ میں آمد:** جس وقت مکہ کے قریب پہنچا غالباً ایک منزل باقی رہتی تھی کہ بنی ہذیل کے چند آدمی اس کے پاس آئے اور اس کو کعبہ کے مال و جواہرات اور خزان کی طمع میں بتلا کر ناچاہا۔ لیکن ان دونوں عالموں نے اس کو اس فعل سے روک دیا اور اس پر یہ امر ظاہر کیا کہ بنی ہذیل تیرے قتل کی فکر میں ہیں تبان اسعد نے یہ سنتے ہی انہیں قتل کر ڈالا اور خود ان



دونوں عالموں کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوا ان علماء نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کو طواف کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ تان اسعد نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اس پر غلاف چڑھایا اور بنی جرہم کو اس کا متولی مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ حائضہ اور نفساء (حیض اور نفاس والی عورتیں) اس کے قریب نہ آنے پائیں خانہ کعبہ کا دروازہ بھی اس نے قائم کیا اور کنجی مقرر کی۔

**تان اسعد کی مراجعت یمن:** اس کے بعد یمن کی طرف روانہ ہوا یمن میں اس کی تمام قوم بت پرست تھی اور وہ اس کی یہودیت سے مطلع ہو کر فیصلہ کرنے پر آمادہ ہوئی چنانچہ اس زمانہ کے دستور کے مطابق آگ مشتعل کی گئی بنی حمیر اپنے بتوں کو لئے ہوئے اور یہود کے وہ دونوں عالم تو ریت کو گلے میں حماکل کئے ہوئے آگ میں داخل ہوئے حمیریوں کو آگ نے جلادیا اور یہ دونوں عالم جن کی نورانی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا صحیح و سالم نکل آئے اس واقعہ سے بنی حمیر بھی یہودی ہو گئے اور یہودیت نہایت کم دنوں میں ایسی پھیل گئی کہ گویا یہی ان کا اصل مذہب تھا۔

**تان اسعد کے اشعار:** علامہ مسعودی اس تبع کے حالات میں تحریر کرتا ہے کہ سعد ابو کرب نے فتوحات ملکی میں ناموری پیدا کی تھی اس نے اکثر ممالک عجم پر بزور تیغ قبضہ کر لیا تھا۔ سرزمین عراق میں قباد سے لڑا اور اس کو شکست دی یہ قباد قباد بن فیروز نہیں ہے۔ بلکہ ملوک الطوائف سے تھا اس کے بعد ابو کرب عراق و شام و حجاز پر قابض ہو گیا۔ اسی مضمون کا خود تبع ابو کرب کہہ رہا ہے:

اذ حسینا جیدنا من دمء  
ثم سرنا بہامیرا بعدا  
واستجنا بالخیل خیل قباد  
وابن اقلید جاءنا مصفورا  
وکسوننا البیت الذی حرم اللہ  
سلامنا ضل او برودا  
واقمننا من الشهر عشر  
وجعلنا البابہ اقلیدا

”جب ہم نے خون اعداء اپنے گھوڑوں کو پلادیا پھر گئے ہم ان پر دو دراز تک اور مباح کر دیا ہم نے اپنے سواروں کو قباد کے سواروں کا خون اور ابن اقلید ہمارے پاس آیا بندھا ہوا اور پہنایا ہم نے اس مکان کو جس کی اللہ نے عزت کی ہے ڈھکی ہوئی تہ پر تہ چادریں اور ٹھہرے ہم وہاں دس مہینہ تک اور اس کے دروازہ کی کنجی ہم نے بنادی۔“

**تان اسعد کا قتل:** اس سے اور کندہ سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر حجر بن عمرو بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندہ (قبیلہ کہلان کا بادشاہ) فتح یاب ہوا اور ابو کرب یمن لوٹ آیا بنی حمیر نے یہ سمجھ کر یہ بزدلی سے بھاگ آیا ہے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کا زمانہ حکومت تین سو برس تک رہا۔

**ربیعہ بن نصر کا خواب:** بروایت ابن اسحاق ابو کرب کے بعد ربیعہ بن نصر بن حرث بن نمارہ بن لخم برادر جدام یمن کا بادشاہ ہوا۔ طبری بروایت ابن اسحاق با مناد بعض اہل علم تحریر کرتا ہے کہ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر کے لئے دو کاہنوں کو بنی ایاد و غسان سے بلوایا جو اس زمانہ میں فن کہانت و نجوم میں عدیم النظیر تھے ان میں سے ایک کا نام شق



ابوصعب شکر بن وہب بن امول بن یزید بن قیس بن عبقر بن ایاد اور دوسرے کا نام مطیح ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن ماذن بن ذیب بن عدی بن ماذن بن غسان تھا ان کاہنوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ ربیعہ اور قحطان کے ستر برس بعد حبشہ یمن کے بادشاہ ہو جائیں گے اس کے بعد ابن ذی یزن عدن سے خروج کرے گا اور انہیں یمن سے نکال باہر کرے گا اور خود یمن کا بادشاہ ہو جائے گا۔ ربیعہ کے دل میں یہ باتیں ایسی جاگزیں ہوئیں کہ اس نے فوراً اپنے اہل و عیال کو عراق کی طرف روانہ کر دیا اور ساہور بن خرواز شاہ فارس کو سفارشی خط لکھ دیا اس نے اس کی اولاد کو مقام حیرہ میں ٹھہرایا اسی کے خاندان سے نعمان نامی بادشاہ حیرہ ہوا تھا جس کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

**حسان بن تبتان کا قتل:** نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر بن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ربیعہ بن نصر کے بعد مملکت یمن کا مالک حسان بن تبتان اسعد ابو کرب ہو اور ملوک تابعہ کی طرح جہانگیری کے خیال سے اہل یمن کو لے کر نکلا۔ لیکن بنی حمیر اور یمن کے قبائل نے اس کی ہمراہی کو ناپسند کیا اور واپسی پر تل گئے اس کے بھائی عمرو نامی سے کہا کہ ”تو اپنے بھائی کو قتل کر ہم تجھے بادشاہ بنائیں گے“ عمرو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ ذورعین نے بنی حمیر کی اس رائے سے اختلاف کیا اور عمرو کو بھی اس کام سے روکا لیکن اس کے دماغ میں بادشاہی کی بوسمائی ہوئی تھی اس نے اس کے کہنے کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ تب ذورعین نے یہ دو شعر ایک کاغذ پر لکھ کر بطور امانت اس کے پاس رکھ دیئے۔

الامنی یستری سہرا انبوم  
سعید بن یبیت قویر عین  
فامام حمیر غدرت و خاننت  
فمعدرة الاله لذی رعین

”وہ کون شخص ہے جو بیداری کو خواب کے بدلے فروخت کرتا ہے نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھیں سوئے“  
چونکہ حمیر نے غداری کی اور خیانت کی پس ذورعین کا اللہ حافظ ہوئے۔“

**عمرو بن تبتان:** جس وقت عمرو اپنے بھائی کو قتل کر کے حمیر کے ساتھ یمن کی طرف واپس آیا تو بیداری نے اس کی نیند کو بالکل اڑا دیا۔ اطباء اور کاہنین سے بے خوابی کی شکایت کی ان سب سے باتفاق یہ کہا ”جو شخص اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اس پر بے خوابی مسلط کی جاتی ہے“۔ عمرو یہ سن کر بہت برہم ہوا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا ہے اس کو عمرو قتل کر ڈالتا تھا ایک روز اس کا ذہن میں ذورعین کا خیال گذر فوراً طلب کر لیا لیکن ذورعین کو اس کے ان دو شعروں نے بچا لیا۔ جن کا ذکر اوپر ہو چکا اور عمرو کو موثبان بھی کہتے تھے طبری اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے اس کو موثبان بھی کہتے ہیں اور ابن قتیبہ لکھتا ہے کہ جنگ کی کمی اور اکثر نرم بچھونے پر پڑے رہنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا بہر حال اس نے اپنی حکومت کے تریسٹھ برس بعد انتقال کیا۔

**یمن پر عبد کلال کا قبضہ:** جر جانی اور طبری لکھتے ہیں کہ اس کے بعد ملوک حمیر کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا حسان تبع کے لڑکے چھوٹے چھوٹے تھے۔ جن میں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اور جو بڑا لڑکا تھا وہ پاگل ہو گیا تھا اسی وجہ سے ملک تابعہ پر عبد کلال غالب ہو کر چورانوے سال تک حکومت کرتا رہا۔ یہ دین عیسوی کا پابند تھا پھر ابن حسان باہوش و حواس ہوا اور تابعہ



کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی بروایت جرجانی اس نے بہتر برس حکمرانی کی۔ یہی تبع اصغر ذوالمغازی و آثار ہے۔  
مدثر بن عبد کلال: اس کے بعد مدثر بن عبد کلال اسکا مادری بھائی تخت نشین ہوا یہ اکتالیس سال تک بادشاہت کرتا رہا۔  
اسکے بعد ولیعہد بن مدثر سینتیس برس تک ابرہہ بن الصیاح بن لہیعہ بن شیبہ بن مدثر اور قلیف بن یعلق بن معدیکر بن عبد اللہ بن  
عمر و بن ذی الصبح الحمرث بن مالک برادر ذورعین اور کعب پدر سب اصغر کیے بعد دیگرے حسب ترتیب حکمران رہے۔

لختیہ کا قتل: جرجانی لکھتا ہے کہ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ ابرہہ بن الصباح صرف تہامہ کا حکمران تھا۔ اس کے بعد عمرو  
بن تبع بن کلکیرب ستاون برس تک حکومت پر رہا۔ اس کے بعد لختیہ بادشاہ ہوا یہ خاندان شاہی سے نہ تھا اس کے جبر و ظلم کی  
کوئی حد نہ تھی اس نے حمیر کے نیک اور اچھے اچھے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ خاندان سلطنت کو نیست و نابود کر ڈالا۔ ستائیس برس  
تک اسی حالت و کیفیت سے حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ذونواس زرعہ تبع بن تبان اسعد ابو کرب لختیہ پر ٹوٹ پڑا اور اس کو  
قتل کر کے آپ شاہ یمن ہو گیا ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ جس وقت حسان قتل کیا گیا یہ بچہ تھا۔ جب یہ جوان ہوا تو اس نے  
لختیہ کو خلوت میں جبکہ وہ ایک فعل شنیع کا مرتکب ہو رہا تھا قتل کر ڈالا اور بنی حمیر و قبائل یمن کو اس حال سے آگاہ کیا ان  
لوگوں نے متفق ہو کر اسے یمن کے تخت حکومت پر بٹھا دیا۔ اس کی تخت نشینی سے تباہی کی حکومت گویا از سر نو قائم ہو گئی یہ  
یوسف سے مشہور تھا۔ بروایت ابن اسحاق اڑسٹھ سال تک یہ حکومت پر متمکن رہا۔ ذونواس کے اور اس کے بعد کے یہ واقعات  
ہیں۔

زرعہ تبع بن تبان: باتفاق مؤرخین ذونواس تبان اسعد کا لڑکا اور اس کا نام زرعہ ہے جب یہ اپنے آبائی ممالک پر قابض  
ہوا تو یوسف کے نام سے پکارا جانے لگے یہ یہودی تھا اس نے اکثر قبائل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا اور ہمیشہ یہودیت پھیلانے  
کی کوشش کرتا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یار عرب میں نصرانیت کا بھی زور تھا۔

اہل نجران کا قبول عیسائیت: اہل نجران تمام نصرانی المذہب تھے نصرانی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے  
کہ میمون نامی ایک شخص جو اصحاب حواریین عیسیٰ کا پیرو تھا ایک دوسرے آدمی کے ساتھ جس کا نام صالح تھا شام سے  
یہودیوں کے خوف سے نکل کھڑا ہوا۔ اثناء راہ میں راہ گیروں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور نجران لا کر فروخت کر ڈالا اہل  
نجران ان دونوں ایک درخت کی پرستش کرتے تھے۔ عیدوں میں اسے کپڑے پہناتے اور اس کے سامنے کھانے رکھتے تھے۔  
یہ دونوں غریب جس وقت نجران پہنچے اور اپنے مذہب کے موافق عبادت کرنے لگے اہل نجران نے جدید طرز عبادت دیکھ کر  
خست متعجب ہوئے اور اپنے رئیس عبد اللہ بن الثامر سے بیان کیا اس نے انہیں طلب کر کے ان کا مذہب دریافت کیا۔ میمون  
نے کہا میرا مذہب عیسائی ہے جس میں شرک کی ممانعت ہے تم لوگ درخت کی پرستش کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا  
ہے عبد اللہ نے کہا اگر ہمارا یہ مذہب باطل ہو جائے اور اس درخت کی پرستش شرک ہے اور تمہارا مذہب سچا ہے تو تم دعا کرو کہ  
یہ درخت خشک ہو جائے ہم تمہارا دین بے تامل قبول کر لیں گے۔ میمون نے دعا کی مشیت ایزدی سے وہ خشک ہو گیا اہل نجران  
اپنے رئیس عبد اللہ کے ساتھ یہ واقعہ دیکھ کر فوراً عیسائی ہو گئے۔

ذونواس کا نجران پر حملہ: ابن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ میمون نجران کے ایک گاؤں میں آ کر



ٹھہرا تھا اور اسی طرح سے اہل نجران کے لڑکے ایک ساحر کے پاس سحر سیکھنے جاتے تھے ان لڑکوں میں عبداللہ بن الثامر بھی تھا یہ اکثر میمون کے پاس بیٹھ جاتا تھا اور اس کی باتیں غور سے سنتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے دل میں اس کی باتیں اثر پذیر ہو گئیں اور یہ عیسائی ہو گیا۔ شاہ نجران یہ واقعہ دیکھ کر اس کے قتل کی فکر میں ہوا لیکن وہ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہا چند دن بعد یہ مر گیا اور عبداللہ نجران کا حکمران ہوا تو تمام اہل نجران عیسائی ہو گئے اور یہی مذہب ان میں پھیل گیا۔ اہل نجران ایک مدت تک عیسائیت پر قائم رہے لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں طرح طرح کی بدعتیں پیدا ہو گئیں۔ ذونو اس نے انہیں یہودیت کی طرف بلایا ان لوگوں نے اس سے انکار کیا تب ذونو اس اہل یمن کو لے کر ان پر چڑھ گیا۔ بروایت ابن اسحاق بیس ہزار سے کچھ زائد آدمیوں کو قتل کر کے جلاڈالا صرف ایک شخص سبایج گیا جسے دوس ٹعلبان کہتے تھے یہ اپنے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر ریگستان طے کرتا ہوا نکل گیا اور ذونو اس کے سپاہی بجزوری تعاقب نہ کر سکے۔



## باب : ۹

### ملوک حبشہ

ذونواس کی نجران پر فوج کشی: ہشام ابن محمد کلبی ذونواس اور اہل نجران کی لڑائی کا یہ سبب ظاہر کرتا ہے کہ ”نجران میں ایک یہودی رہتا تھا اس کے دولڑکے تھے اہل نجران مذہبی اختلاف کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتے تھے ایک روز اس سے اور ایک عیسائی سے جو اس کے پڑوس میں تھا تکرار ہوئی چونکہ عیسائیوں کو اس سے کچھ خلش پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ یہ ایک نیا حیلہ پیدا ہو جانے سے اس کے دونوں لڑکوں کو مار ڈالا۔ غریب و مظلوم یہودی گرتا پڑتا یمن ذونواس کے پاس پہنچا اور اپنا ماجرا بیان کیا۔ ذونواس یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور اسی وقت نجران پر فوج کشی کر دی۔ اہل نجران ایک تو اس کی نسبت کمزور تھے اور دوسرے غافل بھی تھے۔ اس وجہ سے ان میں سے سوائے دوس ڈو ثعلبان کے اور کوئی جانبر نہ ہوا۔ دوس ثعلبان نجران سے نکل کر قیصر روم کے دربار میں پہنچا اور ذونواس کے مظالم اور زیادتیاں بیان کیں اور انجیل کے اوراق جلے پھٹے ہوئے دکھلائے قیصر روم کو اس کا یہ فعل بہت ناگوار گذرا اس نے اسی وقت نجاشی والی حبشہ کو اس کی اعانت کے لئے لکھا اور امداد کی سفارش کی۔

نجاشی کا یمن پر حملہ: چنانچہ نجاشی ستر ہزار حبشیوں کو ہمراہ لے کر یمن کی طرف بڑھا۔ بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ دوس ڈو ثعلبان پہلے نجاشی کے پاس گیا تھا اور نجاشی نے جنگی جہازوں کی کمی وجہ سے قیصر کے پاس جلی پھٹی ہوئی انجیل بھیج دی۔ جب قیصر روم نے کشتیاں بھیجیں تو نجاشی نے لشکر حبشہ کو ارباط کی ماتحتی میں یمن کی طرف یمنیوں کے قتل و غارت اور قید کی قسم لے کر روانہ کیا۔ ارباط کے ہمراہ اس مہم میں ابرہہ الاشرم بھی تھا جو حبشیوں کا ایک نامی جنرل تھا۔ ارباط اور ابرہہ کے جنگی جہاز نہایت کم مدت میں ساحل یمن پر لنگر زن ہوئے چونکہ ذونواس کو اس سے آگاہی نہ تھی اور وہ غافل بیٹھا ہوا تھا۔ اس وجہ سے حبشیوں کو دریا سے خشکی پر اترنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی قدر دقت ضرور اٹھانی پڑتی۔

ذونواس کا خاتمہ: الغرض جس وقت ذونواس کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی۔ کف افسوس ملنے لگا لیکن پھر اس نے نہایت تیزی سے جس قدر یمن کے قبائل نے اس کا ساتھ دینا پسند کیا انہیں ہمراہ لے کر لشکر حبشہ کا مقابلہ کیا۔ میدان جنگ میں زیادہ سے زیادہ دوپہر تک یمنیوں کو ہمراہ لئے ہوئے لڑنا رہا۔ دوپہر کے وقت جب لڑائی کا رنگ بدلتا نظر آیا اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ چند لمحوں کے بعد میں ضرور گرفتار ہو جاؤں گا اس وقت اس نے خواری کی گرفتاری سے موت کو کہیں افضل سمجھ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ موج کے تھیمڑوں نے نہایت عجلت سے بنی حمیر کے اس آخری بادشاہ کو قعر دریا میں پہنچا دیا۔



ارباط مظفر و منصور یمن میں داخل ہوا اور یمنیوں کو جہاں تک ممکن ہو ذلیل و خوار اور گرفتار و قتل کر کے نجاشی کو لڑائی کے آخری نتیجہ سے مطلع کیا اور یمن کے کچھ تحائف بھیجے اور خود یمن ہی میں مقیم رہا۔

ابرہہ کا یمن پر قبضہ: ہشام بن محمد کلبی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ”نجاشی کے پاس جس وقت قیصر نے کشتیاں بھیج دیں اس وقت اس نے ابرہہ کو امیر لشکر کر کے یمن کی طرف بھیجا۔ جس وقت ابرہہ صنعاء میں پہنچا ذونو اس منہ چھپا کر بھاگا اور دریا میں ڈوب کر جان دے دی۔ ابرہہ بلا مقابلہ یمن پر قابض ہو گیا۔ لیکن اس نے خلاف عہد نجاشی کو تحائف نہ بھیجے اس وجہ سے نجاشی نے دوبارہ ارباط کو ایک بڑے اور قوی لشکر کا افسر بنا کر ابرہہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس وقت ارباط ساحل یمن پر پہنچا ابرہہ نے ارباط سے سازش کی کوشش کی لیکن جب اس میں اس کو ناکامی ہوتی نظر آئی تو چاروں چار مقابلہ پر آیا اور دھوکے سے اس نے ارباط کو مار ڈالا۔ نجاشی اس واقعہ سے بہت برہم ہوا اور اس نے اس کے قتل کی قسم کھالی۔ لیکن ابرہہ نے اپنی چالاکیوں سے اسے راضی کر لیا۔

ارباط کا قتل: اور فاضل ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ یمن میں سب سے پہلے ارباط آیا تھا اور ابرہہ اس کی ماتحتی میں تھا۔ فتح یمن کے بعد ابرہہ اور ارباط میں کچھ تکرار ہو گئی دونوں میں سخت لڑائی ہوئی بالآخر ارباط مارا گیا۔ نجاشی کو ابرہہ کا یہ فعل ناگوار گذرا لیکن ابرہہ نے اس کو راضی کر لیا اور یمن حاکم بنا رہا۔ واللہ اعلم

بنی حمیر پر ظلم و تشدد: ابرہہ نے یمن پر مسلط ہونے کے بعد حمیریوں کو ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا۔ ان کے رؤسا اور امراء کی تحقیر کرنے لگا۔ ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کہلان کو اس کے شوہر ابی مرہ بن ذی یزن سے ناجائز دباؤ ڈال کر اپنی زوجیت میں لے لیا۔ بطن ریحانہ سے ابو مرہ کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد ابرہہ کے ایک لڑکا مسروق اور ایک لڑکی بسا سہ نامی پیدا ہوئی۔

بنی حمیر کی تذلیل و اہانت: ابرہہ اور اس کا غلام عدوہ جو اکثر اطراف یمن کا حاکم تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے بد افعالیوں میں بڑھ چڑھ کر تھے دنیا کا کوئی ناجائز فعل ان کے ہاتھوں نہیں بچا۔ بنی حمیر جس قدر اس سے پہلے معزز تھے۔ اس سے بدرجہا زیادہ اس زمانہ میں ذلیل و خوار ہو رہے تھے ان کی عورتوں کو اپنے لئے مباح کر رکھا تھا اور مردوں سے غلامی کا کام لیتا تھا۔ بنی حمیر یا خعم کے ایک شخص نے اسے موقع پا کر قتل کر ڈالا ابرہہ نے اس کا خون مباح کر دیا۔

واقعہ اصحابِ فیل: کچھ عرصہ بعد ابرہہ نے اس لشکر یہ میں کہ یمن کی حکومت اُسے مستقل طور پر حاصل ہو گئی تھی۔ صنعاء میں ایک کلیسا بنوایا جس میں قیمتی پتھروں کی بیچ کاری کرائی اور شیشہ و آلات سے بھی خوب سجایا۔ نجاشی اور قیصر روم کو اس کی اطلاع دی اور یہ تحریر کیا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ عرب کو حج کعبہ سے روکوں اور اس کے طواف کی طرف مائل کروں۔ چنانچہ اسی خیال سے اطراف عرب میں آدمیوں کو روانہ کر دیا۔ جس وقت یہ داعی (بلانے والے) بنی کنانہ کے شہر (مکہ) میں عرفہ بن عیاض نے اسے ایک ایسا تیر مارا کہ اس نے دوبارہ دم تک نہیں لیا۔ اس کا دوسرا ہمراہی بحال پریشان گرتا پڑتا ابرہہ کے پاس پہنچا تمام ماجرا بیان کیا۔ ابرہہ کو یہ ناگوار گزرا اور اس قدر برافروختہ ہوا کہ اسی وقت ایک لشکر جرار اور کثیر فوج لے کر ہاتھیوں کے ساتھ مکہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ کعبہ کو منہدم کر دے اور بنی کنانہ (قریش) کو قتل کر ڈالے۔

ابرہہ کی حجاز پر فوج کشی: جس وقت ابرہہ سرزمین یمن سے نکل کر حجاز پہنچا۔ ذونفر حمیری دو ہزار عرب ہمراہ لے کر اس



کے مقابلہ پر آیا اگرچہ ذونفر حمیری فی نفسہ توانائی اور قوت میں سو دوسو سے کم نہ تھا لیکن ایک طرف محدودے چند آدمی اور دوسری طرف بڑی دل بھلا دونوں میں مساوات کیسی ہو سکتی۔ آخر الامر ذونفر حمیری کو شکست ہوئی ابرہہ نے اسے گرفتار کر لیا اور راہبری کے لئے اپنے ہمراہ رکھا۔ ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ طائف میں داخل ہونے پر مسعود بن معتب ثقفی بنی ثقیف کو لے کر ابرہہ کے پاس آیا اور اس کی اطاعت قبول کر لیا۔ بنی ثقیف نے ابورغال نامی ایک شخص کو راہبری کی غرض سے اس کے ہمراہ کر دیا۔ اس نے ابرہہ کو طائف اور مکہ کے درمیان مغمس میں ٹھہرایا۔ جو مکہ سے ایک منزل کی مسافت پر ہے پھر ابورغال کا اسی مقام پر انتقال ہو گیا بعد میں عرب نے اس کی قبر کو سنگسار کیا جریر کہتا ہے۔

اذا مات الفرزوق فارجموه

کما ترمون قبر ابي رغال

**ابرہہ کا پیغام:** اس کے بعد ابرہہ نے سواروں کا ایک دستہ اسود بن مقصود حبشی کی ماتحتی میں مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اس غرض سے کہ بار برداری کے لئے اونٹ اور کچھ آدمی اسباب وغیرہ اٹھانے اور لادنے کی غرض سے گرفتار کر لائیں چنانچہ اسود بن مقصود اطراف مکہ میں گیا اور اہل مکہ کے کچھ مویشی اونٹ جس میں دو سواونٹ عبدالمطلب (جدی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے تھے پکڑ لایا۔ عبدالمطلب ان دنوں قریش کے سردار اور مکہ کے بااثر آدمیوں میں تھے ان کا ارادہ لڑائی کا ہوا۔ لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ اسکے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تو خاموش ہو رہے۔ ابرہہ نے دوسرے دن خیاط حمیری کو مکہ کی طرف روانہ کیا تا کہ اہل مکہ کو اسکے ارادہ سے آگاہ کرے اور اگر اہل مکہ کعبہ کے گرانے سے کچھ چون و چرا کریں تو لڑائی پر آمادہ ہو جائیں۔

**عبدالمطلب کا ابرہہ سے مطالبہ:** عبدالمطلب نے یہ پیغام سن کر جواب دیا ((واللہ ما نرید حربہ و ہذا بیت اللہ فانہ یمنعہ فہو بیتہ و ان تخلی عند فمانحن من دافع)) اور چند روز سا قریش کو ہمراہ لے کر ابرہہ کے پاس گئے۔ ذونفر حمیری سے ملاقات کی جسے ابرہہ نے قید کر رکھا تھا۔ ذونفر نے فیل بان کے ذریعہ سے ابرہہ کو عبدالمطلب کے آنے کی اطلاع کرادی۔ ابرہہ نے ان کا بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ تخت سے اتر کر فرش پر ان کے ساتھ بیٹھا اثناء کلام میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی۔ ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجانہ کی یہ تو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا۔“ عبدالمطلب نے جواب دیا ((انا رب الابل و للیت رب سیمنعہ)) ”میں اونٹوں کا مالک ہوں اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ غالباً روکے گا۔“ ابرہہ نے یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموشی اختیار کی اس کے بعد بلا تامل عبدالمطلب کو ان کے اونٹ واپس کر دیئے۔

**عبدالمطلب کی پیشکش:** علامہ طبری تحریر کرتا ہے کہ اکثر مورخین کا یہ خیال ہے کہ عبدالمطلب کے ساتھ عمرو بن لعا بہ بن عدی بن رمل سردار کنانہ اور خویلد ابن واثلہ سردار بنی ہذیل گئے تھے اور ابرہہ سے یہ درخواست کی تھی کہ ”تہامہ کی ثلث آمدنی خراج میں دی جائے گی۔ بشرطیکہ کعبہ منہدم نہ کیا جائے۔“ لیکن جب ابرہہ نے اس سے انکار کیا تو عبدالمطلب اپنے

۱۔ خدا کی قسم ہے ہم اس سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے۔ یہ اللہ کا گھر ہے پس اگر وہ (خدا) اس کو روکے تو یہ اس کا گھر ہے اور اگر وہ اس سے کچھ تعرض



ہمراہیوں کے ساتھ واپس آئے اور قریش اور تمام اہل مکہ کو ہدایت کی کہ مکہ کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جائیں اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اس وقت ان کے پاس قریش کے چند منتخب آدمی موجود تھے اور سب کے سب گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے تھے اور عبدالمطلب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

لاھم ان العبد یمنع  
 حلالہ فامنع حلالک  
 لا یغفلن صلیہم  
 ومحالہم ابدامحالک  
 والصر علی الصلیب  
 وعابدیہ الیوم الک

”اے خدا بے شک بندہ اس کو روکتا ہے جو اس کے محل میں آتا ہے پس تو ہی منع کر اس کو جو تیرے مکان پر آئے۔ ہرگز ان کی صلیب اور ان کا غصہ کبھی تیرے غصہ پر غالب نہ آئے گا اور مدد کر اہل صلیب اور اس کے پرستش کرنے والوں پر آج اپنے اہل کو۔“

ابابیلوں کی آمد: اس کے بعد عبدالمطلب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے اور ابرہہ کعبہ کے گرانے کی غرض سے مکہ کی طرف بڑھا۔ اللہ جل شانہ نے ان پر چڑیوں کا ایک جھنڈ دریا کی جانب سے بھیجا جو اس ناہنجار لشکر پر سنگ باری کرنے لگا۔ جس پر وہ پتھر پڑتا تھا وہ اسی مقام پر رہ جاتا تھا اور مقام حجر میں ان کے اجسام پر چیچک کے دانے سے بھی نکل آئے جس سے اکثر ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ کے بدن پر چند دانے نکل آئے جس کی وجہ سے اس کے تمام اعضا کٹ کٹ کر یکے بعد دیگرے گر گئے۔ لشکریوں کو جب یہ حال ہوا تو ہاتھیوں کو آگے کیا جو ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا وہ آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے جاتا تھا آخر الامر ہاتھیوں کے اجسام پر بھی چیچک کی طرح دانے نکل آئے اور وہ سب مر گئے۔ تب اللہ جل شانہ نے ایک سیل بھیجا جو ان سب کو دریا میں بہا لے گیا۔

یمن کی حبشی حکومت کا خاتمہ: ہلا کی ابرہہ کے بعد اس کا لڑکا یکسوم تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بھی بنی حمیر اور قبائل یمن کی ذلت میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں کو جبراً گھر میں ڈال لیا۔ ان کے لڑکوں کو غلامی میں رکھ لیا۔ یکسوم کے مرنے پر اس کا بھائی مسروق تخت نشین ہوا اس نے یکسوم سے بڑھ کر زیادتیاں شروع کر دیں اور اپنے پیشروں سے ظلم و ستم میں بدرجہا بڑھتا نظر آیا تو سیف بن ذی یزن نے خروج کیا اور کسریٰ (شاہ فارس) کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر لے کر یمن آیا اور مسروق کو قتل کر کے حبشیوں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس وقت تک حبشیوں میں سے یمن میں بہتر برس میں چار آدمیوں نے حکومت کی۔ پہلا رباط دوسرا ابرہہ تیسرا یکسوم بن ابرہہ تھا اور چوتھا مسروق بن ابرہہ۔

(مترجم) ہم اس سے پہلے کہ سیف بن ذی یزن کے نسب پر گفتگو کریں یا کسریٰ فارس کے پاس اس کے جانے کی تفصیلی کیفیت تحریر کریں مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر طبرستان کے قصہ کو چھیڑ کر اس پر وہ کوٹھا دیں جس نے ایک زمانہ کو غلطاں



و پچپاں کر رکھا ہے ہمارا اصلی مقصود یہ ہے کہ دل چسپی کے ساتھ واقعات کی تحقیق بھی ہوتی جائے ہم عام مترجموں اور مورخوں کی طرح بے پرکی اڑانا نہیں چاہتے آئیے ذرا غامض نظروں سے طیر ابابیل کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

متقدمین مورخین اور علماء تفسیر نے اس واقعہ میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں کیا اور وہ متفق الکلمہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے اصحاب فیل پر چڑیوں کا ایک جھنڈ بھیجا تھا جنہوں نے ان پر سنگ باری کی تھی۔ صاحب جامع البیان فی تفسیر القرآن اس قصہ کو سورہ فیل کی تفسیر میں یوں تحریر کرتا ہے:

(( فلما وصلوا قرب مكة تهبوا واللدخل ارسل الله طيرا من البحر امثال الخطا طيف مع كل في منقاره ورجليه ثلثة احجار اصغر من حمصة فرمتهم ))

”پس جب کہ لشکر ابرہہ مکہ کے قریب پہنچا اور مکہ میں داخل ہونے کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے دریا کی جانب سے چگاڑوں کی طرح چڑیاں بھیجیں ہر ایک کے ساتھ ان کی چونچ اور دونوں پاؤں میں تین تین نگریزے تھے جو چنے سے چھوٹے تھے وہ ان پر نگریزوں کو پھینک (مار) رہی تھیں۔“

اور تفسیر تیسیر الرحمن وتیسیر المنان میں اس طرح مذکور ہے:

(( و ارسل عليهم طيرا ) یعنی طیرا كثيرة متفرقة يتبع بعضها خرجت من شاطئ البحر سوداء او خضراء او صفراء في منقار كل طير حجر و في رجليه حجران (ابابیل) ای جماعات متفرقة في الطرق او هربوا متفرقين فجعل لهم اضعف ارسلاحه وترميهم بحجارة) اکبر من العدسة و اصغر من الحمصة ))

”اور بھیجیں اصحاب فیل پر بہت سی چڑیاں متفرق جو ایک دوسرے کے پیچھے تھیں اور نکلی تھیں دریا کی جانب سے سیاہ رنگ کی یا زرد رنگ یا سبز رنگ کی تھیں۔ گر چڑیا کے منقار میں ایک نگریزہ اور دونوں پاؤں میں دو نگریزے تھے (ابابیل) یعنی متفرق جماعت تھیں راہوں پر جب کہ وہ متفرق ہو کر بھاگتے تھے پس وہ ان کو اضعف الاسلحة کر دیتی تھیں (ترمیم بحجارة) مارتی تھیں وہ ان کو سنگ ریزوں سے جو سوراخ سے بڑے اور چنوں سے چھوٹے تھے۔“

ان دو تفسیروں کے علاوہ اور تفاسیر بیضاوی و مدارک و تفسیر کبیر وغیرہ بھی بہ بلند آواز کہہ رہی ہیں کہ سورہ فیل میں ”حجّارہ“ کے معنی نگریزہ اور ”طیر“ کے معنی چڑیا کے ہیں اور اصحاب فیل پر فی الواقع چڑیوں نے سنگ باری کی تھی ”طیر“ کے معنی بلا اور ”حجّارہ“ کے معنی بیماری نہیں ہیں جیسا کہ آج کل بعض وہ لوگ جن کے دماغ میں مغربیت کی بدبودار ہوا سمار ہی ہے قائل ہو رہے ہیں یہ عجیب بات ہے کہ محال عقل اور عادی کے ظہور پذیر ہونے کے وہ قائل ہی نہیں ہوتے اسی بنا پر بعض معجزات سے انکار اور بعض کی تاویل کرتے ہیں حالانکہ محال عادی یا عقلی کے ظہور پذیر ہونے کا کسی حالت میں نہ قائل ہونا قدرت باری سے انکار کرنا ہے۔ قطع نظر اس سے معجزہ نام ہی اس کا ہے کہ جس کے کرنے سے عام بشر عاجز ہوں اور اس کو خدا کا ایک بندہ (نبی یا رسول) کر دکھلائے۔

اگر عام فیل میں ہمارے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی اور نبی موجود ہوتا تو ہم بے تکلف تحریر کر دیتے کہ یہ اس کا معجزہ تھا لیکن اس امر کے مفقود ہونے سے ہم یہ تحریر کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ ارباصات (علامات) نبوت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا جسے جناب باری نے سورہ فیل میں ذکر فرمایا ہے تاکہ منکرین رسالت کو عبرت ہو کہ خانہ



خدا کی ہتک حرمت سے ابرہہ پر یہ قہر الہی نازل ہوا تھا اور اگر اس کے دین اور نبی کی ہتک حرمت کی جائے گی تو جو عذاب نازل نہ ہو وہ کم ہے اسی کی برکت سے خدائے علیم نے یہ غیبی مدد بھیجی تھی اس واقعہ کا اعتراف نہ کرنے والوں کے لئے اب بھی کوئی انکار کا مقام باقی ہے؟

ہمارے اس دعویٰ کی شہادت صاحب تفسیر خازن ان الفاظ سے دے رہا ہے اور ہمارے خیال کی پوری پوری تائید کرتا ہے وہ تحریر کرتا ہے:

(( و فی قصة اصحاب الفیل و لالة عظيمة علی قدرة الله تعالیٰ و علمه و حکمه اذ يستحيل عند العقل ان طیراً نانی من قبل البحر تحمل حجارة ترمی بهانا سا مخصوصین و فیها لالة عظيمة علی شرف محمد و ذلك ان الله تعالیٰ فعل ذلك لنصرة من ارتضاه و هو محمد الداعی الی توحیده و اهلاک من سخط علیه و لیس ذلك لنصرة قریش فانهم كانوا کفاراً لا کتاب لهم و الحبشة لهم کتاب فلا یحفی علی عاقل ان المراد بذلك نصر محمد فکانه تعالیٰ قال انا الذی فعلت ما فعلته باصحاب الفیل تعظیماً لک و تشریفاً لقدرتک و ان قد نصرتک قبل قد و مک فکیف توکک بعد ظهورک ))

اور اصحاب فیل کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و علم و حکمت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عقلاً محال ہے کہ دریا کی جانب سے چڑیاں آئیں جو سنگ ریزے لئے ہوئے ہوں اور وہ مخصوص آدمیوں کو ماریں اور یہ بہت بڑی دلیل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے محض ان کی مدد کے لئے کیا جن کو اس نے برگزیدہ کر لیا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اس کی توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اس کی ہلاکت کی بھی یہی حجت ہے جس پر اللہ ناراض ہوا ہے اور اس میں قریش کی مدد نہ تھی کیونکہ وہ اس وقت کفار تھے ان کے پاس کتاب نہ تھی اور حبشہ اہل کتاب تھے پس ہر ذی شعور پر یہ امر مخفی نہ رہے گا کہ مقصود اس سے نصرت جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھی پس گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ہی کیا جو کچھ کیا اصحاب فیل کے ساتھ تیری تعظیم اور تیری تشریف آوری کی غرض سے اور جب کہ میں نے تیرے آنے سے پہلے تیری مدد کی ہے تو اب کیسے تیرے ظہور کے بعد تجھ کو چھوڑ دوں گا یعنی مدد نہ کروں گا۔

واقعی اس واقعہ سے یہ چند امور ظہور میں آئے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت و عظمت پر وال ہیں اول ہاتھیوں کا مکہ کی جانب رخ نہ کرنا اور جب وہ دوسرے ممالک کی طرف پھیر دیئے جاتے تھے تو بے تکان دوڑتے تھے اور مکہ کی طرف بجائے چلنے کے بیٹھ جاتے تھے دوسرے پرندوں کا دریا کی طرف سے آنا جو ظاہراً پرندوں کی سکونت کی جگہ نہیں ہے اور پھر اس واقعہ کے بعد وہ پرندے نہ دکھائی دیئے تیسرے یہ کہ ان سنگ ریزوں کا مقام معلوم نہیں ہے چوتھے ان سنگ ریزوں میں یہ تاثیر قوی تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ جانبر نہ ہوتا تھا۔

مؤرخین اس واقعہ کو تحریر کرتے ہوئے وہ امر تحریر کرتے ہیں ایک یہ کہ پہلے لشکر ابرہہ پر پرندوں کا ایک جھنڈ آیا تھا جو ان پر سنگ باری کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ ان کے اجسام پر چچک کے دانے نکل آئے تھے اور اس پھیلی صورت کا آج کل کے نئی روشنی کے مقلد مغربی تعلیم کے پابند بھی اعتراف کرتے ہیں اور یہ امر ان کی بے بصیرتی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ابرہہ کے لشکر پر سنگ باری مقام مغمس میں ہوئی تھی اور چچک کے دانے مقام حجر میں نکلے تھے یہ دونوں واقعے دو مختلف مقام پر واقع ہوئے تھے نہ کہ ایک مقام پر۔



البتہ تفسیر کشف کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ ان سنگریزوں کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بدن پر وہ پڑتے تھے اس کے بدن پر چچک کے دانے پیدا ہو جاتے تھے اور وہی ہلاکت کا باعث ہوتے تھے چنانچہ اس روایت کی شہادت میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے۔ ((عن عکرمۃ من اصابته جدر تہ)) ”عکرمہ سے مروی ہے کہ جس پر وہ سنگریزے پڑتے تھے وہ مجدد یعنی چچک والا ہو جاتا تھا لیکن اس شہادت سے بھی نئی روشنی والوں کا کام نہ چلا کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حبشیوں کے بدن پر خود بخود چچک کے دانے نکل آئے تھے بلکہ اس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ ان سنگریزوں کی یہ تاثیر تھی کہ جس پر وہ پڑتے تھے وہ چچک زدہ ہو جاتا تھا گویا کہ یہ انکار کے رنگ میں ایک اقرار ہے۔

اس کے علاوہ علماء تفسیر و تواریخ نے واقعہ قبل میں اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ اصحاب قبل پر چڑیوں کے ذریعہ سے سنگ باری کی گئی ہے۔ شعراء جاہلیت بھی اپنے اپنے قصائد میں اس کا ذکر کر رہے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے اگر مضمون کی طوالت کا خیال ہم کو مجبور نہ کرتا تو ہم ضرور تمام شعراء کے کلام فرد افراد اس موقع پر شہادۃ پیش کرتے اس وجہ سے کہ یہی عرب کی تاریخ کا اصل مآخذ ہے تاہم بغرض اثبات مدعا اور دشمن کی زبان بندی کے لئے صرف عبدالمطلب (جد رسول) کے چند اشعار ذیل میں تحریر کرتے ہیں جو اس واقعہ میں موجود تھے:

صـرمت و مالک لا نصرم

وراسک من کبراشیم فمما

فمما لک من خلة ضرعم

فدع عنک و ذکر لیل الوصال

فلانک من ذکرہ احلم

وعند القوافی ذات الصواب

بجیش اتاک بک الاثرم

ارادوا بک و حص بیت الاله

لیترک بنیانہ یهدم

فردوہم اللہ عن ہدمہ

واعیام الفیل لا یقدم

بطیر ابابیل ترمیہم

کان منا قیرھا عندم

”میں منقطع تعلق ہو گیا اور تجھ کو کیا ہو گیا کہ تو منقطع نہیں ہو اور سر تیرا پیری سے ابلق ہو گیا ہے اور ظاہر ہو گا تجھ پر بڑھاپا جوانی کے بعد پس تو عشق و دوستی سے کیا گمان رکھتا ہے، وصل کی راتوں کا ذکر ترک کر دے، کیونکہ تو اس کے ذکر سے دانا ہے اور ان اشعار کو پڑھ جو کہ سچے ہوں اور جس میں اس لشکر کا ذکر ہو جس کو اشرم (ابرہہ) نے لے کر آیا تھا اس کے ذریعہ سے خانہ خدا کو گرانا چاہا تھا۔ تاکہ ویران و خراب پڑا رہ جائے۔ پس اللہ



نے ان کو گرانے سے روک دیا اور ان کے ہاتھوں کو ایسا تھکا دیا کہ آگے نہ بڑھ سکے، چڑیوں کی ایک جماعت سے جوان کو مار رہی تھی، گویا کہ ان کی چونچ دم الاخوین ہے۔“

ہمیں یہ بھی بخوبی یاد ہے کہ ابوطالب نے بھی اپنے اس قصیدہ میں اس کا ذکر کیا ہے جسے انہوں نے بازار عکاز میں پڑھا تھا جس وقت کفار مکہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا باہم عہد و پیمانہ کر لیا تھا جس طرح آج کل بعض لوگوں نے اپنی غلط فہمی سے اس واقعہ کا صریح انکار کر دیا ہے اسی طرح عوام الناس یہ سمجھ رہے ہیں کہ جن پرندوں نے اصحاب فیل پر سنگباری کی تھی وہ یہی ”ابابیل“ ہیں حالانکہ آریہ کریمہ میں ابابیل کے معنی گروہ کے ہیں نہ کہ مخصوص پرندے کے۔

سیف بن ذی یزن یمن کا رہنے والا تھا اسی سرزمین پر اس کے آباؤ اجداد حکومت کرتے تھے۔ یہ عافر بن اسلم بن زید بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن زید کا لڑکا تھا۔ افسوس ایک وہ زمانہ تھا کہ ملوک حمیری کا جن کی نسل سے سیف بن یزن ہے۔ لوگ رعب سے نام تک نہ لے سکتے تھے اور ایک یہ زمانہ آ گیا تھا کہ ان کی پچھلی نسلیں تخت حکومت پر بیٹھنے کے عوض خاکِ مذلت پر آسن مارے بیٹھی تھیں۔ عجیب کمپرسی کی حالت ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاد ہے۔ ”انیس ہے تو ذلت و رسوائی ہے مونس ہے تو بے کسی و بینوائی ہے۔“ ابرہہ اور اس کے لشکر کے ہاتھوں یہ خاندان سلطنت برباد ہو گیا کوئی نام بھی لینے والا باقی نہیں رہا۔ ہاں سیف بن ذی یزن معلوم نہیں کس وجہ سے اسی سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا ہے باوجودیکہ تباہ و خراب حال ہو گیا ہے لیکن اپنے آباؤ اجداد کے گرے پڑے کھنڈروں کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا اس کی آباؤ اجداد اور خاندانی جاہ و جلال کے دیکھنے والے جو دو چار باقی رہ گئے وہ اس کو عبرت اور افسوس کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس کی بے کسی اور کمپرسی دیکھ کر ان کا دل بھرا آتا ہے۔ لیکن حبشیوں کے خوف سے کوئی اس کی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ (مترجم)

**سیف ابن ذی یزن کی کسریٰ سے امداد طلبی:** اگر سیف بن ذی یزن اسی مسکن و مذلت میں رہنا پسند کرتا تو وہ بھی یمن چھوڑ کر کہیں نہ جاتا لیکن غضب یہ ہوا کہ ابرہہ نے اس کی بی بی ریحانہ کو جبراً گھر میں ڈال لیا۔ اسی وجہ سے سیف ابن ذی یزن یمن سے نکل کر اولاً قیصر روم کے پاس گیا اور یہ ماجرے بیان کر کے مدد طلب کی۔ جب اس نے اتحاد مذہبی کی وجہ سے مدد دینے سے انکار کیا تو کسریٰ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے نعمان بن منذر والی حیرہ کے پاس گیا اور اس سے اپنی سرگزشت بیان کی۔ نعمان بن منذر نہایت رحم دل خدا ترس تھا اس نے فوراً اپنی دامانِ رحمت سے اس کے آنسو پونچھے اور اپنے ساتھ کسریٰ کے دربار میں لے گیا اور حبشیوں کے ظلم کی شکایت اور سیف بن ذی یزن کی ذلت و رسوائی کا حال عرض کر کے امداد کا خواست گار ہوا۔ کسریٰ نے کہا ”یمن ہمارے ملک سے بہت دور دراز راستہ پر ہے اس کے علاوہ عرب کی سرزمین میں بکریوں اور اونٹوں کے سوا اور کیا ہے ہمیں اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا، ہمیں یمن کی تسخیر کی ضرورت نہیں۔“ کسریٰ نے یہ کہہ کر سیف بن ذی یزن کو ایک خلعت اور ایک اشرفیوں کا توڑا دیا۔

**کسریٰ کی یمن پر فوج کشی:** سیف بن ذی یزن نے دربار سے نکل کر اشرفیوں کے توڑے کو پھینک دیا لوگوں نے اسے لوٹ لیا۔ کسریٰ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو دوسرے روز سیف بن ذی یزن کو بلا کر اعتراضاً اس کا سبب دریافت کیا اس نے کمال ادب سے عرض کیا ”مجھے ان اشرفیوں کی ضرورت نہیں ہے میرے ملک میں سونے اور چاندی کے پہاڑ ہیں۔ میں اس غرض سے نہیں آیا تھا بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ مجھے آپ حبشیوں کے ظلم سے بچالیں گے۔“ کسریٰ نے یہ سن کر تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی اس کے بعد اعیان دولت سے مشورہ کیا۔ سب نے باتفاق یہ مشورہ دیا کہ جو قیدی قید خانہ میں واجب القتل



ہیں وہ اس مہم پر روانہ کئے جائیں اگر وہ مارے گئے تو شاہی حکم یہی تھا اور اگر وہ کامیاب ہو گئے تو بے محنت و مشقت ایک ملک ممالک محروسہ میں شامل ہو جائے گا۔ کسریٰ نے اس رائے کو پسند کیا اور وہ ہرز ویلیمی کو (جو ایک شریف النسب امیر کبیر تھا) آٹھ سو قیدیوں اور چار سو سپاہیوں کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا۔

**کسریٰ کی فوج کشی کی دوسری روایت:** مسعودی اور ہشام بن محمد وہیلی کا یہ خیال ہے کہ سیف بن ذی یزن نے کسریٰ سے امداد کی درخواست کی تھی اور کسریٰ نے وعدہ کیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے وعدہ کو وفا کرتا قیصر روم کی لڑائی میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ سیف بن ذی یزن امداد کے انتظار میں آنکھیں کھولے ہوئے اس جہان سے راہی ملک عدم ہو گیا جب معدی کرب نے ہاتھ پاؤں نکالے اور جوان ہوا تو اس کی ماں ریحانہ نے ایک روز تمام حالات بتلائے اس وقت معدی کرب اپنی ماں سے رخصت ہو کر فارس روانہ ہوا اور دربار کسریٰ میں حاضر ہو کر اس امداد کا خواستگار ہوا جس کا وعدہ اس کے باپ سے کیا گیا تھا۔ کسریٰ نے اس کو اشرافیاں دیں اس نے باہر نکل کر پھینک دیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

**وہرز ویلیمی اور مسروق بن ابرہہ کی جنگ:** الغرض وہرز ویلیمی سیف بن ذی یزن کے ساتھ جنگی جہازوں کا بیڑہ ہمراہ لئے ہوئے ساحل پر پہنچا اور مسروق کی بربادی کے دن قریب آگئے تھے وہ آنے والے دن سے بے خبر قوت و ملک کے نشہ میں پڑا ہوا تھا۔ وہرز ویلیمی نے سیف سے کہا ”تمہاری کیا رائے ہے؟“ سیف نے جواب دیا یہ تلوار ہے اور میں ہوں نہ اس کا قبضہ میرے ہاتھ سے چھوٹے گا اور نہ میں تمہارا ساتھ چھوڑوں گا لڑائی کے میدان میں جو سب سے پہلے لڑنے کے لئے جائے گا وہ میں ہوں گا میری قوم والے بھی تمہارا ساتھ دیں گے۔ وہرز ویلیمی نے کہا ”الصحت“ اس کے بعد ایرانی فوجیں دوسرے روز خشکی پر اتریں اور مرتب ہو کر آگے بڑھیں۔ مسروق بن ابرہہ ایک لاکھ حبشیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی شروع ہو گئی۔ مسروق نے ہر چند کوشش کی کہ لشکر مخالف کو منتشر کر کے ساحل تک راستہ صاف کر لے لیکن فارس کے تیر اندازوں کے تیر سے اسے کوئی چیز بچانہ سکتی تھی۔ اس کا لشکر جب ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ایرانی تیر اندازوں کے حملوں سے دس دس قدم پیچھے ہٹ جاتا تھا۔

**مسروق بن ابرہہ کا قتل:** اثناء جنگ میں وہرز ویلیمی نے سیف سے مسروق کو دریافت کیا۔ سیف نے مسروق کو اشارہ سے بتلایا اس وقت ہاتھی پر سوار تھا۔ اس کے بعد مسروق ہاتھی سے اتر کر ایک نچر پر سوار ہوا۔ وہرز ویلیمی اس کی اس لغو حرکت پر بہت ہنسا اور تباہی لگا کر کہا اٹھا ((و کب بنت الحمار ذل و ذل ملکہ)) ”سوار ہوا مسروق بنت الحمار پر یہ ذلیل ہوا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہوا۔“ پھر وہرز ویلیمی نے ترکش سے تیر نکال کر کمان سے جوڑ کر ایسا نشانہ مارا کہ مسروق کا خود توڑ کر دماغ سے ہوتا ہوا نکل گیا۔ مسروق زخم کھا کر زمین پر گرا اور لشکر جشہ بھاگ نکلا۔ چاروں طرف سے کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ حبشیوں کو بھاگتے ہوئے جگہ نہ ملتی تھی دس دس پندرہ حبشیوں کو ایک یمنی فارسی سپاہی گرفتار کر لیتا تھا اور بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالتا تھا۔ ایک ہفتہ کے اندر یمن کی سرزمین حبشیوں سے ایسی پاک و صاف ہو گئی گویا ان کا کبھی وہاں وجود بھی نہ تھا۔

وہرز ویلیمی نے کسریٰ کو اس فتح یابی کی اطلاع دی اور حسب حکم۔ سیف کو یمن کے تخت حکومت پر بٹھلایا اور اپنا



ایک نائب یمن میں چھوڑ کر کسریٰ کی طرف واپس گیا۔

سیف بن ذی یزن کو اکابرین کا خراج تحسین: سیف بن ذی یزن اس خداداد کامیابی کے بعد یمن پر مستقل حکومت کرنے لگا اور مقررہ سالانہ خراج کسریٰ کو بھیجتا رہا۔ عرب کے نامی گرامی شعراء نے اسے مبارک بادی کے قصائد لکھے۔ امراء و عظماء قریش اس سے ملنے کو آئے اور اس غیبی امداد پر اسے مبارکباد دی۔ ان میں قریش کے نامی سردار عبدالمطلب (جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی تھے سیف بن ذی یزن نے ان کی سب سے زیادہ تعظیم کی اور اپنے برابر بٹھلایا اور کمال عزت سے انہیں رخصت کیا۔

باذان کی امارت یمن: طبری لکھتا ہے کہ وہ زہر کے مرنے کے بعد کسریٰ نے یمن پر اس کے لڑکے مرزبان کو گورنر بنایا پھر جب مرزبان مر گیا تو اس کے پوتے خسر خسروین تيجان بن مرزبان کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد کسی وجہ سے اس پر شاہی عتاب ہوا اور یہ قید کر کے دربار شاہی میں بھیج دیا گیا اور اس کی جگہ باذان یمن کی گورنری پر متعین ہوا اور یہی تازمانہ بعثت یمن کا گورنر رہا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور باذان مسلمان ہو گیا اور یمن میں اسلام کا شیوع ہوا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ هذا آخر الخبر

چونکہ ہم عرب کے طبقہ اولیٰ و ثانیہ کے حالات و اخبار کی تحریر سے فراغت حاصل کر چکے ہیں لہذا ہم شرط کتاب کے مطابق ان کے ان معاصرین کے حالات تحریر کریں گے جن کا تعلق ملوکِ عجم سے ہے۔ تاکہ تمام عالم کے حالات تحریر میں آجائیں اور اہل عرب ہر طرح سے اور لوگوں سے ممتاز ہو جائیں وہ لوگ عرب کے طبقہ اولیٰ و ثانیہ کے ہم عصر تھے۔ وہ بنو سریان، اہل بابل پھر جرمقہ، اہل موصل پھر بنو اسرائیل فارس اور یونان اور روم تھے۔ ہم ان میں ہر ایک کا تذکرہ اختصاراً پیش کریں گے۔



## باب : ۱۰

### ملوکِ بابل، موصل و نینوی

کنعان بن کوش بن حام: اس سے پہلے یہ امر ظاہر کر دیا گیا ہے کہ نوح کے بعد کنعان بن کوش بن حام تخت حکمرانی پر رونق افروز ہوا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا نمرود بادشاہ ہوا اور یہ صابیہ مذہب کا مقلد تھا اور بنی سام خالص موحد تھے اور اس توحید کے پابند تھے جو ان سے پہلے کلدانیوں میں رائج تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ کلدانیوں کے معنی ”موحدین“ کے ہیں۔ توریث میں نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے اور کنعان بن کوش کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

واقعہ ببلہ: ابن سعید کہتا ہے کہ عابر بن شالخ بن ارخسند حملہ کر کے اطراف بلاد پر قابض ہو گیا اور کوٹا سے جزیرہ و موصل کی طرف چلا آیا اور یہیں اس نے ایک شہر مجدل نامی آباد کیا اور مرتے دم تک یہیں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا فانع اس کا وارث و قائم مقام ہوا اور نمرود اور اس کی قوم پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ببلہ آیا۔ ببلہ ایک مشہور واقعہ ہے اس کا ذکر توریث میں بھی آیا ہے لیکن ہم اس کے معنی نہیں سمجھ سکتے اور یہ کہنا کہ تمام بنی آدم کی ایک زبان تھی وہ سب کے سب شب کو سوائے اور صبح کو جب اٹھے تو ان کی زبانیں مختلف ہو گئیں۔ بالکل خلاف قیاس اور عادتاً بعید ہے مگر یہ کہ اسے ہم خوارق انبیاء میں سے شمار کریں تو اس وقت یہ معجزہ میں داخل ہو جائے گا حالانکہ اس کی روایت کسی نے نہیں کی ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسے خرق عادت اور اختلاف السنہ (زبانوں) کو تقدیر الہی کا ایک نمونہ اور اس کی کبریائی کا کرشمہ تصور کر لیں اور اس کے علاوہ ببلہ کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔

موصل بن جرموق کا بابل پر قبضہ: ابن سعید کا بیان ہے کہ سوریان بن نبیط نے فانع کو بابل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ لیکن اس نے عہد توڑ دیا اور اس سے لڑا اور جب فانع مر گیا اور اس کا لڑکا ملکان حکمران ہوا تو سوریان نے جزیرہ لے لیا اور بنی عابر (ملکان) کو جزیرہ سے نکال باہر کر کے جزیرہ کی حکومت اپنے ہم شیر زادہ موصل بن جرموق کو دے دی۔ ملکان اپنے اہل و عیال کے ساتھ پہاڑ پر چلا گیا اور وہیں اس نے سکونت اختیار کر لی۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ خضر اسی کی نسل سے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد موصل اپنے ماموں سوریان بن نبیط سے باغی ہو کر بابل کا مستقل حاکم بن بیٹھا اسی کے زمانہ سے ایک حکومت جرمیقہ کے نام سے قائم ہو گئی اور ملوک جرمیقہ ملوک نبیط سے علیحدہ ہو گئے۔

نینوی کی تعمیر: موصل کے بعد اس کا لڑکا راتق تخت حکومت پر بیٹھا یہ بنی نبیط سے اکثر لڑتا رہا۔ اس کے بعد اثور بن راتق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اس کے بعد نینوی ابن اثور بادشاہ ہوا۔ اس نے موصل کے مقابلہ میں اپنے نام کا ایک



شہر آباد کیا۔ پھر اس کی اولاد سے سنجاریف بن اثور بن نینوی بن اثور حکمران ہوا۔ اس نے شہر سنجا آباد کیا اور بنی اسرائیل سے لڑا۔ اسے یہود نے بیت المقدس میں سولی پر چڑھا دیا۔

زان بن ساطرون: بیہتی روایت کرتا ہے کہ سنجاریف کے قتل کے بعد اس کا بھائی ساطرون جزیرہ کا بادشاہ ہوا اس نے سنجا کے میدان میں نہر تر تار کے کنارے شہر حضر آباد کیا۔ اس کے بعد ازاں بن ساطرون تخت حکومت پر بیٹھا یہ صابیہ مذہب رکھتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یونس بن متی اسی کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

زان بن ساطرون کا قتل: یوسف بن متی جرمقہ میں سے بنیامین بن اسرائیل کی سبط سے ہیں۔ زان بن ساطرون آپ پر ایمان لایا۔ اس کے بعد جب بخت نصر نے بابل پر حملہ کیا تو اسے پھر دین صابیہ کی دعوت دی اور جزیرہ اور بابل کی حکومت پر اسے برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ زان نے بخت نصر کی یہ دعوت قبول کر لی اور جزیرہ پر قابض رہا۔ جب ارتاق سپہ سالار فارس نے جزیرہ پر چڑھائی کی اور اس نے کامیابی کے بعد دین مجوسی قبول کر لینے کی شرط پر جزیرہ بابل پر قابض رہنے دینے کا اقرار کیا اور بہمن شاہ فارس کو لکھ بھیجا۔ بہمن نے ارتاق کو لکھا کہ یہ شخص غیر قابل اعتبار ہے اور یہ دینوں کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔ اس وجہ سے اسے زندہ رکھنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ ارتاق نے بہمن کا یہ حکم پاتے ہی زان کو قتل کر ڈالا۔ تیرہ سو برس کے بعد جزیرہ جرمقہ کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور ملوک فارس اس پر قابض ہو گئے۔

سنجاریف: اسرائیلیں کا خیال یہ ہے کہ سنجاریف ملوک نینوی سے ہے اور وہ سب موصل بن اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں اس سے پہلے موصل میں انہی میں سے فول تلفات بلناس وغیرہ بادشاہت کر چکے ہیں۔ انہیں لوگوں نے اسباط عشرہ کے مشہور شہر شورن (جس کو سامرہ کہتے ہیں) لے لیا تھا اور اسباط کو شور روم (سامرہ) سے نکال کر اطراف اصفہان و خراسان کی طرف جلا وطن کر دیا اور اہل کومہ (کوفہ) کو شورون میں آباد کیا۔ اللہ جل شانہ نے اس قدر درندے پیدا کر دیئے کہ جس طرف نظر کی جاتی تھی دس پانچ آدمی زخمی اور مردہ دکھائی دیتے تھے۔ لوگوں نے سنجاریف سے اس کی شکایت کی اور اس سے یہ دریافت کیا کہ شورون کس ستارے کے حصے میں ہے تاکہ صابیہ کے طریقے سے اس ستارہ کی روحانیت اتاری جائے۔

سنجاریف کی بیت المقدس پر فوج کشی: سنجاریف نے اس کے بجائے دو یہودی کاہنوں کو بھیج دیا انہوں نے اہل شورون کو دین یہودیت کی تعلیم دی اور سنجاریف نے شورون پر قابض ہونے کے بعد بیت المقدس پر چڑھائی کی اور کثرت لشکر پر مغرور ہو کر بنی اسرائیل سے کہا تمہارا رب کہاں ہے جو تم کو میرے ہاتھوں سے نجات دے۔

سنجاریف کا خاتمہ: بنی اسرائیل کا بادشاہ یہ سن کر اپنے زمانہ کے نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے دعا کا خواست گار ہوا۔ چنانچہ اس کی دعا سے سنجاریف کے لشکر پر ایسا وبال آیا اور وہ ایسی آسمانی آفت میں گرفتار ہوا کہ صبح کو اس کے ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہی مردہ پائے گئے۔ مجبوری سنجاریف نینوی واپس آیا اور اپنے لڑکوں کے ہاتھ سے مارا گیا جس وقت کہ وہ اپنے معبود (ستارے) کو سجدہ کر رہا تھا۔ سنجاریف کے قتل کے بعد ایر حدون ابن سنجاریف نینوی کا بادشاہ ہوا اس کے بعد بخت نصر ان پر غالب آیا جیسا کہ آئندہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

نمرود: ملوک بابل نبط ہیں اور وہ نبط اشوذ بن سام کی اولاد سے ہیں۔ مسعودی ان کو نبط بن ماش بن ارم کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ بابل میں رہتے تھے ان میں سب سے پہلے شوریان بن نبط نے بادشاہت کی۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسے فانی نے



بابل کی حکومت پر مامور کیا۔ فافع کے انتقال کے بعد اس نے بدعت صابیہ ظاہر کی اور اسی مذہب کا پابند ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا کنعان سلقب بن عمرو تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے اس مذہب کو خوب پھیلا یا اس کے بعد اس کا لڑکا کوش بادشاہ ہوا۔ جو ابراہیم علیہ السلام کا نمرود تھا اور جس نے آذر (پدر سیدنا ابراہیم) کو طلب کر کے بیت الاضام (بتخانہ) کا داروغہ مقرر کیا تھا کیونکہ ارغو بن فافع اپنے باپ کے انتقال کے بعد کوٹی چلا آیا اور نماردہ کے ساتھ مذہب صابیہ اختیار کر لیا یہی مذہب اس کے خاندان میں نسلًا بعد نسل آزاد بن ناخورت تک برابر چلا آیا۔ حاجر بن کوش نے ہاجر کو بیت الاضام کا داروغہ مقرر کیا اور ابراہیم پیدا ہوئے ان کے صحیح حالات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

**بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ:** الغرض بابل میں نماردہ (نمرودن) کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا اور بخت نصر انہیں میں سے تھا جیسا کہ بعضوں نے لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ جرمقہ (اہل غنوی) نے بابل پر فوج کشی کی۔ چنانچہ سنجاریف اس پر قابض ہوا اور اس نے اپنے امراء میں سے بخت نصر کو اس کا گورنر مقرر فرمایا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اہل بیت المقدس نے عہد توڑ دیا۔ تب بخت نصر نے بنی اسرائیل سے بیت المقدس میں معرکہ آرائی کی اور محاصرہ قتل اور قید کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی مسجد کو ویران کر دیا۔

**ایرانیوں کا بابل پر تسلط:** پھر جب بخت نصر مر گیا تو اس کا لڑکا نشبت نصر بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد منبیر حاکم ہوا۔ اس سے اور ارتاق مرزبان کسریٰ سے لڑائی ہوئی ارتاق نے اسے مار ڈالا اور بابل اور اطراف بابل کا حاکم بن بیٹھا اس کے بعد نبیط اور جرمقہ دولت فارس کی رعیت میں شمار کئے جانے لگے اور نمرودوں کی بابل سے حکومت ختم ہو گئی ((ہذا ذکر ابن سعید و نقلہ من داهر مؤرخ دولة الفرس)) ایسا ہی ابن سعید نے ذکر کیا ہے اور اس کو نقل کیا ہے داهر مؤرخ دولت فارس سے۔

**سریانیین:** ابن سعید نے سریانیین اور نبیط کو ایک گروہ اور ایک ہی حکومت قرار دیا ہے۔ لیکن مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ دو حکومتیں تھیں۔ سریانیین کی نسبت وہ کہتا ہے کہ طوفان کے بعد دنیا میں سب سے پہلے سریانیین نے بادشاہت کی ایک صدی یا کسی قدر اور زیادہ زمانہ میں ان کے نو بادشاہوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے ہیں جنہیں ہم عدم اعتماد اور عدم صحت کے باعث تحریر نہیں کرنا چاہتے ہاں شوشان کے بارے میں وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اپنے سر پر تاج رکھا تھا اور یہی تاج کا موجد ہوا تھا اور چوتھے بادشاہ نے قلعے بنوائے شہر آباد کئے اس کے زمانہ میں ہند کا بادشاہ ریبیل تھا اور اس نے اکثر ملوک مغرب کی سلطنتیں چھین لیں اور ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا آٹھویں کا نام ماروت بتلاتا ہے اور اپنے آخر کلام میں ظاہر کرتا ہے کہ وہ لوگ موصل اور بابل کے حاکم تھے ملوک یمن ان سے اکثر مغلوب اور کبھی غالب رہتے تھے نویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ غیر مستقل مزاج تھا اس کی طبیعت میں تلون حد سے زیادہ پایا جاتا تھا اور اس کے بھائی نے سلطنت تقسیم کر لی تھی۔

غرض کہ اسی طرح وہ تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے خمر (شراب) کھینچی وہ فلاں شخص تھا جس نے شطرنج کا کھیل ایجاد کیا وہ فلاں تھا جو سب سے پہلے بادشاہ ہوا وہ فلاں تھا ((و غیر ذلک)) حالانکہ ہمارے نزدیک یہ سب خلاف قیاس باتیں اور صحت سے منزلوں دور ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ سریانیین اقدم الخلیفہ (خلقت میں سب سے مقدم) ہیں اسی وجہ سے تمام پرانی چیزیں مثلاً لغت، سحر، خط وغیرہ ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں واللہ اعلم

**نبیط:** نبط کی نسبت مسعودی کا یہ خیال ہے کہ یہ بابل سے تھا وہ لکھتا ہے کہ ان کا پہلا بادشاہ نمرود جبار تھا اور یہ ماثر ابن ارم بن



سام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس نے بابل میں محل بنوایا تھا اور کوفہ کی نہر کھدوائی تھی اور دوسرے مقام پر اسی نمرود کو کوش بن حام کی طرف منسوب کیا ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ دونوں نمرود ایک تھے یا کہ دو پھر نمرود کے بعد چودہ سو برس کے اندر چھیا لیس بادشاہوں کے نام عجیب ناموں میں تحریر کرتا ہے جن کو ہم عدم صحت کی وجہ سے نقل نہیں کرنا چاہتے لیکن ”الموفی“ میں نو صدی کے اندر بیس بادشاہوں کے نام تحریر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ نویں صدی میں ملوک بابل اہل فارس سے لڑے اور چودہویں صدی میں بیان کرتا ہے کہ اس صدی میں سنجاریف بادشاہ تھا۔ یہی بنی اسرائیل سے لڑا تھا اور انہیں بیت المقدس میں گھیر رکھا تھا اور اس نے ان سے جزیہ لیا تھا اور اس کا سب سے پچھلا بادشاہ دارنیوش تھا جو دارا کے لقب سے مشہور تھا جسے سکندر نے قتل کیا جبکہ اس نے بابل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اس نے اپنے اس سلسلہ کلام اور ملوک بابل کے بیان میں خلیل علیہ السلام کے نمرود کا کچھ ذکر نہیں کیا حالانکہ ان نمرود (نمرودوں) کی سکونت بابل بتلاتا ہے۔ واللہ اعلم

**نمرود کے متعلق طبری کا بیان:** طبری کہتا ہے کہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے عہد میں تھا پہلے یہ لوگ عادارم سے مشہور تھے جب وہ گروہ ہلاک ہو گیا تو شمودارم کہے جانے لگے جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو نمرودارم کے نام سے مشہور ہوئے اور جب یہ بھی ہلاک ہو گئے تو تمام اولادِ دارم کو ارمان کہنے لگے یہ سب نبط ہیں اور یہ موحد تھے اور بابل میں رہتے تھے یہاں تک کہ نمرود بادشاہ ہوا اور اس نے انہیں بت پرستی سکھائی۔ انتھی کلام الطبری

**بابل:** ہرودشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ جس نے اہل بابل کو بت پرستی کی طرف مائل کیا وہ نمرود الحکیم تھا اور بابل مربعہ الشكل آباد کیا گیا تھا اس کی شہر پناہ اسی میل کی تھی اس کی دیواریں دو سو گز بلند اور پچاس گز چوڑی اینٹ اور چونے سے بنائی گئی تھیں۔ شہر پناہ کے سو دروازے تھے جن میں تانبے کے کواڑ لگے ہوئے تھے اور اس کے اوپر محافظین کے رہنے کے لئے مقامات بنے ہوئے تھے۔ جنگی سپاہیوں کا فیصلوں اور دیواروں پر پہرہ رہتا تھا۔ شہر پناہ کے باہر خندق تھی اور خندق کے باہر ایک عمیق نہر تھی اس شہر پناہ کو ملک بیرش (کسریٰ اول) بادشاہ فارس نے مسمار کیا جب کہ اسے بابل پر قبضہ حاصل ہوا۔ اتھی کلام ہرودشیوش ان لوگوں کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ نمرود قبی نام ہر بادشاہ بابل کا ہے۔ اسی وجہ سے کہ انساب مختلفہ میں کبھی سام کی طرف اور کبھی حام کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

**نمرود کے متعلق دوسری روایت:** بعض مورخین یہ گمان کرتے ہیں کہ خلیل علیہ السلام کا نمرود نمرود بن کنعان بن سنجاریف بن نمرود الاکبر تھا اور بخت نصر اس کی نسل سے ہیں اور یہ ابن برزاد بن سنجاریف بن نمرود ہے اور شاہان کیانی (فارس والے) بابل پر چڑھ آئے تھے اور اس کو مغلوب کر لیا تھا۔ لیکن پھر اسے بحال رکھا اور کسی قدر خراج مقرر کر لیا تھا اور بنی ساسان میں سے کسریٰ اول نے شہر بابل کو ویران کیا ہے اور اسرائیلیں اپنے انبیاء دانیال اور ارمیا کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ بخت نصر کا سد بن حاور کی نسل سے ہیں اور یہ ابراہیم الخلیل کا بھائی ہے۔ بنو کا سد ملوک بابل میں شمار کئے جاتے ہیں اور انہیں کیدانیین بھی کہتے ہیں انہیں میں سے بخت نصر بھی تھا جو اکثر معمورات عالم پر قابض ہو گیا تھا اور بنی اسرائیل کو مغلوب کر دیا تھا اور ان کی حکومت چھین لی تھی اور بیت المقدس کو ویران کر دیا تھا۔ اس کی حکومت مصر سے متجاوز ہو گئی تھی پینتالیس برس تک یہ سلطنت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اوبل مردود بن بخت نصر تیس برس تک حکومت کی کرسی پر بیٹھا رہا۔ اس کے بعد بلینصر بن اوبل مردوتین برس تک حکمران رہا۔ اسی کے اخیر زمانہ میں دارا (شاہ فارس) اور اس کے داماد



کورش نے بابل پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ بعض اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر اور ملوک بابل کسدیم کی اولاد سے ہیں اور کسدیم عیلام بن سام (برادر اشوز) کی نسل سے ہیں اور اشوز سے ملوک موصل ہیں انتھسی الکلام فی ملوک الموصل و ملوک البابل. و هذا غایته ما ادى الیه البحث من اخبارهم و انسابهم.

**ملوک بابل و موصل کا مذہب:** ملوک بابل و موصل ستاروں کی پرستش کرتے تھے اور اس کی روحانیت کا بذریعہ طلسم اور سحر اتارتے تھے اسی طریقہ کا نام صابیہ ہے طلسمات اور سحر میں ان کو بڑا دخل تھا۔ ستاروں کی حرکات اور آثار کے خوب ماہر تھے کبھی اس دعویٰ پر آیت: ﴿وَمَا أَنْزَلَ عَلَى الْمَلَائِكِینَ.....﴾ (البقرہ: ۱۰۲) بکسر اللام کی شہادت پیش کی جاتی ہے کہ ہاروت و ماروت ملوک سریانیوں سے تھے اور یہی اول ملوک بابل ہیں اور بقراءت مشہور یہ دونوں (ہاروت و ماروت) فرشتہ تھے اس صورت میں اس فتنہ کی بابل کے ساتھ تخصیص یہ ظاہر کرتی ہے کہ اہل بابل سحر و طلسمات میں اور باشندگان عالم کی بہ نسبت زیادہ ملکہ رکھتے تھے اور ان دلائل کے علاوہ جو ان کی نجومیت اور ساحریت پر پیش کئے جاسکتے ہیں یہ ہیں کہ ہم نے یہ علوم (نجوم و سحر) اہل مصر سے حاصل کئے ہیں اور اہل مصر ان کے ہمسایہ تھے ملوک مصر کو بھی اس فن کی طرف خاص توجہ تھی۔ چنانچہ جناب موسیٰ کے مقابلہ کے لئے جادوگر جمع کئے گئے تھے۔ صعید مصر میں اب تک جادو کے آثار اس دعویٰ کی شہادت دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم







## باب : ۱۱

### ملوکِ قبط

قبطی: اس گروہ کی پیدائش بھی بہت قدیم ہے اور اس کی حکومت کا زمانہ کافی دراز گزار ہے انہوں نے اپنی سکونت کے لئے مصر اور اطراف مصر کو پسند کیا تھا یہ ابتدائے عالم سے وہیں رہے اور اسی مقام پر ان کی دولت و حکومت رہی یہاں تک کہ آفتاب اسلام کی روشنی نے ان کی چمک و دمک کو ماند کر کے ان کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

قبطیوں کی سیاسی حالت: کبھی یہ اپنے ہم عصر (عمالقہ، فرس، روم) سے جب کہ یہ نمرود ہو جاتے تھے تو مغلوب بھی ہو جاتے تھے اور کبھی یہ ان پر غالب آ جاتے تھے اور اپنے ممالک سے انہیں نکال دیتے تھے یہاں تک کہ مملکت اسلام نے ان کے ہاتھوں سے دولت و حکومت چھین لی۔ کتب قدیمہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مصر اپنے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے تھے کچھ زمانہ بعد زبان تبدیل ہو جانے کی وجہ سے یہ نام بے معنی رہ گیا۔

قبطیوں کی اصل: مشہور قول تو یہ ہے کہ یہ نساہام بن نوح کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں مگر مسعودی انہیں بنصر بن حام کی نسل سے بتاتا ہے حالانکہ توریت میں بنصر بن حام کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ البتہ مصر ایم، کوش، کنعان، قوط کا تذکرہ آیا ہے۔ سہیلی کہتا ہے کہ قبطی کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں کیونکہ قبطی مصر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور مصر نبیط یا قبط بن نبیط کا لڑکا ہے اور نبیط کوش بن کنعان بن حام کی اولاد سے ہیں ہر و شوش بیان کرتا ہے کہ قبطی قبط بن لائق بن مصر کی اولاد سے شمار کئے جاتے ہیں اور اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ یہ قوط بن حام کی اولاد سے ہیں اور بعضوں کے نزدیک یہ کفتوریم بن قبطقا مین کی نسل سے ہیں اور قبطا مین کے معنی قبط کے ہیں۔

مصر بن بنصر: مسعودی کی تحریرات سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بنصر بن حام، نمرود بن کنعان کے عہد حکومت میں مصر کی حکومت و سرداری کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس نے وہیں سکونت اختیار کی اور انتقال کے وقت مصر کی حکومت کی اپنے لڑکے مصر کے حق میں وصیت کی اس نے اپنے دائرہ حکومت کو اسوان و یمن و عریش و اہلیہ و فرسیسہ تک بڑھا لیا اسی کی طرف یہ سرزمین منسوب کی گئی اور مصر کے نام سے مشہور ہوئی اس کے جہات اربعہ میں جانب جنوب، جنوب، اور جانب شرق، شام اور شمال میں بحر زقاق اور غرب میں برقہ و نیل ہیں مصر نے بڑی عمر پائی تھی۔

ابوالاقباط بن مصر: اس کی زندگی میں اس کے لڑکے جوان ہو گئے تھے اس نے ملک و حکومت کی وصیت اپنے بڑے لڑکے قبط کے حق میں کی۔ قبط بن مصر بھی طویل العمر ہوا یہی ابوالاقبط (قبطیوں کا باپ) ہے اس کے بعد اشمون بن مصر اس کے بعد



صائم اس کے بعد اتریب یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ اتریب کے بعد اور لوگوں کے نام عجمی ناموں میں تحریر کئے ہیں جنہیں ہم عجمیت کی وجہ سے تحریر میں نہیں لاسکتے اتریب کے بعد چھ کا ذکر کر کے تحریر کرتا ہے ”پس بنصر بن حام کی اولاد بکثرت ہوئی اور اس کی نسلیں متعدد شاخوں میں پھیل گئیں اور جب ان پر عورتیں حکومت کرنے لگیں تو عمالقہ میں سے بادشاہ شام ولید بن دوع نے ان پر حملہ کیا اور ان کی خود مختاری چھین کر انہیں اپنا باج گزار اور مطیع بنا لیا۔“

شداد بن مداد کی مصر پر فوج کشی: علامہ ابن سعید اہل مشرق کی کتابوں سے نقل کرتا ہے کہ مصر کے بعد اس کا لڑکا قبط بادشاہ ہوا اس کے زمانہ حکومت میں شداد بن مداد بن حاد نے ملک مصر پر فوج کشی کی اور نشیبی مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب قبط اثناء لڑائی میں مارا گیا تو اس کا بھائی اتریب تخت حکومت پر بیٹھا اس نے قوم کی گئی ہوئی قوت کو پھر جمع کیا اور باعانت بربر و سوڈان عرب کو مصر سے نکال کر شام کی طرف واپس کر دیا۔ اتریب نے بہت اچھی حکومت کی۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں دو شہر آباد کئے ایک تو اپنے نام کا اور دوسرا شہر عین شمس اس کے بعد بود شیر بن قبط مصر کا بادشاہ ہوا۔ اس کی تحریک سے ہر مس مصری جبل القمر کی طرف گیا اور اس نے بلاد احات وغیرہ آباد کئے اس کے بعد عدیم بن بود شیر اس کے بعد شدات بن عدیم پر اس کا لڑکا ہندوش بن شدات (اس نے شہر عین شمس کو از سر نو آباد کیا اسے سحر و طلسمات میں بہت غلو تھا) پھر مقلادش بن مقلادس بن عبد البقر مرقیس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب بادشاہ ہوئے مرقیس اس سلسلہ کا آخری بادشاہ ہے۔

اشمون بن قبط: اس کے زمانہ میں اشمون بن قبط اس کے چچا نے حملہ کر کے مصر کی عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی اور ایک شہر اشمون نامی آباد کیا۔ اس کے بعد ابن اشمون پھر صابن قبط (یہ اشاد کا چچا تھا اس نے بھی ایک شہر اپنے نام کا آباد کیا تدراس (یہ بہت بڑا حکیم تھا اس نے ہیکل زہرہ بنایا جسے بخت نصر نے مسمار کیا) پھر مالمیق بن تدراس تخت حکومت پر بیٹھا مالمیق اس خاندان میں ایک ایسا بادشاہ ہوا جو صابیہ دین چھوڑ کر موحد ہو گیا۔ بربر اور اندلس کی طرف بڑھا اور فرنج (فرانس) سے لڑا اس کے بعد اس کا لڑکا حربیا بن مالمیق بادشاہ ہوا اس نے اپنی بد قسمتی سے صابیہ مذہب پھر اختیار کر لیا بلا دہند و سودان پر چڑھائی کی۔

حکیم المملوک کلکی بن حربیا: اس کے بعد کلکی بن حربیا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس کو قبطنی حکیم المملوک کے لقب سے یاد کرتے ہیں اس نے ہیکل زحل بنایا یہ اپنے بھائی مالمیق بن حربیا کو ولی عہد کر کے لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔

فرعون اول: اسے اس کے لڑکے خرطیش نے حالت غفلت میں مار ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا یہ بہت بڑا سفاک و بے رحم اور قاتل و ظالم تھا۔ قبطنی اسے موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کہتے تھے اور اس کی نسبت ان کا یہ خیال ہے کہ یہی اول الفراعنہ (فرعون کا اول) ہے۔

حوریا بنت خرطیش: جب اس نے اپنے اعزاء و اقارب پر دست درازی شروع کی تو اس کی لڑکی حوریا نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور خود قبطیوں کی بادشاہ بن بیٹھی۔ ابراحس جو اس کے چچا اتریب کی اولاد سے تھا وہ مخالف اٹھ کھڑا ہوا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر ابراحس شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ پھر کنعانیوں کی امداد سے ان کے سپہ سالار جیرون کو اپنے ہمراہ لے کر مصر پر چڑھائی کی جس وقت مصر کے قریب پہنچا۔

حوریا اور جیرون: حوریا جیرون کے پاس آئی جیرون اسے دیکھ کر فریفتہ ہو گیا حوریا نے کہا میں اس شرط سے تجھے اپنے شوہریت کا اعزاز دے سکتی ہوں کہ تو ابراحس کو قتل کر دے اور اسکندر یا کو بنا دے۔ جیرون کے نرم دل پر اس کا عشق غالب آ



چکا تھا اور وہ اس پر فریفتہ ہو چکا تھا اس نے اس کی دونوں شرطیں قبول کر لیں اور دونوں کو کسی فتنہ و فساد کے بغیر تکمیل کو پہنچا دیا۔ لیکن حوریا نے جیرون کو بھی زہر دے دیا اور آپ مستقل طور سے حکومت کرنے لگی اس نے منارہ اسکندر یہ بنوایا اور اپنے زمانہ حیات میں اپنی چچا زاد بہن دلیقیہ کو ولی عہد کیا۔

ولید بن دوع عمالقہ کا مصر پر قبضہ: جب حوریا کا انتقال ہو گیا اور دلیقیہ تخت حکومت پر بیٹھی تو اتریب کی اولاد سے ایمن نامی ایک شخص نکالا اور وہ ابراحس کے خون کا بدلہ لینے پر تیار ہوا اور اسی غرض سے عمالقہ کے بادشاہ ولید ابن دوع سے جا کر ملا اور اس سے مدد چاہی ولید ابن دوع ایمن کے ساتھ مصر کی طرف بڑھا اور نہایت کم مدت میں اس پر قبضہ کر لیا اسی کے زمانہ میں قبطیوں کے ہاتھ سے مصر کی حکومت جاتی رہی اور عمالقہ اس پر قابض ہو گئے۔

اطفیر عزیز مصر: ولید بن دوع عیش و عشرت میں زیادہ منہمک رہتا تھا اطفیر اس کا وزیر تمام کاروبار حکومت اور انتظام کرتا تھا۔ یہ عزیز مصر کے لقب سے مشہور تھا اور اسی کی قائم مقامی یوسف صدیق نے کی اور وحی والہام کے ذریعہ سے قحط اور خزاں کا انتظام کیا۔ ولید بن دوع کے بعد دارم بن ریان بادشاہ ہوا اسے قبط و یہوص کہتے تھے۔

حضرت یوسف کی وزارت: یوسف نے اس کی بھی وزارت کی تھی اسی کے زمانہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ یوسف صدیق کے انتقال کے بعد اس کا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو گیا۔ کج خلقی، ظلم اور ہزار ہا برائیوں کا بانی ہوا آخر کار نیل میں ڈوب کر مر گیا۔

معدانوس بن دارم: اس کے بعد اس کا لڑکا معدانوس بن دارم تخت حکومت پر بیٹھا اور اس نے رہبانیت کی بنا ڈالی اس کے بعد اس کا لڑکا کاشم تخت نشین ہوا اس نے بنی اسرائیل کو ذلیل کیا اسی کے وقت سے بنی اسرائیل کا شمار راذل میں ہونے لگا اس کو اس کے دربان نے مار ڈالا اور اس کی جگہ پر اس کے لڑکے الاطش کو تخت نشین کیا۔

لہوب کی جابرانہ حکومت: الاطش تخت حکومت پر بیٹھتے ہی لہوب و لعب میں مشغول ہو گیا اراکین سلطنت نے اسے تخت سے اتار کر تدارس کی نسل سے ایک دوسرے شخص لہوب (اہب) نامی کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بہت بڑا جابر تھا۔ قبط کا یہ خیال ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون ہے اور اہل اثر کہتے ہیں کہ فرعون موسیٰ ولید بن مصعب تھا اور یہ نجار تھا۔ رفتہ رفتہ جاں نثاروں کی فوج میں بھرتی ہو گیا۔ پھر ترقی کر کے وزرات تک پہنچا اور وزرات سے بادشاہت کے رتبہ پر پہنچ گیا۔ لیکن یہ بعید از قیاس ہے جیسا کہ ہم کتاب الاول (مقدمہ تاریخ) میں لکھ آئے ہیں۔

حائط العجوز: مسعودی کہتا ہے کہ موسیٰ کا فرعون قبطیوں میں سے تھا۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد قبطیوں پر ملوک شام کا خوف غالب ہوا انہوں نے ولو کہ نامی ایک عورت کو شاہی خاندان سے اپنا بادشاہ بنایا جس نے مصر پر ایک دیوار کھینچی جو حائط العجوز کے نام سے مشہور ہے ولو کہ کے بعد مسعودی نے آٹھ بادشاہوں کے نام عجی ناموں سے لکھے ہیں اور آٹھویں کی نسبت لکھتا ہے کہ وہ فرعون الاعرج ہے اس کے سایہ امن میں بنی اسرائیل آئے تھے جب کہ بخت نصر نے ان پر حملہ کیا تھا۔ پس بخت نصر مصر میں داخل ہوا اور اس کو قتل کر کے صابی مذہب کے بت خانوں کو منہدم کر کے آتش کدہ بنوایا۔

ولو کہ کا طلسمی مکان: مسعودی کہتا ہے عبدالحکیم روایت کرتا ہے کہ اسے بڑھیا ولو کہ نے ترورہ نامی ساحرہ کو بلوایا اور اس کے ذریعہ سے وسط شہر منف میں ایک طلسمی مکان بنوایا جس میں حیوانات ناطق (انسان) اور دیگر حیوانات (غیر ناطق) کی



تصویریں بنائیں جو حادثات ان تصویروں پر واقع ہوتے تھے وہ اثر بعینہ انسانوں یا حیوانوں پر پڑتا تھا اس ذریعہ سے اہل مصر اپنے ہر مخالف کے شر و فساد سے محفوظ رہتے تھے اس نے بیس برس حکومت کی۔

**فرعون الاعرج:** اس کے بعد اور کون بطلوس نامی ایک لڑکا تخت نشین کیا گیا اس کے بعد یزدیس بن اور کون بطلوس پھر نقاس بن نفر اس اس کے بعد مرینا بن مرینوس اس کے بعد استمارس بن مرینا یکے بعد دیگرے بادشاہ ہوئے۔ استمارس کے زمانہ میں سلطنت بہت ضعیف ہو گئی تھی اکثر مقامات میں بلوہ اور بغاوتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ خاص مصر میں چند سپاہیوں نے بعض امراء کی سازش سے بلوہ کیا اور استمارس کو قتل کر کے بلوطیس بن مناکیل کو تخت نشین کیا۔ اس نے چالیس برس حکومت اس کے بعد مالوس بن بلوطیس اس کے بعد اس کا بھائی مناکیل اس کے بعد برکت بن مناکیل یکے بعد دیگرے تخت حکومت کے مالک رہے۔ برکت بن مناکیل نے ایک سو بیس برس سلطنت کی اسی کو فرعون الاعرج کہتے ہیں۔ اسی نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اہل قدس کو اپنا تختہ مشق بنایا تھا جیسا اس کا ابتدائی زمانہ باعتبار امن و عدل قابل تعریف تھا ویسا ہی آخری زمانہ ظلم و تعدی کے لحاظ سے لائق نفرین ہے۔

**بخت نصر کا اسرائیلیوں پر ظلم و ستم:** ابن عبدالحکم کہتا ہے کہ اس کے بعد مرینوس بن برکت تخت حکومت پر بیٹھا اس کے بعد فرعون بن مرینوس بادشاہ ہوا اور اس نے ساٹھ برس حکومت کی۔ اس کے بعد نقاس بن مرینوس بادشاہ ہوا۔ نقاس کے زمانہ میں ولوکہ کا وہ طلسمی مکان جس کا اوپر ذکر آچکا ہے منہدم ہونے کے قریب ہو گیا کیونکہ ولوکہ کے بعد پھر کسی شخص میں ایسی صلاحیت و قابلیت باقی نہ رہی جو اسے وقتاً فوقتاً درست کرتا جاتا نقاس کے بعد قومس بن نقاس بادشاہ ہوا اور ایک مدت تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کئے۔ بنی اسرائیل بیت المقدس سے بھاگ کر قومس کے پاس چلے آئے قومس نے انہیں پناہ دی۔

**بخت نصر کا مصر پر حملہ:** بخت نصر نے قومس کو اس سے منع کیا لیکن جب قومس نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا تو بخت نصر مصر کی طرف بڑھا اور پہلے ہی حملہ میں قومس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مصر کو لوٹ لیا چالیس برس تک مصر ویران پڑا اس کے بعد ارمیاء نے مصر میں سکونت اختیار کی اور اہل مصر پھر آباد کئے گئے۔ اس کے بعد سلاطین فارس و روم تمام دنیا پر غالب آئے اور پھر روم اور اہل مصر میں لڑائیاں ہوئیں اہل مصر نے خراج دینا منظور کیا اور فارس و روم نے مل کر مصر کو تقسیم کر لیا۔

**مقوقس:** ایک زمانہ دراز تک نوابین فارس و روم مصر پر حکومت کرتے رہے۔ جب اسکندر یونانی کا مصر پر قبضہ ہوا اس نے اسکندریہ اور آثار قدیمہ کو از سر بنوایا اس کے بعد قیصرہ روم و مصر و شام پر غالب آئے اور مصر کی حکومت اپنی طرف سے قبضہ کو دی۔ یہاں تک کہ اسلام کا پھریرا کامیابی کے ساتھ اڑتا نظر آیا۔ ان دنوں اسکندریہ اور مصر میں قبیلوں کا آخری فرمانبردار مقوقس حکومت کر رہا تھا۔ اس کا نام بروایت سہیلی جرج بن مینا تھا۔ جیسا کہ سہیلی نے نقل کیا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو نامہ مبارک دے کر اس کے پاس روانہ فرمایا تھا یہ اسلام قبول کرنے کی طرف مائل ہو گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند چیزیں ہدیۃ روانہ کیں جن کا اہل سیر نے ذکر کیا ہے ان میں ایک خنجر بھی تھا جس پر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سوار ہوا کرتے تھے جس کا نام دلدل رکھا گیا تھا اور ایک گدھا تھا جو یعفور کے نام سے مشہور تھا اور ماریہ قبلیہ والدہ جناب ابراہیم ابن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ہمشیرہ شیریں بھی تھیں جناب



رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شیریں کو حسان بن ثابت کو مرحمت فرمایا اور چند شیشے کے پیالے تھے جو اکثر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں رہتے تھے اور شہد مصری جو غسل الطیب کے نام سے مشہور ہے بھیجا تھا۔

مقوقس کی معزولی: بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل روم کو جب مقوقس کے ان ہدایا کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے مقوقس کو مہتمم بالا سلام کر کے ریاست مصر سے معزول کر دیا۔

اہل مصر کے لئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت: مسلم نے اپنی صحیح میں بروایت ابو ذر غفاری بیان کیا ہے: (( ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فتحتم مصر و انکم مستفتحون مصر فاستوصوا باهلها خیر فان لهم ذمة و

رحما و اوصہرا.....)) ”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مصر کو فتح کرو اور بے شک مصر کو تم فتح کرو گے۔ پس اہل مصر کے ساتھ نیکی کرنا کیونکہ ان کو ذمہ اور رشتہ ہے یا صہر (دامادی ہے)۔“ علامہ ابن اسحاق زہری سے روایت کرتا ہے کہ میں نے زہری سے کہا (( ما الرحم التي ذکر)) ”وہ کون سا رشتہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے“۔ زہری نے جواب دیا کہ جناب ہاجرہ مادر اسماعیل انہیں میں سے تھیں اور رواۃ حدیث صہر کی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ماریہ قبٹیہ مادر ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں میں سے تھیں۔ جنہیں مقوقس نے جناب رسول مقبول کو ہدیہ بھیجا تھا۔

مصریر عمرو بن العاص کا قبضہ: طبری کہتا ہے کہ عمرو بن العاص نے جس وقت مصر پر قبضہ کیا تو لوگوں نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سے انہیں آگاہ کیا۔ عمرو بن العاص نے کہا ”یہ ایسا نسب ہے کہ جس کے حق کی نگہداشت سوائے نبی کے اور کوئی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ نسب بعید ہے اور اہل مصر نے عمرو بن العاص سے بیان کیا کہ ہاجرہ لونڈی نہ تھیں بلکہ خاندان سلطنت سے تھیں وہ ہمارے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی بیوی تھیں۔ ہم سے اور اہل عین شمس سے لڑائیاں ہوئیں اہل عین شمس ہم پر غالب آئے ان کے بادشاہ نے ہمارے شاہی محل کو لوٹ لیا بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ انہیں عورتوں میں ہاجرہ بھی تھیں جو ابراہیم تمہارے باپ کو دی گئیں۔“

مقوقس کی بحالی: الغرض جس وقت مصر و اسکندریہ کی فتح تکمیل کو پہنچی اور قیصر روم نے قسطنطنیہ جا کر جان بچائی۔ مقوقس اور بقیہ قبطن ان شرائط صلح پر راضی ہو گئے۔ جنہیں عمرو بن العاص نے طے کیا تھا اور اس جزئیہ کا دینا قبول کر لیا جو ان پر قائم کیا گیا تھا۔ اسی وجہ سے مقوقس اپنی قوم کی سرداری پر بحال و قائم رکھا گیا۔ وہ اپنے ہر کام میں مسلمانوں سے مشورہ کرتا تھا کبھی وہ اسکندریہ میں رہتا تھا اور کبھی منف (اعمال مصر) میں جا کر مقیم ہوتا تھا۔

قبطیوں کا زوال: عمرو بن العاص نے مقام فسطاط پر اپنا خیمہ نصب کرایا تھا اور اسی مقام سے مصر کا محاصرہ کیا تھا۔ مسلمانوں نے اسی مقام پر سکونت اختیار کر لی اور اس شہر کو چھوڑ دیا جہاں مقوقس رہتا تھا۔ نتیجہ میں وہ شہر ویران و خراب ہو گیا اس شہر کے ویران ہونے اور مقوقس کے مرنے سے قبطیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی پچھلی نسلیں اب تک باقی ہیں جنہیں اسلام حاکم اپنے مالی اور انتظامی محکموں میں ملازم رکھتے ہیں اور بعض ان میں سے اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ سلطان وقت کے نزدیک ان کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑا رتبہ مصر میں مرتبہ وزرات ہے ان کے عوام الناس اسی نصرانی مذہب پر ہیں جس پر کہ پہلے تھے اور ان کی اکثر قوم اطراف صعید اور اعمال مصر میں حرفت و صناعت کا کام کرتی ہے۔ واللہ غالب علی امرہ

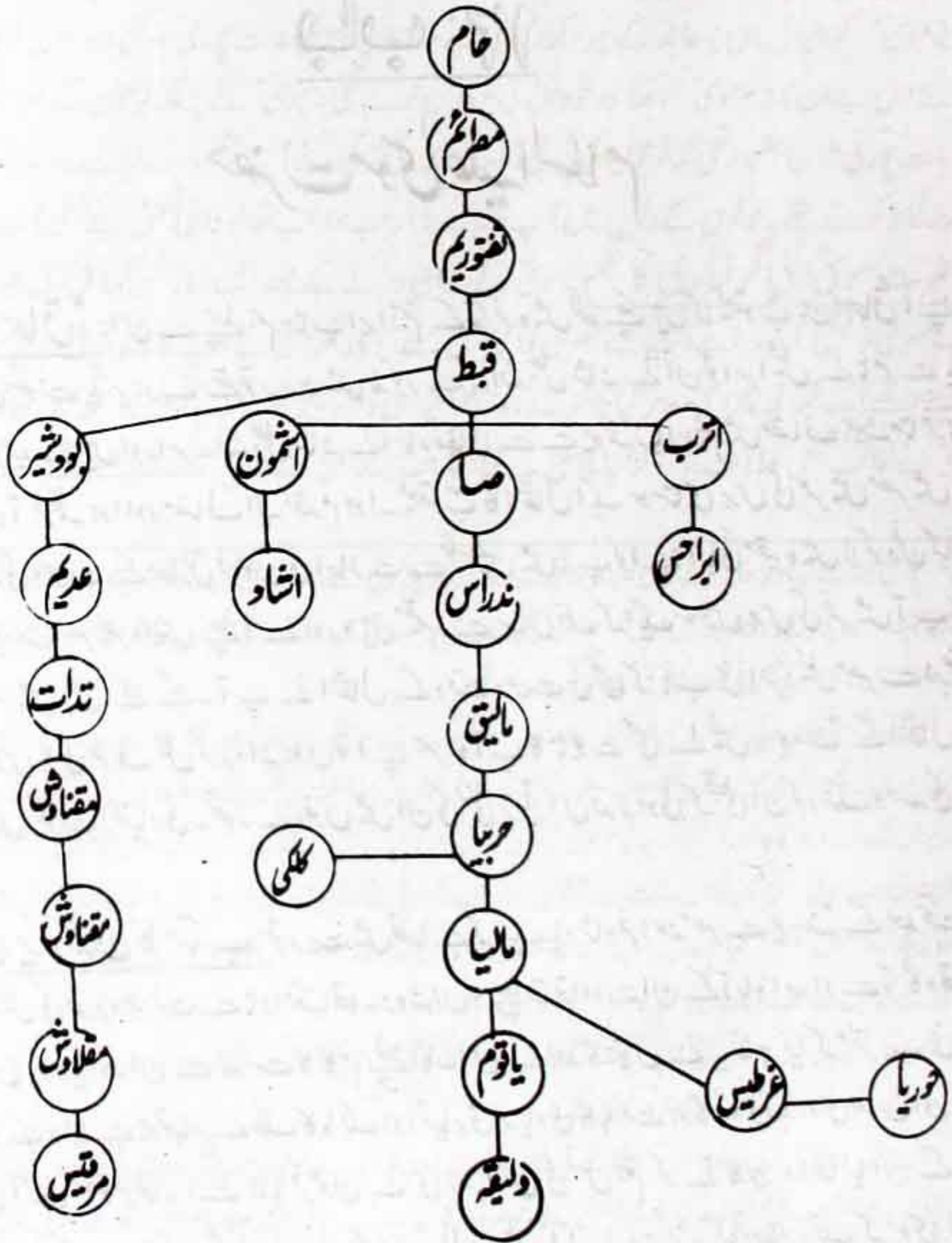


شہر عین شمس: عبدالرحمن بن شماسہ کی روایت جو اس نے شیوخ مصر سے نقل کی ہے۔ یہ امر ظاہر کرتی ہے کہ شہر عین شمس یہاں تک کہ شمس تھا اس میں بنیاد دیو اور ستون اور لہو لعب کی چیزیں اس کثرت سے تھیں کہ کسی اور قدیم شہر میں نہیں ہیں۔ شہر منف ہمیشہ ملوک و سلاطین مصر کا دار السلطنت رہا۔ فراعنہ مصر سے پہلے کے بادشاہ بھی وہیں رہتے تھے اور فراعنہ مصر کے بعد بھی اسی شہر کو دار السلطنت ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ یہاں تک کہ بخت نصر نے اسے ویران اور مسمار کیا جیسا کہ قومس بن نقاس کے عہد حکومت کے ضمن میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ فرعون مدینہ منف میں رہتا تھا اس شہر کی شہر پناہ کے ستر دروازے تھے اس کی شہر پناہ لوہے کی تھی۔ اس میں چار نہریں تھیں جو فرعون کے تخت کے نیچے سے جاری تھیں۔ ابوالقاسم بن خردازہ یہ کتاب المسالک و الممالک میں تحریر کرتا ہے کہ شہر منف کا طول بارہ میل تھا۔ مصر کا خراج اٹھارہ کروڑ دینار فرعونی تھا۔ دینار فرعونی تین مثقال کا ہوتا ہے اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا۔

مصر کی وجہ تسمیہ: مصر کو مصر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اسی شہر میں مصر بن بیصر بن حام نے سکونت اختیار کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نوح کے ساتھ میں کشتی میں تھا جناب نوح نے اس کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی کہ اللہ جل شانہ نے ان کی دعا مقبول کر لی اور برکت مرحمت فرمائی۔ مصر کی حد طولاً برقہ سے ایلاتک اور عرضاً اسوان سے رشید تک ہے پہلے اس کے تمام باشندے صابیہ مذہب رکھتے تھے اس کے بعد قیصرہ روم نے اس پر قبضہ کر لیا تو قسطنطین نے انہیں نصرانیت کی طرف مائل کر لیا۔ انہوں نے اپنے ہمسایہ جلالقہ و صقالبہ و برجان و روس و قبط و حبشہ و نوبہ کو نصرانیت کی تعلیم دی۔ پھر جب مذہب اسلام کا آفتاب مطلع دنیا میں نکلا تو اس نے انہیں اپنے نور ایمان سے منور کر کے اسلام کی راہ راست دکھلائی۔



## شجرہ نسب ملوکِ قبط



اس کے زمانہ میں علاقہ مصر پر غالب آئے

دلوک مصر از علاقہ جہنوں نے مصر کو قبطیوں سے لے لیا۔ لاطش، کاشم، معدالوس، دارم  
لبیان، ولید و مع، ثوران، ارانشہ، فاران، عمود، عمیق



## باب: ۱۲

### حضرت موسیٰ علیہ السلام

یعقوب بن اسحاق: اس سے پہلے ہم جناب ابراہیم کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں کہ یعقوب بن اسحاق اپنے اسباط کے ساتھ مصر میں سکونت پذیر ہوئے تھے تو ریت میں مذکور ہے کہ اللہ جل شانہ نے ان کو اسرائیل کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ ایل کے معنی عبد کے ہیں اور اسر۔ اللہ جل شانہ کے اسماء صفاتی سے ہے چونکہ زبان عجم میں مضاف ہمیشہ متاخر ہوتا ہے اس وجہ سے ایل آخر کلمہ ہوا اور مضاف الیہ مقدم ہوا۔ یعقوب کا انتقال ایک سو ستاسی برس کی عمر میں مصر میں ہوا اور یوسف نے آپ کی وصیت کے مطابق فرعون کی اجازت سے فلسطین میں آپ کو اپنے آبائی مقبرہ میں لا کر دفن کیا۔ تجھیز و تکفین کے بعد یوسف مصر پھر واپس چلے آئے اور وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ایک سو بیس برس کی عمر میں آپ نے بھی انتقال کیا اور مصر میں دفن کئے گئے۔ آپ نے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے ارض موعود (یعنی بیت المقدس) کی طرف نکل کر روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ آپ کا تابوت بھی لے لیں۔ یوسف کے انتقال کے بعد اسباط نے مصر میں سکونت اختیار کی۔ تھوڑے دنوں میں ان کی نسلی ترقی اس قدر ہوئی کہ قبلی ان کو رشک و حسد کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔

بنی اسرائیل پر فرعون کا عتاب: تو ریت میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ فراعنہ مصر سے یوسف کے بعد تخت نشین ہوا اور وہ بنی اسرائیل کی قدر و منزلت سے ناواقف تھا۔ وہ نہ ان کو پہچانتا تھا اور نہ ان کے آباؤ اجداد سے آگاہ تھا اس نے ان کا خون مباح کر دیا اور ان سے خدمت کا کام لینے لگا۔ اس کے بعد کانہوں نے یہ ظاہر کیا کہ عنقریب بنی اسرائیل میں ایک نبی ہونے والا ہے جو تمہارے ملک کا مالک اور تمہاری بربادی کا باعث ہوگا۔ اعلیٰ ہذا اسی طرح اور جو کچھ اس واقعہ کے متعلق انہیں معلوم تھا۔ اسے بتایا فرعون نے بنی اسرائیل کی نسل ختم کرنے کا بیڑہ اٹھالیا ان کے مردوں کو عورتوں سے علیحدہ کر دیا۔ لڑکوں کو قتل کرنے لگا اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت موسیٰ: موسیٰ عمران ابن قاہت بن لاوی بن یعقوب کے لڑکے تھے ان کی ماں کا نام یوحاند تھا۔ جولادگی کی لڑکی اور عمران کی پھوپھی تھیں۔ قاہت بن لاوی جناب یعقوب کے ہمراہ مصر آئے تھے اور عمران بن قاہت مصر میں پیدا ہوئے۔ عمران کی تہتر برس کی عمر میں ہارون اور اسی (۸۰) برس کی عمر میں موسیٰ پیدا ہوئے۔ یوحاند (مادر موسیٰ) نے بالہام



خدا موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھ کر دریا میں بہا دیا۔ ہمیشہ موسیٰ دور سے کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں اتفاق یہ کہ فرعون کی لڑکی اپنے خواصوں کے ساتھ دریا کی طرف آئی تھی۔ اس نے صندوق کو دریا سے نکلوا یا جب صندوق کھولا گیا تو موسیٰ کی صورت دکھائی دی اس کو آپ کی صورت دیکھ کر رحم آ گیا اسے آپ کی رضاعت کی فکر ہوئی۔ ہمیشہ موسیٰ نے کہا اگر تم اجازت دو تو میں ایک دودھ پلائی لادوں فرعون کی لڑکی نے یہ منظور کر لیا موسیٰ کی بہن بن گئیں اور اپنی ماں کو بلالائیں فرعون کی لڑکی نے موسیٰ کو ان کی ماں یوحاند کے سپرد کر دیا۔ جب دودھ پلائی کی مدت پوری ہو گئی اور موسیٰ فرعون کی لڑکی کے پاس لائے اس نے ان کا نام موسیٰ رکھا اور خود ان کی پرورش کرنے لگی۔ موسیٰ نے چونکہ فرعون کے گھر میں پرورش پائی تھی اور یہ بات پوری طرح مشہور تھی کہ فرعون کی بی بی آسہ یا اس کی لڑکی نے آپ کو گود لے لیا ہے۔ اس وجہ سے اہل مصر آپ کا بہت لحاظ کرتے تھے۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کا بہت بڑا رعب داعب تھا اور اسی تعلق سے قبلی آپ کے ماموں تھے۔

**حضرت موسیٰ کی گرفتاری کا حکم:** موسیٰ نے جوان ہونے کے بعد ایک روز دیکھا کہ ایک عبرانی (بنی اسرائیل) کو ایک مصری (قبلی) مار رہا ہے آپ نے مصری کو اس فعل سے روکا۔ مگر اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا موسیٰ کو غصہ آ گیا اور اپنے اسے ایک طمانچہ مارا کہ وہ مر گیا دوسرے روز پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا مگر یہ کہ اس واقعہ میں دونوں بنی اسرائیل تھے۔ موسیٰ نے غالب شخص کو ڈانٹ کر روکنا چاہا اس نے کہا: ﴿اَتُرِيدُ اَنْ تَقْتُلِنِي كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ﴾ (القصص: ۱۵)

۱۔ طبری کہتا ہے کہ مادر موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین روز دودھ پلا کر چوتھے روز صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈالا تھا اور مفسرین و علماء اخبار کہتے ہیں کہ تین مہینہ دودھ پلا کر چوتھے مہینہ میں موسیٰ کو اچھے کپڑے پہنا کر صندوق میں رکھ کر دریا میں بہہ دیا تھا اور صندوق پر چہرہ منڈھا ہوا تھا صندوق کا بنانے والا حریل نامی ایک شخص فرعون کی قوم سے تھا مگر با ایمان تھا۔

۲۔ اس قصہ کو مورخین نے اس طرح بیان کیا ہے اور یہی کلام مجید کے نص صریح سے مطابقت رکھتا ہے کہ جب تابوت موسیٰ کو آسہ زوجہ یا فرعون کی لڑکی نے دریا سے نکلوا یا اور فرعون سے بالتجا موسیٰ کو لے لیا۔ تب اس کو ان کی رضاعت کی فکر ہوئی جو دودھ پلائی آتی تھی اس کا دودھ موسیٰ علیہ السلام نہ پیتے تھے۔ یہاں تک کہ دوپہر کا وقت آ گیا آسہ یا فرعون کی لڑکی کو اس امر کا خیال گزرا کہ شدت گرسلی سے موسیٰ کا انتقال نہ ہو جائے اس وجہ سے وہ بہت پریشان ہوئی جب موسیٰ کی بہن کو اس حالت سے آگاہی ہوئی تب انہوں نے لونڈیوں سے کہا: ﴿هَلْ اَذَلُّكُمْ عَلٰى اَهْلِ بَيْتِ يَكْفُلُوْنَہٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نَاصِحُوْنَ﴾ (القصص: ۱۴) ”کیا تم کو ایسے اہل بیت نہ بتلاؤں جو اس کی کفالت منظور کر لیں اور وہ اس کا خیال بھی کریں گے۔“ لونڈیوں نے یہ سن کر فرعون کی لڑکی سے کہا اس نے اپنے ملازمین کو ہمیشہ موسیٰ کے ساتھ کر دیا اور وہ لوگ مادر موسیٰ کو بلالائے موسیٰ نے اپنی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیا۔

۳۔ موسیٰ کو عبرانی میں موشا کہتے ہیں اس کے معنی آب و درخت کے ہیں چونکہ موسیٰ علیہ السلام پانی اور درختوں میں پائے گئے تھے اس وجہ سے ان کا نام موشا رکھا گیا اور تازی زبان میں موسیٰ کہنے لگے۔

۴۔ اس واقعہ سے پہلے جس وقت موسیٰ بچے تھے یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ایک روز فرعون اپنے محل سرا میں آیا۔ آسہ نے ان کو فرعون کی گود میں دے دیا اور کہا کہ یہ تیرا لڑکا ہے فرعون نے کہا کہ مجھ کو اس سے کچھ سروکار نہیں ہے میں مصری ہوں اور یہ عبرانی لڑکا ہے۔ آسہ اور فرعون میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ موسیٰ نے فرعون کی داڑھی پکڑ کر ایک چپت رسید کی۔ فرعون اس حرکت سے برہم ہو کر کہنے لگا کہ یہ بنی اسرائیل کا لڑکا ہے میں اسی کو ڈھونڈ رہا تھا میں اس کو ضرور مار ڈالوں گا۔ آسہ نے کہا ”اس نے یہ حرکت نادانی سے کی ہے دانستہ اس نے یہ فعل نہیں کیا اگر یہ جان بوجھ کر اس فعل کا مرتکب ہوتا تو البتہ سزا کا مستحق تھا۔“ فرعون نے اس خیال کی تردید کی تب آسہ نے آزمائش کی غرض سے دو پشت ایک یا قوت سرخ کا اور دوسرا آگ کا منگوا کر موسیٰ کے رو برو رکھ دیئے۔ موسیٰ نے بحکم الہی آگ اٹھا کر منہ میں رکھ لی۔ فرعون کو اس سے یقین ہو گیا کہ موسیٰ نے جان بوجھ کر وہ حرکت نہیں کی اور اس خیال کے پیدا ہو جانے سے وہ اس کی ایذا سے محفوظ رہ گئے۔



(۱۹) ”کیا تو نے ارادہ کر لیا ہے کہ مجھ کو قتل کر ڈالے گا جیسا کہ کل ایک شخص کو مار ڈالا تھا“ ”موسیٰ“ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی خبر فرعون تک پہنچ گئی۔ اس نے آپ کی گرفتاری کا حکم نافذ کیا۔

**حضرت موسیٰ کا نکاح:** موسیٰ اس واقعہ سے مطلع ہو کر ارض مدین کی طرف نکل کھڑے ہوئے اس وقت آپ کی عمر چالیس برس کی تھی۔ مدین کے قریب پہنچ کر ایک چشمہ پر دو لڑکیوں کو دیکھا آپ نے ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا۔ ان دونوں لڑکیوں نے اپنے باپ کو اس سے مطلع کیا ان کے باپ نے ان میں سے ایک کا نکاح موسیٰ کے ساتھ کر دیا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ شعیب بن نوفل بن عیقا بن مدین علیہ السلام نبی تھے اور طبری کہتا ہے کہ جس نے موسیٰ کا نکاح اپنی لڑکی سے کیا تھا وہ رعمیل (جو مدین کے عالموں سے تھے) ہیں ان کا نام بیتر تھا اور حسن بصری کا یہ بیان ہے کہ شعیب بن مدین کے سردار تھے۔

**حضرت موسیٰ کی تبلیغ دین:** القصہ موسیٰ نے اپنے خسر شعیب کے پاس قیام کیا اور عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔ حتیٰ کہ اسی برس کی عمر میں وحی نازل ہوئی اور آپ کے بھائی ہارون پر وحی تراوی برس کی عمر میں نازل ہوئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کی طرف بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو قبلی حکومت اور فرعونوں سے مظالم سے نجات دلا کر ارض مقدسہ کی طرف لے جائیں جس کے دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم واسحاق و یعقوب سے کیا تھا۔ چنانچہ موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس گئے اور بنی اسرائیل کو دین حق کی دعوت دی وہ لوگ ایمان لائے۔ چنانچہ موسیٰ و ہارون کی اتباع کی۔ پھر فرعون سے بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کے لئے کہا موسیٰ نے عصا دکھایا اس نے ان کو جھٹلایا ساحروں کو جمع کیا۔ پھر سب ساحر موسیٰ پر ایمان لائے جیسا کہ قرآن میں صراحتاً مذکور ہے۔

(مترجم) اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت موسیٰ مدین پہنچے اور ایک چشمہ پر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ لوگ گروہ کے گروہ آتے ہیں اور اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر چلے جاتے ہیں ان کے علاوہ دو عورتیں کچھ فاصلہ پر کھڑی ہیں اور اپنے مویشیوں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر نہ چلے جائیں گے اس وقت تک ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہ پلا سکیں گے۔ ان کا بچا ہوا پانی ہم اپنے مویشیوں کو پلاتے ہیں۔ ہمارا باپ ضعیف ہے اس سے کچھ کام نہیں ہو سکتا۔

یہ دونوں واقعے موسیٰ کی چالیس برس کی عمر میں واقع ہوئے اور اس سے پہلے جب آپ بیس برس کے ہوئے تو فرعون نے آپ کی شادی کر دی تھی اس بیوی سے موسیٰ کے دو لڑکے حسرتوں اور یلیجا پیدا ہوئے اور چالیسویں برس کی عمر میں یہ دونوں واقعے اسی طرح واقع ہوئے کہ ایک روز خلاف معمول موسیٰ فرعون سے جدا ہو کر دوپہر کے وقت شہر منف میں وارد ہوئے۔ منف مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا اس وقت ایک قبلی ایک اسرائیل کو مار رہا تھا۔ موسیٰ نے قبلی کو اس حرکت سے روکا لیکن جب اس نے آپ کا کچھ خیال نہ کیا تو آپ نے اس کے سینہ پر تھکی سی دی۔ اتفاق سے اس کا اثر اس کے دل پر پہنچا اور وہ مر گیا۔ فرعون کو جب قبلی کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو اس نے قاتل کی تفتیش کا حکم دیا۔ موسیٰ نے خوف و بیم میں یہ رات گزاری اور وہیں رہ گئے مصر نہ آئے اتفاق سے دوسرے روز پھر ایسا ہی قصہ پیش آیا کہ اس بنی اسرائیل کو دوسرا قبلی مار رہا تھا۔ آپ نے قبلی کو روکا قبلی نے کہا تو بڑا جاہر معلوم ہوتا ہے کل ایک کو تو مار چکا ہے آج تو نے میرے مارنے کا ارادہ کیا ہے۔ موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس نے فرعون کو جا کر تمام واقعہ سے مطلع کر دیا۔



موسیٰ کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اور کنوئیں کے منہ سے وہ پتھراٹھا کر ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا جسے کئی آدمی مل کر اٹھایا کرتے تھے لڑکیوں نے لوٹ کر اپنے باپ سے یہ واقعہ بیان کیا اور ان میں سے ایک اپنے باپ کے کہنے سے موسیٰ کو بلانے آئی اور موسیٰ کو کہا ”چلو تم کو ہمارا باپ اس پانی پلانے کی اجرت دینے کو بلاتا ہے۔ موسیٰ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب ہوا سے اس کا کپڑا اڑنے لگا تو آپ نے کہا تم میرے پیچھے سے رہبری کرو میں تمہارے آگے چلتا ہوں۔

الغرض موسیٰ شعیب کے پاس پہنچے اور اپنا تمام ماجرا کہہ سنایا شعیب نے کہا: ﴿لَا تَخْفَ نَجْوَتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (القصص: ۲۵) اس کے بعد اسی لڑکی نے اپنے باپ شعیب سے کہا ”کہ اے باپ اس کو اس کے کام کی اچھی مزدوری دینا یہ بڑا قوی اور امین ہے۔“ شعیب نے کہا کہ تو نے اس کی قوت کا اندازہ تو اس کے پتھراٹھالینے سے کیا مگر اس کے امین ہونے کا تجھے کیسے یقین ہوا لڑکی نے اس کے جواب میں راستہ میں ہمراہ آنے کا قصہ بیان کیا۔ شعیب نے موسیٰ سے کہا ”میرا یہ ارادہ ہے کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں اس مہر کے عوض آٹھ برس میری مزدوری کرو اور اگر دس برس پورے کر دو گے تو اور زیادہ مناسب ہو گا میں تم پر جبر نہیں کرنا چاہتا۔

موسیٰ اس شرط پر راضی ہو گئے جب شام ہوئی تو کھانا سامنے لایا گیا تو موسیٰ نے کھانے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم ایسے اہل بیت سے ہیں کہ اعمالِ آخرت پر اجرت نہیں لیتے۔ شعیب نے جواب دیا کہ وہ اس کی مزدوری نہیں ہے بلکہ یہ ہماری اور ہمارے آباؤ اجداد کی عادات میں داخل ہے موسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا۔ شعیب نے ان کا نکاح اپنی لڑکی صفورا سے کر دیا جس نے پانی پلانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے گئی تھی۔

شعیب نے صفورا سے کہا مویشیوں کو ہانکنے کے واسطے ایک لکڑی لادو صفورا ایک لکڑی اٹھالائی تھی جسے ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آ کر رکھ گیا تھا۔ شعیب نے اسے لوٹا دیا مگر صفورا جب لکڑی لاتی تھی وہی عصا لاتی تھیں آخر موسیٰ اور شعیب میں اس عصا کے لینے میں بحث ہو گئی اور اس امر پر قضیہ ختم ہوا کہ پہلے جو شخص ملے اس کا فیصلہ قابل قبول ہو حکم الہی سے وہی فرشتہ دوبارہ بصورت آدمی آیا اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے زمین پر ڈال دو اور جو شخص تم دونوں آدمیوں میں سے اسے اٹھا لے وہی اسے لے دونوں بزرگ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے۔ پہلے شعیب نے لکڑی کو اٹھانا چاہا لیکن مجبور رہے اور موسیٰ نے جب اٹھانے کا قصد کیا تو اٹھالیا۔

دس برس تک موسیٰ شعیب کے یہاں مزدوری کرتے رہے۔ گیارہواں سال جاڑے کے موسم میں اپنی بی بی کو ہمراہ لے کر شعیب سے رخصت ہو کر مصر روانہ ہوئے پانچ روز کا راستہ طے کر کے جب طور سینا کے قریب پہنچے تو شب تاریک ہونے کی وجہ سے راستہ بھول گئے۔ موسیٰ نے ہر چند چھماق سے آگ جلانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے پریشان ہو کر خاموش رہے جب ایک حصہ رات کا گذر گیا تو طور سینا پر کچھ روشنی ہوئی جسے یہ آگ سمجھ کر اپنی بی بی سے بولے تم یہیں بیٹھی رہو میں اس طرف جاتا ہوں شاید وہاں پر آگ مل جائے یا راستہ کا پتہ چل جائے۔

موسیٰ یہ کہہ کر طور سینا کی طرف بڑھے جس قدر جناب موصوف آگ کے قریب جاتے تھے اسی قدر آگ دور ہوتی جاتی تھی اور آسمان تک مشتعل ہوتی جاتی تھی۔ موسیٰ کو اس واقعہ سے سخت حیرت دامن گیر ہوئی کیونکہ آگ دھوئیں کے بغیر



جس قدر تیز اور روشن ہو رہی تھی اسی قدر درخت سرسبز اور ہرا ہرا نظر آ رہا تھا۔ موسیٰؑ کچھ سوچ سمجھ کر جھکے اور جھپک کر لوٹے مگر ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (القصص: ۳۰) کی ندا سن کر ٹھہر گئے تھوڑی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں رہے جب ہوش میں آئے تو جناب باری نے فرمایا: ﴿إِخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (طہ: ۲۱) ”تو اپنے جوتے کو اتار ڈال بے شک تو زمین پاک میں ہے۔“

علماء تفسیر جوتے اتارنے کے حکم کی وجہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جوتیاں مردہ گدھے کے چمڑے کی تھیں لیکن وہ تاویل ہی تاویل ہے اصل یہ ہے کہ شرافت و تعظیم کے لحاظ سے یہ حکم ہوا تھا۔ بہر کیف موسیٰؑ نے حکم باری جو تا اتار ڈالا جناب باری عزاسمہ نے ان کو پہلے اصول توحید کی تعلیم دی پھر شریعت کی تعلیم کی اور شریعت کے احکام بیان فرمائے اس کے بعد نبوت مرحمت فرمائی اور ثبوت نبوت کے لئے معجزے دینے کی ضرورت ہوئی تو یوں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمْؤُسِي﴾ (طہ: ۱۷) ”تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰؑ“ موسیٰؑ نے عرض کیا ﴿هِيَ عَصَاي﴾ ”یہ میرا عصا ہے۔“ ﴿آتَوْكُوا عَلَيْهَا وَاهْتَشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ﴾ (طہ: ۱۸) ”میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور بکریوں کے واسطے اس سے پیتاں درختوں کی توڑتا ہوں اور اس سے مجھ کو بہت سے کام اور بھی ہیں۔“

علماء تفسیر نے اس مقام پر ایک لطیفہ دلچسپ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ نے صرف اس سوال پر کہ یہ کیا چیز ہے اتنا بڑا جواب کہ ”میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں“ بکریوں کے واسطے پتے توڑتا ہوں اور جب اتنے کہنے سے تسکین نہ ہوئی تو یہ کہا اس سے مجھ کو اور بہت سے کام ہیں۔“ دو وجہ سے دیا ایک تو اس خیال سے کہ جناب باری عزاسمہ سے شرف تکلم دیر تک حاصل رہے اور دوسرے یہ کہ شاید بشریت کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ جوتا تو پہلے ہی اتر دیا گیا ہے کہیں یہ لکڑی بھی ہاتھ سے پھینک دینے کا حکم نہ ہو جائے حالانکہ ایسا ہی ہوا کہ جناب باری نے یہ جواب سن کر بھی فرمایا: ﴿الْقَهَا يَمْؤُسِي﴾ (طہ: ۱۹) ”اے موسیٰؑ اس کو چھوڑ دے۔“

موسیٰؑ نے جو نبی بحکم باری عصا زمین پر پھینکا ویسے ہی وہ ایک اثر دھے کی صورت میں پھنکاریاں مارتا نظر آیا۔ موسیٰؑ ڈرے اور پیچھے ہٹے حکم ہوا ”کچھ خوف نہ کرو آگے بڑھو اسے ہاتھ تو لگاؤ ہم پھر اسے پہلی ہی حالت میں کر دیں گے۔“ موسیٰؑ نے یہ سن کر اثر دھے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن پکڑ لی وہ پھر عصا ہو گیا اس کے بعد حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ کو جیب میں چھپا کر نکالو وہ روشن و سفید ہو جائے گا کسی بیماری سے نہیں بلکہ کرامت و اعجاز سے۔ جب موسیٰؑ اس حکم کی تعمیل سے فارغ ہو چکے اور یہ دونوں معجزے (یعنی عصا کا اثر دھا ہونا اور ید بیضا مرحمت ہو گئے تو ارشاد ہوا: ﴿فَذَلِكِ بُرْهَانِنِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ أَنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ﴾ (القصص: ۳۲) ”پس یہ تیرے رب کی دو دلیلیں و علامتیں ہیں

۱۔ اصول توحید یہ ہیں کہ خدا کا کسی کو شریک نہ کرنا اس کی ذات میں اور نہ اس کی صفات میں۔ چنانچہ اس کو جناب باری نے ایک مقام پر ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا﴾ ”بے شک میں اللہ ہوں اور کوئی اللہ سوائے میرے نہیں ہے۔“ فرمایا ہے اور دوسرے مقام پر ﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ ”بے شک میں اللہ ہوں سارے عالم کا پروردگار“ ارشاد کیا ہے۔

۲۔ شریعت کی تکمیل یوں فرمائی کہ پہلے عبودیت کا ذکر کیا اور اس کے بعد لازمہ عبودیت یعنی اطاعت کی تعلیم کی۔ پھر اعتقاد کو درست کیا جیسا کہ آیہ ﴿فَاعْبُدْنِي وَاقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ ”میری عبادت کرو اور نماز قائم کر میرے ذکر کے لئے۔“ اور ﴿أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ﴾ ”بے شک قیامت آنے والی ہے“ سے مستفاد و مفہوم ہوتا ہے۔



فرعون اور اس کے گروہ کی طرف بے شک وہ لوگ قوم فاسق ہیں۔“ موسیٰ نے گزارش کی ﴿إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ أَنْ يُقَتِّلُونِي﴾ (القصص: ۳۳) ”اے خدا میں نے ان میں سے ایک شخص کو مار ڈالا ہے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو مار نہ ڈالیں۔“ اس وجہ سے میرے بھائی ہارون کو بھی بھیج دے وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں جناب باری نے آپ کی یہ التجا منظور فرمائی ان کو بھی نبوت مرحمت فرمائی اور بنظر تسلی و تسکین ارشاد فرمایا: ﴿وَنَجْعَلُ لَكُمْ سُلْطٰنًا﴾ (القصص: ۳۴) ”ہم تم دونوں کو غلبہ و قوت مرحمت کریں گے۔“ ﴿فَلَا يَصْلُوْنَ إِلَيْكُمْ بٰئِشًا﴾ (القصص: ۳۵) ”پس وہ لوگ یعنی فرعون اور اسکی قوم تم کو کچھ مضرت نہ پہنچائیں گے ساتھ نشانیوں ہماری کے۔“ ﴿أَتَمٰوْا مِّنْ اَتْبَعَكُمْ الْغٰلِبُوْنَ﴾ (القصص: ۳۵) ”تم اور تمہارے اتباع کرنے والے ان پر غالب ہو جائیں گے۔“

موسیٰ نے جب اپنی ہر طرح سے تسکین کر لی اور ہر صورت سے آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ طور سینا سے لوٹے اور اپنے اہل کو لے کر روانہ ہوئے منازل طے کرنے کے بعد رات کے وقت مصر پہنچے اور اپنے مکان میں جا کر فروکش ہوئے۔ مگر نہ گھر والے موسیٰ کو پہچان سکے اور نہ موسیٰ نے ان لوگوں کو پہچانا۔ صبح کے وقت کھانے پر ہارون نے آپ کا نام و نشان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ مدتوں کے پچھڑے ہوئے بھائی موسیٰ ہیں۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا اور موسیٰ نے اپنی سرگزشت کہہ سنائی۔

بعض مؤرخین تحریر کرتے ہیں کہ موسیٰ طور سینا پر سات روز تک رہے ان کے زمانہ عدم موجودگی میں چند چرواہے مدین کے طور کی طرف آئے اور آپ کی بیوی کو ان کے باپ شعیب کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد موسیٰ طور سے واپس ہو کر تنہا مصر کو روانہ ہوئے پھر فرعون کے غرق ہونے کے بعد شعیب نے آپ کی بیوی کو آپ کے پاس پہنچایا۔ اکثر علماء تاریخ اپنی تصنیفات میں یہ بھی شہادت دے رہے ہیں کہ موسیٰ کے مصر پہنچنے سے پہلے ہارون پر وحی نازل ہو چکی تھی اور انہیں حکم مل گیا تھا کہ موسیٰ مصر کی طرف آ رہے ہیں اور تم ان کے ہمراہ فرعون کے پاس ادائے رسالت کو جانا۔ چنانچہ ہارون مصر سے باہر موسیٰ سے ملے اور جب موسیٰ نے کہا ہم کو خدا نے فرعون کی طرف رسول کر کے بھیجا ہے تم ہمارے ساتھ چلو تو ہارون نے اس قول کی تصدیق کی اور اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوئے اور رات ہی کو فرعون کے دروازہ پر جا کر دستک دی تھی۔ واللہ اعلم موسیٰ کو اسی برس کی عمر میں اور ہارون کو تراسی برس کی عمر میں نبوت مرحمت ہوئی تھی پہلے ان دونوں بزرگوں نے بنی اسرائیل پر اپنی رسالت و نبوت کو ظاہر کیا جب وہ لوگ ایمان لے آئے اور آپ کے پیرو ہوئے تو فرعون کے پاس گئے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ دو برس تک یہ دونوں بھائی فرعون کے مکان تک آتے جاتے رہے مگر اندر داخل نہ ہونے پاتے تھے اتفاق وقت سے ایک روز فرعون کے دربار میں ایک عجیب مسخرہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اثناء کلام میں جب کہ فرعون اپنی بڑائی کا اظہار کر رہا تھا بول اٹھا کہ یہ عجیب بات ہے کہ تم خدائی کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم کو اس کی خبر بھی نہیں کہ تمہارے دروازے پر ایک مدت سے ایک شخص آیا ہوا ہے جو اپنے کو خدا کا رسول کہتا ہے فرعون یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اس نے ان کو دربار میں بلوایا جس وقت یہ دونوں بھائی دربار میں پہنچے مسخرے نے دیکھ کر کہا اے لو! اس گل دیگر شگفت میں تو ایک ہی شخص سمجھا تھا یہ تو دو نکلے۔“

الغرض موسیٰ و ہارون نے فرعون کے پاس پہنچ کر کہا: ﴿اِنَّا رَسُوْلٌ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَنْ اُرْسِلْ مَعَنَا بِنِيْ اِسْرٰئِيْلَ﴾



(الشعراء: ۱۶، ۱۷) ”ہم پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں یہ پیام ہے کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔“ فرعون نے موسیٰ کو زبان لکنت سے پہچان لیا اور بنظر حقارت سوالیہ لہجہ میں بولا: ﴿الْمُ نُرَبِّكَ فِئْنَا وَلِنَدَا﴾ (الشعراء: ۱۸) ”کیا تیری ”لڑکپن“ سے ہمارے یہاں پرورش نہیں ہوئی۔“ ﴿وَلَبِثْتَ فِئْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ﴾ (الشعراء: ۱۸) ”اور کیا تو چند سال ہمارے یہاں نہیں رہا ہے؟“ ﴿وَفَعَلْتَ فَعَلْتِكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (الشعراء: ۱۹) ”اور کیا تو نے وہ کام جو کیا تو نے اور اب اس کے انکار کرنے والوں سے ہے؟“ موسیٰ نے جواب دیا: ﴿فَعَلْتُهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۰) ”ہاں میں نے اس وقت وہ کام کیا تھا اور میں ناواقفوں میں سے تھا۔“ ﴿فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُمْكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَ جَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۱) ”لیکن تمہارے خوف سے بھاگ گیا تھا پس دی میرے رب نے مجھ کو سمجھ اور کیا مجھ کو پیغمبروں میں سے۔“ فرعون یہ سن کر متعجب ہوا کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا سمجھ رہا تھا اسی وجہ سے اس نے پھر استفسار کیا: ﴿وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۳) ”رب العالمین کی ماہیت کیا ہے؟“ موسیٰ نے فرمایا: ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۳) ”وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو چیز کہ ان کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔“ فرعون کو اس کلام سے اور زیادہ تعجب ہوا اس نے اپنے ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا: ﴿اَلَا تَسْتَمْعُوْنَ﴾ (الشعراء: ۲۵) ”کیا نہیں سنتے تم۔“ موسیٰ نے ان کے اس استعجاب کے رفع کرنے کی غرض سے یا یہ کہ فرعون کے مصاحبین کے اس استفسار کے جواب میں کہ اے موسیٰ جس کی طرف ہم کو تم بلا تے ہو وہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا: ﴿رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَائِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۶) ”خدا تمہارا ہے اور تمہارے اگلے باپوں کا ہے خدا۔“ فرعون نے اپنے جلیسوں سے کہا: ﴿اِنَّ رَسُوْلَكُمْ الَّذِيْ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (الشعراء: ۲۷) ”بے شک یہ پیغمبر جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے دیوانہ ہے۔“ موسیٰ ان کی ناسمجھی سے جھلا کر پھر بولے: ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (الشعراء: ۲۸) ”پروردگار مشرق اور مغرب کا ہے اور اس چیز کا ہے جو ان کے درمیان میں ہے اگر تم کچھ سمجھتے ہو۔“ فرعون کو یہ سن کر غصہ آ گیا اور اس نے طیش سے کہا: ﴿لَيْسَ اَتَّخِذُ الْهٰٓءَا غَيْرِيْ لَاجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۹) ”اگر میرے سوا کسی اور کو خدا بنائے گا تو بے شک میں تجھ کو قید کر دوں گا۔“ موسیٰ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے اس دعویٰ کی شہادت میں کوئی ظاہر اور روشن معجزہ پیش کروں فرعون نے کہا: ﴿فَاْتِ بِهٖ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (الشعراء: ۳۱) ”اگر تجھ کو سچائی کا دعویٰ ہے تو اس کو دکھلا۔“ موسیٰ نے عصا کو زمین پر ڈال دیا فوراً اسی گز کا اثر دھا بن گیا اور اپنے ہاتھ کو بغل میں سے کھینچ لیا معاً پید بیضا ظاہر ہو گیا۔

اس کے بعد فرعون کے کہنے سے موسیٰ نے اژدہ کو پکڑ لیا وہ پھر عصا ہو گیا اور ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے۔ وہ بھی اصلی حالت میں آ گیا چونکہ موسیٰ کو مزاج میں سختی تھی اس خیال سے کہ جناب باری نے موسیٰ کی طرف یہ وحی نازل فرمائی کہ فرعون سے سختی و درشتی سے باتیں نہ کرو بلکہ نرمی سے ہم کلام ہو شاید اس پر ہمارا کچھ خوف غالب ہو اور وہ راہ راست پر آ جائے۔ موسیٰ و ہارون فرعون کے پاس پھر گئے اور اس کو سمجھانے لگے ”اگر تو یہ چاہے گا کہ تیرے شباب کا عہد لوٹ آئے تو

بعض مورخین نے تحریر کیا ہے کہ اس اژدہ سے کام نہ اس قدر بڑا تھا کہ ایک کلمہ اس کا زمین پر تھا اور دوسرا کلمہ فرعون کے کنگرہ محل پر فرعون پر اس

اژدہ کو دیکھنے سے ایسا خوف غالب ہوا کہ اس کا پاخانہ خطا ہو گیا۔ تقریباً بیس روز تک اس کو دست آیا کئے۔



میں تجھ کو ازسرنو نوجوان کر دوں گا اور اگر تیری یہ خواہش ہے کہ ہمیشہ تو بادشاہت کرتا رہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ تجھ سے بادشاہت کبھی نہ چھینی جائے گی اور جب تو اس دنیا سے دارالبقا کی طرف جائے گا تو نہایت وسیع اور عمدہ جنت پائے گا لیکن ان سب کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تو خدائے برحق و یکتا پر ایمان لا اور میرے رسول ہونے کی شہادت دے۔“

فرعون یہ سن کر کچھ راضی سا ہو گیا اور اس نے اپنے وزیر ہامان کو بلا بھیجا ہامان اس سے بھی زیادہ کفر و زندقہ میں بڑھا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ باتیں سن کر کہہ دیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ”آج تک تو خدائی کر رہا تھا لوگ تیری پرستش کرتے تھے اور آج تو موسیٰ کے کہنے سے اس کے خیالی خدا کی عبادت کرے گا بندگی کر کے بندوں میں شامل ہوگا۔“ فرعون اس گفتگو کو سن کر اپنے خیال پر نادم ہوا۔ ہامان نے خضاب ایجاد کر کے فرعون کے بال سیاہ کر دیئے اور اس طور سے اس کی خواہش جوانی پوری کر دی۔

فرعون پہلا شخص ہے کہ جس نے اپنے بالوں کو سیاہ و سمہ سے رنگا فرعون کو ہامان کی باتوں سے اطمینان ہو گیا۔ مگر ساتھ ہی اسے یہ خیال گزرا کہ کہیں میرے مصاحبین موسیٰ کی پٹی میں نہ آ جائیں اس وجہ سے اس نے اپنے جلسیوں کو خطاب کر کے کہا: ﴿إِنَّ هَذَا لَسِحْرٌ عَلَيْنَا﴾ (الشعراء: ۳۴) ”بے شک یہ دانا جادو گر ہے۔“ ﴿يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ﴾ (الشعراء: ۳۵) ”یہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہارے دین سے بزور اپنے جادو کے نکال دے پس کیا کہتے ہو“ درباریوں نے یہ رائے دی: ﴿وَأَنْبَعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ﴾ (الشعراء: ۳۶) ”اس کو اس کے بھائی کو لیت و لعل میں ڈال دے اور جادو گروں کے شہروں میں آدمیوں کو بھیج دے“ ﴿يَأْتُوكَ بِكُلِّ سِحْرٍ عَلَيْنَا﴾ (الشعراء: ۳۷) ”تیرے پاس لائیں وہ ہر دانا جادو گر کو“۔ فرعون نے درباریوں کی یہ رائے پسند کی اور ایک معینہ و مقررہ مدت میں ستر یا بہتر بالتحقیق و بروایت دیگر پندرہ ہزار یا بیس ہزار ساحروں کو جمع کر کے موسیٰ اور ہارون کو بلوایا۔ موسیٰ نے ساحروں سے کہا ”حیف ہے تم لوگ خدا کا کچھ خوف نہیں کرتے اور یہ مصنوعی تماشہ لے کر آئے ہو۔“

ساحروں نے موسیٰ کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر آپ کی باتوں کا جواب تک نہ دیا اور فرعون سے کہنے لگے: ﴿إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ﴾ (الشعراء: ۴۱) ”ہم کو کیا اجرت ملے گی اگر ہم ان پر غالب آ گئے۔“ فرعون نے کہا: ﴿نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَمِنَ الْمُقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۴۲) ”ہاں بے شک تم اس وقت مقربوں میں سے ہو گے یعنی میں تم کو اپنی مصاحبت کی عزت دوں گا۔“ ساحر یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور تیاریاں کرنے لگے موسیٰ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ جو کچھ کرتب دکھانے والے ہو دکھاؤ۔ ساحروں نے ﴿بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ﴾ (الشعراء: ۴۳) ”فرعون کے اقبال سے بے شک ہم ہی غالب ہوں گے۔“ کہہ کر اپنی رسیاں اور لٹھیاں زمین میں ڈال دیں جو عام آدمیوں کی نظر میں سانپ اور اژدہ نظر آنے لگیں۔ موسیٰ نے بالہام باری تعالیٰ اپنا عصا زمین پر ڈال دیا وہ ان سب سے اتنا بڑا اژدہ بن گیا کہ ان سب کو نگل گیا اس کے بعد موسیٰ نے اپنے مبارک ہاتھ میں لے لیا وہ پھر عصا ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ فرعون کے ساحروں کا استاد ایک اندھا ساحر تھا۔ اس سے اس کے ہمراہیوں نے یہ ماجرا بیان کیا اس نے بے ساختہ یہ کہہ دیا کہ یہ سحر نہیں ہے اور بے اختیار سجدہ میں گر پڑا اور اس کے شاگردوں نے بھی اس کی اتباع کی اور سب یک زبان ہو کر کہنے لگے: ﴿أَمَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ رَبِّ مُوسَىٰ وَ هَارُونَ﴾ (الشعراء: ۴۷، ۴۸) ”ایمان لائے ہم



پروردگار عالم پر جو پروردگار موسیٰ اور ہارون کا ہے، فرعون یہ واقعہ دیکھ کر جھلا اٹھا اور غصہ سے کہنے لگا کہ ”تم لوگ میری اجازت کے بغیر اس پر ایمان لائے وہ تمہارا بڑا استاد ہے اسی نے تم کو جادو سکھایا ہے تم اپنی اس خود رانی کا ذائقہ چکھو گے۔ میں پہلے تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا، اس کے بعد تم سب کو سولی دے دوں گا۔“ ساحروں نے کہا ”ہم کو اس کی پرواہ نہیں تیری اس دھمکی سے ہم اپنے اللہ سے نہ پھریں گے ہمیں امید ہے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے گا اس وجہ سے کہ ہم سابق الایمان ہیں۔“ فرعون کو ان کی باتوں سے اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے دوسرے وقت ان بیچاروں کو سولی دے دی۔

یہ خدائی کی شان کبریائی تھی کہ اول وقت تو وہ کفار تھے اور موسیٰ سے مقابلہ کرنے آئے تھے فرعون سے انعام و اکرام کے خواستگار ہوئے تھے اور دوسرے وقت شہداء میں داخل ہو گئے اور کوئی عمل کئے بغیر سیدھے جنت میں چلے گئے۔ عام مورخین کا یہ خیال ہے کہ حزقیل بھی اسی دن ساحروں کے ساتھ قتل کیا گیا اس نے ان کو اعلانیہ ایمان لاتے ہوئے دیکھ کر ایمان ظاہر کر دیا تھا اور بعضے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ اس واقعہ سے پہلے اپنا ایمان ظاہر کر چکا تھا مگر سولی اس کو ان کے ساتھ دے دی۔ حزقیل کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل سے تھا اور کوئی اس کو فرعون کی قوم سے بتاتا ہے اور کوئی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ نجار تھا اسی نے تابوت بنایا تھا جس میں جناب موسیٰ بند کر کے نیل میں ڈالے گئے تھے۔

اس کے بعد دوسرا واقعہ جگر گداز یہ ہوا کہ پہلے ماشطہ نامی ایک عورت کو اس کے لڑکے کے ساتھ فرعون نے تنور میں ڈال دیا اس وجہ سے کہ اس نے بھی اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا اس کے بعد اپنی بی بی آسیہ پر بھی اس قدر تشدد کیا کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ انہوں نے حالت تشدد میں جناب باری میں عرض کیا: ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ عَمَلِهِ وَ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۱) ”اے پروردگار میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے کاموں سے نجات دے اور نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے۔“ اللہ جل شانہ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی اور ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا بی بی آسیہ جنت کو دیکھ کر مسکرائیں۔ فرعون نے کہا یہ ماجرا دیکھو کہ اس پر عذاب کیا جاتا ہے اور یہ ہنس رہی ہے۔ آسیہ نے کچھ جواب نہ دیا اور صبر و شکر کرتی ہوئیں اسی عذاب و تشدد کی حالت میں انتقال کر گئیں۔

ان واقعات کے بعد عام طور سے آدمیوں پر فرعون کا رعب غالب ہو گیا مگر تاہم حقانیت کی وجہ سے موسیٰ کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے۔ فرعون نے عام لوگوں کا خیال منتشر کرنے کی غرض سے اپنے وزیر ہامان سے کہا ”مجھ کو یہ گمان ہو رہا ہے کہ موسیٰ (عیاذ باللہ) جھوٹا ہے تم میرے لئے ایک بلند اور اونچا محل بناؤ تا کہ اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔“ ہامان نے سات برس کے عرصہ میں کئی اینٹوں اور چونے سے ایک مکان بنوایا۔ فرعون کو اس پر چڑھنے کی نوبت تک نہ آئی اللہ جل شانہ کے حکم سے اس کی دیواریں شق ہو گئیں اور وہ مکان گر پڑا۔ فرعون کو اس سے اور زیادہ غصہ آیا اور وہ بنی اسرائیل کو زیادہ ستانے لگا۔ بنی اسرائیل موسیٰ کے پاس آتے اور اس کے ظلم کی شکایتیں کرتے تھے اور جناب موسیٰ یہی فرماتے تھے: ﴿اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ”اللہ سے مدد مانگو اور برداشت کرو بے شک آخرت کی بھلائی پر ہیزگاروں کے لئے ہے۔“



**حضرت موسیٰ کو ہجرت کا حکم:** ان واقعات کے بعد فرعون نے موسیٰ کو جھٹلانے اور بنی اسرائیل کی تکلیف دہی میں زیادہ توجہ کی۔ کوئی دقیقہ ان کو ستانے کا نہ چھوڑا۔ بحکم باری عز اسمہ فرعون اور اس کی قوم کو دس مشکلات یکے بعد دیگرے پیش آئیں۔ جو ہر ایک موسیٰ کی دعا سے رفع ہوتی گئیں یہاں تک کہ موسیٰ کو مع بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کا حکم ہوا۔

**بنی اسرائیل کو ہدایات:** تورات میں لکھا ہے کہ روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ہر خاندان والے بکرے یا دنبے کی قربانی کریں اگر کسی میں اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے ہمسایہ کے ساتھ شریک ہو جائیں اطراف (ہاتھ پاؤں) اور سر کے سوا اور باقی گوشت کھائیں یعنی ان کی ہڈی نہ توڑیں علامت کی غرض سے چلتے وقت اس کا خون دروازوں پر لگا دیں گھر کے باہر کوئی چیز نہ چھوڑیں۔ روانگی کے روز اور اس کے بعد سات دن تک نان فطیر کھائیں اور فصل ربیع کے چودھویں روز مصر سے ارض مقدسہ کی طرف رات کے وقت لاٹھیاں ہاتھوں میں لئے ہوئے بوڑھے جوان لڑکے حسب ترتیب نکلیں اور جو کچھ رات کے کھانے سے بچ جائے اسے جلا دیں۔

**عید الفصح:** یہ دن ان کے اور ان کی آئندہ نسلوں کے لئے عید کا مقرر کیا گیا اسی کو وہ لوگ عید الفصح کہتے ہیں تورات میں یہ بھی مذکور ہے کہ اسی شب میں بنی اسرائیل نے غصہ دلانے کی غرض سے قبیلوں کی دو شیزہ عورتوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے موشیوں کو اور چوپایوں کو ہلاک کر دیا۔

**بنی اسرائیل کی ہجرت:** بنی اسرائیل کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ قبیلوں سے قیمتی قیمتی زیورات ادھار لے لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور شب کے وقت اپنے مال و اسباب اور موشیوں کے ساتھ مصر سے نکلے اور بالہام یوسف صدیق کا تابوت نکال کر ہمراہ لیا جیسا کہ انتقال کے وقت آپ نے وصیت کی تھی۔

**فرعون کا تعاقب و غرقابی:** بنی اسرائیل کی تعداد اس وقت چھ لاکھ یا کچھ اس سے زیادہ بیان کی جاتی ہے دریا کے

۱۔ علامہ ابن اثیر نے اس میں سے چھ کا ذکر کیا ہے اول طوفان آیا مدتوں پانی برستا رہا۔ تمام چیزیں پانی میں غرق ہو گئیں جب فرعون نے زیادہ پریشان ہوئے۔ تو موسیٰ کے پاس گئے اور کہا اگر یہ عذاب ہم سے اٹھایا جائے گا تو ہم ایمان لائیں گے۔ موسیٰ نے دعا کی اور وہ عذاب جاتا رہا مگر یہ ایمان نہ لائے دوسرے ٹڈیاں اٹھیں اس وقت بھی فرعون نے یہی چال چلے۔ تیسرے جنگلی چوہے اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ تمام کھیتوں اور غلے کے انباروں کو برباد کر دیا۔ موسیٰ سے پھر التجا کی گئی اور یہ عذاب ان کے سروں سے جاتا رہا اور وہ ایمان نہ لائے (چوتھے) مینڈکوں کا عذاب آیا۔ یہ اس کثرت سے پیدا ہوئے کہ فرعونوں کے تمام برتن اور مکان اس سے بھر گئے۔ موسیٰ سے پھر عرض کرنے لگے اور یہ عذاب دفع ہو گیا مگر وہ اپنے کفر پر بدستور قائم رہے۔ (پانچویں) ان پر یہ عذاب نازل ہوا کہ فرعونوں کا پانی خون ہو گیا ایک ہی گھڑے سے فرعون اور بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے۔ بنی اسرائیلی پانی پیتے تھے اور فرعونوں کا خون پیتے تھے یہ عذاب سات دن تک رہا۔ آٹھویں دن موسیٰ کی دعا سے اس سے بھی نجات ملی۔ لیکن کافر کے کافر ہی رہے (چھٹے) ان واقعات کے بعد گھوڑے اور جواہرات اور غلہ کے علاوہ تمام چیزیں مسخ ہو گئیں جب اس مرتبہ بھی فرعونوں نے آپ کو دھوکہ دیا تو آپ کو شاق گزارا تو حکم ہجرت نازل ہوا۔

علامہ طبری نے ان چھ کا ذکر کر کے عصا اور یذ بیضا اور قحط کا ذکر کیا ہے اس حساب سے نو ہوئے۔ بایں ہمہ دسویں عذاب کا پتہ نہ چلا۔

۲۔ عید الفصح نصرانیوں کی عید کا نام ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اس کو عید الفطیر کہتے ہیں۔ کذا قالہ العطار

۳۔ علامہ ابن اثیر بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ میں ہزار بیان کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ ہارون مقدمہ میں سے تھے اور موسیٰ ساتھ کے ہمراہ تھے۔ مورخ طبری کہتا ہے کہ وقت خروج موسیٰ کے ساتھ چھ لاکھ میں ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ تھے۔ اس کے علاوہ بچے اور عورتیں تھیں جن کی تعداد کچھ ظاہر نہیں کی۔ نویں شب کو شنبہ کے دن مصر سے موسیٰ نکلے اور اس کی صبح کو فرعون کو ان کی روانگی کی اطلاع ہوئی۔



کنارے پہنچ گئے تھے کہ فرعون کو یہ خبر لگی۔ فوراً مصر کے گرد و نواح کے شہروں سے کچھ فوجیں جمع کر لیں اور ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جس وقت بنی اسرائیل دریائے نیل کے ساحل پر کوہ طور کے سامنے پہنچے۔ فرعونؑ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے آ پہنچا۔ موسیٰؑ نے بحکم خدا اپنا عصا دریا پر مارا دریا پھٹ گیا اور سات راستے ظاہر ہو گئے۔ موسیٰؑ بنی اسرائیل کے ساتھ اس میں سے گزر گئے اور فرعون مع اپنے لشکریوں کے ان کے تعاقب میں آگے بڑھا۔ نصف دریا تک پہنچا ہوگا کہ موج کے تھپیڑوں نے اسے اس کی فوج کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

بنی اسرائیل کا دامن کوہ طور میں قیام: بنی اسرائیل دریا عبور کر کے دامن طور میں مقیم ہوئے اور موسیٰؑ کے ساتھ تسبیح میں مصروف ہوئے وہ تسبیح یہ تھی ((نسیح الرب البھی الذی فخر الجنود و بند فرسانها فی البحر المنیع المحمود)) اور مریمؑ، مشیرہ موسیٰؑ و ہارونؑ بھی دف لئے ہوئے بنی اسرائیل کی عورتوں میں ((سبحان الرب القہار الذی قہر الخیول و رکبانها و القاها فی البحر)) ترتیل سے پڑھ رہی تھیں۔

احکام عشرہ کا نزول: اس کے بعد موسیٰؑ کوہ طور پر مناجات کرنے کو گئے اللہ جل و علیٰ ذکرہ نے آپ سے کلام کیا۔ معجزات مرحمت فرمائے الواح نازل کیں بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ وہ دو لوہیں تھیں جن میں کلمات عشرہ تھے (یعنی کلمہ توحید، محافظت علی السبت تبرک الاعمال فیہ) (یعنی شنبہ کے دن کچھ کام نہ کرنا، والدین کے ساتھ نیکی کرنا، قتل، زنا، سرقہ، جھوٹی گواہی سے بچنا، اپنے پڑوسی کے گھر عورت اسباب کی طرف بڑی نگاہوں سے نہ دیکھنا۔

احکام عشرہ کے نزول کے متعلق روایت: نزول الواح کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل جس وقت دریا کو عبور کر کے طور سینا کے قریب مقیم ہوئے اور موسیٰؑ طور پر چڑھ گئے۔ اللہ جل شانہ سے باتیں کیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اس انعام کا کہ فرعون سے ان کو نجات ملی ہے اس طور سے شکر یہ ادا کریں کہ تین روز تک برابر غسل کریں۔ کپڑے دھوئیں۔ تیسرے روز طور کے ارد گرد جمع ہوں۔ بنی اسرائیل نے اس حکم کی تعمیل کی۔ طور پر دفعۃً ایک ابر محیط ہو گیا جس میں رعد و برق کی چمک و تڑپ تھی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر حیرت زدہ جہاں پر تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ اس کے بعد طور کو دھوئیں نے ڈھانپ لیا اس کے وسط میں ایک نور کا ستون تھا اس کے بعد ایک زلزلہ عظیم محسوس ہوا جس سے طور کا ہر پتھر کانپ

۱۔ مؤرخین اس واقعہ کو اس طرح پر روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بنی اسرائیل دریا کے ساحل پر آ پہنچے اور فرعون ان کے قریب آ پہنچا تو بنی اسرائیل گھبرا گئے اور موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ مصر میں ہم جس حالت میں تھے اچھے تھے اب تم ہم کو مصر سے نکال لائے۔ سامنے دریا ہے پیچھے دشمن۔ نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ موسیٰؑ نے کہا کَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ "یعنی بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے اور وہ قریب ہے کہ میری ہدایت کرے گا۔" موسیٰؑ کی زبان سے یہ کلمات ختم نہ ہوئے تھے کہ دریا پر عصا مارنے کی وحی نازل ہوئی۔ جناب موسیٰؑ نے دریا پر عصا مارا فوراً بارہ راستے ظاہر ہو گئے۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ان راہوں سے چلے کچھ دور چل کر ہر ایک سبط سے کہنے لگے کہ شاید ہمارے ساتھی ڈوب گئے جب تک ہم ان کو نہ دیکھیں گے ہم کو یقین نہ آئے گا۔ موسیٰؑ نے دعا فرمائی اسی وقت پانی کی جو دیواریں بن گئیں تھیں ان میں روزن ہو گئے اور ہر ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے دریا عبور کر گئے۔ فرعون نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے لشکریوں سے کہا "دیکھو دریا نے مجھے راستہ دے دیا لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارا دشمن تو نکل گیا اور تم باقی رہ گئے چلو آگے بڑھو۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا گھوڑا آگے کیا جس وقت نصف دریا میں پہنچے دریا اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور فرعون مع اپنے لشکریوں کے ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ ڈوبتے وقت فرعون نے کہا: ﴿ اَمِنْتُ اِنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنْتُ بِهِ بَنُوْا اِسْرٰٓئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (یونس: ۹۰) "یعنی میں ایمان لایا اس پر کہ کوئی خدا کے سوائے اس کے نہیں ہے جس پر کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میرے مسلمانوں میں سے ہوں۔" مگر اس وقت کا ایمان کچھ سو مند نہ ہوا۔



اٹھا اور رعد کی تڑپ اور زیادہ سنی جانے لگی۔ موسیٰ کو حکم دیا گیا کہ بنی اسرائیل وصایا اور احکام شرعیہ سننے کے لئے قریب آئیں مگر بنی اسرائیل خوف کے مارے آگے نہ بڑھ سکے۔ تب یہ حکم صادر ہوا کہ ہارون حاضر ہوں اور علماء بنی اسرائیل ان کے قریب کھڑے رہیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ اللہ جل شانہ نے ان پر الواح نازل فرمائیں۔ چالیس راتوں کے گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔

**حضرت موسیٰ کی بے ہوشی:** اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا آپ نے دیکھنے کی تمنا ظاہر کی۔ حکم ہوا ”تم نہ دیکھ سکو گے البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی اصلی حالت پر رہ جائے تو شاید تم دیکھ سکو“۔ موسیٰ پہاڑ کی طرف نظر اٹھانا تھا کہ تجلی باری کی تاب نہ لاسکے بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا اپنی اس جسارت کی معافی چاہی اس کے بعد اللہ جل شانہ نے ان کو تورات کے بہت سے حلت و حرمت کے احکام بتائے۔

**حضرت ہارون کی قائم مقامی:** موسیٰ جس وقت کوہ طور پر جانے لگے تھے اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل میں قائم مقام کر گئے وہ انہیں ہر حکم کی بجا آوری اور ممنوع چیزوں سے احتراز کی تعلیم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے ہارون کے کہنے سے ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ روشن کی اور ان زیورات کو جو روانگی کے وقت مصر میں قبیلوں سے ادھار لئے تھے آگ میں ڈال دیئے۔ اس وجہ سے کہ وہ زیورات ان پر حرام ہو چکے تھے۔

**گنو سالہ کی پوجا:** سامری اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے آیا اور اس پر کوئی چیز ڈال دی جو اس کے پاس موجود تھی۔ جس سے وہ عجل یعنی گنو سالہ بن گیا بنی اسرائیل نے اس کی پرستش شروع کر دی۔ ہارون نے اس خیال سے کہ بنی اسرائیل میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے خاموش رہے۔

۱۔ موسیٰ نے بوقت خروج مصر بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ تم کو کتاب اللہ دی جائے گی جس میں تمام احکام درج ہوں گے۔ بعد فرعون کی ہلاکت کے جب بنی اسرائیل طور سینا کے قریب آ کر مقیم ہوئے موسیٰ سے کتاب اللہ طلب کی۔ موسیٰ نے اللہ جل شانہ سے عرض کیا اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ پہلے تیس روزے رکھو اور طہارت و صفائی سے رہو جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تب تم کو کتاب مرحمت کی جائے گی۔ چنانچہ موسیٰ نے اول ذیقعدہ سے روزے رکھے ماہ مذکور ختم ہونے کے بعد جس وقت طور پر جانے لگے روزے کی وجہ سے منہ کی بو پسند نہ آئی آپ نے بیر یا کسی اور درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر مسواک کر لی۔ اللہ جل شانہ نے اسی وقت یہ وحی نازل فرمائی کہ ”کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ مجھ کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی بو سے زیادہ پسند اور محبوب ہے؟ تم دس روزے اور رکھو اور اسکے بعد کتاب لینے اور ہمکلام ہونے کیلئے آؤ“۔ چنانچہ جناب موصوف نے پورے اول عشرہ ذوالحجہ کو روزے رکھے اور اسی دن میں بنی اسرائیل گوسالہ پرست ہو گئے۔ یہ اس وجہ سے کہ موسیٰ کی مدت مقررہ تیس دن کی ختم ہو گئی اور وہ واپس نہ آئے تھے۔

۲۔ سامری کو بعضے باجرمیوں سے شمار کرتے ہیں اور بعض اسے بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔

۳۔ وہ شے جس کو اثر رسول سے تعبیر کرتے ہیں جبرائیل کے گھوڑے کی مٹی تھی۔ سامری نے یہ مٹی اس دن اٹھالی تھی جبکہ بنی اسرائیل دریائے نیل عبور کر رہے تھے اور فرعون ان کے تعاقب میں تھا۔ جبرائیل حسب حکم باری تعالیٰ بنی اسرائیل کی مدد کو آئے تھے۔ جس طرف یہ جاتے تھے خشک گھاس سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر ایک مٹھی خاک جبرائیل کے گھوڑے کے قدم کی اٹھالی تھی۔

۴۔ بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ سامری نے ان زیورات سے تین دن میں گوسالہ بنایا تھا اور بنی اسرائیل سے اس نے کہا تھا کہ ﴿هَذَا إِلَهُكُمْ وَاللَّهُ مُوسَى﴾ (طہ: ۸۸) ”یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے“۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل گمراہ ہو گئے تھے۔

۵۔ ہارون نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم لوگ فتنہ میں پڑ گئے ہو تمہارا خدا ارجمان ہے تم میری اطاعت کرو۔ چنانچہ بعضوں نے ان کی اطاعت کی اور اکثروں نے نافرمانی کی۔



**حضرت موسیٰ کی خفگی:** موسیٰ کو ہر طور سے مناجات کر کے واپس ہوئے تو بنی اسرائیل کو گنو سالہ پرست پایا اور اس کی اطلاع جناب موصوف کو کوہ طور پر دی گئی تھی۔ آپ بہت برہم ہوئے اور لوگوں کو پھینک دیا۔ ہارون کے بال پکڑ کے ہارون نے معذرت کی: ﴿يَا بَنِي آدَمُ لَا تَاْخُذْ بِرِيسِي وَ لَا بِرِيسِي اِنِّي خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَقْتُ بَيْنَ بَنِي اِسْرَائِيْلَ وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي﴾ (طہ: ۹۳) ”یعنی اے میرے بھائی میرے داڑھی اور میرے سر کے بال پکڑ کر نہ کھینچو میں یہ ڈرا کہ مبادا تم یہ نہ کہو کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کر دی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔“ موسیٰ نے یہ سن کر ہارون کے بال چھوڑ دیئے اور اس گنو سالہ کو جلا کر دریا میں پھینک دیا۔

موسیٰ اور بنی اسرائیل کے نجات پانے کی خبر ان کے خسر شعیب (یا بیشر) کو ہوئی تو وہ مدین سے معہ اپنی لڑکی صفورا زوجہ موسیٰ حضرت شعیب کی آمد اور اس کے دونوں لڑکوں جرشون ہماز کو ہمراہ لے آئے۔ موسیٰ نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ بنی اسرائیل نے ان کی بہت عزت کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل میں جب آپس میں جھگڑے بڑھتے نظر آئے تو حکم الہی آپ نے ہر سو یا پچاس یا دس آدمیوں میں ایک ایک افسر مقرر کیا جو ان کے قضایا اور آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا تھا اور خود اہم و دشوار و پیچیدہ معاملات کو فیصلہ کرتے تھے۔

گوسالہ کے جلانے کے بعد بنی اسرائیل خدا کی طرف رجوع ہوئے اور توبہ کے خواستگار ہوئے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا: ﴿يَا قَوْمِ اَنْتُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ فَاتَّخِذْ كُمْ الْعِجْلَ فَتُوبُوا اِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ﴾ (البقرہ: ۵۳) ”یعنی اے قوم بے شک تم نے اپنے نفسوں پر اس گوسالہ کے پرستش سے ظلم کیا ہے پس اپنے خدا کی طرف رجوع کرو اور اپنے آپ کو قتل کرو۔“ موسیٰ کے کہنے پر بنی اسرائیل اپنے آپ کو قتل کرنے لگے موسیٰ اور ہارون کھڑے ہوئے خدا سے استغفار کر رہے تھے جب ستر ہزار آدمی قتل ہو چکے تو خدا تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ اور قتل کرنے سے منع کیا۔ موسیٰ نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا مگر باری تعالیٰ کے حکم سے باز رہے اور لعنت بھیج کر خاموش رہے۔ اس کے بعد موسیٰ اپنی قوم کے نیک اور افضل ترین آدمیوں میں سے ستر آدمیوں کو منتخب کر کے طور سینا کی طرف چلے۔ اس غرض سے کہ وہاں ان کو لے جا کر گوسالہ پرستی سے توبہ کرائیں اور اللہ سے معافی کے خواستگار ہوں جب یہ لوگ طور سینا کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم خدا کا کلام سننا چاہتے ہیں۔ جناب موسیٰ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی اللہ جل شانہ نے ان کی یہ التجا قبول فرمائی اور قریب ہونے کی ہدایت فرمائی۔ موسیٰ تو اس ابر کے ٹکڑے میں چھپ گئے جو خاص طور پر نمایاں ہوا تھا اور یہ سب ابر کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ موسیٰ جب خدا سے ہمکلام ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا: ﴿لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (البقرہ: ۲۴) ”یعنی ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک بظاہر اللہ کو دیکھ نہ لیں گے۔“ خدا ان کی اس جسارت سے ناراض ہوا اور ایک ایسی بجلی چمکی کہ جس سے سب مر گئے اور پھر موسیٰ کی دعا سے وہ سب یکے بعد دیگرے زندہ ہوئے۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ یہ واقعہ پہلے کا ہے بنی اسرائیل نے اس کے بعد بذریعہ خود کشی توبہ کی واللہ اعلم۔ بہر کیف جب موسیٰ توریت لیکر بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انہوں نے اس پر عمل کرنے سے انکار کیا تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل فلسطین کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا بقدر ایک مربع میل اٹھالائے اور ان کے سر پر ایک قد آدم کا فاصلہ پر معلق کر دیا اور انہیں اپنے روبرو آگ دکھادی اور چھپے سے دریا آ گیا۔ موسیٰ نے ان سے کہا: ﴿اِخْذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اَسْمَعُوا﴾ ”یعنی جو چیز ہم تم کو دیتے ہیں اس کو زور سے پکڑ لو اور سنو۔“ ورنہ یہ پہاڑ تم پر گر دیا جائے گا اور تم اس دریا میں ڈبو دیئے جاؤ گے آگے بھاگ نہ سکو گے کیونکہ آگ تم کو جلا دے گی۔ بنی اسرائیل یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور مجبور ہو کر راضی ہو گئے اور سجدے میں گر پڑے مگر کٹکیوں سے پہاڑ کو دیکھتے جاتے تھے۔ چنانچہ یہودیوں میں یہ رسم جاری ہو گئی کہ سال بھر میں ایک مرتبہ ایک رخ سے سجدہ کرتے تھے اس کے بعد رات کو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کر ڈالا۔ صبح کو قاتل کی تلاش ہونے لگی۔ قاتل کا پتہ نہ ملتا تھا اللہ جل شانہ نے گائے کی قربانی کا حکم دیا بنی اسرائیل سوال پر سوال کرنے لگے اللہ تعالیٰ ان پر سخت قید لگاتا گیا۔ یہاں تک کہ اس صفت کی گائے ایک ہی ملی اس قیمت پر کہ اس کی کھال بھروسنا دیا جائے مجبور ہو کر بنی اسرائیل نے اس گائے کو خرید کیا اور اس کو ذبح کر کے اس کی زبان یا کسی اور عضو سے مقتول کو مارا وہ حکم الہی سے زندہ ہو گیا اور وہ یہ بیان کر کے کہ مجھ کو فلاں شخص نے مارا ہے پھر مر گیا۔



قبہ عبادت و تابوت شہادت: اس کے بعد موسیٰ کو شمشاد دیا گیا سنوٹ کی لکڑی اور چوپایوں کی کھالوں اور بھینروں کی اون سے قبہ عبادت و وحی بنانے اور اسے حریر اور سونا اور چاندی سے مڈھنے کا حکم دیا گیا جیسا کہ اس کی تفصیلی کیفیت توریت میں مذکور ہے۔

”توریت مقدس میں لکھا ہے کہ موسیٰ کو کوہ طور سے واپسی کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل سے کہیں کہ خدا کے لئے شمشاد یا سلوط (شیشم) کی لکڑی کا ایک صندوق بنائیں جس کا طول ڈھائی ہاتھ اور عرض و اونچائی ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ ہو اور اندر و باہر سے اس پر سونے کے پترے چڑھائے جائیں اور اس کے گرد طلائی کلس ہوں اور چار حلقے ڈھلے ہوئے سونے کے دو ایک طرف دو ایک طرف لگائے جائیں اور شمشاد ہی کے لکڑی کی دو چوبیس بنا کر ان پر بھی سونا مڈھا جائے اور وہ چوبیس صندوق اٹھانے کی غرض سے ان حلقوں میں ڈال دی جائیں عہد نامہ اسی صندوق میں رکھا جائے (اسی صندوق کو تابوت شہادت کہتے ہیں)

اور ایک قبہ سونے کا ڈھائی ہاتھ لمبا ڈیڑھ ہاتھ چوڑا بنایا جائے اور دو کروبیوں (فرشتوں) کی صورت بنا کر اس کے دونوں طرف لگا دی جائے۔ اس صورت سے کہ یہ دونوں کروبی رورڈر و ہوں اور ان کے پروں سے وہ قبہ ڈھکا ہوا ہو اور یہ قبہ اس صندوق (تابوت شہادت) پر رکھا جائے قبہ کو کفارہ کا سرپوش کہتے ہیں۔ موسیٰ انہیں کروبیوں کے سامنے کھڑے ہو کر عرض معروض کرتے تھے۔

اور ایک میز اسی درخت کی لکڑی کی دو ہاتھ لمبی ایک ہاتھ چوڑی ڈیڑھ ہاتھ اونچی بنائی جائے اور وہ سونے سے مڈھی جائے اور اس کے چاروں طرف طلائی کلس اور چار انگل اونچی کنکیاں (کٹہرے) لگائے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کے مقابل چار حلقے طلائی لگا کر ان میں چار چوبیس جو سونے سے مڈھی ہوں پہنا دی جائیں اور اس کے متعلق ظروف چمچے سرپوش پیالے خالص سونے کے بنا کر اس پر رکھے جائیں اور اسی میز پر ہمیشہ نذر کی روٹیاں رکھی جائیں۔

اور ایک شمعدان طلائی تیار کیا جائے اور اس میں چھ شاخیں تین ایک طرف تین ایک طرف ہوں اور شاخوں میں بادامی صورت کے پیالے لگائے جائیں اور شمع دان میں خود چار پیالے ہوں اور اس کی گلگیر و لگن طلائی ہوں۔

اور ایک خیمہ دس باریک کتان کے آسمانی قرمزی سرخ رنگ کے پردوں کا تیار کیا جائے اور اس میں کروبیوں کی صورتیں بنائی جائیں ہر پردہ کا طول اٹھائیس ہاتھ اور عرض چار ہاتھ کا ہو۔ پانچ پانچ پردے ایک دوسرے سے اس طرح جوڑے جائیں کہ ایک ایک طرف ان کے حاشیہ میں آسمانی رنگ کے پچاس تکے ریشمی اور اسی کے مقابل دوسری طرف پچاس گھنڈیاں طلائی لگائی جائیں تاکہ ان کے ملانے سے خیمہ کی صورت بن جائے اور خیمہ کے بالائی حصہ (چھت) کے لئے گیارہ پردے بکریوں کے بالوں کے بنائے جائیں جس کی لمبائی تیس ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ ہو پانچ پردے ایک میں اور چھ ایک میں ملا دیئے جائیں۔ چھٹا پردہ خیمہ کے منہ کی طرف رہے ان میں بھی پچاس تکے اور پچاس گھنڈیاں لگائی جائیں مگر ان کی گھنڈیاں پیتل کی ہوں اور اس پر خیمہ کے ڈھانکنے کیلئے سرخ رنگ کی بکریوں کی کھالوں کا بہت برا خیمہ بنایا جائے۔

اور شمشاد ہی کے تختوں سے مسکن کے لئے بیس بیس تختے دس دس ہاتھ لمبے ڈیڑھ ڈیڑھ ہاتھ چوڑے جن کے چالیس پائے نفرتی ہوں دکن اور اتر کی جانب اور جانب پچھتم چھ تختے اور دونوں کونوں میں دو تختے



جن کے نیچے سولہ پائے نقرئی لگے ہوں رکھے جائیں اور یہ سب تختے سونے سے منڈھے جائیں اور یہ مسکن اسی طور سے کھڑا کیا جائے جیسا کہ طور سینا پر دکھایا گیا ہے۔

اور ایک پردہ اور باریک کتان کا تیار کر لیا جائے جو آسمانی، قرمزی، ارغوانی رنگ کا ہو اور اس پر ملائکہ کی تصویریں بنی ہوں اور شمشاد کے چار ستونوں پر لٹکایا جائے۔ جو سونے سے منڈھے ہوں اور ان ستونوں میں سونے کے حلقے ہوں تاکہ پردے کی گھنڈیاں ان میں پرودی جائیں اور اس کے پیچھے تابوت شہادت اور اس پر قبہ شہادت (یعنی کفارہ کا سرپوش) رکھا جائے اور میز پردہ کے باہر اور شمعدان کے روبرو مسکن کے دھکن کی جانب رکھا جائے۔

اور ایک قربان گاہ (مذبح) شمشاد ہی کی لکڑی کا بنایا جائے جس کا طول و عرض پانچ پانچ ہاتھ اور بلندی تین ہاتھ اور اس کے چاروں کونوں پر سینگ بنا کر پیتل سے منڈھی جائیں اور ایک آتشدان پیتل کا جالی دار بنایا جائے اور اس کی راکھ کے لئے پیتل کی پھاوڑیاں پیالے، سیخیں انگلیٹھیاں بنائی جائیں اور جالی کے چاروں کونوں پر چار حلقے پیتل کے بنا کر قربان گاہ کے اندر لٹکایا جائے اور قربان گاہ کے اٹھانے کے لئے شمشاد کی چوبیس پیتل سے منڈھی ہوئی تیار کی جائیں اور قربان گاہ کے آگے ایک صحن ہو جس کا طول سو ہاتھ اور عرض پچاس ہاتھ اور بلند پانچ ہاتھ کی ہو یہ صحن باریک کتان کے پردوں سے بنایا جائے جس کے پائے اور میخیں پیتل کی ہوں اور مسکن کے تمام برتن پیتل ہی کے ہوں اس کے بعد بنی اسرائیل کو حکم دے کہ وہ زیتون کا خالص تیل شمعدان کے روشن کرنے کیلئے لائیں اور تابوت شہادت کے پردہ کے باہر ہارون اور ان کے بیٹے صبح و شام تک قربان گاہ کو آراستہ کریں۔ یہی دستور العمل بنی اسرائیل میں نسلاً بعد نسل جاری و قائم رہے۔ (مترجم)

**قبہ عبادت:** یہ قبہ عبادت و وحی فصل ربیع کے اول دن نصب کیا گیا اور اس میں تابوت شہادت رکھا گیا تو ریت میں لکھا ہے کہ قبہ عبادت گو سالہ پرستی سے قبل موجود تھا اور وہ کعبہ کی حیثیت رکھتا تھا اسی کی طرف اور اسی میں بنی اسرائیل نمازیں پڑھتے تھے اور اسی سے تقریب کرتے تھے۔ قربان گاہ کی تمام خدمت حسب ہدایت باری تعالیٰ ہارون کو سپرد کی گئی تھی جب موسیٰ اس میں داخل ہوتے تھے تو بنی اسرائیل اس کے ارد گرد کھڑے ہوتے تھے اور ایک ابر کا ٹکڑا اس کے دروازے پر نمودار ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل یہ دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے اور اللہ جل شانہ اسی ابر کے ٹکڑے سے ہم کلام ہوتا تھا اور موسیٰ کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے رہتے تھے جب کوئی حکم الہی صادر ہوتا تھا اس سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرتے تھے اور جب کبھی بنی اسرائیل میں کسی امر پر جھگڑا ہوتا تھا اور موسیٰ کو حکم بناتے تھے اور یہ اس کا فیصلہ نہ کر سکتے تو وہ اسی قبہ و قربان گاہ کی طرف آتے اور تابوت کے پاس کروبیوں کے روبرو خاموش کھڑے ہو جاتے اور مناجات کرتے تھے۔ تب وحی نازل ہوتی اور مقدمات کا فیصلہ ہو جایا کرتا تھا۔

**بنی اسرائیل کی روانگی شام:** بنی اسرائیل شام سے نکل کر طور سینا کے میدان میں موسم گرما کے شروع میں آئے تھے اور تقریباً تین مہینہ تک مقیم رہے۔ اس کے بعد حکم باری سے جبال شام اور بلاد بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ جس کے دینے کا باری تعالیٰ نے حضرت ابراہیم واسحاق و یعقوب صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین سے وعدہ کیا تھا۔ موسیٰ نے روانگی کے وقت بنی اسرائیل کو شمار کیا۔ بیس برس کی عمر سے اس سن تک کے آدمی جو مسلح ہو سکتے تھے چھ لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ پھر جہاد کی غرض سے لشکر کو آراستہ کیا۔ میمنہ و میسرہ مرتب کر کے ہر سبط کیلئے مقام مقرر فرمایا اور تابوت شہادت اور مذبح کو قلب میں رکھا



اور اس کی خدمت بنی لاوی کو سپرد کر کے انہیں جدال و قتال سے بری کر دیا اور بریہ فاران کی طرف بڑھے۔

**بنی اسرائیل کی پریشانی:** فاران کے قریب پہنچ کر بارہ اسباط سے بارہ آدمیوں کو قوم جبارین کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لوگ جس وقت کنعانین اور عمالقہ کے شہروں میں پہنچے ان کی عظمت اور جلال دیکھ کر گھبرا گئے، ناامید و افسردہ دل ہو کر لوٹے اور بنی اسرائیل کو انکی قوت و سطوت سے آگاہ کیا۔ مگر یوشع بن نون بن الیشابن عمیہون بن بارص بن لعدان بن تاحس بن ثالح بن اراشف ابن رافع بن بریعا بن افرایم بن یوسف اور کالب بن یوفنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بن یعقوب نے صرف موسیٰ و ہارون سے انکی خبریں بیان کیں۔ یہ دونوں وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنے انعام خاص سے سرفراز فرمایا تھا۔

**بنی اسرائیل کا بیت المقدس جانے سے انکار:** بنی اسرائیل، کنعانیوں اور عمالقہ کی سطوت کی کیفیت سن کر ڈر

۱۔ بارہ اسباط سے بارہ اشخاص جن کو موسیٰ نے قوم جبارین کے ملک میں جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ ان کے اسماء بقیہ اسباط یہ تھے از بنی روہ بن سموع بن ذکور از بنی شمعون صفت بن حوری از بنی یہودا، کالب بن یوفنا از بنی اسکا، اجال بن یوسف از بنی دان، عمی ایل بن جملی، از بنی اشتر، سلور بن میکائیل، از بنی افرایم، یوشع بن نون از بنی بنیامین، فلسے بن رنوا از بنی زویون جدی ایل بن سودی از بنی منسی، جدی بن سوی از بنی نفتالی، نحشی بن وفی از بنی جد، حیوایل بن ماکہ۔

۲۔ علامہ ابن اثیر لکھتا ہے کہ کنعانیوں کے شہر میں جب یہ لوگ پہنچے تو سب سے پہلے عوج بن عنق سے ملاقات ہوئی۔ یہ انہی میں سے تھا۔ وہ ان سب کو بغل میں دبا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور کہنے لگا ”تو دیکھتی ہے کہ یہ لوگ ہم سے لڑائی کے خیال سے آئے ہیں حالانکہ اگر میں چاہوں تو ان کو اپنے پاؤں سے روند ڈالوں۔“ اس کی بیوی نے اسے اس فعل سے منع کیا اور یہ کہا کہ انہیں چھوڑ دے تاکہ یہ اپنی قوم میں جا کر یہ واقعہ بیان کریں چنانچہ عوج بن عنق نے انہیں چھوڑ دیا۔ اثناعراہ میں ان لوگوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر یہ واقعہ بنی اسرائیل سے بیان کیا جائے گا تو وہ بدول ہو جائیں گے اس وجہ سے بنی اسرائیل سے یہ قصہ نہ بیان کیا جائے۔ صرف موسیٰ و ہارون سے کہا جائے مگر جس وقت یہ لوگ بنی اسرائیل میں پہنچے تو دس نے عہد کو توڑ ڈالا اور ہر فرد بشر سے تمام واقعہ بیان کیا۔ لیکن کالب اور یوشع اپنے عہد پر رہے صراغ موسیٰ و ہارون سے بیان کیا۔

۳۔ اس واقعہ کو جناب باری تعالیٰ یوں قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ جب موسیٰ نے کہا: ﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ﴾ (المائدہ: ۲۱) ”اے میری قوم داخل ہوزمین پاک میں جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے اور نہ پھر جاؤ اپنی پیٹھ پھیر کر ورنہ لوٹو گے نقصان پذیر ہو کر۔“ ﴿قَالُوا يَمْوَسِيٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ﴾ (المائدہ: ۲۲) ”ان لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ اس میں قوم جبارین ہیں ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اس سے نہ نکلیں گے پس جب وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے۔“ ﴿قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ اللَّهَ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَانكُمُ عَلَيْهِمْ﴾ (المائدہ: ۲۳) ”دو شخصوں نے یعنی (کالب اور یوشع) ان میں سے کہا جو اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ نے ان پر انعام کیا تھا کہ تم لوگ داخل ہو ان کے دروازوں میں اور جبکہ تم داخل ہو گئے تو بے شک تم ہی غالب ہو جاؤ گے۔“ ﴿وَ عَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ (المائدہ: ۲۳) ”اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان والے ہو۔“ ﴿قَالُوا يَمْوَسِيٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هُنَا قَاعِدُونَ﴾ (المائدہ: ۲۴) ”ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ وہ اس میں رہیں گے پس تو جا اور تیرا رب جائے اور دونوں لڑیں ہم یہیں بیٹھے ہیں۔“ ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَ أَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (المائدہ: ۲۵) ”موسیٰ نے کہا اے رب بے شک میں سوائے اپنی ذات اور بھائی کے کسی پر اختیار نہیں رکھتا ہوں پس جدائی ڈال دے ہم میں اور نافرمان قوم میں۔“ اللہ تعالیٰ نے جناب موصوف کی یہ دعا قبول فرمائی اور ارشاد فرمایا: ﴿فَانهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ﴾ (المائدہ: ۲۶) ”بے شک وہ زمین مقدس ان پر چالیس برس تک حرام کر دی گئی وہ سرگرداں زمین میں پھریں گے پس تو نافرمان قوم پر افسوس نہ کر۔“ (یہاں بارہ سورہ مائدہ)



گئے اور ان سے مذہبھیڑ ہونے اور ارض مقدسہ کی طرف جانے سے انکار کر دیا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو دوسروں کے ہاتھوں ہلاک نہ کر دے۔ اللہ جل شانہ نے ان کی اس نافرمانی پر سخت ناراضگی ظاہر کی اور ان لوگوں پر باستثناء کالب و یوشع ارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا۔

**بنی اسرائیل پر عتاب الہی:** چنانچہ بنی اسرائیل چالیس برس تک سینا اور فاران کے میدان میں جبال شراۃ و سرزمین ساعیر و بلاد کرک و شوبک کے درمیان حیران و پریشان پھرتے رہے اور موٹی ان کے پیچھے پیچھے اللہ تعالیٰ سے اس کے الطاف و مرحمت کے سوال کرتے رہے اور ان کی سختیوں کو خدا سے دعا کر کے دور کرتے رہے۔ انہیں ایام نے بنی اسرائیل نے بھوک کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے من (یہ سفید رنگ کے دانے دھنیے کے دانوں کی طرح زمین پر منتشر ملتے تھے) نازل فرمایا۔ بنی اسرائیل اس کو پیتے تھے اور اس کی روٹیاں پکا کر کھاتے تھے اس کے بعد ان کو گوشت کی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سلوی (یہ ایک قسم کے پرند تھے جو دریا کی جانب سے آتے تھے) بھیجا۔ مدتوں یہ من کی روٹیاں اور سلوی کے کباب کھاتے رہے پھر بنی اسرائیل نے پانی طلب کیا۔ موسیٰ کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم ہوا جس سے بارہ چشمہ نکلے۔

ان واقعات کے بعد قووح الصیبر بن قاہٹ (موسیٰ بن عمران بن قاہٹ کے چچا زاد بھائی) نے موسیٰ کی مخالفت شروع کی اور ان کے خلاف شان و رتبہ کلمات ناملائم کہنے لگا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو گیا۔ اللہ جل شانہ کے حکم سے زمین پھٹ گئی اور تمام مخالفین موسیٰ اس میں دھنس گئے اس کے بعد بنی اسرائیل نے دشمنوں کی طرف بڑھنے کا قصد کیا۔ موسیٰ نے انہیں روکا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئے۔ عمالقہ کے پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ فریقین میں لڑائی ہوئی انہوں نے ان کو قتل کیا۔ شکست دی۔ موسیٰ بنی اسرائیل کے لئے استغفار کرتے رہے۔

**حضرت ہارون کی وفات:** پھر ملک اروم سے ارض مقدسہ میں جانے کی اسی کے ملک سے ہو کر اجازت طلب کی۔ اس نے راستہ دینے سے انکار کیا اور ارض مقدسہ تک نہ جانے دیا۔ اس کے بعد ہارون کا ایک سو تیس برس کی عمر میں یوم خروج مصر سے چالیسویں برس میں انتقال ہوا۔ بنی اسرائیل کو ان کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ہارون ان پر کمال عنایت

۱۔ من و سلوی کے اترنے سے پہلے بنی اسرائیل نے دھوپ کی شکایت کی تھی کیونکہ ان کے خیمے پھٹ گئے تھے اور دھوپ سے ان کو بچانہ سکتے تھے اللہ جل شانہ نے ان پر سایہ کرنے کے لئے ابر کا ایک ٹکڑا بھیج دیا جیسا کہ آیہ کریمہ: ﴿ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ (البقرہ: ۵۷) یعنی ہم نے تم پر ابر کا سایہ کر دیا۔ سے ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ قووح بن الصیبر کے ساتھ اس مخالفت میں واتن ابیرام اون بن قلت اور اڑھائی سو بنی اسرائیل کے نامی نامی سردار شریک تھے۔ انہوں نے موسیٰ سے کہا کہ تم کس وجہ سے اپنے کو بنی اسرائیل کے تمام سرداروں سے افضل کہتے ہو نہ تم نے ہمیں انگور کے باغ اور سرسبز کھیت میراث میں دیئے اور نہ ہم کو وہاں لائے کہ جہاں شہید اور دودھ کا دریا بہتا ہو۔ تم ہمیں اس زمین سے نکال لائے جہاں دودھ اور شہد کے دریا بہتے تھے (یعنی مصر سے) تاکہ اس بیابان میں ہم سب کو ہلاک کر ڈالو اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو افضل ہی کہتے ہو۔ (توریت)

۳۔ ہارون کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل یہ رنگ لائے اور یہ کہنے لگے کہ موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کو رشک کی وجہ سے مار ڈالا ہے۔ موسیٰ کو یہ سن کر سخت رنج و غصہ پیدا ہوا آپ نے جناب باری سے التجا کی خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ ہارون کا تابوت زمین و آسمان کے درمیان دکھائی دیا۔ ہارون حکم خدا گویا ہوئے کہ مجھ کو موسیٰ نے نہیں مارا میں اپنی موت سے مرا ہوں تب کہیں بنی اسرائیل نے موسیٰ کی جان چھوڑی اور ان کی تصدیق کی۔

(ابن اثیر)



کرتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ہارون کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے عیزاران کے قائم مقام ہوئے۔

بنی اسرائیل کے معرکے: پھر بنی اسرائیل نے کنعانیوں کے بعض بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ ان کا

مال و اسباب اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور یحیون بادشاہ عمور میں (کنعان) سے اس کے ملک سے ہو کر ارض مقدسہ

جانے کی اجازت طلب کی۔ یحیون نے اس سے انکار کیا اور اپنی قوم کو جمع کر کے بنی اسرائیل سے لڑا۔ بنی اسرائیل نے اسے

بھی شکست دی اور اس کے ملک پر حدود بنی عمون تک قبضہ کر لیا اور وہیں جا ترے۔ یہ شہر بنو موآب کے تھے ان پر کسی زمانہ

میں یحیون قابض ہو گیا تھا اس کے بعد یہ لوگ کنعان کے ایک بااثر شخص عوج بن عنق اور اس کی قوم سے لڑے۔ اس کے بعد

اس کی اولاد کو قتل کر ڈالا اور اس کے ممالک کے اردن کے اطراف اریحا تک آپ وارث و مالک بن گئے۔ بادشاہ بنی

موآب ان واقعات کو سن کر بنی اسرائیل سے اس درجہ خائف ہوا کہ اس نے بنی مدین سے مدد طلب کی اور انہیں اپنا معین و

حامی بنا کر بلعام بن باعور سے دعا کا خواست گار ہوا۔ بلعام بن باعور ایک زاہد اور مستجاب الدعوات اور معبر احلام (خوابوں

کی تعبیر بیان کرنے والا) تھا بلاد بنی عمون و بنی موآب کے درمیان رہتا تھا جس وقت اس نے موآب کے بادشاہ کی خواہش

پر دعا کرنے کا قصد کیا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام دعا کرنے سے منع کیا مگر بادشاہ بنی موآب کے اصرار سے مجبور ہو کر بادشاہ

کے ساتھ بلند اور اونچے مقام پر چڑھ گیا۔ اس نے اس کو بنی اسرائیل کا لشکر گاہ دکھایا اس نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ

کے حکم سے بول اٹھا۔ یہ لوگ موصل تک قابض ہو جائیں گے اس کے بعد ایک گروہ روم سے نکلے گا وہ ان پر غالب آئے گا

بادشاہ کو بلعام کے ان کلمات پر غصہ آیا وہ اپنے شہر کو لوٹ کھڑا ہوا۔

بنی اسرائیل پر عذاب الہی: بنی اسرائیل موآب اور مدین کی لڑکیوں کے ساتھ زنا کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان

پر غضب نازل فرمایا اور ان میں طاعون کی بیماری پیدا کر دی۔ جس سے چوبیس ہزار بنی اسرائیل مر گئے۔ ایک روز فحاص بن

عیزار بن ہارون ایک بنی اسرائیلی کے خیمہ میں گئے۔ وہ بنی مدین کی ایک عورت کو لئے ہوئے سو رہا تھا۔ فحاص کو اس قدر غصہ

آیا کہ برداشت نہ کر سکے اور ایک ایسا نیزہ پارا کہ دونوں چھد گئے اسکے بعد بنی اسرائیل سے قہراٹھ گیا اور طاعون رفع ہو گیا۔

بنی اسرائیل کی بنی مدین پر فوج کشی: اس کے بعد موسیٰ اور عزیزار (عزیر) بن ہارون کو بنی اسرائیل کے شمار کرنے کا

۱۔ عوج بن عوق یا عنق اس قدر طویل القامت تھا کہ موسیٰ کا قدم گزرتا تھا اور اسی قدر ان کا عصا تھا اور اسی قدر آپ نے جست کیا تب کہیں جا کر

عوج کی پنڈلیوں پر چوٹ آئی اور وہ گر پڑا اس کی عمر تین ہزار برس بتائی جاتی ہے۔ (ابن اثیر)

۲۔ بلعام بن باعور حضرت لوط کی اولاد سے تھا اس نے پہلے دن بنی اسرائیل سے دعا کرنے کے بارے میں استخارہ کیا ممانعت آئی۔ دوسرے دن

امراء بنی موآب کے کہنے سے استخارہ کیا کچھ جواب نہ آیا۔ اس نے بنی موآب کی التجا قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ بنی موآب اس کی بی بی کے پاس گئے

اور اس کو کچھ دے کر بلعام بن باعور کو مجبور کیا کہ یہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا اس کا گدھا راستہ میں تین بار بیٹھ گیا۔ مجبور ہو کر اس نے گدھا چھوڑ دیا اور

پیادہ ان کے ساتھ بنی اسرائیل کے لشکر گاہ دیکھنے کے لئے گیا۔ جب دعاء بد کرنے کا ارادہ کرتا تھا اس کی زبان میں لکنت آگئی۔ دوبارہ ایسا ہی ہوا تیسری

باری اس کی زبان سینہ تک لنگ آئی تب بلعام بن باعور نے کہا مجھ سے دنیا اور آخرت دونوں گئیں اب سوائے مکر اور حیلہ کے کچھ نہیں ہے اس کے بعد

اس نے بنی موآب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی عورتوں کو بنی اسرائیل میں خرید و فروخت کے لئے بھیجیں اگر ان میں سے ایک نے بھی ان کے ساتھ زنا کر لیا تو

کامیابی کی صورت نکل آئے گی۔ بلعام کی اس رائے کو بادشاہ بنی موآب نے پسند کر لیا اور اس پر عمل درآمد کیا اس وجہ سے بنی اسرائیل میں زنا پھیلا اور

بلعام بن باعور مردود بارگاہ ایزدی ہوا۔ (ابن اثیر)



حکم دیا گیا۔ چالیس سالہ مدت پوری ہو جانے اور بنی اسرائیل کے اس گروہ کے فنا ہونے کے بعد جس پر ارض مقدسہ میں داخل ہونا حرام کر دیا گیا تھا اور نیز بنی مدین پر جنہوں نے کہ بنی موآب کی مدد کی تھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ موسیٰ نے بارہ ہزار بنی اسرائیل کو فخاص بن عیزار کی ماتحتی میں بنی مدین کی طرف روانہ کیا۔ بنی مدین جی توڑ کر لڑنے اور برابر بنی اسرائیل کے ہر حملے کا جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل فتح یاب ہوئے انہوں نے ان کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا۔ ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے اموال کو باہم تقسیم کر لیا۔ پھر بنی مدین، عمورین، بنی عمون، بنی موآب کے ممالک چھین لئے اور انہیں تقسیم کر کے اردن کے کنارے جا ترے۔

**حضرت موسیٰ کی وفات:** اللہ جل شانہ نے فرمایا ”میں نے تم کو اردن سے فرات تک کا مالک کر دیا جیسا کہ تمہارے آباؤ اجداد سے وعدہ کیا تھا“ اور کسی مصلحت سے بنی اسرائیل کو عیصو کی لڑائی سے منع کر دیا اور ان کی شریعت اور احکام اور وصایا کی تکمیل کر کے موسیٰ کو ایک سو بیس برس کی عمر میں اپنے جوار رحمت میں بلا لیا اور یوشع سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ بنی

۱۔ موسیٰ کا حلیہ: موسیٰ کے بال گھنگریالے، طویل القامت، سر بیع الغضب تھے۔ ان کی زبان کے کنارے پر ایک داغ تھا جس کی وجہ سے وہ لکنت کرتے تھے۔ قارون بن۔ بصر بن قاہٹ آپ ہی کے زمانہ میں بلکہ آپ کا چچا زاد بھائی تھا یہ بہت بڑا دولت مند تھا۔ اس کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں۔ اس نے کثرت مال و خزانہ کی وجہ سے بغاوت اختیار کی لوگوں نے اسے لاکھ سمجھا یا مگر اس نے ایک نہ مانی۔ موسیٰ اس کے پاس گئے اور اسے زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور یہ فرمایا کہ ہر ہزار دینار میں سے ایک دینار اور علیٰ ہذا ہر ہزار چیز سے اس چیز کی ایک چیز زکوٰۃ نکالنی چاہئے۔ قارون نے جب حساب کیا تو زکوٰۃ کا مال بے حساب ہو گیا اس کی مال کی محبت نے زکوٰۃ دینے سے روک دیا اور موسیٰ کو زنا کی تہمت لگانے پر آمادہ ہو کر ایک عورت کو تیار کر لیا۔ چنانچہ ایک روز جس وقت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا مغتری پر درے پڑیں گے زانی پر سو درے لگائے جائیں گے اور اگر شادی شدہ ہوگا تو سنگسار کیا جائے گا۔ قارون یہ سن کر بول اٹھا اگر تم نے ایسا کیا ہو۔ موسیٰ نے جواب دیا کہ میری بھی یہی سزا ہوگی۔ قارون نے یہ سنتے ہی ایک عورت کو بلا لیا جسے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰ نے اس عورت سے کہا کہ میں تجھ کو قسم دلاتا ہوں اس کی جس نے تورات نازل کی ہے کیا میں نے تیرے ساتھ وہی کام کیا ہے جو یہ سب کہہ رہے ہیں؟ اس عورت نے کہا ”نہیں“۔ بلکہ انہوں نے مجھے اس بات کے کہنے پر آمادہ کیا تھا۔ موسیٰ کو سخت غصہ آیا اور آپ نے زمین سے فرمایا خذیہم (یعنی ان کو لے) زمین پھٹ گئی اور قارون دھنسنے لگا اور بار بار ریا موسیٰ ارحمنی یا موسیٰ ارحمنی ”اے موسیٰ مجھ پر رحم کر“ کہتا رہا مگر موسیٰ نے اس کے کہنے پر خیال نہ کیا اور وہ سب کے سب زمین میں دھنس گئے۔

ان عجائبات میں سے جو موسیٰ کے عہد میں واقع ہوئے تھے اور ان کو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں یاد فرمایا ہے موسیٰ اور خضر علیہما السلام کی ملاقات تھی۔ مؤرخ ابن خلدون نے شاید شہرت کی وجہ سے اس کو عجیب کر دیا ہے۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جس موسیٰ کی خضر سے ملاقات ہوئی تھی وہ یہ موسیٰ بن عمران نہ تھے بلکہ وہ منسا بن یوسف کی اولاد سے تھے۔ مگر عام طور سے علماء و فقہاء و مفسرین صحابہ اس کے خلاف بیان فرماتے ہیں اور صاف لفظوں میں لکھتے ہیں کہ موسیٰ بن عمران جن پر تورات نازل ہوئی تھی وہی خضر سے ملے تھے۔

ان کا قصہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز موسیٰ بنی اسرائیل میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے اثناء وعظ میں ایک شخص نے کہا ”اے کلیم اللہ آپ روئے زمین میں سب سے زیادہ عالم ہیں؟“ موسیٰ نے فرمایا ”میرا بھی یہی خیال ہے“۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت وحی نازل فرمائی ”میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں رہتا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے“۔ موسیٰ کو یہ سن کر ان سے ملنے کو اشتیاق پیدا ہوا اور حسب ہدایت باری یوشع کو ہمراہ لے کر خضر سے تعلیم کی غرض سے ملنے کے لئے گئے اور ان کے ہمراہ براہ دریا روانہ ہوئے۔ پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ خضر نے کشتی سے اترنے کے وقت اس میں سوراخ کر دیا موسیٰ نے جھٹ اعتراض کر دیا۔ خضر نے کہا ﴿الْمَ أَقْلَ لَكَ إِنَّكَ لَنْ نَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ (الکہف: ۷۵) ”یعنی کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا؟“ موسیٰ نے کہا ”مجھے معاف فرمائیے میں بھول گیا تھا اب ایسا نہ ہوگا“ اس کے تھوڑی دور چل کر چند لڑکے کھیلنے نظر آئے۔ خضر نے ان میں سے ایک کو مار ڈالا۔ موسیٰ نے پھر اعتراض کر دیا۔ خضر نے پھر اس قول کی یاد دہانی کرائی اور موسیٰ نے عذر خواہی کی اور یہ کہا ”اب لے“



اسرائیل کے ساتھ ارض مقدسہ جائیں اور وہیں قیام پذیر ہوں اور اس شریعت پر جو کہ ان پر فرض کی گئی ہے عمل کریں۔ موسیٰ تکفین کے بعد سرزمین موآب کی وادی میں دفن کر دیئے گئے ان کی قبر کو آج تک کوئی نہیں جانتا۔

**بلعام بن باعور:** طبری کہتا ہے کہ موسیٰ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ عہد فریدوں میں بیس برس اور زمانہ حکومت منوچہر میں ایک سو برس رہے اور انتقال موسیٰ یوشع اریحا کی طرف بڑھے اور قوم جبارین کو شکست دی۔ بلعام بن باعور جباریوں کے ساتھ تھا اس نے یوشع کے لئے بددعا کی مگر قبول نہ ہوئی الٹی قوم جبارین پر لوٹا دی گئی۔ سدی کہتا ہے کہ بلعام بن باعور بقاء کارہنے والا تھا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا کنعانیوں نے اس سے دعا کی خواہش کی پہلے تو اس نے انکار کیا مگر جب کنعانیوں نے زیادہ اصرار کیا تو اس نے ان کی التجا قبول کر لی اور بنی اسرائیل کیلئے جبل حسان پر چڑھ کر دعائے بد کی۔ اللہ جل شانہ نے اس کی بددعا لوٹا دی۔ توریت سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بلعام بن باعور زمانہ موسیٰ میں تھا اور انہی کے عہد میں مارا گیا۔

**بنی اسرائیل کا شام پر قبضہ:** سدی اریحا کی فتح کی کیفیت اس طور سے کرتا ہے کہ یوشع کی وفات کے بعد موسیٰ تابوت شہادت ہمراہ لئے ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ نہر اردن عبور کر کے کنعانیوں کے مقابل ہوئے۔ لڑائی کے دن آفتاب غروب ہو گیا تھا۔ یوشع کی دعا سے آفتاب ٹھہر گیا تھا یہاں تک کہ کنعانیوں کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد وہ اریحا کا چھ مہینہ تک محاصرہ کئے رہے ساتویں مہینہ بنی اسرائیل نے ایساہلہ اور قوی حملہ کیا کہ شہر پناہ ٹوٹ گئی اور بنی اسرائیل شہر میں داخل ہو گئے اور اہل شہر کو گرفتار اور قتل کیا۔ بعض محلات کو جلا دیا اور آپس میں کنعانیوں کے ممالک کو تقسیم کر لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

**حضرت یوشع کی شامی عمالقہ سے جنگ:** کتب اخبارین شہادت دے رہی ہیں کہ عمالقہ جو شام میں تھے جن سے یوشع لڑے تھے اور ان کے سب سے پہلے پچھلے بادشاہ کو قتل کر ڈالا۔ اس کا نام سمیدع بن ہوبر بن مالک تھا۔ یوشع اس سے اور بنی مدین سے انہیں کے ممالک میں لڑے تھے۔ اسی واقعہ کی طرف عوف بن سعید البحر ہی اشارہ کرتا ہے:

(( السم تر ان العلقمی بن هوبر بايلم امسی لحمد قد تواترت عليه عن يهود حجاجل ثمانون الفا

حاسدین و ردعا..... ))

..... جہاں میں پھر آپ سے کوئی بات پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنے سے جدا کر دیجئے گا۔ اس کے بعد آگے بڑھے بھوکے پیاسے ایک گاؤں میں پہنچے گاؤں والوں نے طلب کرنے کے باوجود ان کو کھانا نہ دیا۔ گاؤں کے باہر نکلے تو سر راہ ایک میزھی دیوار نظر آئی۔ حضرت نے اس کو سیدھا کر دیا موسیٰ سے ضبط نہ ہو سکا پھر اعتراض کر دیا۔ حضرت نے حسب اقرار موسیٰ ﴿هَذَا فِرَاقُ بَنِي وَبَيْنِكَ﴾ (الکہف: ۷۸) یعنی اس وقت مجھ سے اور تجھ سے جدائی ہے۔ کہہ کر موسیٰ کو اپنی ہمراہی سے علیحدہ کر دیا اور علیحدگی کے وقت ان تینوں باتوں کا سبب یہ ظاہر کیا کہ کشتی کے توڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ غریب کی شہی وہ لوگ اس کے ذریعہ سے معاش پیدا کرتے تھے اگر وہ درست رہتی تو بادشاہ اس کو جبراً لے لیتا۔ کیونکہ وہ ہر کشتی کو ظلم و ستم سے گرفتار کر لیتا تھا اور لڑکے کے مارنے کی علت یہ تھی کہ اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور یہ بت پرست اور بد معاش ہوتا اس کے کفر سے ان کو صدمہ پہنچنے کا ہم کو خیال ہوا اس وجہ سے اسے ہم نے مار ڈالا اور دیوار سیدھی اس وجہ سے کر دی گئی کہ اس کے نیچے دو قیموں کے خزانے تھے اور ان کے ماں باپ نیک کردار تھے خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ جوانی کے بعد اپنے خزانہ لے لیں اس وجہ سے اس کو سیدھا کر دیا اس کے بعد حضرت موسیٰ کی نظروں سے غائب ہو گئے اور موسیٰ مع یوشع کے مصر واپس آئے۔



”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ابن ہو بر علقمی کا مقام ایلہ میں اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لشکر ہائے یہود نے اس پر حملہ کیا جن کی تعداد اسی ہزار تھی ان میں بعض بے زرہ کے تھے اور بعض زرہ پہنے ہوئے تھے۔“

عمالقہ کا نسب: ان عمالقہ کے نسب میں جو کچھ علماء نسب کا اختلاف تھا اسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور بلاشبہ یہ لوگ عملیق بن لاوذیا عمالق بن ایفاز بن عیصو ثانی کی نسل سے ہیں۔ بنی اسرائیل اور علماء عرب کا یہی خیال ہے۔ باقی رہے اور گروہ جو شام میں ان دنوں موجود تھے ان میں اکثر بنی کنعان سے تھے جن کا تذکرہ اس سے پیشتر ہو چکا ہے اور ان کے شعوب ہم بیان کر چکے ہیں۔ بنی اروم عمون کی اولاد اور بنی موآب لوط کی نسل سے ہیں اور تیسرے ان میں سے اہل یستعیر اور جبال ثرات ہیں اور وہ بلاد کرک و شوک و بلقاء ہیں۔ پھر بنی فلسطین بنی حام سے حکمران ہوئے ان کے بادشاہ کا نام جالوت تھا اور وہ کنعانیوں میں سے تھا۔ پھر بنی مدین اور عمالقہ ہوئے۔

چونکہ بنی اسرائیل کو سوائے کنعانیوں کے ممالک کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ تھی لہذا انہیں کے ممالک پر انہوں نے قبضہ حاصل کیا اور اسی کو باہم تقسیم کیا اور اسی کو ان کی میراث ملی اور غیر کنعانیوں کے ملک میں ان کے سوائے معمولی تصرف کے اور کوئی بات حاصل نہ تھی۔

بنی اسرائیل کی حجاز پر فوج کشی: کتب اخبارین میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان دنوں وہاں عمالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور ان کے بادشاہ کا نام ارم بن ارقم تھا۔ بنی اسرائیل نے اس کو اور اس کی قوم کو زیر کیا اور بعد فتح یابی کے شام کی طرف واپس ہوئے۔ لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں داخل نہ ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یثرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنہیں انہوں نے فتح کیا تھا لوٹا دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر فتح کی تکمیل کی اور وہیں قیام پذیر ہو گئے انہیں کی پچھلی نسلوں سے یہود خیر و قریظہ و نصیر ہیں۔ لیکن بعض یہود اس واقعہ کا اعتراف نہیں کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ طالوت کے زمانہ حکومت میں گزرا ہے۔ واللہ اعلم



## باب: ۱۳

### امارت بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی سیاسی حالت: یوشع کے انتقال اور تکمیل فتح کے بعد بنی اسرائیل نے شریعت کی پابندی چھوڑ دی اور امر کی بجائے آوری اور نواہی سے احتراز کرنے لگے اور دیگر قومیں جو سرزمین شام میں رہتی تھیں۔ وہ ہر طرف سے بنی اسرائیل پر حملے کرنے لگیں۔ بنی اسرائیل کا ان دنوں یہ دستور ہو گیا تھا کہ وہ شوریٰ سے تمام کام کرتے تھے اور ایک شخص کو اپنی جماعت سے منتخب کر لیتے تھے اور ان کو یہ اختیار ہوتا تھا کہ جب وہ چاہتے کسی دوسرے کو جسے وہ افضل سمجھتے تھے اسے قائم مقام کر دیتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی نبی بھی مبعوث ہو جاتا تھا جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے ان کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا۔ اسی کیفیت اور حالت کے ساتھ بنی اسرائیل نے تین سو برس گزارے اور ان میں کوئی زبردست بادشاہ نہ ہوا اور اطراف و جوانب کے بادشاہ ان کو اپنے ہتھیاروں سے ڈراتے رہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے اپنے نبی شموئیل سے التجا کی کہ ان میں سے ایک بادشاہ پیدا کیا جائے چنانچہ پہلے طالوت اور اس کے بعد داؤد ہوئے اس کے بعد پھر ان کی سلطنت مضبوط ہو گئی اور ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو گئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس زمانہ کو جو یوشع اور طالوت کے درمیان گزرا ہے اس کو زمانہ حکام اور زمانہ شیوخ کہتے ہیں۔ ہم ان تمام حکام کو جو اس زمانے میں گزرے ہیں بالترتیب نہایت صحیح طور سے بیان کیا چاہتے ہیں جیسا کہ طبری اور مسعودی نے لکھا ہے اور اس سے صاحب حماة نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور ہر و شیوش مؤرخ روم نے اپنی کتاب میں اور اس کے مترجمین علماء قرطبہ اور قاسم ابن اصغ نے تحریر کیا ہے۔

فتح اریحا: مؤرخین موصوفین باتفاق بیان کر رہے ہیں کہ یوشع اریحا کی فتح کے بعد ابلس کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہیں یوسف کے تابوت کو دفن کیا جسے جناب یوسف صدیق کی وصیت کے مطابق مصر سے روانگی کے وقت اپنے ہمراہ لائے تھے۔ طبری کہتا ہے کہ یوشع نے فتح اریحا کے بعد شہر عالی (یہ بھی ملوک کنعان کا تھا) پر چڑھائی کی تھی اس کے بعد بادشاہ کو قتل کر کے شہر جلادیا تھا۔ اور حقیقون بادشاہ عمان اور بارق بادشاہ یروشلم یوشع کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دے کر صلح کر لی تھی۔

شاہان شام کی اطاعت: اطراف دمشق سے شاہ ارمن نے حقیقون پر حملہ کیا۔ اس نے یوشع سے امداد مانگی۔ یوشع نے اس کی امداد کی اور شاہ ارمن کا حوران تک تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر کے وہیں سولی دے دی اس کے بعد شام کے تقریباً



اکتیس بادشاہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی زمانہ میں انہوں نے قیساریہ پر بھی قبضہ حاصل کر لیا اور ملک کو بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا۔ جبل مقدس کالب بن یوقنا کو مرحمت کیا۔ چنانچہ یہ بنی یہودا کے ساتھ شہر یروشلم میں سکونت پزیر ہوئے اور قبہ عبادت جس میں تابوت شہادت تھا اور قربان گاہ اور میز اور شمعدان کو ضحرا پر اور بیت المقدس میں رکھا اور بنی افرائیم کنعانیوں سے جزیہ لیتے تھے اس کے بعد یوشع کا انتقال ہو گیا۔

**حضرت یوشع کی وفات:** سفر الحکام سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع نے اپنی حکومت کے اٹھائیسویں سال ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ طبری کہتا ہے کہ جناب موصوف نے ایک سو چھبیس برس کی عمر پائی۔ مگر اول روایت زیادہ قابل وثوق اور صحیح ہے۔ پھر طبری کا یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں یوشع نے بیس برس زمانہ منوچہر (چہر) میں اور سات سال عہد افراسیاب میں حکومت کی اور شاہ یمین شمر بن شمر بن الملوک حمیری زمانہ موسیٰ و بنی ظفار میں تھا اس نے عمالقہ کو یمین سے نکال کر باہر کیا تھا۔

**کالب بن یوقنا:** یوشع کے بعد کالب بن یوقنا بن حصرون بن بارص بن یہودا بنی اسرائیل کے مصلح اور مدبر اور فحاص بن عزیز بن ہارون بنی اسرائیل کی نماز اور قربان گاہ کے متولی ہوئے۔ طبری کہتا ہے کہ کالب کے ساتھ خرقیل بن یودی بھی اصلاح و تدبیر کر رہے تھے ان کو والد العجز (بڑھیا زادہ) بھی کہتے تھے اس وجہ سے کہ یہ بطن مادر سے ماں کے بوڑھی اور بانجھ ہونے کے بعد پیدا ہوئے تھے اور وہب ابن مہبہ سے روایت کی گئی کہ خرقیل نے کالب کے بعد بنی اسرائیل کی اصلاح کی تھی مگر اس کا ذکر سفر الحکام میں نہیں آیا۔

**فتح غزہ و عسقلان:** یوشع کے بعد بنی یہودا اور بنی شمعون جمع ہو کر کنعانیوں سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور انہوں نے ان کو قتل کیا، شہروں کو لوٹ لیا اور ان کے بادشاہ کو مار ڈالا۔ اس کے بعد غزہ اور عسقلان کو فتح کر کے تمام پہاڑیوں پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مگر غور سے نہ لڑے اور نہ اس کو مارا۔

**کوشان شقنائم کا بنی اسرائیل پر تسلط:** سبط بنیامین کے حصہ میں یونانیوں کے ممالک تھے وہ ان سے خراج لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ ان میں مل جل گئے اور فرط اختلاط سے یونانیوں کے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر بادشاہ جزیرہ کو مسلط کر دیا۔ جس کا نام کوشان شقنائم (یعنی اظلم الظالمین) تھا۔ اس کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال بیان کئے جاتے ہیں بعض اس کو شاہ ارمن و جزیرہ و دمشق و حوران و صیدا تحریر کرتے ہیں اور بعض اس کو بحرین کا حاکم بتاتے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ اروم کی اولاد سے ہے اور طبری کہتا ہے کہ یہ لوط کی نسل سے تھا۔ بہر کیف کالب بن یوقنا کی وفات کے بعد بنی اسرائیل آٹھ برس تک کوشان شقنائم کی ماتحتی میں رہے۔

**بنی اسرائیل کی کوشان سے جنگ:** پھر عثمیل بن قناز بن یوقنا برادر زادہ کالب بنی اسرائیل کے پیشوا اور ان کے کاموں کے مدبر ہوئے اور وہ کوشان سے لڑنے اسے قتل کر کے بنی اسرائیل کو اس کی غلامی سے نکالا۔ عثمیل کا تمام زمانہ حکومت لڑائیوں میں صرف ہوا کبھی تو وہ بنی موآب سے لڑتے تھے اور گاہے بنی عمون (اسباط لوط) سے صف آراء ہوتے تھے اور کبھی عمالیق پر فوج کشی کرتے تھے غرض کہ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اپنی حکومت کے چالیسویں برس انہوں نے



انتقال کیا۔

**بنی موآب کی تاراجی:** اس کے بعد پھر بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادشاہ بنی موآب کو مسلط کر دیا (جس کا نام عغلون تھا) اٹھارہ برس تک اس کی غلامی میں رہے۔ اللہ پاک کو ان کی مسکنت پر رحم آیا اور ایہوذا بن کارا کو سبط افرائیم سے یا بروایت ابن خزم سبط بنیامین سے بنی اسرائیل کا مصلح اور ان کے کاموں کا مدبر بنایا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو بنی موآب کی غلامی سے نکالا اور ان کے بادشاہ عغلون کے پاس ایک قاصد بنی اسرائیل کی طرف سے کچھ تحفے اور ہدیے دے کر روانہ کیا قاصد نے تنہائی میں موقع پا کر عغلون کو ایک نیزہ مارا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا اور اس حیلہ سے عغلون کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد قاصد افرائیم کے پہاڑوں پر چلا آیا۔ بنی اسرائیل یہ سن کر ایک جا ہوئے اور بنی موآب کے شاہی محل پر چڑھ آئے تقریباً دس ہزار حراس (نگہبانوں) کو قتل کر ڈالا اور بنی موآب کے کاروبار کو زیور بر کر دیا۔ ایہوذا اپنی دولت و حکمرانی کے اسی برس بعد انتقال کر گیا۔

**بنی اسرائیل پر یافین کا غلبہ:** اس کی جگہ شمکار بن غمات سبط کاو سے بنی اسرائیل کا حاکم اور ان کے کاموں کا متولی ہوا اور ایک برس حکومت کر کے مر گیا۔ بنی اسرائیل بدستور سرکشی و خود رانی پر جسے رہے۔ اللہ جل و علی ذکرہ نے ان کا غرور توڑنے کے لئے بادشاہ کنعان کو ان پر غالب کر دیا جس کا نام یافین تھا۔ اس نے اپنے سپہ سالار سمیرا کو بنی اسرائیل کے زیر کرنے کے لئے بھیجا جس نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اور بیس برس تک ان پر حکومت کرتا رہا۔

**وافورہ کا ہنسہ کا کارنامہ:** تب و افورہ کا ہنسہ جو سبط نفتالی یا بروایت دیگر سبط افرائیم سے تھی اور بنی اسرائیل کو لے کر کنعانیوں پر چڑھ آئی اور کنعانیوں کو سر میدان سخت شکست دے کر ان کے سپہ سالار سمیرا کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو غلامی کی ذلت سے نکال لیا۔ چالیس برس تک اپنے شوہر بابرک بن ابی نوعم کی اعانت سے حکومت کرتی رہی۔ ہر و شیوش مورخ لکھتا ہے کہ اسی زمانہ میں سب سے پہلا لاطینیوں کا رومی بادشاہ انطاکیہ میں بنقش بن شطونش گزرا ہے جو قیصرہ روم کا جد اعلیٰ ہے۔

وافورا اپنی تولیت کے چالیسویں سال انتقال کر گئی اور بنی اسرائیل اس کے بعد پھر کفر و الحاد کے مرکز کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اس مرتبہ اہل مدین اور عمالقہ کو غالب کر دیا۔

**کدعون بن یواش:** طبری کہتا ہے کہ ابناء لوط جو حجاز میں رہتے تھے وہ ان کو سات برس تک اپنا محکوم بنائے رہے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل نے سبط منسی بن یوسف سے کدعون بن یواش کو منتخب کیا۔ کدعون بن یواش جس وقت بنی اسرائیل کی اصلاح اور درستی میں مصروف ہوا۔ اس وقت مدین میں دو بادشاہ تھے ایک کا نام رانج اور دوسرے کا نام صلماع تھا۔ انہوں نے بنی اسرائیل پر اپنے سپہ سالاروں عمودیف اور زردیف کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ بنی اسرائیل کو پہلے ان کا مقابلہ کرنا بہت شاق اور دشوار معلوم ہوا۔ مگر کدعون کے استقلال سے بنی اسرائیل اس کے ساتھ نکلے اور بنی مدین کے لشکر کو مار بھگا گیا۔ بے انتہا مال غنیمت لوٹ لیا۔ کدعون نے چالیس برس کے اندر اپنے تمام دشمنوں کو زیر کر دیا اور بہت بڑے استقلال اور خوش

وافورہ بابرک یا بیدوق بن ابونوعم کی بیوی تھی و افورہ نے اپنے شوہر کو کنعانیوں سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اس نے تنہا لڑنے سے انکار کر دیا۔ تب و افورہ نے بنی اسرائیل کو ایک جا کر کے اپنے شوہر کی حمیت میں کنعانیوں پر حملہ کیا اور کامیاب ہوئی۔ ۱۲۔



اعتقادی کے ساتھ توریت کے احکام کا پابند رہا۔ اس کے ستر لڑکے تھے۔ اسی کے زمانہ حکومت میں شہر طرسوس اور بروایت جرجیس ابن عمید ملتویہ بھی آباد کیا گیا۔

ابو ملیح بن کدعمون: اس کے انتقال کے بعد ابو ملیح ابن کدعمون اس کا قائم مقام ہوا۔ اس کی (یعنی ابو ملیح کی) ماں بنی شخام بن منسی بن یوسف اہل نابلیس سے تھی۔ اس نے اس کو مال و اسباب سے مدد پہنچائی اور بنی ایب کونیست و نابود کر دیا۔ اس کے بعد بنی شخام سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں اور انہیں لڑائیوں میں جب کہ یہ کسی قلعہ کا محاصرہ کئے تھا شہر پناہ کی فسیل سے ایک عورت نے اس پر پتھر مارا جس سے یہ سخت زخمی ہو گیا اور اپنے خاص مصاحب سے یہ کہا مجھے راتوں رات یہاں سے لے چلو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسے عورت نے مارا ہے چنانچہ یہ اسے لے کر روانہ ہوا اور اپنی حکومت کے تیسرے برس اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کے بعد طولاع ابن فدا سبط بساخر سے اس کا قائم مقام ہوا۔

طولاع ابن فدا سبط: طبری لکھتا ہے کہ ابو ملیح کا چچا زاد بھائی تھا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ (یعنی طولاع) اس کا ماموں زاد بھائی تھا کیونکہ یہ اور سبط سے ہے اور وہ دوسرے سبط سے اس نے تیس برس تک بنی اسرائیل کی اصلاح کی۔ ہروشیوش مورخ روم بیان کرتا ہے کہ اسی کے عہد حکومت میں شہر طرونہ میں ملوک روم لاطینی سے برماشس بن بنقش تھا اور اس نے تیس سال حکومت کی تھی اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

بنی اسرائیل کی گمراہی: الغرض اس کے مرنے کے بعد یاسیر بن کلعا و سبط منسی بن یوسف سے بنی اسرائیل کا حاکم ہوا۔ یہ بائیس سال تک حکومت کی کرسی پر رہا۔ اس کے بعد اس کے تمام لڑکے جو تیس کے قریب تھے بنی اسرائیل کے حاکم رہے۔ یہ جب مر گیا تو بنی اسرائیل پھر گمراہ ہو گئے اور بتوں کی پرستش کرنے لگے۔ اللہ جل شانہ نے ان پر بنی فلسطین اور بنی عمون کو غالب کر دیا یہ ان کو اٹھارہ برس تک اپنا غلام بنائے رہے یہاں تک کہ یفتاح سبط منسی سے بنی اسرائیل کا مصلح پیدا ہوا اور اس نے بنی اسرائیل کو گمراہی سے پھیرا۔

یفتاح سبط منسی کی کارگزاری: اس نے بنی عمون سے کسی امر کی التجا کی جب انہوں نے اس کے دینے سے انکار کیا تو اس نے بنی اسرائیل کو لے کر بنو عمون پر حملہ کیا اور ان کے بائیس گاؤں چھین لئے۔ حالانکہ وہ تین سو برس سے بادشاہی کر رہے تھے۔ پھر سبط افرائیم نے بھی ان لڑائیوں میں کچھ حصہ لیا اور تمام بنی اسرائیل متفق ہو کر اپنے دشمنوں کو زیر کرنے لگے۔ چھ برس تک اس نے بنی اسرائیل میں ایک مصالحانہ زندگی بسر کی۔ اسی کے زمانہ میں یونان میں بہت بڑا قحط پڑا جس میں لاکھوں آدمی مر گئے۔

ایصان سلمون بنی نخبون: پھر جب یفتاح مر گیا تو بنی اسرائیل کی زمام تدبیر و اصلاح ایصان کے ہاتھوں میں رکھی گئی۔ جو سبط یہودا سے تھا اور بیت لحم میں رہتا تھا۔ اس کو مورخین حضرت داؤد علیہ السلام کا دادا بتاتے ہیں۔ ایصان سلمون بن نخبون بن عمینا ذاب بن رم بن حصرون بن جارس بن یہودا کا لڑکا تھا اور یہ حصرون اس کا لب بن یوقنا کا دادا ہے جو یوشع کے بعد بنی اسرائیل کا مصلح ہوا تھا اور نخبون بنی یہودا کا سردار تھا اسی زمانہ میں جب کہ بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے اور نخبون کا انتقال انہیں میدانوں میں ہوا تھا۔ جہاں بنی اسرائیل حیران و سرگرداں پھر رہے تھے اس کا لڑکا سلمون یوشع



کے ساتھ اریحا میں داخل ہوا اور بیت لحم میں بیت المقدس سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا تھا۔ ہر وشیوش مورخ روم کہتا ہے کہ ایسان ہی کے زمانہ میں سریانوں کا ملک جاتا رہا اور قوط بن نبط کے ساتھ لڑائیاں ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم

**بنی فلسطین کا بنی اسرائیل پر حملہ:** ایسان نے بنی اسرائیل میں سات برس تک حکومت کی اس کے مرنے کے بعد سبط زبولوں سے ایلون نامی ان کے امور دینی اور دنیاوی کا متولی ہوا اور دس برس تک ان کی اصلاح و تدبیر کرتا رہا۔ جب یہ مر گیا تو عبدون بن ہلال افرائیم کی اولاد سے آٹھ برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اس کا نام عکرون بن ہلیان تھا۔ اس کے چالیس لڑکے اور تیس پوتے تھے ہر وشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں شہر طرونہ شاہان روم لاطینی کا دارالسلطنت ویران و خراب کیا گیا تھا۔ عبدون کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں پھر بے دینی پھیل گئی اور وہ بت پرستی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر سخت ناراض ہوا اور اسی وجہ سے ان کی حکومت چھین لی اور انہیں بنی فلسطین کی رعایا بنا دیا۔

**حضرت شمسون بن مانوح:** بنی فلسطین چالیس برس تک ان کو اپنا محکوم بنائے رہے یہاں تک کہ ان کی اولاد سے شمسون بن مانوح نے انہیں چھڑایا۔ شمسون کو شمسون القوی بھی اس کی قوت و توانائی کی وجہ سے کہتے ہیں اور بعضے ان کو شمسون الجبار بھی کہہ دیتے ہیں یہ بہت بڑے رعب و داب کا آدمی تھا اس نے بنی اسرائیل میں حاکمانہ طرز سے دس بلکہ بیس برس تک زندگی بسر کی اور اس سے بنی فلسطین سے بے حد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ اس نے ان کا علاقہ فتح کیا اور ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ ایک روز بنی فلسطین کے خانہ خدا میں ان کے بتوں کو دیکھنے اور ان سے ہمکلام ہونے کو گیا اور ایک کھمبے پر تکیہ لگا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اتفاق سے وہ کھمبا ٹوٹ گیا اور مکان گر پڑا اسی کے نیچے شمسون چند بنی اسرائیل کے ساتھ دب کر مر گیا اس کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں وہ اتفاق باقی نہ رہا۔ ہر ایک سبط نے اپنے میں سے ایک ایک متولی اور حاکم منتخب کر لیا۔ مگر کہوت عیزار بن ہاروان کی اولاد میں رہی کہوت قربان گاہ کے قائم رکھنے اور احکام شرعیہ کے نافذ کرنے اور ذبح و بخور کی شرائط پورا کرنے کو کہتے ہیں۔

**میخائیل بن راعیل:** ابن عمید کہتا ہے کہ شمسون کے بعد بنی اسرائیل میں ایک دوسرا حاکم میخائیل بن راعیل نامی ہوا اور اس نے آٹھ برس تک حکومت کی۔ مگر اس کی حکومت مستقل نہ تھی اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں اکثر فتنے برپا ہوتے رہتے تھے انہیں فتنوں میں سبط بنیامین کا خاتمہ ہو گیا پھر فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔

**عالی بیطات بن حاصاب:** ان ایام میں ان کا کاہن عالی بیطات بن حاصاب بن الیان بن فخصاص بن عیزار بن ہارون تھا۔ فتنہ ہونے کے بعد بنی اسرائیل اپنے احکام اور لڑائیوں کی تدبیریں اسی سے پوچھتے تھے۔ اس کے دو لڑکے اور یہ دونوں کے دونوں نافرمان و سرکش تھے۔ اس کے عہد حکومت میں بھی بنی فلسطین سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں اور ان دونوں لڑکوں کی بدولت بہت سے بدافعالیاں پیدا ہوتی گئیں۔ انبیاء وقت ان کو بہت سمجھاتے رہے مگر وہ اپنی حالت موجودہ سے نہ پھرے آخر کار ان کی بدکرداریوں نے یہ برادن دکھایا کہ بنی اسرائیل کو بنی فلسطین نے شکست دی۔ بنی اسرائیل تابوت شہادت لے کر بھاگے اور بنی فلسطین نے دوسرے راستہ سے پہنچ کر تابوت کو ان سے چھین لیا اور عالی بیطات کاہن کے دونوں لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔



**تابوت شہادت:** عالی کاہن کو جس وقت ان کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تاسف و حسرت سے اسی سنہ میں اپنی حکومت کے چالیس سال پورے کر کے مر گیا۔ بنی فلسطین تابوت شہادت کے علاوہ بہت سا مال غنیمت لے گئے اور تابوت شہادت کو اپنے دار الحکومت عسقلان پہنچا دیا اور بنی اسرائیل پر جزیہ بھی قائم کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے تابوت شہادت کو اٹھوا کر بنی اسرائیل کی حدود میں رکھ دیا۔ جو بنی اسرائیلی اس کے قریب جاتا تھا وہ مر جاتا تھا یہاں تک کہ شمویل کی اجازت سے دو شخص اسے اٹھالائے اور اسے اپنی ماں ارمہ کے پاس رکھ دیا یہ تابوت طالوت کی حکومت و سلطنت شروع ہونے تک وہیں رکھا رہا۔

**حضرت شمویل بن کننا کی تولیت:** بنی فلسطین نے اپنی کامیابی کے ساتویں مہینہ تابوت شہادت کو واپس کر دیا عالی کاہن نے اپنی حالت حیات ہی میں اپنے ابن عم (چچا کے لڑکے) شمویل بن کننا بن یعام بن یابد بن یابد بن سوف کو قربان گاہ وغیرہ کا کفیل اور متولی کر دیا۔ سوف حاصب بن الیان کا بھائی تھا۔ بعضوں نے کہا کہ شمویل فوج کی اولاد سے اور وہ قارن بن یصہر بن قاہٹ بن لادی ہے اور اسے اس کی طرف اس طرح منسوب کیا ہے۔

**حضرت شمویل بن القنا:** شمویل بن القنا ابن یردحام بن یہوذ بن یوحا بن صوب بن القانا بن یویل بن عزیز ابن صنعینا بن تاحت بن اسر بن انفانا بن نشاسات بن قارون۔ شمویل بن القنا کی ماں نے جس وقت یہ حمل میں تھے یہ نذر کی تھی کہ انہیں مسجد کا خادم بنائے گی اس وجہ سے جب یہ پیدا ہوئے تو عالی بیطات کاہن کو دے آئیں۔ عالی کاہن نے ان کی پرورش کی اور اپنے بعد کہونت کی وصیت کی۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے انہیں بنی اسرائیل کی نبوت اور ولایت سے سرفراز فرمایا جناب موصوف بنی اسرائیل میں دس برس تک وعظ و اصلاح کرتے رہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ وہ بیس برس تک حکومت کرتے رہے بنی اسرائیل پر ان کی تعلیم و پند کا بہت بڑا اثر پڑا بت پرستی چھوڑ کر حق پرستی کی طرف مائل ہو گئے اور نہایت کم مدت میں اپنی پریشان قوت جمع کر کے اہل فلسطین سے اپنے گئے ہوئے اور کھوئے ہوئے شہروں کو واپس لے لیا اور اپنی خرابی حالت کو از سر نو درست کیا اس کے بعد شمویل نے حکومت و ولایت کے کاروبار اپنے دونوں لڑکوں یوال اور ابیا کے سپرد کر دیئے۔ ان کی بد خصلتی بد کرداری کی وجہ سے بنی اسرائیل یکجا ہو کر شمویل کے پاس گئے اور خواہش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدا ان میں ایک بادشاہ پیدا کر دے۔ چنانچہ جب شمویل کی دعا سے طالوت کی ولایت کی وحی نازل ہوئی اور اسی وقت سے بنی اسرائیل کے امراء و حکام ملوک کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ واللہ معقب الامر بحکمة لارب وغیرہ۔







## باب : ۱۴

### ملوکِ بنی اسرائیل

بنی اسرائیل کی حضرت شمویل سے درخواست: جب یوان اور ایبا پسران شمویل کی بد اطواریوں سے بنی اسرائیل نے ان کی سرداری سے انکار کیا اور سب کے سب یک جا ہو کر شمویل کی خدمت میں گئے اور یہ التجا کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ایک بادشاہ کو ان سے مبعوث کرائیں تاکہ اس کے ہمراہ ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑیں اور وہ ان کے منتشر گروہ کو جمع اور متفق کر سکے اور ان سے ذلت و رسوائی کو دور کرے۔ تو جناب شمویل کی دعا سے یہ وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ طالوت کو ان کے کاموں کا متولی اور حاکم کرتا ہے اور اسے وہ دہنِ قدس سے پاک و طاہر کرتا ہے۔ بنی اسرائیل نے اس سے پہلے جب کہ شمویل نے طالوت کی سرداری کا اظہار کیا تھا اس کی سرداری سے انکار کیا۔ مگر جس وقت قرعہ ڈالا گیا تو طالوت کے نام پر قرعہ آیا تب مجبوراً بنی اسرائیل نے ان کی سرداری و حکومت کو تسلیم کیا اور ان کو اپنا حاکم اور ولی بنایا۔

طالوت: طالوت نہایت جسیم اور قد آور تھا۔ بنی اسرائیل اسے شادل کے نام سے یاد کرتے تھے قیس ابن افیل بن صادو ابن نخورت ابن افیاج کا لڑکا تھا۔ اس نے افنین ابن نیر ابن افیل اپنے چچا زاد بھائی کو اپنی وزارت کا کام سپرد کیا۔ طالوت کے چار لڑکے یہونا تان، ملکشوح، تشبہات، ابنیارات تھے۔

طالوت کی فتوحات: طالوت تحت حکومت پر بیٹھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر ان کے دشمنوں بنی فلسطین، عمون، موآب، عمالقہ مدین سے لڑا اور ان سب پر غالب آیا۔ بنی اسرائیل کو ان معرکوں میں بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ سب سے پہلے جس نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا وہ بنی عمون کا بادشاہ تھا۔ وہ اپنے سرحدی بلاد سے گزر کر مقام بلقاء میں آیا۔ طالوت نے تین لاکھ بنی اسرائیل کو اپنے ہمراہ لے کر اس کے لشکر کا مقابلہ کیا اور اسے سخت شکست دی۔ پھر طالوت کے ایک لڑکے نے بنی اسرائیل کا لشکر لے کر فلسطین پر حملہ کیا اور نہایت نیک نامی اور کامیابی کے ساتھ انہیں پسپا کیا۔ اس کے بعد دشمنان بنی اسرائیل متفق اور جمع ہو کر بنی اسرائیل سے لڑنے کے لئے نکلے۔ طالوت اور شمویل ان کے مقابلے پر آئے اور انہیں شکست فاش دی۔

حضرت شمویل کی علیحدگی: اس کے بعد شمویل نے طالوت کو عمالقہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ انہیں اور ان کے



موسیٰ کو بے دریغ تہ تیغ کر ڈالیں۔ چنانچہ طالوت نے ایسا ہی کیا۔ مگر عمالقہ کے بادشاہ اعاع کو اس کے التجا کرنے پر چھوڑ دیا۔ اس وجہ سے شمویل پر یہ وحی نازل ہوئی کہ ”طالوت کی اس حرکت پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو اور اس سے اس کی حکومت سلب کر لی۔“ شمویل نے اس وحی سے طالوت کو مطلع کیا اور اس سے ایسی علیحدگی اختیار کر لی کہ اس کے بعد پھر اس سے نہ ملے۔

حضرت داؤد علیہ السلام: پھر شمویل پر وحی نازل ہوئی کہ داؤد کو قدس میں داخل کر کے اپنا نائب بنائیں اور ان کی علامت بتادی۔ چنانچہ شمویل بیت لحم میں بنی یہودا کے پاس گئے ایسا اپنے لڑکے داؤد کو ان کی خدمت میں لے کر آیا۔ شمویل نے انہیں چھوا اور انہیں پاک کیا۔ طالوت کی روحانی قوت جو اسے اللہ کی طرف سے مرحمت ہوئی تھی چھین لی گئی۔ اس کو اس کا سخت صدمہ گزرا۔ اس کے بعد شمویل کا انتقال ہو گیا اور جالوت نے بنی فلسطین کو ابھار کر بنی اسرائیل پر حملہ کر دیا۔

حضرت داؤد اور جالوت کی جنگ: طالوت بنی اسرائیل کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا جس میں داؤد بن ایسا (یہودا کے سبط سے) بھی تھے یہ اس زمانہ میں کمسن تھے۔ اپنے باپ کی بکریاں چراتے تھے انہیں جنگ کے لئے ہتھیار نہیں دیئے گئے تھے۔ لڑائی کے وقت گوپھن میں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ کر مار رہے تھے جو مطلقاً خٹانہ کرتے تھے۔ طبری لکھتا ہے کہ شمویل نے طالوت کو داؤد کے ہاتھ سے جالوت کے مارے جانے کی خبر دی تھی اور اس کے قاتل کی علامت بتلا دی تھی۔ بنی اسرائیل نے پہلے داؤد کی کمسنی کی وجہ سے اعتراض کیا مگر جب وہ علامت جناب موصوف میں دیکھی تو انہیں مسلح کر دیا اور وہ لڑائی میں شریک ہوئے اور اس سے پہلے انہوں نے اپنے گوپھن میں پتھر رکھ لیا تھا۔ جس وقت انہوں نے جالوت کو دیکھا فوراً پتھر کھینچ مارا۔ جالوت اس پتھر سے زخمی ہو کر گرا اور مر گیا۔ بنی فلسطین کو شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کی فتح یابی کا ڈنکا بج گیا۔

حضرت داؤد: طالوت نے داؤد کو اپنے مخصوص مخلصین میں داخل کر لیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کر کے انہیں اپنے سلاح خانہ کا درواغہ کر دیا اور اکثر لڑائیوں میں بنی اسرائیل کے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کرتا رہا اس وقت داؤد کی عمر بروایت تیس برس کی تھی۔

حضرت داؤد کے قتل کا منصوبہ: داؤد کے طرز حکومت اور طریقہ عمل سے بنی اسرائیل محبت سے پیش آنے لگے اور ہر کام میں ان سے رجوع کرنے لگے۔ طالوت اور اس کے لڑکوں کو اس امر سے غیرت آئی۔ اس نے آپ کے قتل کا قصد کیا اور کئی مرتبہ اس ارادے سے نکلا مگر ناکام رہ جانے کی وجہ سے اپنے لڑکے یہوناتان کو داؤد کے قتل کرنے پر مامور کیا۔ لیکن یہوناتان نے باہمی محبت کے باعث یہ کام انجام نہ دیا۔

حضرت داؤد کی روانگی فلسطین: داؤد اس راز سے واقف ہو کر فلسطین کی طرف چلے گئے۔ چند روز وہاں ٹھہرے پھر بنی موآب کے شہروں کی سیر کرتے ہوئے اطراف بیت المقدس میں اپنے سبط یہودا میں آئے اور وہیں مقیم رہے۔ اور ان کے ہمراہ بنی فلسطین سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ طالوت کو ان کا حال معلوم ہو گیا۔ اس نے بنی یہودا سے ڈر کر داؤد کو نکال دیا۔ داؤد بنی فلسطین کی طرف چلے گئے۔

بنی اسرائیل کی شکست: اس اثناء میں طالوت کو بنی فلسطین سے لڑائی لڑنے کا اتفاق پیش آیا۔ بنی فلسطین نے اسے شکست دی۔ طالوت تو لڑائی کے میدان سے پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے لڑکے لڑتے رہے یہاں تک کہ یہوناتان اور ملکشوع اور تشبہات مارے گئے۔ بنی اسرائیل کا لشکر شکست پا کر بھاگا۔ بنی فلسطین نے ان کا تعاقب کیا جب اس نے اپنی جانبری کی



کوئی صورت نہ دیکھی تو اس نے خودکشی کر لی۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چالیسویں برس واقع ہوا۔

حضرت داؤد کی امارت: اس واقعہ کے بعد داؤد پھر بنی یہوذا کے پاس آئے انہوں نے ان کو اپنا حاکم اور ہر کام کا ولی بنا لیا یہ یعنی (داؤد) ایسا بن عوف بن بو عز (اس کا نام افسان ہے اور اس کا ذکر حکام بنی اسرائیل میں ہو چکا ہے) بن مسلمون (جو اول زمانہ فتح میں بیت لحم میں مقیم ہوا تھا) بن نخشون (یہ مصر سے خروج کے وقت بنی یہوذا کا سردار تھا) ابن عمینا ذاب بن ارم بن حصرون بن بارص بن یہوذا کے لڑکے ہیں۔ یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں داؤد کا نسب اسی طرح پر مذکور ہے لیکن ابن حزم اس سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ نخشون کا انتقال تیرہ (میدان) میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں اس کا لڑکا سلمون داخل ہوا ہے اور بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے درمیان باتفاق چھ سو برس کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے اور نخشون و داؤد میں صرف چار پشتوں کا واسطہ ہے اور جب چھ سو سال چار پشتوں پر تقسیم کئے جائیں گے تو گویا ان میں سے ہر ایک کے ایک سو میں تیس برس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور یہ دور از قیاس ہے۔

یشوشات بن طالوت کا قتل: الغرض جس وقت داؤد کو بنی یہود کی حکومت حاصل ہو گئی۔ آپ ان کے شہر حفرون (قریہ خلیل) میں آ کر سکونت پذیر ہوئے اور بقیہ اسباط نے متفق ہو کر یشوشات بن طالوت کو یروشلم کی حکومت سپرد کی اور اس کے کاموں کا منتظم اس کے باپ کا وزیر انین مقرر کیا گیا۔ اس سے اور جناب داؤد سے دو برس سے زائد دنوں تک لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار آپس میں صلح ہو گئی اور بنی اسرائیل کو داؤد کی سرداری کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ بعد اسے اسی کے ایک ملازم نے مار ڈالا اور سر لے کر داؤد کے پاس آیا۔ آپ نے اسے اس کے قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور یشوشات کے قتل پر سخت افسوس ظاہر فرما کر اس کے خاندان کی پورے طور سے تکفیل کی اس کی اولاد اور بھائیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اور بنی اسرائیل پر مستقل طور پر حکومت کرنے لگے۔

حضرت داؤد کی فتوحات: پھر بحکم باری بنی کنعان سے لڑے اور ان پر غالب آئے اس کے بعد بنی فلسطین سے مدتوں معرکہ آرائیاں کرتے رہے۔ ان کے اکثر شہروں کو ان سے چھین لیا ان پر سالانہ خراج مقرر کیا۔ اس کے بعد موآب اور عمون اور اہل روم سے جنگ کی اور انہیں بھی زیروز بر کر کے ان پر جزیہ قائم کیا۔ ان کے آباد شہروں کو ویران کر ڈالا دمشق اور حلب میں آرمینوں پر جزیہ قائم کیا اور افسروں کو جزیہ وصول کرنے کی غرض سے چاروں طرف روانہ کیا۔ بادشاہ انطاکیہ نے ہدئے اور تحفے بھیج کر اطاعت قبول کر لی۔

حضرت داؤد کا قبہ میں مسجد بنانے کا ارادہ: انہیں ایام میں شہر صیہون پر حملہ کر کے اس تاخت و تاراج کر دیا اور وہیں قیام پذیر ہوئے۔ مقام قبا میں ایک مسجد بنانے کا قصد کیا۔ بنی اسرائیل تابوت عہد (شہادت) رکھتے تھے اور جس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ اللہ جل شانہ نے دانیال نبی کو بذریعہ وحی اس امر سے آگاہ فرمایا ”داؤد اس مسجد کو نہ بنائے گا بلکہ اس کا لڑکا اس مسجد کے بنانے کی عزت حاصل کرے گا اور اس کے ملک و حکومت کا قیام ہوگا“۔ داؤد یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مسجد بنانے سے رک گئے۔

ایشلوم بن داؤد کی سرکشی: ان واقعات کے بعد لڑکے ایشلوم نے فتنہ برپا کیا اور اپنے بھائی امون کو مار کر بھاگ گیا۔ داؤد نے اس کے قصاص میں اس کا خون مباح کر دیا اور اپنے آدمیوں میں اس کا اعلان کر دیا۔ وہ چار برس کے بعد



پھر واپس آیا اور اسباط کو ابھار کر ان کی معیت میں لڑائی کے لئے نکلا۔ داؤدان دنوں سر زمین شام میں تھے۔ مگر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس سے لڑائی کے لئے لوٹے اور اس سے لڑ کر اسے شکست دی جنگ کے دوران میں ہزار کے قریب بنی اسرائیل مارے گئے۔

**ایشلوم کا قتل:** ایشلوم کو داؤد کے وزیر نے ایک درخت کے نیچے چھپا دیکھ کر گرفتار کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر داؤد کے پاس لایا۔ آپ کو اس کے مارے جانے سے محبت پدری کی وجہ سے سخت رنج ہوا اور اس قدر خون ریزی کے بعد اسباط داؤد سے اور داؤد اسباط سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد داؤد نے باری تعالیٰ کی اجازت کے بغیر بنی اسرائیل کو شمار کیا جو بعد میں دس لاکھ نکلے جن میں سے چار لاکھ صرف بنی یہود تھے۔ اللہ پاک اس سے ناراض ہوا جس سے اس وقت کے انبیاء علیہم السلام نے داؤد کو آگاہ کیا۔

**زبور کا نزول:** اس کے بعد داؤد باطمینان حکومت کرنے لگے اور ان پر برابر وحی نازل ہوتی رہی اور زبور کی سورتیں اترتی رہیں اور داؤد آثار اور مزامیر سے تسبیح کرتے رہے اکثر مزامیر جن کا ذکر تسبیح میں آیا ہے انہیں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ تابوت شہادت کے روبرو مزامیر سے تسبیح کرنے کے لئے سبط لاوی سے بارہ کاہن مقرر کئے گئے۔ جو ہر ساعت اس کے روبرو تسبیح کرتے رہتے تھے۔

۱۔ طبری لکھتا ہے کہ داؤد کی اس خود رانی پر خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے سزائیں تجویز فرمائی تھیں (۱) تین برس کا قحط (۲) تین مہینے دشمنوں سے زیر رہنا (۳) تین روز تک ناگہان موت میں گرفتار رہنا اور داؤد کو اختیار دیا تھا کہ ان تینوں سزاؤں میں سے جسے چاہیں وہ اختیار کریں داؤد نے پچھلی سزا کو پسند کیا تھا جس سے ایک دن میں بے شمار بنی اسرائیل مر گئے۔ تب داؤد نے گھبرا کر جناب باری میں عرض کیا ”خود رانی اور گناہ تو مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کیوں سزا کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں خدایا اگر اس عذاب کا مستحق ہوں تو میں ہوں۔“ خدا تعالیٰ کا دریائے رحمت داؤد کے ان کلمات سے جوش میں آ گیا اور ناگہانی موت کی بلا بنی اسرائیل سے اٹھالی گئی۔

۲۔ داؤد علیہ السلام کا رنگ سرخ آنکھیں گول پست قد تھا اور داڑھی کم تھی۔ اللہ جل شانہ نے ان کو سلطنت و نبوت دونوں مرحمت فرمائی تھیں اور ایسی توانائی دی تھی کہ ان سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ موسیٰ اور یوشع علیہم السلام کے بعد بنی اسرائیل میں یہ دستور چلا آ رہا تھا کہ ایک خاندان میں نبوت ہوتی تھی تو دوسرے سبط میں حکومت۔ یہاں تک کہ داؤد علیہ السلام پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت اور حکومت دونوں مرحمت فرمائیں۔ یہ صاحب شریعت نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے پابند تھے اسی کی خلق اللہ کو تعلیم دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر زبور نازل فرمائی اس میں خدا تعالیٰ کی شان و صفات اور نصیحتیں تھیں یہ نہایت خوش گلو تھے ان کے ساتھ پہاڑ چرند پرند تسبیح کرتے تھے ان کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے ان کے ہاتھ میں ایسی قوت دی گئی تھی یا یہ کہ لوہے کو ان کے ہاتھ میں اس قدر نرم کر دیا تھا کہ وہ اس کی زرہیں بناتے تھے اور انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت سے اپنی بسر کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ سبأ میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَجْعَلُ أُوْبَىٰ مَعَهُ وَالطَّيْرَ وَالنَّالَةَ الْحَدِيدَانَ اِعْمَلْ سَابِغٌ وَقَدْرٌ فِيهَا السَّرْدُ وَ اِعْمَلُوا صَالِحًا اِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (السبا: ۱۱۰) ”ہم نے بے شک داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی اے پہاڑ والے جانور اس کے ساتھ تسبیح کرو اور نرم کیا اس کے واسطے لوہا تاکہ پوری زرہیں بنا دے اور اندازہ رکھے ایک دوسرے کے پروں میں اور اچھے عمل کرو بے شک میں جس چیز کو تم کرتے ہو میں اس کا دیکھنے والا ہوں۔“

داؤد کی ننانوے بیبیاں تھیں اور ہزار ہا دربان تھے آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی ایک روز دربار کرتے تھے اور ایک روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور ایک روز خلوت خاص میں رہتے تھے۔ ان پچھلے دونوں میں کوئی ان کی خدمت میں نہ جاسکتا تھا ایک روز ان کے عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر دو شخص اتر آئے۔ داؤد علیہ السلام ان کو دیکھ کر خائف ہوئے انہوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے آپ اس کا فیصلہ کیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے مینڈیاں ہیں اور میرے ایک ہی ہے اس نے کہا ایک مجھے بھی دے لے.....



**حضرت داؤد کی وفات:** پھر داؤد نے اپنی حکومت کے چالیسویں سال اپنے بیٹے سلیمان کو اپنا ولی عہد بنایا اور مابان بنی اور صادق نے انہیں اصطباغ دیا۔ داؤد انہیں بیت المقدس بنانے کی وصیت کر کے انتقال کر گئے اور بیت لحم میں مدفون ہوئے۔ ان کے زمانہ میں نبیوں میں سے حابان (یا نامان) اور کا دا اور اصف تھے اور کاہنوں میں سے افیثار بن ایلح کاہن تھا۔ جو عالی کاہن کی اولاد سے تھا جس کا ہم حکام بنی اسرائیل میں ذکر کر چکے ہیں۔

**حضرت سلیمان علیہ السلام:** داؤد کے انتقال کے بعد سلیمان بن داؤد تخت حکومت پر بیٹھے ان کی اس وقت بائیس برس کی عمر تھی۔ ان کی حکومت نہایت مستقل طور سے شروع ہوئی تھی یہ تمام گروہوں پر غالب آئے تھے۔ شام کے تمام بادشاہوں فلسطین، عمون، کنعان، موآب، اروم، ارمن وغیرہ سے جزیہ لیا اور اطراف و جوانب کے بادشاہوں نے اپنی اپنی لڑکیاں جناب موصوف کے عقد میں دے کر اپنی دامادی میں لیا۔ جن لڑکیوں سے آپ نے نکاح کیا تھا ان میں فرعون مصر کی لڑکی سے بھی تھی ابتداً آپ کا وزیر یوآب بن نیوا، ہمشیرہ داؤد کا لڑکا تھا۔ جو صوریا کے نام سے مشہور ہے اس نے داؤد کی وزارت کی تھی اور ابتدائی زمانہ میں سلیمان کی بھی وزارت کی لیکن کچھ روز بعد اسے کسی وجہ سے قتل کر کے یثوح بن شیداح کو اپنا وزیر مقرر کیا۔

**تعمیر بیت المقدس:** اپنی حکومت کے چوتھے برس سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ یہ تعمیر آپ کے آخر زمانہ حکومت تک برابر جاری رہی تھی۔ اپنے آخری زمانہ میں شہر انطاکیہ منہدم کر کے شہر تدمر آباد کیا۔ اثناء تعمیر میں بادشاہ صور ہے آپ نے کوہ لبنان سے لکڑیوں کے کاٹنے میں مدد چاہی۔ کوہ لبنان پر لکڑی کاٹنے والوں کے لئے سالانہ بیس ہزار گر (وزن ہے) کھانا اور اسی قدر شراب جاتی تھی۔ لکڑی کاٹنے والوں کی تعداد ستر ہزار تھی اور پتھر کے کھدان سے پتھر نکالنے والوں کی تعداد اسی ہزار اور اس کے درست کرنے والے ستر ہزار تھے اور ان سے کام لینے والے تین ہزار تین سو افسر تھے۔

اس کے بعد سلیمان نے مسجد بنوائی اس کی بلندی ایک سو ہاتھ اور لمبائی ساٹھ ساٹھ ہاتھ چوڑائی بیس ہاتھ تھی۔ اس کا اندرونی حصہ سونے اور چاندی کے پتروں سے منڈھا ہوا تھا اور مکان کے اندر لکڑی کے دو کروی (ملائکہ) بنائے تھے اور اس کو سونے سے منڈھا دیا تھا اور مکان کے دروازے صنوبر کی لکڑی کے تھے اور ان پر پھول پتیوں کے نقش و نگار کے علاوہ کرویوں (فرشتوں) کی صورتیں بھی بنائی گئی تھیں اور یہ سب سونے کے پتروں سے منڈھے ہوئے تھے۔ اس ہیکل کی تعمیر سات برس میں تکمیل کو پہنچی اور اس کا ایک دروازہ سونے کا بنایا گیا اس کے بعد ایک بیت السلاح صنوبر کے کھمبوں کی چار صفوں پر بنایا۔ ہر صف میں پندرہ پندرہ کھمبے تھے اور اس میں دو سو ترس (یعنی ڈھال) اور تین سو ورقہ (ٹکڑے) سونے کے رکھے۔ ہر ترس میں چھ سو اعلیٰ درجے کے زمرہ تھے اور ہر ٹکڑے میں تین تین سو یا قوت تھے۔

..... ہم دے اور باتوں باتوں میں اس نے مجھ پر سختی کی۔ داؤد نے یہ سن کر کہہ دیا کہ اس نے بے شک تجھ پر ظلم کیا۔ اس کے بعد ان کو یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امتحاناً میرے پاس بھیجا ہے اس وجہ سے جناب موصوف نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور سجدے میں گر پڑے اس واقعہ کا ذکر قرآن شریف کے پارہ تیسویں سورہ ص میں آیا ہے اور وہ ﴿هَلْ أَتَاكَ نَبْوُ الْخَضَمِ إِذْ تَسُوْرُوا الْمَخْرَابَ﴾ (ص: ۲۱) تا آخر ہے عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس آیت میں اور یا کے قصہ کی طرف اشارہ ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے اور یا کا قصہ جھوٹ اور افتراء بہتان ہے نبی اور وہ ایک عورت پر فریفتہ ہو کر اس کے شوہر کو لڑائی میں بھیج دے اس غرض سے کہ وہ مارا جائے اور اس کے بعد وہ اس سے شادی کر لے۔ یہ نہایت پست خیال کے آدمیوں کا کام ہے انبیاء کرام کی شان سے یہ نہایت بعید اور دور از قیاس ہے اسی وجہ سے جناب علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ((من حدث بحديث داؤد ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين)) "یعنی جو شخص داؤد کا وہ قصہ بیان کرے گا جس کو قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا۔"



**غیضۃ البنان:** یہ مکان غیضۃ البنان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اپنے بیٹھنے کے لئے ایک منبر بنوایا اور بہت سی کرسیاں تیار کرائیں جو دندان فیل کی تھیں اور ان پر سونا منڈھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس بنا پر ایک مکان فرعون مصر کی لڑکی نے بنوایا جس سے سلیمان نے نکاح کر لیا تھا اور شہر صور کے معروف و مشہور صناعتوں سے اس گھر کے مصارف کے لئے تانبے کے برتن بنوائے اور مذبح (قربان گاہ) اور ماندہ (میز) بیت المقدس میں سونے کا تیار کرایا اور پانچ منبر ہیکل کے دائیں جانب کے لئے اور پانچ بائیں جانب کے لئے طلائی سامان اور انگیٹھیوں کے ساتھ بنوائے اور وہ نقرئی اور طلائی برتن جو اس مقدس مکان کے لئے جناب موصوف تک بذریعہ وراثت پہنچے تھے۔ اس پاک مکان میں لا کر رکھے اور آپ کے فرمانے سے رئیس اسباط و کاہنین، تابوت عہد (شہادت) کو مقام صیہون (قریہ داؤد) سے اٹھالائے اور اسے اس مکان میں کروبیوں کی تصویروں کے بازوؤں کے نیچے مسجد اقصیٰ میں رکھا۔ تابوت عہد میں دو لوہے پتھر کی تھیں جنہیں جناب موسیٰ نے الواح منکسرہ (ٹوٹی ہوئی لوحوں) کے عوض بنوایا تھا۔ رؤسا اسباط و کہتان تابوت عہد کے ساتھ قبہ قربان (کفارہ کا سرپوش) اور اس کے ظروف بھی مسجد میں اٹھالائے۔

**قربانی:** سلیمان علیہ السلام ایک متعینہ دن مذبح کے روبرو کھڑے ہوئے اور اس خوشی میں بنظر تقریب الی اللہ بائیس ہزار گائیوں کی قربانی کی۔ اس کے بعد ہر برس تین مرتبہ قربانی کرتے تھے اور بخوردیتے تھے۔ قربانی اور تحفوں کے علاوہ ہر سال چھ سو چھیاسٹھ قطار سونا بیت المقدس پر چڑھاتے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کی کشتیاں سونا، چاندی اور قیمتی اسباب ہاتھی، مور وغیرہ لانے کی غرض سے ہمیشہ دریائے ہند میں سفر کرتی رہتی تھیں اور مصر سے اچھی نسل کے گھوڑے منگواتے تھے۔ ہر وقت دو ہزار چھ سو گھوڑے لڑائی کے لئے تیار رہتے تھے۔ آپ کی ایک ہزار بیبیاں تھیں جن میں سے تین سو حرم تھیں۔

**ملکہ بلقیس:** مورخین کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حج کو بھی گئے تھے اور وہاں کچھ روز ٹھہرے بھی تھے اور ہر روز پانچ ہزار دنبے پانچ ہزار گائیں، بیس ہزار بکریاں قربان کرتے تھے۔ اس کے بعد ملک یمن کی طرف توجہ کی اور اسی دن سرزمین صنعا میں جا ترے۔ ہد ہد کو طلب فرمایا۔ ہد ہد اس وقت موجود نہ تھا تھوڑی دیر کے بعد وہ بلقیس کی خبر لے کر آیا جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا بیان آ گیا ہے۔

(مترجم) سورہ نمل میں اس طرح مذکور ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد کو طلب فرمایا۔ جب وہ نہ ملا تو آپ نے غصہ میں فرمایا: ﴿لَا عَذْبَئِنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْلَادَ بَحْنَهُ أَوْلِيَاتِنِي بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ﴾ (النمل: ۲۱) ”میں بے شک اس کو سخت عذاب دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا اگر اس نے کوئی عذر معقول نہ بیان کیا“۔ تھوڑی دیر بعد ہد ہد آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ایسے مقام کی سیر کی ہے جس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے۔ میں آپ کے پاس سب سے ایک سچی خبر لایا ہوں یہ کہہ کر سب کی تعریف کرنے کے بعد عرض کیا: ﴿إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ﴾ (النمل: ۲۳) ”میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس سرزمین کی مالک ہے اور اس کو ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے“۔ ﴿وَ جَدْتُهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَلُّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ﴾ (النمل: ۲۴) ”میں نے اس کو اور اس کی قوم کو سوائے خدا کے آفتاب کا سجدہ کرتے ہوئے پایا ہے اور شیطان نے ...“



**ملکہ بلقیس کی اطاعت:** بلقیس نے آپ کی خدمت میں بہت سے تحفے بھیجے تھے۔ آپ نے ان کو قبول نہ فرمایا۔ بلقیس نے آپ کی اطاعت قبول کر لی اور آپ کے دین پاک میں داخل ہو گئی اور اپنی حکومت و سلطنت کو جناب موصوف کے سپرد کر دیا۔

..... ان کے اعمال کو درست کر دیا ہے پس ان کو راہ حق سے باز کر رکھا ہے وہ راہ نہیں پاتے ہیں۔“

سلیمان کو یہ سن کر انکی آفتاب پرستی پر غصہ آیا۔ پھر یہ خیال ہوا کہ شاید ہد ہد اپنی غیر حاضری کی وجہ سے یہ قصہ خلاف واقعہ بیان کرتا ہو۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا ”کہ دیکھیں گے کہ توحیح کہتا یا غلط بیان کر رہا ہے۔ لے یہ خط ان کے پاس لے جا اور دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔“ ہد ہد یہ حکم پاتے ہی جناب سلیمان کا خط لے کر اڑا اور بلقیس کے پاس اس خط کو ڈال دیا۔ بلقیس نے اس خط کو لے کر پڑھا اور اپنے دربار والوں سے مخاطب ہو کر بولی: ﴿يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ ائْسَى اَلْقَيْ اَلَى كِتَابِ كَرِيمٍ﴾ (النمل: ۲۹) ”اے سردار میرے پاس ایک بزرگ کا خط بھیجا گیا ہے۔“ ﴿اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنٍ﴾ (النمل: ۳۰) ”وہ خط بے شک سلیمان کی جانب سے ہے۔“ ﴿وَ اِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلَمُوْا عَلٰی وَا تُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (النمل: ۳۰) ”وہ بے شک شروع ہے اللہ کے نام سے جو بخشش کرنے والا ہے مہربان ہے مضمون اس کا یہ ہے کہ تم مجھ سے سرکشی نہ کرو اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلے آؤ۔“ بلقیس کے درباریوں نے یہ خط سن کر اپنی توانائی قوت جنگ کا اظہار کر کے فیصلہ اس کی رائے پر چھوڑ دیا۔

چونکہ بلقیس ایک ہوشیار اور انجام بین عورت تھی اولاً بادشاہوں کا یہ دستور بیان کیا کہ جب وہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اسے وہ ویران کر ڈالتے ہیں اور اس کا بااثر اور معزز آدمیوں کو ذلیل کرتے ہیں ایسا ہی یہ بادشاہ بھی کرے گا۔ اس کے بعد اس نے یہ رائے قائم کی کہ سلیمان کے پاس کچھ تحائف بھیجے جائیں اس کی نیت اور طبیعت کا اندازہ معلوم ہو جائے گا۔ درباریوں نے اس کی رائے سے اتفاق کر کے سلیمان کی خدمت میں تحائف روانہ کئے۔

سلیمان نے ان کے تحائف کو واپس کر دیا اور اپنی سطوت اور جلالت کی ایک خوفناک دھمکی دی۔ اس کے بعد اس کو نمونہ قدرت الہی دکھانے کی غرض سے آپ نے اہل دربار سے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اس کے تخت کو اٹھالائے۔ اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے ایک جن نے جواب دیا: ﴿اَنَا اَتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ﴾ (النمل: ۳۹) ”میں اس کو تمہارے پاس لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ تم دربار سے اٹھو۔“ ﴿وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیْ اٰمِیْنٍ﴾ (النمل: ۳۹) ”اور بے شک میں زور آور اور امانت دار ہوں۔“ سلیمان اس کا جواب لاؤ نعم نہ دینے پائے تھے کہ: ﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اَتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُکَ﴾ (النمل: ۴۰) ”اس شخص نے جس کے پاس کتاب الہی کا علم تھا بولا یعنی (آصف بن برخیا از فرزند ان شمول) میں اس کو تمہارے پاس چشم زدن میں لاتا ہوں۔ چنانچہ چشم زدن میں بلقیس کا تخت آ موجود ہوا۔ سلیمان نے کسی مصلحت سے اس کی ہیئت موجودہ بد لوادی۔ جب بلقیس آئیں تو ان سے کہا گیا: ﴿اَهْکَذَا اَعْرَضَکَ﴾ (النمل: ۴۲) ”کیا اسی طرح کا تیرا تخت ہے۔“ ﴿قَالَتْ کَاَنَّهُ هُوَ﴾ (النمل: ۴۲) ”بلقیس نے کہا گویا وہی ہے۔“ ﴿وَ اُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ کُنَّا مُسْلِمِیْنَ﴾ (النمل: ۴۲) ”ہم کو اس آزمائش سے پہلے علم دیا اور ہم آپ کی نبوت پر پہلے سے ایمان لائے ہوئے تھے۔“ اس کے بعد سلیمان نے بلقیس کو توحید کی تعلیم دی اور بت پرستی سے روکا اور پھر وہ محل یا دربار خاص میں داخل کی گئیں۔ بلقیس نے فرش آ بگینہ کو پانی تصور کر کے اپنے ازار کے پانچے اٹھائے سلیمان نے کہا یہ محل شیشے سے منڈھا ہوا بنایا گیا ہے۔ بلقیس کو اپنی اس نافرمانی پر ندامت ہوئی۔ کلام مجید کی آیت سے بلقیس سے جناب سلیمان علیہ السلام کا نکاح کرنا ثابت نہیں ہوتا اور مؤرخین و مفسرین کے اقوال اس واقعہ نکاح میں مختلف ہیں۔ اس واقعہ کے علاوہ یہ ....



اور آپ کو ملک یمن لے گئی۔ سلیمان نے اس کو نکاح کرنے کی ہدایت کی اس نے بادشاہت کی وجہ سے انکار کیا۔ سلیمان نے فرمایا دین میں داخل ہو کر اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے تب بلقیس نے سدو بن زرعہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے بلقیس کا نکاح اس سے کر دیا اور اسے اپنی طرف سے ملک یمن پر گورنر مقرر کر کے بلقیس کو بدستور سب کا حاکم اعلیٰ بنائے رکھا اور آپ شام کی طرف لوٹ آئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بلقیس سے نکاح کر لیا تھا اور اس کے دیکھنے کے لئے ہر ماہ ایک مرتبہ آپ تشریف لے جاتے تھے اور تین روز تک وہاں ٹھہرتے تھے۔ واللہ اعلم

یمن پر قبضہ کرنے کی دوسری روایت: علماء بنی اسرائیل سلیمان کے حجاز و یمن جانے سے انکار کرتے ہیں اور ملک یمن پر قبضہ حاصل کرنے کی یہ صورت ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے یمن پر ملکہ سبا سے خط و کتابت کے ذریعہ سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ وہ خود آپ کی خدمت میں یروشلم میں آئی تھی اور ایک سو بیس قطار سونے اور مروارید و جواہرات اور مشک وغیرہ ہدیہتہ ارسال کیا تھا۔ آپ نے اسے نہایت عمدہ خلعت مرحمت فرمایا تھا اور اس سے بحسن سلوک ملے تھے اور پھر وہ وہاں سے واپس آئی تھی۔ ((ہکذا فی کتاب الانساب من کتبہم)) ”ایسا ہی کتاب الانساب میں ہے جو ان کی کتابوں سے ہے“۔

یریعان بن نباط کا فرار: سلیمان کے اخیر زمانہ حکومت میں ہدرور بادشاہ ارمن نے دمشق میں اور ہداد بادشاہ اروم نے بغاوت کی تھی اور آپ نے بیت المقدس کے تمام علاقوں پر سبط (افرائیم سے یریعان بن نباط کو حاکم مقرر کر دیا تھا وہ نہایت جابر و ظالم نکلا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اور اخیانی کے توسط سے اس کی تولیت و حکومت پر غصہ ظاہر فرمایا۔ سلیمان نے اس سے مطلع ہو کر اس کے قتل کا قصد کیا۔ مگر وہ اس واقعہ سے آگاہ ہو کر مصر کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر فرعون مصر کی لڑکی سے نکاح کر لیا جس سے اس کا لڑکا نباط نامی پیدا ہوا اور یہ مصر ہی میں ٹھہرا رہا۔

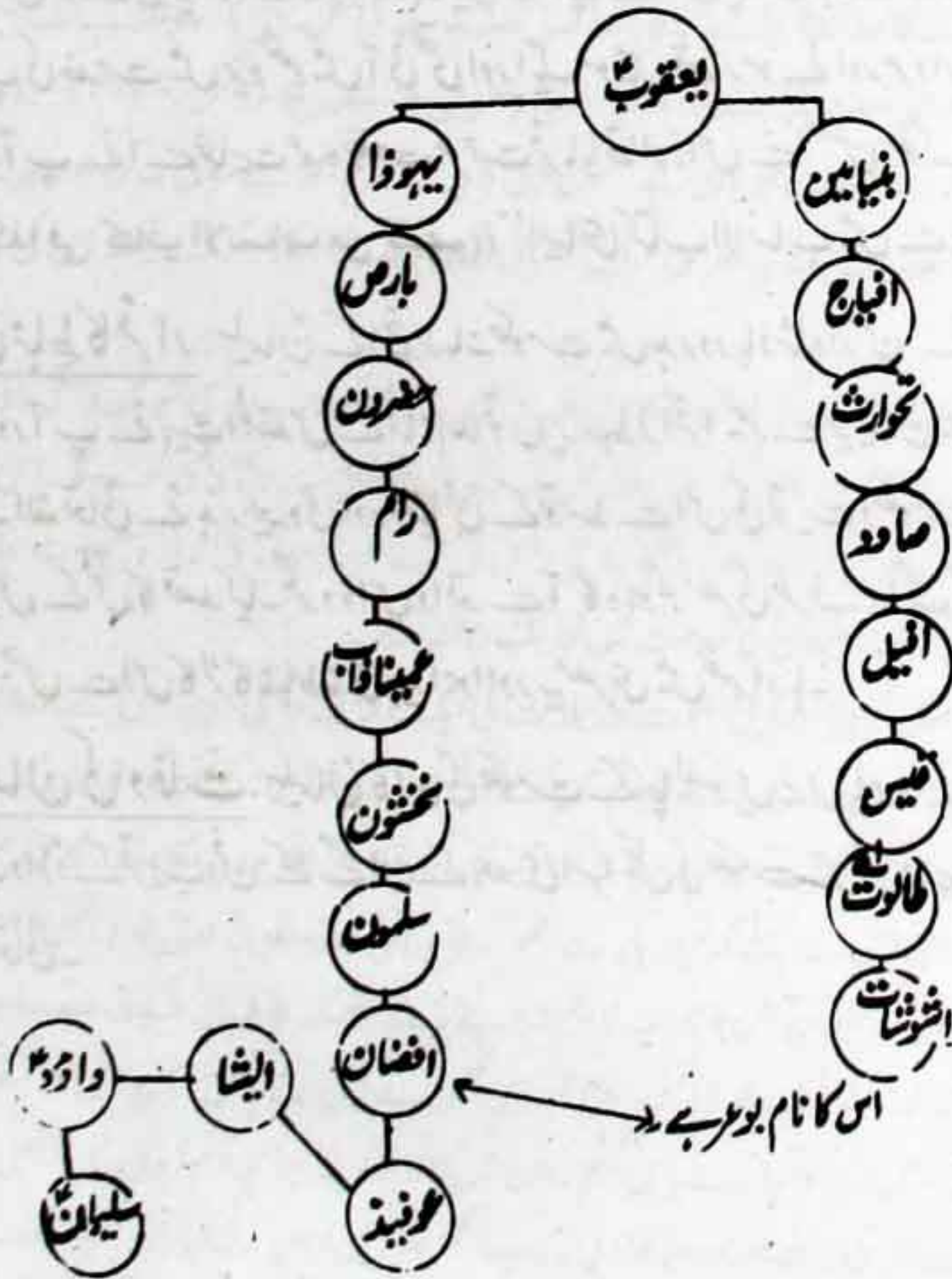
حضرت سلیمان کی وفات: سلیمان کا ان کی حکومت کے چالیسویں برس یا بروایت دیگر باون برس کے بعد انتقال ہو گیا۔ اپنے باپ داؤد کے قریب دفن کئے گئے ان کے بعد بنی اسرائیل کی حکومت میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

..... ہم تین واقعے (ایک) گھوڑوں کی قربانی کرنے کا۔ دوسرے مورچہ کا قصہ تیسرے انگشتری کے گم ہونے اور دیو کا آپ کی جگہ پر متمکن ہونے کے بیان کئے جاتے ہیں جنہیں ہم طوالت کے خیال سے قلم انداز کرتے ہیں۔ کلام مجید میں یہ واقعات

مذکورہ موجود ہیں۔ انتہی کلام المترجم



## شجرہ نسب حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام



اس کا نام شادل ہے یہی بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے۔

۱۔ اس کا نام شادل ہے اور یہی بنی اسرائیل کا پہلا بادشاہ ہے۔



**رجم بن سلیمان:** سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل نے ان کے لڑکے رجم کو ان کا جانشین کیا۔ رجم نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ بیت لحم وغزہ وصور وایلہ کی عمارت میں اضافہ کیا، بنی اسرائیل پر تشدد کرنے لگا۔ بنی اسرائیل نے ان سے ضرائب (ٹیکس) کی تخفیف چاہی۔ مگر اس نے یہ رعایت کرنے کے بجائے اور محاصل بڑھانے کا ارادہ کیا۔ بنی اسرائیل اس کی ان زیادتیوں سے دل برداشتہ ہو کر عہد شکنی پر مائل ہو گئے اسی زمانہ میں یربعم بن نباط مصر سے آ گیا۔ تمام بنی اسرائیل نے سبط یہود اور بنیامین کے علاوہ اس کی حکومت تسلیم کر لی اور اس کے ہمراہ لڑائی کے لئے نکلے۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ لیکن اس وقت کے کسی نبی کے کہنے سے فریقین معرکہ آرائی سے باز رہے اور باہم صلح کر لی۔

**شاہ مصر شیشاق کی بیت المقدس پر فوج کشی:** رجم کی حکومت کے پانچویں سال شیشاق بادشاہ مصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ رجم لڑائی کے میدان سے بھاگ نکلا۔ شیشاق نے اس کو لوٹا اور ان پر جزیہ مقرر کیا۔ کچھ عرصہ بعد بنی اسرائیل اس کے مقابلہ پر آئے اور اس کو بیت المقدس سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد بنی داؤد بنی یہود اور بنیامین پر بیت المقدس، عسقلان، غزہ، دمشق، حلب، حمص، حماة اور اس کے سرحدی مقامات سرزمین حجاز میں حکومت کرنے لگے اور اسباط عشرہ نے اطراف نابلس فلسطین پر قبضہ حاصل کر لیا اور شام کے شرق شمال متصل فرات و جزیرہ شہر شومرون (شمرہ یا سامرہ) میں جا ٹھہرے اور اس کو اپنا دارالسلطنت بنا لیا۔ بنی اسرائیل کی حکومت ختم ہونے تک ان میں یہ اختلاف برابر قائم رہا اور وہ اس پریشانی میں مبتلا ہو گئے جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے لکھ دیا تھا جیسا کہ ہم اسے آئندہ بیان کریں گے۔

**افیاز بن رجم:** ان واقعات کے بعد رجم اپنی حکومت و سلطنت کے سترہویں برس مر گیا اس کے بعد سبط یہود اور بنیامین پر بیت المقدس میں اس کا لڑکا افیاز حکومت کرنے لگا یہ اپنے باپ سے سیرتا بہت مشابہ تھا۔ نہایت درجہ کا عابد اور روزہ دار تھا اس کا پورا زمانہ حکومت یربعم ابن نباط اور بنی اسرائیل سے لڑائی لڑنے میں صرف ہوا ایک دن بھی فراغت سے نہیں بیٹھنے پایا یہاں تک کہ اپنی حکومت کے تین سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اسابن افیاز تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اس کا زمانہ حکومت کسی قدر دراز ہوا یہ نہایت نیک طبیعت اور اپنے دادا داؤد کی عادات و اخلاق پر تھا اس کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں متعدد انبیاء مبعوث ہوئے۔ اس کی حکومت کے دوسرے سال یربعم ابن نباط کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا ناداب تخت نشین ہوا اور تھوڑے ہی دن بعد یعشا بن احیا اسے ختم کر کے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

**اسابن افیاز:** اس کے بعد اس سے اور اسابن افیاز سے لڑائی چھڑ گئی۔ اساموقع پا کر شاہ دمشق کو اپنے ہمراہ لے کر یعشا پر چڑھ آیا۔ یعشا ان دنوں یربعم کے آباد کرنے میں مصروف تھا۔ وہ اس ناگہانی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا اور نہایت بے سرو سامانی سے آلات بنا چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اسابن افیاز بادشاہ قدس (بیت المقدس) اس اسباب کو اٹھالائے اور اس سے قلعے بنوائے اس کے بعد بنی داؤد پر زواج بادشاہ کوش نے ایک لاکھ فوج سے حملہ کیا۔ اسانے نہایت جوانمردی اور مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت سخت شکست دے کر اسے بھاگ دیا۔ اس اور اسباط میں سامرہ پر قبضہ کے لئے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اسی کے زمانہ میں سامرہ لوٹا گیا تھا۔ کما تذکرہ۔



اپنے باپ سے سیرتا بہت ملتا تھا۔ اس کے زمانہ میں اہل سامرہ اور اس کے حکمرانوں کے درمیان صلح رہی۔ اس کے زمانہ میں بادشاہ عمالقہ (یا بروایت دیگر اروم) نے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی اور کچھ فوجیں جمع کر کے اس کی طرف بڑھا۔ اس نے خبر پا کر اس کا مقابلہ کیا اور نہایت ناکامی سے انہیں پسپا کر کے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

اروم کی بدعہدی: اس کے زمانہ حکومت میں انبیاء سے الیاس بن شویاق اور الیسع بن شویات علیہما الصلوٰۃ تھے۔

ابن عمید کہتا ہے کہ ایلیا اور منخیا اور عبودیا کی کشتیاں ہند سے قیمتی قیمتی اسباب لایا کرتی تھیں ایک مرتبہ ہوائے مخالف سے کشتیاں ڈوب گئیں۔ اس نے پچیس برس تک حکومت کی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یہورام تخت نشین ہوا۔ اروم نے بدعہدی کی اور اپنی قوم میں سے ایک کو اپنا حاکم مقرر کر لیا۔ یہورام نے سن کر ان پر حملہ کیا اور انہیں پریشان اور قتل و قید کر کے لوٹ آیا۔ لیکن وہ لوگ بدستور اپنی بغاوت پر قائم رہے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ موصل اور اسباط میں جو سامرہ میں تھے لڑائی شروع ہوئی اور ایک زمانہ تک وہ لڑائیاں جاری رہیں۔

بنی موآب پر فوج کشی: ابن عمید کہتا ہے کہ بنی موآب بنی یہوذا کو دو سو بکریاں سالانہ جزیہ دیا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے یہ جزیہ نہ پہنچایا۔ ملوک قدس اور سامرہ متفق ہو کر لڑائی کے لئے نکلے اور سات روز تک ان کا محاصرہ رکھا انہیں دنوں جب پانی مفقود ہونے کی وجہ سے الیسع نبی نے دعا کی اور وادی جاری ہو گئی تو اہل موآب پانی کی طمع میں نکلے۔ بنی اسرائیل نے موقع مناسب پا کر ان پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے قتل اور قید کیا۔ یہورام ہی کے زمانہ حکومت میں ایلیا نبی اٹھا لئے گئے اور اس کے اسرار الیسع نبی کی طرف منتقل ہوئے۔ اس کے زمانہ میں انبیاء سے عبودیا نبی بھی تھے پھر اس نے اپنی حکومت کے آٹھویں برس میں انتقال کیا اور اپنے دادا داؤد کے قریب دفن کیا گیا۔

احزیاہو کی جزیرہ و موصل پر فوج کشی: اس کے بعد اس کے لڑکے احزیاہو نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کی ماں غشلیا بنت عمری احباب بن عمری کی بہن تھی احزیاہو نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے ماموں اجاب کا چال چلن اختیار کیا اور ایک یا دو برس حکومت کی بادشاہ جزیرہ اور موصل پر چڑھائی کی۔ اس لڑائی میں اس کے ماموں اجاب کے لڑکے یہورام والی سامرہ نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ دونوں والی جزیرہ اور موصل سے لڑ بھڑ کر واپس آئے۔ یہوشافاض بن الیشانے جو منسی بن یوسف کی نسل سے تھا اور یورام بن اجاب کے قتل کی فکر میں تھا۔ موقع پا کر ایک ہی وقت میں دونوں کو قتل کر ڈالا۔

احزیاہو کا خاتمہ: ابن عمید کہتا ہے کہ یورام ابن اجاب والی سامرہ احزیاہو کے ساتھ ہو کر اروم اور بروایت دیگر کلعاد

۱۔ جناب الیاس بن شویاق علیہ السلام یوشع بن نون کی اولاد سے تھے۔ اللہ جل شانہ نے اہل بعلیک کی طرف مبعوث کیا تھا وہ لوگ بعل نامی بت کی پرستش کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ: ﴿اتذعنون بغلاؤ و تذرون احسن الخالقین﴾ (الصفۃ: ۲۵) "کیا تم لوگ بعل کو پکارتے (یعنی پرستش کرتے) ہو اور چھوڑ دیتے ہو (احسن الخالقین کو) میں ارشاد فرمایا ہے جناب موصوف شریعت موسوی کے پابند تھے اور اسی کوتاہی اور لوگوں کو اسی کی تعلیم فرماتے تھے۔

۲۔ الیسع بن شویات الیاس کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے ان کو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔

۳۔ الیسع بن شویات کے شاگرد تھے آپ ہی کی دعا سے ان کو نبوت مرحمت ہوئی تھی۔



سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور اسی لڑائی میں یہ دونوں مارے گئے تھے۔ اس کے زمانہ میں انبیاء علیہم السلام میں سے السبع اور عامور اور فخر نبی تھے۔

**غٹلیا بنت عمری کی حکومت:** احزیا ہو کے بعد اس کی ماں غٹلیا بنت عمری حکومت کی کرسی پر بیٹھی اس کی حکومت قدس میں خوب ترقی پذیر اور پر زور ہوئی اس نے تمام بنی داؤد کو مارڈالا لیکن مشیت ایزدی سے یواش (احزیا ہو کا رضاعی بھائی) اس کے پنجہ ظلم سے بچ رہا۔ اسے اس کی پھوپھی یہوشیع بنت یہورام نے بیت المقدس کے کسی گوشہ میں چھپا رکھا تھا اور اس راز سے اپنے شوہر یہودیاوع کو آگاہ کر دیا جو ان دنوں کاہن اعظم تھا۔ جب یواش کا ساتواں سال پورا ہو گیا اور بنی یہودا غٹلیا کے ناپسندیدہ کاموں سے بیزار ہو کر یہودیاوع کاہن کے پاس جمع ہوئے اور اس کی حکومت سے بیزاری ظاہر کی۔ یہودیاوع کاہن نے یواش بن احزیا ہو کو ظاہر کیا اور ان لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر اس کی نانی غٹلیا اور ان لوگوں سے جو اس کے ہمراہ لڑے تھے اور انہیں تباہ و پریشان کر دیا۔

**یواش بن احزیا ہو:** یواش یہودیاوع کاہن کے مشوروں سے انتظام حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد یواش بت پرستی پر مائل ہوا۔ زکریا نبی نے منع کیا۔ اس نے ان کو شہید کر ڈالا اس کے زمانہ حکومت میں السبع اور عوفریا اور زکریا نبی تھے۔ یہودیاوع کاہن کا یواش کی حکومت کے تیسویں برس انتقال ہوا۔ یواش نے بیت المقدس میں کسی قدر تجدید کی تھی اور اس کی حکومت کے اڑتیسویں برس السبع نے وفات پائی۔ اسی کے زمانہ میں شریال جو بابل میں کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نینوی اور موصل نے اور ابن عمید کہتا ہے کہ بادشاہ شام نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اس نے تمام مال و اسباب جو شاہی خزانہ اور بیت المقدس میں تھا دے دیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ یہاں تک کہ اس کے اراکین دولت اور وزراء نے اسے مار ڈالا۔

**بیت المقدس کی تاراجی:** اور اس کی جگہ اس کے لڑکے امضیا ہو کو تخت نشین کیا۔ تھوڑے دن بعد بنی اسرائیل نے اس سے سرکشی شروع کی اور وہ اپنی ماں کی اعانت سے ان پر غالب آیا اور باغیوں کو تہ تیغ کر کے اردوم کی طرف بڑھا اور ان پر بھی اسے فتح یابی حاصل ہوئی اور ان میں سے تقریباً بیس ہزار کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بادشاہ اسباط نے (جو سامرہ میں تھا) اس پر فوج کشی کی اس نے اس کا مقابلہ کیا لیکن اسے شکست ہوئی اور یہ گرفتار کر لیا گیا۔ بادشاہ اسباط نے اس کی گرفتاری کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور تقریباً چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر ڈالی اور شاہی محل کے خزانہ اور ہیکل کے مکان کا مال و اسباب برتن اور جواہرات لوٹ کر سامرہ واپس آیا اور یہاں پہنچ کر امضیا ہو بادشاہ بیت المقدس کو رہا کر دیا۔

۱۔ حضرت زکریا بن ارن سلیمان بن داؤد کی اولاد سے تھے۔ ایشاع بنت عمران بن ماثان سے آپ نے نکاح کیا اور بڑھاپے میں جب اولاد ہونے سے ناامید ہو گئے تھے۔ حضرت یحییٰ نبی آپ کی دعا سے پیدا ہوئے۔ ان دنوں بزرگوں کا تذکرہ کلام مجید میں آ گیا ہے۔ ایشاع بنت عمران مریم والدہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں۔ ہیرودس بادشاہ نے اپنی محبوبہ کی ترغیب سے یحییٰ نبی کو ذبح کر ڈالا۔ زکریا علیہ السلام یہ سن کر اس خوف سے بھاگ گئے اور بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک باغ میں داخل ہوئے ایک درخت نے حکم الہی آپ کو پکارا جب آپ اس کے قریب گئے تو وہ شق ہو گیا آپ اس میں چھپ گئے۔ قضا کار آپ کی چادر کا ایک کونہ باہر نکلا رہا۔ بادشاہ ہیرودس کے آدمی آپ کے تعاقب میں آئے ہوئے تھے اور آپ کو ڈھونڈ رہے تھے شیطان نے ان کو اس درخت تک پہنچا دیا۔ جس میں جناب زکریا چھپے تھے اور چادر کا کونہ دیکھ کر اپنے قول کو یقین کے درجہ پر پہنچایا ان نا عاقبت اندیشوں نے آ رہ سے اس درخت کو چیر ڈالا اور زکریا شہید ہوئے۔



**عزیا کی امارت:** امضیا جو بیت المقدس پہنچ کر شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو درست کر کے حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بنی داؤد اس کی طرز حکومت سے بیزار ہو گئے اور اس کی حکومت کے ستائیسویں سال اسے مار کر اس کے لڑکے عزیا ہو کر حکومت کے لئے منتخب کیا۔ اس کے زمانہ میں یونان اور ناصح نبی تھے اور عاموس کو بھی اس کے عہد حکومت میں نبوت دی گئی تھی۔ عزیا نے تریں سال تک حکومت کی۔ اس اثنا میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

**مختلف واقعات:** ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے پانچویں سال ابتدا شمسی دورہ کے مطابق سنہ ایجاد کیا گیا اور چھٹے برس موصل سے آرمینوں کی حکومت جاتی رہی اور وہ ملوک بابل کے ماتحت ہو گئے اور بائیسویں برس بادشاہ بابل نول نامی نے شہر سامرہ پر حملہ کیا اور اس کے تیسویں سال جلوس میں یونانیوں پر سب سے پہلے ان کے بادشاہ نے شہر انقیاس میں حکومت کا رتبہ حاصل کیا اور اسی کے سلطنت کے اکیاون برس بعد بخت نصر اول بابل کا بادشاہ ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں روم کا اول بادشاہ فردوس نامی بھی تھا اس کے زمانہ میں یہوشع، غوریا، اموص، اشعیا یونس، بن متی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس کے لشکر کی تعداد تین لاکھ بیان کی جاتی ہے۔

**عزیا ہو کی وفات:** احکام توریت کی مخالفت کی وجہ سے اس کے کاہن نے بد عادی۔ چنانچہ عزیا ہو عارضہ برص میں مبتلا ہو کر ایک برس تک خانہ نشین رہا اور اس کا لڑکا یوآب سلطنت کے کاروبار دیکھتا رہا۔ ہر دیوش مورخ روم کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں کسدانیوں کا اخیر بادشاہ بابل شردیال اپنے سپہ سالار رباط بن الماوس کے ہاتھ مارا گیا اور رباط حکومت بابل پر متمکن ہوا اس کے بعد اس نے بہت سی جنگیں کیں۔ قوط اور عرب قضاہ سے لڑا اور وہاں سے کامیاب ہو کر لوٹا اس کے بعد عزیا ہو اپنی حکومت کے تریں برس پورے کر کے مر گیا۔

**یوآب بن عزیا ہو:** اور اس کی جگہ اس کا لڑکا یوآب تخت نشین ہوا۔ یہ نیک اور متقی تھا اس کے زمانہ حکومت میں ہوشع،

۱۔ یونس بن متی بنی اسرائیل کے انبیاء مرسلین میں سے شمار کئے جاتے ہیں جیسا کہ: ﴿وَ اَنْ يُنۡسَ لِمَنْ اَلۡمُرۡسَلِیۡنَ﴾ (الصفت: ۱۳۹) اور بے شک یونس ہے مرسلین سے۔ ثابت ہوتا ہے لیکن ان کے لئے کوئی مخصوص کتاب نازل نہیں کی گئی تھی۔ شریعت موسوی کے پابند تھے اور اہل نینوی (سرزمین موصل) کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ مدتوں یہ وعظ و پند کرتے رہے مگر ان میں سے جب کوئی شخص آپ پر ایمان نہ لایا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان پر عذاب نازل کرنے کی دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے عذاب بھیجے کا وعدہ کیا جب اس عذاب کے نزول کا وقت آیا۔ تو جناب موصوف شب کے وقت شہر سے باہر چلے آئے۔ صبح ہوتے ہی بمقدار شہر ایک ابر سرخ نمودار ہوا اور اس سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اہل شہر نے یونس کو اس غرض سے تلاش کرنا شروع کیا کہ اگر وہ ملتے تو اہل شہر ان پر ایمان لاتے تو بہ کرتے لیکن وہ کہاں ملنے والے تھے۔ وہ اس شہر کی سرحد سے غصہ کی وجہ سے باہر جا چکے تھے۔ بادشاہ نے اہل شہر سے کہا کہ اگر یونس نبی تمہارے درمیان سے چلے گئے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ تم سے نہیں گیا ہے۔ چلو شہر کو چھوڑ دو اور میدان میں چل کر توبہ کرو چنانچہ اہل شہر بادشاہ کے کہنے سے شہر چھوڑ کر میدان میں آ گئے اور تین روز تک گریہ زاری کرتے رہے۔ چوتھے روز ان کی دعا قبول کر لی گئی اور یہ عذاب ان سے اٹھایا گیا۔ اہل شہر اپنے شہر میں واپس آئے۔ یونس اہل شہر سے بیزار ہو کر رفتہ رفتہ دریا کے کنارے پر پہنچے اور کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب کشتی نصف دریا میں پہنچی تو کشتی کو ہوائے مخالف سے نقصان پہنچتا نظر آیا۔ تب آپ کو اپنی خطا کا احساس ہوا۔ قصہ مختصر آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا تو کشتی روانہ ہو گئی اور آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔ چالیس روز تک اس کے پیٹ میں رہے۔ اکتالیسویں روز بحکم الہی اس کے پیٹ سے نکلے آپ میں اس قدر توانائی باقی نہ رہی تھی کہ حس و حرکت کرتے یا باہر چلتے پھرتے چالیس روز دریا کے کنارے پڑے رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو رزق پہنچتا رہا۔ جب ان میں چلنے پھرنے کی توانائی آ گئی تو پھر وہ اسی شہر کی طرف بھیجے گئے۔ جہاں سے آپ غصہ ہو کر چلے گئے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں ایک لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ تھے۔ اس کا ذکر قرآن شریف میں آ گیا ہے۔ نظیر کے لئے یہی ایک امت ہے کہ اس پر عذاب آیا اور وہ اس وقت ایمان لانے اور توبہ کرنے سے بچ گئے ورنہ جس گروہ پر جب کوئی عذاب آیا تو اس وقت ان کے ایمان لانے اور توبہ کرنے سے وہ عذاب اٹھایا نہیں گیا۔



اشعیا، یوبیل، عوف، انبیاء کرام علیہم السلام تھے۔ اسی کے زمانہ میں بادشاہ جزیرہ نے ابتدا یہود پر غلبہ حاصل کیا۔ جو سریانیوں کے نام سے معروف تھے اور یوآب اپنی حکومت کے سولہویں سال مر گیا تب۔

**احاز بن یوآب:** اس کا لڑکا حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے چھوڑ دیئے اور بنی اسرائیل بت پرستی کرنے لگے۔ ارمن بامداد بادشاہ موصل ان سے لڑا اور دمشق کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور جہاں تک اس سے بن پڑا وہ اسے لوٹ کر واپس ہوا۔ پھر احاز ان کے مقابلہ پر نکلا ایک لاکھ بیس ہزار یہودی مارے گئے اور احاز پسا ہو کر بھاگا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ حکومت میں ماربس کی حکومت کیرش بادشاہ فارس کے ہاتھوں ختم ہوئی اور ان کی حکومت و سلطنت اس کی طرف منتقل ہو گئی۔ ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ آغاز کے زمانہ حکومت میں فرنجہ یونان کے علاوہ تمام روم پر غالب آ گئے تھے اور شہر رومہ کو لوٹ لیا ہروشیوش یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے زمانہ سلطنت میں لاطینیوں انطاکیہ رومس پر پھر مرکہ پر حاکم ہوا اور شہر رومہ آباد کیا۔

**خرقیہ بن احاز:** اس کے بعد سولہ برس حکومت کر کے احاز مر گیا اور اس کا لڑکا خرقیا ہو تخت حکومت پر بیٹھا اس نے بت پرستی یک قلم بند کر دی اور اپنے جد اعلیٰ داؤد کے قدم بقدم چلنے لگا۔ ملوک بنی یہود میں اس کا ہم مثل کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ ملوک موصل و بابل و کوریش سے مخالفت کی اور بنی فلسطین کو فاش شکست دے کر ان کے قصبات کو اجاڑ ڈالا۔ اس کے اور اس کے باپ کے عہد حکومت میں شلیشار بادشاہ جزیرہ و موصل نے سامرہ میں اسباط پر حملہ کر کے ان پر جزیہ قائم کیا۔ پھر اس کے زمانہ میں شلیشار ان کی طرف آیا اور ان کا ملک چھین لیا۔ پھر اس کی حکومت کے چوتھے برس رضین بادشاہ دمشق نے اس پر حملہ کیا اور بغیر کسی لڑائی کے لوٹ گیا۔

**سنجاریف کا محاصرہ بیت المقدس:** اور چودہویں سال میں سنجاریف بادشاہ موصل فتح سامرہ کے بعد اس پر حملہ آور ہوا اور اس نے بنی یہود کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا اور اسے بیت المقدس میں گھیر لیا۔ خرقیا ہونے تین سو قنطار چاندی اور تین قنطار سونے کے اور ہیکل اور شاہی محل کا تمام مال سنجاریف کو دے کر واپس کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ عہد ٹوٹ گیا اور سنجاریف نے دوبارہ بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کیا اور اس نے رقم معینہ کے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا وہ کون شخص ہے کہ جس کا خدا سے میرے ہاتھوں سے نجات دے جب تک میں اس کو نجات نہ دوں۔ بنی اسرائیل اس کے ان کلمات کو سن کر ڈرے اور شعیا نبی سے دعا کے خواستگار ہوئے۔

**سنجاریف کا خاتمہ:** شعیا نبی نے دعا کی، سنجاریف کے لشکر میں طاعون پھوٹ نکلا۔ ایک ہی رات میں ایک لاکھ بیس ہزار سپاہی مر گئے۔ سنجاریف مجبور ہو کر نینوی اور موصل کی طرف لوٹا۔ اثناء راہ میں خود اس کے لڑکوں نے اسے مار ڈالا اور بیت المقدس کی طرف بھاگ آئے۔ تب اس کا لڑکا سر معون تخت حکومت پر بیٹھا۔ طبری کہتا ہے کہ بادشاہ بنی اسرائیل نے سنجاریف کو قید کر لیا تھا لیکن اشعیا نبی کے بالہام خدا نے اسے چھوڑ دیا۔

**منشا بن خرقیا ہو:** پھر خرقیا ہوا تیس سال حکومت کر کے مر گیا اور اس کا لڑکا منشا تخت حکومت پر بیٹھا یہ نہایت ہی بدکار اور کج خلق تھا۔ اس کے حرکات و سکنات انتہائی ناپسندیدہ تھے دینی امور میں بھی یہ مذہب کا پابند نہ تھا۔ اشعیا نبی نے اس کے افعال ناپسندیدہ سے روکنا چاہا۔ لیکن اسے آپ کی ہدایت و رہنمائی ناگوار گزری۔ اس نے جناب موصوف کو آ رہ سے چروا



ڈالا اور انہیں کے ساتھ صلحاء کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے اکتیسویں سال سناریف صغیر نے مملکت موصل پر قبضہ حاصل کیا اور ۴۵۰ جلوس میں بادشاہ یوآش نے بوزنطیہ آباد کیا۔ جس میں فلسطین نے ترمیم کر کے اسے اپنے نام سے موسوم کیا اور ۵۱۰ جلوس میں سناریف بادشاہ موصل نے قدس شریف پر فوج کشی کی۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد ۵۲۰ جلوس میں اسے فتح کر لیا۔

یوشیا بن امون: منشا کے بعد اس کا لڑکا امون حکومت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔ اس کی حالت بعینہ اس کے باپ کی سی تھی۔ اس نے دو برس تک حکومت کی تیسرے برس کے شروع میں اس کے غلاموں کے غلاموں نے اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد یہود نے متفق ہو کر ان غلاموں کو مار کر اس کی جگہ اس کے لڑکے یوشیا کو بادشاہ بنایا۔ اس نے نہایت سلامت روی کا طریقہ اختیار کیا۔ بتوں کو توڑ ڈالا دینی معاملات میں مضبوطی سے کام لینے لگا۔ بتوں کے مجاوروں کو قتل کر ڈالا اور ان مکانات اور قربان گاہوں کو مسمار کر دیا جن کو یربعام ابن نباط نے بنوایا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں صقونا اور کلدی اور ناحوم نبی تھے اس کے عہد میں بنی ہارون میں ارمیا بن الحیا کو نبوت دی گئی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو جب بل کی طرف ستر برس کی جلاوطنی کی خبر دی تو یوشیا نے قبہ قربان اور تابوت عہد کو لے کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا جس کا پتہ کسی کو معلوم نہ ہوا اسی کے عہد حکومت میں نجوس نے بابل لے لیا۔

فرعون اعرج: اس کی حکومت کے اکتیسویں برس میں فرعون اعرج نے مصر پر قبضہ حاصل کر لیا اور مسیح سے لڑنے کے لئے فرات کی طرف چلا۔ یوشیا بھی اس کے مقابلہ پر آیا اور لڑائی کے میدان میں بتیس برس حکومت کر کے ایک تیر کے صدمہ سے مر گیا۔ جب کہ وہ شکست پا کر بھاگا جا رہا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یوآش (جس کو یہویا حاز بھی کہتے ہیں) حکومت کرنے لگا۔ اس نے توریت کے احکام کو بالکل معطل اور بے کار کر دیا اور بد کرداری شروع کر دی۔ فرعون اعرج نے اس پر فوج کشی کی اور اسے گرفتار کر کے مصر واپس آیا۔ مصر پہنچ کر یوآش کا انتقال ہو گیا۔ فرعون الاعرج نے ممالک بنی اسرائیل پر سو قنطار چاندی اور بیس قنطار سونے کا خراج مقرر کیا۔ یوآش کا زمانہ حکومت صرف تین مہینے رہا۔

بخت نصر کا حملہ: یوآش کے بعد بنی اسرائیل نے الیا قیم بن یوشا کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ نہایت بد طینت اور کافر تھا اور فرعون اعرج کے لئے بنی یہود سے علی قدر حیثیت خراج وصول کرتا تھا۔ اس کی حکومت کے ساتویں برس بخت نصر بادشاہ بابل نے اس پر حملہ کیا اور جزیرہ کو اس سے چھین لیا اور بیت المقدس کی طرف بڑھا اور بنی اسرائیل پر اولاً جزیہ قائم کیا۔ الیا قیم نے اس کی حکومت تسلیم کر لی اور تین برس تک اس کا مطیع رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اروم، عمون، مواب، کسدانین کو مسلط کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے کچھ لشکر جمع کر کے بخت نصر سے سرتابی کی وہ اسے گرفتار کر کے بابل کی طرف لے چلا۔ اثناءِ راہ میں اپنی حکومت کے گیارہویں برس مر گیا۔

بنی اسرائیل کی غلامی: بخت نصر نے اس کی جگہ نحمیو بن الیا قیم کو اپنی طرف سے تخت حکومت پر بٹھایا۔ اس نے تین مہینے بادشاہی کی پھر کسی وجہ سے بخت نصر نے اس پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر کے اس کی ماں اور ارکان مملکت اور رؤسا شہر اور تمام بنی اسرائیل کو جو دس ہزار کے قریب تھے قید کر کے بابل کی طرف روانہ کر دیا اور تمام وہ چیزیں جو ہیکل اور خزانہ شاہی میں تھیں اور وہ برتن جو حضرت سلیمان نے مسجد اقصیٰ کے لئے بنوائے تھے لوٹ لئے اور شہر قدس میں فقراء اور ناتوانوں کے



علاوہ کسی کو نہ چھوڑا۔ نختیو بن الیاقیم بادشاہ بنی اسرائیل بتیس برس تک اس کی قید میں رہا۔  
ہیکل کی تارا جی: ابن عمید کہتا ہے کہ بخت نصر نے قدس شریف پر الیاقیم کی حکومت کے تیسرے سال حملہ کر کے ان میں سے ایک گروہ کو قید کر لیا اور ہیکل کا تمام اسباب لوٹ لیا تھا۔ ایک ہی سال میں دانیال اور خانیا اور عزازیا اور میصائیل انبیاء تھے اور الیاقیم کی حکومت کے پانچویں سال بخت نصر اور فرعون اعرج بادشاہ مصر میں لڑائی ہوئی۔

بخت نصر کی قدس شریف پر فوج کشی: آٹھویں برس میں بخت نصر نے قدس شریف پر دوبارہ فوج کشی کی اور اہل قدس پر خراج قائم کر کے الیاقیم کو اپنی طرف سے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ چنانچہ الیاقیم اس واقعہ کے تیسرے سال مر گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا نجینو تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں ارمیا اور یابن شعیا، موری والد حزقیا انبیاء کرام علیہ السلام تھے اور دانیال کو بھی اسی عہد میں نبوت ملی تھی پھر نجینو کو بخت نصر بابل لے گیا۔

صدقیا ہو پر عتاب: طبری کہتا ہے کہ ہر دیشیوش بھی اس سے اتفاق کرتا ہے کہ بخت نصر نے نختیو ابن الیاقیم کی جگہ اس کے چچا متیا معروف بہ صدقیا کو تخت حکومت پر بٹھایا۔ یہ بد چلن اور قبیح السیرت تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے نویں سال بخت نصر سے سرکشی کی۔ بخت نصر لشکر لے کر چڑھ آیا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اور حصار کی غرض سے اس کے چاروں طرف سے دمے باندھ دیئے۔ تین برس کے محاصرہ کے بعد بنی اسرائیل بیت المقدس سے نکل کر صحرا کی طرف بھاگے کسدانیوں کے لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔ مقام اریحا میں انہوں نے انہیں جا گھیرا اور ان کے بادشاہ صدقیا کو گرفتار کر لائے اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں اور اس کے روبرو اس کے لڑکے کو ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کو بابل لا کر چھوڑ دیا اور بابل ہی میں اس کا انتقال ہوا اور بعض بنی اسرائیل اس واقعہ سے جان بچا کر حجاز چلے گئے اور عرب کے ساتھ وہیں مقیم ہو گئے اس کے زمانہ میں ارمیا اور جھون اور باروح نبی تھے۔

تباہی یروشلم کی دوسری روایت: اس کامیابی کے بعد بخت نصر نے اپنے سپہ سالار نیوزرادون کو شہر قدس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ جسے (یہود) یروشلم کہتے ہیں اس نے اس شہر کو اجاڑ ڈالا اور ہیکل کو ویران کر دیا اور ان عمود (ستونوں) کو توڑ ڈالا جو سلیمان علیہ السلام نے مسجد میں نصب کرائے تھے ان میں سے ہر ایک ستون اٹھارہ ہاتھ اونچا تھا۔ شیش محل اور تمام آثار اور شاہی مکانات توڑ ڈالے اور مال و اسباب جو کچھ پایا گیا اٹھالے گیا اور کاہن ساریہ اور حبر منشاء کو قیدیوں میں داخل کر کے ہیکل کو بابل کا ماتحت بنا لیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ صدقیا ایک زمانہ تک بابل کے قید خانہ میں رہا۔ جب یزداق سپہ سالار بہمن شاہ فارس بابل پر غالب آیا تو اس نے صدقیا کو قید سے آزاد کر کے کچھ جاگیر بھی دی۔

فرعون اعرج کا زوال: مؤرخ حماة لکھتا ہے کہ مسعودی اس کے قول سے موافقت ظاہر کرتا ہے کہ بخت نصر کی کامیابی اور بیت المقدس کی ویرانی کے بعد بنی اسرائیل کے بعض بادشاہ مصر جا کر فرعون اعرج کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ بخت نصر نے اس سے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو طلب کیا۔ اس نے ان کے دینے سے انکار کیا۔ بخت نصر نے ان پر حملہ کیا اور فرعون اعرج کو قتل کر ڈالا اور مصر پر قبضہ حاصل کر کے مغرب کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا۔ ارمیا بنی سبط لادے سے جو بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ انہیں بعض خلقیا کا لڑکا بتاتے ہیں صدقیا ہو کے عہد حکومت میں تھے ان کو بخت نصر نے ان کے قید خانہ میں پایا تھا اور اس نے انہیں آزاد کر کے اور قیدیوں کے ہمراہ بابل بھیج دیا تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ارمیا بنی اسرائیل



کی قید میں انتقال کر گئے۔ بخت نصر نے انہیں نہیں پایا اور اسی طرح بخت نصر دانیال بن خرقیل نبی کو بنی اسرائیل کے ساتھ بابل پکڑ کر لے گیا تھا، واللہ اعلم

جدلیا بن احان کی حکومت: ابن عمید کہتا ہے کہ قدس شریف میں ان واقعات کے بعد جدلیا بن احان بقیہ ضعیف یہود پر حکومت کرنے لگا۔ اس کی حکومت کے ساتویں مہینے اسمعیل شاہی خاندان سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے جدلیا کو اور ان یہودیوں اور کسدانیوں کو مار ڈالا جو اس کے ساتھ تھے۔ پھر وہ مصر کی طرف بھاگ گیا اور اس کے ہمراہ ارمیا نبی بھی چلے گئے اور جنون حجاز کی جانب بھاگ گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ارمیا نبی کو مصر بابل، صور، صیدا، عمون کی نبوت دی گئی۔ اڑتیس برس کے بعد انہیں اہل حجاز نے سنگسار کیا۔

ان پیشین گوئیوں میں سے جو جناب موصوف نے کی تھیں کہ بخت نصر مصر کی طرف آئے گا اور بیکل کو ویران اور خراب کرنے گا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالے گا۔ جب بخت نصر مصر آیا۔ آپ کی لاش کو اسکندر یہ لے جا کر دفن کیا اور بعضے بیان کرتے ہیں کہ ارمیا نبی حسب وصیت قدس شریف میں دفن کئے گئے اور خر قیا ہو کر یہود نے بحالت قید قتل کر ڈالا۔

بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس: طبری کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد جلاوطنان بنی اسرائیل اطراف عراق میں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ انہیں ملوک فارس نے پھر بیت المقدس کی طرف لوٹایا۔ تب انہوں نے اسے دوبارہ آباد کیا مسجد بنائی اور اس میں ان کی دو سلطنتیں قائم ہوئیں۔ یہاں تک کہ طیطش ملوک نیاصرہ کے ہاتھوں اس کی ویرانی کا دوبارہ دور آیا اور جلوہ کبریٰ کا زمانہ آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

اس مقام پر مناسبت کلام کے لحاظ سے بخت نصر کا نسب اور جو کچھ اس میں اختلاف ہوا ہے ہم بیان کرنا چاہتے ہیں۔ بخت نصر کا نسب: بعضے کہتے ہیں کہ بخت نصر سنجاریف کی نسل سے ہے۔ جو بنی اسرائیل سے سامرہ اور قدس شریف میں لڑا تھا۔ ہشام بن محمد کلبی بروایت طبری کہتا ہے کہ بخت نصر نیوزرادون بن سنجاریف کا لڑکا تھا۔ پھر سنجاریف کو نمرود بن کوش بن حام کی طرف نسبتاً منسوب کرتا ہے۔ جس کا ذکر توریث میں اولاد کوش کے ذیل میں آچکا ہے اور سنجاریف و نمرود کے درمیان سولہ پشتوں کو شمار کرتا ہے ان میں سے پہلا وارپوش بن فالخ اور عصا بن نمرود سے ظن غالب ہے کہ یہ نام صحیح نہیں اور عقلا و رایتان میں تبدیلی کا قوی شبہ ہے اور ان کے صحیح ہونے کا نہایت کم یقین ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بخت نصر آشود بن سام کی نسل سے ہے۔ اگرچہ اس نسب کا ثبوت ہمیں نہیں ملا اور شاید یہ اول سے صحیح تر ہو کیونکہ سنجاریف کا نسب جرمقہ میں اس کے بعد موصل میں بیان کر دیا گیا ہے اور وہ باتفاق اہل فارس آشود کی اولاد سے ہے۔ طبری نے ابن کلبی سے روایت کیا ہے کہ اس کا اصلی نام تخمرہ تھا۔ جیسے بخت نصر کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہراسپ اور یشاسپ اور بہمن شاہان فارس کے زمانہ میں اہواز اور روم کے درمیان دجلہ کی غریب جانب کا حاکم تھا۔ اس نے ان شہروں کو جو بلاد بابل اور شام سے متصل تھے۔ فتح کیا اس کے بعد قدس شریف کی طرف گیا اور اسے بھی فتح کیا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ بہمن شاہ فارس نے قدس شریف کی طرف اپنا سفیر بطلب اطاعت روانہ کیا۔ اہل قدس نے جب اسے مار ڈالا تو بہمن نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس میں ملوک یاری بن ثابت سے واردش اور ملوک بنی غلیم بن سام سے کیرش بن کیکوس تھے اور احشوارش بن کیرش بن جاما بن کو اپنے عزیزوں میں سے روانہ کیا اور انہیں کے ہمراہ بخت نصر بن نوراذون بن سنجاریف والی موصل بھی تھا ان لوگوں نے بیت



المقدس پہنچ کر اسے فتح کر لیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے بخت نصر والی موصل اس لشکر کے مقدمہ الجیش کا افسر تھا اور اسی کے ہاتھوں قدس شریف فتح ہوا۔

**بخت نصر کے متعلق بنی اسرائیل کی روایت:** بنی اسرائیل کا یہ خیال ہے کہ بخت نصر کسدانیوں میں سے ہے اور وہ ناحور بن آزر (تاریخ) پدر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے ان کی حکومت بابل میں تھی اور یہ بخت نصر انہیں کی نسل سے ہے۔ اس نے سینتالیس برس حکومت کی اور بیت المقدس کو اپنی حکومت کے اٹھارہویں سال فتح کیا۔ اس کے بعد اوہل مروماخ نے تیس برس حکومت کی اس کے بعد اس کا لڑکا قیلنصر بن اوہل تین برس حکومت کرتا رہا۔ پھر اس پر کورش غالب آیا اور اس کی حکومت چھین لی۔ یہ وہی کورش ہے جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹایا اور بنی اسرائیل نے اس کی حمایت سے بیت المقدس کو آباد کیا اور ازسرنو وہاں اپنی حکومت کی بنا ڈالی۔

**کورش کے متعلق مختلف روایات:** کورش کی بابت جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیجا تھا۔ علماء تاریخ نے اختلاف کیا ہے اور اس امر پر ان کا اتفاق ہے کہ یہ کورش فارس سے ہے۔ پس بعضوں نے کہا ہے کہ یہ بستاسپ ہے اور خوزستان وغیرہ کا کیکوس (کیکاؤس) اور بنیون بن سیادس اور لہراسپ وغیرہ شاہان فارس کی طرف سے ایک عظیم الشان عالی حوصلہ گورنر تھا۔ لیکن بادشاہ نہ تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ کورش، اخشوارش بن جاماسپ بن لہراسپ کا لڑکا ہے اور اس کا باپ خشوارش وہ ہے جسے بہمن نے بیت المقدس کی طرف روانہ کیا تھا اور جب وہ اس فتح سے واپس ہوا۔ تو اسے اطراف ہند اور سندھ کی طرف بھیجا اور جب وہ پھر کر حصین ابر کی طرف آیا تو اسے بابل کی حکومت دے دی۔ اس نے بنی اسرائیل کے قیدیوں میں سے ابو حادیل الرحا کی لڑکی مردغانی کی رضاعی بہن سے اپنا عقد کر لیا۔ نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ اس کے بطن سے بابل یا کسی اور مقام میں اس کا لڑکا کیرش پیدا ہوا۔ مردغانی نے اسے دین یہودیت کی تعلیم دی اور انبیاء وقت مثل مینا اور عازریا اور میثائیل اور عزیر علیہم السلام کی اس نے صحبت پائی۔

**بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر:** دانیال اس کی حکومت کے کارپرداز و منتظم ہوئے اس کے تمام امور یہی سرانجام دیتے تھے اور اس کو اس امر کی ہدایت کی کہ جو کچھ شاہی خزانوں میں برتن اور اسباب ہوں۔ انہیں ان کے مقامات پر واپس لے جائے اور قدس شریف کی تعمیر میں مستعدی ظاہر کرے۔ چنانچہ اس نے بیت المقدس کی ازسرنو تعمیر شروع کی اور بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف بھیج دیا اور جب ان انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف جانے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کسی مصلحت سے منع کر دیا۔

**کیرش بن کیکو کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک:** اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کیرش کیکو بن غلیم بن سام کا لڑکا ہے جسے بہمن نے اپنے سپہ سالار بخت نصر کے ہمراہ فتح بیت المقدس کے لئے روانہ کیا تھا اور بخت نصر کو بہمن نے بابل کا حاکم بنایا تھا۔ اسے بخت مری کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس کے بعد اس کے لڑکے نے تیس سال تک حکومت کی۔ اس کے بعد اس کے لڑکے بلتنصر نے ایک برس بادشاہت کی۔ پھر بہمن کو اس کے ظلم و ستم کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسے معزول کر دیا اور بابل کی حکومت واریوش الماذا بن باذائے کو دی پھر کچھ عرصہ بعد اسے بھی معزول کیا اور کیرش بن



کیونکہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور بنی اسرائیل کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے اور ان کے رؤسا کو عزت کی نگاہوں سے دیکھنے اور انہیں ان کے مالک کی طرف لوٹا دینے اور ان پر اس کو حاکم بنانے کی ہدایت کی جسے وہ پسند کریں۔

**حضرت دانیال کی امارت:** چنانچہ بنی اسرائیل نے دانیال نبی کو سرداری کے لئے منتخب کیا بعض علماء بنی اسرائیل کی طرف منسوب کر کے بیان کیا جاتا ہے کہ بلیتصر بخت نصر کی نسل سے بابل اور کسدانیوں کا بادشاہ تھا اور دارا بادشاہ مازی (جسے داریوش بھی کہتے ہیں) اور کورش (یعنی کیرش) شاہ فارس اس کے مطیع تھے۔ لیکن انہوں نے اس سے سرکشی کی وہ ان پر اپنا لشکر لے کر چڑھ آیا۔ پہلے تو اسے شکست ہوئی پھر جب اس نے اپنے لشکر کے نامی سرداروں کو لڑائی کے میدان میں روانہ کیا تو اس نے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد اس کا خادم اسے سوتے میں مار کر داریوش اور کوریوش کے پاس چلا گیا۔ پھر ان دونوں نے بابل پر چڑھائی کی اور کسدانیوں کو مغلوب کیا۔ دارا اور اس کی قوم نے مازی کو اپنی سکونت کے لئے مخصوص کیا اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ ویلم ہیں جو بابل اور اس کے اطراف میں آئے تھے اور کورش اور اس کی قوم نے فارس اور اس کے تمام علاقہ اپنے لئے خاص کر لیا اور کورش نے اس سے پہلے بیت المقدس کے بنانے اور مسجد کے برتن واپس کرنے اور جلاوطنان بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف لوٹا دینے کی نذر کی تھی۔ دارا کے مرجانے پر کورش فارس اور مازی کا بادشاہ ہوا اور نہایت عمدگی سے اپنی نذر پوری کی۔ **ہذا محصل الخلاف فی بخت نصر و کیرش واللہ اعلم۔**

**یربعام کی بیعت:** ہم اس سے پہلے سلیمان کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں لکھ آئے ہیں کہ اولاد افرائیم سے یربعام بن نباط سلیمان کی جانب سے یروشلم کے تمام افسروں پر حاکم تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ نابلیس میں بنی یوسف کے افسروں کا گورنر تھا۔ چونکہ یہ ظالم اور سرکش تھا اس کی حکومت و سرداری سے اللہ جل شانہ نے سلیمان پر ناراضگی ظاہر فرمائی۔ اسی وجہ سے یربعام بھاگ کر مصر چلا گیا اور جب سلیمان کا انتقال ہو گیا اور آپ کا لڑکا رجم تحت حکومت پر بیٹھا۔ بنی اسرائیل اس کی ناپسندیدہ عادتوں اور ٹیکسوں کی زیادتی سے برہم ہو کر اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر آمادہ ہوئے اور بنی یہود اور بنیامین کے علاوہ بقیہ اسباط عشرہ ایک مقام پر جمع ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انہوں نے یربعام کی بیعت کی اور اسے اپنا حاکم بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر رجم اور ان سے جو اس کے ہمراہ تھے (بنی یہود اور بنیامین سے) لڑکے اور انہیں یروشلم میں گھیر لیا۔ پھر فلسطین (بنی یوسف) کی حکومت کا رخ کیا اور شہر نابلس میں اسباط عشرہ پر قابض ہو گئے اور ان کو قدس شریف اور قربان گاہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔

**یونا ذاب بن یربعام:** (یربعام) نابلیس، فاسق، کج خلق تھا اس سے اور رجم بن سلیمان اور اس کے لڑکے ایبا اور اسابن ایبا سے برابر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ایبا ان تمام لڑائیوں میں اس پر اکثر غالب ہوتا رہا۔ ایبا کی حکومت کے دوسرے سال اور اپنی حکومت کے تیسویں برس یربعام مر گیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ اسباط عشرہ نے اس کے لڑکے یونا ذاب کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ بھی ظلم اور بت پرستی اور تمام عادتوں میں اپنے باپ کی طرح تھا۔

**عیشا بن احیا:** اللہ تعالیٰ نے اس پر عیشا بن احیا کو مسلط کر دیا۔ وہ اسے اور اس کے تمام خاندان والوں کو اس کی حکومت کے دوسرے سال مار کر خود اسباط عشرہ پر حکومت کرنے لگا اور اسابن ایبا اہل قدس سے اپنے تمام زمانہ حکومت میں لڑتا رہا۔ اساکثر شاہ دمشق عیشا کی امداد سے لڑا اور ایک مرتبہ شاہ دمشق کو لے کر اس پر چڑھ آیا۔ عیشا ان دنوں یثرب کو آباد کر رہا تھا اور



اس کی تعمیر میں مصروف تھا یعشا اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور تمام اسباب و سامان اور عمارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس نے اسے لوٹ لیا اور اس سے قلعہ بنوائے۔ پھر اعشا (یعشا) بن احیا چوبیس برس حکومت کر کے مر گیا اور شہر برصا میں دفن کیا گیا۔

**ایلیا بن یعشا کا قتل:** اس سے پیشتر ان کے نبی نے اسے ہلاکت سے ڈرایا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ایلیا اور بروایت دیگر ایلیہوا، اس کی حکومت کے چھبیسویں برس تخت حکومت پر بیٹھا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے فلسطین کے بعض شہروں کی تسخیر کی غرض سے بنی اسرائیل کا لشکر روانہ کیا۔ زمیری صاحب المركب یا ابن الیاء نے قاہرہ میں اسباب میں سے تھا۔ ایلیا پر دفعۃً حملہ کر کے اسے اور اس کے تمام خاندان کو قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔

**صی بن کسات کا قتل:** چند دن تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو جو فلسطین کے محاصرہ پر گئے تھے۔ اس واقعہ سے آگاہی ہوئی وہ اس کی حکومت و سرداری سے راضی نہ ہوئے اور انہوں نے صی بن کسات کو اسی کے سبط سے حکومت کے لئے منتخب کیا اور زمیری کی طرف لوٹ آئے۔ جس نے ان کے بادشاہ ایلیا کو مار ڈالا تھا اور اسے چاروں طرف سے گھیر کر شاہی دربار میں گرفتار کر لائے اور اس کے جلانے کے لئے آگ مشتعل کی اور اس واقعہ کے ساتویں دن اسے جلا دیا۔ پھر عمری بن ناذاب ملقب بہ صاحب الحربہ سبط افرائیم سے حکومت کا دعویٰ دیا اور صی بن کسات کو موقع پا کر قتل کر کے خود حکومت کی کرسی پر خوب استقلال سے قابض ہو گیا۔ یہ واقعات حکومت کے اکتیسویں سال واقع ہوئے۔

**بنی اسرائیل میں اختلاف:** پھر بنی اسرائیل میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے بعض نے بنیامین بن قتال کو سبط یساخر سے اپنا حاکم بنایا اور عمری سے لڑائی لڑے۔ یہ ان پر غالب آیا۔ یہ شہر برصا میں رہتا تھا اس نے اپنی حکومت کے چھٹے برس سامریا کو لوٹا اور بارہ برس حکومت کر کے مر گیا نابلس میں مدفون ہوا۔ اس کے بعد اسباب عشرہ کا حاکم اس کا لڑکا احاب مقرر کیا گیا یہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح کفر و عصیان اور بت پرستی کا مذہب رکھتا تھا۔ اس نے شاہ صیدا کی لڑکی سے اپنا عقد کیا اور سامرہ میں ایک ہیکل بنوائی اور اس میں ایک بت رکھ کر اسے سجدہ کرتا تھا۔ اس نے انبیاء علیہم السلام کے قتل میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔

**حضرت ایلیا کی علیحدگی:** قریہ اریحا کو آباد کیا ایلیا نبی علیہ السلام کی بددعا سے تین برس کا قحط پڑا۔ ایلیا نبی ان سے جدا ہو کر بریہ چلے گئے اور وہیں مقیم رہے۔ پھر وہاں سے لوٹے اور دعا کی اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا پھر انہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا جو احاب کے ساتھ بت پرستی کرتے تھے۔ ((ہکذا قال ابن عمید)) "ابن عمید نے ایسا ہی کہا ہے۔"

**اسباط عشرہ پر عذاب:** طبری کا یہ خیال ہے کہ جس نبی نے ان کے حق میں بددعا کی تھی وہ الیاس بن سین (یا یامین) انخاص بن عیزار کی نسل سے تھے اور وہ اہل بعلیک اور احاب اور اس کی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ اس وجہ سے تین برس تک بلائے قحط میں مبتلا رہے۔ پہلے انہوں نے اپنے بتوں سے رجوع کیا جب ان سے کام نہ نکلا تو جناب موصوف کی طرف رخ کیا اور ان سے دعا کے خواستگار ہوئے۔ الیاس نبی نے دعا کی پانی برسایا لیکن یہ بدستور

۱۔ سامرہ جبل سمران میں سے ہے اسے ایک شخص سامرنامی نے قنطار چاندی کے عوض خریدا تھا اور اس نے اپنا مکمل بنوایا اور اس کا نام سبسطیہ رکھا اور یہ شہر خریدنے والے کی طرف منسوب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام سومران تھا۔ جسے معرب کر کے اب سامرہ کہتے ہیں۔ یہ شہر حکومت ختم ہونے تک ان کے بادشاہوں کا دارالسلطنت رہا۔



اپنے کفر اور نافرمانی پر قائم رہے احاب ان پر سختی کرتا رہا۔ الیاس نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفات کی دعا کی اور لوگوں کو ہلاکی و تباہی سے آگاہ کیا۔

احاب بن عمری: الیاس نبی کے بعد لیسع بن اخطوب کو سبط افرائیم سے نبوت دی گئی۔ ابن عسا کر کہتا ہے کہ آپ کا نام اسباط بن عدی بن شولیم بن افرائیم ہے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ احاب کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے الیاس نبی پر الیاس بن یفسا کو پاک کر کے وحی نازل فرمائی تھی اور نیزاروم کو دمشق میں اور باہو بادشاہ بنی اسرائیل کو قدس شریف میں پاک کرنے پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد سنداب بادشاہ سوریا احاب بن عمری اور اسباط عشرہ پر چڑھ آیا۔ اس نے سامرہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا اور دو مرتبہ سخت شکست دے کر پسپا کر دیا۔ سنداب لڑائی کے میدان سے بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھا۔ جب وہ بھی اسے محاصرین کے ہاتھوں سے پناہ نہ دے سکا تو وہ ایک روز تنہا احاب کے پاس چلا آیا۔ احاب نے اس کا قصور معاف کر دیا اور اس کے ملک کی طرف لوٹا دیا۔ نبی موصوف نے اس کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی اور اسے اس عذاب سے ڈرایا جو اس کی اولاد پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والا تھا۔ اس کے بعد احاب بادشاہ اسباط یہود شافظ بادشاہ بنی یہودا کے ہمراہ بادشاہ سوریا سے لڑنے کے لئے نکلا اور اثناء لڑائی میں ایک پتھر کے صدمہ سے مر گیا اور سامرہ لا کر دفن کیا گیا۔

حضرت عاموص کی شہادت: اس نے بائیس برس اور بروایت ابن عمید اٹھارہ برس حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اخیاد (یا اسیا) تخت حکومت پر بیٹھایا گیا۔ یہ نہایت بد اطوار اور سرکش تھا اس نے عاموص نبی کو شہید کیا اور بعل نامی بت کی پرستش شروع کی دو برس حکومت کر کے مر گیا۔

متفرق واقعات: اس کے بعد اس کا بھائی یوام بادشاہ ہوا اس نے اسباط عشرہ پر بارہ برس تک بادشاہت کی۔ اس نے پہلے نبی موآب پر جزیہ نہ دینے کی وجہ سے حملہ کیا۔ سات روز تک بنی موآب محاصرہ میں رہے۔ جب پانی ختم ہو گیا تو لیسع کی دعا سے وادی جاری ہو گئی۔ بنی موآب پانی کے خیال سے باہر نکل آئے۔ بنی اسرائیل نے ان میں سے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد ہداد بادشاہ اروم نے سامرہ کے محاصرہ کے لئے لشکر جمع کیا اور اس کا تین برس محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ لیسع نبی کی دعا سے ناکام لوٹا۔

احزیاب بن یہورام کی قتل: ۱۲ جلوس میں جب کہ ملوک جزیرہ اور اروم کی لڑائی سے اخیاب بن یہورام بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ لوٹ کر آ رہا تھا۔ یہوشافظ بن یثیاء سبط منشی بن یوسف نے موقع پا کر اسے اور اخیاب بادشاہ قدس کو مار ڈالا اور آپ خود اسباط پر حکومت کرنے لگا۔

بنی احاب کا قتل عام: ابن عمید کہتا ہے کہ یوام بن احاب بادشاہ اسباط اخیاب بادشاہ بیت المقدس کے ہمراہ اروم سے لڑنے کے لئے گیا تھا اور وہیں دونوں لڑائی میں مارے گئے۔ یہوشافظ تخت حکومت پر بیٹھے ہی بنی احاب کے قتل میں مصروف ہو گیا اور تقریباً تمام بنی احاب کو مار ڈالا جیسا کہ اسے لیسع نے حکم دیا تھا۔ یہ پینتیس ۳۵ سال حکومت کر کے مر گیا۔

یوآش کا بیت المقدس پر حملہ: اس کے بعد اس کا لڑکا یواص اسباط عشرہ کا بادشاہ ہوا اور سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یوآش تخت نشین ہوا اس نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور اسے امصیا بادشاہ قدس کے ہاتھ سے چھین



لیا اور اس کی چار سو ہاتھ شہر پناہ منہدم کر دی اور اہل قدس کو گرفتار کر لیا اور عزریا کا ہن کی اولاد کو پکڑ لایا اور جو کچھ مسجد میں تھا اسے لوٹ کر سامرہ واپس آیا۔ کچھ روز بعد السبع بیمار ہوئے یواش ان کی عیادت کے لئے گیا۔ انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ اروم کو ہلاک کرے گا اور اس پر تین بار فتیابی حاصل کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ تیرہ برس حکومت کر کے مر گیا۔

**یربعام بن یواش اور امصیا کی جنگ:** اس کے بعد اس کا لڑکا یربعام بادشاہت کرنے لگا یہ نہایت درجہ بد نصلت اور بد اطوار تھا۔ اس نے امصیا بادشاہ یہود پر حملہ کیا اور بعض مورخ یہ کہتے ہیں کہ اس کے باپ یواش نے بیت المقدس پر حملہ کیا تھا اور اس نے اس کے بادشاہ امصیا کو شکست دی تھی اور اسے گرفتار کر لیا تھا اور جو کچھ خزائن شاہی میں تھا اسے لوٹ لیا تھا اور عزریا کا ہن کو سامرہ میں قید کر دیا تھا۔ پھر اپنی حکومت کے اکتالیسویں برس اور عزریا ہو بن امصیا کے ستائیسویں سال اس کو آزاد کر دیا تھا۔

**زکریا بن یربعام کا قتل:** ابن عمید کہتا ہے کہ بنی اسرائیل سامرہ میں گیارہ برس رہے اس کے بعد یربعام کے لڑکے زکریا کو عزریا ہو کی حکومت کے اڑتیسویں سال تخت حکومت پر بٹھایا۔ اس نے صرف چھ مہینے حکومت کی اس پر سبط زبلون سے متاخیم بن کادنامی ایک شخص نے جو اہل برصا میں تھا حملہ کیا اور اسے قتل کر کے آپ تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔ اس نے بارہ برس تک حکومت کی۔

**فتح برصا:** اور بروایت ابن عمید اس کی حکومت کا زمانہ زیادہ سے زیادہ دس برس ہے وہ بیان کرتا ہے کہ عزریا ہو بادشاہ قدس کی حکومت کے انتالیسویں برس اس نے شہر برصا کو بزور تیغ فتح کیا۔

**فول کی موصل پر فوج کشی:** اور انہیں ایام میں اس پر فول بادشاہ موصل چڑھ آیا اور اس پر ایک ہزار قنطار چاندی جزیہ مقرر کر کے واپس ہوا۔ یہ نہایت بد عادت اور نہایت ظالم تھا اس کے مرنے کے بعد قھیما بن مناخیم عزریا ہو بادشاہ قدس کی حکومت کے چالیسویں سال تخت و حکومت پر متمکن ہوا اور بارہ برس تک بادشاہانہ زندگی بسر کی۔

**بایق بن اصلیا کا قتل:** اس کے بعد اس کے عمال میں سے بایق بن اصلیا اس پر غالب آیا۔ یہ بھی اپنے اگلے بادشاہوں کی طرح گمراہ اور بے دین تھا۔ یہ اسباط پر سامرہ میں دس سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں عزریا ہو بن امصیا بادشاہ قدس مر گیا اور بایق بن اصلیا اپنی بد چلنی اور بت پرستی پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ یوشیع بن ایلیا (سبط کاد) نے یواہ بادشاہ کی حکومت کے تیسرے سال اسے قتل کر ڈالا اور اسباط نے اس کی جگہ اسے بادشاہت و حکومت کے تخت پر بٹھایا۔ اس کی حکومت سات برس تک رہی۔ اس کے زمانہ میں اس پر بادشاہ اثور اور موصل چڑھ آئے تھے اور اسباط نے خراج دینا قبول کیا تھا۔

**ہویشیع کی اسیری:** کچھ عرصہ بعد ہویشیع نے بادشاہ مصر سے اعانت طلب کی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب اس امر کی اطلاع بادشاہ موصل کو ہوئی تو اس نے اس پر حملہ کیا اور تین برس کے محاصرے کے بعد چوتھے سال سامرہ کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کے نویں برس ہویشیع کو قید کر لیا اور اسباط کے ہمراہ اسے موصل لے آیا۔ پھر اصہبان (اصفہان) کے قصبات میں لاکران کو آباد کیا۔

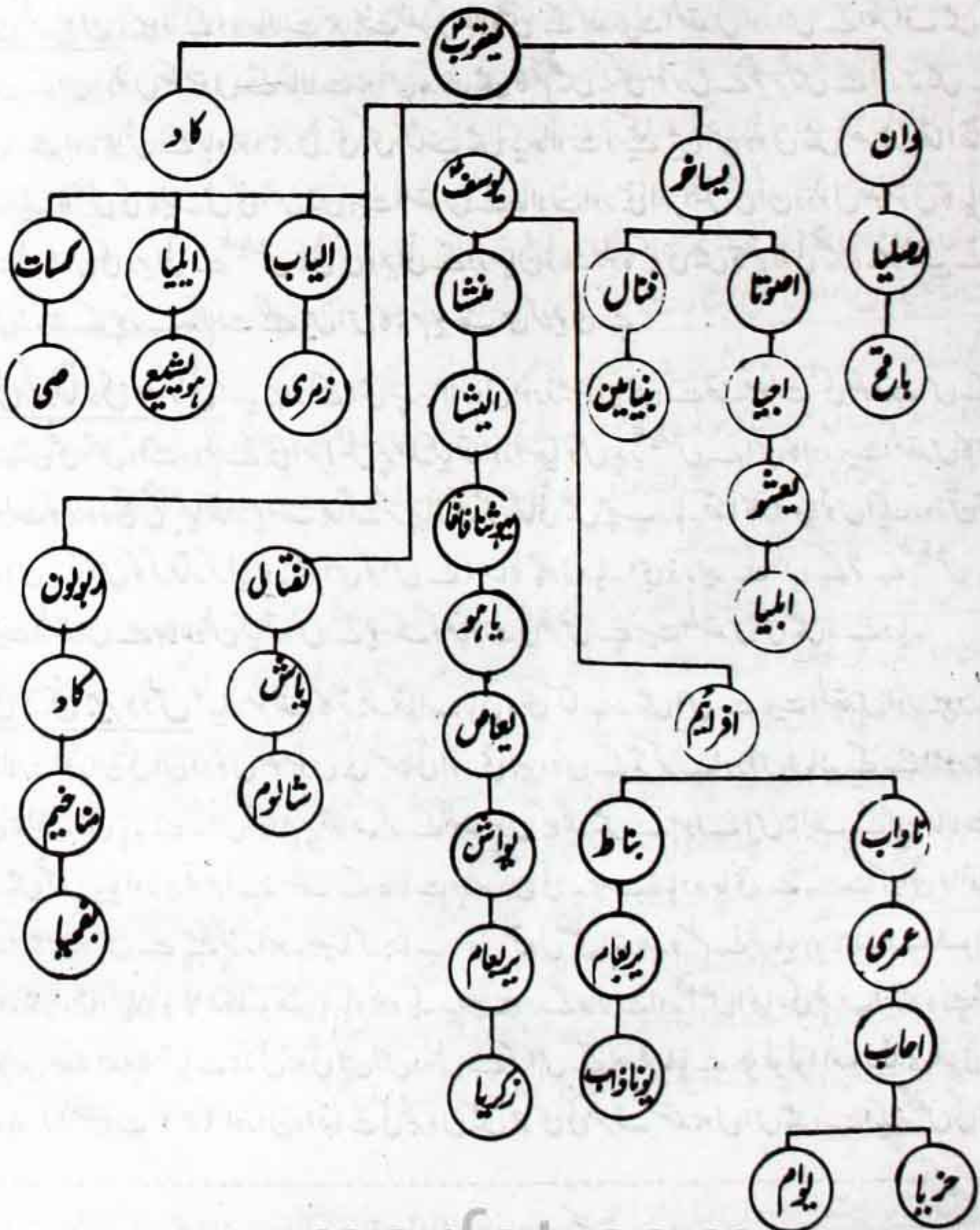


متفرق واقعات: اسی وقت سے بنی اسرائیل کی حکومت سامرہ سے ختم ہو گئی اور بادشاہ یہوذا اور بنیامین قدس شریف میں حکومت کرتے رہے۔ یہ واقعہ حزیا بن احاز کے جلسوں میں واقع ہوا۔ قدس شریف میں برابر ان کے بادشاہ کیے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور بادشاہ موصل نے کوراعازاء حماة صفر آرام سے لوگوں کو جمع کر کے سامرہ میں آباد کیا۔

اہل سامرہ پر عذاب: ابن عمید کہتا ہے کہ مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سامرہ پر اللہ تعالیٰ نے درندوں کو مسلط کیا تھا وہ انہیں تنگ کرتے رہتے تھے۔ اہل سامرہ نے بادشاہ موصل کے پاس چند آدمیوں کو سامرہ کے ستاروں کی چال معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان سے بیان کیا گیا کہ اہل سامرہ دین یہودیت قبول کر لیں گے تو درندے نہ ستائیں گے۔ چنانچہ یہودیوں کے بڑے بڑے کاہنیں سامرہ روانہ کئے گئے۔ تاکہ انہیں دین یہودیت کی تعلیم و تلقین کریں سامرہ کی یہی اصلیت ہے یہ ان کے اہل ملت کے نزدیک نہ تو ان کے نسب میں ہیں اور نہ ان کے دین میں ہیں۔ ((واللہ مالک الامور لارب غیرہ ولا معبود سواہ))



## شجرہ ملوک اسباط عشرہ





## باب: ۱۵

### امارت بنی حسمنائی

یوسف بن کر یون: یہود کے وہ حالات جو بخت نصر کی جلا وطنی کے بعد بیت المقدس اور اس کے اطراف میں واقع ہوئے اور ان کے ان دونوں حکومتوں کے حالات جو اس مدت میں قائم تھیں۔ کسی مؤرخ نے تحریر نہیں کئے اور نہ میں نے فن تاریخ کی مہارت اور تلاش کے باوجود تاریخ کی کسی کتاب میں یہ حالات دیکھے ہیں جن دنوں میں مصر میں تھا اتفاقاً بنی اسرائیل کے ایک فاضل کی تالیف مل گئی جس میں بیت المقدس کے حالات اور بنی اسرائیل کی ان دونوں حکومتوں کا بیان لکھا ہوا تھا جو بخت نصر اول کی ویرانی سے طیش ثانی کی ویرانی کے درمیان زمانہ جلوہ کبریٰ میں قائم ہوئی تھیں۔ مؤلف نے اپنے خیال میں اس زمانہ کے پورے حالات لکھے ہیں اس کا نام یوسف بن کر یون ہے۔

ایبانیوس کی گرفتاری و رہائی: یہ یہود کے نامی سپہ سالاروں اور رئیسوں میں سے تھا۔ صولت کی حکومت اس کے قبضہ میں اس زمانہ میں تھی جس وقت روم نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور ایبانیوس پدیر طیش نے اس کا اور بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اور صولت کو بزور تیغ فتح کیا تھا۔ یوسف بھاگ کر پہاڑ کی کسی گھاٹی میں چھپ رہا۔ قضا کار ایبانیوس ایک روز تنہا اس طرف آ نکلا اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور پھر اس کو اس نے احساناً چھوڑ دیا۔ اسی ذریعہ سے اس کے لڑکے طیش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس سے جلاء وطن کیا تو اس نے یوسف کو عبادت کی غرض سے بیت المقدس ہی میں رہنے دیا۔

بنی حسمنائی و بنی ہیرودس: یہ تو مؤلف کا ترجمہ تھا اب باقی رہی کتاب۔ میں اس سے بیت المقدس اور یہود کے اس مدت کے حالات اور ان کی ان دونوں حکومتوں بنی حسمنائی اور بنی ہیرودس کے تذکرے اور اس زمانہ کے نئے امور جیسا کہ میں نے اس تالیف میں پایا ہے۔ اس مقام پر خلاصہ کر کے لکھتا ہوں کیونکہ میں نے سوائے اس تالیف کے ان حالات کو اور کسی کتاب میں نہیں پایا اور ہر قوم اپنے سلف کے حالات دوسروں کی بہ نسبت زیادہ جانتی ہے۔ جب کہ ان واقعات کی مخالفت وہ نہ کرتا ہو جو اس سے پہلے گزرا ہو۔ جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (( لا تصدقوا اهل الكتاب )) اور پھر ارشاد کیا (( و لا تکذبوہم )) باوجودیکہ یہ ان یہود کے حالات اور قصص انبیاء کی طرف اشارہ ہے جن کے بارے میں ﴿ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ﴾ آیات نازل ہوئی ہیں اس دلیل سے کہ اس کے بعد فرمایا ہے: ﴿ قَوْلُوا اٰمَنَّا بِالَّذِي اُنزِلَ الْيَنَّا وَ اُنزِلَ إِلَيْكُمْ ﴾ (العنکبوت: ۴۶) اور ان واقعات کی خبروں میں جو کسی کی طرف مستند ہوں اس میں سے ایک شخص کی روایت



بھی کافی ہوگی جب کہ اس کی صحت کا گمان غالب ہو۔ لہذا ہم اس نظر سے مناسب سمجھتے ہیں کہ ان حالات کو بنی اسرائیل کے حالات کے ساتھ شامل کر دیں جو پہلے لکھے جا چکے ہیں تاکہ ان کے ابتدائے زمانہ سے اخیر زمانہ تک کے حالات کی تکمیل ہو جائے اور میں نے ان کی صداقت اور جھوٹ کا زیادہ التزام نہیں کیا۔ واللہ المستعان

**حضرت ارمیا کی پیش گوئی:** طبری اور ائمہ تاریخ لکھتے ہیں کہ یرمیا (یا ارمیا) بن خلقیاء بنی لاوی سے اور انبیاء اسرائیل کی طرح صدقیا ہو بیت المقدس کے اخیر بادشاہ بنی یہودا کے زمانہ حکومت میں تھے۔ جب ان لوگوں میں کفر و الحاد پھیلا تو جناب موصوف نے انہیں بخت نصر کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے ڈرایا۔ بنی اسرائیل نے ارمیا نبی کو قید کر دیا۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے انہیں اور قیدیان بنی اسرائیل کے ہمراہ بابل روانہ کیا۔ ارمیا نبی کے ان اقوال میں سے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہے تھے ایک قول یہ بھی تھا کہ بنی اسرائیل ستر برس کے بعد پھر بیت المقدس واپس کر دیئے جائیں گے اور اس زمانہ میں وہاں بخت نصر اور اس کا لڑکا اور پوتا حکومت کرے گا اور وہ انہیں ہلاک کر ڈالے گا اور کسدانیوں کی حکومت جاتی رہے گی۔ ارمیا نبی نے بنی اسرائیل کو دوسرے الفاظ میں یہ سمجھایا تھا کہ تم لوگ بیت المقدس کے ویران ہونے کے ستر برس بعد پھر اسی کی طرف واپس کئے جاؤ گے۔

**حضرت یسعیا بن امصیا کی بشارت:** اور یسعیا بن امصیا نے جو ان کے انبیاء کرام میں سے تھے یہ خبر دی تھی کہ بنی اسرائیل کورش شاہ فارس کے زمانہ میں بیت المقدس کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ چنانچہ کورش نے جب بابل پر قبضہ حاصل کیا اور کسدانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو اس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس واپس آنے اور مسجد بنانے کی اجازت دی اور لوگوں میں یہ منادی کرادی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک مکان بنانے کی ہدایت کی ہے پس اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کام کرنا چاہئے وہ اس کے بنانے کے لئے جائے گا۔

**بنی اسرائیل کی مراجعت بیت المقدس:** چنانچہ بیالیس ہزار بنی اسرائیل اس کام کے لئے روانہ ہوئے اور ان میں زیریافیل بن سائہیل بن یوخینا اخیر بادشاہ قدس بھی تھا۔ جسے بخت نصر نے قید کیا تھا اور عزیر نبی بھی ان کے ہمراہ تھے۔ عزیر اور اشیرع میں چھ پشتوں کا فرق بتایا جاتا ہے میں نے ان کے ناموں کی نقل پر اعتبار نہیں کیا۔ اس وجہ سے کہ ان میں رد و بدل کا گمان غالب تھا۔ بہر کیف کورش نے مسجد اقصیٰ کے برتن بھی لوٹا دیئے جو کثرت کی وجہ سے نہیں بیان کئے جاسکتے۔ ابن عمید کہتا ہے کہ مسجد اقصیٰ کے پانچ ہزار چار سو طلائی اور نقرئی برتن تھے۔

**بیت المقدس کی از سر نو تعمیر:** بنی اسرائیل نے بیت المقدس پہنچ کر کورش کی امداد سے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی۔ ان کے قدیمی دشمن سامرہ کے رہنے والے ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے اور ستر برس کی مدت بھی پوری نہ ہوئی تھی کیونکہ بیت المقدس کی ویرانی بخت نصر کی حکومت کے اٹھارہ برس ہوئی ہے اور اس کی حکومت پینتالیس برس رہی اور اس کے لڑکے اور پوتے کا عہد حکومت پچیس برس رہا۔ اس حساب سے ستر برس میں اٹھارہ برس کم ہوئے جو بیت المقدس کی ویرانی سے قبل کی حکومت کے گزر چکے تھے۔

**اہل سامرہ کی تعمیر بیت المقدس میں مزاحمت:** اہل سامرہ بنی اسرائیل کو تعمیر قدس سے برابر روکتے رہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس کی بقیہ مدت ختم ہو گئی اور دارا شاہ فارس کی حکومت کا آغاز ہوا۔ ان کے تعمیر بیت المقدس کے لئے



سے دارا کے پاس گئے دارا کے ارکان دولت نے عرض کیا کہ کورش نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی تعمیر کی اجازت دی تھی۔ دارا نے بنی اسرائیل سے کوئی مزاحمت نہ کی اور بنی اسرائیل نے دارا اول کی حکومت کے دوسرے برس اس کی تعمیر پوری کر لی ان دنوں ان کے کاہن عزیر تھے۔ انہوں نے بیت المقدس واپس آنے کے دوسرے برس تو ریت کی تجدید کی۔ پھر زیریافیل مر گیا اس کی جگہ ہشیمیا س کو بٹھایا اور عزیر کے انتقال کے بعد شمعون الصفا (بنی ہارون) کو ان کا نائب مقرر کیا۔

**بلتصر بن بخت نصر:** یوسف بن کریون کہتا ہے کہ بخت نصر جب بابل کی طرف واپس ہو کر گیا تو اس نے ستائیس برس اور حکومت کی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا بلتصر تین برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ واریوش بادشاہ مازنی (جس کو میں ولیم سمجھتا ہوں) اور کیرش بادشاہ فارس نے اس سے بد عہدی کی اور باہم لڑائی ہوئی۔ بالآخر بخت نصر کے لشکر نے ان کو شکست دی۔ اس نے اس کامیابی کی خوشی میں ایک جشن شاہی منعقد کیا اور اپنے سرداران لشکر کو جمع کر کے بیت المقدس کے ان برتنوں میں انہیں شراب پلائی جنہیں اس کا باپ ہیکل سے اٹھالایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس فعل پر ناراض ہوا۔ اس نے اسی وقت پچشم خود یہ دیکھا کہ ایک غیبی ہاتھ نے دیوار سے نکل کر کسدانی خط میں دیوار پر چند کلمات لکھے وہ کلمات عبرانیہ ”اھسی وزن نقد“ تھے۔

بلتصر اور حاضرین یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور دانیال نبی سے انتہائی منت و ساجت سے اس کا مطلب دریافت کیا۔

**بلتصر کا قتل:** وہب ابن مہبہ کہتا ہے کہ دانیال، حزقیل، اصغر اور دانیال اکبر کی اولاد سے ہیں اور انہوں نے ان کلمات کی تعبیر یہ فرمائی کہ یہ کلمات تجھے تیرے زوال ملک سے ڈراتے ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری حکومت کے زمانے کو محصور کر دیا اور اس نے تیرے اعمال کو تول لیا اور تیری قوم سے ملک چھین لینے کا حکم نافذ کیا۔ حکم الہی سے اسی رات کو بلتصر مارا گیا۔

**کورش کا بنی اسرائیل سے حسن سلوک:** اور جیسا کہ ہم نے پہلے تحریر کیا ہے کورش اور اس کی قوم ملک پر مستقل حکمران ہو گئی۔ جلاوطنان بنی اسرائیل بیت المقدس واپس کر دیئے گئے اور انہیں کسدانیوں پر فتح یابی کے شکر یہ میں اس کی عمارت کی تعمیر کے لئے مال و متاع دیا گیا۔ بنی اسرائیل خوشی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ عزیز کاہن اور نجمنا اور مردخائی اور بنی اسرائیل کے تمام جلاوطن رؤسا بھی تھے۔ بنی اسرائیل نے یروشلم پہنچ کر بیت المقدس اور مذبح کو گزشتہ حدود کے مطابق بنانا شروع کیا اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانیاں کیں۔ اس کے بعد کورش ان کو گیہوں، زیت، گائے، بکری، شراب اور تمام وہ چیزیں جن کی انہیں ضرورت ہو بیت المقدس کی مجاورت کے لئے سالانہ دیتا رہا۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ اور بھی سلوک اور احسانات کرتا تھا۔ اس کے بعد درملوک فارس اس کی پیروی کرتے رہے۔

**وزیر ہامان کی بنی اسرائیل سے مخاصمت:** مگر اخشوروش کے زمانہ محکومت میں ان سب باتوں میں کمی واقع ہو گئی اس کا وزیر ہامان نامی عمالقمہ میں سے تھے وہ درپردہ بنی اسرائیل کا مخالف اور دشمن تھا رفتہ رفتہ اس کی پوشیدہ کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ اخشوروش ان کے قتل پر تل گیا۔ لیکن مردخائی کی سفارش نے بنی اسرائیل کو قتل سے بچالیا اور اس نے مردخائی کے کہنے سے بنی اسرائیل کو وہ جس حالت پر تھے اسی حالت پر رہنے دیا۔

**سکندر اور کاہن اعظم:** یہاں تک کہ دارا کے مرنے سے حکومت فارس کا خاتمہ ہو گیا اور ملک فارس پر بنی یونان قابض



کر کے بیت المقدس کی طرف گیا کیونکہ وہ بھی دارا کے ممالک مقبوضہ میں داخل تھا بنی اسرائیل کے کاہنین اس کے آنے کی خبر سن کر خائف ہو گئے۔ ایک مرتبہ سکندر نے عالم خواب میں یہ دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا اس سے کہہ رہا ہے کہ ”میں تیری مدد کے لئے آیا ہوں اور اس نے اسے اہل قدس کو تکلیف دینے سے منع کیا اور اسے ان کی خواہشات پورا کرنے کی ہدایت کی“۔ جب سکندر بیت المقدس پہنچا اور کاہن اعظم نے اس سے ملاقات کی۔ اس نے کاہن کی تعظیم و تکریم کی اور اس کے ہمراہ ہیکل میں داخل ہوا۔ کاہن نے سکندر کے لئے دعاء برکت کی۔

سکندر کی خواہش: سکندر اس کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے کاہن سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقدس مقام پر اس کی سونے کی تصویر رکھ دی جائے تاکہ اس کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ کاہن نے کہا کہ یہ ہمارے مذہب میں ممنوع ہے۔ لیکن تو اپنی ہمت اور فیاضی قربان گاہ اور نمازیوں پر خرچ کر کہ وہ تیرے لئے دعا کرتے رہیں گے اور تیری یادگار قائم کرنے کی غرض سے اس سال جس قدر بچے بنی اسرائیل میں پیدا ہوں گے وہ سب تیرے نام سے موسوم ہوں گے سکندر اس بات پر راضی ہو گیا۔

سکندر کی بنی اسرائیل پر نوازشات: بنی اسرائیل نے بے انتہا مال دیا اور کاہن کو نہایت معقول معاوضہ دے کر دارا کی لڑائی کے بارے میں استخارہ کرنے کے لئے کہا۔ کاہن نے کہا ”جاؤ تمہارا اللہ مددگار ہوگا“۔ پھر سکندر نے دانیال سے اپنا خواب بیان کیا انہوں نے تعبیر کی کہ تو دارا پر فتح پائے گا اس کے بعد سکندر بیت المقدس سے واپس ہوا اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھتا ہوا نابلس کی طرف گزرا اور سنبلاط سامری سے ملا۔ اہل قدس نے اسے نکال دیا تھا۔ سنبلاط نے سکندر کی دعوت کی اور تحفے ہدایا دیئے اور طویل برید میں ہیکل بنانے کی اجازت چاہی سکندر نے اسے ہیکل بنانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ سنبلاط نے ہیکل تیار کر کے اپنے داماد منشا کو اس کا کاہن مقرر کیا۔ یہودیوں کا یہ گمان ہے کہ تو ریت میں قول باری عزاسمہ (( اجعل البرکة علی جبل کربدم )) سے یہی ہیکل مراد ہے۔ یہودی اپنی عیدوں میں اس نئے ہیکل کی طرف جانے اور اس پر نذریں چڑھانے لگے رفتہ رفتہ وہ عظیم الشان ہو گیا اور اہل بیت المقدس اس سے دب گئے یہاں تک کہ ہرمایوس بن شمعون بادشاہ اول بنی حمنائی نے اسے ویران کیا۔

اموال ہیکل کی ضبطی کا منصوبہ: اس کے بعد سکندر اپنی حکومت کے بتیس سال پورے کر کے مر گیا اور اس کا ملک اس کے اراکین سلطنت میں تقسیم ہو گیا۔ سلیانوس سکندر کے بعد اس کے اراکین دولت میں سے ایک بارعب و جاہ شخص ہوا۔ وہ بھی فقراء اہل قدس کے لئے مال و اسباب بھیجتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد اسے یہ خیال آیا کہ ہیکل میں اسباب نادرہ اور جواہرات کے بکثرت ذخیرے ہیں اس نے ایک اس کی طمع میں اپنے سپہ سالار کو جس کا نام اردوس تھا۔ بیت المقدس کے مال و اسباب اور ذخیرے ضبط کرنے کے لئے روانہ کیا۔ کاہن حنینان نے اردوس کو اس فعل سے باز رکھنا چاہا اور یہ ظاہر کیا کہ اس میں فارس اور یونان کے بقیہ صدقات ہیں اور وہ چیزیں ہیں جو حال میں سلیانوس نے مرحمت فرمائی ہیں۔ اردوس کاہن حنینان کے کہنے پر متوجہ نہ ہوا ہیکل کے لوٹنے پر تیار ہو گیا۔ اہل قدس کی بددعا سے اردوس اثناء راہ میں جب کہ ہیکل کے لوٹنے کو آ رہا تھا در دسر میں مبتلا ہو گیا اس کے ہمراہی پریشان ہو کر کاہن حنینان کے پاس آئے معذرت کی اور دعائے نیک کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ کاہن حنینان کی دعا سے اردوس اس وقت اچھا ہو گیا اور اپنی دلیری پر نادم ہو کر لوٹ آیا اس واقعہ سے سلیانوس بیت المقدس کی زیادہ عزت کرنے لگا اور مقررہ مال و اسباب دو چند بھیجے لگا۔



توریت کا یونانی ترجمہ: ابن کریون کہتا ہے کہ پھر توریت کا یونانیوں کے لئے ترجمہ کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ تلمائے نے یونانیوں میں سے سکندر کے بعد مصر پر حکومت حاصل کی۔ یہ مقدونیہ کا رہنے والا، علم دوست، حکمت و کتب الہیہ کا از حد شائق تھا۔ اس سے یہود کی کتب اسفار کا ذکر کیا گیا۔ اسے ان کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ قدس شریف کے کاہنوں کو اس کی بابت لکھا اور ان کو تحائف بھیجے، ستر علماء یہود اس کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ جن میں کاہن عازر بھی تھے جب یہ لوگ ان کے پاس پہنچے تو اس نے ان کی بہت بڑی عزت کی اور نہایت احترام سے ٹھہرایا۔ ہر ایک کے لئے ایک کاتب مقرر کیا۔ جو کچھ وہ ترجمہ کر کے بتاتے تھے یہ کاتب لکھتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اسفار کا عبرانی زبان سے یونانی زبان میں ترجمہ ہو گیا۔ علماء یہود نے اس کی تصحیح کی اور اس کی روایت کرنے کی اجازت دی۔ تلمائے نے اس صلہ میں تقریباً ایک لاکھ یہودیوں کو چھوڑ دیا۔ جو مصر میں قید تھے اور ایک سونے کا منبر بنوا کر اس پر سرزمین مصر اور نیل کا نقشہ بنوایا اور اسے جو اہرات سے مرصع کر کے قدس شریف میں بطور نذر بھیج دیا جو ہیکل میں امانت رکھ دیا گیا۔

یہودیوں پر جبر و استبداد: پھر تلمائی والی مصر مر گیا اور الظیو خوش والی مقدونیہ، انطاکیہ پر قابض ہوا۔ اس کے بعد مصر کی حکومت لے لی اور ملوک طوائف نے ارض عراق میں اس کی اطاعت قبول کی۔ اس وجہ سے اس کی حکومت کی بناء مضبوط ہو گئی اور اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ اس نے لوگوں کو بت پرستی کا حکم دیا اور اپنی شکل کا ایک بت بنوایا۔ یہودیوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا۔ فتنہ پردازوں نے کہہ سن کر اسے یہودیوں کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ الظیو خوش یہودیوں پر حملہ آور ہوا اور انہیں قتل اور گرفتار کرنے لگا۔ یہودی پہاڑوں اور بیابانوں کی جانب بھاگ گئے۔ الظیو خوش ان کی خونریزی کے بعد لوٹا اور بیت المقدس میں اپنا ایک نائب قلیو قوس نامی مقرر کیا اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ یہودیوں کو بتوں کے سجدہ کرنے اور خنزیر (سور) کھانے اور ترک اعمال سبت (سینچر کے اعمال چھوڑنے) اور ختنہ ترک کرنے پر مجبور کرے اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اسے سزائے موت دی جائے۔ اس نے ایسا ہی کیا بلکہ اس سے زیادہ سختی اختیار کی اور وہ غنڈے جو اس فتنہ کا باعث ہوئے تھے یہودیوں کے قتل و غارت پر دلیر ہو گئے۔ عازر کاہن کو قتل کر ڈالا جس نے توریت کا یونانی میں ترجمہ کیا تھا جبکہ اس نے بت کے سجدہ اور ان کے نام کی قربانی کھانے سے انکار کیا۔

فلیقوس کی جنگ: جو لوگ پہاڑوں اور صحراؤں کی طرف بھاگ گئے تھے ان میں میتیا بن یوحنا بن شمعون کاہن اعظم بھی تھا۔ جو شمنائی بن حونیا بنی نوزاب نسل ہارون علیہ السلام سے معروف ہے یہ مرد صالح اور شجاع و دلیر تھا۔ اپنی قوم کی تباہی و بربادی سے غمزدہ سنسان بیابان میں مقیم تھا۔ جب الظیو خوش بیت المقدس سے کوچ کر گیا تو اس نے یہود کو اپنے جائے مقام سے مطلع کیا اور انہیں یونانیوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ یہود نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور مستعد ہو گئے۔ فلیقوس سپہ سالار الظیو خوش یہ خبر پا کر اپنا لشکر لئے ہوئے میتینا کی گرفتاری کے لئے چلا۔ یہود اور فلیقوس سے مقابلہ ہوا۔ فریقین نے جی توڑ کر داد مردانگی دی۔ مگر اس سے پہلے یہود کی کامیابی اور فلیقوس کی شکست کاتب تقدیر نے لکھ دی تھی۔ لڑائی کا میدان یہود کے ہاتھ رہا اور فلیقوس کا لشکر بھاگ نکلا۔

یہود بن میتینا اور نیکا نور کی جنگ: اس اثناء میں میتینا کا انتقال ہو گیا۔ یہود بن میتینا حکمران ہوا اس نے بھی فلیقوس کو دوبارہ شکست دی الظیو خوش ان دنوں اہل فارس سے لڑائی میں مصروف تھا اس نے اس شکست کا حال سن کر اپنے لڑکے



افظر کو اپنا قائم مقام کر کے اس کی کمک پر اپنی ہی قوم کے ایک سپہ سالار لیشاوش نامی کو مامور کیا اور انہیں یہودیوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے تین نامی جرنیلوں نیقانور، تلمیاس، سردوس کو یہودیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ان سے یہودیوں کی پامالی اور قتل و غارت کا اقرار لے لیا۔ اطراف دمشق و حلب کے تمام ارمنی اور دشمنان یہود و فلسطین وغیرہ سے اس لشکر کے ہمراہ ہو گئے۔ یہوذا ابن متیتیا سردار یہود نے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنی فتح و نصرت کی دعا مانگی اور بیت المقدس کا طواف کیا اور تبرکات اس پر ہاتھ پھیرے۔ اس کے بعد مقابلہ پر آیا، پہلے نیقانور کے لشکر سے مقابلہ ہوا اور پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دی۔ اس کے بعد لشکریوں کو قتل کیا۔ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔

**بنی اسرائیل کی فتح:** پھر سپہ سالار ان لشکر تلمیاس اور سردوس سے لڑا اور انہیں بھی شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور الظیو خوش کے اول سپہ سالار فلیقوس کو گرفتار کر کے آگ میں جلادیا۔ نیقانور لڑائی کے میدان سے بھاگ کر مقدونیا پہنچا اور لیشاوش و افظر کو اس سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد شاہ فارس سے الظیو خوش کے شکست پانے کی خبر آئی اس کے بعد ہی وہ خود بھی مقدونیا آ پہنچا اور یہودیوں کی کامیابی سے برہم ہو کر ایک جرار لشکر مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں عارضہ طاعون میں مبتلا ہو کر مر گیا اور وہیں دفن کر دیا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد افظر تخت نشین ہوا اور اس کا نام اس کے باپ الظیو خوش کے نام سے موسوم ہوا۔

**بیت المقدس کی تطہیر:** یہوذا ابن متیتیا ان لڑائیوں سے فارغ ہو کر قدس شریف واپس ہوا اور الظیو خوش کی بنوائی ہوئی قربان گاہیں اور بت تڑوا ڈالے مسجد کو بتوں کی نجاست سے پاک کیا اور ایک دوسرا نیا مذبح قربانی کے لئے بنوایا اور اس میں لکڑیاں جمع کر کے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اپنی نشانی دکھلانے کی غرض سے اسے بغیر آگ کے مشتعل کر دے چنانچہ وہ لکڑیاں بغیر آگ کے جلنے لگیں یہ آگ برابر زمانہ ویرانی ثانی تک مشتعل رہی۔

**عید العسا کر:** اس دن کو یہودیوں نے عید کا دن قرار دیا اور اسے عید العسا کر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے بعد افظر نے دوبارہ اپنے باپ کی تمنا پوری کرنے کے لئے لیشاوش کو یہودیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہوذا ابن متیتیا نے اسے شکست دے کر پسپا کر دیا۔ لیشاوش بھاگ کر ایک قلعہ میں جا چھپا۔ یہوذا ابن متیتیا نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بالآخر لیشاوش نے دب کر اس امر پر مصالحت کر لی کہ آئندہ لیشاوش ابن متیتیا سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا اس معاہدہ میں حسب خواہش یہوذا افظر بھی شامل کیا گیا۔ لیشاوش محاصرہ سے نجات پا کر اپنے ملک واپس ہوا اور یہوذا ابن متیتیا اپنی قوم کی اصلاح میں مصروف ہوا۔

**رومیوں کا ابتدائی دور:** ابن کریون کہتا ہے کہ کتیم (روم) کی حکومت کا یہ ابتدائی زمانہ تھا۔ یہ رومیہ میں رہتے تھے ان کے تمام امور تین سوئیس رئیسوں کے شوریٰ پر منحصر تھے۔ ان میں سے ایک رئیس صدر نشین ہوتا تھا اسے وہ شیخ کے لقب سے موسوم کرتے تھے وہ ان کے تمام کام انجام دیتا تھا۔ جو غیر قومیں ان پر چڑھ آتی تھیں اسی کی رائے سے ان کا مقابلہ کرتے تھے اس پر انہیں بہت بڑا اطمینان تھا۔ اس وقت تک تو ان کی یہی حالت تھی اس سے پہلے وہ یونانیوں پر غالب آ چکے تھے ان کے ملک پر قابض ہو گئے تھے اور دریاعبور کر کے افریقہ تک اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔

**الظیو خوش افظر کی یہوذا ابن متیتیا پر فوج کشی:** غرض کہ یہ متفق ہو کر الظیو خوش افظر اور اس کے چچا زاد لیشاوش



یادگار شاہان یونان پر حملہ کرنے کی غرض سے انطاکیہ کی طرف بڑھے اور یہود ابادشاہ بیت المقدس کو الظیو خوش اور یونانیوں کی اطاعت سے علیحدہ ہونے کے لئے لکھا۔ یہود انے ان کے لکھنے پر عمل کیا جب اس کی اطلاع الظیو خوش افطر کو ہوئی تو یہود ابن متیتیا کی عہد شکنی اور نئی سازش سے سخت برہم ہو کر فوج کشی کر دی۔

یہود ابن متیتیا اور الظیو خوش میں مصالحت: یہود ابن متیتیا نے نہایت ہوشیاری سے اس کا مقابلہ کیا۔ شکست پانے کے بعد الظیو خوش نے صلح کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح یہ قرار پائے کہ یہود بن متیتیا اپنے عہد قدیم پر قائم رہے اور الظیو خوش جو کچھ سالانہ بیت المقدس کو بطور نذر دیتا تھا دیتا رہے اور فتنہ پرداز جو لڑائی کے باعث ہوتے ہیں انہیں قتل کر ڈالے چنانچہ شمشادش کو قتل کر ڈالا اور عہد و اقرار از سر نو قائم ہوا۔

دمتریاس کا انطاکیہ پر حملہ: اس کے بعد اہل روم نے اپنے سپہ سالار دمتریاس بن سلیا قوس کو ایک جرار فوج کے ہمراہ انطاکیہ کی طرف روانہ کیا۔ الظیو خوش افطر نے ان کا مقابلہ کیا مگر اس کی جی توڑ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا یہ اور اس کا چچازاد بھائی لیشاوش لڑائی کے میدان میں مارے گئے۔ روم کامیابی کے ساتھ انطاکیہ میں داخل ہو گئے۔

یہود اور نینقا نور: قیوس کا ہن یہودی فتنہ پردازوں میں سے تھا جو الظیو خوش کے پاس رہتا تھا۔ اس نے دمتریاس سپہ سالار روم کو کامیابی کے بعد بیت المقدس کے مال و اسباب کی ترغیب دلائی اور اس پر قبضہ حاصل کرنے کی تحریک کی۔ اس نے نینقا نور کو اس کام کی انجام دہی کی غرض سے روانہ کیا۔ یہود بن متیتیا بادشاہ بیت المقدس نہایت تپاک کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے آیا۔ اور ہدایا و تحائف اندازہ سے زیادہ پیش کئے۔ نینقا نور یہودا کی ان پسندیدہ کاروائیوں سے بے حد خوش ہوا۔ دونوں نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں۔ قیوس کا ہن نے نینقا نور کے پہنچنے سے پہلے دمتریاس کو نینقا نور اور یہودا کی باہمی سازش کی اطلاع دے دی اور بیت المقدس پر قبضہ حاصل کرنے کی زیادہ ترغیب دی۔

نینقا نور کی شکست و قتل: دمتریاس نے اپنے سپہ سالار کو ملتا نہ خط لکھا اور اپنے حکم کی بجا آوری کی سخت تاکید کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ یہودا کو گرفتار کر لائے۔ یہودا کو اس کے جاسوسوں نے اس واقعہ سے مطلع کر دیا۔ وہ بیت المقدس کو چھوڑ کر سامرہ (صبطیہ) چلا گیا۔ نینقا نور نے اس کا تعاقب کیا۔ یہودا نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ نینقا نور کو شکست ہوئی۔ یہودا نے لشکر روم کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا اور نینقا نور کو گرفتار کر کے بیت المقدس میں بیگل پر سولی دے دی۔ یہودیوں نے اس دن کو بھی روز عید مقرر کیا۔

یہودا کا خاتمہ: اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے ایک دوسرے ہوشیار و ماہر افسر یفروس نامی کو تیس ہزار فوج کے ساتھ یہودیوں سے لڑنے کو بھیجا۔ یہودا کا لشکر لڑائی کے میدان سے اپنے بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور مختلف گھاٹیوں میں جا چھپا۔ یہودا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ لڑتا ہوا بھاگا۔ یفروس نے تعاقب کیا اثناء جنگ میں یہودا مارا گیا اور اپنے باپ متیتیا کے قریب دفن کیا گیا۔

یونانٹال اور ییتروس کی جنگ: اس کا بھائی یونانٹال بقیہ یہودیوں کو لے کر مضافات اردن کی طرف چلا گیا۔ ییتروس نے اس کا مقام برسیع میں پہنچ کر محاصرہ کیا۔ ایک مدت تک کسی قتل و قتل کے بغیر یونانٹال کو محاصرہ میں رکھا۔ یونانٹال ایک آخری کوشش یا اپنی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کو یہودیوں کو لے کر برسیع سے نکلا لڑائی ہوئی۔ بالآخر ییتروس کو شکست فاش



دے کر گرفتار کر لیا اور اس شرط پر کہ یحزوس آئندہ یہودیوں سے لڑنے کے لئے نہ آئے گا، چھوڑ دیا اس کے بعد ہی یونان میں مر گیا اور یہودیوں پر اس کا تیسرا بھائی شمعون حکومت کرنے لگا۔

**شمعون اور دمتریاس کی جنگ:** شمعون کے حسن انتظام اور خوبی سلوک سے اطراف و جوانب کے یہود جمع ہو گئے جس سے اس موجودہ فوج کی قوت اس درجہ بڑھ گئی کہ اس نے اپنے تمام دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ جس شخص نے اس پر حملہ کیا اسے پسا کیا۔ دمتریاس سپہ سالار بھی انطاکیہ میں اس کے مقابلہ پر آیا۔ اس نے دمتریاس کو شکست دی اور فوج روم کی ایک کثیر تعداد کو مار ڈالا۔ اس کے بعد روم نے لڑائی کا پھر حوصلہ نہ کیا تا آنکہ شمعون پر تلمائی شوہراخت شمعون نے دفعاً حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کے لڑکے، عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ لیکن شمعون کا بڑا لڑکا قانوس بن شمعون غزہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس کا اصلی نام یوحان تھا یہ نہایت شجاع تھا۔ اس نے اس سے پہلے کسی لڑائی میں ایک شجاع ہرقانوس نامی کو مار ڈالا تھا۔ اس وجہ سے اس کے باپ نے مقتول کے نام سے اسے موسوم کیا۔ اطراف و جوانب کے یہودیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

**محاصرہ قلعہ واخون:** تلمائی بھاگ کر قلعہ واخون میں چھپا۔ ہرقانوس نے اس کا محاصرہ کر لیا ایک روز تلمائی شہر پناہ کی فیصل پر پھر رہا تھا اتفاق سے ہرقانوس کی بہن اور ماں کو تنہا پا کر گرفتار کر کے لے گیا اور ان کے قتل کی دھمکی ہرقانوس کو دی۔ ہرقانوس اس وجہ سے اور نیز عید مظل کے آجانے سے لڑائی موقوف کر کے بیت المقدس واپس آیا۔ تلمائی ہرقانوس کی بہن اور ماں کو قتل کر کے قلعہ واخون سے بھاگ گیا۔

**دمتریاس اور ہرقانوس میں مصالحت:** ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد دمتریاس سپہ سالار روم نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں نے عید کا زمانہ گزر جانے تک جنگ کی مہلت چاہی۔ دمتریاس نے اس شرط سے مہلت دی کہ قربانی میں سے اسے بھی کچھ دیا جائے۔ اس کے بعد اس کے دل میں خدا جانے کیا خیال آیا کہ جس سے دمتریاس نے بیت المقدس کے لئے تصویریں بھیجیں اور یہ یہودیوں کو صلح کی درخواست پیش کرنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ دمتریاس نے یہودیوں کی درخواست صلح کو قبولیت کا خلعت عطا کیا۔ ہرقانوس اس سے ملنے کے لئے گیا۔ تین سونے کے حقے دمتریاس کو ہدیہ دئے۔ دمتریاس بیت المقدس سے واپس آ کر اپنے دار الحکومت کی درستی و انتظام میں مصروف ہو گیا۔ اسی اثناء میں فارس اور روم میں جنگ ہو گئی۔ دمتریاس تمام کاموں کو چھوڑ کر لشکر روم لے کر موقع جنگ پر پہنچ گیا اور ہرقانوس عید کی وجہ سے جنگ پر نہ جاسکا۔

**ہرقانوس کا اہل رومہ پر حملہ:** یہاں تک کہ ہرقانوس کو دمتریاس کی شکست کی خبر معلوم ہوئی۔ ہرقانوس نے موقع مناسب پا کر اپنے دشمنان اہل شام پر حملہ کر دیا۔ نابلس اور قلعات اردوم کو جو کہ شراۃ میں تھے فتح کر کے ان پر جزیہ قائم کیا اور ان کے تختے کرادیئے۔ انہیں احکام توریت کی پابندی پر مجبور کیا اور اس ہیکل کو جسے سہلاط سامری نے اسکندر کی اجازت سے بنایا تھا ویران کر دیا اور اپنے سرحدی بادشاہوں کو بزور و جبر اپنا مطیع کر لیا۔

**ہرقانوس کی سردارن رومہ سے مصالحت:** اس کے بعد رؤساد اعیان یہود کو رومہ کے منتظمین اور اراکین دولت کے پاس تجدید عہد کی غرض سے روانہ کیا اور تمام چیزوں کو واپس مانگا جنہیں الظیو خوش اور یونان بیت المقدس سے اٹھالے



گئے تھے۔ رومہ کے سرداروں نے ہرقانوس کے اس فرمان کی تعمیل کی اور خوشی سے عہد کی تجدید کی اور اس کو ملک الیہود (بادشاہ یہود) کے مبارک لقب سے مخاطب کیا۔

**بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ:** اس سے پہلے اس کے آباؤ اجداد کاہن کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے لقب سے ملقب کیا اور عہدہ کہونت کو شاہی اختیارات میں شامل کر لیا یہ ملوک بن حشمنائی کا پہلا بادشاہ ہے۔

**سامرہ کی تسخیر:** القصد ہرقانوس اروم کے قلعوں پر قبضہ حاصل کر کے شہر سامرہ (صبطیہ) کی طرف گیا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے اس کی شہر پناہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالا۔

**اسرائیل کے فرقے:** ابن کریون کہتا ہے کہ یہودیوں میں ان دنوں تین فرقے تھے۔ ایک فرقہ فقہا اور اہل قیاس کا تھا جنہیں وہ فروشیم (ربانین) کہتے تھے۔ دوسرا فرقہ ظاہریہ جو کہ ظاہری الفاظ کتاب پر عمل کرتے تھے اور ان کو وہ صدوقیہ (قراء) سے تعبیر کرتے تھے اور تیسرا فرقہ عباد کا تھا جو دنیاوی تعلقات قطع کر کے عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور یہ جیسید کہلاتے تھے۔ ہرقانوس کے آباؤ اجداد فرقہ ربانین میں سے تھے۔ لیکن اس نے بذاتہ اپنا مذہب ترک کر کے قراء کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔

**ہرقانوس کی فرقہ ربانین سے برہمی:** تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک دن یہود کو ایک جلسہ خاص میں جمع کیا اور یہود سے مخاطب ہو کر بولا ”میں تم سے نصیحت کا خواستگار ہوں“۔ ربانین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید وہ حکومت و سلطنت سے دست کشی کرنا چاہتا ہے اس وجہ سے ان میں سے بعض بول اٹھے کہ ”تمہارے لئے یہی نصیحت ہے کہ تم اپنے کو درجہ کہونت سے علیحدہ کر کے صرف حکومت کے رتبہ پر اکتفا کرو کیونکہ کہونت کی شرط تم میں نہیں پائی جاتی۔ تمہاری ماں زمانہ الظیو خوش سے قیدیوں (لونڈیوں) میں سے تھی“۔ ہرقانوس نے برہم ہو کر کہا ”تم لوگ اپنے حاکم اور والی پر حکومت کیا چاہتے ہو میں آج سے اس مذہب کو چھوڑتا ہوں“۔ ہرقانوس نے یہ کہہ کر مذہب قراء اختیار کر لیا اور فرقہ ربانین میں سے ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا۔ اسی وجہ سے یہود کے ان دونوں فرقوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا اور ایک زمانہ دراز تک دونوں میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔

**ارستبلوس بن ہرقانوس:** ہرقانوس اپنی حکومت و سلطنت کے اکتیس برس پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بڑا لڑکا ارستبلوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ ہرقانوس کے اس کے علاوہ دو لڑکے اور تھے ایک کا نام انطیقوس تھا جسے ہرقانوس پیار کرتا تھا اور دوسرے کو اسکندر کہتے تھے۔ ہرقانوس نے ناراض ہو کر اسے جبل الخلیل کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔ جب ارستبلوس نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھا تو اس نے اپنے بھائیوں کو اپنے باپ کا مذہب اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ اسکندر اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ انطیقوس نے معافی چاہی ارستبلوس نے اسے اپنے لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے لڑائیوں میں اسی کے جانے پر اکتفا کیا اور تاج کہونت اتار کر شاہی تاج پہن لیا۔ اس کے بعد انطیقوس نے ان لوگوں پر فوج کشی کی جو سرحدی مقامات پر رہتے تھے اور ارستبلوس کی فرماں برداری سے نکل گئے تھے۔ چنانچہ ان سب کو بزور تیغ اطاعت و فرماں برداری کے دائرہ میں کھینچ لیا۔

**انطیقوس بن ہرقانوس کے خلاف سازش:** اسی اثناء میں چند فتنہ پردازوں نے اس کے بھائی ارستبلوس سے اس کی شکایت کی اور اس کے کانوں کو انطیقوس کی شکایتوں سے بھر دیا۔ جب انطیقوس لڑائی سے واپس آیا تو اتفاق سے وہ زمانہ



عید مظالم کا تھا اور اس کا بھائی بیماری کی وجہ سے گھر سے باہر نہ آتا تھا، انطقتوس شاہی محل میں جانے سے کنارہ کر کے ثواب کی غرض سے ہیکل میں چلا گیا۔ فتنہ پردازوں نے ارستبلوس سے یہ جڑ دیا کہ انطقتوس ہیکل میں کہوت کا درجہ حاصل کرنے گیا ہے اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس مسلح آئے گا۔ ارستبلوس نے یہ سنتے ہی اپنے جاں نثاروں اور ملازمین قصر سے یہ تاکید کر دی کہ اگر انطقتوس مسلح آئے تو فوراً بلا اجازت و اطلاع اس کی گردن باسر سے سبکدوش کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا اور فتنہ پردازوں کو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی۔

ارستبلوس کی پشیمانی و انتقال: کچھ عرصہ بعد ارستبلوس کو فتنہ پردازوں کی سازش اور فریب سے آگاہی ہوئی۔ وہ اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور فرط غم سے اس درجہ اپنا سینہ پیٹا کہ اسے قذف الدم کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ میں ایک برس بعد مر گیا۔ اسکندر بن ہرقانوس: یہودیوں نے اس کے بھائی اسکندر کو قید سے نکالا اس کی بیعت کی اور حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس کے بعد اس سے عکا اور صیدا والوں نے بد عہدی کی۔ اہل غزہ قبرص کی طرف بڑھے۔ اسکندر نے عکا پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس عرصہ میں ملکہ قلوپطرہ (یادگار ملوک یونان) اور اس کے لڑکے طیرو میں مخالفت ہو گئی۔ طیرو جزیرہ قبرص کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اہل عکا نے کہلا بھیجا کہ اس پر قبضہ لے لیں گے اگر اسکندر کے محاصرہ سے نجات حاصل ہو گئی۔ چنانچہ طیرو لوٹ کر اسکندر کے ممالک کی طرف بڑھا اور جبل الخلیل پر اتر کر ایک گروہ کثیر کو قتل کیا پھر وہاں سے کوچ کر کے اردن پر حملہ آور ہوا۔

سرحدی امراء کی اطاعت: ان واقعات کے دوران میں اسکندر نے صیدا پر حملہ کر دیا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے قدس شریف کی طرف واپس آیا۔ سرحدی امراء نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس سے بغاوت کرنے والوں کا مزاج درست ہو گیا۔

ربانیمین کی شورش و سرکونی: اس کے بعد یہود میں پھر از سر نو فتنہ اس طرح برپا ہو گیا کہ عید مظالم میں تمام یہودی مسجد میں جمع ہو کر کھاپی رہے تھے اور اسکندر بھی ان میں موجود تھا۔ کچھ لوگ اس سے کسی قدر فاصلہ پر تیر اندازی کر رہے تھے اتفاق سے ربانیمینوں میں سے ایک کا تیر اسکندر کے قریب آگرا ربانیمین اور قراء میں بحث ہوتے ہوتے جھگڑا ہونے لگا اور یہ جھگڑا اس قدر بڑھا کہ چھ برس تک فتنہ و فساد ختم نہ ہوا۔ ان فتنہ و فساد میں تقریباً پچاس ہزار ربانیمین مارے گئے اور اسکندر قراء کا معین و مددگار ہوا۔

دمتریاس اور اسکندر کی جنگ: ربانیمین نے دمتریاس معروف بہ الظیو خوش کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) روانہ کیا اور اسے مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا۔ دمتریاس ان کے کہنے میں آ گیا اور ایک لشکر جرار لے کر نابلس کی طرف بڑھا۔ اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور دمتریاس کو شکست دے کر اس کے بے شمار لشکریوں کو مار ڈالا۔ پھر واپس ہو کر ربانیمینوں کی طرف آیا اور ان پر بھی فتح حاصل کی۔ تقریباً تین سو ربانیمین کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

دمتریاس کا قتل: اس کے بعد دمتریاس کے تعاقب میں روانہ ہوا اور ان کے اکثر بلاد مقبوضہ کو فتح کر لیا۔ دمتریاس یہ سن کر ایک آخری کوشش اور اپنی قسمت آزمائی کی غرض سے لڑائی کے میدان میں آیا۔ لیکن اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا۔ بالآخر شکست کھا کر بھاگا۔ اسکندر نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ محاربہ ربانیمین اور دمتریاس کے تین برس



بعد بیت المقدس کی طرف لوٹا۔

اسکندر کی وفات: ان کامیابیوں سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا اور اسے ایک قوت حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا اور تین برس تک بیمار رہا۔ بیماری کے دوران اسے بعض قلعوں کے محاصرہ کی ضرورت پیش آئی اس وجہ سے کہ ان قلعوں کے حکام نے اس سے سرتابی شروع کر دی۔ لیکن اتفاق زمانہ سے اسکندر کو اس کی موت نے ان قلعوں کے فتح کرنے کی مہلت نہ دی۔ دوران محاصرہ میں وہ مر گیا اور مرتے وقت اپنی بیوی کو یہ وصیت کر گیا کہ تا زمان فتح موت کا حال چھپایا جائے اور لاش بیت المقدس لے جا کر دفن کی جائے۔

ہرقانوس و ارستبلوس پسران اسکندر: اسکندر کے مرنے کے بعد بابنیوں نے عام طور سے اس کے لڑکے کی طرف میلان خاطر ظاہر کیا اور جنہوں نے ابتداً اختلاف کیا انہیں ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے اپنی رائے سے متفق کر لیا۔ اسکندر کے دو لڑکے تھے۔ بڑے کا نام ہرقانوس تھا اور چھوٹے کو ارستبلوس کہتے تھے۔ یہ دونوں اسکندر کے مرنے کے وقت چھوٹے چھوٹے تھے جب یہ بڑے ہوئے تو ہرقانوس کہوت کے لئے منتخب کیا گیا اور ارستبلوس کو لشکر کی سپہ سالاری دی گئی لڑائی کا انتظام سپرد کیا گیا۔

ہرقانوس اور ارستبلوس میں اختلاف و مصالحت: بابنیوں نے اس کا ساتھ دیا اس نے عظیم الشان بادشاہوں سے خراج لیا اور ان کو مطیع کیا اس اثناء میں بابنیوں اور قراء میں پھر کسی قدر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ یہ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے ارستبلوس کی ماں بیت المقدس سے روانہ ہوئی۔ لیکن اس کی موت نے اس کی تمناؤں کا خون کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اسی کے زمانہ میں ہوا۔ الغرض جب اس کے لڑکے ارستبلوس کو جو سپہ سالار لشکر تھا اس کے مرنے کی اطلاع ہوئی تو وہ قراء کو جمع کر کے ہرقانوس اور بابنیوں سے لڑنے کے لئے چلا اور ان کا بیت المقدس میں محاصرہ کر لیا۔ سرداران یہود اور بڑے بڑے کاہن باہم صلح کرانے کی سعی کرنے لگے انجام کار اس صلح ہوئی کہ حکومت و سلطنت کا ارستبلوس مالک رہے اور ہرقانوس بدستور کہوت پر قائم رہے۔ اس رائے کے قرار پاتے ہی فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور ارستبلوس کی حکومت مستقل ہو گئی۔

انظفتر ابوہیروڈس: کچھ عرصہ بعد ہرقانوس اور ارستبلوس میں انظفتر ابوہیروڈس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ انظفتر ابوہیروڈس اردن رؤسابنی اسرائیل میں سے تھا جو عزیر کے ساتھ بابل سے جمع ہو کر آئے تھے۔ اس میں رعب و داب و دلیری کا قدرتی مادہ تھا اس کے پاس مال و اسباب اور بکثرت مویشی تھے اسکندر نے اسے بلاداروم (جبال شرات) کا حاکم کر دیا تھا۔ برسوں بلاداروم کا حاکم رہا وہیں سے اس نے اپنا نکاح کیا۔ جس سے چار لڑکے فیلو، ہیروڈس، فرودا، یوسف اور ایک لڑکی سلومت نامی پیدا ہوئی۔

انظفتر کی معزولی: بعضے کہتے ہیں کہ انظفتر بنی اسرائیل سے نہ تھا بلکہ وہ اہل روم سے تھا اور بنی حمنائی کے خاندان میں پرورش پائی تھی۔ جب اسکندر مر گیا اور اس کی بیوی اسکندرہ حکومت کرنے لگی تو انظفتر جبال شرات کی حکومت سے معزول کر دیا گیا۔ انظفتر جبال شرات سے بیت المقدس چلا آیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عنان حکومت ارستبلوس کے ہاتھ میں آئی۔



**انظفتر کی ریشہ دوانی:** ہرقانوس اور انظفتر میں مراسم اتحاد پہلے سے قائم تھے کچھ زمانہ بعد ارسنبلوس اپنے بھائی ہرقانوس سے کشیدہ خاطر ہو گیا اس وجہ سے کہ اسے انظفتر کی چالاکیوں اور فریب سے آگاہی ہو گئی تھی۔ اس نے اس کے قتل کی کوشش کی لیکن ناکام رہا اور درپردہ ارسنبلوس کے کاموں میں رخنہ اندازی کی فکر کرنے لگا اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ ارسنبلوس ہرقانوس اور اس کے ہمراہیوں سے کینہ رکھتا ہے۔ اسے حکومت نہیں دینی چاہئے۔ ہرقانوس اس سے بدرجہا زیادہ حکومت و سرداری کے لائق ہے۔ پھر انظفتر نے ہرقانوس کو یہ فقرہ دیا کہ ارسنبلوس تیرے قتل کی فکر میں ہے جب ہرقانوس کے دماغ میں یہ خیال متمکن ہونے لگا تو انظفتر نے اس کے مصاحبوں سے سازش کر کے ارسنبلوس کی طرف سے پورے طور سے بدنظر کر دیا۔ پھر بادشاہ عرب ہرثمہ کے پاس جانے کی رائے دی۔ ہرثمہ اور ہرقانوس میں مراسم اتحاد پہلے سے تھا اس خیال سے ہرقانوس اس کے پاس جانے پر آمادہ ہو گیا۔

**ہرقانوس کی ہرثمہ سے امداد طلبی:** غرض دونوں عہد و پیمان کر کے ہرثمہ کے پاس جا پہنچے اور ہرثمہ کو ارسنبلوس سے جنگ کرنے پر ابھار دیا۔ ارسنبلوس اور ہرثمہ سے لڑائی ہوئی۔ اثناء لڑائی میں ارسنبلوس کے لشکریوں کا زیادہ حصہ ہرقانوس سے مل گیا۔ ارسنبلوس میدان جنگ سے بھاگ کر قدس شریف میں جا چھپا۔ ہرقانوس اور ہرثمہ نے اس کا محاصرہ کر کے لڑائی برابر جاری رکھی۔

**ہرقانوس کی عہد شکنی:** یہاں تک کہ عید الفطر کا زمانہ آ گیا۔ محصور یہودی لڑائی کی وجہ سے اپنے مذہبی رسوم کو ادا نہ کر سکتے تھے اس وجہ سے انہوں نے ہرقانوس کے مصاحبوں کے ذریعہ سے قیمتی تحائف پیش کرنا چاہے جب اس نے اسے منظور کر لیا تو انہوں نے اس سے بدعہدی کی اور بعض ان لوگوں کو جو ارسنبلوس اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا کر رہے تھے مار ڈالا۔ اس وجہ سے ان میں وبا پھیل گئی جس سے ایک عالم مر گیا۔

**باغیوں کی سرکوبی و اطاعت:** ابن کریون کہتا ہے کہ ارمن بلاد دمشق و حمص و حلب میں تھے یہ سب روم کے مطیع تھے۔ انہیں دنوں ان سب نے سرکشی کی۔ روم نے اپنے سپہ سالار فمقیوس کو ان کی بغوت رفع کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ فمقیوس نے اپنے مقدمہ الجیش کا افسر سکانوس کو مقرر کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ارمن نے گھبرا کر اطاعت قبول کر لی۔ پھر سکانوس اس کے بعد فمقیوس دمشق میں داخل ہوا۔ ارسنبلوس نے قدس سے اور ہرقانوس نے مقام حصار سے اس پر لشکر کشی کی اور لڑائی چھیڑنے سے پہلے فمقیوس کے پاس مال اور تحائف روانہ کئے لیکن اس نے لینے سے انکار کیا اور ہرثمہ کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے روک دیا اور بیت المقدس سے کوچ کر گیا اس کے ہمراہ ہرقانوس و انظفتر بھی چلے گئے اور ارسنبلوس اور اس کے تحائف بیت المقدس واپس آئے۔

**فمقیوس اور انظفتر کے مابین سازش:** اس کے بعد انظفتر پھر فمقیوس کے پاس مال و تحائف لے کر گیا اس نے اس سے بدعہدی کی مجبور ہو کر انظفتر نے یہ چال اختیار کی اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ ”میں ہرقانوس کا بہن اعظم کا بظاہر مطیع رہوں گا تا کہ ارسنبلوس کی طاقت کم ہو جائے“۔ فمقیوس نے انظفتر کی رائے پسند کی اور کہا کہ میں بظاہر ارسنبلوس کی موافقت کروں گا لیکن درحقیقت میں موقع اور وقت کا منتظر رہوں گا اور کامیابی کے بعد ہرقانوس کو بیت المقدس کی حکومت دوں گا۔ اس مشورے کے اگلے دن ہرقانوس اور ارسنبلوس سپہ سالار فمقیوس کے پاس آئے اور ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگے۔



انظفتر عام لوگوں کو جمع کر کے فمقیوس کے پاس لایا وہ لوگ ارستبلوس کی شکایت کرنے لگے۔ فمقیوس نے ان لوگوں کی شکایتیں انصاف کے کانوں سے سنیں اور ایک منصفانہ حکم صادر کیا۔

ارستبلوس کی مصالحت کی پیش کش: ارستبلوس کو اس کا حکم شاق گزرا وہ اس کے لشکر گاہ سے اٹھ کر چلا آیا اور بیت المقدس پہنچ کر قلعہ بندی کر لی۔ فمقیوس نے اس کا تعاقب کیا۔ پہلے وہ اریحا میں اترا اس کے بعد قدس شریف کی طرف بڑھا۔ ارستبلوس نے فمقیوس سے اس شرط پر صلح کر لی کہ فمقیوس اس کے بھائی ہرقانوس کی مدد نہ کرے اور ارستبلوس ہیکل کے تمام جواہرات اور اسباب فمقیوس کو دے دے۔

فمقیوس کے افسر کا قتل: فمقیوس نے اس شرط کو مان لیا اور اس شرط کی تعمیل و تکمیل کی غرض سے اپنے ایک جنگی افسر کو اس کے ساتھ بیت المقدس کی طرف روانہ کیا۔ کانہوں نے ارستبلوس کو اس فعل سے روکا۔ عام لوگ اس سے برہم ہو گئے اور فمقیوس کے جنگی افسر اور اس کے بعض ہمراہیوں کو مار ڈالا اور باقی ماندہ کو بیت المقدس سے باہر نکال دیا۔

فمقیوس کا ہیکل پر قبضہ: فمقیوس کو یہودیوں کی اس حرکت سے ناراضگی پیدا ہو گئی۔ اس وقت اس نے دھاوے کا حکم دیا لیکن شہر پناہ کے دروازے بند ہونے کی وجہ سے اندر نہ داخل ہو سکا۔ باہر سے لڑتار ہا اور شہر کے اندر ارستبلوس اور ہرقانوس کے گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ اثناء جنگ میں ایک یہودی نے شہر کا دروازہ کھول دیا۔ فمقیوس بے خوف و خطر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل پر قبضہ کر کے ہیکل کا محاصرہ کر لیا اور آلات حصار کے ذریعے ہیکل کے بعض برجوں کو منہدم کر کے بزور تیغ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

فمقیوس کی مراجعت: جس وقت فمقیوس ہیکل میں داخل ہوا۔ لڑائی جاری رہنے کے باوجود کانہوں کو عبادت کرتے ہوئے پایا۔ اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی۔ ہیکل کے روبرو چڑکا کھڑا رہ گیا۔ اس کے مال و اسباب اور ذخائر کی طرف ہاتھ تک نہ بڑھایا۔ اور ان پر ہرقانوس کو حاکم اور سالانہ خراج مقرر کر کے رومہ کی جانب واپس ہوا اور وقت روانگی بہ نظر مزید احتیاط ہرقانوس اور انظفتر کی نگرانی کے لئے اپنے سپہ سالار سکائوس کو بیت المقدس چھوڑ آیا۔ جس نے اس سے پیشتر دمشق اور بلاد ارمن کو فتح کیا تھا۔ ارستبلوس اور اس کے دو لڑکے پابہ زنجیر رومہ کو فمقیوس کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ باقی رہا تیسرا لڑکا اسکندر نامی وہ روپوش ہو گیا۔

سکندر کا بیت المقدس پر قبضہ: فمقیوس جس وقت سرزمین شام طے کرتا ہوا اپنے وطن جا رہا تھا۔ اس وقت ہرقانوس اور انظفتر نے عرب پر روم کے مطیع کرنے کی غرض سے حملہ کر دیا۔ اسکندر نے میدان خالی دیکھ کر بیت المقدس کا رخ کیا اہل قدس نے اس کا کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور اسے اپنا حاکم بنا لیا۔ اسکندر نے حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہی ہیکل کے ان برجوں کو درست کرایا جنہیں فمقیوس نے منہدم کر دیا تھا۔ اس کی حکومت کچھ ایسی دل پسند ہوئی کہ ایک مخلوق اس کی مطیع ہو گئی اس اثناء میں ہرقانوس اور انظفتر واپس ہوئے اور اسکندر نے ان کو قدس شریف سے نکل کر چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں سے استقبال کیا۔ ہرقانوس اور انظفتر کو اس واقعہ سے ناکامی ہوئی۔ اسکندر نے ان کے لشکر پر بہت سختی سے حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا۔

اسکندر کی امان طلبی: ہرقانوس اور انظفتر نے کینانوس سپہ سالار روم سے مدد چاہی جو فمقیوس کے بعد بلاد ارمن کا ناظم ہو کر



آیا تھا وہ ان دونوں کی امداد کے لئے بلاد ارمن سے قدس شریف کی طرف آیا۔ اسکندر نے کمال مردانگی سے اس کا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ سے پہلے اس کے حصہ میں شکست لکھی جا چکی تھی۔ اس کی تازہ کوششوں نے اسے کچھ فائدہ نہ پہنچایا وہ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر قلعہ اسکندرونہ میں پناہ گزین ہوا۔ ہرقانوس نے قدس شریف پہنچ کر اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کینانوس سپہ سالار روم نے اسکندر کا تعاقب کیا اور قلعہ اسکندرونہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اسکندر نے مجبور ہو کر ارمن کی درخواست کی۔ جسے کینانوس نے فوراً قبول کر لیا۔

**ارستبلوس کا فرار و گرفتاری:** انہیں لڑائیوں کے دوران ارستبلوس اپنے لڑکے انطقیوس کے ہمراہ قید خانہ رومہ سے بھاگا اور ایک گروہ کثیر جمع کر کے کینانوس کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن اس کی قسمت نے مدد نہ کی پہلی ہی لڑائی میں گرفتار ہو گیا۔ کینانوس نے اسے دوبارہ رومہ کے قید خانہ میں بھیج دیا۔ چنانچہ وہ اسی قید خانہ میں اس زمانہ تک رہا جب تک کہ رومیہ پر قیصر کو غلبہ حاصل نہ ہوا۔ پھر کچھ عرصہ بعد جن دنوں روم کو قیصر کے مقابلہ کی ضرورت درپیش تھی اور فمقیوس رومہ کے باہر قیصر کی لڑائی کے لئے لشکر جمع کر رہا تھا۔

**ارستبلوس کا خاتمہ:** ارستبلوس دوبارہ قید خانہ سے نکل کھڑا ہوا۔ اس مرتبہ اس کے ہمراہ چند سرداران لشکر بھی قید خانہ سے نکل آئے تھے۔ اس نے دوبارہ بارہ ہزار کی جمعیت سے ارمن اور یہود پر فمقیوس کی اطاعت سے روکنے کی غرض سے حملہ کیا۔ فمقیوس نے انطقیوس کو اس کے مقابلہ اور گرفتاری کے بابت خطوط لکھے۔ اس نے یہود کے چند آدمیوں کو ارستبلوس کی طرف روانہ کیا جنہوں نے بلاد ارمن میں چند دن بعد موقع پا کر ارستبلوس کو زہر دے دیا۔ اس کے بعد کینانوس کی تحریک و تحریر سے شیخ (والی رومہ) نے ارستبلوس کے بقیہ لڑکیوں کو آزاد کر دیا۔

**تلمائی شاہ مصر کی معزولی و بحالی:** ابن کریون کہتا ہے کہ انہیں ایام میں اہل مصر نے اپنے بادشاہ تلمائی سے باغی ہو کر اسے تخت سے اتار دیا اور روم کا خراج بند کر دیا تھا۔ جس سے روم نے مصر پر فوج کشی کی اور انطقیوس نے بزور تیغ ان پر فتیابی حاصل کر کے تلمائی کو دوبارہ حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس کی سلطنت کے کاروبار کو درست کیا۔ پھر کینانوس بیت المقدس کی طرف واپس ہوا اور ہرقانوس کو قدس کی حکومت اور انطقیوس کو اس کی وزارت کا عہدہ دے کر رومہ واپس آیا۔

**اموال ہیکل پر عربنوس کا قبضہ:** ابن کریون کہتا ہے کہ ان واقعات کے بعد فارس اور روم میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ روم نے فارس کی لڑائی کی غرض سے سپہ سالار عربنوس نامی کو روانہ کیا۔ وہ جس وقت قدس شریف سے ہو کر گزارا اور ہیکل میں داخل ہوا۔ کاہنوں سے ہیکل کا مال و اسباب طلب کیا۔ عازر کاہن اعظم نے کہا ”کینانوس اور فمقیوس نے ہیکل کے ساتھ کبھی ایسا کام نہیں کیا“۔ عربنوس نے پہلے یہودیوں سے ہیکل کا مال نہ لینے کا اقرار کیا مگر جس وقت قابو پا گیا۔ فوراً ہیکل کے تمام تحائف اور اسباب اور بادشاہوں کی نذریں اور جمیع آلات و ظروف جو ابتداء زمانہ عمارت سے اس وقت تک وقفاً وقتاً آتے رہتے تھے لے لئے۔

**رومی سپہ سالار کسنا کی کارگزاری:** اس کے بعد عربنوس جنگ فارس پر چلا گیا۔ فارس نے اسے شکست دے کر تمام وہ چیزیں جو اس نے ہیکل سے لی تھیں چھین لیں اور بلاد ارمن دمشق، حلب اور ان کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ کی خبر جس وقت شاہ روم کو ہوئی کسنا نامی سپہ سالار کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ کسنا ارمن کے بلاد مغلوبہ سے



گزر کر قدس شریف کی طرف گیا۔ وہاں یہودیوں اور ہرقانوس اور انطفتر سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی۔ کسنا نے ہرقانوس اور انطفتر کی مدد کی۔ جب ہرقانوس کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو لشکر فارس سے لڑنے کے لئے بڑھا اور ان کو پہلے ہی جنگ میں شکست دے کر روم کا مطیع بنا دیا اور ان بائیس بادشاہوں کو جو روم سے باغی ہو گئے تھے پھر روم کا مطیع اور باجگزار بنایا۔ مگر جب کسنا ان کے ملک سے واپس ہوا تو انہوں نے دوبارہ بد عہدی کی۔

یولیاں قیصر (جولیس سیزر): ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصرہ کا زمانہ شروع ہوا اور یولیاں روم کا حاکم ہوا۔ چونکہ اس کی ماں حالت حمل میں مر گئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا اس وجہ سے اسے لوگوں نے قیصر کا لقب دیا اور قیصر ان کی زبان میں کاٹنے والے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور یولیاں اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ماہ یولیہ میں پیدا ہوا تھا۔ جوان کا پانچواں مہینہ تھا اور یولیہ کا معنی پانچویں کے بھی ہیں اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ روم کی حکومت جمہوری تھی جس میں تین سو بیس ممبر اور ایک شیخ (صدر نشین) کے ذریعہ سے حکومت قائم تھی۔ جب قیصر بڑا ہوا اور شیخ (صدر نشین) نے اس کی شجاعت و مردانگی کو اوروں سے بدرجہا زیادہ دیکھا تو وہ اس کو بھی بدستور قدیم لشکروں کا سپہ سالار کر کے ممالک غیر پر بھیجنے لگا۔ ایک مرتبہ اسے بلاد مغرب کی طرف روانہ کیا اس نے بلاد مغرب کو نہایت سہولت اور مردانگی سے فتح کیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو اس نے اپنے کو بادشاہ کے لقب سے مشہور کیا۔

قیصر کی فتوحات: روم کے ممبروں نے قیصر کو اس خطاب کے لینے سے منع کیا اور یہ وجہ بیان کی کہ شروع زمانہ حکومت سے روم کی حکومت جمہوری ہے۔ اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں ہے اس سے پہلے فمقیوس نے بلاد شرق کو فتح کیا اور یہودیوں کو مطیع کیا تھا لیکن اس نے اس کی خواہش نہیں کی۔ قیصر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور ایک روز موقع پا کر ممبران روم پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر کے تنہا روم کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے مشہور کر کے فمقیوس پر بھی حملہ کر دیا یہ ان دنوں مصر میں تھا۔ قیصر نے اس پر فتح پائی اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مصر سے واپسی کے وقت اس کے اطراف و جوانب میں فمقیوس کے جنگی افسروں کو پھیلا دیکھ کر ان پر بھی حملہ کر دیا اور بلاد ارمن کی طرف ہو کر گزرا۔

شاہ ارمن مترواٹ کی اطاعت: ارمن میں ان دنوں مترواٹ بادشاہ حکومت کر رہا تھا اس نے قیصر کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے حکم سے ارمنیوں کو لے کر ہرقانوس سے لڑنے کو چلا۔ ہرقانوس بادشاہ یہود نے اس کا عسقلان میں مقابلہ کیا۔ ارمنیوں کو شکست ہوئی۔ انطفتر اور یہودیوں کے لشکر نے فتح یابی کے ساتھ مصر پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کی خبر قیصر کو ہوئی تو اس نے انطفتر کو بلا بھیجا۔ انطفتر مترواٹ کے ہمراہ قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ قیصر نے اس کے عذر سن کر اسے عہدہ ہائے جلیلہ دینے کا وعدہ کیا۔

انطقنوس بن ارستبلوس کا خاتمہ: اس سے پہلے انطقنوس بن ارستبلوس نے قیصر سے مل کر ہرقانوس کی شکایتیں کی تھیں اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ہرقانوس نے اس کے باپ کو اس وقت قتل کیا ہے کہ اہل روم نے فمقیوس کو اس کی لڑائی پر روانہ کیا تھا۔ مگر انطقنوس کی شکایت سے کوئی برہمی پیدا نہ ہوئی۔ ایک روز ہرقانوس اور انطفتر نے مل کر انطقنوس کو زہر دے دیا۔ کچھ عرصہ بعد قیصر نے انطفتر کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کر کے فارس کی لڑائی پر بھیج دیا۔

ہرقانوس اور انطفتر کی بحالی: اس لڑائی میں انطفتر مختلف حالتوں میں مختلف مقامات پر طرح طرح کی مصیبتوں میں



گرفتار ہوتا رہا۔ مگر تمام مصائب سے بچتا ہوا جب بلاد فارس سے واپس ہوا تو قیصر نے ہرقانوس اور انطفر کو بیت المقدس کی حکومت پر بحال کر کے واپس کر دیا۔ ہرقانوس ضعیفی کی وجہ سے لڑائیوں کے کام کا نہ رہا۔ اس وجہ سے انطفر امور سلطنت میں پیش پیش ہو گیا اور اپنے ایک لڑکے قیسو کو بیت المقدس کا ناظم اور دوسرے لڑکے ہیرودس کو جبل الخلیل کا عامل مقرر کر دیا اور اسی طرح جب کوئی لڑکا انطفر کے خاندان کا بڑا ہوتا تھا تو اسے شام کے کسی صوبے کی حکومت دے دیتا تھا رفتہ رفتہ ہرقانوس کے تمام مقبوضہ علاقوں میں انطفر کے لڑکے پھیل گئے۔

**خرقیا کا قتل:** انہیں دنوں ایک سرحدی پہاڑی پر خرقیانامی ایک شخص یہودیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے سکونت پذیر تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر ارمن پر حملہ کر کے ان کا مال و متاع کو لوٹ لے جاتا تھا۔ جب اس کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو ناظم بلاد ارمن سفیوس (قیصر کے چچا زاد بھائی) نے ہیرودس والی جبل خلیل سے خرقیا کی شکایت کی۔ ہیرودس نے ایک سریہ خرقیا کی گوشالی کے لئے بھیج دیا۔ اتفاق سے اس شبخون میں خرقیا گرفتار ہو کر قتل کر ڈالا گیا۔ ہیرودس نے سفیوس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے ہیرودس کا شکر یہ ادا کیا اور تحائف بھیجے مگر بیت المقدس کے یہودیوں کو ہیرودس کا یہ فعل شاق گزرا اور وہ لوگ جمع ہو کر ہرقانوس کے پاس آئے اور ہیرودس کے ظلم کی شکایت کی اور اسے قصاص کے لئے مجلس حکام میں طلب کیا۔ چنانچہ اس قضیہ کے فیصلہ کرنے کے لئے ایک مجلس منعقد کی گئی۔ جس میں یہودیوں کے سر شیخ مقدمہ کی سماعت کے لئے جمع کئے گئے۔ ہیرودس مسلح تیور چڑھائے ہوئے آیا۔ ہرقانوس ہیرودس کے چڑھے ہوئے تیور دیکھ کر گھبرا اٹھا اور مقدمہ کی سماعت اور اس فیصلہ ہونے سے قبل ہی مجلس برخواست کر دی۔ یہودی اس سے کشیدہ خاطر ہو گئے اور ہیرودس بلاد ارمن کی طرف چلا گیا۔ سفیوس نے اسے اپنا مدارالمہام بنا لیا۔

**ہرقانوس کا قیصر سے تجدید معاہدہ:** ان واقعات کے بعد ہرقانوس نے قیصر سے تجدید عہد کی درخواست کی۔ قیصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا خلعت مرحمت کیا اور یہ حکم صادر کیا کہ اہل ساحل ما بین صیدا وغزہ اپنا خراج بیت المقدس روانہ کیا کریں اور یہودیوں کو تمام وہ بلاد واپس دے دیئے جائیں جو اس سے پہلے ان کے قبضہ میں فرات اور اطراف لازقیہ تک تھے اور جنہیں بنی حسمنائی نے بزور تیغ دبا لیا تھا وہ بھی انہیں واپس کر دیئے جائیں کیونکہ فمقیوس نے اس معاملہ میں ان پر سخت ظلم کئے تھے۔ یہ عہد نامہ تانبے کے پتروں پر زبان روم اور یونان میں لکھا گیا اور صور صیدا کی شہر پناہ کے دروازوں پر لٹکا دیا گیا اور ہرقانوس کی حکومت از سر نو قائم کر دی گئی۔

**قیصر کا قتل:** ابن کریون کہتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد قیصر بادشاہ روم اور انطفر وزیر ہرقانوس قتل کر ڈالے گئے۔ قیصر کے قتل کا یہ واقعہ پیش آیا کہ کیساوس نامی ایک سپہ سالار ان فمقیوس سے ایک شخص نے بحالت غفلت اس پر حملہ کر کے ایک ہی وار سے اسے قتل کر ڈالا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر لشکر جمع کر کے دریاعبور کیا اور بلاد اشیت کو فتح کرتا ہوا قدس شریف کی طرف گیا۔ اہل قدس سے ستر سونے کے حقے طلب کئے۔ چنانچہ انطفر اور اس کے لڑکوں نے یہود سے لے کر پیش کئے۔ پھر کیساوس بیت المقدس سے واپس ہو کر مقدونیہ کی طرف آیا اور وہیں مقیم رہا۔



**انطفتر کا قتل:** انطفتر کے قتل کا یہ ماجرا گزرا کہ یہود کی خواہش کے مطابق کیساوس واپسی کے وقت اپنا ایک سپہ سالار ملیکا نامی بیت المقدس میں چھوڑ گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے اور انطفتر کو اس سے ناچاتی پیدا ہو گئی۔ ملیکا نے موقع پا کر چند یہودیوں کی سازش سے انطفتر کو زہر دے دیا۔ ہیرودس یہ واقعہ سن کر ہرقانوس کو قتل کرنے بیت المقدس آیا لیکن فیسلو نے اس قصد سے باز رکھا۔

**ملیکا اور کیساوس کا قتل:** اس اثناء میں کیساوس مقدونیہ سے صور کی طرف چلا۔ ہرقانوس اور ہیرودس اس سے ملنے کے لئے گئے۔ اس کے سپہ سالار ملیکا نے شکایت کی اور انطفتر کے قتل کے واقعات بیان کئے۔ کیساوس نے ملیکا کے قتل کا حکم دے دیا۔ ملیکا قتل کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کینانوس برادر زادہ قیصر اور اس کا سپہ سالار انطیوس لشکر لے کر کیساوس سے لڑنے کے لئے نکلے۔ مقدونیہ کے قریب صف آرائی ہوئی کیساوس ناکامی کے ساتھ گرفتار کر کے قتل کر ڈالا گیا اور کینانوس نے اپنے چچا کی جگہ پر متمکن ہو کر اپنے کو اپنے چچا اور عششش قیصر کے نام سے موسوم کیا۔

**ہرقانوس کی اوغششش سے تجدید معاہدہ کی درخواست:** اس فتح یابی کے بعد ہرقانوس بادشاہ یہود نے کینانوس کی خدمت میں کچھ تحائف روانہ کئے۔ جس میں ایک تاج طلائی مرصع تھا اور تجدید عہد کی درخواست کی اور ان قیدیوں کی آزادی کا خواستگار ہوا جو زمانہ کینانوس سے قید تھے اور ان رعایتوں کا طالب ہوا جو اس سے پہلے کینانوس کے چچا قیصر نے یہود کو دے رکھی تھیں اور عشششش قیصر نے ہرقانوس کی درخواستیں منظور کر لیں۔ اس کے بعد انطیاس قیصر کو ہمراہ لئے ہوئے بلاد ارمن دمشق اور حلب کی طرف گیا۔

**کلبطرہ (قلو پطرہ):** کلبطرہ ملکہ مصر نے (یہ ایک ساحرہ عورت تھی) قیصر سے ملاقات کی اور ارمن کی خواستگار ہوئی۔ قیصر نے اسے امن دے کر اسے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اسی مقام پر چند لوگوں نے ہیرودس اور اس کے بھائی فیسلو کی شکایتیں کیں۔ ہرقانوس نے ان کی تردید کی انطیاس قیصر نے شکایت کرنے والوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے اکثر گرفتار ہو کر قتل کر ڈالے گئے۔ ہیرودس اور اس کا بھائی فیسلو اپنے دار الحکومت واپس آیا اور اپنے باپ کے بدلے ہرقانوس کی سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ اس کے بعد انطیاس قیصر نے بلاد فارس پر حملہ کر کے ان کے سرسبز میدانوں کو اپنے فتح مند گھوڑوں سے روندوایا ان کے ملوک کو زہر دیا اور روم تک بزور تیغ فتح کر لیا۔

**انطقنوس کا بیت المقدس پر حملہ:** ابن کریون کہتا ہے کہ انہی واقعات کے اثناء میں انطقنوس یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گیا اور یہ درخواست پیش کی کہ اگر اس کے چچا ہرقانوس کی حکومت چھین کر مجھے دے دی جائے اور ہیرودس اور اس کا بھائی فیسلو قتل کر ڈالے جائیں تو اس کے معاوضہ میں کئی سونے کے حقے اور آٹھ سو لڑکیاں رو سا یہود کی خدمت کے لئے پیش کی جائیں گی۔ بادشاہ فارس انطقنوس کی اس درخواست پر ایک جرار لشکر لے کر روانہ ہوا اور بلاد ارمن کو فتح کر لیا۔ جو سپہ سالار ان روم ملے انہیں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنے سپہ سالار کو اہل قدس کے لشکر کے ساتھ انطقنوس کی ہمراہی میں بیت المقدس میں نماز ادا کرنے اور ہیکل میں نذر و نیاز پہنچانے کے حیلہ سے روانہ کیا۔ وسط شہر میں پہنچ کر ان لوگوں نے شہر کو لوٹا اور لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہیرودس اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر ہرقانوس میں حفاظت کی غرض سے گھس گیا اور فیسلو



قلعہ کو ان کے حملہ سے بچا تا رہا۔ اگرچہ اس لڑائی کی صورت میں انطقتوس کے حق میں نتیجہ خیز دکھائی دیتی تھی لیکن یہودیوں کے تیار ہو جانے سے انطقتوس اور سپہ سالار فارس کو جان کے لالے پڑ گئے۔

ہرقانوس کا انجام: مگر اس موقع پر انطقتوس کا ایک فقرہ چل گیا اور وہ یہ تھا کہ وہ لڑائی سے دست کش ہو کر شاہی محل کے قریب گیا اور ہرقانوس و ہیرودس کو فریب دینا شروع کیا۔ ہرقانوس اور فسیلو تو اس کے فقرے میں آگئے اور اس کے ہمراہ شاہ فارس کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے۔ لیکن ہیرودس نے اس کی ایک بھی نہ سنی برابر لڑتا رہا۔ سپہ سالار فارس اور انطقتوس نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور فسیلو اور ہرقانوس کو لے کر شاہ فارس کی طرف روانہ ہوئے جس وقت بلاد ارمن میں شاہ فارس کے پاس پہنچے۔ ہرقانوس اور فسیلو فوراً قید کر لئے گئے۔ فسیلو تو اسی شب کو مر گیا اور ہرقانوس پابہ زنجیر فارس کی طرف روانہ ہو گیا۔ انطقتوس کو ہرقانوس کی اس بے چارگی پر بھی رحم نہ آیا۔ اثناء راہ میں اس کے کان کٹوا ڈالے تاکہ کہونت کے قابل نہ رہے۔ پھر شاہ فارس نے اپنے دارالحکومت پہنچ کر ہرقانوس کو آزاد کر دیا۔ یہاں تک کہ ہیرودس نے اسے بلا لیا۔ کمایاتی بعد۔

ہیرودس کی قیصر روم سے امداد طلبی: اس کے بعد شاہ فارس نے اپنا ایک سپہ سالار انطقتوس کے ہمراہ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ہیرودس اس حال سے مطلع ہو کر اپنے اہل و عیال کو قلعہ میں اپنے بھائی یوسف کے پاس چھوڑ کر قدس شریف سے جبال شرات کی طرف چلا گیا اور وہاں سے پھرتا ہوا قیصر کے پاس جانے کی غرض سے مصر پہنچا۔ کلپترہ ملکہ مصر نے اس کی بڑی عزت کی اور اسے کشتی پر سوار کرا کے رومہ کی طرف روانہ کیا۔ ہیرودس رومہ پہنچ کر انطیقانوس کے ہمراہ او شطش قیصر کے دربار میں حاضر ہوا۔ شاہ فارس کے حملے اور بیت المقدس کے ناگہانی واقعات سے اسے مطلع کیا۔ او شطش نے اپنے دامان رحمت سے اس کے آنسو پونچھے تاج شاہی پہنایا اور رومہ میں بڑے تحمل و احتشام سے چاروں طرف پھرایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے او شطش قیصر نے اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اس کے بعد او شطش قیصر نے ایک دربار خاص منعقد کیا اور شیوخ رومہ کے روبرو تانے کے پتروں پر شاہی فرمان ہیرودس کی بادشاہت کا لکھوایا۔ ہیرودس کی بادشاہت کا یہی پہلا دن تھا۔

انطیقانوس کی پیش قدمی: اس کے بعد انطیقانوس لشکر لے کر شاہ فارس کی طرف بڑھا۔ انطاکیہ کے قریب پہنچ کر ہیرودس اس سے علیحدہ ہو کر براہ دریا قدس شریف کی طرف انطقتوس سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ انطقتوس اس کی آمد کی خبر سن کر بیت المقدس سے نکل کر جبال شرات کی طرف ہیرودس کے اہل و عیال کو گرفتار کرنے کے لئے بڑھا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ہیرودس نے پہنچ کر انطقتوس سے لڑائی چھیڑ دی۔ یوسف موقع پا کر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور انطقتوس پر دوسری طرف سے حملہ کر دیا۔ انطقتوس اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ مجبور ہو کر لڑائی کے میدان سے پسپا ہو کر قدس شریف کی طرف بھاگا۔ اثناء راہ میں لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔

ہیرودس کا محاصرہ بیت المقدس: ہیرودس نے بیت المقدس پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ انطقتوس نے سپہ سالاران لشکر روم سے سازش کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ کچھ عرصہ بعد انطیقانوس سپہ سالار قیصر کی فارس پر فتح یابی کی خبر آئی اور یہ بھی



معلوم ہوا کہ وہ کامیابی کے ساتھ واپس آ رہا ہے اور فرات عبور کر آیا ہے۔ ہیرودس یہ سن کر اپنے بھائی یوسف کو سیسا پہ سالار روم کے ساتھ بیت المقدس کے حصار پر چھوڑ کر انطیانوس کے استقبال کو روانہ ہوا۔

انطقنوس کی شکست : جس وقت ہیرودس دمشق پہنچا یہ خبر مشہور ہوئی کہ اس کا بھائی یوسف حصار بیت المقدس میں انطقنوس کے سپہ سالار کے ہاتھوں مارا گیا اور سیسا پہ سالار انطیانوس اور لشکر روم پسا ہو کر دمشق آ رہا ہے۔ ہیرودس اس متوحش خبر سن کر لوٹ کھڑا ہوا اور انطقنوس کو پہلی ہی لڑائی میں شکست دے کر میدان جنگ سے بھگا دیا اور بیت المقدس تک اس کا تعاقب کرتا گیا۔

سیسا کا بیت المقدس پر قبضہ : ان سب واقعات میں سیسا بھی ہیرودس کے ہمراہ تھا۔ یہ لوگ ایک مدت تک بیت المقدس کا محاصرہ کئے رہے۔ بالآخر ایک روز چند لشکری شہر پناہ کی دیوار پر کند ڈال کر چڑھ گئے نگہبانوں کو قتل کر کے دروازہ کھول دیا۔ ہیرودس اور سیسا نے شہر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ سیسا نے یہودیوں کے قتل پر ہاتھ بڑھانا چاہا مگر ہیرودس نے اس فعل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ ”اگر تم میری قوم کو قتل کر ڈالو گے تو مجھے کس پر حاکم بناؤ گے“۔ غرض سیسا یہودیوں کے قتل سے باز رہا اور تمام مال غنیمت یہودیوں کو واپس کر دیا۔ ہیرودس نے بیت المقدس میں تقریب کی نیت سے سونے کا ایک تاج رکھ دیا اور بہت سال مال نذر میں دیا۔

بنی حشمنائی کا زوال : کامیابی کے بعد سپہ سالار سیسا، انطقنوس کو قید کر کے انطیانوس کی طرف روانہ ہوا۔ انطیانوس ان دنوں شام سے مصر آ گیا تھا۔ چنانچہ سیسا انطیانوس سے مصر میں ملا۔ اس کے بعد ہی ہیرودس بھی آ گیا اور باجارت انطیانوس انطقنوس کو قتل کر کے مملکت یہود پر مستقل حکمران ہو گیا۔ انطقنوس کے مارے جانے سے بنی حشمنائی کی حکومت ختم ہو گئی۔

والبقاء لله وحده



## باب : ۱۶

### امارت ہیرودس

درحقیقت ہیرودس کی اقبال مندی کا ستارہ اسی وقت سے اوج پذیر ہو چلا تھا جس وقت سے ہرقانوس پر شاہ فارس نے حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اسے اہل فارس گرفتار کر کے لئے گئے تھے اور اس کے کان کاٹ ڈالے تھے۔ اس غرض سے کہ وہ کہونت سے محروم کر دیا جائے۔ چنانچہ یہود نے اسی وجہ سے اسے معزول کر دیا۔ لیکن جس وقت ہیرودس بیت المقدس کا حکمران ہوا ہرقانوس کو فارس بلا کر نہایت تعظیم و تکریم سے عزت کی کرسی پر بٹھایا۔ ہرقانوس کی لڑکی اسکندرہ اسکندر کے عقد میں اور اس کی نواسی مریم نامی ہیرودس کے نکاح میں تھی۔

ہرقانوس کی شاہ عرب سے امداد طلبی: کچھ عرصہ بعد ان دونوں کو ہیرودس کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو گئی جب رفتہ رفتہ یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ ہیرودس ہرقانوس کے قتل کی فکر میں ہے تو اسکندرہ و مریم نے ہرقانوس کو اس سے آگاہ کر کے بادشاہ عرب کے پاس چلے جانے اور اس کے سایہ امن میں جا کر پناہ گزین ہونے کا مشورہ دیا۔ ہرقانوس نے اس رائے سے اتفاق کرنے کے بعد ایک شخص کو خط لکھ کر شاہ عرب کی طرف روانہ کیا۔ اس شخص نے اس عداوت سے کہ ہرقانوس نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ ہرقانوس کے خط کو ہیرودس کے روبرو لے جا کر رکھ دیا۔ ہیرودس نے خط پڑھ کر واپس کر دیا اور یہ کہا کہ تم اس خط کو شاہ عرب کے پاس لے جاؤ اور جو کچھ وہ جواب دے اسے میرے پاس لاؤ اس شخص نے ہیرودس کے حکم کی تعمیل کی۔ شاہ عرب کا جواب اسے لا کر دے دیا۔ شاہ عرب نے خط میں آدمیوں کے روانہ کرنے کا وعدہ کیا تھا اور مقام قیام متعین کر دیا تھا۔

بنی حشمنائی کا آخری تاجدار: ہیرودس نے شاہ عرب کے آدمیوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ سے گرفتار کر لیا اور یہود کے ستر شیوخ کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ہرقانوس کو طلب کیا اور اس کے روبرو اس کا خط اور شاہ عرب کا جواب پڑھا اور دکھلایا۔ ہرقانوس سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا۔ اس پر جرم ثابت ہو گیا جس کی پاداش میں ہیرودس نے ہرقانوس کو اسی وقت مار ڈالا جب کہ وہ اپنی عمر کے اسی مرحلے طے کر چکا تھا اور اس کی حکومت کو چالیس سال گزر چکے تھے۔ یہی ملوک بنی حشمنائی کا آخری بادشاہ تھا۔

اسکندر ابن ارستبلوس: اسکندر ابن ارستبلوس کا ایک لڑکا ارستبلوس نہایت حسین اور خوبصورت اپنی ماں اسکندرہ کی



کفالت میں پرورش پاتا تھا اور اس کی بہن ہیرودس کے عقد میں تھی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکندر کی ماں اور بہن کا ولی مقصود یہ تھا کہ اسکندر اپنے (نانا) ہرقانوس کی جگہ بیت المقدس کا کاہن مقرر کیا جائے۔ لیکن ہیرودس نے کہنت کو بنی شمنائی سے منتقل کرنے کے خیال سے عام کاہنوں میں سے ایک شخص کو کاہن اعظم مقرر کر دیا یہ امر اسکندرہ بنت ہرقانوس اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس کو ناگوار گزرا۔ چونکہ اسکندر یہ اور ملکہ مصر کلطرہ میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے اسکندرہ کلطرہ کے توسط سے اس کے شوہر انطیانوس کی سفارش ہیرودس کے پس لائی۔ ہیرودس نے یہ عذر پیش کیا کہ ”کاہنین معزول نہیں کئے جاتے بفرض تقدیر اگر ہم کاہنوں کو معزول کرنے کا خیال کریں گے تو ہمارے مذہب والے ہماری مخالفت کریں گے۔“ اس کے بعد اسکندرہ نے انطیانوس کے سفیر سے سازش کر لی اور اسے تحائف و ہدایا دے کر اس امر کا اقرار لے لیا کہ ”وہ انطیانوس کو ہیرودس کے خلاف برا بیچتے کرے گا اور ارستبلوس کو اپنے پاس طلب کر لے گا۔“

**کاہن اعظم اسکندر بن ارستبلوس:** چنانچہ جب انطیانوس کا سفیر بیت المقدس سے واپس آیا تو اس نے انطیانوس کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور اسے ارستبلوس کے حسن و جمال کا ایسا گرویدہ کر دیا کہ اس نے ہیرودس سے ارستبلوس کو طلب کیا اور نہ بھیجنے کی صورت میں ہیرودس کو اپنی ناراضی کی دھمکی دی۔ ہیرودس اس سے پہلے یہ انتظام کر چکا تھا کہ کاہن اول کو معزول کر کے ارستبلوس کو کاہن اعظم بنایا تھا اس وجہ سے پہلے یہ معذرت پیش کی کہ کاہن بیت المقدس چھوڑ کر سفر نہیں کر سکتا اور اگر میں اس امر پر راضی بھی ہو جاؤں گا تو یہود اس کی سخت مخالفت کریں گے اس کے بعد انطیانوس کو ارستبلوس کا خیال جاتا رہا پھر اس نے کوئی تحریک نہ کی۔

**اسکندرہ کی گرفتاری و رہائی:** ان واقعات سے ہیرودس درپردہ اسکندرہ بنت ہرقانوس کی نگرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اسکندرہ کا ایک خط ہیرودس کے ہاتھ آ گیا جو اس نے ملکہ کلطرہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ”آپ دو کشتیاں چند آدمیوں کے ہمراہ ساحل یا فا پر بھیج دیجئے میں اپنی لڑکی کے ہمراہ دو تابوتوں میں بہ شکل میت نکل آؤں گی۔“ ہیرودس یہ خط پا کر قبرستان میں ان تابوتوں کا منتظر رہا۔ جب وہ تابوت اس کی طرف ہو کر گزرے۔ اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور پھر اسے معاف کر دیا۔

**ارستبلوس کا خاتمہ:** اس کے بعد اسے یہ معلوم ہوا کہ ارستبلوس نے عید مظال میں مذبح میں جا کر لباس قدس پہنا تھا اس سے عام لوگوں کا میل جول اس کی طرف زیادہ ہوا۔ ہیرودس کو اس سے کشیدگی پیدا ہو گئی درپردہ وہ ارستبلوس کے قتل کی فکر کرنے لگا۔ جب ہیرودس ماہ نیساں میں اریحا گیا تو اپنے ہمراہیوں اور مصاحبوں کو وہیں طلب کیا اور ان میں ارستبلوس بھی تھا۔ ارستبلوس کو اس وقت تک شاید یہ خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ہیرودس میرے قتل کی فکر میں ہے ورنہ وہ نہ ہیرودس کے ساتھ دریا میں نہانے کو اترتا اور نہ اسے ہیرودس کے غلام دریا میں ڈبو دیتے۔ ہیرودس بظاہر ارستبلوس کے غرق ہو کر مرنے سے سخت رنجیدہ ہوا۔ بڑے تجسس سے لاش نکلائی معقول طور سے تجھیز و تکفین کی غرض سے ارستبلوس کی موت اس صورت سے سترہ برس کی عمر میں واقع ہوئی اور اسی وقت سے اسکندرہ اور اس کی لڑکی مریم زوجہ ہیرودس اور ہیرودس کی ماں بہنوں



میں ناچاتی پیدا ہوگئی۔ باہم شکوہ و شکایت کے دروازے کھل گئے۔

انطیا نوس اور اشطش میں کشیدگی: ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد انطیا نوس نے اشطش قیصر سے بد عہدی کی۔ اس وجہ سے کہ انطیا نوس نے کلبطرہ سے عقد کر کے مصر پر قبضہ کر لیا اور چونکہ یہ عورت ساحرہ تھی اس نے بزور سحر انطیا نوس کو ان بادشاہوں کے قتل و قید اور ان کے ملک لینے پر آمادہ کیا۔ جو روم کے مطیع اور باج گزار تھے ان میں ہیرودس بھی تھا لیکن انطیا نوس ہیرودس کے خلاف اشطش قیصر کے خوف سے کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اشطش قیصر ہیرودس کی بے حد عزت کرتا تھا۔

ہیرودس کے خلاف سازش: کچھ عرصہ بعد انطیا نوس نے ہیرودس کو اشطش قیصر کے خلاف ابھار کر عہد شکنی پر آمادہ کر دیا اور اسے طلب کر کے عرب سے لڑنے کو بھیج دیا اور اس کے ہمراہ امتیادن سپہ سالار قلوپطرہ کو روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کر دی کہ میدان جنگ سے جس وقت تیزی کے ساتھ ہو رہی ہو۔ ہیرودس کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ آنا تاکہ ہیرودس کو اس کے مخالفین مار ڈالیں اور اگر یہ بھی بھاگ کھڑا ہوگا تو اس پر شکست کا الزام قائم کر کے تخت حکومت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ چنانچہ امتیادن سپہ سالار نے ایسا ہی کیا مگر ہیرودس نے ایک سخت اور خون ریز لڑائی کے بعد کامیاب ہو کر بیت المقدس کی طرف واپس ہوا۔ اس کامیابی سے اطراف و جوانب کے سرحدی بادشاہوں نے مصالحت کر لی مگر عرب نے اطاعت قبول نہ کی۔ کچھ عرصہ بعد ہیرودس پھر عرب سے لڑنے کے لئے گیا اور ان پر برائے نام خراج مقرر کر کے واپس آیا۔

انطیا نوس کا قتل: انطیا نوس نے جن دنوں میں ہیرودس کو عرب سے لڑنے کے لئے روانہ کیا تھا انہیں دنوں خود رومہ کی جانب چلا گیا تھا اور قیصر سے لڑائی چھیڑ دی تھی۔ بالآخر پچھلی لڑائی میں اشطش قیصر نے انطیا نوس کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا۔

ہیرودس کی قیصر سے معذرت خواہی: ہیرودس کو اس کی پیش قدمی سے سخت اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ یہ انطیا نوس کا مطیع تھا مگر اس کے باوجود اشطش قیصر کی ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے پہلے اپنی ماں اور بہن کو قلعہ شرات میں اپنے بھائی کے پاس اور اپنی بی بی مریم اور اس کی ماں اسکندرہ کو قلعہ اسکندرونہ میں اپنے بہنوئی یوسف کے پاس بھیج دیا اور اہل صور میں سے ایک شخص کو جس کا نام سوما تھا اپنی بیوی کے ہمراہ کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ اگر قیصر مجھے قتل کر ڈالے تو تم میری بیوی اور ساس کو قتل کرنے میں تاخیر نہ کرنا اس کے بعد کچھ تحائف اور ہدایا لے کر قیصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اشطش اس سے انطیا نوس کا ساتھ دینے کی وجہ سے کشیدہ خاطر تھا چنانچہ جب یہ قیصری دربار میں حاضر ہوا تو قیصر اسے تیز نگاہوں سے دیکھ کر طیش میں آ گیا اور لپک کر اس کے سر سے تاج اتار لیا مگر ہیرودس نے کہا اے قیصر میں انطیا نوس کا مطیع و محبت آپ کی عداوت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ عرب کی لڑائی کی وجہ سے میں نے اس سے مراسم پیدا کر لئے تھے۔ اگر آپ میرا تاج اتار لیں گے تو کوئی شخص مجھے سرفراز نہیں کر سکتا اگر مجھے بحال رکھیں گے تو میں مشکور ہوں گا۔

کلبطرہ (قلو پطرہ) کا قتل: قیصر اس تقریر سے خوش ہو گیا اور اسے نہایت عزت سے مہم مصر پر اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر



کر کے روانہ کیا اور جب ہیرودس نے مصر پر قبضہ حاصل کر کے کلبطرہ کو قتل کر ڈالا تو قیصر نے ہیرودس کو وہ تمام ممالک دے دیئے جو انطیا نوس کے قبضہ میں تھے ان واقعات کے بعد ہیرودس اپنے دارالسلطنت بیت المقدس کی طرف واپس آیا اور قیصر رومہ کی جانب چلا گیا۔

سوما صوری اور یوسف کی سازش کا انکشاف: ابن کریون کا بیان ہے کہ ہیرودس کے بیت المقدس میں آنے کے بعد اس کے متعلقین قلعہ اسکندونہ سے اپنے بہنوئی یوسف اور صوما صوری کے ہمراہ بیت المقدس آئے چونکہ انہوں نے ہیرودس کا راز اور ہرقانوس اور استبلوس کے واقعات قتل ہیرودس کی بیوی اور ساس سے کہہ دیئے تھے۔ اس وجہ سے وہ دونوں صوما صوری کے بے حد ممنون اور اس سے مانوس ہو رہے تھے۔ پھر ہیرودس کی بہن نے اس کی بیوی مریم کو صوما صوری کے ساتھ متہم کیا لیکن ہیرودس کو اس امر کا یقین نہ ہوا کیونکہ اولاً ان دونوں میں پہلے سے جھگڑا چلا آ رہا تھا اور ثانیاً ہیرودس کو اپنی بیوی کی پاک دامنی پر پورا پورا بھروسہ تھا۔

یوسف اور صوما صوری کا قتل: کچھ عرصہ بعد ہیرودس کو صوما صوری اور اس کے بہنوئی کی سازش سے آگاہی ہوئی تو اس کا وہ شبہ قوی ہو گیا جو اس کی بیوی کی طرف سے اس کی بہن نے پیدا کرنا چاہا تھا مگر تاہم تامل اور غور سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ بعض عورتوں نے اس کی بہن کے اشارے سے یہ بیان کیا کہ ”مریم تیرے کھانے میں سوما اور یوسف کی سازش سے زہر ملانا چاہتی ہے“۔ ہیرودس نے اس کی خفیہ تحقیقات کی اور اس واقعہ کو صحیح پا کر اپنے بہنوئی یوسف اور صوما صوری کو اسی دن قتل کر ڈالا۔

مریم اور اسکندرہ کا خاتمہ: اپنی بیوی کو پہلے تو چھوڑ دیا مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر اسے بھی مار ڈالا اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اس کے بعد اسی قسم کی افواہی خبریں اس کی ساس اسکندرہ کی نسبت بھی سنی گئیں اس نے اسے بھی قید حیات سے آزاد کر کے دوسرے عالم میں پہنچا دیا اور اروم میں اپنے بہنوئی کی جگہ ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا گیا جس کا نام کرسوس تھا اور اسی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دیا۔

کرسوس کا قتل: کرسوس اروم پہنچ کر دین موسوی سے منحرف ہو گیا اور اس طریقہ کو ترک کر دیا جس کی تعلیم اسے ہرقانوس نے کی تھی اور اہل روم کو بت پرستی کی طرف مائل کر دیا اور ہیرودس کی بہن کو طلاق دے دی۔ ہیرودس کی بہن اپنے بھائی کے پاس چلی آئی اور ان تمام واقعات سے اسے مطلع کیا اور یہ بھی ظاہر کیا کہ کرسوس کے پاس بنی شمنائی کے وہ لوگ جمع ہو رہے ہیں جو بارہ برس سے سلطنت و حکومت کی خواہش کر رہے ہیں۔ ہیرودس یہ سن کر سخت برہم ہوا اور اسی وقت اروم کی طرف بڑھا اور وہاں پہنچ کر کرسوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بنی شمنائی کے سازشیوں کا قتل: بنی شمنائی کے ان لوگوں کو سردار بار طلب کر کے ان کے لئے سزائے موت تجویز کی جو کرسوس کے پاس ملک و سلطنت کی طمع میں جمع ہو رہے تھے ان کے علاوہ یہودیوں کے اور بھی چند نامی سرداروں اور رئیسوں کو قتل کیا جو اس کے خلاف کرسوس سے سازش رکھتے تھے اس واقعہ کے بعد ہیرودس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور لوگوں پر اس کا



رعب چھا گیا۔

ہیرودس کے خلاف عوام میں ناراضگی: اس کے بعد اس میں بھی بے دینی آگئی و صایا تو ریت پرستی سے عمل کرنے لگا۔ بیت المقدس کی شہر پناہ درست کرائی اور ایک مکان بنا کر اس میں مختلف قسم کے صحرائی جانور چھوڑ دیئے کبھی کبھی ان جانوروں سے لڑنے کے لئے آدمی چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ عوام الناس کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ اہل دولت نے اس کے قتل کی فکر کی لیکن ناکام رہے۔ ہیرودس چونکہ لوگوں کے حالات معلوم کرتا اور ان کا نگران رہتا تھا اس وجہ سے اس کی ہیبت عوام الناس کی نظروں میں دو چند بڑھ گئی۔ اس کے عہد حکومت میں یہود میں سے ربانیوں کا بہت بڑا دور دورہ تھا اور گروہ عباد معروف بہ حید کو بھی اس کے کاموں میں دخل تھا اور ان کی مناجیم نامی پیشوائی کر رہا تھا۔ جس نے اس کے لڑکپن میں ہی حکومت و سلطنت کی پیش گوئی کی تھی اور اس کی قوم کے حق میں دعا کی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بیت المقدس میں قحط: اتفاق وقت سے جب ہیرودس کے زمانہ حکومت میں قحط پیدا ہوا اور خلق اللہ گرائی و غلہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے بھوکوں مرنے لگی تو اس نے غلے کے ذخیرہ کھول دیئے اور تمام اطراف و جوانب میں غلہ پھیلا دیا قیصر نے بھی قحط کا حال سن کر مصر اور روم کے اطراف سے بیت المقدس کی طرف غلہ بھیجنے کی منادی کرادی اور براہ دریا کشتیاں غلے بھری ہوئیں بیت المقدس بھیجنے لگا۔ ہیرودس کو اس سے بہت تقویت مل گئی اور اس نے قحط کا نہایت معقول انتظام اور بندوبست کیا۔ بوڑھے، یتیم بچے، بیوہ عورتوں، مساکین، فقراء، محتاجین کے لئے روزانہ غلہ پہنچاتا رہا۔ اپنی قوم کے علاوہ دوسرے مذہب کے پچاس ہزار آدمیوں کو یومیہ کھانا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ قحط بالکل ختم ہو گیا اور تمام عالم میں اس کا ذکر نیک نامی سے ہونے لگا۔

بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر: ابن کریون کہتا ہے کہ جب اس کی حکومت مستقل ہو گئی اور اس کے غلبہ کو لوگوں نے تسلیم کر لیا تو اس نے بیت المقدس کو اس ہیئت و شکل پر بنانے کا ارادہ کیا جس صورت پر سلیمان ابن داؤد نے بنوایا تھا۔ کیونکہ جس وقت یہود کورش کی اجازت سے بیت المقدس واپس آئے تھے تو بیت المقدس بنانے کے لئے ایک مقدار معین کر دی گئی تھی جو کہ سلیمان علیہ السلام کی حدود تک نہ پہنچی تھی۔ ہیرودس نے تعمیر کرانے سے پہلے آلات و اسباب اور صنایعین کو چھ برس کی مدت میں جمع کیا اور ایک ہزار کاہنوں کو قدس شریف کے گرد بٹھا دیا تاکہ کوئی اس میں نہ آنے پائے۔ اس کے بعد اس نے بیت المقدس کو منہدم کرا کے جناب سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کے مطابق آٹھ برس کے عرصہ میں از سر نو بنوایا اور بعض مقامات پر جیسا کہ اس کے دل نے چاہا کسی قدر اضافہ بھی کیا۔ جب بیت المقدس بن کر تیار ہو گیا تو اس نے قربانیاں کیں اور مدتوں فقراء و مساکین کو کھانے کھلواتا رہا۔ یہ زمانہ اس کی حکومت کے بہترین زمانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اسکندر اور استبلوس کی ہیرودس سے ناراضگی: ابن کریون کہتا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہیرودس کو اس کی اولاد کے قتل میں مبتلا کیا اس طرح پر کہ مریم بنت اسکندرہ کے بطن سے اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام اسکندر اور دوسرے کا استبلوس تھا۔ یہ دونوں بھائی اپنی ماں کے قتل کے وقت رومہ میں رومی زبان سیکھ رہے تھے۔ جب یہ دونوں رومہ



سے واپس آئے اور اپنی ماں کے مارے جانے کا حال سنا تو انہیں اپنے باپ ہیرودس سے کینہ پیدا ہو گیا۔ ہیرودس کا لڑکا ایک اور بھی تھا جو اپنے دادا انطفر کے نام سے موسوم تھا اس کو اس کی ماں اریس نے مریم کی وجہ سے ایک دوسرے شہر میں ٹھہرا رکھا تھا۔ جب مریم قتل کر دی گئی اور اریس ہیرودس کی آنکھوں میں زیادہ عزیز ہوئی تو اس کا لڑکا انطفر قدس شریف آیا۔ ہیرودس نے اسے اپنا ولی عہد بنا لیا۔ اس نے مصلحتاً اپنے دونوں بھائی سے آمد و رفت اور مراسم برابر جاری رکھے اس خیال سے کہ یہ دونوں اپنے باپ کے قتل کرنے کی فکر میں تھے۔

اسکندر اور ہیرودس میں مصالحت: کچھ عرصہ بعد ہیرودس ان دونوں سے ناراض ہو کر اوٹش قیصر کی طرف چلا اور اس کے ہمراہ اس کا لڑکا اسکندر بھی تھا۔ دونوں نے اوٹش قیصر سے ایک دوسرے کی شکایت کی مگر اس نے باہم صلح کرادی۔ اس وجہ سے ہیرودس بیت المقدس واپس آیا اور اسے اپنے تینوں لڑکوں پر تقسیم کر دیا اور ان کو عام آدمیوں کی وصیت کی اور ان سے میل جول نہ رکھنے کا عہد لیا اس خوف سے کہ ان کے باہمی میل و جول سے کوئی بات نہ پیدا ہو۔

انطفر کی ریشہ دوانی: انطفر اس کے باوجود بظاہر اپنے دونوں بھائیوں سے ملتا رہا اور درپردہ ان کے مخالف کارروائی کرتا رہا۔ اس معاملہ میں اس کا چچا قدودا اور اس کی پھوپھی سلومنت بھی شریک تھی اور اس کے باپ سے اس کے دونوں بھائیوں کی اس قدر شکایت کی کہ اس نے انہیں آزاد کر دیا۔

قدودا اور سلومنت کی سازش کا انکشاف: جب اس خبر کی اطلاع ارسلوش بادشاہ کفتور کو پہنچی جس کی لڑکی اسکندر کے عقد میں تھی تو وہ ہیرودس کے پاس آیا اور اس کو اس کے بھائی قدودا اور بہن سلومنت کی سازش سے مطلع کیا۔ ہیرودس پر جب یہ واقعات ظاہر ہوئے تو وہ اپنے بھائی سے ناراض اور اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور استبلوس سے راضی ہو گیا اور سلاوش کا شکر یہ ادا کیا اس کے بعد ارسلوش اپنے شہر کو واپس آیا۔

اسکندر اور استبلوس کا قتل: لیکن انطفر اپنی کوششوں اور درپردہ ان کی مخالفت میں مصروف رہا اور برابر اپنے باپ کو ان کی طرف سے برا بیچتے کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہیرودس نے دوبارہ اسکندر اور استبلوس سے ناراض ہو کر انہیں قید کر دیا۔ انطفر اپنے ہمراہ روپیہ لے گیا۔ اراکین دولت کو انطفر کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ انطفر نے ان کی بھی شکایت اپنے باپ ہیرودس سے کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ ان بعض اراکین دولت نے اسکندر کی سازش کے ذریعہ حجام سے تیری موت کی فکر کی ہے اور اس کے عوض اسے بہت سامال و اسباب دینے کے لئے کہا ہے۔ ہیرودس نے اراکین دولت کو اور ان کے خاندان والوں اور حجام کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اپنے دونوں لڑکوں اسکندر اور استبلوس کو قید کر کے مصطبہ پر پھانسی دے دی۔

اسکندر اور استبلوس کی اولاد سے حسن سلوک: اسکندر کے دو لڑکے ارسلوش کے بطن سے تھے ایک کا نام کوجان اور دوسرے کا نام اسکندر تھا اور استبلوس کے تین لڑکے اعرباس، ہیرودس، استر دیوس تھے۔ ہیرودس اپنے لڑکوں کے قتل کے بعد بہت پشیمان ہوا اور ان کی اولاد پر حد سے زیادہ مہربان ہوا۔ کوجان بن اسکندر کا عقد اپنے بھائی قدودا کی لڑکی سے ارستبلوس کی لڑکی کا عقد انطفر کے لڑکے سے کر دیا اور اپنے بھائی قدودا اور لڑکے انطفر کو ان کی کفالت اور ان کے ساتھ



باسلوک پیش آنے کا تاکید حکم دیا۔ لیکن ان دونوں کو ہیرودس کا یہ حکم ناگوار گزرا۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی پابندی نہ کی اور موقع پا کر ہیرودس کو قتل کر ڈالنے کا باہم عہد و پیمانہ کر لیا۔

قدودا کی اسیری و خاتمہ: کچھ عرصہ بعد ہیرودس نے انطفتر کو اوشطش قیصر کے پاس کسی ضرورت سے بھیج دیا۔ اس کے چلے جانے پر قدودا کی سازش و ارادے سے آگاہی ہو گئی اس نے قدودا کو اس کے مکان میں قید کر دیا قدودا قید میں بیمار ہو کر مر گیا۔

انطفتر کی سازش کا انکشاف: ہیرودس کو اس کے مرنے پر یہ معلوم ہوا کہ انطفتر اور قدودا نے اریس، انطفتر کی ماں کے روبرو باہم عہد و پیمانہ کیا تھا اور انطفتر کے خزانچی کے ذریعہ سے اس کے قتل کی فکر کی تھی۔ ہیرودس نے خزانچی کو طلب کر کے استفسار کیا خزانچی نے تمام حال کہہ دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ تیرے قتل کے لئے مصر سے زہر منگوایا گیا تھا اور وہ اس وقت تک قدودا کی بیوی کے پاس موجود ہے۔ قدودا کی بیوی بھی شہادت کی غرض سے بلائی گئی اس نے بھی اس امر کا اقرار کیا اور یہ کہا کہ قدودا نے انتقال کے وقت اسے ضائع کرنے کی ہدایت کی تھی میں نے تمام زہر ضائع کر دیا ہے۔ البتہ اس میں سے کسی قدر باقی ہے۔ ہیرودس نے اس سے وہ زہر لے لیا اور انطفتر کو دو بارہ قیصر سے طلب کیا اثناء راہ میں انطفتر نے بھاگنا چاہا۔ مگر ہیرودس کے ملازمین نے اسے بھاگنے نہ دیا۔

انطفتر کا قتل: انطفتر جس وقت بیت المقدس پہنچا۔ ہیرودس نے ایک مجمع عام میں اسے بلایا اس جلسہ میں اوشطش کا سفیر اور اس کا کاتب نیقانوس بھی موجود تھا یہ انطفتر کی نسبت ہیرودس کے ان دو لڑکوں سے زیادہ محبت رکھتے تھے۔ جو اس سے پہلے قتل ہو چکے تھے انطفتر پر ہیرودس کے قتل کی سازش کا الزام قائم کیا گیا اور شہادت دلائل سے وہ الزام پایہ تصدیق و ثبوت کو پہنچایا گیا اور بقیہ زہر کا بعض جانوروں کو کھلا کر تجربہ کیا چنانچہ اس جرم میں انطفتر کو قید کر دیا گیا۔ ہیرودس بیمار ہوا اور اپنے کو قریب المرگ سمجھ کر اپنے کئے پر پشیمان اور نادام ہوا اور خود کشی پر آمادہ ہوا۔ مگر اس کے ہم نشینوں اور بیوی نے اس فعل سے باز رکھا اس واقعہ سے محل سرائے شاہی سے ایک ایسا شور برپا ہوا جس کی آواز انطفتر کے کانوں تک پہنچی۔ انطفتر قید خانہ سے نکلنا چاہتا تھا مگر مخالفین نے اسے نکلنے نہ دیا اور اس کی اطلاع ہیرودس کو کر دی ہیرودس نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ اس کے قتل کے پانچویں روز ستر برس کی عمر میں پینتیس سال حکومت کر کے خود بھی مر گیا انتقال کے وقت اپنے لڑکے ارکلاوش کو اپنا ولی عہد کر گیا۔

ارکلاوش کی جانشینی: ہیرودس کے مرنے کے بعد اس کا کاتب نیقانوس باہر آیا اور مجمع عام میں وہ عہد نامہ پڑا جو ہیرودس نے ارکلاوش کی ولی عہدی کے بارے میں لکھا تھا اور ان لوگوں کو ہیرودس کی انگٹھی دکھائی۔ لوگوں نے ارکلاوش کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر ہیرودس کا جنازہ بڑی دھوم سے اٹھایا گیا اور نہایت اہتمام سے دفن کر دیا گیا۔

ارکلاوش کی روم میں طلبی و مراجعت: ارکلاوش نے تخت پر بیٹھتے ہی قیدیوں کو آزاد کر دیا جس سے اس کی حکومت مستقل ہو گئی۔ عوام الناس ہیرودس پر طبع و تشنیع کرنے لگے کچھ عرصہ بعد جب ارکلاوش انہیں قتل و تباہ کرنے لگا تو انہوں نے اس کی بھی مخالفت شروع کی قیصر کے پاس اس کی شکایت لے کر گئے۔ قیصر نے ارکلاوش اور اس کے کاتب نیقانوس کو طلب کر



کے ان کی شکایتیں پیش کیں اس نے ان کے دعوے مسترد کر دیئے۔ رؤساروم نے ارکلاوش کے بحال رکھنے کی رائے دی اس وجہ سے قیصر نے اسے حکومت پر بحال رکھا اور قدس شریف واپس کر دیا۔

ارکلاوش کی معزولی و اسیری: ارکلاوش واپسی کے بعد یہودیوں پر بہت سختی سے پیش آنے لگا اور اپنے بھائی اسکندر کی بی بی سے عقد کر لیا حالانکہ اس کے بطن سے اس کی اولاد تھی۔ اسکندر کی بی بی عقد کرتے ہی مر گئی اور یہودیوں نے اس کی شکایت قیصر تک پہنچا دی قیصر نے اپنا ایک سپہ سالار روم سے بیت المقدس روانہ کیا۔ اس سپہ سالار نے قیصر کے حکم کے مطابق ارکلاوش کو اس کی حکومت کے ساتویں برس قید کر کے روم بھیج دیا۔

انطیفیس کے خلاف علماء یہود کا احتجاج: یہودیوں پر اس کے بھائی انطیفیس کو حاکم بنایا۔ یہ ارکلاوش سے زیادہ بد خصلت اور شریر تھا اس نے بھی اپنے بھائی فیلقوس کی بی بی سے عقد کر لیا۔ حالانکہ اس کے دولڑکے اس کے بطن سے تھے۔ علماء یہود اور کاہنوں نے اس کی مخالفت کی جن میں یوحنا (یحییٰ) بن زکریا علیہ السلام بھی تھے۔ جن کو اس نے ایک گروہ کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ یہی نصرانیوں کے یہاں معتمد کہلاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بزعم نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اصطباغ (تپسمہ) دیا تھا۔

طبریانوس کا یہودیوں پر ظلم و تشدد: اس کے زمانہ حکومت میں اوٹطش قیصر کا انتقال ہوا اس کی جگہ طبریانوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ یہ نہایت بد مزاج، کمینہ خصلت تھا اس نے اپنے سپہ سالار بعبلاس کو سونے کا ایک بت دے کر قدس شریف بھیجا تاکہ یہود اس کی پرستش کریں۔ یہودیوں نے اس بت کی پرستش سے انکار کیا اس پر بعبلاس نے ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ یہودی جمع ہو کر اس کے مقابلے پر آئے اور اسے مار بھگا گیا۔

انطیفیس کی جلا وطنی: طبریانوس نے ایک ہزار لشکر دوسرے سپہ سالار کے ساتھ روانہ کیا انطیفیس کو گرفتار کر کے طبریانوس کے پاس بھیج دیا اور اس نے انطیفیس کو اندلس کی طرف جلا وطن کر دیا اور وہاں جا کر مر گیا۔ اس کے بعد یہودیوں پر اعریاس بن ارستبلوس مقتول حکومت کرنے لگا۔

بیت المقدس میں قربان گاہ اور بت خانہ کی تعمیر: اسی کے زمانہ حکومت میں طبریانوس قیصر مر گیا اور نبروش حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔ یہ ان سب سے زیادہ شریر تھا جو اس سے پیشتر گزر چکے تھے اس نے ایک مذبح (قربان گاہ) اور بت خانہ بنوایا۔ یہودیوں کے علاوہ باقی سب نے اس کے مذبح اور بت خانہ کی پرستش کی۔ نبروش نے یہود کو زیروز بر کرنے کے لئے افیلو حکیم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ اس نے یہود کو تنگ اور بے حد مجبور کیا۔ اسی اثناء میں اس کی بد افعالی اور بد کرداری سے اہل دولت نے دفعتاً نبروش پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس کی لاش کو جنگل میں سر راہ پھینک دیا جسے جنگلی کتوں نے کھا لیا۔

قربان گاہ اور بت خانہ کا انہدام: نبروش کے بعد قلد یوش قیصر رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا اس نے افیلو حکیم اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ بیت المقدس گئے تھے واپس بلا لیا اور نبروش کے بنائے ہوئے مذبح کو منہدم کر دیا اور اعریاس



اپنی حکومت کے تیسویں سال مر گیا۔  
بلاد یہود اور ارمن میں طوائف المملوکی: اس کے بعد اس کا لڑکا اغریاس یہود پر بیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں بلاد یہود اور ارمن میں طرح طرح کے فتنے و فسادات برپا ہوتے رہے۔ رہزنی سرقہ علانیہ ہونے لگا۔ وہاں دن دہاڑے شہر میں چلنے والے لوٹ لئے جانے لگے ایک دوسرے کو ذرا ذرا سی باتوں پر قتل کر ڈالتے تھے۔ شہر کے اکثر باشندے اس خوف سے شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ انہیں دنوں میں قلد یوس مر گیا اور اس کی جگہ فیلقوس حکومت کرنے لگا۔ فتنہ پردازوں نے ان یہودیوں کی جو قدس شریف سے نکل آئے تھے۔ شکایت کی کہ یہ رومیوں کی مذمت اور برائی کرتے ہیں اس نے ان آوارہ وطنوں کے قتل و غارت کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جس نے ان کو نہایت ذلیل و خوار کیا اس زمانہ میں ان کا سب سے بڑا کاہن حنائی تھا۔ جس کا نام عازار تھا یہ بھی ان ہی لوگوں میں شامل تھا۔ جو قدس شریف سے نکل آئے تھے اشرار کا ایک گروہ اس سے سازش کر کے بلاد یہود اور ارمن پر شب خون مارنے لگا اور ان کو لوٹ لیتا اور گرفتار کر کے قتل کرنا شروع کیا۔

فیلقوس کے سپہ سالار کا بیت المقدس سے اخراج: ارمن نے اس کی شکایت فیلقوس قیصر سے کی۔ فیلقوس نے ایک سپہ سالار کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اس نے بجائے ان کے بیت المقدس پہنچ کر یہودیوں پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کو بیت المقدس سے نکال دیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مار ڈالا۔  
فیلقوس کے سپہ سالار کی اغریاس سے ملاقات: فیلقوس کا سپہ سالار بھاگ کر مصر پہنچا اور یہاں اس نے اغریاس بادشاہ یہود سے ملاقات کی جب کہ وہ رومہ سے واپس آ رہا تھا۔ فیلقوس کے سپہ سالار نے اس سے یہودیوں کی شکایت کی اور جب یہ بیت المقدس پہنچا تو یہودیوں نے فیلقوس کے سپہ سالار کے ظلم و جور کی شکایت کی اور اس کی مخالفت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اغریاس نے انہیں نرمی کے ساتھ اس فعل سے باز رکھنا چاہا یہاں تک کہ اس کی خبر قیصر کے کانوں تک پہنچی۔ پھر عازار عنائی نے موقع مناسب دیکھ کر ان رومیوں پر حملہ کر دیا جو اغریاس کے ہمراہ آئے تھے اور ان کو چین چین کر ان کے سپہ سالاروں کے ساتھ مار ڈالا۔

دمشق و قیساریہ کے یہودیوں کا قتل عام: یہ امر یہود کے سرکردہ لوگوں کو ناگوار گزرا۔ اس وجہ سے وہ سب کے سب جمع ہو کر عازار کی لڑائی کے خیال سے اغریاس کے پاس آئے یہ ان دنوں قدس شریف کے باہر پڑا ہوا تھا۔ اس نے ان سے تین ہزار جنگ آور سپاہی لڑائی کرنے کے لئے بھیجے۔ عازار اور یہودیوں سے لڑائی چھڑ گئی۔ عازار نے ان کو شکست دے کر شہر سے باہر نکال دیا اور شاہی محل کو ویران کر کے اس کا سامان و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا۔ اغریاس اور کاہنین اور علماء اور شیوخ یہود قدس شریف کے باہر پڑے رہ گئے اور جب انہیں یہ خبر پہنچی کہ ارمن نے دمشق اور اس کے اطراف اور قیساریہ میں یہود کو چین چین کر قتل کیا ہے تو یہ ان کے بلاد کی طرف بڑھے اور اطراف دمشق میں جو ارمنی ہاتھ آئے انہیں قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اغریاس قیصر کے پاس گیا اور اس کو اس واقعہ سے مطلع کیا اس نے اپنے اس سپہ سالار کو ارمن کی طرف جانے کو لکھا جو فارس سے لڑائی کرنے گیا تھا۔



رومی سپہ سالار اور عازار کی جنگ: چنانچہ سپہ سالار روم فارس پر فتح یابی حاصل کرنے کے بعد ارمن کے بلاد کی طرف بڑھا۔ اس اثنا میں دوسرا فرمان اس مضمون کا صادر ہوا کہ ارمن سے اعراض کر کے اغریاس کے ہمراہ قدس شریف کی جانب روانہ ہوا جن شہروں پر ہو کر گزرا ان کو ویران کرتا گیا یہاں تک کہ وہ عازار سے بھڑ گیا۔ عازار کو پہلی لڑائی میں ناکامی ہوئی اس وجہ سے وہ شکست اٹھا کر قدس شریف چلا آیا اور سپہ سالار روم اور کیستا والی قیساریہ بیت المقدس کے باہر ٹھہرے رہے پھر عازار نے یہودیوں کو جمع کر کے ان پر حملہ کیا۔ کیستا اور اغریاس لڑائی کے میدان سے ایسے بھاگے کہ انہوں نے قیصر کے پاس پہنچ کر دم لیا۔

قیصر کا بلاد یہود کی تاراجی کا حکم: اتفاق سے اسی وقت اس کا سپہ سالار اعظم اسبنا نوس نامی بلاد مغرب سے اندلس فتح کر کے آیا تھا۔ قیصر نے اسے بلاد یہود پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور اسے یہودیوں کو نیست نابود کرنے اور ان کے قلعوں کو مسمار اور ویران کرنے کا تاکید حکم دیا۔ اسبنا نوس اور اس کا لڑکا طیطوش اور اغریاس بادشاہ یہود رومہ سے روانہ ہوئے اور انطاکیہ پہنچ کر اپنے لشکر کی ترتیب میں مصروف ہو گئے۔

یہودیوں کی دفاعی تیاریاں: یہود بھی ان کی آمد کی خبر سن کر تیار ہو گئے اور تین گروہ ہو کر تین طرف پھیل گئے۔ ان کے ہر گروہ کے ساتھ ساتھ ایک کاہن تھا۔ عنائی کاہن اعظم دمشق اور اس کے اطراف میں رہا اور اس کا لڑکا عازار کاہن بلاد روم میں رملہ تک اور یوسف ابن کریون کاہن طبریہ اور جبل الخلیل اور اس کے اطراف میں متعین کیا گیا۔ اس کے علاوہ جو بلاد حدود مصر تک باقی رہے ان کی حفاظت کے لئے کاہنوں کو مقرر کر دیا۔ ہر ایک کاہن نے اپنے اپنے قلعوں کی فصیلیں درست کر کے لشکر مرتب کر لئے۔

یوسف بن کریون کی کارگزاری: سپہ سالار اسبنا نوس انطاکیہ سے نکل کر بلاد ارمن کی طرف بڑھا اور اس طرف سے یوسف بن کریون نے طبریہ سے نکل کر اس کا مقابلہ کیا۔ اہل طبریہ نے اس کی غیر موجودگی میں روم کی اطاعت قبول کر لی۔ یوسف یہ سن کر سخت برہم ہوا اور لڑائی کے میدان سے طبریہ کی جانب چلا جس قدر رومیوں کو پایا قتل کر ڈالا۔ اہل طبریہ نے ڈر کر اس سے معافی چاہی اس کے بعد اہل جبل الخلیل سے بھی یہی حرکت سرزد ہوئی اور اس کی خبر یوسف کو ہو گئی۔ یوسف نے ان کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے جو اہل طبریہ کے ساتھ کئے گئے۔ پھر اسبنا نوس چالیس ہزار رومیوں کو لے کر عکا سے یوسف بن کریون سے لڑنے کے لئے چلا۔ اغریاس بادشاہ یہود اور روم کے سوا تمام ارمنی اس کے ہمراہ تھے کیونکہ روم زمانہ ارقانوس سے یہود کے دوستوں میں تھے۔ غرض اسبنا نوس نے یوسف بن کریون پر طبریہ پہنچ کر حملہ کیا لیکن پہلے ہی حملہ میں خود اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مجبور ہو کر صلح کا خواستگار ہوا۔ یوسف ابن کریون نے اہل قدس کے مشورہ پر اس کی درخواست کی مقبولیت کو موقوف رکھا۔

یوسف بن کریون کی گرفتاری و جاں بخشی: اس اثنا میں اسبنا نوس کو ایک خارجی مدد پہنچ گئی اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا اور دوبارہ قلعہ کے باہر سے لڑائی چھڑی۔ جب یوسف بن کریون کے سپاہیوں کی تعداد کم ہو گئی مجبور ہو کر یوسف نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا۔ پچاس دن تک پانی نہ ملا آخر الامرا ایک قلیل جماعت کے ساتھ یوسف قلعہ سے نکلا رومیوں نے



اس کو کا آگارو کا اور اسبنانوس نے امان دے دی۔ چنانچہ یوسف اس کی طرف مائل ہوا چاہتا تھا اور اسبنانوس کی قوم یوسف کے قتل کی کوشش میں تھی یوسف نے یہ دیکھ کر ان کی رائے سے اتفاق کر لیا جب وہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ تب یوسف اسبنانوس کی خدمت میں حاضر ہو گیا یہود نے اسے یوسف کے قتل پر ابھارا لیکن اسبنانوس نے اس سے انکار کیا اور اسے آزاد کر دیا اور اعمال طبریہ کو ویران اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر کے قیساریہ واپس آیا۔

یوحناں یہودی کی غارت گری: ابن کریون کہتا ہے کہ انہیں واقعات کے اثناء میں یہود یان قدس میں اس وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہو گیا کہ جبل الخلیل کے شہر کوشالہ میں ایک یہودی یوحناں نامی رہتا تھا اس کے پاس چند اوباش طبیعت یہودی جمع ہو گئے۔ جن کی وجہ سے اس کی رہزنی اور قتل و غارت کی قوت بڑھ گئی۔ جس وقت روم نے کوشالہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اس وقت یوحنا قدس شریف چلا آیا اس سے ان شہروں کے اوباش طبیعت یہودیوں نے رسم دوستی پیدا کر لی جس کو روم نے فتح کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اس نے اہل قدس پر بے جا حکومت شروع کر دی۔ عنائی کاہن اعظم نے اس کی مخالفت کی اور اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کرنا چاہا مگر شیوخ یہود نے عنائی کاہن کی رائے کی مخالفت کی اور یوحناں کو اس کی مخالفت سے یہودیوں کے قتل کرنے کا موقع مل گیا۔

یوحناں کی اروم سے امداد طلبی: یہودی جب اس کے ہاتھوں مارے جانے لگے تو وہ جمع ہو کر عنائی کاہن کے پاس گئے اور اس کے ساتھ ہو کر یوحناں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ یوحناں نے قدس شریف میں قلعہ بندی کر لی۔ عنائی نے صلح کی درخواست کی مگر یوحناں انکار کر کے روم سے امداد کا خواستگار ہوا۔ اروم نے بیس ہزار جنگ آور سپاہیوں کو اس کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ عنائی شہر پناہ کی فصیلوں سے حملہ کرنے لگا ایک روز حالت غفلت میں باہر سے اروم کے سپاہی ایک ناگہانی حملہ کر کے شہر میں گھس پڑے اور اندر سے یوحناں جدوجہد کر کے نکل آیا اور اروم کے ساتھ ہو کر پانچ ہزار قتل کر ڈالا۔ امراء اور اہل دولت کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان شہروں پر بھی حملہ کر دیا جو رومیوں کے سایہ امن و عاطفت میں تھے۔

عنائی کاہن کی اسبنانوس سے اعانت طلبی: عنائی نے مجبور ہو کر اسبنانوس اور اس کے لشکر سے اعانت طلب کی۔ چنانچہ اس نے قیساریہ سے یوحناں پر حملہ کیا جب نصف راہ پر پہنچا یوحناں بیت المقدس سے نکل کر پہاڑی گھاٹیوں میں جا چھپا۔ اسبنانوس نے تعاقب کر کے اس کے ہمراہیوں میں سے اکثر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بیت المقدس کی تاراجی: اس کے بعد بلاد اروم کی طرف گیا اور اسے فتح کر کے سبطیہ (بلاد سامرہ) پر کامیابی کا پھریرا اڑاتا ہوا اپنے مقبوضہ شہروں کو آباد کرتا ہوا قیساریہ کی جانب واپس ہوا تاکہ کچھ روز وہاں آرام کر کے بیت المقدس کی سیر کو آئے۔ اس اثناء میں یوحناں نے پہاڑی گھاٹیوں سے نکل کر شہر پر ایک عام خون ریزی کے بعد قبضہ کر لیا اور شہر کو جی بھر کر لوٹا۔

شمعون کا یہودیوں سے ناروا سلوک: ابن کریون کہتا ہے کہ یوحناں کے زمانہ عدم موجودگی میں شمعون نامی ایک شخص نے بھی چند روز کے لئے شہر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے پاس چور اوباش طبیعت آوارہ گرد بیس ہزار کے قریب جمع ہو گئے۔ اہل روم نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا مگر وہ شکست اٹھا کر واپس آیا اور اس نے شہر پر خاطر خواہ قبضہ کر لیا اور



لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے اور اس کے بعد جوش مردانگی میں آ کر اروم سے لڑنے گیا اس اثناء میں یوحنا نے پہنچ کر شہر پر قبضہ کر لیا جب وہاں سے واپس ہو کر آیا تو یوحنا کو شہر میں موجود پایا تو اس نے اس کا محاصرہ کر کے لگاتار حملے شروع کر دیئے۔ یوحنا کو ان لڑائیوں میں کامیابی ہوئی ایک بڑی مخلوق کو اس نے قتل کر ڈالا۔ عوام الناس نے شمعون سے پھر مدد چاہی یہ ان کی خواہش کے موافق مدد کرنے کیلئے گیا مگر انکے ساتھ اس نے بد عہدی کی اور بد کرداری میں یوحنا سے بھی بڑھ گیا۔ اسبنا نوس اور نطاؤس کی جنگ: ابن کریون روایت کرتا ہے کہ اس کے بعد اسبنا نوس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی جب کہ وہ مضافات قیساریہ میں تھا کہ قیصر روم مر گیا ہے اور اس کی جگہ اہل روم نے ایک کمزور شخص نطاؤس نامی کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا ہے بطارقہ یہ سن کر سخت برہم ہوئے اور انہوں نے اسبنا نوس کی حکومت پر اتفاق کر لیا۔ اسبنا نوس اپنا نصف لشکر اپنے لڑکے طیطوش کے پاس چھوڑ کر روم کی طرف نطاؤس سے لڑنے کی غرض سے گیا اور اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا پھر اسبنا نوس اسکندریہ کی جانب گیا اور وہاں سے کشتی پر سوار ہوا اور طیطوش قیساریہ میں آ گیا۔

بیت المقدس میں بد امنی: یہاں تک کہ جاڑے کی فصل تمام ہونے پر آگئی اور یہودیان قدس میں فتنہ فساد اور قتل اس درجہ بڑھ گیا کہ گلی کوچوں میں خون بہہ رہا تھا پھر کانوں کو مذبح میں قتل کیا بقیہ جو لوگ تھے وہ مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے کیونکہ تمام راستوں میں خون جاری تھا اور چھت پر سے لوگ راہ چلتوں کو پتھروں سے مارتے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ یوحنا کو شمعون پر فتح یابی ہو گئی تھی اور یہ خبیث لوگوں کو تنگ کر رہا تھا۔

طیطوش کا محاصرہ بیت المقدس: یہاں تک کہ جاڑے کی فصل گزر گئی تو طیطوش لشکر روم لے کر حملہ کے خیال سے بیت المقدس پہنچ کر شہر پناہ کے دروازہ پر اپنا خیمہ نصب کر کے اپنے لشکر کے لئے قیام گاہ تجویز کرنے لگا اور اہل شہر کو صلح کا پیام دیا۔ مگر اہل شہر اس طرف متوجہ ہوئے اس سے لڑنے کی غرض سے کمین گاہوں میں چھپ کر مقابلہ کیا۔ جس سے طیطوش کا غصہ بے حد بڑھ گیا اس کے دوسرے روز شہر کے شرقی جانب جبل زیتون پر جا کر قیام کیا اور لشکر کی ترتیب اور آلات حصار فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔

یہودیوں کی شدید مدافعت: یہودیوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور باہمی جھگڑے دور کر کے اس سے لڑنے کے لئے نکلے مگر پسپا ہو کر بھاگے اور پھر لوٹ کر لڑے اور کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد آپس میں پھر ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور باہم لڑنے لگے اس اثناء میں یوحنا نے قدس شریف میں عید الفطر کے روز داخل ہو کر کانہوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا اور ایک گروہ کو مسجد کے باہر مارا طیطوش نے موقع مناسب دیکھ کر حملہ کر دیا۔ یہودیوں نے نہایت سختی سے اسے پسپا کر دیا اور اس کے لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے آئے طیطوش نے صلح کی غرض سے اپنے سپہ سالار نینقا نور کو یہود کے پاس بھیجا۔ اتفاق سے اس کو ایک ایسا تیر لگا کہ یہ اپنے مقام ہی پر رہ گیا طیطوش اس کے مارے جانے سے سخت برہم ہوا اور اس نے چند لوہے کے ایسے برج بنوائے جو شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ میں تھے اور اس میں جنگ آور سپاہیوں کو ایک معقول تعداد مقرر کر کے لڑائی کے لئے نکلا۔ قضائے کار یہود نے ان برجوں پر قبضہ کر کے ان کو توڑ کر جلا دیا اور پھر لڑائی کے میدان میں اس سے لڑنے کے لئے آ موجود ہوئے۔ یوحنا نے قدس شریف پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ چھ ہزار کی جمعیت تھی اور شمعون



کے ہمراہ دس ہزار یہود اور پانچ ہزار اروم اور باقی یہود عازر کی رکاب میں تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر دوسرا حملہ: طیطوش نے دوبارہ حملہ کیا اور اس حملہ میں اس نے شہر پناہ کے ایک برج کو توڑ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن یہود نے پھر اسے درست کر لیا لڑائی کا بازار بے حد گرم ہو گیا طیطوش بذاتہ لڑتا رہا پھر اس کی تازہ کوششوں نے آلات کے ذریعے سے دوسرے برج کو منہدم کر دیا۔ یہود نے پھر اسے بنا لیا اور اس کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اسی حالت میں چار روز گزر گئے اس عرصہ میں طیطوش کی مدد کے لئے اطراف و جوانب سے لشکر آ گئے یہود نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے۔ طیطوش نے لڑائی موقوف کر کے ان کو مصالحت کے لئے طلب کیا یہود نے اس سے انکار کیا۔

بیت المقدس کی ناکہ بندی: پانچویں روز خود طیطوش آیا اور اس نے یہود کو مخاطب کر کے صلح کی دعوت دی۔ مگر اس کے کہنے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اتنے میں یوسف بن کریون آ گیا اور اس نے لوگوں کو سمجھایا اور ان کو رومیوں کے امن میں رہنے کی رغبت دلائی اور حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ طیطوش نے ان کے قیدیوں کو آزاد کر دیا اس سے اکثر یہود صلح کی طرف مائل ہو گئے۔ لیکن ان کو ان رؤسا یہود نے روکا جو شہر سے خارج تھے اور ان یہودیوں کو قتل کرنے لگے جو رومیوں سے ملنے کو نکلتے تھے۔ یہاں تک کہ شہر میں کوئی ان کا مخالف نہ رہا۔ طیطوش نے یہود کی اس سخت مزاجی سے تنگ آ کر بلا جدال و قتال محاصرہ جاری رکھا غلہ کی آمد و رفت روک دی جو لوگ اپنے مویشیوں کو لے کر چرانے کے لئے نکلتے تھے ان کو رومی قتل کر ڈالتے اور سولی دے دیتے تھے۔ آخر کار طیطوش کو ان کی بے کسی پر رحم آیا اور اس نے ان کے قتل سے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے بقیہ یہود پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا یہود نے نہایت استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔

کاہنوں کا قتل: جب یہ لڑائی خوفناک اور سخت نظر آنے لگی اور بھوک حد سے بڑھ گئی تو شنائی کاہن اروم سے امن کا خواستگار ہوا (یہ وہی شخص ہے جس نے شمعون کو یوحنا کے مقابلہ پر قائم کیا تھا) شمعون نے اسے اور اس کے لڑکوں کو اور کاہنوں کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ ان کے علاوہ اور ان علماء اور ائمہ کو تہ تیغ کیا جو روم سے امن کے خواستگار ہوئے تھے۔ عازر بن عنائی بھی اس رائے کا مخالف تھا لیکن وہ بیت المقدس سے نکل نہ سکا۔

محصورین کی دردناک حالت: اس محاصرہ اور کمیابی غلہ سے یہ نوبت پہنچی کہ اکثر یہود بھوک کی شدت سے مر گئے اور جانوروں کی کھالیں اور درختوں کے پتے اور مردہ کھانے لگے اس پر بھی جب پیٹ کی خواہش ختم نہ ہوئی تو بعضوں نے دوسرے کمزور آدمیوں کو کھانا شروع کر دیا اسی زمانہ میں ایک عورت نے اپنے لڑکے کو کھالیا تھا جب اس کی اطلاع رؤسا یہود کو ہوئی تو ان کو اس کی حالت پر رحم آیا اور انہوں نے شہر سے یہود کو نکلنے کی اجازت دے دی۔ اجازت کا ہونا تھا کہ ایک گروہ شہر سے نکل کھڑا ہوا۔ ان میں سے اکثر کھانا کھاتے ہی مر گئے اور بعضوں نے چونکہ نکلتے وقت جواہرات اور سونا نکل لیا تھا اس وجہ سے رومی انہیں قتل کر کے ان کا پیٹ پھاڑ کر جواہرات اور سونا نکال رہے تھے۔

طیطوش کا بیت المقدس پر قبضہ: طیطوش کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو منع کر دیا اور شہر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ یہود میں تو یہ قوت ہی باقی نہ رہی تھی کہ اس کا مقابلہ کرتے اس نے شہر پناہ کے اس برج کو منہدم کر دیا جس میں یہود جمع ہو رہے تھے تب یہود وہاں سے مسجد کی طرف بھاگے قلعہ والوں نے تھوڑی دیر تک مقابلہ کیا۔



لیکن طیطوش کی قسمت میں اس سے پہلے ہی کامیابی لکھی جا چکی تھی ان یہودیوں کو بھی شکست ہوئی اور اس نے شہر پناہ کی دیواروں سے مسجد تک کی عمارتیں منہدم کرادیں۔ ابن کریون اسی حالت میں ایک اونچے مقام پر کھڑا ہوا یہود کو روم کی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا۔ کاہنوں کی ایک جماعت طیطوش کے پاس آئی اس نے انہیں امان دے دی۔

ہیکل کی تاراجی: چنانچہ بقیہ رؤسا یہود نے عوام الناس کو امان لینے سے روکا۔ اس وجہ سے طیطوش نے اسی خون ریزی میں صبح کی اور شام ہوتے ہوتے رومیوں نے مسجد پر قبضہ کر لیا یہ لڑائی کچھ دنوں تک جاری رہنے سے شہر پناہ منہدم ہو گئی۔ ہیکل کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ رومی لشکر کے محاصرہ سے اکثر یہود مر گئے اور بہتیرے بھاگ گئے۔ ہیکل میں رومیوں نے بتوں کو رکھا اس کے دروازوں پر آگ روشن کر دی۔ کاہنوں نے اپنے دین کو یوں خراب ہوتے دیکھ کر آگ میں جل کر اپنی اپنی جانیں دے دیں شمعوں اور یوحنا سپہوں کی پہاڑیوں میں جا چھپے۔

طیطوش کی مراجعت: طیطوش نے انہیں امان دینی چاہی لیکن انہوں نے اس رعایت کو منظور نہ کیا کچھ روز بعد راستہ کاٹ کر رات کے وقت بیت المقدس چلے آئے۔ اور طیطوش کے ایک سپہ سالار کو قتل کر کے اپنے ٹھکانے پر چلے گئے اس کے بعد اس کے متبعین اس سے علیحدہ ہو گئے۔ یوحنا مجبوراً طیطوش کے دربار میں حاضر ہوا۔ طیطوش نے اسے قید کر لیا۔ یوشع کاہن مسجد کا اسباب (جس میں دو شمعدان اور ایک سونے کی میز تھی) لے کر اس کے پاس آیا۔ فحاص حازن ہیکل گرفتار کر لیا گیا اس نے بیت المقدس کے خزانہ کی کنجیاں طیطوش کو دے دیں۔ طیطوش تمام مال و اسباب اور خزانہ لے کر قیدیوں کے ہمراہ بیت المقدس سے کوچ کر گیا۔

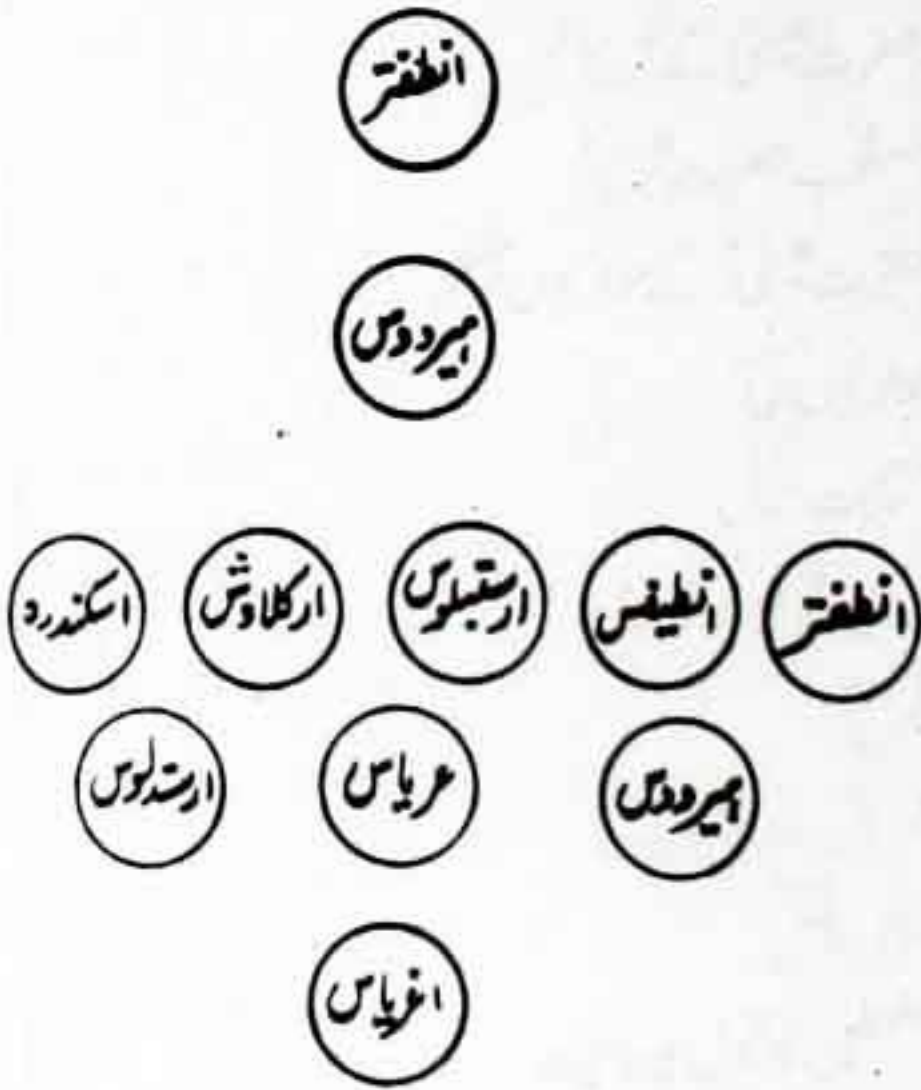
مقتولین کی تعداد: ابن کریون کہتا ہے کہ بروایت مناجیم (جو مقتولوں کے دفن کرانے پر متعین تھا) اس واقعہ میں ان مقتولوں کی تعداد جو دفن کی غرض سے شہر کے دروازے پر لائے گئے تھے ایک لاکھ پچیس ہزار آٹھ سو تھی۔ مناجیم کے علاوہ دوسروں کا یہ بیان ہے کہ ان لاشوں کے علاوہ جو گڑھوں میں ڈال دی گئی تھیں یا قلعہ کے باہر پھینکی گئی تھیں مقتولوں کی تعداد چھ لاکھ تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ایک کروڑ ایک لاکھ قتل کئے گئے اور ایک لاکھ قید کر لئے گئے۔ جنہیں طیطوش منزل بہ منزل درندوں کو کھلاتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ سب قیدی تمام ہو گئے اس واقعہ میں شمعوں بھی مارا گیا۔ مگر غرار بن عفان اس عام خون ریزی سے بچ گیا۔ کیونکہ جس وقت شمعوں نے متیعا کاہن کو قتل کیا تھا اسی وقت یہ بیت المقدس سے نکل گیا تھا۔

امارت یہود کا خاتمہ: بقیہ یہود کا یہ حال ہوا کہ جب طیطوش بیت المقدس سے نکل کر اس کے کسی گاؤں پر پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا تو اسے یہود کے جمع ہونے کی خبر پہنچی اس نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار ملیاس کے ہمراہ انہیں منتشر کرنے کی غرض سے بھیج دیا۔ اس نے ایک مدت تک انہیں محاصرہ میں رکھا اس کے بعد وہ رومیوں کی طرف نکلا۔ لڑائی ہوئی ان میں سے اکثر مارے گئے باقی رہا یوسف ابن کریون اس کے اہل و عیال اس واقعہ میں مفقود ہو گئے۔ جن کے حالات سے بعد میں کچھ آگاہی نہ ہوئی۔ طیطوش نے اسے اپنے پاس رومہ میں رکھنا چاہا لیکن اس نے عاجزی سے ارض مقدسہ پر رہنے کی خواہش کی۔ طیطوش نے اسکی التجا قبول کی چنانچہ اسے روانگی کے وقت چھوڑ گیا۔ اسی وقت سے یہود کی حکومت کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔



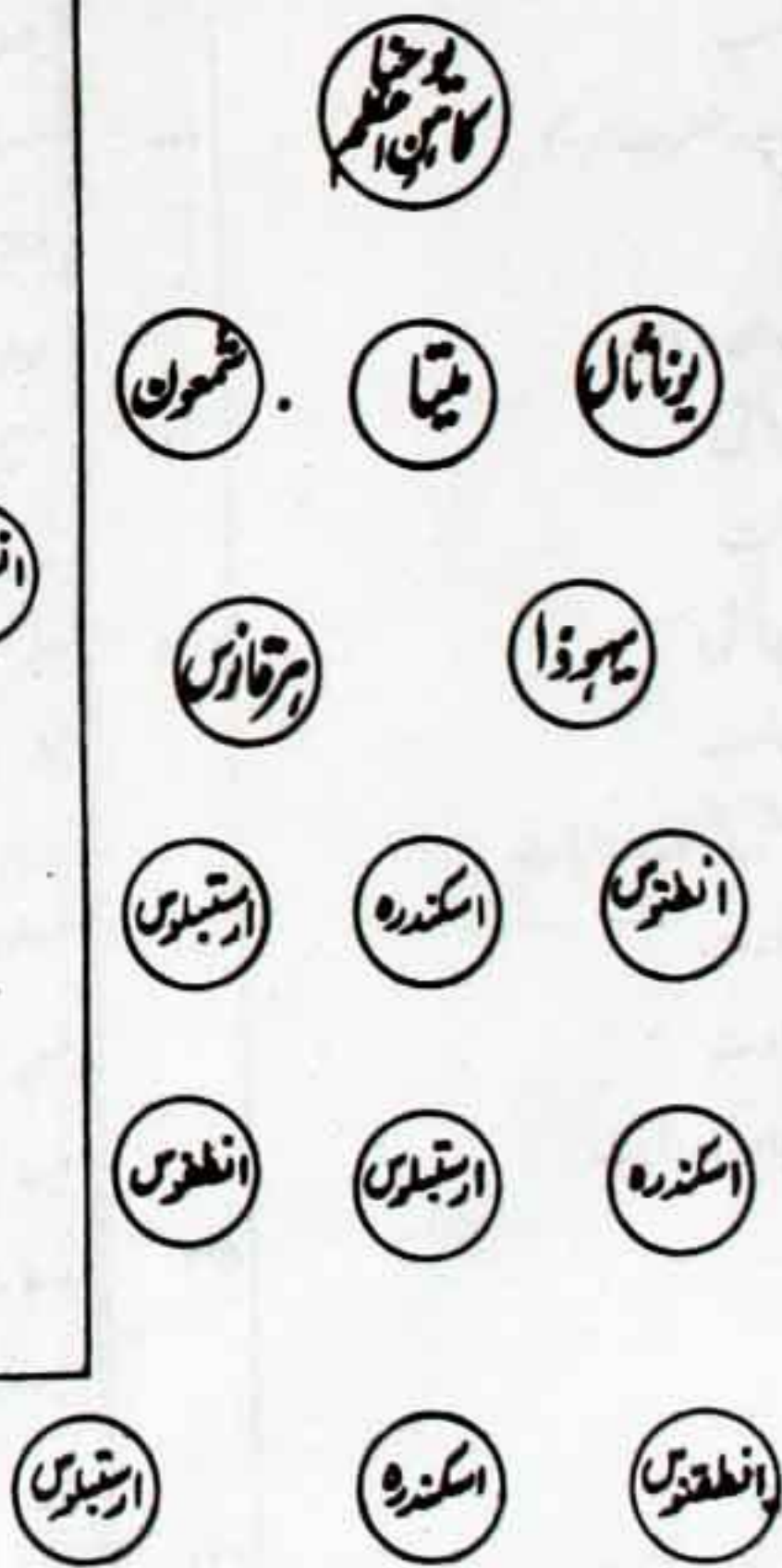
## شجرہ ملوک بنی ہیرودس

یہ ملوک بنی ہیرودس کامورث اٹلی اور ہرقانوس  
اخیری بادشاہ حشمنائی پر قابض ہو گیا تھا



## شجرہ ملوک بنی حشمنائی

یہ ملوک حشمنائی کامورث اٹلی اور  
نسل مارون علیہ السلام سے تھا





# ساجزادہ مولوی سید شہباز حسین صاحب

مدرسہ دارالعلوم قادریہ سروریہ انوار القرآن  
مدرسہ دارالعلوم قادریہ سروریہ انوار القرآن  
مدرسہ دارالعلوم قادریہ سروریہ انوار القرآن



## نعت

مخترم و محترم مائیں رسول جناب سید شہباز حسین صاحب

مخترم جناب رخسار احمد قادری صاحبہ کرم الخالق

جناب محمد اکرم قادری صاحب رحمہ اللہ

جناب ساجزادہ مولوی  
صفر علی قادری صاحب

ساجزادہ مولوی  
لیاقت علی قادری صاحب

ساجزادہ مولوی  
سرفیاض علی قادری صاحب

خطاب

جناب ساجزادہ مولوی  
محمد شاہد چشتی صاحب

جناب ساجزادہ مولوی  
بشیر احمد سیالوی زبیری صاحب

مخترم و محترم مولانا  
حافظ اعجاز احمد صاحب

جناب ساجزادہ مولوی  
علی حسین قادری صاحب

مہمان خصوصی

# سید انصار الحسن شاہ

سجادہ نشین آستان عالیہ چھالے شریف

مخترم جناب  
صوفی محمد جاوید صاحب

مخترم جناب  
صوفی محمد یسین صاحب

مخترم جناب  
آفتاب انور نقشبندی صاحب

مخترم جناب  
ماسٹر محمد اعظم صاحب

مخترم جناب  
ظفر اقبال صاحب

طالب دعا: جناب ڈاکٹر محمد زمان قادری صاحب



# فہرست

		باب: ۱۷	
۲۲۸	روسائے یہود کی مخالفت حضرت عیسیٰ کی گرفتاری حضرت عیسیٰ کے قتل کا حکم مصلوب حضرت عیسیٰ	۲۲۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ کا نسب کاہن اعظم عمران پدر حضرت مریم زکریا بن یوحنا
۲۲۹	حضرت عیسیٰ کے حواریوں کو حکم حواریان مسیح کتابت انجیل	۲۲۲	یوسف بن یعقوب بن ماثان حضرت مریم کی پیدائش حضرت مریم کی کفالت حضرت یحییٰ کی پیدائش حضرت یحییٰ کی شہادت
۲۳۰	مدوین شریعت عیسوی بطریق بطریق رومہ (پوپ) پطرس کا قتل	۲۲۳	حضرت زکریا کے متعلق مختلف روایات حضرت زکریا کی شہادت حضرت مریم کو بشارت یعقوب بن یوسف نجار کی روایت فرشتہ کی بشارت طبری کی روایت ولادت مسیح علیہ السلام بیت اللحم کے لڑکوں کا قتل
۲۳۱	قسطنطین کا قبول عیسائیت مسجد بنی اسرائیل کا انہدام عیسائیت میں تثلیث بدعات کا آغاز	۲۲۴	حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کی روانگی مصر و مراجعت حضرت عیسیٰ کے معجزے حضرت عیسیٰ کی تعلیمات
۲۳۲	عیسائی علماء کی پہلی کونسل نیقیہ (نہیس) میں کونسل کا انعقاد کونسل کا متفقہ عقیدہ	۲۲۵	
۲۳۳	اساقفہ کے اجتماع کا حکم عیسائی علماء کی دوسری کونسل	۲۲۶	
۲۳۴	عیسائی علماء میں اختلاف	۲۲۷	



۲۳۲	کرشاسب شجرہ ملوک طبقہ اولیٰ فارس	۲۳۵	کنسل قسطنطنیہ مسح ابن اللہ کا تصور نطور یوس بطریق کے عقیدہ کی مخالفت دلیقواس بطریق اسکندریہ کا عقیدہ فرقہ یعقوبیہ یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ عیسائیت کے تین فرقے مسئلہ تناخ
۲۳۳	کیقباد کیکاؤس سیاوش بن کیکاؤس کا قتل کیکاؤس کی فوج کشی و گرفتاری	۲۳۶	کیانیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت
۲۳۴	کیکاؤس کی رہائی کنخسرو بن سیاوش افراسیاب کا قتل کیہر اسف کیہر اسف کی فتوحات معد بن عدنان معد بن عدنان اور بنی اسرائیل	۲۳۷	کیاںیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت
۲۳۵	کیستا سب زردشت (زرتشت) اوستا زرتشت کی تعلیمات کیستا سب اور خزر اسب کی جنگ کیہر اسف کا قتل اہل فارس کی شکست اسفندیار اور خزر اسب کی جنگ خزر اسب کا قتل اسفندیار کی رستم پر فوج کشی اردشیر بہمن اردشیر بہمن کی فتوحات دارا دارا کا کردار بابل کا انہدام	۲۳۸	کیاںیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت
۲۳۶	کیستا سب زردشت (زرتشت) اوستا زرتشت کی تعلیمات کیستا سب اور خزر اسب کی جنگ کیہر اسف کا قتل اہل فارس کی شکست اسفندیار اور خزر اسب کی جنگ خزر اسب کا قتل اسفندیار کی رستم پر فوج کشی اردشیر بہمن اردشیر بہمن کی فتوحات دارا دارا کا کردار بابل کا انہدام	۲۳۹	کیاںیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت
۲۳۷	کیستا سب زردشت (زرتشت) اوستا زرتشت کی تعلیمات کیستا سب اور خزر اسب کی جنگ کیہر اسف کا قتل اہل فارس کی شکست اسفندیار اور خزر اسب کی جنگ خزر اسب کا قتل اسفندیار کی رستم پر فوج کشی اردشیر بہمن اردشیر بہمن کی فتوحات دارا دارا کا کردار بابل کا انہدام	۲۴۰	کیاںیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت
۲۳۸	کیستا سب زردشت (زرتشت) اوستا زرتشت کی تعلیمات کیستا سب اور خزر اسب کی جنگ کیہر اسف کا قتل اہل فارس کی شکست اسفندیار اور خزر اسب کی جنگ خزر اسب کا قتل اسفندیار کی رستم پر فوج کشی اردشیر بہمن اردشیر بہمن کی فتوحات دارا دارا کا کردار بابل کا انہدام	۲۴۱	کیاںیہ ساسانیہ اہل فارس کا نسب ایران میں افریدیوں علمائے فارس کی روایات ملوک فارس کے طبقات طبقہ اولیٰ ملوک فارس کیومرث ارشنگ بن عامر کیومرث کے متعلق دوسری روایت طہمورث جشبہ ضناک افریدیں ضناک کا قتل سلطنت کی تقسیم افریدوں کا لقب "کے" منوچہر اور افراسیاب زومر کا خروج زومر کی بادشاہت



۲۵۸	سابور کا عرب پر تسلط بہرام بن ہرمز بہرام بن بہرام بہرام اور فرسین بن بہرام	۲۴۹	قینشاش کی مصر پر فوج کشی ارتخشار بن دارا دارا اور سکندر اعظم کی جنگ دارا کی وصیت
۲۵۹	سابور ذوالاکتاف طوائف الملوکی عربوں کی سرکوبی شورش کا انسداد	۲۵۰	شجرہ طبقہ ثانیہ ملوک فارس دار یوش بن کتاسب دارا بن لامہ دارا ابن ارتخشار
۲۶۰	عمر و بن تمیم کا سابور کو مشورہ قیصر روم کی سابور پر فوج کشی سابور کی شکست و فرار سابور اور یوسانوس میں مصالحت سابور کی وفات	۲۵۱	طبقہ ثالثہ ملوک فارس ملوک الطوائف سکندر کی سلطنت کی تقسیم اشک بن دارا اشک بن دارا کے متعلق دوسری روایت
۲۶۱	سابور بن سابور ذوالاکتاف یزدجرد الاثیم بہرام بن جور بن یزدجرد	۲۵۲	جور بن اشک ملوک اشکانیہ یلاوش کی فتوحات زمانہ ملوک الطوائف
۲۶۲	فیروز بن ہرمز فیروز اور ہیاطلہ کی جنگ قباد الملک مردک زندیق کا ظہور قباد الملک کی معزولی قباد کا جاماست پر حملہ انوشیروان	۲۵۳	شجرہ طبقہ ثالثہ ملوک فارس طبقہ رابعہ ملوک فارس دولت ساسانیہ اردشیر اردشیر کی فتوحات سواد پر قبضہ
۲۶۳	انوشیروان کا نظم و نسق انوشیروان کی فتوحات ہرمز بہرام چوبیس کی فتوحات ہرمز کی معزولی پردیز	۲۵۴	عرب پر فوج کشی اشکانیوں کا قتل سابور کی ولی عہدی سابور بن اردشیر سابور اور نصیرہ نصیرہ کا انجام



۲۷۶	اسکندر اعظم کی فتوحات بطلموس بطلموس کی فتوحات غلد-یفیش	۲۶۵	پرویز اور بہرام کی جنگ پرویز کی قیصر روم سے امداد طلبی بہرام کا خاتمہ پرویز کی فتوحات ہرقل کی بلاد فارس پر فوج کشی پرویز کا عروج پرویز کا قتل اردشیر
۲۷۷	فیلونطول اور رومیوں کی جنگ یہودیوں پر تشدد قلو ماطر کا خاتمہ	۲۶۶	بوران بنت پرویز ارز میدخت بنت پرویز اردشیر بن بابک اور فرخ زاد یزدجرد
۲۷۸	رومیوں کی اندلس پر فوج کشی رومانیوں کا بیت المقدس پر حملہ ملکہ کلابطرہ (قلو پطرہ) ملک کلابطرہ کی مہمات ملکہ کلابطرہ کی خود کشی بطلموس اول سلیقیوس اور انطوخوش	۲۶۷	شاہان فارس کا زمانہ حکومت شجرہ طبقہ رابعہ ملوک فارس
۲۷۹	اسکندر روس غالب اثور توریت کا ترجمہ بطلموس محبت الطنجوش کا بنی اسرائیل پر حملہ بنی شمنائی کا پہلا بادشاہ آخری شاہان بطلالہ ملکہ کلابطرہ اور اوغشطش ملکہ کلابطرہ کا خاتمہ شجرہ ملوک یونان شجرہ ملوک بطلالہ	۲۶۸	یاب : ۱۹ اہل یونان کا نسب آل یاقان (یونان) اشکان بن لومر شجرہ انساب یونان و روم غریقی اغریقش بن یونان ہرقل جبار بن ملکان ہرس بن ہرقل فیلقوس بن مطریوس فیلقوس کا قتل اسکندر اعظم اسکندر اعظم اور دارا کی جنگ ارسطو حکیم ارسطو کی تصانیف
۲۸۰		۲۷۰	
۲۸۱		۲۷۱	
۲۸۲		۲۷۲	
۲۸۳		۲۷۳	
۲۸۴		۲۷۴	
۲۸۵		۲۷۵	
۲۸۶			
۲۸۷			
۲۸۸			
۲۸۹			
۲۹۰			
۲۹۱			
۲۹۲			
۲۹۳			
۲۹۴			
۲۹۵			
۲۹۶			
۲۹۷			
۲۹۸			
۲۹۹			
۳۰۰			

یاب : ۲۰

اہل رومہ کا نسب  
فنش بن شطرنش  
لاطینی اور اغریقی چشمک  
روم کی تعمیر



	آل یہود احواری کی گرفتاری		روم میں طوائف الملوکی
	یوحنا احواری کی رہائی	۲۸۳	اہل رومہ کے نسب کے بارے میں دوسری روایت
	عیسائیوں پر ظلم و تشدد		اغنیاس اور کیتیم کی مختصمت
	یہودیوں کی بد عہدی دوسر کو بی		شخصی حکومت کا خاتمہ
۲۶۰	بیت المقدس کی تباہی	۲۸۳	ملوک قیصرہ (کیتیم)
	بیت المقدس کی از سر نو تعمیر و بربادی		قیصر کا لقب
	ہیکل زہرہ کی تعمیر		اغانیوس (جو لیس) قیصر
	بطارقہ اسکندریہ		قیصر او غشطش
	نصاری پر ظلم و ستم		او غشطش کی فتوحات
۲۹۱	نصرانیوں میں بدعات کا آغاز	۲۸۵	حضرت عیسیٰ کی ولادت
	حکیم جالنیوس		یہودیوں کا عیسائیوں پر جبر و تشدد
	نصاری کا قتل عام		ہیرودس کی معزولی
	لاطینیوں کا قتل عام	۲۸۶	اغریاس کا قتل
	محاصرہ نصیبین		یعقوب و یوحنا احواری کا قتل
۲۹۲	نصاری سے حسن سلوک		عیسائیت کی تبلیغ
	اسکندر دس اور ساہور کی جنگ		انجیل کا ترجمہ
	بطریق اسکندریہ کا قتل		بیت المقدس کی تاراجی
	ابوفانیوس اور عز دیا نوس		عیسائیوں کا قتل عام
	غردیار کی فارس پر فوج کشی	۲۸۷	بیت المقدس سے نصرانیوں کا اخراج
	قلقش کا قبول عیسائیت		اسپاشیانس کا یروشلم پر حملہ
	قلقش کا قتل		نیرون قیصر کا قتل
۲۹۳	اصحاب کہف		مسجد اقصیٰ کا انہدام
	عیسائیوں پر جبر و تشدد		یہودیوں کی تباہی و بربادی
	اسکندر دس کا قتل	۲۸۸	اسپاشیانس کی حکومت
	بطریق بیت المقدس کا قتل		غلیان قیصر کا قتل
۲۹۴	علنیوس قیصر کا قتل		اسیر یہودیوں کا انجام
	فلوریش کی کارگزاری		نصرانیوں کی مراجعت یروسلم
	نصاری کو مذہبی آزادی		خیطش قیصر اور بنی اسرائیل
	قسطنطین کی پیدائش	۲۸۹	



۳۰۱	اسافقہ کی دوسری کونسل نادوا سیوس	۲۹۵	نصرانیوں کا قتل و بربادی بقلا دیانوش
۳۰۲	ولیطانس بن فلنسیان ارکا دیکش قوط کاروم پر حملہ طور شیش بن ارکا دیکش نطوریش بطریق کا اخراج	۲۹۶	اہل مصر کی بغاوت قسطنطین کے متعلق پیشین گوئی عیسائیوں پر سختی سابور اور مقیمانوس
۳۰۳	بہرام جور کی روم پر فوج کشی مرقیان قیصر عیسائی فرقے برطارس بطریق کا قتل لاون قیصر زینون قیصر نشاطش قیصر	۲۹۷	دیوقاربان کی حکومت بغاوتوں کا خاتمہ عیسائیوں پر ظلم و ستم دیوقاربان کی معزولی
۳۰۴	بطریق رومہ کی معزولی یشطیانیش قیصر بربر کاروم پر حملہ بطریق انطاکیہ کی گرفتاری یشطیانیش قیصر ایلیا کی تباہی	۲۹۸	باب: ۲۱۱ ملوک قیصرہ متنصرہ وجہ تسمیہ نصرانی نسب قیصرہ قسطنطین اور مقیمانوس کی جنگ قسطنطین قسطنطین کا قبول عیسائیت مدفون صلیب کی بازیابی کلیسا کی تعمیر قسطنطین اور یہودی
۳۰۵	کرمس کے دن میں تبدیلی بولیناریوس بطریق کا قتل سامرہ کی سرکشی و سرکوبی اسافقہ کی پانچویں کونسل طودوشیوش بطریق اور فرقہ ملکیہ یوشطونش قیصر طباریش قیصر ہرمز کی طباریش سے امداد طلبی موریکش قیصر	۲۹۹	قسطنطین کے قبول عیسائیت کا واقعہ اہل رومہ کی بغاوت قسطنطین کا خواب قسطنطین ثانی بولیانیش اور نصاریٰ بوشانوش بلنسیان بن قسطنطش اتاشیوش بطریق پطرس بطریق
۳۰۶		۳۰۰	
۳۰۷			
۳۰۸			
۳۰۹			
۳۱۰			



۳۱۳	خالد بن ولید کی دمشق پر فوج کشی جنگ یرموک فتح قسریں محاصرہ بیت المقدس فاروقی امان نامہ حضرت عمرؓ کی رواداری مسجد کی تعمیر	۳۰۸	انطاکیہ سے یہودیوں کا اخراج ہرمز کی موریکش قیصر سے امداد طلبی موریکش قیصر کا قتل پرویز شاہ فارس کی پیش قدمی کلیساؤں کا انہدام پرویز کی صورت میں آمد یوحنا بطریق کا مصر سے فرار اشناشیوش بطریق ہرقل
۳۱۴	منصور بن سرحون اور ماہاب بطریق کی جنگ فتح دمشق قسطنطیہ بن ہرقل امیر معاویہ کی بلاد روم پر فوج کشی	۳۰۹	ہرقل کی پرویز سے صلح کی درخواست ہرقل کا فارس پر حملہ منصور بن سرحون کی اطاعت یہودیوں کا قتل عام کلیساؤں کی دوبارہ تعمیر مصر پر قبضہ بنیامین کی روپوشی ہرقل کی مراجعت قسطنطیہ تاریخی معلومات
۳۱۵	فتح اسکندریہ یزید بن معاویہ کی قسطنطیہ پر فوج کشی اد غشطش قیصر کا قتل اصطفانیوس قیصر قسطنطین کی گرفتاری و رہائی قسطنطین کی گرفتاری و رہائی قسطنطین ثانی بن لاون	۳۱۰	نصرانی قیصر کا زمانہ حکومت باب: ۲۲۲ ہرقل کا دور زوال پرویز کی بلاد روم پر فوج کشی مرزبانہ شہر یار کی بغاوت پرویز کی مراجعت مدائن ہرقل اور دعوت اسلام ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو ابوشر غسانی کو دعوت اسلام غزوہ موتہ غزوہ تبوک
۳۱۶	نغفور قیصر اور ہارون الرشید تسخیر قلعہ ہرقلہ استبراق قیصر تسخیر شہر لولوه بلاد روم کی تاراجی	۳۱۱	
۳۱۷	بطریق اعظم (پوپ) کی رومہ میں منتقلی مسعودی کا بیان مورق بن ہرقل اور امیر معاویہ آل ہرقل اور بنو امیہ نغفور قیصر کی عہد شکنی و اطاعت فتح عموریہ	۳۱۲	
۳۱۸			



۳۱۳	باب : ۲۱۳	قسطنطین اور ارمنو بطریق
	قوط (گاتھ)	دسق قو قاش
	قوط قوم کی اصل	۳۱۹
	قوط کاروم پر حملہ	دسق نغفور اور سیف الدولہ کی جنگ
	قوط اور رومیوں کی شروط مصالحت	نغفور دسق کی فتوحات
	قدس	نغفور دسق کا خاتمہ
۳۱۵	شاہ طشتریک کا قتل	شہیل بن ارمانوس
	لرزیق کا دسلس پر حملہ اور قبضہ	۳۲۰
	دیک کی فرانس پر فوج کشی	درویس کی گرفتاری و رہائی
	اندلس سے فرانسیسیوں کا اخراج	منجوتکین اور شہیل کی جنگ
	اشتریک کی تخت نشینی	محاصرہ طرابلس
	طودریق کا قتل	ملکہ ارمانوس اور میخائیل
	بولیدہ کی حکومت	سلطنت رومہ پر میخائیل کا قبضہ
۳۱۱	زردلیق کا قبول عیسائیت	۳۲۱
۳۱۲	باب : ۲۱۴	تو دور (تھیودورا) کی تخت نشینی
	بنو حمیر بنو قضاہ اور بنو کہلان	قسطنطین اور تو دورہ کی شادی
	طبقہ ثالثہ عرب	۳۲۲
	عربوں کی حکومت	اپ ارسلان کی فتوحات
	عربوں کے عراق و شام میں آنے کی وجہ	اپ ارسلان اور ارمانوس کی جنگ
	بخت نصر کی عرب پر فوج کشی	اہل فارس کا نسب
۳۱۸	حیرہ کی وجہ تسمیہ	اہل فرانس کا قبول عیسائیت
	حیرہ کے نام کی دوسری روایت	نبادقہ
	اہل عرب کی روانگی یمن و شام	جلالقہ
	عربوں کی بحرین میں آمد	قوط
	عربوں کی عراق کی جانب پیش قدمی	فرانسیسوں کی پیش قدمی
۳۱۹	ابن قیس اور ابن لخم کا حیرہ میں قیام	۳۲۳
	بنو خزاعہ اور بنی جرہم کی جنگ	المستصر عبیدی کا فتنہ
	معد بن عدنان	فرانسیسی و رومی مخالفت
	معد بن عدنان کی حجاز میں آمد	زجار کا قسطنطنیہ پر حملہ
		شاہ فرانس کا قسطنطنیہ پر حملہ
		قسطنطنیہ میں غارتگری
		اساقفہ اور راہبوں کا قتل عام
		فرانسیسیوں کا روم سے اخراج



۳۳۹	شجرہ انساب بنو قضاء	۳۳۰	تابع عرب
۳۴۰	بنو کہلان		بادیہ نشین عرب
	زید بن کہلان		عرب کاتب
	بنو یام		قحطان
	بنو ہمدان		قضاء
۳۳۱	جعفر و عبداللہ پسران الجندی	۳۳۱	قضاء کاتب
	عمرو مزیقیا کی روانگی حجاز		بنو حمیر قحطانیہ
	بنو مزیقیا کا حجاز میں قیام		حمیر بن سبا
۳۳۲	بکیلہ		بنو خیران و شعبان
	بنو عرب	۳۳۲	شعیب بن ذی مہدم
	قبائل سنس و ثعالب		بنو میتم
	بنو صی کی امارت		بنو بعضر
	امارت بنو مفرح	۳۳۳	تابع کاتب
۳۳۳	آل مذحج		سیف بن ذی یزن
	افعی کاہن		وائل بن حجر
	بنو زیاد کی حکومت	۳۳۵	شجرہ انساب بنو حمیر
	نجران کے مختلف حکمران		قحطانیہ
	خاندان	۳۳۶	قضاء
	بنو مرہ		الحاف بن قضاء
۳۳۴	بنو نخم		عمرو بن الحافی
	بنو نافرہ		اسلم بن الحافی
	بنو عابد اور بنو عقبہ		عمران بن الحافی
	کنڈۃ الملوک	۳۳۷	بنو القین
۳۳۵	بنو سکون		بنو عدی
۳۳۶	شجرہ انساب بنو کہلان		بنو بحدل
۳۳۷	باب: ۲۵		حضرت زید بن جابر
	ملوک حیرہ		ملوک قضاء
	عاد و عمالقہ کی حکومت	۳۳۸	زیاد بن ہبولہ
	آل ارم بن شام		بنو کلب بن دبرہ کی حکومت



۳۵۳	خالد بن ولید کی عراق پر فوج کشی	۳۳۸	مالک بن فہم
	ایاس بن قبیصہ کی معزولی		ملکہ الزباء
	یزدجرد کی قابوس کو پیش کش		مالک اور الزباء کی جنگیں
	قابوس کا قتل		جدیمہ کے کارنامے
	آل نصر کی مدت حکومت		عدی بن نصر
	آل نصر کے متعلق مختلف روایات	۳۳۹	عدی اور رقاش کا نکاح
	آل نصر کا نسب		عدی بن نصر کا فرار
۳۵۵	جرجانی کی روایت		عمر و بن عدی
	مسعودی کا بیان		ملکہ الزباء کی حکمت عملی
	سہیلی کی روایت	۳۵۰	قیصر کا جدیمہ کو مشورہ
	عمر و بن عدی کا انتقام		جدیمہ الا برش کا خاتمہ
	عمر و بن عدی کی حکومت		سریگ کی تعمیر
۳۵۶	نعمان بن اسود کی معزولی		قیصر کی حکمت عملی
	حرث کنڈی کا تقرر		ملکہ الزباء کا قتل
	عمر و بن ہند کا عہد	۳۵۱	عمر و بن عدی کا کردار
	حرث اعرج غسانی کا قتل		آل نصر کا عراق میں قیام
	نعمان بن منذر کا قبول عیسائیت		نعمان بن منذر کا نسب
۳۵۷	نعمان کا قتل		آل قنص بن معد
۳۵۷	شجرہ ملوک حیرہ		امراء القیس
۳۵۸	ملوک کندہ	۳۵۲	عمر و بن امراء القیس
	حجر بن عمرو		نعمان بن امراء القیس
	عمر و بن تیج		بہرام بن یزدجرد اشیم
	امارت آل نعمان		حرث کی حیرہ پر فوج کشی
	حرث بن عمرو		حرث بن عمرو اور قباد کی مصالحت
۳۵۹	منذر حاکم حیرہ	۳۵۳	شمر ذوالجناح کی فتوحات
	شرجیل کا قتل		شمر کی مراجعت
	حجر بن الحرث کا بنو اسد پر حملہ		منذر بن نعمان
	حجر بن الحرث کا قتل		عمر و بن منذر
	امراء القیس اور بنو اسد کی جنگ		آل نصر کا زوال



۳۶۸	شمر الروم یہودی قبائل کی یثرب میں آمد مالک بن عجلان کی ابو جیلہ سے امداد طلبی یہودیوں کا قتل	۳۶۰	امراء القیس کا خاتمہ کنذہ السلوک بنو جبلہ ملوک غسان شام سمیدع بن ہوش توخ بن مالک مسعودی کی روایت بنو سلج		
۳۶۹	اوس و خزرج قبیلہ اوس قبیلہ خزرج	۳۶۱	عرب پر بنو کھلان کی حکومت غسان بنو جفنه ثعلبہ اور قیصر روم کا معاہدہ حرث بن ثعلبہ حرث بن عمرو مزریقیا جفنه بن مزریقیا یوم حلیمہ جفنه بن منذر لخرق ایہم بن جبلہ ایہم بن جبلہ کا قبول اسلام حضرت عمرؓ اور جبلہ جبلہ کی پشیمانی شاہان غسان بنو غسان کا زوال		
۳۷۰	یوم بعاث اوس و خزرج کی خستہ حالی اہل یثرب کے قریش سے تعلقات بنو خزرج کو دعوت اسلام	۳۶۲	بیعت عقبہ اولی بیعت عقبہ ثانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب یثرب میں اشاعت اسلام مصعب بن عمیر کی یثرب میں تبلیغ بارہ نقیبوں کا تقرر ہجرت	۳۶۳	۳۶۴
۳۷۱	۳۷۲	۳۶۵	۳۶۶		
۳۷۳	مہاجرین کے اسمائے گرامی مسجد نبوی کی تعمیر میثاق مدینہ یہود مدینہ کی عہد شکنی بنو نضیر کا انجام فتح خیبر	۳۶۷	باب: ۲۶ اوس و خزرج یثرب حارثہ بن ثعلبہ کا یثرب میں قیام یثرب کے قدیم باشندے بنی اسرائیل کا یثرب پر حملہ		
۳۷۴	۳۷۵	۳۶۸			
۳۷۵	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے خطاب واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ				



۳۸۷	شجرہ نسب بنو قیدار بن اسماعیل علیہ السلام		حضرت ابو بکرؓ کی بیعت
۳۸۸	شجرہ نسب بنو زرار بن معدوم	۳۷۶	بدری صحابہؓ کی شہادت
۳۸۹	قبائل مضر بن زرار	۳۷۷	اوس
	بنو قیس	۳۷۸	باب: ۲۷
	آل سعد بن قیس		بنو عدنان
	بنو عطفان		بنو عدنان کا نسب
	بنو عبس	۳۸۰	عدنان کے نسب میں اختلاف
۳۹۰	حذیفہ کا قتل	۳۸۱	آل حضرت اسماعیلؑ
	حطیہ شاعر		آل عدنان
	آل زبیر بن بقیض		معد بن عدنان کی پرورش
	معن بن معاطن		معد کا معانہ سے نکاح
	بنو مرہ	۳۸۲	بنو عدنان کا نجد میں قیام
۳۹۱	بنو سلیم و بنو ہوزان		زرار بن معد
	بنو سلیم کی شاخیں		آل زرار
	بنو علی اور بنو عصبہ		بنو ربیعہ
	بنو ہزیر بن امراء القیس		بلاد حجر
۳۹۲	بنو زعبہ	۳۸۳	منذر بن عائد
	بنو سلیمان و بنو عوف		منذر بن نعمان کا قتل
	بنو عزار		حضرت صہیبؓ بن سنان
	بنو ہوازن کی شاخیں		بنو وائل
	بنو مندبہ		عمرو بن کلثوم
۳۹۳	بنو ثقیف	۳۸۴	بکر بن وائل
	طائف		یمامہ
	سوق عکاظ و عروج		بنو حنیفہ کا یمامہ پر غلبہ
	بنو معاویہ و بنو نصر		بنو عجل
	بنو سلول	۳۸۵	عکابہ بن صععب
	بنو عامر کی چار شاخیں		حباس کا قتل
۳۹۴	بنو سواة		بنو شیبان
	بنو بلال		ضحاک کا سلسلہ نسب



	بنو کابل اور بنو غنم		بنو بیجہ بن عامر
	بنو ثعلبہ بن دودان		بنو کلاب
	بنو زہرہ		بنو صالح
	بنو کنانہ	۳۹۵	بنو کعب
۳۰۱	بنو جذع		بنو قشیر
	بنو عبد مناة		بنو عقیل
	بنو ضمیرہ		بنو عبادہ
	بنو مدح		بنو فحاجہ
	بنو حارث	۳۹۶	شجرۃ انساب بنو قیس بن مضر
	بنو فراس	۳۹۷	بنو الیاس بن مضر
۳۰۲	شجرۃ انساب بنو الیاس بن مضر		بنو کعب بن مضر
۳۰۳	باب : ۲۸		بنو کعب کی توایت
	قریش		بنو خزاعہ کی شاخیں
	فہر بن مالک		بنو طانجہ کی شاخیں
	آل فہر بن مالک		بنو تمیم
	بنو حارث بن فہر	۳۹۸	بنو اسید
۳۰۴	غالب بن فہر		بنو مالک
	لوی بن غالب		بنو عمرو
	بنو عامر بن لوی		بنو بیجہ و بنو حظلہ
	حویطب بن عبد العزی		بنو بشیر
	کعب بن لوی		بنو ہشل
۳۰۵	صفوان بن امیہ	۳۹۹	بنو مزینہ
	بنو عدی بن کعب		رباب
	مرہ بن کعب		بنو تمیم
	ابو سلم عبد اللہ بن عبد الاسد		بنو عدی
۳۰۶	کلاب بن مرہ		مدبہ
	قصی بن کلاب		صونہ
	بنو عبد العزی		مد رکہ بن الیاس
۳۰۷	عبد مناف بن قصی	۴۰۰	بنو اسد



۳۱۱	قریش کی تولیت دار الندوہ	۳۰۸	بنو امیہ بنو مطلب بن عبد مناف بنو ہاشم آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ مکہ میں قریش کی حکومت بنو جرہم بنو قطورا سمیدع بن ہوثر
۳۱۲	بنو عبد مناف کی توقیر بنو عبد مناف اور بنو عبد الدار میں کشیدگی بنو عبد الدار اور بنو عبد مناف میں مصالحت ہاشم بن عبد مناف عبد المطلب کی مراجعت مکہ عبد المطلب کی سرداری	۳۰۹	بنو جرہم اور بنی قطورا بن مناقشت بیت الحرام کی تعمیر بنو جرہم کا مکہ سے اخراج سنگ اسود کی تلاش بنو خزاعہ کی تولیت قصی کی مراجعت مکہ بنو خزاعہ اور قصی میں جنگ کلید کعبہ کے متعلق روایات
۳۱۳	چاہ زحزم کھودنے کا ارادہ عبد اللہ بن عبد المطلب عبد اللہ بن عبد المطلب کا انتقال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت عبد المطلب کا انتقال غلاف کعبہ امارت کعبہ	۳۱۰	
۳۱۴			
۳۱۵			
۳۱۶			
۳۱۷			
۳۱۸			
۳۱۹			
۳۲۰			



## باب: ۱۷

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام

#### اناجیل

**حضرت عیسیٰ کا نسب:** بنی ماٹان جو داؤد علیہ السلام کی اولاد سے تھے وہ بیت المقدس میں کہونت (مجاورت) کر رہے تھے اور (ماٹان) عاذر بن یہود بن اخس (اکھیم) بن رادوق (صاروق) بن یوعازور (عزور) بن الیاقیم بن ایود (ایہود) بن زر قابل (زر بابل) بن سالات (شیلیل) بن یوحنا نیا (یکہنیاہ) ابن یوشیاہ (ملوک بن اسرائیل کا سولہواں بادشاہ) بن امون بن عمون ابن منشاہ بن حزقیہ بن احاز (احز) بن یواش (یوتم) اخریاہ (عزیاہ) بن یورام بن یہود شافاظ (یہوشافظ) بن اساہ بن رجعم بن سلیمان ابن داؤد صلوات اللہ علیہما کی نسل سے ہے اور یوحنا یوحنا نیا بن یوشیا (سولہواں بادشاہ بنی اسرائیل) ایام جلا وطنی بابل میں پیدا ہوا تھا۔ یہ نسب میں نے انجیل ممتی سے نقل کیا ہے۔ بنی شمنائی کے بعد

اناجیل لفظ انجیل کی جمع ہے اور انجیل لفظ آدین جل لغت یونانی کا معرب ہے دراصل یہ لفظ ابن جبل لاطینی زبان کا تھا اور اس کے معنی پیغامبر کے ہیں اس کے اول میں یونانیوں نے ای یو کا لفظ بڑھا دیا جو "دس" انگریزی کا مقابل ہے۔ جس کے معنی اچھایا خوش کے ہیں۔ قدیم قاعدہ انگریزی میں حرف یو اور حرف وی ایک شمار کیا جاتا تھا اس وجہ سے یہ تمام لفظ آدین جل پڑھا جائے گا اور اس کے معرب انجیل ہوا جس کے معنی خوشخبری کے ہوئے چونکہ جناب مسیح نے نجات کی خوشخبری سنائی اور اس کی راہ دکھائی اس لئے اس کتاب کا انجیل یعنی خوشخبری نام ہوا۔ اب جہاں کہیں یہ لفظ بولا جاتا ہے اس سے جناب عیسیٰ کی کتاب مراد ہوتی ہے۔

مقدس متی نے اس مقام پر تین شخصوں کے نام نسب سے چھوڑ دیئے ہیں کیونکہ اخریاہ (غریاہ) امصیہہ کا لڑکا ہے اور وہ یواش کا بیٹا ہے اور وہ حزقیہ کا اور حزقیہ یورام کی پشت سے ہے جیسا کہ پہلی کتاب اخبار الایام میں ہے۔ علماء مسیح اس اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ مقدس متی کو یہی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ اس نسب نامہ سے تین ناموں کو چھوڑ دے لیکن امر واقعی یہ ہے کہ یہود کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے نسب ناموں اور دفتروں سے اکثر نام کو برائی یا بت پرستی کی وجہ سے چھوڑ دیتے تھے اور چونکہ یہ تین شخص احاب کے خاندان سے تھے جن کی نسل کو دو مرتبہ بد عادی گئی تھی جن کا اثر تین پشتوں تک رہتا تھا۔ لہذا یہود نے ان ناموں کو اپنے دفتروں سے نکال ڈالا اور مقدس متی نے بھی یہود کی تقلید میں ان ناموں کو نہ لکھا کیونکہ انہوں نے یہود کی کتابوں سے یہ نسب نامہ لیا ہے۔

متی جناب مسیح کے حواریوں میں ہیں آپ کا نام انگریزی میں متی لکھا جاتا ہے آپ کا عرف لیوی ہے اور باپ نام النسی ہے جلیل کے رہنے والے ہیں جو صوبہ کنعان کے شمال میں ہے۔ قبل بعثت مسیح یہود یہ کے ملک میں خراج وصول کرنے پر مامور تھے اور رفعت مسیح کے بعد انجیل کے پھیلائے اور لکھنے میں مصروف ہوئے اس امر کا کچھ پتہ نہیں چلتا کہ آپ کب پیدا ہوئے اور کہاں اور کیوں کر انتقال ہوا۔



کاہنوں کی سرداری بنی ماٹان کر رہے تھے۔

**کاہن اعظم عمران پدر حضرت مریم:** چنانچہ ہیرودس کے زمانہ سے قبل عمران پدر مریم کاہن اعظم تھا ابن اسحاق سے امون بن منشا کی طرف منسوب کر کے اس کا نسب یوں بیان کرتا ہے۔ عمران بن باشیم بن امون بن منشا حالانکہ عمون اور عمران میں ایک بڑی مدت ہونے کی وجہ سے صرف ایک پشت کا فرق ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ امون بیت المقدس کی ویرانی اول سے کچھ دن پہلے تھا اور عمران عہد حکومت ہیرودس میں ویرانی ثانی سے چند دن بعد گزرا ہے اور ان دونوں میں چار سو برس کا فرق ہوتا ہے۔ ابن عساکر نقل کرتا ہے کہ عمران زریا قیل کی اولاد سے ہے۔ جو بنی اسرائیل کی بیت المقدس کی جانب واپسی کے وقت ان کا حاکم تھا اور زریا قیل یغنیا (بنی اسرائیل کے آخری بادشاہ) کا لڑکا ہے جسے بخت نصر نے قید کر لیا تھا اور اس کے بعد اس کے چچا صدقیا ہو کر حاکم مقرر کیا تھا۔ ابن عساکر نے عمران ابن ماٹان سے زریا قیل تک آٹھ شخصوں کو عبرانی الفاظ میں نسب نامہ لکھا ہے۔ غالباً یہ نسب نامہ پہلے سے زیادہ صحیح ہو جسے ابن اسحاق نے تحریر کیا ہے۔ بہر کیف عمران پدر مریم اپنے زمانہ کے کاہن تھے اور حنہ بنت فاوود بن قیل ان کے عقد میں تھیں جو اس زمانہ میں عبادت سے مشہور تھیں اور ان کی بہن ایساع زکریا بن یوحنا کی زوجیت میں تھیں جن کے لطن سے یحییٰ پیدا ہوئے۔

**زکریا بن یوحنا:** ابن عساکر نے زکریا کو یہود شافاظ (پندرہویں بادشاہ بنی اسرائیل) کی طرف منسوب کیا ہے اور زکریا بن یوحنا اور یہود شافاظ کے درمیان بارہ پشتیں عبرانی الفاظ میں لکھی ہیں اس کے بعد یہ کہا ہے کہ یہی پدر یحییٰ نبی علیہ السلام ہیں جو بنی اسرائیل سے ایک نبی تھے۔

**یوسف بن یعقوب بن ماٹان:** یعقوب بن یوسف نجاری کی کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مٹان یعنی ماٹان داؤد علیہ السلام کی نسل سے تھا اور اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یعقوب تھا اور دوسرے کو یواقیم کہتے تھے۔ یعقوب بن ماٹان سے یوسف پیدا ہوا۔ مریم کا خطیب (نسبتی شوہر اور چچا زاد بھائی تھا) اس کے چار لڑکے یعقوب، یوشا، بیلوت، یہوذا اور ایک لڑکی مریم تھی یہ سب پہلے بیت اللحم میں رہتے تھے پھر وہاں سے ناصرہ چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی تھی کیونکہ نجاری سیکھ لی تھی اور اسی سے بسراوقات کرتے تھے اس وجہ سے نجار کے لقب سے مشہور و معروف ہو گئے۔

**حضرت مریم کی پیدائش:** یواقیم نے حنہ ہمشیرہ ایساع زوجہ زکریا بن یوحنا سے عقد کر لیا جب تیس برس تک حنہ سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو یواقیم نے جناب باری میں دعا کی کہ مریم پیدا ہوئیں اس طرح مریم یواقیم کی لڑکی ہیں اور یواقیم ماٹان کا لڑکا ہے اور ماٹان سبط سلیمان ابن داؤد بن اسحاق ابن ابراہیم علیہ السلام سے ہے اس صورت میں اس کا اعتراض کہ قرآن پاک میں مریم ابدۃ عمران (یعنی مریم بیٹی ہیں عمران کی) لکھا ہے یہ جواب کافی ہو سکتا ہے کہ عمران ہی کو عبرانی زبان میں یواقیم کہتے ہیں اور یہ کثیر الوقوع ہے کہ ایک شخص کے دو نام ہوا کرتے ہیں۔

**حضرت مریم کی کفالت:** طبری روایت کرتا ہے کہ حنہ مادر مریم حاملہ نہ ہوتی تھیں اس وجہ سے انہوں نے جناب باری میں یہ نذر کی کہ ”اگر میں حاملہ ہوئی تو اپنے لڑکے کو محرر کر دوں گی“ یعنی اسے دنیاوی امور سے آزاد کر کے محض تیری عبادت کے لئے مخصوص کر دوں گی۔ چنانچہ حنہ کا وضع حمل ہوا اور جناب مریم پیدا ہوئیں۔ حنہ انہیں ایک کپڑے میں



لیٹ کر مسجد لائیں اور عباد کو دے دیا۔ کاہنوں نے مریم کے لینے میں اختلاف کیا اور یہ کہا کہ بیت المقدس کی مجاورت عورت نہیں کر سکتی۔ تب زکریا نے انہیں جواب شافی دے کر روکا اس کے بعد ان کی کفالت اور پرورش میں جھگڑا شروع ہوا جس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ کیا گیا۔ قرعہ میں حضرت زکریا کا نام نکلا انہوں نے مریم کی تکفیل کی اور انہیں مسجد کے ایک گوشہ میں ٹھہرایا جس میں سوائے زکریا کے اور کوئی نہیں جاسکتا تھا۔ مریم مسجد میں بہ تعلیم زکریا عبادت میں مصروف ہو گئیں اور اس قدر عبادت میں مستغرق ہوئیں کہ لوگ تمثیلاً ان کا ذکر کرنے لگے۔ اثناء عبادت میں مریم پر عجائبات اور کرامات بھی ظاہر ہوئے جن کا ذکر کلام پاک میں آ گیا ہے۔

**حضرت یحییٰ کی پیدائش:** ایشاع زوجہ زکریا بانجھ تھیں دونوں میاں بی بی ضعیف ہو گئے تھے اور کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا۔ زکریا نے جناب باری میں لڑکے کے ہونے کی دعا کی اور یہ گزارش کی کہ ”وہ لڑکا ایسا ہو جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو سکے یعنی نبی ہو“۔ اللہ جل شانہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ چنانچہ یحییٰ پیدا ہوئے۔ جناب موصوف زمانہ حکومت ہیرودس میں پیدا ہوئے جنگل و بیابان میں رہتے تھے ٹڈی اور شہدان کی خوراک تھی۔ اونٹ کے بالوں کا آپ کپڑا پہنتے تھے اور چمڑے کا کمر بند ہوتا تھا۔ یہود نے بیت المقدس کے کاہنوں کا آپ کو سردار مقرر کیا۔

**حضرت یحییٰ کی شہادت:** اس کے بعد اللہ جل و علیٰ ذکرہ نے نبوت مرحمت فرمائی آپ کے زمانہ میں یہود پر قدس شریف میں اظہیس بن ہیرودس حکومت کر رہا تھا۔ جو اپنے باپ ہیرودس کے نام سے مشہور اور معروف تھا۔ یہ نہایت شریر اور فاسق تھا۔ اس نے اپنی بھانج کو گھر میں ڈال لیا اور اسے اپنی بی بی بنا لیا۔ حالانکہ اس کی بھانج صاحب اولاد تھی چونکہ یہ امر یہودیوں کی شریعت میں جائز نہ تھا۔ اس وجہ سے علماء یہود اور کاہنوں نے جن میں یحییٰ بھی تھے۔ اس کے اس فعل سے بیزاری اور نفرت ظاہر کی۔ ہیرودس نے ان سب کو مع یحییٰ کے قتل کر ڈالا۔

**حضرت زکریا کے متعلق مختلف روایات:** اس کے علاوہ لوگوں نے یحییٰ کے قتل کے اور بہت سے اسباب ظاہر کئے ہیں لیکن زیادہ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے۔ علماء تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ وقت شہادت یحییٰ زکریا زندہ تھے یا نہیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ جب یحییٰ قتل کر دیئے گئے تو بنی اسرائیل نے زکریا کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ لیکن آپ جان کے خوف سے بھاگ کر ایک باغ میں پہنچے اور ایک درخت میں چھپ گئے لیکن چادر کا ایک گوشہ باہر رہ گیا۔ جس سے لوگوں کو اس حال سے آگاہی ہوئی۔ انہوں نے آ رہے سے اس درخت کو مع زکریا کے دو ٹکڑے کر ڈالا اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ زکریا شہادت یحییٰ سے قبل انتقال فرما چکے تھے اور جو درخت میں جا چھپے تھے اور جنہیں یہود نے دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ وہ شعیا نبی ہیں اور ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ علماء نے ان کے مدفن میں بھی اختلاف کیا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ بیت المقدس میں مدفن کئے گئے اور یہی صحیح ہے۔ ابو عبید بسند سعید ابن مسیب بیان کرتا ہے کہ بخت نصر جب دمشق سے آیا اور اس نے یحییٰ بن زکریا کے خون کو جوش زن پایا تو اس نے اس خون پر ستر ہزار آدمیوں کو قتل کیا جس سے اس خون کا جوش رک گیا۔ لیکن یہ روایت نہایت مشکوک معلوم ہوتی ہے کیونکہ یحییٰ اور مسیح علیہما السلام ایک ہی زمانہ میں تھے اور یہ امر باتفاق ثابت ہو چکا

یحییٰ کو یوحنا بھی کہتے ہیں یہ نہایت سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اور سامان دنیا ان کی نظروں میں بالکل بیچ تھا۔ مذہب محقق یہ ہے کہ انہیں لڑکپن ہی میں نبوت مل گئی تھی جیسا کہ یہ آیت کریمہ ((یحییٰ خذ الکتاب بقوة و آیتناہ الحکم)) جیسا ظاہر ہوتا ہے۔



ہے کہ یہ بخت نصر کے بہت زمانہ بعد میں ہوئے ہیں۔

**حضرت زکریا کی شہادت:** اسرائیلیات میں یعقوب بن یوسف نجار کی تالیف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہیرودس نے زکریا کو اس وقت قتل کیا ہے جب کہ مجوس جناب ایشوع (عیسیٰ) کو ڈھونڈنے آئے تھے۔ ہیرودس نے زکریا علیہ السلام سے ان کے لڑکے یوحنا (یحییٰ) کو ان کے لڑکوں کے ساتھ قتل کئے جانے کے لئے طلب کیا۔ جو بیت اللحم میں قتل ہو رہے تھے۔ لیکن اس سے پہلے ان کی ماں ان کو لے کر سفاء کی طرف بھاگ گئی تھیں اور اس کے خوف سے وہیں روپوش تھیں۔ زکریا نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ وہ اپنی ماں کے ہمراہ ہیں۔ ہیرودس نے آپ کے اس جواب کو کافی نہ سمجھ کر پہلے سختی کی۔ اس کے بعد جناب موصوف کو شہید کر ڈالا اور کچھ روز بعد خود بھی مر گیا۔ واللہ اعلم

**حضرت مریم کو بشارت:** مریم سلام اللہ علیہا کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد میں عبادت کرتی تھیں اللہ جل شانہ نے انہیں ولایت سے مشرف فرمایا۔ لوگوں نے ان کی نبوت میں اختلاف کیا ہے۔ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ نبوت مردوں کے لئے مخصوص ہے ((کما قال ابو الحسن الاشعری)) اور دلائل فریقین اپنے مواقع پر موجود ہیں۔ ان کے ذکر کرنے کا یہ موقع نہیں ہے۔ بہر کیف ملائکہ نے مریم کو برگزیدگی کی بشارت دی کہ بغیر واسطہ عادت انسانی کے تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ نبی ہوگا۔ مریم کو اس سے تعجب ہوا ملائکہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے کرنے پر قادر ہے۔ مریم یہ سن کر خاموش ہو رہیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدائے پاک کا یہ ایک معجزہ ہے۔

**یعقوب بن یوسف نجار کی روایت:** یعقوب بن یوسف نجار اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مریم کی عمر بھی آٹھ برس کی بھی نہ ہوئی تھی کہ اس سے پہلے حنہ انتقال کر چکی تھیں اور یہ بنی اسرائیل کے مذہب میں داخل تھا کہ جب کوئی عورت طریقہ ازواج کو ناپسند کرتی تھیں تو اس پر ہیکل کی مجاورت فرض ہو جاتی تھی۔ اللہ جل شانہ نے یہ الہام کیا کہ ”اولاد ہارون جمع کی جائے اور مریم ان کی طرف رجوع کی جائیں جس کے عصا سے کوئی علامت ظاہر ہو اس کے سپرد کی جائیں اور یہ اس کی زوجہ کے مشابہ (منگیتی بیوی) ہوں گی۔ لیکن وہ ان سے حسب عادت انسانی تعلق نہیں پیدا کر سکے گا۔ یوسف نجار بھی اس مجمع میں تھا۔ اس کے عصا سے ایک کبوتر سفید رنگ کا نکل کر اس کے سر پر بیٹھ گیا۔ زکریا نے یوسف سے کہا کہ ”یہ تیری منگیتی بیوی ہے لیکن تو اس کے ساتھ زن شوئی کا تعلق پیدا نہیں کر سکے گا۔“ یوسف یہ سن کر بکراہت تمام مریم کو اپنے ہمراہ لے کر ناصرہ کی طرف چلا گیا۔ مریم کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی یہ اپنے منگیتی شوہر کے ساتھ ناصرہ میں رہنے لگیں۔ ایک روز پانی لانے کے لئے چشمہ پر گئیں اس مقام پر ایک فرشتہ ظاہر ہو کر آپ سے ہمکلام ہوا اور ولادت عیسیٰ کی بشارت دی۔ جیسا کہ قرآن پاک سے بنص صریح ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ بلا تعلق بشری حاملہ ہوئیں اور زکریا کے پاس بیت المقدس گئیں لیکن وہ ان کے پہنچنے سے پہلے انتقال کر چکے تھے۔ اس وجہ سے مریم پھر ناصرہ واپس آئیں۔ یوسف یہ حمل دیکھ کر سخت متعجب ہوا اس نے اپنے منہ کو طمانچوں سے لال کر لیا۔ کیونکہ کانہوں نے اس سے تعلق بشری پیدا نہ کرنے کی شرط لی تھی۔

۱۔ مقدس متی نے حضرت مریم سے بلا واسطہ عادت انسانی حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے کو اپنی انجیل میں یوں تحریر کیا ہے ”یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم یوسف سے منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وہ ہم بستر ہوں وہ روح القدس سے حاملہ پائی گی“ (پہلا باب آیت ۱۸) اس لئے...



**فرشتہ کی بشارت:** مریمؑ نے یوسف کو اس واقعہ سے آگاہ کیا مگر اس کو ان کے کہنے پر یقین نہ ہوا۔ تب فرشتہ نے خواب میں آکر کہا ”یہ حمل روح القدس سے ہے تو اسے اپنے میں لے لے۔ یوسف خواب سے بیدار ہو کر مریم کے پاس آیا اور تعظیماً اسے سجدہ کیا اور اپنے گھر لے گیا۔“ انجیل متی میں یہ واقعہ یوں لکھا ہے کہ جب یوسف نے مریم سے اپنی منگنی کی تو اس نے مریم کو حاملہ پایا اس سے پہلے کہ وہ اس سے ہم بستر ہو۔ یوسف نے بدنامی اور رسوائی کے خوف سے اس کو چھوڑ دینے کا قصد کر لیا تھا۔ مگر خداوند کریم کے فرشتہ نے خواب میں اس پر ظاہر ہو کر کہا کہ تو اسے قبول کر لے اور اسے اپنے پاس رکھنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس سے پیدا ہونے والا ہے وہ روح القدس سے ہے۔ کیونکہ یوسف نیک نہاد اور سچا تھا اس نے اس خواب کو سچا پا اور کر لیا اور یسوع اس کے یہاں پیدا ہوئے۔ انتھی

**طبری کی روایت:** طبری کہتا ہے کہ مریم اور یوسف ابن یعقوب چچا زاد بہن بھائی تھے اور یہ دونوں بیت المقدس کی مجاورت کرتے تھے اور شبانہ روز وہیں رہتے تھے۔ سوائے قضائے حاجت کے اور کسی وقت بیت المقدس سے باہر نہ آتے تھے۔ جس وقت ان کا پانی ختم ہو جاتا تھا اس وقت قریب ترین مقامات سے پانی لے جاتے تھے اور ایک روز اتفاق سے مریم پانی لینے کے لئے آئیں اور یوسف ان سے پیچھے رہ گیا۔ مریم پانی لینے کے لئے ایک گڑھے کے اندر گئیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے اسی وقت ظاہر ہو کر کہا:

إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا

”میں بے شک تیرے خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تجھ کو ایک لڑکا ہونہار دوں۔“

**ولادت مسیح:** وہب ابن منبہ سے مروی ہے کہ جبرائیل نے مریم کے پیراہن میں پھونک دیا جس کا اثر رحم تک پہنچ گیا اور عیسیٰ کا حمل رہ گیا۔ یوسف نجار جو مریم کا قرابت دار تھا اور ان کے ساتھ جبل صیہون کی مسجد میں عبادت کر رہا تھا۔ یہ حمل عجوبہ دیکھ کر گھبرایا اور اسے اس حمل کا سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ مریم اس کی نظروں سے کسی وقت غائب نہ ہوتی تھیں۔ اس نے اس عجوبہ حمل کا سبب دریافت کیا۔ مریم نے قدرت باری کا حوالہ دیا۔ یوسف یہ سن کر خاموش ہو گیا اور اسی سرگرمی سے مسجد کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس عجوبہ حمل کی اطلاع ایضاً مریم کی خالہ کو ہوئی اتفاق سے وہ بھی حاملہ تھیں اور یحییٰ ان کے بطن مبارک میں تھے۔ ایضاً نے کہا کہ میں یہ دیکھتی ہوں کہ جو میرے حمل میں ہے وہ اسے سجدہ کرتا ہے جو مریم کے پیٹ میں ہے۔ اس کے بعد یہودیوں کے خوف سے مریم کو بیت المقدس سے جانے کا حکم ہوا چنانچہ یوسف انہیں اپنے ہمراہ لے کر مصر کی طرف چلا۔ اثناء راہ میں دروزہ اٹھا اور وضع حمل ہوا۔ یوسف انہیں گدھے پر سوار کر کے لایا اور لوگوں سے اس راز کو پوشیدہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیحؑ بارہ برس کے ہوئے اور ان پر کرامت ظاہر ہونے لگیں اور لوگوں

..... ہم آیت میں جو لکھا ہے کہ (اس سے پہلے وہ ہم بستر ہو) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد اس کا اعجازی حمل کے شاید حضرت مریم یوسف سے ہم بستر ہوئی ہوں حالانکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ یوسف نے بعد تقدس اور اس بزرگی بہ سبب جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے مریم کو مرحمت فرمائی تھی ان کا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا۔ چنانچہ اسی خیال سے بعض علماء مسیحی نے اس آیت سے اس فقرہ کو (قبل اس کے کہ وہ ہم بستر ہوں) بعض نسخوں سے قصداً نکال ڈالا ہے تاکہ مریم کی دو شیزگی ثابت رہے۔

۱۔ چونکہ مؤرخ نے مضامین انجیل سے لئے ہیں اس وجہ سے اس کا اردو ترجمہ انجیل مورجہ اردو سے نہیں ملتا اگرچہ مضمون موجود ہے۔

۲۔ ایسوع معرب یسوع کا ہے جس کے معنی نجات دینے والے کے ہیں جو حضرت مسیح کا علم ہے اور بمنزلہ ذاتی نام کے شمار کیا جاتا ہے اس لئے.....



میں یہ واقعات مشہور ہو چلے۔ تب مریم کو یہ حکم ہوا کہ وہ عیسیٰ کو لے کر ایلیا (بیت المقدس) واپس جائیں۔ چنانچہ مریم حضرت عیسیٰ کو لے کر بیت المقدس آئیں اور یہاں ان سے معجزات ظاہر ہونے لگے۔ بیمار ان کے پاس آتے تھے اور اچھے ہو جاتے تھے۔ لوگ غیب کے حالات پوچھتے تھے۔

**بیت اللحم کے لڑکوں کا قتل عام:** طبری بروایت سدی لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بیت المقدس کے قریب شرقی بیت اللحم میں پیدا ہوئے تھے۔ ابن عمید مؤرخ نصاریٰ کہتا ہے کہ ولادت یحییٰ بن زکریا کے تین مہینے بعد اور حکومت ہیرودس کے اکیسویں سال اور اغشطش قیصر کے ۳۲۔ جلوس میں حضرت مسیح پیدا ہوئے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ جب مریم یوسف سے منسوب ہوئیں تو وہ بغرض اخفاء حمل انہیں اپنے ہمراہ لے کر بیت اللحم چلی گئیں۔ وہیں آپ نے وضع حمل کیا۔ ایک جماعت مجوس<sup>۱</sup> (جن کو بادشاہ فارس نے بھیجا تھا) دریافت کرتے ہوئی ہیرودس کے پاس آئی کہ بڑا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے ہم اسے سجدہ کرنے کے لئے آئے ہیں اور ہیرودس سے وہ سب باتیں ظاہر کر دیں جو کانہیں اور علوم نجوم نے ولادت عیسیٰ کی علامتیں بتلائی تھیں اور یہ بھی کہہ دیا کہ کچھ کم یا زیادہ برس ہوئے وہ بیت اللحم میں پیدا ہو گیا ہے۔ اغشطش قیصر نے جب یہ واقعہ مجوسیوں سے سنا تو اس نے ہیرودس سے دریافت کیا۔ ہیرودس نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کیا۔ یوسف نجار بحکم الہی اس سے پہلے عیسیٰ اور ان کی ماں مریم کو لے کر مصر چلا گیا تھا اور وہیں بارہ برس تک ٹھہرا رہا۔ اسی اثناء میں حضرت مسیح سے کرامات ظاہر ہوئیں۔ پھر جب ہیرودس مر گیا جو مسیح کے قتل کی فکر میں تھا تو بالہام خدا یوسف عیسیٰ اور مریم کو ایلیا واپس لے آیا۔ غرض اس طرح خداوند کی یہ پیشین گوئی کہ جو اشعیا نبی کے معرفت ہوئی تھی کہ میں نے تجھے مصر سے بلایا ہے پوری ہوئی۔

**حضرت مریم اور عیسیٰ کی روانگی مصر و مراجعت:** یعقوب بن یوسف نجار کی کتاب میں لکھا ہے کہ جب یوسف نجار بخیاں اخفاء راز یروشلیم سے نکل کر چلا تو اثناء راہ میں درداٹھا۔ قریب بیت اللحم میں پہنچ کر ایک غار میں وضع حمل کیا اور لڑکے کا نام ایشوع رکھا۔ جب یہ دو برس کے ہوئے تو پورب سے مجوسی آئے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہیرودس نے جناب مسیح کے خوف سے بیت اللحم کے لڑکوں کو قتل کرانا شروع کر دیا لیکن اس سے پہلے یوسف عیسیٰ اور اس کی ماں کو بالہام الہی سے مصر لے کر چلا گیا تھا۔

.... ہم مقام پر بعضے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اشعیا نبی نے خبر دی تھی کہ کنواری جو بیٹا جنے گی اس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے ساتھ خدا۔ لیکن مسیح کا نام یہ نہیں رکھا گیا بلکہ یوسف نے بالہام فرشتہ یسوع نام رکھا اس صورت میں یسوع مسیح پر یہ پیشین گوئی صادق نہ آئی لیکن یہ اعتراض معترض کے نادانیت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یسوع حضرت مسیح کا اسم ذاتی ہے اور عمانوئیل اسماء صفات سے ہے۔

۱۔ بیت اللحم یہودیہ کے شہروں میں بہت چھوٹا اور کم حیثیت کا شہر ہے بیت المقدس سے جنوب کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے مگر بوجہ ولادت مسیح یہودیہ کے تمام شہروں سے زیادہ محترم ہے۔ عیسائی اس شہر میں حج کے لئے جاتے ہیں اور وہاں کے مجاور مسیح کی پیدائش کی جگہ اور ایک مہد دکھلاتے ہیں کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تھے تو اسی مہد میں رکھے گئے تھے واللہ اعلم۔

۲۔ جس لفظ کا ترجمہ اس مقام پر مجوس کیا ہے انگریزی ترجمہ میں وہاں ویزمن کا لفظ ہے جس کے معنی دانا آدمی کے ہیں اور رومی لفظ جی ہے جس سے محیش نکلا ہے مگر درحقیقت وہ لوگ جو آئے تھے مجوسی نہ تھے بلکہ قدیم حکماء کے فرقہ سے تھے جو حکمت و نجوم ہیئت میں کامل اور اپنے مذہب میں مقتدا اور پیشوا سمجھے جاتے تھے۔



**حضرت عیسیٰ کے معجزے:** دو برس تک مصر میں رہا۔ جب ہیرودس مر گیا تو فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہو کر واپسی کا حکم دیا۔ چنانچہ یوسف مصر سے واپس آ کر ناصرہ میں آٹھرا اور یہیں جناب مسیح سے خوارق عادات مثل اجباء موتی (مردوں کا زندہ کرنا) اور کوڑھیوں کا اچھا کرنا اور چڑیوں کو پیدا کرنا ظاہر ہونے لگیں۔ اس کے بعد یوحنا معتمد (یعنی یحییٰ بن زکریا علیہ السلام) بیابان سے آئے تو توبہ کرنے کی منادی کی لوگوں کو دین کی طرف بلایا۔ مسیح ناصرہ سے آئے اور یوحنا سے اردن کے کنارے ملاقات کی یوحنا نے انہیں اصطباغ (پتسمہ) دیا اور وہ اس وقت تیس برس کے تھے۔ اس کے بعد وہ بیابان کی طرف چلے گئے اور عبادت اور نماز اور ہبانیت میں مصروف ہوئے اور اپنے ان بارہ تلامذہ کو منتخب کیا۔ سمعان پطرس (شمعون بیٹر) اندراوس (اندریاہ) یعقوب بن زیدی۔ یوحنا بن زیدی، فیلیس (فلپ) بڑو تو ماوس (برتھلمی) 'توما (تہوماہ) متی باجدار۔ یعقوب ابن حلفاء (الفی) تداوس (لسی عرف تہدی) سمعان القنانی (شمعون الکتنانی) یہوذا الاسخریوطی (یہودا۔ یشر بولی)

**حضرت عیسیٰ کی تعلیمات:** کچھ عرصہ بعد ہیرودس ثانی نے یوحنا (یعنی یحییٰ بن زکریا) کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور وہ نابلس میں دفن کر دیئے گئے اور مسیح نماز روزہ اور تمام قربانیوں کی تعلیم دینے لگے۔ بعض اشیاء کو حلال اور بعض کو حرام کیا۔ جب ان پر انجیل نازل ہوئی اور ان سے خوارق عادات اور معجزات ظاہر ہو چلے تب ان کا ذکر اطراف و جوانب میں پھیل گیا اور اکثر بنی اسرائیل ان کی پیروی کرنے لگے۔

**روسائے یہود کی مخالفت:** روسائے یہود جو دنیاوی کثافتوں میں مبتلا ہو کر دینی امور کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ مسیح کے قتل کرنے کا باہم مشورہ کرنے لگے۔ مسیح نے اپنے حواریوں کو جمع کر کے سب کو رات بھر اپنے پاس رکھا اور اثناء وعظ میں یہ فرمایا کہ بے شک تم میں سے بعض میرا انکار کریں گے۔ اس سے قبل کہ مرغ تین آوازیں دے اور تم میں سے ایک شخص مجھے معمولی قیمت پر فروخت کر کے اس قیمت کو کھائے گا اس کے بعد تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے۔ یہودی چونکہ آپ کی تلاش میں تھے۔

**حضرت عیسیٰ کی گرفتاری:** اتفاق سے شمعون حواری راہ میں مل گئے یہودیوں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ انہوں نے مسیح کی پیروی سے انکار کیا یہودیوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اس کے بعد یہود الاسخریوطی نے تیس درہم لے کر مسیح کا پتہ بتا کر اس مکان تک پہنچا دیا جہاں جناب موصوف شب کو رہتے تھے۔ یہودی انہیں گرفتار کر کے فلاطس نبطی سپہ سالار قیصر کے پاس لے گئے اور ایک گروہ کاہنوں (مجاوروں) کا بلایا گیا۔ اس نے کہا کہ ”یہ ہمارے دین کو برباد کرتا ہے اور ہمارے اسلاف کو برا کہتا ہے اور حکومت و سلطنت کا مدعی ہے تم اس کو قتل کر ڈالو“۔

**حضرت عیسیٰ کے قتل کا حکم:** فلاطس نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی۔ روسائے یہود چلا کر کہنے لگے کہ ”اگر تو ہماری خواہش کے مطابق یسوع کو نہ قتل کرے گا تو ہم اس کی اطلاع دربار قیصری میں کر دیں گے فلاطس یہ سن کر گھبرا گیا اور اس نے ان کے قتل کا حکم دے دیا عیسیٰ نے اس سے پہلے حواریوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ یہود کو میرے بارے میں شبہ واقع ہوگا۔

**مصلوب حضرت عیسیٰ:** چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ یہود نے انہیں اپنی دانست میں قتل کر ڈالا اور سولی دے دی اور سات



روز تک سولی پر رکھا۔ جنابہ مریم روتی ہوئیں صلیب کے پاس آئیں۔ عیسیٰ بھی وہاں آئے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ مریم نے کہا کہ مجھے تمہاری حالت پر رونا آتا ہے۔ عیسیٰ نے جواب دیا کہ اللہ جل شانہ نے مجھے اٹھالیا ہے اور مجھے مطلقاً کوئی تکلیف نہیں پہنچی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس میں انہیں شبہ واقع ہو گیا ہے آپ میرے حواریوں سے فلاں مقام پر ملنے کو فرما دیجئے۔

**حضرت عیسیٰ کی حواریوں کو ہدایت:** چنانچہ حواریان مسیح مسیح سے مقام معینہ پر ملنے کے لئے گئے۔ آپ نے ان سب کو اطراف و جوانب میں تبلیغ احکام الہی کے لئے مقرر فرمایا۔ جیسا کہ پہلے مقرر کر چکے تھے علماء نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ حواریوں میں سے رومہ کی طرف پطرس کو روانہ کیا اور تالبعین میں سے پولیس (پولوس) کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ارض سودان و حبشہ اور اس کے مضافات میں متی باجدار کو اور اندراوس کو بابل میں اور مشرق میں تو ما کو اور ملک افریقہ کی طرف قیلیس کو اور افسوس قریہ اصحاب کہف اور یروشلم میں یوحنا کو اور ممالک عرب و حجاز میں برتو ماوس کو اور سرزمین برقہ و بربر میں شمعون اتقانی کو مقرر کیا۔

**حواریان مسیح:** ابن اسحاق کہتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے بقیہ حواریوں کو ستانا شروع کیا اور انہیں ایذا پہنچانے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ خبر قیصر کے کانوں تک پہنچی۔ سپہ سالار فلاطس نے بھی حضرت عیسیٰ کے معجزات اور حالات ان کے ساتھ یہودیوں کی شرارت اور کینہ اور یوحنا کے قتل کے واقعات لکھ بھیجے۔ قیصر نے فلاطس کو اس فعل سے یہود کو باز رکھنے کی سخت تاکید کی۔ غرض حواریان مسیح ان ممالک کی طرف چلے گئے۔ جن کی جانب مسیح نے انہیں بھیجا تھا۔ پس بعض قوموں نے ان کی تصدیق کی اور دین عیسوی میں داخل ہوئیں اور بعض نے انہیں جھٹلایا۔ یعقوب بن زبدی رومہ گئے ان کو غالوس قیصر نے قتل کر ڈالا اور شمعون کو قید کر ڈالا پھر کچھ عرصہ بعد چھوڑ دیا تب وہ انطاکیہ چلے گئے۔ اس کے بعد زمانہ فلودیش قیصر میں پھر رومہ آئے۔ اکثر رومیوں نے انکی اتباع کی، بعض بیگمات قیصرہ ان پر ایمان لائیں۔ شمعون کے کہنے سے قدس شریف آئیں اور لصیب کی لکڑی کو جس پر مسیح کو صلیب دی گئی تھی مزبلہ سے نکالا اور حریر وغیرہ میں لپیٹ کر روم لے گئیں۔

**کتابت انجیل:** پطرس اور پولس جنہیں مسیح نے رومہ کی طرف بھیجا تھا وہ دونوں رومہ جا کر ٹھہرے اور دین عیسوی کی تعلیم دیتے رہے۔ وہیں پطرس نے زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اسے اپنے شاگرد مرقس کی طرف منسوب کیا اور بیت

۱۔ میرا خیال یہ ہے کہ حضرت مسیح نے صرف یہودیوں کو نصیحت کی اور یہودیوں کے سوا اور کسی کو نہیں سمجھایا اور بحالت حیات اپنے شاگردوں کو سوائے یہودیوں کے اور کسی کو نصیحت کرنے کو نہیں فرمایا جیسا کہ آیت ۲۶۱۹ باب ۱۱۵ اعمال اور آیت ۲۳ باب ۱۵ متی سے ثابت ہوتا ہے لیکن بعد کو آپ کے حواری اطراف و جوانب میں گئے اور اکثر قومیں حضرت پر ایمان لائیں۔

۲۔ پطرس حواری جن کو انگریزی میں سامین کہتے ہیں۔ ٹیڈا کے رہنے والے تھے سب سے پہلے یہی مسیح پر ایمان لائے تھے اور پھر انہوں ہی نے سب سے پہلے مسیح کا انکار کیا۔ مسیح نے اخیر وقت یروشلم جاتے ہوئے پطرس سے کہا تھا اے شیطان مجھ سے دور ہو تو میرے لئے ٹھوکر ہے کیونکہ تو خدا کی نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کی فکر کرتا ہے اور پھر فرمایا جو میرا انکار کرے گا میں اپنے باپ کے سامنے انکار کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے وقت صلیب جان کے خوف سے یہود کے روبرو مسیح کی شاگردی سے تین بار انکار کیا۔ حق یہ ہے کہ بحالت موجودگی مسیح پطرس نے زیادتی کی اور مسیح کے اٹھائے جانے کے بعد سخت مخالفت کی ان کے حکم کے برخلاف غیر بنی اسرائیل کو ملت مسیح کی دعوت دی اور یہ بات بتائی کہ مجھے مکاشفہ ہوا ہے اور روح القدس لے.....



المقدس میں متی نے اپنی انجیل زبان عبرانی میں لکھی۔ لوقا نے انجیل رومہ میں لکھ کر اکابر روم کے پاس بھیجی اور یوحنا تین زبدی نے رومہ میں تحریر کی۔

**مذہب شریعت عیسوی:** اس کے بعد حواریوں اور ان کے رسولوں کا ایک جلسہ ۱۰۰ء میں ہوا اور انہوں نے باجماع و اتفاق اپنے دین کے لئے قوانین شرعیہ بنائے اور اسے **فلیمطس شاگرد پطرس** کی رائے سے مرتب کیا۔ ان کی کتب قدیمہ سے یہ کتابیں ہیں۔ توریث پانچ اسفار کتاب یوشع بن نون، کتاب القضاة، کتاب راعوث، کتاب یہوذا، اسفار الملوک (چار کتابیں) سفر بنیامین، سفر المقبا سین (تین کتابیں) کتاب عزیر الامام، کتاب اشیر۔ کتاب حصہ ہامان، کتاب ایوب صدیق، مزامیر داؤد التبی، کتاب سلیمان ابن داؤد (پانچ) نبوات الانبیاء الصغار والکبار (سولہ کتابیں) کتاب یوشع بن شارخ اور کتب جدیدہ یہ ہیں چاروں انجیلیں۔ کتاب القتالیقون (سات رسائل) کتاب بولس (چودہ رسائل) ایرکیس (یعنی رسولوں کے قصص جسے اقلیمد کہتے ہیں) آٹھ کتابیں جس میں رسولوں کے اوامر و نواہی کا ذکر ہے کتاب النصاری الکباز بنام بطارقہ جو بلاد معینہ میں دین مسیحی کی تعلیم دے رہے تھے۔ جیسا کہ رومہ میں پطرس حواری تھے۔ جنہیں مسیح نے اس طرف روانہ کیا تھا اور بیت المقدس میں یعقوب نجار اور اسکندریہ میں مرقس شاگرد پطرس اور بزنطیہ (قسطنطیہ) میں

..... ہم نے ہدایت کی ہے چنانچہ اسی بناء پر اولاً کرنیلیا والوں کو عیسائی کیا (آیت ۷، باب دہم اعمال) اور یہ ایسی مخالفت تھی کہ اس سے ممتحنوں کو حیرت ہوئی کہ غیر ممتحن پر بھی روح القدس کی بخشش ہوئی۔ اسی روز سے غیر قومیں بھی عیسائی ہونے لگیں اور اب تک یہی عمل خلاف انجیل عیسائیوں میں جاری ہے اور ان کے بانی یہی پطرس ہیں جب ان کا یہ حال ہے تو ان کی انجیل کا کیا اعتبار رہا۔

۱۔ متی کی انجیل میں اختلاف ہے اکثر علماء متقدمین مسیحی کا یہ قول ہے کہ یہ انجیل عبرانی میں لکھی گئی جو اب موجود نہیں ہے اور یونانی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اور علماء متاخرین مسیحی کا مختار قول یہ ہے کہ یہ انجیل عبرانی اور یونانی دونوں میں لکھی گئی مگر ہم لوگ یقین کرتے ہیں کہ یہ انجیل دراصل عبرانی میں لکھی گئی اور یہ یونانی انجیل اصل عبرانی کا ترجمہ ہے۔ مگر ترجمہ کا حال معلوم نہیں کہ کون تھا اور کب اور کہاں اس کا ترجمہ ہوا۔ اس انجیل کے وقت تالیف میں بہت بڑا اختلاف ہے اس کی تالیف کا کوئی وقت معین نہیں معلوم ہوتا بہر کیف یہ سن ۷۰ء یا ۳۸ء یا ۳۲ء یا ۳۸ء یا ۶۱ء یا ۶۲ء یا ۶۳ء یا ۶۴ء عیسوی میں تالیف ہوئی۔ فاسٹن جو چوتھی صدی کے آخر میں تھا اور پروفیسر بارجرمنی کہتا ہے کہ یہ انجیل متی کی تصنیف نہیں اس کے علاوہ باب ۹ آیت ۹) یسوع نے وہاں آگے بڑھ کر متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہو لے اور وہ اس کے پیچھے ہولیا خود گواہی دیتی ہے کہ یہ متی کی تصنیف نہیں ہے۔

۲۔ لوقا مصنف انجیل ثالث پولوس کا شاگرد ہے پولوس مقدس کا حال یہ ہے کہ وہ عروج و رفیع مسیح تک حضرت سے بڑی دشمنی رکھتا تھا اور لوگوں کو ان کے برخلاف برا بیچتے کرتا تھا مگر عروج و رفیع مسیح کے بعد وہ اپنے پر نزول روح القدس کا دعویٰ کر کے اور عیسائی بن کر حواریوں سے جا ملا ان بیچاروں نے ان کے شر سے بچنے کی غرض سے اسے قبول کر لیا یہ شخص اسرائیلی نہ تھا اس نے شریعت موسوی کو کلیتہً منادیا اور صاف حکم دے دیا کہ اگلا قانون چونکہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (آیت ۸، باب ۷ خط عبرانیاں) اور پاکوں کے لئے سب کچھ پاک ہے (آیت ۱۴، باب چہارم خط رومیاں) اور جو ناپاک جانتا ہے اس کے لئے ناپاک ہے پس جس کے استاد کا یہ حال ہو اس کے شاگردوں کا کیا پوچھنا ہے۔

۳۔ یوحنا بن زبدی حواری کا زمانہ تصنیف انجیل بھی نہایت مجہول ہے۔ بلکہ آیت ۲۳، باب ۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے اسکا ذلن اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ بے شک انجیل یوحنا مدرسہ اسکندریہ کے کسی طالب علم نے لکھی ہے اور ہارن صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ فرقہ الوجین نے جو دوسری صدی میں تھا اس انجیل اور تصانیف یوحنا سے انکار کیا ہے۔ ان کے علاوہ عیسائیوں کے جو فرقے الوہیت مسیح کے منکر ہیں وہ سب ان کے منکر ہوں گے اور اس کے محرف بتائیں گے کیونکہ اسی میں مسئلہ تثلیث ہے اور جناب موسیٰ کو چور اور ڈاکو کہا ہے (آیت ۱۰، انجیل یوحنا) حالانکہ حواریاں مسیح میں سے کوئی شخص اس کا قاتل نہ تھا۔



اندر اس وغیرہ تھے۔

**بطریق:** اس دین و مذہب کے مالک کو جو ان کے مراسم مذہبی کا قائم رکھنے والا ہوتا ہے بطریق کہتے ہیں وہی ان کی ملت کا سردار مسیح کا خلیفہ مانا جاتا ہے وہی اپنے نائبین اور خلفاء کو اطراف جوانب ممالک بعیدہ میں تعلیم دین سیکھی کے لئے روانہ کرتا اور یہ لوگ اسقف یعنی بطریق کے نائب کہلاتے ہیں اور واعظین کو قسبیس اور متولی نماز کو جاثلیق اور مسجد کے منتظم کو شامشہ اور تارک الدنیا کو جو خلوت میں بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا ہے راہب اور قاضی کو مطران کہتے ہیں۔ ایک زمانہ بعید تک مصر میں کوئی اسقف نہیں رہا۔ یہاں تک کہ وہدس نامی گیارہواں اسقف اساقفہ اسکندریہ سے مصر آیا۔

**بطریق رومہ (پوپ):** چونکہ اساقفہ بطریق کو آبا اور قسوس اساقفہ کو ابا کہتے ہیں اس وجہ سے اسم اب مشترک سمجھ کر تمیز کی غرض سے بطریق اسکندریہ کے لئے بابا (پوپ) کا اسم مختص کیا گیا اور وہ اسی نام سے مشہور ہوا کچھ عرصہ بعد یہ لقب بطریق رومہ کو دیا گیا کیونکہ وہ رسول مسیح اور بڑے حواری پطرس کا قائم مقام تھا۔ چنانچہ رومہ کا بطریق اس وقت تک اسی لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

**پطرس کا قتل:** پھر فلودیش مصر کے مرنے کے بعد نیرون قیصر تخت نشین ہوا۔ اس نے پطرس (حواریوں کے سردار) اور پولس کو قتل کر ڈالا اور پطرس کے بجائے رومہ میں ارنوس کو مقرر کیا اور مرقس انجیلی شاگرد پطرس جو اسکندریہ میں سات برس سے دعوت دین مسیحی کر رہا تھا اسے بھی قتل کرا کے صینینا کو متعین کیا۔ یہی حواریوں کے بعد سب سے پہلے بطریق ہوا ہے۔ نیرون ہی کے عہد حکومت میں یہود نے یعقوب نجار اسقف بیت المقدس پر دفعتاً حملہ کر کے عہد شکنی کی تھی اور صلیب کو ایک مزبلہ میں دفن کر دیا تھا۔ ہیلانہ مادر قسطنطین نے اسے نکالا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ نیرون قیصر نے یعقوب نجار کی جگہ اس کے چچازاد بھائی شمعون بن کہا فا کو بیت المقدس کا نائب بطریق مقرر کیا اس کے بعد قیصرہ اس دین و ملت کے اختیار کرنے اور چھوڑنے میں مختلف ہو گئے۔

**قسطنطین کا قبول عیسائیت:** یہاں تک کہ قسطنطین بانی شہر قسطنطنیہ کا زمانہ آیا اور اس کی ماں ہیلانہ نے ۳۲۲ء میں جلوس قسطنطین میں دین مسیحی اختیار کیا اور صلیب کے مقام پر آئی اور اس لکڑی کو دریافت کیا جس پر بزعم یہود مسیح مصلوب ہوئے تھے۔ لوگوں نے بتایا کہ صلیب فلاں مقام پر دفن ہے جہاں پر ان دنوں شہر بھر کا کوڑا، میلا، نجس چیزیں اور مردار جانور پھینکے جاتے ہیں۔ ہیلانہ نے اس لکڑی کو نکلوا کر دھلوا یا اور عطریات سے معطر کر کے ریشم اور زرد دوزی کپڑوں میں لپیٹ کر تبر کا اسی مقام پر نصب کرا کے ایک کلیسہ بھی وہیں بنوایا۔

**مسجد بنی اسرائیل کا انہدام:** اس خیال سے کہ یہیں مسیح کی قبر ہے اور وہی مقام اب تمامہ کے نام سے مشہور ہے اور اس نے مسجد بنی اسرائیل کو مسمار کر کے یہ حکم دے دیا کہ صحرا میں جس پر قبہ ہے اور جو یہود کا قبلہ ہے شہر کا کوڑا اور میلا اور مردار جانور پھینکے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اسے پاک و صاف کرایا۔ مورخین نے ولادت مسیح سے صلیب کے نکلے جانے تک کے زمانہ کو تین سو اٹھائیس برس میں محدود کیا ہے واللہ اعلم



**عیسائیت میں تثلیث:** ایک مدت تک عیسائی اور ان کے بطریق اور اساقفہ دین مسیحی کے قائم رکھنے پر اسی طرح قائم رہے جیسا کہ حواریوں نے قوانین و عقائد اور احکام مذہبی مقرر کئے تھے۔ اس کے بعد ان کے عقائد میں اختلاف ہو گیا اور شریعت و پابندی احکام شرعی سے بالکل علیحدہ ہو کر تثلیث کے قائل ہو گئے۔ حالانکہ حواریان مسیح عیاذ اللہ ایسے نہ تھے اور اس غلطی کی وجہ سے مسیح کا ظاہری کلام ہے۔ کیونکہ عیسائیوں نے اس کی تاویل نہ کی اور نہ اس کے معانی سمجھ سکے۔ مثلاً بزعم عیسائی مسیح نے وقت صلیب کہا تھا کہ میں اپنے اور تمہارے باپ کے پاس جاتا ہوں یا یہ کہا تھا کہ تم ایسی ایسی نیکیاں کرو تاکہ اپنے آسمانی باپ کے بیٹے بنو یا یہ کہ انجیل میں بحق مسیح ابن الوحید (اکلوتا بیٹا) کہا گیا ہے۔ جس بنا پر شمعون نے مسیح کو ابن اللہ حقیقہ مان لیا۔ پس جبکہ ظاہری الفاظ سے یہ بات مان لی گئی تو عیسائیوں نے یہ گمان کیا کہ عیسیٰ ابن مریم قدیمی باپ سے پیدا ہوئے اور اس کا اتصال مریم کے ساتھ ایک روح کے ذریعہ سے ہوا ہے جو کہ جسد مسیح میں حلول کر گئی تھی۔ پس جسم اور روح کے مجموعہ کا نام بیٹا ہوا اور وہ ناسوت کلی قدیم ازلی ہے اور مریم سے الہ ازلی پیدا ہوا۔ قتل اور صلیب جسم پر واقع ہوا ہے اور ان دونوں کو وہ ناسوت اور لاہوت سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک مدت تک عیسائی اس عقیدہ کے معتقد رہے۔

**بدعات کا آغاز:** کچھ عرصہ بعد ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور نصرانیت میں طرح طرح کے بدعات ظاہر ہونے لگیں اور ان کے اقوال کفریہ یونانیوں بڑھتے گئے ان میں ابن ولقیان بہت ہی سخت اور تند مزاج تھا۔ اساقفہ اور بطریق اپنے مقلدین سے ان خیالات کو دفع کرتے رہے یہاں تک کہ یونس شمیسانی بطریق انطاکیہ زمانہ حکومت افلودیش قیصر کے بعد ظاہر ہو کر خدائے یکتا کی وحدانیت کا قائل ہوا اور اس نے کلمہ اور روح کا انکار کیا ایک گروہ نے اسکی متابعت کی جب وہ مر گیا تو اساقفہ نے پھر اپنے قول کی طرف رجوع کر لیا اور اسکے مذہب کو چھوڑ کر اسی تذبذب کی حالت میں زمانہ قسطنطین بن

۱۔ عیسائی مؤرخ اس کے قائل ہیں کہ شروع سے عیسائی تثلیث کے قائل چلے آتے ہیں اور باپ اور بیٹے اور روح القدس تینوں کو خدا مانتے رہے ہیں اور اب تک اس فرقہ کو کیتھولک کہتے ہیں یعنی عام مذہب۔ لیکن مسلمان مؤرخ اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ ماہ عیسائی خدا کی وحدت کے قائل تھے۔ تثلیث کا مسئلہ تیسری یا چوتھی صدی میں رواج پذیر ہوا ہے۔ مگر میرے نزدیک پہلی ہی صدی سے حضرت مسیح کے بارے میں اختلاف شروع ہوا ہے گو اس کا اثر اس وقت کچھ نہ ہوا کیونکہ ان کی پیدائش اور خلقت ایسی ہی تھی جس سے اختلاف کا ہونا ضروری تھا جو شخص ان کی ظاہری صورت دیکھتا تھا وہ یہ یقین کرتا تھا کہ وہ انسان اور رسول اللہ اور ابن مریم ہیں اور جو یہ خیال کرتا تھا کہ یہ بلا سبب ظاہری پیدا ہوئے اور مردوں کو زندہ کرتے ہیں تو وہ یہ کہہ اٹھتا تھا کہ یہ اللہ اور ابن اللہ ہیں۔ اگرچہ عیسائی بھی اس کے قائل ہیں کہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک ایسا فرقہ تھا جو مسیح کو نہ حقیقہ انسان جانتا تھا بلکہ خدا کا بیٹا یعنی روح اللہ اور پیغمبر یعنی رسول اللہ کہتا تھا۔ اسمعیل ابوالقدانے اس فرقہ کا نام تاریخ میں عانا تھ لکھا ہے۔

۲۔ شہنشاہ قسطنطین (کالستین ٹین) چوتھی صدی عیسوی میں ہوا ہے اس سے قبل عیسائیت میں جھگڑے پھیل چکے تھے چنانچہ پہلی صدی میں عیسائیوں کا ایک فرقہ مسیح کی الوہیت کا قائل نہ تھا۔ بلکہ وہ انہیں خدا کا پیغمبر جانتا اور توریت کے اہم کام کی پابندی کرتا تھا اور فرقے عیسائی مؤرخ کے قول کے موافق تثلیث کے قائل تھے۔ مگر پہلے فرقہ والے اس صدی میں کیا بلکہ دوسری صدی تک گرجے سے علیحدہ نہیں کئے گئے۔ دوسری صدی میں ایک فرقہ قطنارین کے نام سے مشہور ہوا مگر درحقیقت یہ کسی فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ جنہیں یونانی عیسائی کہتے تھے انہیں یہودی حقارت سے نظارین یعنی ناصری یا نصرانی کہتے تھے یہ فرقہ مسیح کو روح اللہ اور کنواری کے پیٹ سے پیدا ہونے کا یقین کرتا تھا اور شریعت موسوی کے احکام ایک اعتدالی حالت پر بجا لاتا تھا۔ اسی صدی میں ایک اور فرقہ نوائی اس سمرناولا کا ایک اور سلبیس کا پیرو تھا۔ پہلا فرقہ اس بات کا قائل تھا کہ خدا واحد ہے جو پاک کہلاتا ہے وہ ایک آدمی میں جو عیسیٰ اور بیٹا پارا جاتا ہے حلول کر گیا اور دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ خدا کی الوہیت کا ایک حصہ جدا ہو کر انسان یعنی خدا کے بیٹے میں آ ملا اور روح القدس الوہیت کا اک۔ ویسا ہی جزو ہے۔ تیسری صدی میں ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو بلیس کی پیروی کرتا تھا اس کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسیٰ کے لئے.....



قسطنطین تک رہے۔ اس کے عہد حکومت میں اسکندروس (الیگزینڈر) اسکندریہ کا بطریق تھا اور اریوش (ایریس) اسی گرجے کا ایک عہدیدار (اسقف) تھا وہ اس بات کا قائل تھا کہ بیٹا باپ سے بالکلیہ جدا ہے بلکہ وہ خدا کی مخلوقات میں سے ہے اور حادث ہے اور اس نے ازلی باپ کی سپردگی سے خلق کو پیدا کیا ہے۔ اس لئے باپ ازلی علت اول اور ازلی ہے اور بیٹا اصلیت اور درجہ میں اس سے کمتر اور حادث ہے اور اسی کے ذریعہ سے بیٹے نے تمام دنیا کو پیدا کیا۔

**عیسائی علماء کی پہلی کونسل:** اسکندریہ دس نے اس رائے سے مخالفت کی اور ایک گشتی خط اطراف و جوانب کے اساقفہ کو لکھ بھیجا۔ ان لوگوں نے قیصر قسطنطین کو اس کا ذمہ دار مقرر کیا۔ چنانچہ اس کے حکم سے ۱۹۔ جلوس قیصری مطابق ۳۲۵ء میں ایک کونسل منعقد ہوئی دور دراز ممالک سے علماء مسیحی بحث و مناظرہ کے لئے آئے اس کونسل میں اریوش کی رائے رد کی گئی اور اسکندروس کی اس رائے کو کہ بیٹا (عیسیٰ) باپ کی اصلیت کے برابر ہے۔ قیصر قسطنطین نے تسلیم کر کے اریوش کی تکفیر کی اجازت دے دی اور اسے گرجے میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ اسی مجمع میں اسکندروس کی خواہش کے مطابق دو ہزار تین سو چالیس گرجا کے عہدے داروں کی موجودگی میں ایک محضر لکھا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ تمام عیسائی اس کونسل کے ٹھہرائے ہوئے اعتقاد کے معتقد ہوں۔

**نیقیہ (نسیس) میں کونسل کا انعقاد:** یہ کونسل شہر نیقیہ (نسیس) میں منعقد ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے اسے مجمع نیقیہ کہتے ہیں۔ اس کونسل کے صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ اور اسطانس بطریق انطاکیہ اور فقار یوس اسقف بیت المقدس تھے۔ سلطوس بطریق رومہ خود نہیں آیا تھا اس نے اپنی طرف سے نیابتاً ایک قسیس بھیج دیا تھا۔ قیصر قسطنطین اسکندروس کی اس کا بروائی سے بہت خوش ہوا اور اپنی خوشنودی اسطور سے ظاہر کی اور اسے اپنی ایک انگوٹھی اور ایک تلواریں مرحمت کی۔

**کونسل کا متفقہ عقیدہ:** وہ عقیدہ متفقہ جو اس کونسل میں قرار پایا تھا جس کی بدولت اریوش گرجے سے نہیں بلکہ شہر سے بھی نکالا گیا تھا اور جس کا عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب ملل و نحل میں اور ابن عمید مؤرخ نصاریٰ نے نقل کیا ہے یہ ہے:

(( نومن باللہ الواحدہ الاحد الاب مالک کل شئی و صانع مایوی و مالایری و بالابن  
الوحید الیسوع المسیح ابن اللہ زکر الخلائق کلہا و لیس بمصنوع الہ حق جوہر ابیہ الذی  
بیدہ اتقنت العوالم و کل شئی الذی من اجلنا و من اجل خلاصنا بعثت العوالم و کل شئی الذی  
نزل من السماء و التحیل من روح القدس و ولد صلب مریم البتول و صلب ایام فلاطوس و  
دفن ثم قام فی الیوم الثالث و صعد الی السماء و جلس علی یمین ابیہ و هو مستعد للبحی قارۃ  
اخری بالقضاء بین الاحیا و الاموات و نومن بروح الحق الذی من ابیہ و بعمر دینہ و احدہ لا

..... ہم پیدا ہونے سے پہلے اس کا خدا کے سوا کچھ وجود نہ تھا مگر جب عیسیٰ پیدا ہوئے تو ایک روح خود خدا سے نکل کر ان میں آئی پس وہ ایک جزو خدا کی ہو گئی۔ اسی صدی میں ایک اور فرقہ ہوا جو یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ بیٹا اور روح القدس خدا میں اس طرح تھے جیسے انسان میں عقل اور قوت محرکہ عیسیٰ صرف آدمی پیدا ہوئے تھے مگر ان میں باپ کی دانائی اتر آئی تھی اس سبب سے ممکن ہے کہ عیسیٰ کو خدا کہہ سکیں۔ غرض کہ ان تینوں صدیوں میں تثلیث کے باب میں کوئی تصفیہ نہیں ہوا تھا اس وجہ سے چوتھی صدی کے اول میں بہت جھگڑا اٹھا اور الیگزینڈر ریشب اسکندریہ اور ایریس جو اس گرجے کا عہدہ دار تھا باہم ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور اسی فیصلہ کے لئے ۳۲۵ء میں شہنشاہ کانٹینین نے مقام نسیس میں واقع تہیا میں ایک کونسل منعقد ہونے کا حکم دیا۔



لغفران الخطایا و الجماعة قدسیة جائلیقة و القیام ابداننا بالحواة الدائمة ابدلابدین))

”ایمان لاتے ہیں ہم ایسے اللہ پر جو اکیلا یکتا باپ ہے مالک ہے ہر شے کا اور بنانے والا ہے ان چیزوں کا جو دیکھی جاتیں اور (ایمان لاتے ہیں ہم) اکلوتے بیٹے ایشوع مسیح خدا کے بیٹے پر جو تمام خلاق سے بہتر ہے اور مصنوع نہیں ہے سچا خدا ہے پیدا ہوا ہے اپنے باپ کے جوہر سے جس کے قبضہ میں سارا عالم ہے اور تمام چیزیں ہیں۔ یہ وہ ہے جس نے ہمارے لئے اور ہماری نجات کے لئے عالم اور ہر چیز کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہے کہ اس نے آسمان سے نزول فرمایا اور مجسم ہو اور روح القدس سے اور پیدا ہوا مریم بتول کے لطن سے اور زمانہ فلاطوس میں صلیب پر چڑھایا گیا اور دفن کر دیا گیا۔ پھر تیسرے روز اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کے دائیں جانب بیٹھا ہے اور وہ دوبارہ زندوں اور مردوں میں حکم کرنے کو آنے کے لئے مستعد ہے اور ایمان لاتے ہیں ایک عمودیہ (صلیب) پر گناہوں کی بخشش کے لئے اور جماعت قدسیہ مسیحیہ جائلیقہ اور (ایمان لاتے ہیں) اپنے بدوں کے ابدالاً بابتک بذریعہ حیات دائمہ قائم رہنے پر۔“

یہ پہلی کونسل تھی اسے جلسہ نیقیہ کہتے ہیں۔ اس سے اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حشر اجساد کے قائل تھے۔ حالانکہ اب نصاریٰ اس کے مخالف ہیں اور وہ لوگ بالاتفاق حشر ارواح کے معتقد ہیں اور اس کے عقیدہ کو وہ امانت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے ساتھ شرعی قوانین بھی وضع کئے گئے تھے اور وہ اسے ہمایوں کہتے تھے۔

اساقفہ کے اجتماع کا حکم: اسکندروس بطریق کونسل کے پانچ مہینہ بعد مر گیا اور جب ہلانہ مادر قسطنطین نے کلیسے بنوائے اور خود بادشاہ نے اس مذہب کو عزیز سمجھ کر دوبارہ اساقفہ کے جمع ہونے کا حکم دیا تو ایشانیوش بطریق قسطنطینیہ نے صور میں ایک کونسل منعقد کی۔ اس کونسل میں اثناش بطریق اسکندریہ بھی شریک تھا اور ایشانیوش وہ شخص ہے جسے اسکندروس نے کلیسہ اسکندریہ سے اریوش کے ساتھ علیحدہ کیا تھا اور اس کی وجہ سے نیقیہ کی کونسل ہوئی تھی اور کتاب الامانت لکھی گئی تھی۔ اس وقت اریوش اپنے مخالفت کی وجہ سے ایشانیوش کے ہمراہ کلیسہ سے باہر کیا گیا تھا اور یہ دونوں ملعون ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن کچھ روز بعد ایشانیوس نے دربار قیصری میں حاضر ہو کر اریوش اور اس کے عقائد سے برأت و بیزاری ظاہر کی۔ قیصر قسطنطین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے قسطنطینیہ کے گرجے کا بطریق بنا دیا۔

عیسائی علماء کی دوسری کونسل: جب یہ دوسری کونسل صور میں ہوئی اور ان میں اومانیوش بھی تھا جو عقائد اریوش کی تائید کر رہا تھا۔ اومانیوش بطریق قسطنطینیہ نے اثناش بطریق اسکندریہ کو عقائد اریوش پر بحث کرنے کی اجازت دی۔ اومانیوش نے کہا کہ اریوش کا یہ خیال نہیں ہے کہ مسیح نے عالم کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس امر کا قائل ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں جس سے وہ بغیر کسی ذریعہ سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ انجیل میں آیا ہے۔ اثناش بطریق اسکندریہ نے کہا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا مخلوق ہے اور وہ بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ہے اور جب وہ اس طرح پیدا کیا گیا ہے تو باپ نے گویا کسی کو پیدا نہیں کیا اور جب اس نے کسی کو پیدا نہیں کیا تو وہ اپنے کام میں دوسروں سے مدد کا خواہاں ہو اور خود بخود کسی شے کا خالق نہ ہو۔ حالانکہ وہ فی حد ذاتہ خالق ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اس سے منزہ و بری ہے اور اگر اریوش نے یہ خیال کیا ہے کہ باپ اشیاء کی تکرین کا قصد کرتا ہے۔ لیکن تنہا اس کی تکرین نہیں کرتا ہے تو اس نے بیٹے کا فعل کامل اور مکمل ٹھہرایا کیونکہ باپ کی صرف مشیت اور خواہش ہوتی ہے اور بیٹا اسے وجود میں لاتا ہے اور پیدا کرتا ہے اس معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور مکمل ٹھہرانا۔ اس



معنی سے بیٹے کا فعل کامل اور باپ کا ناقص ہوا اور اس کا بطلان یہی ہے۔ اس تقریر سے اریوش کا عقیدہ باطل ہو گیا لوگ اریوش کو مارنے لگے۔ لیکن مسیح کے ہمیشہ زادہ نے اسے بچا لیا۔ تاہم وہ گرجے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔

عیسائی علماء میں اختلاف! اس واقعہ کے دو برس بعد جب اوشانیوش مر گیا اور ممانعت کے باوجود رفتہ رفتہ اریوش کے عقائد نے ترقی کی تو اس کے مقلدین قیصر قسطنطین کی خدمت میں جمع ہوئے۔ اریوش کے عقائد کی خوبیاں بیان کیں اور یہ ظاہر کیا کہ نیقیہ کی کونسل نے اریوش پر سخت ظلم کیا تھا اور اس پر بے حد زیادتیاں کیں اور راہِ حق سے اس کہنے میں علیحدہ ہو گئے کہ باپ جو ہریت میں بیٹے کا مساوی ہے اس بحث و تقریر سے قیصر قسطنطین عقیدہ اریوش کا پابند ہوا چاہتا تھا لیکن کیراش (بیت المقدس) کے گرجے کے ایک عہدہ دار نے ایک طوفانی خط لکھا اور اریوش کے خیالات کی پابندی سے ڈرایا اور گرجے میں نہ داخل ہونے دینے کی دھمکی دی۔ جس سے قیصر نے مقلدین اریوش کے کہنے پر التفات نہ کیا۔ اس کے بعد ملوک قیصرہ مختلف الحال رہے کبھی کوئی کونسل کی متفقہ ایجاد کی ہوئی رائے کا پابند ہوتا تھا اور کبھی کوئی اریوش کی رائے پر عمل کرتا ہے اور ان ہر دو گروہوں کا غلبہ ایک دوسرے پر قیصر کے میلان طبیعت سے ہوتا تھا۔ بعض قیصران میں ایسے بھی گزرے ہیں جو اپنے مخالفین کے سخت دشمن ہوتے تھے اور انہیں زبردستی اپنے عقائد پر لانا چاہتے تھے اور ایسے بہت کم قیصر ہوئے ہیں جو ان دونوں گروہوں سے تعلق نہ رکھتے تھے اور ان دونوں کو بحالہ اپنے اپنے مذہب پر چھوڑ دیتے تھے۔

کونسل قسطنطنیہ: اس کے بعد ۲۵۰ء میں ایک اور کونسل مقام قسطنطنیہ میں اس غرض سے منعقد ہوئی کہ مقدونیوس اور سیلوس کے اس کلام پر غور کرے کہ مسیح کا جسم بغیر ناسوت کے ہے اور لاہوت نے اسے اس سے مستغنی کر دیا ہے۔ اس استدلال سے کہ انجیل میں واقعہ ہوا ہے کہ کلمہ گوشت ہو گیا ہے اور یہ نہیں کیا گیا کہ کلمہ انسان ہو گیا۔ ان دونوں نے باپ بیٹے کو ایک دوسرے سے افضل مان لیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ باپ قوت اور جوہریت میں غیر محدود ہے اس کونسل نے اس عقیدہ کو بطلان کا اشتہار اور مقدونیوس اور سیلوس کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا اور مجمع نیقیہ کے متفقہ عقیدہ میں ((نومن بروح القدس المنفی من الاب)) اور بڑھا کر یہ مشہور کر دیا کہ اب جو اس عقیدہ میں کچھ گھٹائے یا بڑھائے وہ ملعون سمجھا جائے گا اور گرجے میں داخل نہ ہونے پائے گا۔

مسیح ابن اللہ کا تصور: پھر اس کونسل کے چالیس برس بعد نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کے کلام پر غور کرنے کے لئے ایک اور جلسہ منعقد ہوا۔ نسطوریوس بطریق قسطنطنیہ کہتا تھا کہ مریم کے بطن سے خدا نہیں پیدا ہوا بلکہ انسان پیدا ہوا ہے ہاں وہ مشیت میں خدا کے ساتھ متحد ہو گیا ہے نہ کہ ذات میں اور وہ درحقیقت خدا نہیں ہے بلکہ خدا نے اسے اپنے جانب سے خدائی مرحمت فرمائی ہے یہ رائے جو نسطوریوس نے ظاہر کی وہ دراصل نادودس اسقف اور دیودوس اسقف کا عقیدہ تھا ان کے عقائد میں سے یہ بھی تھا کہ مریم سے جو پیدا ہے وہ مسیح ہے اور باپ سے جو پیدا ہوا ہے وہ ابنِ ازلی ہے اور ابنِ ازلی مسیحِ محدث میں حلول کر گیا۔ پس عطا و کرامت کے ذریعہ مسیح ابن اللہ کہا گیا اور ان دونوں میں مشیت اور ارادہ کی وجہ سے اتحاد ہوا ہے اس عقیدہ والوں نے گویا اللہ تعالیٰ کے لئے دو بیٹے ٹھہرائے ایک جو ہر ازلی اور دوسرا مسیحِ محدث۔

۱۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مورخ علامہ نے عیسائیوں کے تفرق و تعدد فرق (فرقوں) کو بلا لحاظ ترتیب ذکر کیا ہے کیونکہ پہلی کونسل جسے نیقیہ سے تعبیر کرتا ہے وہ چوتھی صدی میں ہوئی تھی اور یہ واقعہ تیسری صدی کا ہے بہر کیف عیسائی مذہب میں جو کچھ تغیرات واقع ہوئے ہیں وہ قابل ملاحظہ ہیں۔



نسٹور یوس بطریق کے عقیدہ کی مخالفت: نسٹور یوس کے اس عقیدہ کی خبر کرس بطریق اسکندریہ کو پہنچی اس نے اکلیمس بطریق رومہ اور یوحنا بطریق انطاکیہ اور یونانوس اسقف یروشلم کو لکھا۔ پھر ان سب نے متفق ہو کر نسٹور یوس کو ایک مراسلہ بھیجا اور دلائل سے اسے معقول کرنا چاہا۔ نسٹور یوس نے ان کے مراسلہ کا جواب دیا اور نہ اس نے اپنے قول سے رجوع کیا۔ اس وجہ سے انہوں نے شہر انسیس میں دو سو گرجوں کے عہدیداروں کو جمع کر کے اس عقیدہ کو باطل ٹھہرایا اور نسٹور یوس کی تکفیر کا فتویٰ دیا۔ چونکہ یوحنا بطریق انطاکیہ کا انتظار اس کونسل نے نہیں کیا تھا اور اس کی غیوبت میں یہ رائے ٹھہرائی گئی تھی اس وجہ سے اس نے ان کی مخالفت اور نسٹور یوس کے عقیدہ کی تائید کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بادونوس نے ان سب میں صلح کرادی اور یہ سب نسٹور یوس کی رائے سے متفق ہو گئے۔ لیکن پھر جب مشرقی گرجوں کے عہدہ داروں نے اپنے اپنے عقائد لکھ کر اس کے پاس بھیجے تو اس نے انہیں منظور و پسند کر لیا اور نسٹور یوس کو صعید (مصر) کی طرف نکال دیا۔ وہ اجیم میں جا کر ٹھہر گیا اور وہیں سات برس بعد مر گیا۔ اس کے عقائد عیسائیوں مشرق اور فارس، عراق، جزیرہ موصل میں فرات تک پھیل گئے۔

ویسٹورس بطریق اسکندریہ کا عقیدہ: گذشتہ کونسل کے بعد شہر خلقدونیہ میں ایک اور جلسہ منعقد ہوا جس میں چھ سو چونتیس عہدیداران گرجا شامل تھے۔ یہ جلسہ اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ ویسٹورس بطریق اسکندریہ کے عقائد پر غور کرے۔ ویسٹورس بطریق اسکندریہ کہتا تھا کہ مسیح دو جوہروں سے ایک جوہر مرکب ہیں اور ایک اقنوم (اصل مادہ) ہیں جو دو اقنوموں سے بنائے گئے ہیں اور ایک طبیعت ہیں جو دو طبیعتوں سے وجود میں آئی ہے اور ایک روح ہیں جو دو روحوں سے ماخوذ ہے حالانکہ اس وقت کے روساء ملت عیسویہ دو جوہروں اور طبیعتوں اور دو روحوں اور ایک اقنوم (اصل مادہ) کے قائل نہ تھے ویسٹورس نے عام علماء کے عقائد سے اختلاف کیا اور بعض گرجوں کے عہدہ داروں کو اپنے خیالات سے آگاہ کر کے اس کے مخالفین پر لعنت کا فتویٰ دیا۔ مرقیان قیصر چونکہ عام علماء اور پچھلے جلسوں کے متفقہ عقیدہ کا پابند تھا اس نے ویسٹورس کو قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا۔ مگر عہدہ داران گرجا کے کہنے سے رک گیا اور ان کے اشارہ سے ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں ویسٹورس بلایا گیا اور اس سے مناظرہ شروع ہوا۔ اثناء مناظرہ میں ملکہ قیصر نے ویسٹورس کو اپنی طرف مخاطب کرنا چاہا چونکہ وہ مناظرہ میں بے حد مصروف تھا۔ اس لئے اس نے اس کا جواب بے التفاتی سے دیا۔ جس سے قیصر کی ملکہ نے برہم ہو کر اسے ایک طمانچہ مار کر نکال دیا۔ اس کے بعد مرقیان قیصر نے اپنے ممالک مقبوضہ میں ایک عام فرمان بھیج دیا کہ جلسہ خلقدونیہ کا متفقہ عقیدہ نہایت صحیح اور واجب العمل ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ مستوجب قتل سمجھا جائے گا۔

فرقہ یعقوبیہ: ویسٹورس بہزار ذلت و رسوائی جلسہ سے نکل کر قدس شریف اور سرزمین فلسطین کی طرف چلا گیا۔ جہاں جہاں یہ جاتا تھا لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ لیکن چند دن بعد اس کی رائے نے شہرت پکڑی اور اس کے خیالات نے اس درجہ نشوونما پایا کہ اس کا ایک جداگانہ مذہب ہو گیا۔ اہل مصر اور اسکندریہ کے لوگوں نے اکثر یہی مذہب اختیار کر لیا اس مذہب والے یعقوبیہ کہلاتے ہیں۔

یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ: ابن عمید کہتا ہے کہ ویسٹورس کے مقلدین کو یعقوبیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ویسٹورس کا نام یعقوب بھی تھا اور یہ اپنے (مقلدین کو) لکھا کرتا تھا۔ ((من المسکین المتقی یعقوب)) اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے



شاگرد کا نام یعقوب تھا جس کی طرف یہ فرقہ منسوب کیا گیا ہے اور بعض دوسرے یہ لکھتے ہیں کہ شادیرش یعقوب بطریق انطاکیہ ویسقورس کے ایجاد کئے ہوئے عقیدہ کے سکھانے کے لئے بھیجا تھا اس وجہ سے اس مذہب والے اس کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔ واللہ اعلم

عیسائیت کے تین فرقے: ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کونسل خلدونیاہ کے بعد کلیسوں اور اس کے عہدہ داروں میں جدائی ہو گئی اور وہ سب ان تین فرقوں یعنی یقوبیہ، ملکیہ، نسطوریہ میں تقسیم ہو گئے۔

یعقوبیہ فرقہ وہ جو ویسقورس کے عقائد کا پابند ہے جسے ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔

ملکیہ وہ گروہ ہے جو کونسل نیقیہ اور خلدونیاہ اور اس کے بعد کے جلسوں کے متفقہ خیالات اور عقائد کی تقلید کرتا ہے

اور اسی کے عام عیسائی مقلد ہیں۔

نسطوریہ تیسری کونسل والے ہیں جو نسطوریوں کے تابع ہیں اور یہ لوگ اکثر مشرقی ممالک میں ہیں۔ یعقوبیہ اور

ملکیہ فرقے اور بادشاہوں کے میلان طبع اور ان کے کسی مذہب کو اختیار کرنے یا چھوڑنے کے لحاظ سے ایک فرقہ نشوونما پاتا

اور دوسرا فرقہ پستی میں پہنچ جاتا۔

مسئلہ تناخ: اس جلسہ میں ایک سو تیس یا ایک سو پینتیس برس بعد مقام قسطنطنیہ زمانہ حکومت یوسیطا تو س قیصر میں اس امر

کے فیصلہ کے لئے ایک جلسہ ہوا کہ قسطنطنیہ (ایک گرجے کا عہدیدار) تناخ کا قائل ہو گیا تھا اور حشر و نشر کا انکار کرتا تھا اور اس

کے علاوہ انقرا، الرہا کے گرجے کے اساقفہ اس کے قائل ہو گئے تھے کہ مسیح کا جسم مادی تھا۔ قیصر نے اس فیصلہ کو کرنے کے

لئے قسطنطنیہ میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ بطریق قسطنطنیہ نے کہا کہ اگر مسیح کا جسم مادی تھا تو وہ قابل قبول فنا ہے اور جو شخص فنا

ہونے کا قائل ہے تو اس کا قول و فعل بھی ایسا ہی ہے اور اس قسطنطنیہ نے کہا کہ مسیح مردوں میں سے اس غرض کے لئے اٹھے

گا کہ وہ بعثت اور قیامت کی تحقیق کرے اور جب یہ امر ثابت ہو گیا تو کوئی اس امر کا مخالف ہو سکتا ہے۔ اہل مجمع سے اس کا

جواب کچھ بن نہ پڑا۔ مجبور ہو کر انہوں نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا اور اسے مستوجب لعنت قرار دیا اور اسے بھی ملعون ٹھہرا دیا

جو اسکے عقائد کی پابندی کرے۔ غرض عیسائیوں کے فرقے اصول کے لحاظ سے ان تین گروہوں میں بٹ گئے واللہ اعلم۔

(مترجم) چونکہ عیسائی مذہب کے اختلافات جناب مسیح علیہ السلام کے رفعت کے بعد ہی سے کچھ ایسے بڑھ گئے تھے کہ جن سے

کوئی اصلی اور سچی بات مفہوم نہ ہو سکتی تھی اور یہ وہ اختلافات تھے کہ جن کا اثر نجات ابدی اور روحانی زندگی پر پڑتا تھا اور ان

اختلافات کا رفع ہونا منجانب اللہ ہدایت کے بغیر غیر ممکن تھا۔ اس لئے ۶۱۳ء میں وہ نبی آخر الزمان ظاہر ہوا جس کا ذکر موسیٰ

نے کیا اور جس کی خبر عیسیٰ نے دی اور جس نے حضرت مریم کے تمام بہتانوں کو رفع اور یہود و نصاریٰ کے اختلافات دور کر کے

تمام عالم کو منور کیا اور نہایت سچائی سے خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ بتایا۔ ((رب صل وسلم علی النبی الامی سید

المرسلین و الہ و اصحابہ اجمعین))

۱۔ علامہ مؤرخ کا یہ قول اور تقسیم ان کے اصول کا لحاظ ہے ورنہ ان تین فرقوں میں بہت اختلافات واقع ہوئے ہیں جس کے دیکھنے اور سننے سے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ ایک علیحدہ فرقہ ہے۔ عیسائی مؤرخین کا قاعدہ ہے کہ جو لوگ الوہیت مسیح کے منکر ہیں انہیں ناسک کا لقب دیتے ہیں اور جو لوگ تثلیث کے

منکر ہیں انہیں یونانی تیر بن یعنی توحید کے قائل اور جو لوگ تثلیث کے قائل ہیں ان کو میرینی ٹرین کہتے ہیں اور عام عیسائی انہیں لوگوں کو عیسائی سمجھتے ہیں۔

حالانکہ دوسرا فرقہ سچا عیسائی ہے۔



## باب : ۱۸

### فارس

کیانیہ: اہل فارس دنیا کے قدیم ترین گروہ سے ہیں یہ اپنے معاصرین سے قوت و شوکت میں بڑھے ہوئے تھے ان کی دو حکومتیں نہایت عظیم الشان تھیں ایک کا نام کیانیہ ہے۔ تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی زمانہ اور آغاز زمانہ تابعہ اور بنی اسرائیل کا ایک زمانہ تھا اور یہ تینوں حکومتیں ایک دوسرے کی ہم عصر تھیں یہ دولت کیانیہ وہی ہے جس پر اسکندر غالب آیا تھا۔

ساسانیہ: اور دوسری سلطنت کو ساسانیہ کسرویہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ملوک ساسانہ حکومت روم کی (جو شام میں تھی) ہم عصر تھی اور اسی پر مسلمانوں نے قبضہ حاصل کیا تھا۔ ان دونوں حکومتوں کے پہلے اور جو حکومتیں تھیں ان کے حالات نہایت مختلف اور دوسرے کے متعارض ہیں لیکن ہم ان کے وہی حالات بیان کریں گے جو ان میں شہرت پذیر ہیں۔

اہل فارس کا نسب: بلا اختلاف محققین اہل انساب اسی امر کے قائل ہیں کہ اہل فارس سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور انکا جد اعلیٰ جس پر ان کا سلسلہ نسب منتہی ہوتا ہے وہ فرس ہے اور وہ ایران ابن اشوذ ابن سام بن نوح کے لڑکوں میں سے ہے اور زمین ایران کو عربی میں عراق کہتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں اہل فارس ایران بن ایران بن اشوذ اور بخیاں بعض غنیم بن سام کی طرف نسبتاً منسوب ہیں اور توریث میں شاہ اہواز کا تذکرہ بنی غنیم کے ذکر میں آیا ہے اور اہواز بلاد فارس سے ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل فارس کا نسب لاوذ بن ارم بن سام اور بروایت بعض امیم بن لاوذ اور بخیاں بعض یوسف بن یعقوب بن اسحاق سے ملتا ہے۔ اس میں بھی بعض یہ تفریق کرتے ہیں کہ صرف ساسانیہ اسحاق کے لڑکوں میں سے ہیں اور وہ ترک کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں اور ان کا جد اعلیٰ منوشہر بن منشر بن فریس بن ترک ہے۔ ان اسماء کو مسعودی نے ایسا ہی نقل کیا ہے اور جیسا کہ دیکھے جاتے ہیں غیر محفوظ اور ناقابل الاعتبار ہیں۔

ایران بن افریدون: بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل فارس ایران بن افریدون کی اولاد سے ہیں۔ جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور اس سے پہلے فارس کے نام سے موسوم نہیں کئے جاتے تھے اور پہلا وہ شخص جو بلاد فارس کا بادشاہ ہوا ہے وہ ایران ہے اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں بادشاہت وراثتہ کرتی رہیں۔ اس کے بعد وہ خراسان کے مالک ہوئے اور حکومت نبط جرامقہ پر قبضہ کر لیا اور ان کی حکومت اسکندر یہ تک غرباً اور باب الابواب تک شمالاً وسیع ہو گئی۔ کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ زمین ایران وہی ہے جو زمین ترک ہے اور اسرائیلیں کا یہ خیال ہے کہ اہل فارس طیر اس بن یافث کی اولاد



سے ہیں اور ان کے نسبی بھائی بنی مازی ابن یافث ہیں اور یہ سب ایک ہی حکومت تھی۔

علماء فارس کی روایت: علماء فارس اور ان کے اہل انساب ان تمام روایتوں کے مخالف ہیں اور وہ اہل فارس کو کیومرث کی طرف نسبتاً منسوب کرتے ہیں اور وہ انہیں اپنا منہا نسب کہتے ہیں اور کیومرث کے معنی ابن الطین (مٹی کا لڑکا) بتاتے ہیں۔ ابتدائی ارض فارس میں رہتے تھے اور یہ زمین انہیں کے نام سے موسوم ہوئی اور ان کے نسبی بھائی اشوز بن سام ان کے ہمسایہ رہے اور وہ بروایت یہتی کرد و ولیم، خزر، نبط، جرمقہ ہیں۔ اس کے بعد ان کی حکومت اسکندریہ تک بڑھ گئی۔

ملوک شاہ فارس کے طبقات: اس عظیم الشان گروہ کے چار طبقے باتفاق مورخین بیان کئے جاتے ہیں۔ پہلے طبقہ کو پیشدادیہ<sup>۱</sup> (فیشدایہ) دوسرے کو کیانیہ تیسرے کو اشکانیہ (اشغانیہ) چوتھے کو ساسانیہ<sup>۲</sup> کہتے ہیں۔ ان کا زمانہ حکومت کیومرث (بادشاہ اول فارس) سے عہد حکومت یزدجرد (آخری بادشاہ فارس) تک جو زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مارا گیا چار ہزار دو سو اٹھاسی برس تک رہا۔ جیسا کہ ابن سعید نے کتاب تاریخ الامم تصنیف علی بن حمزہ اصفہانی سے نقل کیا ہے۔ اہل فارس کا یہ خیال ہے کہ کیومرث پہلا بادشاہ ہے جس نے ملکی انتظام کو مرتب کیا اور اس نے ہزار برس کی عمر پائی۔ مسعودی نے اس نام کو بکاف اول قبل یاء مثناة (یعنی کیومرث) لکھا ہے اور سہلی نے کاف کے بجائے جم تحریر کیا ہے۔

طبقہ اولیٰ ملوک فارس: تمام علماء فارس اس امر پر اتفاق کرتے ہیں کہ کیومرث<sup>۳</sup> ہی آدم علیہ السلام ہیں اور ان کا لڑکا منشا نامی تھا اور منشا کا سیاہ اور سیاہک سے افر اول پیدا ہوا اور سیاہک افر اول کے علاوہ چار لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں لیکن کیومرث کا نسلی سلسلہ صرف افر اول سے چلا اور باقیوں کی اولاد ختم ہو گئی جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ افر وال بن سیاہک کی پشت سے اوشہنک پیشداد (ہوشنگ) پیدا ہوا۔ افر وال کیومرث کے ملک کا وارث ہوا اور اس نے ساتوں اقلیموں پر حکومت کی۔

اوشہنک بن عابر: طبری بروایت ابن کلبی کہتا ہے کہ اوشہنک بن عابر ابن شالخ ہے اور پھر وہی کہتا ہے کہ اہل فارس کا یہ دعویٰ اور خیال ہے کہ اوشہنک آدم علیہ السلام کے دو سو برس بعد پیدا ہوا اور نوح علیہ السلام آدم علیہ السلام کے دو سو برس بعد پیدا ہوئے۔ اسی بناء پر اہل فارس نے اوشہنک اور نوح کو ایک شخص قرار دیا ہے لیکن اس نے اس سے اختلاف اور اس سے انکار کیا ہے۔ کیونکہ اوشہنک کی شہرت اس غلط واقعہ کے مخالف ہے اور بعض علماء فارس یہ کہتے ہیں کہ اوشہنک پیشداد مہلائل ہے اور اس کا باپ افر وال قین ہے اور سیاہک انوش اور منشا شیت اور کیومرث آدم علیہ السلام ہیں۔

کیومرث کے متعلق دوسری روایت: اور بعض علماء فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ کیومرث کو مر بن یافث بن نوح کو کہتے ہیں یہ نہایت معمر اور بوڑھا تھا اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر جبل دماوند (ملک طبرستان) میں آ کر مقیم ہوا اور اس کا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بعد فارس پر قبضہ حاصل کیا اور ایک عظیم الشان بادشاہ ہوا۔ اس نے بحالت حیات اپنے لڑکوں کو اطراف و جوانب کی طرف بھیجا اور انہوں نے بابل پر قبضہ کر لیا۔ کیومرث ہی نے سب سے پہلے شہر اور قلعے بنوائے اور گھوڑوں کو

۱ یہ طبقہ قدیم ہے ہر بادشاہ فیشدایہ کہلاتا تھا اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سیرت عدل ہے۔

۲ ساسانیہ کو کاسرہ بھی کہتے ہیں۔ اسلام اسی طبقہ پر غالب آیا تھا۔

۳ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیت علیہ السلام کو اموردین کا والی مقرر کیا تھا اور کیومرث کو دنیاوی حکومت کا افسر بنایا تھا۔ واللہ اعلم



سواری کے لئے پسند کیا۔ یہ آدم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس نے لوگوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اسے اس نام سے پکاریں۔ اہل فارس اس کے لڑکے کے ماوائے کی اولاد سے ہیں ابتدائے زمانہ سے اسی کی اولاد کی کیا نیہ اور کسرو یہ میں حکومت رہی یہاں تک کہ حکومت فارس کا خاتمہ ہوا۔

**طہمورث:** اہل فارس یہ روایت کرتے ہیں کہ اوشہنگ ہی مہلائل ہے اور اس نے ہند پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس کے بعد طہمورث بن انو جہان بن انکبد بن اسکبد بن اوشہنگ بادشاہ ہوا۔ بعضوں نے اسکبد کے بدلے نیشد اد لکھ دیا ہے اور درحقیقت یہ تمام عجیبی نام ہیں اسی وجہ سے اور نیا اصولاً روایت منقطع ہونے کے سبب سے ہم اس کی صحت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ ابن کلبی لکھتا ہے کہ طہمورث بابل کا پہلا بادشاہ ہے اور اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی اور یہ اپنی حکومت میں نہایت نیک اور منصف تھا اسی کے سنہ جلوس میں بیوراسپ ظاہر ہوا اور اس نے مذہب صائبہ کی بنا ڈالی۔

**جمشید:** علماء فارس کہتے ہیں کہ طہمورث کے بعد جمشید تخت نشین ہوا اس کے معنی ہیں شجاع یا شعاع شمس۔ یہ طہمورث کا حقیقی بھائی تھا یہی ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور نہایت نیک سیرت اور عادل تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد ظالم اور جابر ہو گیا اس کی موت سے ایک برس پہلے بیوراسپ نے اس پر خروج کیا اور گرفتار کر کے آ رہ سے چیر ڈالا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جمشید نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اس وجہ سے اس پر پہلے اس کے بھائی استور نے خروج کیا لیکن ناکام رہا۔ تب بیوراسپ اٹھا اور اس نے جمشید کی حکومت کا قلع قمع کر دیا اور سات سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن کلبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

**ضحاک:** طبری کہتا ہے کہ بیوراسپ سہی کو از دہاک کہتے ہیں جس کو عرب ضحاک کے نام سے موسوم کرتے ہیں یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ابونواس شاعر کے اس شعر میں ہے:

و کان منا الضحاک تعبده الجامل و الجن فی محاربھا

اور پھر طبری ہی روایت کرتا ہے کہ عجم کا یہ خیال ہے کہ جمشید نے اپنی بہن کا عقد اپنے خاندان میں سے کسی کے ساتھ کر دیا تھا اور اسے یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس سے ضحاک پیدا ہوا چنانچہ اہل یمن ضحاک کا نسب یوں بیان کرتے ہیں۔ ضحاک بن علوان بن عبیدہ بن عوتج اس نے اپنے بھائی سنان بن علوان کو مصر کا بادشاہ کر کے بھیجا تھا جو ابراہیم علیہ السلام کا فرعون تھا اور اہل فارس ضحاک کا نسب اس طرح لکھتے ہیں ”بیوراسپ (ضحاک) بن رتیرکان بن ویدوشناک بن فارس بن افروال“ اور بعض اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم پر بادشاہت کی یہ ساحر اور کافر تھا۔ اس نے اپنے باپ کو مار ڈالا اور یہ اکثر بابل میں رہتا تھا۔ ہشام کی روایت ہے کہ ضحاک جمشید کے بعد بادشاہ ہوا یہی ابراہیم علیہ السلام کا نمرود ہے اور اہل فارس کا نواں بادشاہ ہے۔ جبل ذمادند میں پیدا ہوا تھا۔

- ۱۔ طہمورث نہایت نیک مزاج تھا اور یہ اپنے دادا کی چال چلا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ فارسی میں کتابت کی اد امر الہی کا پابند تھا چالیس برس بعد مر گیا۔
- ۲۔ جمشید نے کیڑوں سے ریشم نکالا کاتب اور دربان مقرر کئے نوروز کو عید کا دن ٹھہرایا۔
- ۳۔ بیوراسپ جمشید کا عامل تھا اس نے اپنے زمانہ حکومت میں نیکی، محصل، فعی، ملائی، نکالی، سولی دینا ہاتھ پاؤں کا کاٹنا اسی کی ایجاد ہے اس نے ہزار برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ عہد میں ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سواد برغورد اس کا عامل تھا۔
- ۴۔ ضحاک ہم میں تھا جس کی عبادت اونٹ والے (یعنی) روڈ سا اور جن (یعنی بدوی) اپنی محرابوں میں کرتے تھے۔



**افریدون:** ضحاک نہایت مستعد اور بہادر تھا جب اس نے ہند پر فوج کشی کی اور خود لڑائی پر گیا تو افریدون نے زمانہ عدم موجودگی میں اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور واپسی کے وقت ضحاک اور افریدون میں لڑائی ہوئی ضحاک کا ادبار آ گیا تھا وہ ان لڑائیوں میں افریدون کے ہاتھ گرفتار ہو کر جبال دماند میں قید کر دیا گیا اور اس کی گرفتاری اور اس پر فتح یابی کے دن کو عید کا دن مقرر کیا۔ لیکن اہل فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہی خاندان جس میں حکومت چلی آ رہی تھی وہ اوشہنک اور جمشید کا تھا اور ضحاک یعنی ہوراسپ نے ان پر خروج کیا اور فتح یاب ہوا۔ اس نے بابل آباد کیا اور بنطیوں سے اپنی فوج تیار کی اور اہل عالم پر بزور جادو غالب آیا۔

**ضحاک کا قتل:** اصفہان کا ایک شخص عالی (کابی حداد) نامی اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جس پر اس نے جراب لٹکا کر جھنڈا بنایا اور لوگوں کو ضحاک کے خلاف ابھار کر اس سے لڑا جب ضحاک میدان جنگ سے بھاگا اس کی رائے سے بنی جمشید میں سے افریدون کو تخت نشین کیا۔ افریدون نے تخت پر بیٹھے ہی ضحاک کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا افریدون زمانہ نوح علیہ السلام میں تھا شاید اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ افریدون ہی نوح علیہ السلام تھے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جسے ہشام بن کلبی نے فارس کے اہل انساب سے نقل کیا ہے کہ افریدون جمشید کی اولاد میں سے تھا ان دونوں میں نو پشتوں کا فرق ہے اس نے دوسو برس سلطنت کی اور ضحاک کی تمام چھینی اور غضب کی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔

**سلطنت کی تقسیم:** افریدون نے حالت حیات ہی میں ملک کو اپنے تین لڑکوں میں تقسیم کر دیا بڑے لڑکے سرم (سلم) کو روم، شام، مغرب دیا۔ طوج (تور) کو ترک اور چین دیا۔ ایرج کو عراق، ہند، حجاز دیا۔ افریدون کے مرنے کے بعد سرم (سلم) اور طوج (تور) نے مل کر ایرج کو لڑ کر مار ڈالا اور اس کے ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اہل فارس یہ خیال کرتے ہیں کہ افریدون اور اس کی اوپر کی دس پشتیں اشکیاں کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرج کے دو بیٹے دندان اور اسطور یہ اور ایک لڑکی خورک نامی تھی جو افریدون کے مرنے کے بعد اپنے باپ ایرج کے ساتھ مارے گئے۔

**افریدون کا لقب "کے":** اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ افریدون نے پانچ سو برس حکومت کی اور اسی نے شمود اور بنط کے آثار سواد سے محو کئے اور ابتداء اسی نے اپنے کو (کے) سے مقلب کیا اور کے افریدون کے نام سے مشہور ہوا۔ (کے) کے معنی ہیں تنزیہ (یعنی مخلص اور متصل روحانیت سے) اور بعضوں نے اس کے معنی اور بھی بہت کچھ بیان کئے ہیں۔

**منوچہر اور افراسیاب:** چند دن بعد منوشہر (منوچہر) بن منشر بن ایرج نے زور پکڑا۔ یہ افریدون کی نسل سے تھا اس کی ماں اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھیں یہ سن شعور کو پہنچ کر اپنے چچاؤں سے لڑا اور انہیں مار کر بادشاہ بن بیٹھا اور بابل کو اپنا دار الحکومت بنایا فارس کو دین ابراہیم کی طرف مائل کیا۔ پھر افراسیاب بادشاہ ترک نے اس پر چڑھائی کی اور بابل ان سے چھین لیا اور طبرستان تک اس کا تعاقب کرتا چلا آیا۔ جب طبرستان بھی منوشہر (منوچہر) کو پناہ نہ دے سکا تو وہ طبرستان چھوڑ کر عراق کی طرف چلا گیا اور افراسیاب نے طبرستان پر بھی قبضہ کر لیا۔ افراسیاب کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ طوج (تور) بن افریدون کی نسل سے ہے جس وقت منوشہر نے طوج (تور) کو قتل کیا اور اس کے خاندان پر تباہی آئی اس وقت یہ چھپ

۱۔ اس جھنڈے کو درفش کاویان کہتے ہیں اہل فارس اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں یہ جھنڈا مسلمانوں نے چھین لیا تھا۔



کر بلاد ترک میں چلا گیا اور وہیں اس نے نشوونما پائی اور انہیں کے ملک سے نکلا۔ اسی وجہ سے افراسیاب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ طبری کہتا ہے کہ جب منوشہر بن مشرمر گیا تو افراسیاب بن اشک بن رستم بن ترک نے بابل پر قبضہ کر لیا اور مملکت فارس کو تہ و بالا کر دیا۔

زومر کا خروج: اس کے بعد زومر (زوایا زاب) بن طہمارست (طہماسپ) اور بروایت دیگر راسب بن طہمارست نے افراسیاب پر خروج کیا۔ زومر بن طہمارست نو واسطہ سے منوشہر کی طرف نسبتاً منسوب کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طہمارست اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر بلاد ترک میں چلا گیا اور وہیں اس نے عقد کر لیا تھا جس سے زومر پیدا ہوا اور سن شعور کو پہنچ کر افراسیاب کی مخالفت پر اٹھا اور لڑ کر اسے سلطنت فارس سے نکال دیا اور افراسیاب ترکستان چلا گیا۔

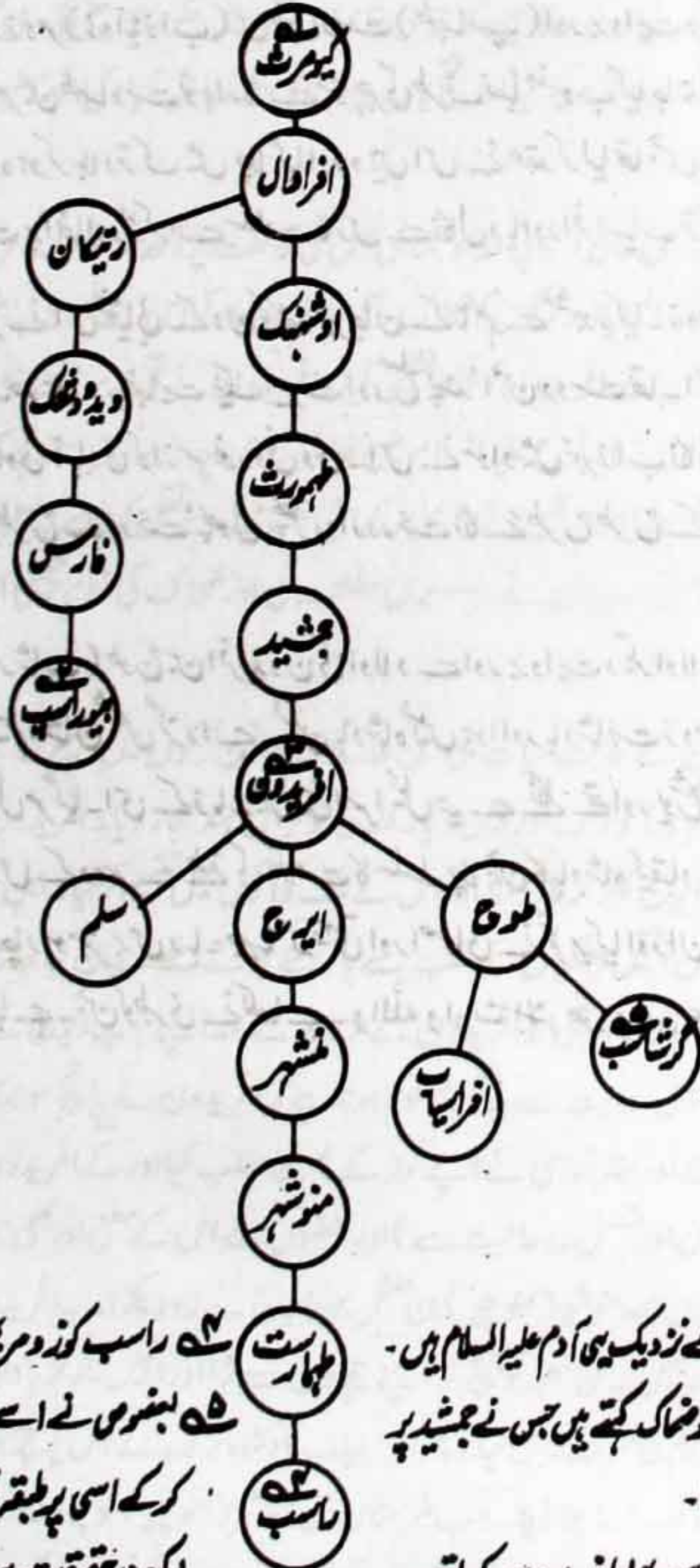
زومر کی بادشاہت: زومر نے اس فتحیابی کے دن کو عید مہر جان کے نام سے مشہور کیا۔ زومر کا فارس پر غلبہ اور قبضہ منوشہر کے مرنے کے بارہ برس بعد ہوا۔ یہ نہایت نیک سیرت اور صلح پسند امن دوست تھا۔ اس نے بابل کو بگڑی ہوئی حالت اور افراسیاب کی تباہ کی ہوئی آبادی کو از سر نو رونق دی۔ اس نے سواد میں نہر زاب نکالی اور اس کے کنارے پر شہر بسایا اور نام زواہی رکھا۔ ہر طرح کے درخت پھول پھل دار درخت لگائے طرح طرح کے کھانے ایجاد کئے، غنیمت کو اہل لشکر پر تقسیم کیا۔

کرشاسب: کرشاسب (گرشاپ) طوج بن افریدون کی اولاد سے اور بروایت دیگر اولاد منوشہر سے ہے اور اس کا نائب تہلا اہل فارس میں ایک عظیم الشان شخص گزرا ہے۔ لیکن بادشاہ نہیں ہوا اور بادشاہت زومر بن طہمارست کرتا تھا۔ زومر اپنی حکومت کے تیسرے سال مر گیا۔ اسی کے زمانہ میں بنی اسرائیل تہ سے نکلے تھے اور یوشع نے اریحا کو فتح کیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ملوک فارس کے دوسرے طبقے کی حکومت کا سلسلہ چلا جن کا بادشاہ کیقباد ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس طبقہ کا زمانہ حکومت دو ہزار چار سو ستر برس رہا۔ جیسا کہ بیہتی اور اصفحانی نے تحریر کیا اور ان کے بادشاہوں میں سے صرف انہیں نو بادشاہوں کو ذکر کیا ہے۔ جن کو طبری نے لکھا ہے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا

۱۔ کرشاسب کی نسبت مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ زوا کا نائب تھا اور بابل میں رہتا تھا اس نے بغاوت کر کے اسے ملک سے نکال دیا تھا اور بیس برس تک



## شہرہ ملوک طبقہ اولیٰ فارس



۱۰۰ راسب کوزومر بھی کہتے ہیں۔  
 ۱۰۱ بعضوں نے اسے ملوک فارس سے شمار  
 کر کے اسی پر طبقہ فیشتاد یہ کو ختم کیا ہے  
 لیکن درحقیقت یہ بادشاہ نہ تھا جیسا کہ  
 علامہ مولانا نے بیان کیا ہے۔

۱۰۲ ابن فارس کے نزدیک ہی آدم علیہ السلام ہیں۔  
 ۱۰۳ بیزاسپ کوشاک کہتے ہیں جس نے میشید پر  
 حملہ کیا تھا۔  
 ۱۰۴ سب سے پہلے افریدون کے لقب  
 سے ملقب ہوا۔



## طبقہ ثانیہ ملوکِ فارس

**کیقباد:** ملوکِ فارس کا دوسرا طبقہ کیانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے ہر بادشاہ کا نام کے کی طرف مضاف کیا جاتا ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ کیقباد ہے جو منوشہر سے چار پشتوں کے واسطے منسوب ہوتا ہے۔ اس نے روساء ترک میں اپنی شادی کی جس سے اس کے پانچ لڑکے پیدا ہوئے کے وانیہ، کیکاؤس، ارش، نیہ، کے فاسمن، طبری کہتا ہے کہ ملوکِ کیانیہ اور ترک میں اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں ان کا پہلا بادشاہ کیقباد، نہر بلخ کے قریب جسے ججون کہتے ہیں رہتا تھا۔ اس نے ترک کو زمین فارس پر آنے سے روکا سو برس حکومت کی۔

**کیکاؤس:** اس کے بعد کیکاؤس بن کنیہ بادشاہ ہوا۔ اس سے اور افراسیاب بادشاہ ترک سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں اس کا لڑکا سیاوخش مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھا اور عمر ذوالاذعار بادشاہ تباہ سے لڑنے کے لئے اس کے ملک گیا۔ جب عمر ذوالاذعار نے اسے گرفتار کر لیا تو اس کا وزیر رستم بن دستان لشکرِ فارس لے کر یمن پر چڑھ گیا اور عمر ذوالاذعار کو قتل کر کے کیکاؤس کو چھڑا لیا۔ طبری کی تحریر یہ شہادت دیتی ہے کہ کیکاؤس نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے لڑکے سیاوخش (سیاوش) کو تعلیم و تربیت کے لئے رستم بن دستان کے سپرد کیا۔ رستم جستان میں اس کا نائب تھا۔ اس نے سیاوخش کو گھوڑے کی سواری سکھائی اور لڑائی کی تعلیم دی۔ جب اس کی تعلیم و تربیت پوری ہو چکی تو باپ کے سامنے آیا اور امتحان میں پورا اترتا۔

**سیاوخش بن کیکاؤس کا قتل:** کیکاؤس کی بی بی آبرخ نامی دختر افراسیاب بادشاہ ترک اس پر عاشق ہو گئی۔ جب سیاوخش نے ملنے سے انکار کیا تو آبرخ نے کیکاؤس سے سیاوخش کی چغلی کر دی۔ کیکاؤس نے اپنے ہاتھ سے بیٹے کا قتل نامناسب خیال کر کے تھوڑی سی فوج دے کر افراسیاب سے لڑنے کے لئے بھیج دیا تاکہ اس کے ہاتھ سے مارا جائے مگر لڑائی نہ ہوئی صلح ہو گئی کیکاؤس نے یہ خبر پا کر لڑنے کے لئے لکھا۔ سیاوخش بد عہدی کو برا سمجھ کر باپ کے خوف سے افراسیاب کے پاس چلا گیا اس نے اپنی بیٹی سے اس کا بیاہ کر دیا۔ جب اسے حمل ٹھہر گیا تو اس نے جان کے خوف یا ملک کی تقسیم سے اپنی بیٹی کے ذریعہ سیاوخش کو قتل کروا ڈالا اور اپنی بیٹی کا حمل گرانا چاہا لیکن نہ گرسکا اس کے بطن سے خسرو پیدا ہوا، کیکاؤس نے یہ سن کر اپنی بہو اور پوتے کو چرا کر منگوا لیا۔

**کیکاؤس کی فوج کشی و گرفتاری:** بعض یہ کہتے ہیں کہ جب کیکاؤس کو اپنے بیٹے کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس

۱۔ اس کے زمانہ میں حزقیل، الیاس، المیع، شموئیل پیغمبر تھے۔ اس نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔

۲۔ بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ جب حمل گرانے سے نہ گرا تو اس نے اپنی بیٹی کو فیروان نامی ایک امیر کے سپرد کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ جب بچہ پیدا ہو تو مار تلے ....



نے نامی نامی سپہ سالاروں کے ساتھ فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بلاد ترک کو خوب پامال کیا اور ابنائے افراسیاب کو قتل کیا۔ طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بلاد یمین پر چڑھ آیا تھا۔ عمر ذوالاذعار نے حمیر اور قحطان کو ساتھ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور کیکاؤس کو شکست دے کر اسے گرفتار کر کے ایک کنوئیں میں قید کر دیا اور اس کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا۔

**کیکاؤس کی رہائی:** اس کے بعد بھتان سے رستم کیکاؤس کو چھڑانے کے لئے آیا اور ذوالاذعار کو شکست پر شکست دینے لگا۔ انجام کار رستم نے ذوالاذعار سے کیکاؤس کے واپس لینے پر صلح کر لی۔ چنانچہ رستم کیکاؤس کو یمین سے چھڑا کر بابل واپس آیا۔ کیکاؤس نے اس احسان کے بدلے رستم کو تمام قوانین اور اطاعت شاہی سے آزاد کر دیا اور اس کے بیٹھنے کے لئے چاندی اور سونے کا ایک تخت بنوا کر اپنے تخت کے برابر رکھوایا۔ بھتان اور ابستان جاگیر میں دیئے۔ یہ ڈیڑھ سو برس حکومت کر کے مر گیا۔

**کنخسرو بن سیاوخش:** کیکاؤس کے بعد بروایت طبری و مسعودی بہت ہی وعامہ مورخین اس کا پوتا کنخسرو بن سیاوخش تخت پر بیٹھا۔ سہیلی لکھتا ہے کہ کے خسرو تین بادشاہوں کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا تھا۔ پہلا کیکاؤس اس کے بعد اس کا بیٹا کے کینہ اس کے بعد اس کا لڑکا اجوا بن کے کینہ کے بعد اس کا چچا سیاوخش بن کیکاؤس بادشاہ ہوا۔ پھر ان تینوں بادشاہوں کے بعد کنخسرو بن سیاوخش تخت نشین ہوا۔ لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ تمام مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ سیاوخش اپنے باپ کی زندگی میں ترکوں کی لڑائی میں مارا گیا ہے۔

**افراسیاب کا قتل:** طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بن کے کینہ بن کیقباد نے کنخسرو کو اسی وقت اپنے بجائے تخت نشین کر دیا تھا جب وہ اپنی ماں و اسفاقدین بنت افراسیاب کے ہمراہ بلاد ترک سے آیا تھا اور کے خسرو نے تخت حکومت پر بیٹھے ہی ایک فوج سپہ سالار اجوا کی سرکردگی میں اصفہان کی طرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے افراسیاب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی۔ افراسیاب نے لشکر فارس کو نہایت ناکامی سے پسپا کر دیا۔ کنخسرو یہ سن کر بذاتہ بلخ گیا اور وہاں سے لشکر اور نامی نامی سپہ سالاروں کو جمع کر کے دفعۃً افراسیاب پر حملہ کر دیا اس لڑائی میں افراسیاب کو شکست ہوئی اور اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے ان میں وہ شخص بھی مارا گیا جو کیکاؤس کا قاتل تھا۔ اس کے بعد افراسیاب نے صلح کی درخواست کی، کے خسرو نے اسے نامنظور کر کے لڑائی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ افراسیاب میدان جنگ سے بھاگا۔ کے خسرو نے اس کا تعاقب کیا اور آذربائیجان میں اسے گرفتار کر کے ذبح کر ڈالا اور اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس فتح میں اس کے ہمراہ شاہ فارس کے اوجن بن صیوش بن کیکاؤس ابن کے کینہ بن کیقباد بھی تھا اور یہ طبری کے نزدیک کبیر اسف (بہر اسف) کا باپ ہے جو کے خسرو کے بعد بادشاہ ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور افراسیاب کے بعد بلاد ترک میں جو اسف بن شراسف (برادر افراسیاب) تخت پر بیٹھا۔

**کبیر اسف:** ان واقعات کے بعد کے خسرو نے ترک دنیا کر کے اپنی جگہ کبیر اسف (بہر اسف) بن کے اوجن کو تخت پر بٹھایا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے بعد کے خسرو بیابان کی طرف چلا گیا اور غائب ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ مر گیا بہر کیف یہ



ساتھ برس حکمرانی کر کے غائب ہو گیا اور اس کی جگہ کبیر اسف (بہر اسف) تخت پر بیٹھا اس کے ابتدائی زمانہ حکومت میں ترک کا رعب اس درجہ بڑھا کہ اس نے اس سے لڑنے کے لئے اپنا دارالسلطنت چھوڑ دیا اور نہر جیحون کے کنارے شہر بلخ میں سکونت اختیار کر لی اور اکثر اوقات انہی لڑائیوں میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں خنزری معروف بہ بخت نصر عراق، اہواز، روم پر اس کا گورنر تھا۔

**کبیر اسف کی فتوحات:** کبیر اسف نے بخت نصر کی حکومت کا دروازہ کسی قدر وسیع کر کے سرحدی ممالک فتح کرنے کی اجازت دے دی اور خود ملوک فارس اور بخت نصر بادشاہ موصل و سنجا ریف کے ہمراہ شام کی طرف بڑھا اور بیت المقدس فتح کر لیا۔ یہود پر غالب آیا اور انہیں منتشر و پریشان کیا۔ یہ بخت نصر وہی ہے جو عرب سے لڑا تھا اور ایک مدت تک انہیں پریشان کرتا رہا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کے بہن کے عہد حکومت میں تھا جو کیساب (کیساب) بن کبیر اسف (بہر اسف) کا پوتا ہے۔

**معد بن عدنان:** ہشام ابن محمد کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ارمیا نبی علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ سے مطلع کیا تھا کہ بخت نصر بڑا ظالم ہوگا۔ اس وجہ سے ان عرب کو منتشر کر دو جن کے گھروں میں دروازے نہیں ہیں اور انہیں اس کی ظالمانہ حرکات سے ڈرا دو اور یہ بتلا دو کہ یہ سب تمہارے کفر و عصیاں کی وجہ سے ہونے والا ہے۔ اسرائیلیں کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ وحی ارمیا بن خلقیا کی طرف آئی تھی جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں اور حکم الہی پورا ہونے تک ان کی کفالت کریں۔ انتہی۔ ہشام کہتا ہے کہ بخت نصر نے بلاد عرب پر حملہ کیا اور انہیں رسد وغیرہ دینے پر مجبور کیا۔ چنانچہ عرب نے اسے تسلیم کر لیا اور اس نے انہیں انبار اور حیرہ میں ٹھہرایا۔ ہشام کے علاوہ اور مورخین لکھتے ہیں کہ بخت نصر نے عرب سے مقام جزیرہ لایلہ اور لایلہ کے درمیان لڑائی کی اور اس میدان کو سوار اور پیادوں سے بھر دیا۔ بنی عدنان نے پہلے اس کا مقابلہ کیا۔ اس نے انہیں مقام حضور تک نہایت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔

**معد بن عدنان اور بنی اسرائیل:** تب اللہ تعالیٰ نے ارمیا اور یوحنا علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ معد بن عدنان کو جس کی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے والے ہیں عرب کے گروہ سے نکال لائیں۔ معد بن عدنان اس وقت بارہ برس کے تھے۔ یوحنا انہیں اپنے ساتھ براق پر بٹھا کر حران لائے اور انہوں نے ابناء بنی اسرائیل میں پرورش پائی اور بخت نصر لوٹ کر بابل آیا اور قیدیان عرب کو ابناء میں ٹھہرایا۔ جب بخت نصر مر گیا تو معد ابن عدنان ابناء بنی اسرائیل کے ساتھ حج کعبہ کو آئے اور وہیں اپنی قوم میں رہ گئے۔ عانہ بنت الحارث ابن مفاض جبرہمی سے بیاہ کر لیا جس سے نزار بن معد پیدا ہوئے۔

**کیستاسب:** کبیر اسف نہایت نیک سیرت تھا۔ ملوک شرق اور غرب اسے نذرانہ بھیجتے تھے۔ اس نے اپنی حالت حیات میں ترک دنیا کر کے اپنی جگہ کیستاسب (کیساب) اپنے لڑکے کو تخت پر بٹھا دیا۔ کیستاسب نے بھی اپنی عمر کا زیادہ حصہ ترکوں کی لڑائی میں صرف کیا اور ان کی بغاوت و سرکشی فرو کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے اسفندیار کو میدان جنگ میں بھیج دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔



**ژردست (زرتشت):** اس کے زمانہ حکومت میں زرادشت (زرتشت) حکیم ظاہر ہوا۔ جس کی نبوت پر مجوسی ایمان لائے ہوئے ہیں۔ بعض اہل کتاب کا یہ بیان ہے کہ یہ اہل فلسطین سے ہے ارمیہ نبی کی خدمت میں رہتا تھا اور انہیں سے پڑھتا تھا پھر ان کا مخالف ہو گیا۔ ان کی بددعا سے مجذوم ہو گیا اور ان سے علیحدہ ہو کر آذربائیجان چلا گیا۔ دین مجوسیت کی بنا ڈالی اور کیتا سب کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ اس نے لوگوں کو دین مجوسی اختیار کرنے پر مجبور کیا اور اس کے مخالفین کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ علماء فارس کہتے ہیں کہ زردست شاہ منوشہر کی نسل سے ہے اور انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی نبی نے اسے کیتا سب کی طرف مبعوث کیا تھا۔ جن دنوں وہ بلخ میں تھا۔ زردشت اور جاما سب عالم دونوں منوشہر کی اولاد سے ہیں۔ یہ دونوں زبان فارسی اس کا میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ جو وہ نبی عبرانی میں کہتا تھا۔ جاما سب عالم زبان عبرانی جانتا تھا اور زردشت کو ترجمہ کر دیتا تھا یہ واقعہ ۳۰ جلوس کیمہ اسف کا ہے۔

**اوستا:** علماء فارس کہتے ہیں کہ زردشت ایک کتاب لایا تھا جس کے وحی ہونے کا وہ مدعی تھا یہ کتاب بارہ جلدوں میں تھی اور اس کے پاس ایک سونے کا نقش تھا۔ کیتا سب نے اس کتاب اور نقش کو اصطر کے ہیکل میں رکھا اور اس پر لوگوں کو متعین کر کے عام لوگوں کو اس کی تعلیم کی ممانعت کر دی۔ مسعودی کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام زندرکھا۔ پھر اس تفسیر کی دوبارہ تفسیر کی اور اسے زندیہ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ وہی لفظ ہے جسے عرب معترب کر کے زندیق کہتے ہیں۔

**زرتشت کی تعلیمات:** مجوسیوں کے نزدیک یہ کتاب تین حصوں پر منقسم ہے ایک حصہ میں گزشتہ قوموں کے حالات ہیں دوسرے میں آئندہ باتوں کی پیشین گوئیاں لکھی ہیں تیسرے میں مذہبی اور شرعی احکام ہیں۔ مثلاً مشرق قبلہ ہے اور نماز وقت طلوع اور زوال اور غروب کے وقت پڑھنی چاہئے اور آفتاب کو سجدہ کرنا اور اس سے دعا کرنی چاہئے۔ زردشت نے ازسرنو آتش کدے بنوائے جنہیں منوشہر نے ٹھنڈا کر دیا تھا اور مجوسیوں کیلئے دو عیدیں مقرر کیں۔ ایک عید نوروز موسم ربیعہ کے درمیان اور دوسری عید مہر جان موسم گرما میں ان کے علاوہ اور بھی احکام ہیں۔ غرض کہ جب فارس کی حکومت اولاً ختم ہوئی تو اسکندر نے ان کتابوں کو جلا دیا۔ پھر جب اردشیر کا زمانہ آیا تو اس نے اہل فارس کو جمع کر کے پھر ازسرنو اس کتاب کو لکھوایا۔ مسعودی کہتا ہے کہ کیتا سب نے زردشت سے اس کی نبوت کے پینتیسویں برس دین مجوسی کی تعلیم لی اور کیتا سب نے زردشت کے بجائے اہل آذربائیجان میں سے جاما سب عالم کو مقرر کیا یہ فارس کا پہلا موبد (مغان) ہے۔ انتہی

**کیتا سب اور خزر اسب کی جنگ:** طبری لکھتا ہے کہ دین مجوسی اختیار کر لینے کی وجہ سے کیتا سب اور خزر اسب بادشاہ ترک میں متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک عالم اس لڑائی میں مارا گیا۔ زرین بن کیتا سب انہیں معرکوں میں کام آیا۔ ترکوں کو اخیر لڑائیوں میں شکست ہوئی شاہ فارس نے سختی شروع کی اور ترک کے ساحر قید و شق کو مار ڈالا۔ کامیابی کے بعد کیتا سب بلخ کی طرف واپس آیا۔ یہاں اس کے لڑکے اسفندیار نے بادشاہ ترک کی سفارش کی جس سے کیتا سب نے برہم ہو کر اسفندیار کو قید کر دیا اور خود کرمان اور جستان کے پہاڑوں پر ترک دنیا ہو کر سکونت پذیر ہو گیا۔

ان احکام کے علاوہ اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ ماں بہن شراب حلال ہے۔ آگ کو پوجنا چاہئے۔ ایک نیکی کا خدا ہے جسے ایزد کہتے ہیں اور دوسرا

بدی کا خدا ہے۔ جو اہرمن کہلاتا ہے۔ (نعوذ باللہ)



**کیہر اسف کا قتل:** بلخ میں اس کا باپ کیہر اسف رہتا تھا۔ اسے اگرچہ پیری نے کسی کام کا نہ رکھا تھا لیکن اس کے پاس مال و خزانہ بے حد رہتا تھا بادشاہ ترک نے موقع پا کر بلخ پر حملہ کر دیا۔ مقدمہ الجیش کا افسر اس کا بھائی جو راتھا اس نے نہایت تیزی سے ایک ہفتہ کی لڑائی کے بعد بلخ پر قبضہ کر لیا اور کیہر اسف کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ آتشکدوں کو منہدم کر دیا۔ خمال بنت گستاہ اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے لوٹ لیا۔

**اہل فارس کی شکست:** اس لڑائی میں خزر اسب بادشاہ ترک نے فارسیوں سے ان کے بڑے جھنڈے کو بھی چھین لیا۔ جسے وہ زرکش کاویان کہتے تھے یہ وہی جھنڈا تھا جسے کاوی حداد نے کھڑا کیا تھا۔ جس نے ضحاک سے باغی ہو کر اسے قتل کیا تھا اور افریدون اس کی جگہ تخت نشین کیا تھا۔ شاہان فارس نے اسے اسی کے نام سے موسوم کیا اور اسے جواہرات سے مرصع کر کے اپنے خزانہ میں رکھتے تھے۔ لڑائیوں میں اسے تبر کا نکالتے تھے اسی جھنڈے کو مسلمانوں نے جنگ قادسیہ میں اہل فارس سے چھین لیا تھا۔

**اسفندیار اور خزر اسب کی جنگ:** خزر اسب بادشاہ ترک مہم بلخ سے فارغ ہو کر بختان کی طرف بڑھا جہاں کیتاسب تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مصروف تھا۔ اس نے بادشاہ ترک کے آنے کی خبر سن کر اسفندیار کو قید سے رہا کر کے جاماسب عالم کے ہمراہ ترکوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ اسفندیار نے خزر اسب کو نہایت سختی کے ساتھ پسپا کیا اور تمام چیزیں جنہیں ترک نے لوٹ لیا تھا پھر واپس لے لیں اور پھر زرکش کاویان بھی چھین لیا۔

**خزر اسب کا قتل:** خزر اسب کو شکست کے بعد سنبھلنے کا موقع نہ ملا وہ شکست پر شکست کھاتا ہوا اپنے ملک جا پہنچا اور اسفندیار اس کا تعاقب کرتا گیا اور اس کے ملک کو بزور تیغ فتح کرنا گیا۔ سب سے آخری لڑائی میں خزر اسب اور اس کا بھائی مارے گئے اس کا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد اسفندیار ترک پر خراج مقرر کر کے واپس ہو کر بلخ آیا۔ ہشام ابن محمد کہتا ہے کہ:

**اسفندیار کی رستم پر فوج کشی:** اس کے بعد کیتاسب نے اسفندیار کو رستم حکمران بختان کی طرف روانہ کیا جس نے اس کے دادا کی قباد کو قید یمن سے چھڑایا تھا اور کیقباد نے اسے یہ ملک اس کے حسن خدمت کے بدلے دیا تھا۔ اسفندیار اور رستم میں لڑائیاں ہوئیں جن کے دوران میں کیتاسب ایک سو بیس برس کا ہو کر مر گیا اور یہ خود بھی انہیں لڑائیوں میں مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کو ان کے شہروں کی طرف لوٹا دیا تھا اور اس کی ماں بنی طالوت سے تھی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف واپس کیا ہے وہ کورش بادشاہ بابل زمانہ بہمن میں تھا اور اسی کے حکم سے اس نے بنی اسرائیل کو واپس کیا تھا۔ اس کے بعد کیتاسب بادشاہ ہوا جس کا لڑکا بہمن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا لڑکا اردشیر بہمن ہے۔

**اردشیر بہمن:** کیتاسب اور بروایت دیگر اسفندیار کے بعد اردشیر بہمن تخت حکومت پر بیٹھا یہ بہت بڑے رعب و داب کا بادشاہ تھا اسی وجہ سے لوگ اسے طویل الباع (لمبے ہاتھ والا) مشہور کرتے ہیں۔ اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی۔ ہشام ابن محمد روای ہے کہ بہمن تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بختان کی طرف گیا۔ رستم بن



دستان اس کے مقابلہ پر آیا اور خوب لڑا لیکن اس کے اقبال کے دن تمام ہو چکے تھے وہ اپنے بھائی اور بیٹوں کے ہمراہ ان لڑائیوں میں مارا گیا۔

اردشیر بہمن کی فتوحات: اس کے بعد بہمن نے روم پر حملہ کیا اور ان پر خراج مقرر کیا۔ یہ تمام ملوک فارس سے زیادہ عظیم الشان بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے سواد میں ایک شہر آباد کیا اس کی ماں طالوت کی نسل سے تھی اس میں اور طالوت میں چار پشتوں کا فرق تھا۔ اس کی ام ولد راسف نامی سے ایک لڑکا ساسان تھا۔ راسف بنی اسرائیل کی قیدی عورتوں میں سے زریافیل کی بہن تھیں۔ جسے یہود نے بیت المقدس کا حاکم بنایا تھا۔ بہمن نے خمانی کو اس کی تیزی اور فراست کی وجہ سے اپنی جگہ فارس کا بادشاہ کر دیا اہل فارس اسے شہزاد کہا کرتے تھے۔ بعض مؤرخ لکھتے ہیں کہ یہ بہمن کی لڑکی تھی اور اس نے اس سے بیاہ کر لیا تھا دین مجوسی میں یہ جائز تھا۔ جب خمانی اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے کہا کہ تاج اسے دو حالانکہ حکومت و سلطنت کا مستحق ساسان تھا بہمن نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ ساسان رنجیدہ ہو کر اصرطخر چلا گیا اور وہیں زہد و عبادت کرتا بکریاں چراتا تھا۔

دارا: بہمن کے مرنے کے بعد چونکہ دارا اکبر کسن تھا خمانی خود حکمرانی کرنے لگی۔ یہ بڑی مدبر ہوشیار اور عاقل تھی اکثر لڑائیوں میں اپنے دشمنوں پر فتیاب ہوئی جب اس کا لڑکا دارا اکبر جوان ہوا تو ملک اس کے سپرد کر دیا اور خود فارس ہوتی ہوئی روم سے لڑنے کے لئے گئی وہاں سے مظفر و منصور ہو کر واپس ہوئی۔ اس کا لڑکا دارا تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد باہل گیا۔ اطراف و جوانب کے ملوک سے لڑا اور ان سے خراج لیا اور بارہ برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اس کا لڑکا بیٹھا اس کا نام بھی دارا تھا اس نے باپ کے وزیروں کو قتل کر ڈالا رفتہ رفتہ تمام ارکان سلطنت اس سے رنجیدہ ہو گئے۔

دارا کا کردار: ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ دارا ابن دارا نے چودہ برس حکمرانی کی۔ یہ نہایت بدسیرت کینہ پرور اور ستم گر تھا۔ اسی دارا ابن دارا کے عہد حکومت میں اسکندر بن فیلقوس بادشاہ یونان فارس پر چڑھ آیا دونوں میں لڑائیاں ہوئیں خود دارا کے بعض سپاہیوں نے اسے اثناء لڑائی میں قتل کر ڈالا اور اسکندر کے پاس چلے آئے اور اس کے قتل کے ذریعہ اسکندر سے تقرب کے خواستگار ہوئے۔ اسکندر نے انہیں قتل کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو اپنے بادشاہ کے ساتھ برائی یا نمک حرامی کرے۔ اسکندر نے فتح یابی کے بعد روشنگ بنت دارا سے بیاہ کر لیا جیسا کہ ہم اسکندر کے حالات بیان کریں گے۔ طبری کہتا ہے کہ بعض علماء اخبار ماضیین کا یہ قول ہے کہ دارا کے قتل کے وقت اس کی چار اولادیں تھیں تین لڑکے اشک، بنودار، اردشیر اور ایک لڑکی روشنگ تھی جس سے اسکندر نے فتح یابی کے بعد بیاہ کیا۔ دارا نے چودہ برس حکمرانی کی یہ وہی حالات ہیں جو اہل فارس میں زمانہ کیقباد سے دارا آخری بادشاہ تک مشہور ہیں۔

باہل کا انہدام: اہر و شیوش مؤرخ روم ابتدائی حکومت فارس میں تحریر کرتا ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے شام میں داخل ہونے کے بعد زمانہ عثینال بن قناز بن یوقنا میں گزرے ہیں یہ عثینال کالب بن یوقنا کا بھائی تھا۔ جو یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے مدبر اور مصلح ہوئے ہیں اسی زمانہ میں ابوالفرس بلاد آسیا سے جسے عربی میں فارس یونانی میں پرشو فارسی میں یرشیرش کہتے ہیں نکل کر اس کے اطراف و جوانب میں جا ٹھہرا اور وہاں کے رہنے والوں پر غالب آ گیا اسی وجہ سے یہ



گروہ اس کی طرف منسوب کر دیا گیا اور یہ لوگ برابر ترقی پذیر رہے۔ یہاں تک کہ کیرش کی حکمرانی کا زمانہ آیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کسریٰ اول تھا۔ اس نے قضاعیوں کو مغلوب کیا پھر شہر بابل پر حملہ کیا اور دجلہ کے کنارے تک قبضہ کر لیا اس کے تھوڑے دن بعد شہر پر حملہ کر کے اسے منہدم کر دیا۔ سریانیوں سے جنگ کی اور انہیں لڑائیوں میں مر گیا۔

قدیشاش کی مصر پر فوج کشی: اس کے بعد اس کا لڑکا قدیشاش بن کیرش حکمران ہوا۔ اس نے مصر پر چڑھائی کی۔ مصریوں کے بتوں کو توڑ ڈالا۔ ان کے شرعی احکام اور ساحروں کو نیست نابود کر دیا۔ یہ واقعہ ابتداء دولت فارس سے ہزار برس بعد واقعہ ہوا۔ قدیشاش کے بعد دارا نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس نے بھی بقیہ ساحرین مصر کو قتل کیا اور سریانیوں کے افسروں کو واپس کر دیا اثناء جنگ میں خود دارا کے سپہ سالاروں میں سے ایک نے ۲۳ جلوس دارا میں دفعۃً حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

ارتشخار بن دارا: اس کے بعد اس کا لڑکا ارتشخار چالیس برس تک اور اس کے بعد دارا الفلوس ارتشخار تیرہ برس تک حکمران رہا۔ پھر ارتشخار بن دارا بادشاہ ہوا کیرش بن نوٹو اور اس سے لڑائی ہوئی کیرش مارا گیا اور یہ اس ملک پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اہل روم نے باعانت اہل مصر اس سے سرکشی کی اور ایک مدت تک باہم لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار اہل روم اور ارتشخار میں صلح ہو گئی اور ارتشخار چھبیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ یہ واقعات زمانہ حکومت اسکندر بادشاہ یونان میں ہوئے ہیں جو اسکندر اعظم کا ماموں تھا۔ اسکندر بادشاہ یونان کے مرنے کے بعد اسکندر اعظم بادشاہ کے باپ فیلقوس کو شہر مقدونیہ میں تخت نشین کیا اور ارتشخار کی جگہ اس کا لڑکا شخشا چار برس بادشاہت کرتا رہا۔

دارا اور اسکندر اعظم کی جنگ: اسی کے زمانہ حکومت میں اسکندر بن فیلقوس مقدونیہ اور تمام بلاد روم غربی پر حکمران ہوا۔ اشخار کے بعد شخشا دارا بادشاہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں اسکندر بن فیلقوس نے یہود سے بیت المقدس چھین لیا اس کے بعد اس میں اور دارا میں لڑائی چھڑ گئی جس میں دارا کو ناکامی ہوئی اور اسکندر کامیابی کے بعد شام اور مصر کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسکندر یہ آباد کیا پھر وہاں سے واپس ہو کر دارا انطوس سے صف آرا ہوا۔ دارا میدان جنگ سے بھاگا اس نے اس کا تعاقب کیا۔ اثناء راہ میں اسے زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کی حالت پر افسوس ظاہر کیا۔ دارا کے مرنے کے بعد اسے شاہی مدفن میں دفن کر دیا۔ یہ واقعہ حکومت فارس کی ابتداء کے ایک ہزار اسی برس کے بعد واقع ہوا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے انتھی کلام ہروشیوش (کلام ہروشیوش کا تمام ہوا)

دارا کی وصیت: سہیلی کہتا ہے کہ اسکندر دارا کو معرکہ جنگ میں زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے سر کو اپنے زانوں پر رکھ کر کہنے لگا۔ اے سید الناس لڑائی کرنے سے میرا مقصود تمہارا قتل کرنا نہ تھا اور نہ میں اس سے راضی ہوا ہوں تمہاری اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ دارا نے کہا میری لڑکی سے بیاہ کر لینا اور میرے قاتل کو قتل کرنا اسکندر نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک پہنچ کر ملوک فارس کے طبقہ ثانیہ کا زمانہ حکومت تمام ہو گیا۔ والبقاء اللہ و حدہ سبحانہ و تعالیٰ







چکے تھے اور تیسرے سال اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔ اس کے بعد اسمردیوس مجوسی ایک بادشاہ رہا۔ یہ پہلا بادشاہ ہے جو مجوسی کے لقب سے مشہور ہوا کیونکہ زردشت کا دین مجوسی اسی کے عہد حکومت میں زیادہ پھیلا اسمردیوس کے بعد اخشوریش بن دارا یوش بیس برس تک تخت آرائے حکومت رہا۔ اس کا وزیر ہامان عملتقی تھا۔ اس کے بعد ارطخشاست بن اخشوریش بادشاہ ہوا یہ لمبے ہاتھ والے کے لقب سے مشہور تھا۔ اسی کے زمانے میں یہود نے فارس کے ہاتھ سے نجات پائی۔ اس نے اپنے حکومت کے بیسویں سال بیت المقدس کی شہر پناہ منہدم کرنے کا حکم دیا۔ لیکن عزیر علیہ السلام کے کہنے سے رک گیا اور ازسر نو اس کی شہر پناہ درست کرادی۔

ابن عمید نجسطنی سے روایت کرتا ہے کہ عزیر عزرا کے نام سے مشہور ہیں یہ زمانہ ہارون علیہ السلام کے بعد چودہویں کاہن تھے انہوں نے بنی اسرائیل کے لئے توریت اور ابناء سلف کی کتابیں اپنے یادداشت سے جلا وطنی اول سے واپسی کے بعد تک تحریر کیں کیونکہ بخت نصر نے تمام کتابوں کو جلا دیا تھا۔ بعض یہ بیان کرتے ہیں کہ توریت اور کتب انبیاء کے لکھنے والے یسوع بن الوصادوق ہیں۔ ارطخشاست کے بعد پانچ برس تک ارطخشاست ثانی بادشاہ ہوا اسی کے زمانے میں حکیم بقراط اور سقراط شہر اشیا میں تھے اس کے بعد صغرتیوس تین برس حکومت کر کے مر گیا۔

دارا ابن الامہ: اس کے بعد دارا ابن الامہ ملقب بہ ناکیش اور بروایت دارا دیگر یوش الیایوش سترہ برس حکمران رہا۔ اس کے زمانہ میں سقراط فیثا غورث اقلیدس حکماء یونان تھے اس کی حکومت کے پانچویں برس اہل مصر یونان سے بغاوت کر کے ایک سو چوبیس برس کے بعد پھر بادشاہ بن بیٹھے۔ دارا ابن الامہ کے بعد ارطخشاست برادر زادہ کورش بن دارا یوش بادشاہ ہوا۔ اس نے گیارہ یا بائیس برس حکمرانی کی اس کے زمانہ میں الیاقیم کاہن تھے۔ پھر اس کے بعد ارشیش بن ارطخشاست بادشاہ مسمی بہ اخوش یا ادغش بیس برس تک بادشاہ رہا۔ اس نے مصر پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہو گیا اس کا فرعون سانا ق بھاگ کر مقدونیہ جا چھپا۔ ارطخشاست نے مصر میں ایک محل اور ہیکل بنوائی جسے حضرت عمرو بن العاص نے محاصرہ کر کے چھین لیا تھا۔ اس کے بعد ارشیش بن ارطخشاست بادشاہ ہوا اس نے چار برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ میں بقراط افلاطون و مقراطس وغیرہ حکماء یونان موجود تھے۔ بقراط اسی کے عہد حکومت میں تناخ کا قائل ہونے کی وجہ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ بقراط کا یہ مذہب نہ تھا اس کے کسی شاگرد نے اسے مذہب سے متہم کر کے اس پر شہادت دی اسے حکام نے شہر اشینا میں زہر دے کر مار ڈالا۔

دارا ابن ارشیش: ارشیش کے بعد دارا بن ارشیش بیس برس بادشاہی کرتا رہا۔ ابن عمید ابوراہب سے روایت کرتا ہے کہ یہ چوتھا دارا ہے جس کی طرف دانیال علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے یہ نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا اس نے یونان سے اپنا وہ خراج وصول کیا جو اس کے آباؤ اجداد یونان سے لیتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد جب اسکندر بن فیلقوس بادشاہ یونان ہوا اور اس وقت اس کی عمر سولہ برس کی تھی۔ دارا نے اس سے خراج طلب کیا۔ اسکندر نے سختی سے جواب دیا جس سے دارا برہم ہو کر حملہ آور ہوا اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور شکست دے کر ملک فارس اور اس کے علاوہ اور بلاد پر قابض ہو گیا۔ انتھسی

کلام ابن العمید.



## طبقہ ثالثہ ملوکِ فارس

**ملوک الطوائف:** ملوکِ فارس کا یہ طبقہ اشکانیہ (اشغانیہ) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ اشکان بن دارا اکبر کی اولاد سے ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ملوک الطوائف میں بھی ایسے عظیم الشان بادشاہ گزرے ہیں جن کا حال تحریر کیا گیا ہے جب اسکندر ابن فیلقوس نے فارس لے لیا اور دارا اصغر اثناء لڑائی میں مارا گیا تو اس نے ان بادشاہوں کے بارے میں ارسطو سے مشورہ کیا۔ ارسطو نے کہا فارس کے خاندان شاہی میں سے چند آدمی مختلف مقامات پر حکمران کر دیئے جائیں وہ آپس میں لڑیں مریں گے اور یونان بچار ہے گا۔ اسکندر نے اس بنا پر علماء فارس کو ملک فارس پر حکمران کر دیا انہیں بادشاہوں کے نام ملوک الطوائف ہے۔

**اسکندر کی سلطنت کی تقسیم:** اور پھر جب اسکندر مر گیا تو اس کا ملک اس کے چار امراء میں تقسیم ہو گیا۔ مقدونیہ اور انطاکیہ اور اس کے سرحدی ممالک روم کا حکمران فیلیش سپہ سالار اسکندر ہوا۔ اسکندریہ مصر و مغرب پر فلاؤس ملقب بہ بطلموس حکومت کرنے لگا۔ شام بیت المقدس اور اس کے سرحدی ممالک دمسطوس کے قبضہ میں رہے سواد اہواز فارس کو یلاقس سلیقس ملقب بہ نطینس نے دبا لیا اور پینتالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

**اشک بن دارا:** طبری کہتا ہے کہ اشک بن دارا اکبر اپنے باپ کے بعد رے میں رہا اور وہیں اس نے نشوونما پائی۔ جب یہ بڑا ہوا اور اسکندر مر گیا تو اس نے لشکر جمع کر کے نطینس پر حملہ کر دیا موصل میں دونوں میں لڑائی ہوئی۔ نطینس لڑائی میں مارا گیا اور اشک سواد پر موصل سے رے اور اصفہان تک قابض ہو گیا۔ ملوک الطوائف شرافت اور تعظیم کی وجہ سے اس کی تعظیم کرنے لگے اور اکثر ہدایا اور تحائف بھیجتے رہے۔ حالانکہ اسے ان کے معزول کرنے اور حکمران بنانے میں کچھ دخل نہ تھا وہ لوگ اس کی عزت کرتے اور اپنے خطوط میں اس کا نام تعظیماً لکھا کرتے اس کے ساتھ ہی وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور صلح کرتے تھے۔

**اشک بن دارا کے متعلق دوسری روایت:** بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ ایک شخص ملوکِ فارس کی نسل کا اصفہان اور سواد پر اسکندر کے مرنے کے بعد قابض ہو گیا اس کے بعد اس کا لڑکا مالک ہوا کچھ عرصہ بعد لشکر جمع کر کے تمام ملوک الطوائف کا سردار بن بیٹھا۔ اسی وجہ سے اس کے سوا اور ملوک الطوائف کا ذکر ترک کر دیا گیا بعض لکھتے ہیں کہ یہ شخص اشک بن دارا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے تحریر کیا ہے اور یہی اہل فارس کا قول ہے اور بروایت بعض اشک اسفندیار بن گتاسب کی اولاد سے ہے اس میں اور اسفندیار میں چھ پشتوں کا فرق ہے اور بخیاں بعض اشک بن اشکان اکبر کی بیہ بن کی قباد کی نسل سے ہے اس نے ملوک الطوائف پر حکمرانی کی۔ اصطر اور بلاد فارس پر قابض رہا۔ بیس برس تک اس کی



حکومت رہی۔

**جور بن اشک:** اس کے بعد جور ابن اشک بادشاہ ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کی وجہ سے حملہ کیا۔ مسعودی کہتا ہے کہ اشک بن اشکان اول نے دس برس کی پھر اس کے لڑکے سابور نے ساٹھ برس حکمرانی کی۔ اس نے بنی اسرائیل پر شام میں حملہ کیا ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اس کی حکومت کے اکتالیسویں سال فلسطین میں جناب یحییٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے۔

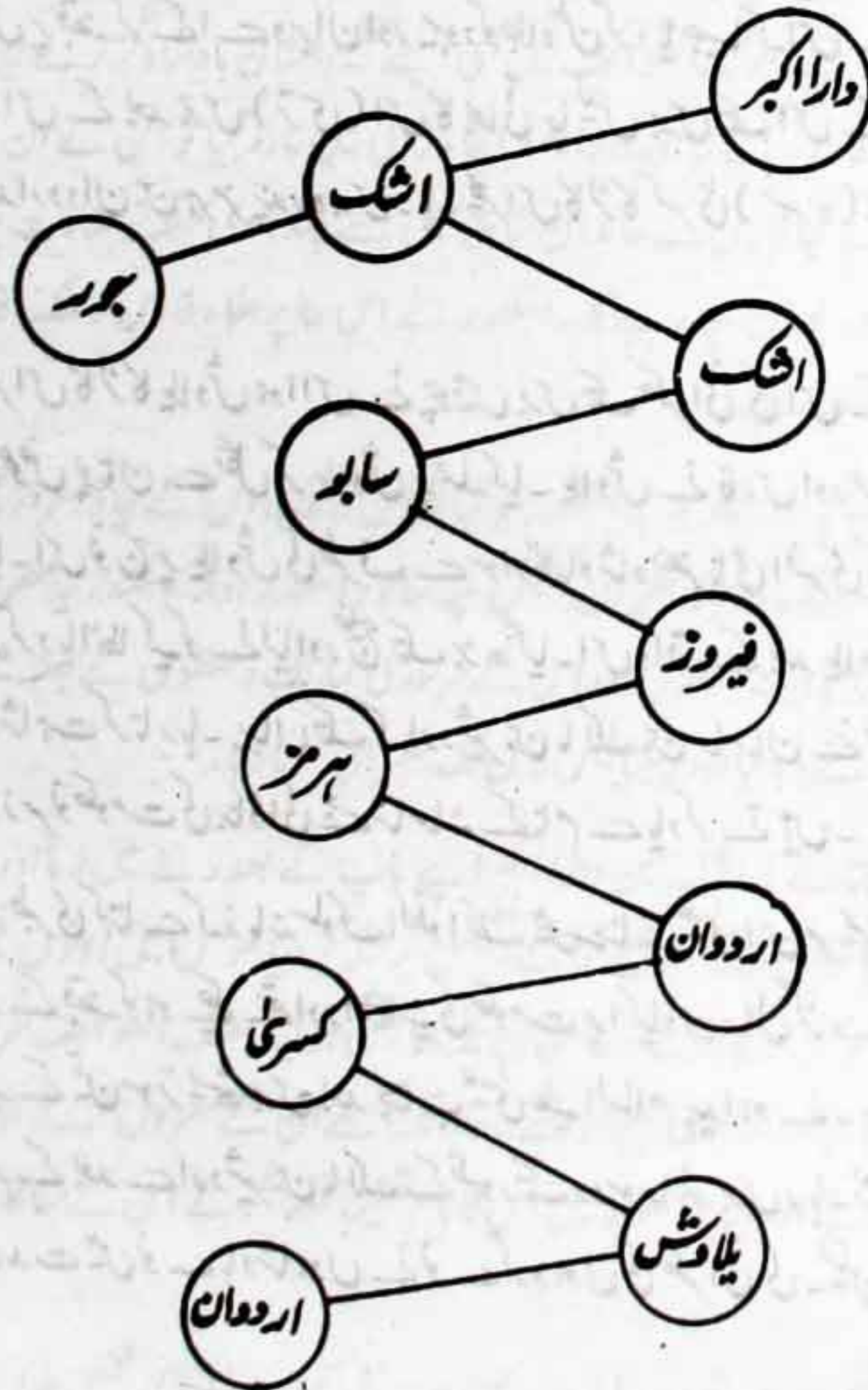
**ملوک اشکانیہ:** پھر اس کا چچا جور دس برس پھر نیرو بن سابور اکیس برس تک بادشاہ رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں طیطش قیصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور یہود کو جلا وطن کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے لکھا گیا۔ نیرو کے بعد جور بن نیرو انیس برس تک اس کے بعد جرس (ترسی) اس کا بھائی چالیس برس تک اس کے بعد ہرمز چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد اردوان بن ہرمز پندرہ برس رہا۔ پھر اس کا لڑکا کسریٰ (خسرو) بن اردوان نے چالیس برس تک حکومت کی۔

**یلادش کی فتوحات:** پھر اس کا لڑکا یلادش ہوا اس نے چوبیس برس تک حکمرانی کی اس کے زمانہ میں روم نے قیصر کی اعانت سے خون اسیخس کے عوض یونان سے نکل کر یلادش پر حملہ کیا۔ یلادش نے فارس اور عراق سے لشکر جمع کر کے چار ہزار فوج سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس فوج پر یلادش کی طرف سے سواد کا بادشاہ حضر نامی افسری کرتا تھا اس نے قیصر پر شب خون مار کر اس کے لشکر کو منتشر کر دیا انطاکیہ کو لے لیا اور خلیج تک بڑھ گیا۔ اس واقعہ کے بعد یلادش مر گیا اس کی جگہ اردوان ابن یلادش تیرہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اردشیر بن مالک بن ساسان نے خروج کیا اور ملک فارس کو ملوک الطوائف سے چھین کر از سر نو حکومت کی بنا ڈالی جسے ساسانہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

**زمانہ ملوک الطوائف:** طبری کہتا ہے کہ زمانہ سلوک الطوائف میں جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پیدا ہوئے جب کہ بابل پر پینسٹھ برس اسکندر کے قبضہ کو ہو چکے تھے اور اشکانیہ کی حکومت پر اکیاون سال گزرے تھے اور تصاریکی کا یہ گمان ہے کہ بابل پر اسکندر کے غلبہ کے تین سو تریسٹھ برس بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔ طبری کہتا ہے کہ ملوک الطوائف کا زمانہ اسکندر کے بعد سے اردشیر بن مالک کے ظہور تک دو سو ساٹھ برس رہا۔ بعضے کہتے ہیں کہ پانچ سو سترہ برس تک رہا۔ کہتے ہیں کہ اس مدت میں نوے بادشاہوں نے نوے گروہوں کی حکمرانی کی۔ لیکن ان میں سے ملوک اشکانیہ عظیم الشان اور نامور تھے۔



## شجرہ طبقہ ثالثہ ملوکِ فارس





## طبقہ رابعہ ملوکِ فارس

دولتِ ساسانیہ: یہ خاندانِ سلطنت دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں میں سے ہے۔ اسے مورخین دولتِ ساسانیہ یا اکاسرہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ ان دو حکومتوں (یعنی دولتِ روم و دولتِ فارس) میں سے ایک حکومت ہے جو ابتداء اسلام میں موجود تھیں۔ اس کا زمانہ حکومت اردشیر بن بابک بادشاہ ملک مرو سے شروع ہوتا ہے اور وہ ساسان بن بابک بن ہرمز بن ساسان اکبر ابن کے بہن کا بیٹا ہے۔ اس سے پہلے ہم بہمن اور اس کے لڑکے ساسان کا حال تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت اس کا بھائی دارا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا۔ اسی وقت بہمن نے ساسان کو نکال دیا تھا اور یہ جبالِ اصطخر میں جا کر مقیم ہوا تھا وہیں اس کے توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہوا۔

اردشیر: یہاں تک کہ ساسان اصغر پیدا ہوا اور آتش کدہ اصطخر کی تولیت کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع اور دلیر تھا اس کی بیوی شاہی خاندان سے تھی۔ اس سے اس کا لڑکا بابک اور بابک سے اردشیر پیدا ہوا۔ ان دنوں اصطخر میں ملوک الطوائف میں سے ایک بادشاہ حکومت کر رہا تھا۔ اس کا عامل مقام داراب جرد (داراب کرد) میں رہتا تھا۔ جب اردشیر سات برس کا ہوا تو اس کے دادا ساسان نے اسے بادشاہِ اصطخر کی خدمت میں پیش کر کے یہ درخواست کی کہ یہ عامل داراب جرد کے پاس تعلیم و تربیت کے لئے بھیج دیا جائے۔ بادشاہِ اصطخر نے اسے منظور کر کے اردشیر کو عامل داراب جرد کے پاس بھیج دیا کچھ عرصہ بعد عامل داراب جرد مر گیا تو اردشیر بادشاہِ اصطخر کے حکم سے داراب جرد کا گورنر مقرر ہوا۔ چونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ عالم میں تیرے نام کا سکھ چلے گا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے زمانہ گورنری میں اکثر ملوک الطوائف پر حملہ کیا اور زمینِ فارس کے زیادہ حصہ کا بادشاہ بن بیٹھا اس کے بعد اس نے اپنے باپ کو ان حالات سے آگاہ کیا اور اصطخر پر بھی بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔

اردشیر کی فتوحات: مورخین نے اردشیر کی لڑائیوں اور اس کے سلسلہ فتوحات کو اس طرح تحریر کیا ہے کہ اردشیر نے بادشاہ اروان سے جو اصطخر پر حکومت کر رہا تھا۔ امداد طلب کی جب اس نے سختی سے جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا تو اردشیر نے اصطخر پر حملہ کی تیاری کی اور اصطخر جاتے ہوئے کرمان پر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور ان نے اسے پیشقدمی پر اردشیر کو دھمکی دی اور بادشاہِ اروان کو اس کے مقابلہ پر بھیجا بادشاہِ اروان شکست کھا کر واپس ہوا۔ اس کے بعد پھر اردشیر نے اصفہان پر حملہ کیا اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر وہ اروان کی طرف بڑھا اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ اس کے بعد اروان سے لڑا اور اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا۔ ہمدان، جبل، آذر بایجان، آرمینیا،



موصل پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا پھر ان سے فارغ ہو کر سودان کو لے لیا اور دجلہ کے شرقی شہروں کے پاس ایک شہر آباد کیا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر اصطرخ آیا اور سجستان، جرجان، مرو، بلخ، خوارزم کو حد و خراسان تک فتح کر لیا۔ اس کے بعد فارس کی طرف آیا بادشاہ کوشان اور مکران نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور ایک مدت کے محاصرہ کے بعد بحرین کو بھی لے لیا۔ بحرین کا بادشاہ اثناء لڑائی میں دریا میں ڈوب کر مر گیا اس کے بعد اردشیر لوٹ آیا اور اس کا لڑکا سا بوراٹھا اس نے بھی بڑی بڑی کامیابی حاصل کیں اطراف و جوانب کے بادشاہوں کو زیر کیا اکثر نئے شہر آباد کئے۔ عمارتیں بکثرت بنوائیں، غرض کہ اردشیر چودہ برس حکومت کر کے مقام اصطرخ میں مر گیا۔

سواد پر قبضہ: ہشام بن کلبی راوی ہے کہ اردشیر اپنے زمانہ حکومت میں اس امر کا خواستگار ہوا کہ جو ممالک ملوک الطوائف سے پہلے اس کے آباؤ اجداد کے قبضے میں تھے ان سب پر یہ اکیلا حکمران بنے۔ اروانیوں پر اروان اور ارمانیوں پر بابا بادشاہت کر رہا تھا ان دونوں نے با اتفاق اردشیر کا مقابلہ کیا۔ اردشیر مصلحتاً بابا سے صلح کرنا چاہتا تھا اسی اثناء میں اردوان مارا گیا اور اردشیر نے سواد پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بابا نے اطاعت قبول کر لی اور تمام سلاطین مغلوب ہو گئے۔

عرب پر فوج کشی: اس کے بعد اردشیر عرب کی طرف متوجہ ہوا اکثر اہل عرب عراق اور حیرہ میں رہتے تھے۔ ان کے تین گروہ تھے ایک متنوخ تھا۔ جن میں قضاہ بھی شامل ہیں جو تابعہ کے کسی بادشاہ کے ساتھ ہو کر ملوک فارس سے لڑے تھے۔ یہ لوگ غربی فرات پر انبار اور حیرہ کے درمیان خیموں پر گزارا کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اردشیر کی سلطنت اور مملکت میں قیام کرنا ناپسند کیا غربی فرات سے نکل کر بر عرب میں چلے آئے۔ دوسرا گروہ عباد کا تھا جو خاص حیرہ میں سکونت پذیر تھا تیسرے احلاف تھے جو ان میں بغیر انساب کے ملے جلے ہوئے تھے نہ تو وہ متنوخ میں شامل تھے جو فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کے منکر ہوئے اور نہ ان عباد میں ہوئے تھے۔ لیکن اتفاقاً زمانہ سے یہی احلاف انبار اور حیرہ کے مالک تھے اور اسے انہوں نے خراب و ویران کر دیا۔ انہیں میں سے عمرو بن عدی اور اس کی قوم تھی جس نے حیرہ اور انبار کو پھر شروع سے آباد کیا ان دونوں کو عرب نے زمانہ بخت نصر میں بسایا تھا۔ اس کے بعد بنی عمرو بن عدی نے اسے آباد کیا جب وہ اس کے مالک اور حاکم ہوئے یہاں تک کہ مسلمان عرب نے شہر کو فہ لوٹ لیا اور حیرہ نیست و نابود ہو گیا۔

اشکانیوں کا قتل: اردشیر نے فتح یابی کے بعد اپنے دادا کی وصیت کے موافق اشکانیوں کو چن چن کر مار ڈالا۔ لیکن ایک عورت شاہ اروان کے محل میں اپنا نام و نسب چھپا کر بیچ گئی جسے اردشیر نے خواص میں داخل کر لیا جب وہ اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے اپنا نسب ظاہر کیا اردشیر کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ اس نے عورت کو قتل کرنے کی غرض سے ایک مرزبان کے سپرد کیا۔ اس مرزبان نے اسے قتل نہ کیا جب اس سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام سا بور رکھا اور در پردہ اس کی پرورش اور تعلیم کرتا رہا۔

سابور کی ولی عہدی: اردشیر نے اپنے آخری زمانہ میں لا ولد ہونے اور نسل و حکومت ختم ہونے کی شکایت کی اور اس عورت کے قتل اور حمل ضائع کرنے پر پشیمان ہوا۔ مرزبان نے کہا میں نے اسے قتل نہیں کیا وہ عورت زندہ ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام سا بور رکھا ہے اور اب اس کی تعلیم و تربیت پوری ہو چکی ہے اردشیر یہ سن کر خوشی کے مارے اچھل پڑا اور اسی وقت سا بور کو بلا کر اپنا ولی عہدی بنا لیا۔



سابور بن اردشیر: اردشیر کے مرنے کے بعد سابور بادشاہ ہوا اس نے داد و دہش سے لوگوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور اچھے اچھے افسر مقرر کئے خراسان گیا اور وہاں کا انتظام درست کیا۔ پھر لوٹ کر نصیبین پہنچا اور اس سے لڑ کر چھین لیا۔ اس کے بعد اس نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ انطاکیہ کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد بہت سامال و اسباب لے کر اسے چھوڑ دیا بعضے کہتے ہیں کہ اسے قتل کر ڈالا۔

سابور اور نصیرہ: جبال نکریت میں دجلہ اور فرات کے درمیان ایک شہر حضر نامی تھا۔ اس میں جرمقہ کی حکومت تھی ساطرون نامی ایک شخص ملوک الطوائف میں سے وہاں حکومت کر رہا تھا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ساطرون بن استطرون ملوک سریانیوں سے ہے۔ طبری کہتا ہے کہ اسے ضیزن کہتے ہیں۔ ہشام بن محمد کلبی لکھتا ہے کہ یہ قضاعہ سے تھا اور یہ ضیزن بن معاویہ بن العمید بن الاجدم بن عمرو بن النخع بن سلیم ہے۔ سلیم کا نسب ہم قضاعہ میں بیان کریں گے۔ یہ جزیرہ میں رہتا تھا۔ قبائل قضاعہ کے بہت سے لوگ اس کے ساتھ رہتے تھے اس کی حکومت شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ سابور نے مہم خراسان کی وجہ سے اس سے تعارض نہیں کیا تھا۔ جب وہ ان بلاد سے فارغ ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ چار برس تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ ایک روز ساطرون کی لڑکی نصیرہ نامی سواد شہر میں سیر کو نکلی چونکہ یہ حسین اور شکیل تھی اور سابور بھی خوبصورت تھا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوتے ہی دلوں میں محبت نے جگہ کر لی۔ اسی خانہ خراب محبت کی وجہ سے نصیرہ نے سابور کو قلعہ کی پوشیدہ راہوں کا بتا دیا جس سے اگلے دن سابور قلعہ میں گھس گیا اور ضیزن کو قتل کر کے قلعہ پر قابض ہو گیا۔ بنی قضاعہ جو اس کے ساتھ قلعہ میں رہتے تھے بیابانوں کی طرف چلے گئے اور بنی حلوان تقریباً فنا ہو گئے اور قلعہ حضوریران و مسمار ہو گیا۔

نصیرہ کا انجام: سابور نے فتح یابی کے بعد نصیرہ سے بیاہ کر لیا۔ شب عروسی کو اس کے ساتھ رہا نصیرہ کے بچھونے میں آس کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ سابور کو اس کی سختی سے تکلیف ہوئی باتوں باتوں میں پوچھ بیٹھا کہ تیرا باپ کیا کھاتا تھا نصیرہ نے جواب دیا مکھن، گوشت، شہد، کھجوریں، شراب یہ کہہ کر شامت اعمال سے بول اٹھی اور تیرا باپ! سابور کو یہ کلمہ ناگوار گزرا غصہ سے کہنے لگا کہ میں تیرے ساتھ زمانہ کی باتیں کرنے نہیں آیا۔ میں اس دوستی پر لعنت بھیجتا ہوں یہ کہہ کر سابور اٹھا اور ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ تیز گھوڑے پر سوار ہو کر نصیرہ کے بال اس کے دم میں باندھ کر دوڑائے اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نصیرہ کے بال اکھڑ گئے اور اسی ذلت و رسوائی کی حالت میں مر گئی۔ ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ جس نے قلعہ حضر کو فتح کر کے ویران کیا اور ساطرون کو قتل کیا وہ سابور ذوالاکتاف ہے۔ لیکن سہیلی اس کا انکار کرتا ہے کیونکہ ساطرون ملوک الطوائف سے ہے اور جس نے اس کی حکومت و سلطنت لے لی تھی وہ اردشیر اور اس کا لڑکا سابور ہے اور سابور ذوالاکتاف اس کے بہت دن بعد ہوا ہے اور وہ ملوک بنی اردشیر کا نواں بادشاہ ہے اور پھر آگے چل کر۔

سابور کا عرب پر تسلط: سہیلی کہتا ہے کہ پہلے جس نے ملوک ساسانیہ سے حیرہ پر قبضہ کیا وہ سابور بن اردشیر ہے اس نے جب عرب کو اپنا مطیع کر لیا تو ان پر اس نے اپنی طرف سے عمرو بن عدی (جد آل منذر) کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عمرو بن عدی نے نہایت خوبی سے وہاں کا انتظام کیا اور برابر سالانہ خراج دیتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا امراء القیس بن عمرو



بن عدی وہاں کا گورنر ہوا اس کے بعد یہ ملک آل منذر کی حکومت میں ورانشہ چلا آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔  
بہرام بن ہرمز: سابور تیس برس تک حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا ہرمز تخت پر بیٹھا اس نے صرف ایک  
 برس حکمرانی کی اس کے بعد بہرام بن ہرمز بادشاہ ہوا۔ یہ نہایت حلیم اور نیک سیرت تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کی اقتدا  
 کی۔ مانی مثنوی زندیق جو نور کا قائل ظلمت کا منکر تھا اور اس کے دادا (سابور) کے عہد حکومت میں ظاہر ہوا تھا۔ جس کی  
 جندے سابور نے بھی اتباع کی تھی اس کے بعد پھر مجوسی ہو گیا تھا جب بہرام بن ہرمز نے اسے قتل کر دیا۔

مسعودی کہتا ہے کہ اس کے معنی ہیں جو شخص ظاہر تفسیر کتاب زردشت سے جس کا ذکر پہلے اس سے ہو چکا ہے  
 منحرف ہو کر اس کی تاویل کرے۔ چونکہ اس کتاب کا نام زند تھا اس وجہ سے اس کے تاویل کرنے والے کو زند یہ کہنے  
 لگے۔ اس کے بعد عرب نے اسے معرب کر کے زندیق کہا اس میں تمام وہ لوگ شامل ہو گئے جو ظاہر کی مخالفت کریں اور  
 درحقیقت باطن کے منکر ہوں اس کے بعد عرف شرع میں زندیق اسے کہنے لگے جو بظاہر اسلام کا قائل ہو اور درحقیقت کفر کا  
 پابند ہو۔

بہرام بن بہرام: بہرام بن ہرمز تین برس تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا بہرام بادشاہ ہوا۔ یہ  
 تخت پر بیٹھے ہی آوارگی اور عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا اس کے افسر رعایا کو ظلم و ستم کر کے پریشان کرنے لگے۔ گاؤں کے  
 گاؤں شہر کے شہر ویران ہو گئے۔ ایک روز یہ شکار سے لوٹا اتفاق سے دو الوا ایک درخت پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے بول  
 رہے تھے بہرام نے کہا کاش میں پرندوں کی زبان سمجھتا ہوتا۔ دو مغوں نے جو اس وقت موجود تھے عرض کیا کہ ہم ان کی  
 زبان سمجھتے ہیں یہ دونوں الو بیاہ کی باتیں کر رہے ہیں۔ مادہ کہتی ہے کہ میں بیس شہر لے کر ویران تیرے ساتھ نکاح کروں  
 گی اور زرنے اسے قبول کر لیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بہرام کا زمانہ حکومت اور کچھ روز باقی رہ گیا تو میں تجھے بیس کے بجائے  
 ہزار ویرانے دوں گا۔ بہرام یہ سن کر خواب غفلت سے چونک پڑا اور خود امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا اس کا آخری زمانہ  
 حکومت ابتدائی زمانہ سے عدل و انصاف انتظام و تدبیر میں بڑھ گیا۔

بہرام اور قرسین بن بہرام: اس کے مرنے کے بعد بہرام بن بہرام تخت نشین ہوا۔ اسے شہنشاہ کے لقب سے  
 مخاطب کرتے تھے۔ جستان اس کا دار الحکومت تھا صرف چار برس حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھائی قرسین  
 (ترسی) بن بہرام نو برس حکومت کرتا رہا یہ عادل اور نیک سیرت تھا۔ اس کے بعد ہرمز بن قرسین بادشاہ ہوا اس کا زمانہ  
 حکومت سات برس تک رہا۔ یہ بادشاہ مقام جند یسا پور (مضافات خراسان) میں رہتے تھے۔

سابور ذوالاکتاف: ہرمز کے مرنے کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ تھی اراکین دولت اس وجہ سے زیادہ پریشان ہو رہے  
 تھے اتفاق سے اس کی ایک بیوی حاملہ پائی گئی اراکین دولت نے کسی اور شخص کو خاندان شاہی سے تخت نشین نہ کیا وضع حمل کا  
 انتظار کرتے رہے جب وضع حمل ہوا تو اس کا نام سابور رکھا اور اسی وقت اسے تخت نشین کر دیا اور خود انتظام سلطنت کرنے  
 لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہرمز نے یہ وصیت کی تھی کہ وضع حمل کے بعد جو لڑکا پیدا ہو وہی تخت نشین کیا جائے بہر کیف جب شیر  
 خوار بچہ بادشاہ بنایا گیا اطراف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو گئی۔

طوائف المملوکی: ترک و روم نے ملک دبانا شروع کر دیا۔ بلاد عرب ان کے سرحدی ممالک سے بہت ہی قریب تھے



وہاں کے رہنے والے قحط اور نا پیداری کی وجہ سے ہمیشہ فارس کے شہروں کے غلہ کے محتاج رہتے تھے۔ وہ بھی موقع مناسب سمجھ کر لوٹ مار کرنے لگے۔ بحرین، بلاد قیس و حاطہ کی صحرائیں جماعتیں جوق در جوق ممالک فارس میں آنے لگیں۔ لوٹ مار فساد کا بازار گرم کر دیا اسی حالت میں ایک زمانہ گزر گیا۔ لیکن اہل فارس میں سے کسی نے بادشاہ کی کم سنی کی وجہ سے نہ تو ان سے تعارض کیا اور نہ ان کے دفع کرنے کی کوشش کی۔

عربوں کی سرکوبی: جب ان کا بادشاہ سن شعور کو پہنچا اور اس کی عمر کے سولہ مرحلے طے ہو چکے تب اراکین دولت نے اس سے ملک کا حال عرب کی لوٹ مار ترک و روم کے واقعات بیان کئے۔ سابور نے سب سے پہلے عرب پر حملہ کرنا مناسب سمجھ کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور خود ان کی افسری کرتا اپنے دار السلطنت سے روانہ ہوا۔ عرب کے لیرے اس وقت تک بلاد فارس میں موجود تھے۔ انہیں اس کی خبر نہ تھی یہ یکا یک ان کے سروں پر پہنچ گیا اور ان کو مارتا نکالتا بحرین تک بڑھ گیا اور وہاں پہنچ کر قتل و غارت کا عام حکم دے دیا۔ اس کے بعد رؤساء عرب و تمیم بکر عبد قیس پر چڑھائی کی اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ عبد قیس شہر چھوڑ کر ریگستانوں میں چلے گئے پھر وہ یمامہ میں آیا وہاں بھی قتل و قید و غارت گری کرنے لگا۔

شورشوں کا انسداد: پھر وہاں سے بلاد بکر و تغلب کی طرف متوجہ ہوا۔ جو مملکت فارس اور مناظر روم کے درمیان شام میں رہتے تھے۔ وہاں بھی عرب میں سے جسے پایا سے قتل کر ڈالا ان کے گھروں کو لوٹ لیا اور ان کے پانی کو خراب کر ڈالا۔ اس کے بعد جس شخص نے اس سے پناہ چاہی اس نے ٹھہرایا چنانچہ بنی تغلب میں سے جو (بحرین اور خط سے آئے ہوئے تھے) دارین میں۔ بنی تمیم کے لوگوں کو بجر میں، بکر بن وائل والوں کو کرمان میں، بنی حنظلہ کو ابواز میں رہنے کی جگہ دی۔ شہر انبار، کرخ، سوس کو آباد کیا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایاد جزیرہ میں پہلے رہتے تھے۔ گرمیوں میں عراق آجاتے لوٹ مار کرتے رہتے تھے سابور ان دنوں کمسن تھا۔ جب یہ بڑا ہوا اور کاروبار سلطنت کرنے لگے تو ان کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانہ میں ان کا سردار حرث بن اغریادی ایاد بن لزار کی اولاد سے تھا۔ سابور کی روانگی سے پہلے ایک شخص نے بنی ایاد میں سے جو دار السلطنت فارس میں ملا جلا ہوا رہتا تھا حرث بن اغریادی کو سابور کے ارادے سے مطلع کیا اور اسے اس کی لڑائی سے ڈرایا۔ حرث نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا انجام یہ ہوا کہ لشکر سابور نے پہنچ کر انہیں قتل کرنا شروع کر دیا وہ لوگ جلا وطن ہو کر سرزمین جزیرہ اور موصل کی طرف چلے گئے۔ پھر لوٹ کر عراق نہ آئے۔ جب مسلمانوں کے دلاور سرداروں نے ان شہروں کو فتح کیا اور ان سے جزیرہ (خراج) طلب کیا تو انہوں نے جزیرہ دینے سے انکار کیا اور روم چلے گئے۔

عمرو بن تمیم کا سابور کا مشورہ: سہیلی سابور بن ہرمز کے تذکرہ میں لکھتا ہے کہ یہ اکتاف (بازو) عرب کے بدن سے کاٹ ڈالتا تھا اسی وجہ سے عرب اسے ذوالاکتاف کہتے ہیں بحرین میں اس نے اس کے سردار عمرو بن تمیم کو گرفتار کیا۔ اس وقت اس کی عمر تین سو برس کی ہو چکی تھی۔ اس سے سابور نے کہا ”میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا تم لوگ حکومت و سلطنت

۱۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ سابور کا کاتب (سیکرٹری) تھا اس نے ایک قصیدہ حرث کے پاس بھیج دیا تھا جس میں سابور کی آزادی کی نظم تھی۔

۲۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس نے عرب کے ستر ہزار آدمیوں کے بازو کاٹ ڈالے تھے۔



کے مدعی ہو تمہارا یہ خیال ہے کہ تمام جہان میں تمہاری حکومت پھیلی ہوئی ہے۔ عمرو بن تمیم نے جواب دیا ”اے بادشاہ یہ عالی ہمتی سے بعید ہے اگر درحقیقت ان کا کوئی حق ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں تو تمہارا قتل کرنا انہیں نہیں روک سکتا اور اگر کوئی حق و استحقاق نہیں ہے تو تجھے ان پر قبضہ مل گیا ہے ان کو یوں ہی رہنے دے تیری آئندہ اولاد ان سے نفع اٹھائے گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سابور کو عمرو بن تمیم کے اس جواب پر رحم آ گیا اس نے ان کے قتل و غارت سے ہاتھ اٹھالیا۔

**قیصر روم کی سابور پر فوج کشی:** اس کے بعد اس نے بلا در روم پر حملہ کیا ان کے اکثر قلعوں کا محاصرہ کیا اس کے عہد حکومت میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین تھا۔ جس نے ملوک روم میں سب سے پہلے نصرانی مذہب اختیار کیا تھا۔ قسطنطین کے مرنے کے بعد اسی کے خاندان سے الیانوس نامی ایک شخص تخت حکومت پر بیٹھا اور دین نصرانیت سے منحرف ہو گیا۔ روم سے انتقام لینے کے لئے قیصر روم کی فوج میں شامل تھے۔ اس لشکر کا سپہ سالار ریوسانوس تھا جسے الیانوس قیصر روم نے ایران کو ویران کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس رومی لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔ جس وقت یوسانوس رومی فوج لئے ہوئے سرزمین فارس پہنچا۔

**سابور کی شکست و فرار:** سابور نے بھی لشکر فراہم کر کے رومیوں کا مقابلہ کیا۔ رومیوں نے پہلے ہی حملہ میں سابور کو پسپا کر دیا عرب کے گروہ نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ معدودے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر جان بچا کر بھاگ نکلا۔ رومیوں نے اس کے خزانہ پر قبضہ کر لیا اور شہر طیسون پر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا وہاں کے رہنے والے رومیوں سے متفر ہو کر جلا وطن ہو گئے اور رومیوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی اور نہایت عزت اقتدار سے رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد الیانوس ایک لڑائی میں مارا گیا۔ رومیوں نے یوسانوس کو اپنا سردار بنانا چاہا یوسانوس نے یہ شرط کی کہ رومی پھر نصرانی مذہب اختیار کر لیں۔ جیسا کہ حکومت زمانہ قسطنطین میں تھا۔ رومیوں نے اسے قبول کر لیا اور یوسانوس نے حکومت اختیار کر لی۔

**سابور اور یوسانوس میں مصالحت:** اس کے بعد سابور نے پھر فوج جمع کر کے حملہ کرنے کی یوسانوس کو دھمکی دی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اپنی رعایا کا انتقام لینے کے لئے آ رہا ہوں۔ تم خبردار ہو جاؤ یوسانوس یہ سن کر گھبرا گیا اور اسی رومی افسروں کو ہمراہ لے کر سابور کے پاس گیا سابور نے اس سے معاف کیا۔ نہایت عزت سے اسے ٹھہرایا اور اس امر پر صلح کر لی کہ رومی تمام مال غنیمت واپس کر دیں اور خون بہا کے عوض نصیبین دے دیں۔ جسے رومیوں نے فارس سے لے لیا ہے۔ چنانچہ یوسانوس نصیبین واپس دے کر اپنے ملک کو لوٹا اور سابور اصطر، اصبہان (اصفہان) کے آدمیوں کو وہاں دوبارہ آباد کر کے اپنے دارالسلطنت واپس آیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد یوسانوس مر گیا۔

**سابور کی وفات:** بعض مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ سابور تبدیل لباس روم گیا اور وہاں وہ گرفتار کر لیا گیا۔ قیصر نے اسے بیل کی کھال پہنائی اور اسے اپنے ساتھ لئے ہوئے چند یسا بور کی طرف بڑھاتا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے ملک کی

۱۔ انگریزی مؤرخ اس بڑی فوج کے حاکم کا نام جو لین بتاتے ہیں۔ شاید عربی مؤرخ اس کو یوسانوس لکھتا ہے۔

۲۔ اس عہد نامہ میں جس کی رو سے صلح ہوئی تھی وہ پانچ سو بے بھی داخل تھے جو درجلہ کے شرق میں واقع تھے جنہیں نرسی کے عہد حکومت میں رومیوں نے

ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔



بربادی دیکھے لیکن اثناء راہ سے موقع پا کر بھاگ نکلا اور جند یساہور کے لشکر میں شامل ہو کر رومیوں کے مقابلہ پر آیا اسے شکست دے کر ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے مزدوروں کی طرح مدتوں کام لیتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی ناک کاٹ کر ایک گدھے پر سوار کر کے رومیوں کے پاس بھیج دیا۔ لیکن یہ ایسا قصہ ہے کہ جس کے جھوٹ ہونے کی عادت شہادت دے رہی ہے الغرض ساہور اپنی حکومت اور عمر کا بہتر واں سال پورا کر کے مر گیا۔ اس نے شہر نیسا پور اور بھستان آباد کیا اور بادشاہوں کے رہنے کے لئے ایک محل بنوایا اور اس نے اپنی طول و طویل سلطنت میں رعایا کو بہت خوش رکھا۔

ساہور بن ساہور ذوالاکتاف: ساہور انتقال کے وقت اپنے برادر زادہ اردشیر بن ہرمز کے حق میں حکومت کی وصیت کر گیا تھا جس سے اراکین دولت نے اسے تخت نشین کیا۔ لیکن چار برس کے بعد اس سے سلطنت لے لی گئی اور اس کی جگہ ساہور بن ساہور ذوالاکتاف تخت حکومت پر بٹھایا گیا لوگوں نے اس کی بادشاہت کی خوشی منائی یہ نہایت نیک سیرت تھا۔ رعایا اور لشکری سے نرمی کا برتاؤ کرتا رہا تھا اس سے اور بنی ایاد سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جس کی طرف بنی ایاد کا شاعر اس شعر میں اشارہ کرتا ہے۔ علی رعم ساہور بن ساہور اصحبت۔ قیاب ایاد حولها الخیل و النعم بعضے کہتے ہیں کہ یہ شعر ساہور ذوالاکتاف کے بارے میں کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

یزدجرد الاشیم: بہر کیف ساہور پانچ برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اس کا بھائی بہرام ملقب بہ کرمان شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ نہایت مدبر اور نیک سیرت تھا یہ بھی گیارہ برس حکومت کر کے مر گیا اس کے مرنے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لڑائی میں یا فوج کے رفع فساد میں مصروف تھا ناگاہ اسے ایک تیر آگ جس سے وہ مر گیا اس کے بعد یزدجرد الاشیم بادشاہ ہوا اکثر اس کو بہرام کا بیٹا بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس کا بھائی تھا۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ یہ نہایت غصہ و زماں کا دعا باز فریبی جابر اور خود رائے تھا۔ تھوڑی سی لغزش پر اپنی رعایا اور ملازمین کو بہت بڑی سزا دیتا تھا۔ درگزر اور چشم پوشی کا بالکل عادی نہ تھا۔ اعلیٰ درجہ کا بد خصلت، بد طینت، سفلہ مزاج تھا۔ اس کے ابتدائی حکومت میں رسی حکیم معروف بہ مہریرشی وزارت کرتا تھا لیکن کچھ روز بعد معزول کر دیا گیا۔ اہل دولت اس وجہ سے اور نیز بادشاہ وقت کے ظلم و تعدی سے پریشان ہو رہے تھے اتفاق وقت سے ایک روز اس کے اصطلبل خاص کا ایک گھوڑا چھوٹ گیا۔ کوئی شخص اسے پکڑ نہ سکتا تھا یزدجرد یہ دیکھ کر چلا اٹھا اور خود اس کے پکڑنے کو بڑھا گھوڑے کے پاس پہنچ کر ایک نیزہ مارا گھوڑے نے بھی اس پر لات چلائی۔ دونوں زیادہ زخمی ہو گئے اور اسی زخم کے صدمے سے مر گئے۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے اکیسویں سال واقع ہوا۔

بہرام جور بن یزدجرد: اس کے بعد بہرام بن یزدجرد بادشاہ ہوا اس کا لقب بہرام جور تھا۔ اس نے بلاد حیرہ میں عرب کے ساتھ پرورش پائی اس کے باپ نے اسے نعمان بن امرء القیس کے سپرد کر دیا تھا اس نے اسے سواری، لڑائی، علم کی تعلیم دی۔ جب اس کا باپ مر گیا تو اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی نسل سے بادشاہ کر دیا۔ بہرام جور نے یہ خبر سن کر نعمان

بعض ایرانی مورخ یا قصہ گو اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ بہرام عربوں کو لے کر ایران پر چڑھا آیا۔ لیکن ایرانیوں کی خونریزی ناپسند کر کے اس امر کو اس بات پر چھوڑ دیا کہ تاج دوشیروں کے درمیان رکھ دیا جائے دونوں تاج خواہوں میں سے جو تاج اٹھالائے وہی تاجدار ایران سمجھا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ خسرو نے مارے خوف کے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی لیکن بہرام دلیرانہ اٹھا اور شیروں کو مار کر تاج اٹھالایا۔ لوگوں نے خسرو کو تخت سے اتار کر بہرام کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔



بن منذر کی امداد سے فارس پر چڑھ آیا اور اس سے لڑ کر خود بادشاہ بن بیٹھا۔ جیسا کہ آل منذر کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ اس کے زمانہ حکومت میں خاقان بادشاہ ترک نے بلا دصغد پر جو اس کے مقبوضات میں سے تھے فوج کشی کی۔ بہرام نے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت جواں مردی سے اسے پسپا کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ہندوستان پر حملہ کیا اور شاہ ہند کی لڑکی سے بیاہ کر لیا۔ ملوک روم اس سے ڈرتے تھے اور ہمیشہ سالانہ نذرانہ بھیجتے تھے انیس برس اس نے حکومت کی اس کے بعد یزدجرد بن بہرام جو حکمران بنایا گیا اس نے مہرزی حکیم کو اپنا وزیر مقرر کیا یہ نہایت نیک سیرت عادل سخی تھا۔ بیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

**فیروز بن ہرمز:** اس کے بعد ہرمز بن یزدجرد بادشاہ ہوا اس کا بھائی فیروز ان دنوں یہاں موجود نہ تھا جب اسے اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد لشکر لے کر چڑھ آیا اور اپنے بھائی کو قید کر کے خود بادشاہ بن گیا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں رومیوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا اس نے ایک لشکر وزیر مہرزی کی ماتحتی میں ان کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ وزیر مہرزی نے انہیں مار پیٹ کر پھر مطیع کر لیا۔ سات سالوں کا قحط اسی کے عہد حکومت میں پڑا اس نے اس کا نہایت معقول انتظام کیا لوگوں میں علی العموم غلہ تقسیم کرتا تھا۔ محصول بالکل معاف کر دیا تھا اس زمانہ قحط میں کوئی شخص بھوکوں نہیں مرنے پایا۔

**فیروز اور ہیاطلہ کی جنگ:** ہیاطلہ نے اسی زمانہ میں اس کے ممالک پر دست درازی شروع کی۔ طغارستان اور بلاد خراسان کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز نے ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر جمع کر کے حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ ہیاطلہ نے اسے شکست دے کر اس کے چار لڑکوں اور چار بھائیوں کو قتل کر ڈالا خراسان پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد روم و سافارس میں سے ایک شخص شیراز کا رہنے والا اٹھا اس نے ہیاطلہ کو مغلوب کر کے خراسان سے نکال دیا اور تمام مال و اسباب چھین لیا اور ان قیدیوں کو چھوڑ دیا جنہیں انہوں نے فیروز کے لشکر سے لوٹ لیا تھا اور قید کر لیا تھا۔ فیروز اپنی حکومت کے ستائیسویں سال مر گیا۔ رے، جرجان، آذربائیجان میں متعدد شہر آباد کئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ ہیاطلہ جس نے فیروز پر حملہ کیا تھا اس کا نام ہشتوا تھا اور جس شخص نے خراسان کو اس سے چھینا ہے وہ خر سوس، منوشہر کی نسل سے ہے اسے فیروز نے جنگ ہشتوا پر روانگی کے وقت اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے فیروز شکست کے بعد جو نمایاں کارگزاری کی وہ ظاہر ہے۔

**قباد الملک:** فیروز کے مرنے کے بعد یلادش بن فیروز بادشاہ ہوا قباد الملک بن فیروز سے لڑائی ہوئی یلادش اس پر غالب آیا وہ بھاگ کر خاقان بادشاہ ترک کے پاس چلا گیا۔ یلادش نیک سیرتی اور انصاف سے چار برس حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد قباد الملک خاقان کا لشکر آیا اور بجائے بھائی کے اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت قباد اپنے بھائی یلادش سے شکست پا کر خاقان کے پاس بھاگا جا رہا تھا نیسا بور ہو کر گزرا اور وہاں ایک شب کو ایک عورت سے ہم خواب ہوا اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہو گئی اور مدت حمل پوری ہونے کے بعد اس سے لڑکا پیدا ہوا پھر جب قباد چار برس کے بعد خاقان کا لشکر لے کر یلادش سے لڑنے کے لئے آ رہا تھا اور اس کا گزر نیسا پور میں ہوا تو اس نے اس عورت کو یاد کیا۔ وہ عورت اس لڑکے کے ساتھ قباد کے پاس آئی جو اس کے بطن اور اس کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اسی اثناء میں

بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام انوشیروان تھا یہی قباد کے بعد تخت پر بیٹھا۔



یلاوش کے مرنے کی خبر بھی آئی قباد اس لڑکے کو مسعود اور اقبال مند خیال کر کے اسی وقت روانہ ہو گیا اور دار السلطنت پہنچ کر تخت پر بیٹھ گیا وزیر سرحد (سواخرامی) نے اسے بھی یلاوش کی طرح مومی پتلا بنانا چاہا اور وہی انداز اس نے اختیار کئے لیکن جب اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے اور اپنے وزیر جنگ ساہور مہران کو اپنے قابو کا بنا لیا تو اس نے وزیر سرحد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

**مردک زندیق کا ظہور:** اسی زمانہ حکومت میں مردک زندیق (مرذوق زندیق) ظاہر ہوا یہ ہر اس چیز کو مباح کہتا تھا اور کہتا تھا کہ مال و اسباب اور عورتیں کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہیں۔ جس کا جی چاہے بے تامل اختیار کرے کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کی ہیں اور سب ایک ماں باپ سے ہیں۔

**قباد الملک کی معزولی:** قباد نے اس کا دین قبول کر لیا جس سے ارکان دولت نے برہم ہو کر اسے تخت سے اتار کر قید کر لیا اور اس کی جگہ جاماسات (جاماسپ) بن فیروز کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد زر مہر نے جو اس کا ولی و رفیق تھا۔ لوگوں کو مزدکیہ (مردک زندیق کے مریدوں) کے قتل پر ابھار کر قباد کو دوبارہ تخت پر بٹھایا لیکن مردک زندیق کا فقرہ پھر چل گیا اور ارکان دولت نے قباد اور زر مہر کو مردک کا معتقد و مرید سمجھ کر قباد کو پھر تخت سے اتار کر قید میں بھیج دیا اور جاماسات کو بادشاہ بنا لیا۔ قباد کسی طرح قید خانہ سے بھاگ کر ہیاطلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بوشہر ہو کر گزرا وہاں کے حکمران کی لڑکی سے بیاہ کر لیا جس سے انوشیرواں پیدا ہوا۔

**قباد کا جاماسات پر حملہ:** اس کے بعد بادشاہ ہیاطلہ کی مدد سے چھ برس کے بعد جاماسات پر حملہ کیا۔ جاماسات کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور قباد تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد رومیوں سے لڑنے کے لئے نکلا آمد فتح کر لیا۔ اس کے رہنے والوں کو قیدی بنا لیا۔ اس نے بہت سے شہر آباد کئے جن میں ارجان بھی ہے جو اہواز اور فارس کے درمیان واقع ہے اس کا زمانہ حکومت پینتالیس برس تک رہا۔ اس کے بعد انوشیرواں بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ ہوا۔

**انوشیرواں:** انوشیرواں بن قباد نے تخت حکومت پر بیٹھے ہی اپنے ملک کو چار حصوں پر تقسیم کی۔ پہلی قسمت میں خراسان، سیستان، کرمان تھے اور اس کا دار الحکومت خراسان تھا۔ دوسری قسمت میں وہ زمینیں تھیں جو کدم اور اصفہان کے درمیان تھیں ان میں آرمینا اور آذربائیجان کے صوبے بھی شامل تھے۔ ان کا دار الحکومت آذربائیجان تھا۔ تیسرے میں اہواز، فارس اور چوتھے میں عراق تھا۔ جس کی وسعت قلمرو کی سرحد تک قائم تھی۔ ان صوبجات کے انتظام اور اہتمام کے لئے عمدہ عمدہ قوانین بنائے اور ہر ایک عہدے دار کو اس پر عملدرآمد کی ہدایت کی۔ اس کے بعد اس نے ان ممالک کے واپس لینے کی جن پر اطراف و جوانب کے سلاطین حکمرانی کر رہے تھے کوششیں کیں اور ان میں وہ کامیاب ہوا۔ آرمینہ کے باغیوں کو آذربائیجان میں اور یہاں کے سرکشوں کو آرمینہ میں لے جا کر آباد کیا، ظلم و ستم کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دی۔ باب الابواب کی شہر پناہ بنائی جس کے بنانے کی ابتداء اس کے دادا نے کی تھی۔ شہر پناہ دریا کے اندر ایک میل تک ہے یہ شہر پناہ لوہے اور شیشے کا ہے اور جو خشکی پر بنایا وہ جبل فتح پر چالیس فرسخ کا ہے بلاد طبرستان تک ہر تین میل پر اس شہر پناہ میں ایک لوہے کا

۱۔ قباد کے قید سے چھوٹنے اور ہیاطلہ کے پاس جانے کا قصہ بعض یوں بیان کرتے ہیں کہ قباد کی حقیقی بہن نے جوڑ توڑ لگا کر جاماسات سے تعلق جنسی پیدا کر کے قباد کو قید سے رہا کر لیا۔ اس واقعہ کو محققین مورخ نے بیان نہیں کیا ممکن ہے کہ یہ بھی شاہنامہ کا قصہ ہو۔



دروازہ بنایا اور ایک گروہ کو اس میں آباد کیا تا کہ دشمن اس میں نہ آسکیں۔ مسعودی کہتا ہے کہ یہ ہمارے زمانے تک باقی تھی۔ لیکن ظن غالب یہ ہے کہ تاتاریوں نے اسے تباہ کر دیا جبکہ وہ ساتویں صدی میں ممالک اسلام پر غالب آئے تھے۔

**انوشیروان کا نظم و نسق:** الغرض انوشیروان نے اپنا ابتدائی زمانہ حکومت اصلاح حال رعایا انتظام ممالک درستی قلععات میں صرف کیا۔ اس کے بعد رومی بادشاہ پر چڑھائی کی اور حلب، قیرس، حمص انطاکیہ وغیرہ فتح کر کے اسکندریہ کو بھی لے لیا ملوک قبط پر خراج قائم کیا۔ رومی، چینی، تبتی بادشاہوں نے تحائف اور ہدایا بھیجے اس کے بعد اس نے بلاذشہز پر حملہ کیا اور انہیں اس کے عوض میں کہ وہ اس کے ملک میں فتنہ و فساد کر چکے تھے قتل کیا لوٹ لیا پھر ابن یزن ملوک تباہ کی اولاد سے اس کے پاس یمن کے بادشاہ حبشی کے ظلم کی فریاد لے گیا۔ انوشیروان نے ویلمی لشکر کو اپنے ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں اس کے ساتھ کر دیا۔ اس نے یمن پہنچ کر مسروق حبشی شاہ یمن کو قتل کر کے ابن ذی یزن کو وہاں کا حکمران کر دیا۔

**انوشیروان کی فتوحات:** اسی زمانہ میں انوشیروان نے سراندیپ پر فوج کشی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گیا۔ عرب میں شہر حیرہ کو لے لیا۔ پھر وہ ہیاطلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے خاندان سلطنت کو بھی نیست و نابود کر دیا اس کی فتوحات کا سلسلہ بلخ، ماوراء النہر سے آگے بڑھ گیا تھا۔ اس کا لشکر فرغانہ میں اتر آیا تھا۔ بلاد روم میں اس نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ علم اور اہل علم کو دوست رکھتا تھا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں کتاب کلیلہ رمنہ کا زبان یہود سے ترجمہ کیا گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حکومت کے بیالیسویں برس عام الفیل میں اور آپ کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب چوبیسویں برس پیدا ہوئے۔

**ہرمز:** انوشیروان نے آل منذر کو دوبارہ حیرہ میں بسایا۔ طائف مزدقیہ کو قتل کر کے ملت مجوسیہ قدیم قائم کی اکثر شہر آباد کئے۔ اڑتالیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے بعد ہرمز بن انوشیروان بادشاہ ہوا۔ ہشام لکھتا ہے کہ یہ بھی عادل، منصف اور نیک مزاج تھا۔ لیکن اس کے باوجود شرفاء و رؤسا اور علماء کو قتل کرتا تھا۔ بادشاہ ترک شاہ نے تین لاکھ فوج کے ساتھ ہرمز پر حملہ کیا۔ جب ہرمز اس سے لڑنے کے لئے ہرات اور باذغیس کی طرف گیا تو اس کی عدم موجودگی میں بادشاہ روم عراق پر اور خزر کا بادشاہ باب الابواب پر اور عرب کا ایک گروہ فرات ساحلی شہروں پر چڑھ آیا۔ غرض کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے فتنہ و فساد برپا کر دیا۔

**بہرام چوبیس کی فتوحات:** ہرمز نے خراسان پہنچ کر بہرام چوبیس کو بادشاہ ترک کے مقابلہ پر بھیج دیا خود وہیں ٹھہرا رہا۔ بہرام نے بادشاہ ترک کو قتل کر کے اس کے لشکر کو پسا کر دیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد یرموہ بن شاہ ترکوں کو اکٹھا کر کے پھر لڑنے کے لئے آیا اور بد قسمتی سے بہرام کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ بہرام نے اسے ہرمز کے پاس قید کر کے بھیج دیا اور اس کے ساتھ جو ہرات، ظروف، آلات حرب جو غنیمت میں اسے ملے تھے روانہ کئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مال غنیمت دو لاکھ پچاس ہزار اونٹوں پر لدا ہوا تھا واللہ اعلم

**ہرمز کی معزولی:** ہرمز کو بہرام کی اس کامیابی سے اندیشہ ہوا یا یہ کہ اس وجہ سے کہ بہرام کی عزت ہرمز کی آنکھوں میں دو چند ہو گئی تھی اور اسی سبب سے اراکین دولت نے ہرمز کو بہرام کی طرف سے بدظن کر دیا اور ادھر ادھر کی لگانے والوں نے بہرام کے کان بھی بھر دیئے۔ بہرام نے جان کے خوف سے چند مرزبانوں کو ملا کر یہ رائے قائم کی کہ ہرمز کو تخت سے اتار کر



اس کے لڑکے پرویز (پرویز) کو بادشاہ بنانا چاہئے۔ اس صلاح و مشورے میں ہرمز کے اراکین سلطنت بھی شامل تھے۔ پرویز: پرویز ان دنوں آذربائیجان میں تھا وہیں فوجی اور ملکی افسروں نے جمع ہو کر اس کے سر پر شاہی تاج رکھ دیا اور ہرمز کو تخت سے اتار کر قید کر دیا۔ پرویز بادشاہ ہونے اور ملک پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بہرام سے ملنے اور اسے اپنا مطیع بنانے کی غرض سے چلا دونوں سے شط نہروان پر ملاقات ہوئی۔ پرویز نے اطاعت کے لئے چند شرائط پیش کیں۔ جنہیں بہرام نے تسلیم نہ کیا اس وجہ سے دونوں میں لڑائی ہو گئی بہرام نے پرویز کو پسپا کر دیا۔ پرویز سنبھل کر پھر دوبارہ لڑائی کے میدان میں آیا۔ لیکن اس کی تازہ کوششوں نے بھی کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ اس کے نامی نامی سردار مارے گئے اور یہ جان بچا کر مدائن کی طرف بھاگ نکلا۔ پرویز کا باپ ہرمز طبسوں میں قید تھا اس سے یہ خبر بیان کی گئی اور اس بارے میں مشورہ لیا گیا اس نے مورق بادشاہ روم کے پاس جانے اور اس سے امداد طلب کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ پرویز اسکے پاس گیا اور اپنی حکومت کے بارہویں برس لوٹ کر آیا۔

پرویز اور بہرام کی جنگ: بعض نے اس واقعہ کو اس طرح بھی بیان کیا ہے کہ پرویز کو جب اپنے باپ سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ تو وہ جان کے خوف سے آذربائیجان چلا آیا۔ وہاں اکثر امراء اور ملکی فوجی افسران جمع ہوئے مگر کوئی بات پیدا نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں ہرمز نے ایک سپہ سالار کو بہرام سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ بہرام نے اس سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔ فوج بے سردار ہونے کی وجہ سے مدائن کی طرف بھاگی۔ بہرام نے اس کا تعاقب کیا۔ ہرمز یہ واقعہ سن کر پریشان ہو گیا۔ پرویز اپنے باپ کی پریشانی دیکھ کر نکل پڑا اور اسے گرفتار کر کے بہرام چوبیس کے مقابلے پر خود آیا یہ بھی بہرام سے شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے باپ ہرمز نے بادشاہ روم کے پاس جانے کی اصلاح دی۔ لیکن پرویز کے ماموں نے یہ کہا کہ ہمیں اس امر کا خوف ہے کہ بہرام مبادا مدائن چلا نہ آئے اور تیرے باپ کو دوبارہ تخت پر نہ بٹھا دے اس وجہ سے بہتر یہ ہے کہ مدائن پہنچ کر ہرمز کو قتل کر کے بادشاہ روم کے پاس چلنا چاہئے۔ پرویز نے اس رائے کو پسند کیا اور فرات عبور کر کے مدائن کی طرف بڑھا مگر بہرام کے تعاقب سے مجبور ہو کر روم کی طرف بھاگا۔ اثناء جنگ فرار و تعاقب میں پرویز کے ماموں نقدویہ کو بہرام نے گرفتار کر لیا اور سرد روم تک اس کا تعاقب کر کے واپس آیا۔

پرویز کی قیصر روم سے امداد طلبی: پرویز ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے انطاکیہ پہنچا اور قیصر مورق سے مدد کا خواستگار ہوا۔ قیصر مورق نے اس کی تعظیم و تکریم کی اور اپنی لڑکی مریم سے اس کی شادی کر کے ساٹھ ہزار فوج اپنے ماموں ناطوس کی ماتحتی میں اس کے ساتھ کر دی۔ پرویز جس وقت لشکر روم لئے ہوئے آذربائیجان پہنچا اس کا ماموں بھی بہرام کی قید سے بھاگ کر اس سے آ ملا۔ پرویز نے نہایت اطمینان سے بہرام پر حملہ کیا بہرام شکست کھا کر ترک چلا گیا اور پرویز مدائن میں داخل ہوا۔ لشکر روم کو ہزار ہا روپیوں کا مال و اسباب اور لاکھوں روپے دے کر رخصت کیا۔

بہرام کا خاتمہ: اس شکست کے بعد ظاہراً بہرام بادشاہ ترک ہی کے پاس رہتا نظر آ رہا تھا اور اپنے کسی خاص ارادے کے پورا کرنے میں مشغول تھا مجب نہ تھا کہ یہ ارادہ اس کا پورا ہو جاتا لیکن پرویز کی سازش سے خاقان ترک کی بیگم نے بہرام کو زہر دے کر مار ڈالا۔ خاقان ترک نے اسی وجہ سے اپنی بیگم کو طلاق دے دی اور بہرام کی بہن سے بیاہ کرنے کا خواستگار ہوا مگر بہرام کی بہن نے اس سے انکار کیا۔ پرویز نے قیصر روم کی حمایت میں اپنی بات بنا رکھی اور اس سلوک کے



معاوضہ میں جو قیصر نے اس کی کسمپرسی کی حالت میں اس کے ساتھ کیا تھا، ہمیشہ تحائف اور ہدایا بھیجتا رہا لیکن جونہی قیصر کو رومیوں نے تخت سے اتار کر مار ڈالا اور اس کی جگہ قوفا (توکس) کو تخت قیصری پر بٹھایا۔

**پرویز کی فتوحات:** پرویز رومیوں سے قیصر مقتول کے خون کا بدلہ لینے کے بہانہ سے کھڑا ہو گیا۔ بظاہر اسے قیصر کے بیٹے کے مل جانے سے یہ بہانہ مل گیا تھا۔ اس نے تین سپہ سالاروں کو تین طرف سے رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا ایک سپہ سالار سرزمین شام کی طرف روانہ کیا اس نے فلسطین، بیت المقدس تک فتح کر لیا۔ وہاں کے مذہبی پیشواؤں کو گرفتار کر لیا اصلی صلیب کو جوزرین صندوق میں مدفون تھی زمین سے نکلوا لیا اور بڑی دھوم دھام سے کسرائے فارس (پرویز) کے پاس بھیج دیا۔ دوسرا سپہ سالار بلاد مصر کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اس نے مصر اسکندریہ، بلانوبیہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ تیسرا سپہ سالار قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ اس نے خلیج قسطنطنیہ پر اپنا خیمہ نصب کیا اور رومی ممالک پر حملہ کرنے لگا۔ لیکن رومیوں میں سے کسی نے ابن موربوق (سابق قیصر کے بیٹے) کی اطاعت قبول نہ کی۔ بلکہ انہوں نے اس کے فسق و فجور کی وجہ سے اپنے بنائے ہوئے قیصر قوفا کو مار کر ہرقل کو تخت قیصری پر بٹھا دیا۔

**ہرقل کی بلاد فارس پر فوج کشی:** ہرقل نے تخت پر بیٹھتے ہی بلاد کسریٰ فارس (پرویز) پر فوج کشی کر دی اور نصیبین تک پہنچ گیا۔ پرویز نے اپنے سپہ سالار کو ہرقل کے مقابلہ پر بھیجا یہ موصل پہنچ کر رومیوں کی آمد کی روک تھام کر رہا تھا کہ ہرقل نے دوسری طرف سے فوج پر حملہ کیا۔ کسریٰ نے لڑائی کا حکم دیا اس لڑائی میں کسریٰ شکست کھا کر مع اپنی فوج کے میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ ہرقل تھوڑی دور تک تعاقب کر کے ٹھہر گیا۔ کسریٰ نے بھاگی ہوئی فوج کو بہت سخت سزا دی اور حزاب کو خراسان سے طلب کر کے ہرقل کی لڑائی پر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ کسریٰ اور ہرقل کے لشکروں سے مقام اذرعات اور بصریٰ میں مقابلہ ہوا۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ لشکر فارس نے ہرقل کو شکست فاش دی حزاب روم میں داخل ہو گیا اور وہاں کے آباد گاؤں کو ویران اور وہاں کے باشندوں کو قتل کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ کر واپس ہوا۔ پرویز نے اسے خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کے بھائی کو وہاں کا گورنر کیا۔ فارس اور روم کی اسی غالبیت اور مغلوبیت کے بارے میں سورہ روم کی اول آیات شریفہ نازل ہوئی ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ آیہ کریمہ میں (( اوفی الارض )) سے اذرعات اور بصریٰ مراد ہیں۔ جہاں پر فارس اور روم کی باہم لڑائیاں ہوئی تھیں پھر روم نے اس واقعہ کے سات برس بعد فارس پر غلبہ حاصل کیا اور مسلمانوں نے جناب باری عزاسمہ کے اسی وعدہ پر لوگوں کو اس سے مطلع کیا۔ کیونکہ قریش بت پرستی کی وجہ سے فارس کی طرف داری کرتے تھے اور مسلمان اہل کتاب ہونے کے خیال سے روم کو سراہتے تھے۔ اسی کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وجیہ کلبی کو نامہ مبارک دے کر بھیجا تھا اور اسلام کی دعوت دی تھی۔ جیسا کہ ہم آئندہ حالات ہجرت میں بیان کریں گے۔

**پرویز کا عروج:** پرویز نے اپنے آخری زمانہ میں جب زیادہ دن تک بادشاہت کرتا رہا، بدخلقی، ظلم و تعدی کو اپنا شیوہ بنا لیا لوگوں کا مال و اسباب بظلم چھیننے لگا۔ کسی کی فریاد نہ سنتا تھا۔ فریادی کو دھکے دے کر نکلوا دیتا۔ رعایا اسی وجہ سے اس سے بددل ہو گئی۔ ہشام کہتا ہے کہ پرویز کا جس قدر خزانہ تھا اس قدر شاہان فارس میں کسی کا نہ تھا۔ اس کی فتح و نصرت کی موجیں خلیج قسطنطنیہ اور افریقہ تک پہنچ گئی تھیں۔ جاڑے کے موسم میں مدائن میں رہتا اور گرمیوں میں ہمدان چلا جاتا تھا۔ اس کی



بارہ ہزار بیگمات تھیں۔ ایک ہزار جنگی ہاتھی پچاس ہزار سوار ہر روز سلامی کے لئے آتے تھے۔ صد ہا آتش کدہ بنوائے اور ان میں ہزار ہا مغان مقرر کئے۔ اس کے مصارف کے لئے اپنے ملک کا اٹھارہ برس کا خراج وقف کر دیا۔ اس کے خزانہ کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔ یہ آ خر زمانہ میں اس درجہ مغرور ہو گیا کہ شرفاء اور رؤسا کو حقیر سمجھنے لگا چھتیس ہزار قیدیوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ جس سے اراکین دولت نے اس کی مخالفت کی داروغہ قید خانے نے ان سب کو چھوڑ دیا اور انہی کے ساتھ اس کے لڑکے شیردیہ کو بھی چھوڑ دیا۔ اس کا نام قباد تھا اسے بھی پرویز نے اور لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا تھا۔ کیونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ تیرا ہی لڑکا تجھے قتل کرے گا۔

**پرویز کا قتل:** الغرض شیردیہ کے پاس جس وقت وہ تمام قیدی جن کے مارے جانے کا پرویز نے حکم دے دیا تھا جمع ہو گئے تو اس نے شاہی قصر پر حملہ کر دیا اور پرویز کو گرفتار کر لیا۔ پرویز نے خط و کتابت کر کے اپنی مخلصی کی راہ نکالی۔ لیکن اہل دولت کی مخالفت سے مجبور ہو کر شیردیہ نے اپنے باپ کو اس کی حکومت کے اڑتیس برس بعد قتل کر ڈالا۔ جب اس کی خبر اس کی دونوں بہنوں بوران اور ازرمیدخت کو ہوئی تو وہ روتی ہوئی آئیں اور شیردیہ کو سخت لعنت و ملامت کرنے لگیں۔ شیردیہ بھی رونے لگا۔ سر سے تاج اتار کر پھینک دیا۔ آٹھ مہینے حکومت کر کے بعارضہ طاعون مر گیا اس کا انتقال ہجرت کے ساتویں سال واقع ہوا۔ جیسا کہ سہیلی نے لکھا ہے۔

**اردشیر:** شیردیہ کے مرنے کے بعد اردشیر بادشاہ بنایا گیا یہ اس وقت سات برس کا تھا اس کے سوا شاہی خاندان میں کوئی مرد باقی نہ رہا تھا۔ کیونکہ پرویز نے چھوٹے بڑے لڑکے پوتے سبھوں کو قتل کر ڈالا تھا شہنشاہ بہادر (خوانسار) نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اس نے اچھی حکمرانی کی۔ شہریران (شہریار) نامی ایک شخص انطاکیہ میں رہتا تھا اور وہ پرویز کی سلطنت کا رکن شمار کیا جاتا تھا۔ شام اسے جاگیر میں دیا گیا تھا چونکہ اس سے اردشیر کی تخت نشینی کے وقت مشورہ نہ لیا گیا تھا۔ اس وجہ سے یا اردشیر کی کم سنی کی وجہ سے بگڑ گیا۔ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ شہنشاہ بہادر کا شہر طیسوں میں محاصرہ کر لیا۔ اثناء لڑائی میں کسی سپاہی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ شہریران قلعہ میں داخل ہو گیا۔ شہنشاہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ کئی امراء فارس کو مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد اردشیر اٹھا لیکن اٹھتے ہی مارا گیا۔ ڈیڑھ برس اس کی حکومت رہی۔

**بوران بنت پرویز:** اردشیر کے قتل بعد شہریران تخت پر بیٹھا۔ حالانکہ خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اراکین سلطنت کو شہریران کا یہ فعل ناگوار گزارا وہ لوگ اس کے قتل کی درپردہ فکر کرنے لگے۔ ایک روز ایرانی فوج کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک سوار نے پہنچ کر نیزہ مار کر گھوڑے سے نیچے گرادیا۔ پھر کیا تھا جتنے سوار اس وقت موجود تھے۔ سب نے مارنا شروع کر دیا۔ جب شہریران کا کام تمام ہو گیا تو بادشاہ بنانے کی فکر ہوئی۔ چونکہ شاہی خاندان میں کوئی لڑکا موجود نہ تھا اس وجہ سے بوران بنت پرویز تخت حکومت پر بٹھائی گئی۔ اس نے انتظام ملک کے لئے فرخ بن ماجد شیراز کو جو اصطخر کا رہنے والا اور شہریران کا رشتہ دار تھا اپنا وزیر بنا لیا اس نے لوگوں سے خراج معاف کر دیا۔ داد و دہش سے رعایا کو خوش رکھا۔ صلیب کو یروشلم واپس بھیج دیا۔ یہ ایک برس چار مہینے حکومت کر کے مر گئی اس کے بعد شہنشاہ (اس کا چچا زاد بھائی) بیس روز تک حکمران رہا۔

انگریزی مؤرخ اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہرقل جب ایران سے واپس گیا تھا تو وہ اپنے ساتھ صلیب کو لے کر گیا تھا جو اس کی کامیابی کی بہت بڑی یادگار سمجھی جاتی ہے۔



ارز میدخت بنت پرویز: اس کے بعد ارز میدخت بنت پرویز حکمرانی کے لئے منتخب کی گئی یہ نہایت حسین و جمیل عورت تھی۔ فرخ ہر مزخراسان کا گورنر اس پر عاشق ہو گیا۔ شادی کا پیغام بھیجا ارز میدخت نے کہلا بھیجا کہ ”تم نے یہ پہلے کیوں نہ کہا اب چونکہ میں ملکہ ایران ہو گئی ہوں اور مجھ پر حرام ہے تم شب کو میرے پاس آؤ میں دربان سے کہہ رکھوں گی۔“ فرخ ہر مز یہ سن کر مارے خوشی کے پھولے نہ سما۔ خراسان میں اپنے لڑکے رستم کو اپنی جگہ چھوڑ کر ارز میدخت کے پاس آ پہنچا اور شب کو شاہی محل میں داخل ہونے کے قصد سے چلا ارز میدخت نے داروغہ محل سرا کو پہلے سے اس کے قتل کا حکم دے رکھا تھا۔ اس نے اسے پہنچتے ہی قتل کر ڈالا۔ جب اس واقعہ کی خبر رستم کو ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر مدائن پر چڑھ آیا۔ ارز میدخت مقابلہ نہ کر سکی بعض کہتے ہیں کہ گرفتار کر کے قتل کی گئی اور بعض کا یہ خیال ہے کہ زہر کے ذریعہ سے ماری گئی۔ بہر کیف چھ مہینے اس کی حکومت رہی۔

اردشیر بن بابک اور فرخ زاد بن خسرو: اس کے بعد اردشیر بن بابک کی نسل سے ایک شخص پرویز کی اولاد سے تھا۔ فرخ زاد بن خسرو اس کا نام تھا۔ خیر خواہان دولت نصیبین کے قریب حصن حجارہ سے اسے ڈھونڈ کر مدائن لائے تخت پر بٹھایا پھر اس کے مخالف ہو کر تخت سے اسے اتار کر مار ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ کسریٰ ابن مہر شنش مارا گیا تو اراکین سلطنت فارس کا بادشاہ بنانے کے لئے خاندان شاہی کی جستجو کرنے لگے۔ اتفاق سے یمسائی میں ایک شخص مل گیا جس کا نام فیروز بن مہر شنش تھا۔ اسے بعض شنشہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی ماں چہار بخت بنت یزاد قرار بن انوشیرواں تھی۔ اسے لوگوں نے کراہتا بادشاہ بنایا اور چند دن بعد اس کو تخت سے اتار کر مار ڈالا۔ اس کے بعد ایک شخص حصن حجارہ (قریب نصیبین) سے لایا گیا۔ تخت حکومت پر بٹھایا گیا۔ پھر چھ مہینے بعد سلطنت کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی چھین لی گئی۔

یزدجرد: اس کے بعد یزدجرد بن شہریار بن پرویز جو اپنے دادا کے خوف سے بھاگ گیا تھا اور آتشکدہ اصطخر میں رہتا تھا۔ اسے اہل اصطخر نے بادشاہ بنالیا۔ جب یہ سنا کہ اہل مدائن نے ابن خسرو فرخ زاد کو تخت سے اتار دیا ہے اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدائن میں آئے فرخ زاد کو اس کی حکومت کے ایک برس کے بعد مار کر یزدجرد کو بادشاہ بنالیا۔ یہی فارس کا آخری بادشاہ ہے۔ اس نے بالاستقلال حکومت کی۔ اسی کے زمانہ میں حکومت فارس کمزور ہو گئی۔ چاروں طرف سے دشمنان دولت نکل پڑے اسی زمانہ میں اس کی حکومت کے دوسرے برس اور بروایت بعض چوتھے برس عرب کے مسلمانوں نے فارس پر حملہ کیا جن کی فتوحات اور کامیابیوں کے مفصل واقعات فتوحات اسلامی میں ہم لکھیں گے۔

شاہان فارس کا زمانہ حکومت: یزدجرد جو تقریباً بیس برس حکومت کر کے مرو میں مارا گیا۔ یہی سلاطین اکاسرہ ساسانیہ کے حالات تھے۔ طبری نے اس کے آخر میں لکھا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام سے زمانہ ہجرت تک بزعم یہود چار ہزار چھ سو بیالیس برس ہوتے ہیں اور بخیاں نصاریٰ جیسا کہ یونانیوں کی روایت میں ہے پانچ ہزار نو سو بانوے برس اور بقول اہل فارس زمانہ قتل یزدجرد تک چار ہزار ایک سو اسی برس ہوتے ہیں۔ یزدجرد ان کے نزدیک ۳۰ھ میں قتل کیا گیا اور اہل اسلام یہ روایت کرتے ہیں کہ آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں ایک قرن ایک سو برس کا ہوتا ہے اور نوح اور ابراہیم کے درمیان دس قرن اور ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں۔ اسے طبری



نے ابن عباس اور محمد بن عمر بن واقدی نے اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔ طبری بروایت سلمان فارسی اور کعب احبار رضی اللہ عنہم کہتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ فترت کے درمیان چھ سو برس کا فاصلہ ہے۔ (( واللہ اعلم بالحق فی ذالک و البقاء اللہ الواحد القہار ))

(مترجم) مجھے اس وقت تک کوئی ایسی کافی شہادت نہیں ملی کہ جس سے میں رستم گرد یا شاہنامہ کے عجیب و غریب قصوں کو سچا باور کرتا۔ بعض واقعات اس کے صحیح ضرور ہیں مثلاً رستم کا اپنے بادشاہ کے خسرو کو چھڑوانے کے لئے جس وقت وہ یمن میں گرفتار ہو گیا تھا فوج لے کر جانا لیکن پھر بھی اس سے مشہور ہفت خواں کا پتہ نہیں چلتا جس میں رستم کو اپنی دلاوری شجاعت دکھانے کا موقع ملا تھا۔ گو یہ ممکن ہے کہ ان عجیب و غریب حکایات کا پتہ ایران کی پرانی تواریخ سے مل جائے مگر ان کی نسبت یہ امر مشہور ہو رہا ہے کہ ایرانی مورخ جو قبل از اسلام گزرے ہیں وہ عجائب و غریب حکایات لکھنے کے زیادہ شائق رہتے تھے۔ عجب نہیں فردوسی نے اپنے شاہنامہ کو انہی تواریخ کے تحقیق و تحریر پر مرتب کیا ہو یا یہ کہ اس نے فی نفسہ فارسی زبان میں بطرز جدید دلچسپی کے خیال سے تاریخی منظوم ناول لکھا ہو جس کی وجہ سے اسے خاطر خواہ اس کا صلہ نہیں ملا کیونکہ بیمن الدولہ محمود شاہ غزنوی نے اسے فردوسی سے تاریخ لکھنے کی فرمائش کی تھی نہ کہ منظوم ناول کی۔









## باب : ۱۹

### یونان

**اہل یونان کا نسب:** دنیا میں حکومت و سلطنت کے لحاظ سے عظیم الشان گروہوں میں سے ایک گروہ یہ بھی ہے۔ ان کی دو بڑی حکومتیں تھیں۔ ایک اسکندر کی دوسری قیصرہ کی جن کا زمانہ اسلام نے پایا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو شام میں حکومت کر رہے تھے۔ باتفاق محققین یہ سب یافث بن نوح علیہ السلام کی طرف نسبتاً منسوب کئے جاتے ہیں۔ کندی سے روایت کی جاتی ہے کہ یونان عابر بن فانیج کی نسل سے ہے اور وہ اپنے بھائی قحطان سے رنجیدہ ہو کر اپنے اہل و عیال کے ساتھ یمن سے جلا وطن ہو کر افرنجہ (فرانس) اور روم کے درمیان آٹھرا۔ ان میں ان کا نسب مل جل گیا۔ لیکن ابوالعباس نے اس کی مخالفت کی ہے جیسا کہ اس کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

**آل یاقان (یونان):** اسی وجہ سے اسکندر کو تیج میں شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ یافث کی نسل سے ہے اس کے علاوہ تمام محققین روم کو یونان افریقی لاطینیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یونان کا ذکر توریث میں آیا ہے کہ وہ یافث کی صلبی اولاد سے ہے اس کا نام یاقان تھا۔ عرب نے اسے معرب کر کے یونان کر دیا ہر وشیوش نے غریقیوں کے پانچ گروہ قائم کئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک یونان کے پانچ لڑکوں کیتم، جلیلہ، ترشوش، دو انم، ایشائی کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ایشائی کی نسل شاخوں میں سحینہ، اثناس، شمالا، طشال، لجد، موم کو شمار کیا ہے اور روم اور لاطینیوں کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ان پانچوں میں سے کسی خاص کی طرف انہیں منسوب نہیں کیا اور افرنجہ کو غطر ما بن عومر بن یافث کی نسل سے لکھا ہے اور صقالہ کو اس کا نسبی بھائی بتایا ہے۔

**اشکان بن عومر:** وہ تحریر کرتا ہے کہ اس گروہ میں حکومت بنی اشکان بن عومر کر رہے تھے اور قوط کو مادائی بن یافث کی طرف منسوب کیا ہے اور ارمن کو ان کا نسبی بھائی قرار دیا ہے پھر دوبارہ قوط کو مانغوغ بن یافث کی طرف منسوب کر کے لاطینیوں کو ان کا نسبی بھائی ٹھہرایا ہے اور ان میں سے قاللین کو رفا بن غومار کی طرف اور طوبال بن یافث کی طرف اندلس ایطالیہ، ارکادیوں کو اور طیراش بن یافث کی طرف اجناس ترک کو منسوب کیا۔ اس کے نزدیک غریقیوں کا نام تمام اہل یونان کو شامل ہے اس نے روم کو غریقیوں پر تقسیم کیا ہے۔ ابن سعید بروایت بیہقی تواریخ المشرق سے نقل کرتا ہے کہ یونان، علجان بن یافث کا لڑکا ہے۔ اسی وجہ سے انہیں علوج کہتے ہیں۔ اس نسب میں سوائے ترک کے تمام شمال والے شریک ہیں اور یقینی شعوب، ثلاثہ یونان کی اولاد سے ہیں۔ افریقی، اغریقش بن یونان کے روم رومی بن یونان کے لاطینی، لطین بن یونان کی نسل سے ہیں اور اسکندر رومیوں میں سے ہے واللہ اعلم۔ ان میں سے جہاں تک ہمیں معلوم ہے سہر دست ہم ان کی ان دو حکومتوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ واللہ الموفق للصواب۔







غریقی: یونانیوں کے دو شعبے ہیں ایک غریقی دوسرے لاطینی۔ ان لوگوں نے اپنے رہنے کے لئے اپنے تمام برادران بنی یافت مثلاً صقالیہ ترک، افرنجہ وغیرہ کے ساتھ معمورہ عالم میں شمالی جانب کو اختیار کر لیا اور اس کے وسط میں جزیرہ اندلس اور بلاد ترک درمیان مشرق میں طولاً اور بحر محیط اور بحر رومی کے درمیان عرضاً قابض ہو گئے۔ لاطینیوں نے اس کی جانب غربی کو اور غریقیوں نے شرقی جانب کو اپنا مسکن بنا لیا۔ ان دونوں کے درمیان خلیج قسطنطنیہ واقع ہے۔ ان دونوں شعبوں میں دو بڑی مشہور سلطنتیں گزری ہیں۔ غریقیوں نے اپنے کو یونانیوں کے نام سے مخصوص اور موسوم کر لیا۔ انہی میں اسکندر بھی تھا۔ جو دنیا کے نامور بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے یہ لوگ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے خلیج قسطنطنیہ کے مشرقی جانب بلاد ترک اور دردب شام کے درمیان رہتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بلاد ترک، عراق، ہند اور آرمینیہ وغیرہ بلاد شام میں اور بلاد مقدونیہ، مصر، اسکندریہ لے لیا۔ ان کے بادشاہ سلاطین مقدونیہ کے نام سے معروف ہیں۔ ہرودشیوش مورخ روم انہیں غریقیوں میں بنو لجد مون اور بنو اثاس کو شمار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حکماء اثناسیوں انہیں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انہی میں سے بنو لطمان ہیں اور تمام لجد مون بنو شمالا بن ایشا ہیں۔ لیکن پھر دوسرے مقام میں لکھتا ہے کہ لجد مون شمالا کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

اغریقیش بن یونان: اس گروہ کا یہ خاندانی تفرقہ فارس و قبط بنی اسرائیل کے پہلے گزر چکا ہے ان میں اور ان کے برادران نسبی لاطینیوں میں اکثر لڑائیاں اور فسادات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ تخت فارس پر شاہان کیدیہ کے بیٹھنے کا دور آیا انہوں نے انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کرنا چاہا انہوں نے انکار کیا۔ تب فارس والوں نے ان کے خلاف قبط کو ابھار کر ان سے لڑا دیا یونانیوں کو اس لڑائی میں ناکامی ہوئی اور انہوں نے مجبوراً فارس کے خراج کو قبول کر لیا۔ فارس والوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا نہ کر کے اپنی طرف سے ایک شخص کو اپنا گورنر مقرر کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ افریدون نے ان پر اپنے لڑکے کو حاکم مقرر کیا تھا اور اسکندر کی دادی اسی کی نسل سے تھی۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یونان کے بعد اس کا لڑکا اغریقیش خلیج قسطنطنیہ کی جانب شرقی کا حکمران ہوا۔ اس کے بعد اس کے لڑکے نسل بعد نسل حکمرانی کرتے رہے۔ انہوں نے لاطینیوں اور روم کو زیر کیا ان کے ملک کا دائرہ آرمینیہ تک بڑھ گیا۔

ہرقل جبار بن ملکان: ان میں سب سے بڑا بادشاہ ہرقل جبار بن ملکان بن سلقوس ابن اغریقیش گزرا ہے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم کے بادشاہوں سے خراج لیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یلاق بادشاہ ہوا۔ اسی کی طرف بلاقیہ منسوب ہوتے ہیں جو اس وقت تک بحر سودان کے کنارے پر باقی ہیں۔ یہ ملک اسی کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ یہاں تک کہ اس کے نسبی بھائی روم کا غلبہ ظاہر ہوا ان کا پہلا بادشاہ ہردوس بن مسطرون بن رومی بن یونان ہوا۔ اس نے تینوں گروہوں (لاطینی، رومی، یونانی) پر حکومت کی۔ اس کے بعد کے تمام بادشاہ اسی کے نام سے ملقب ہوتے رہے اور یہودیان شام ہر اس شخص کو جو اس کا قائم مقام ہوتا تھا اسی نام سے موسوم کرتے رہے۔

ہرمس بن ہرقل: اس کے بعد اس کا لڑکا ہرمس بادشاہ ہوا اس سے اور اہل فارس سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ یہ فارس سے مغلوب ہو گیا اور انہوں نے اسے اپنا باج گزار بنا لیا۔ اسی کے زمانہ سے یونانیوں کی حکومت کمزور ہو



گئی اور ان میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ اگریقیوں نے اپنا ایک سردار علیحدہ بنا لیا اور اسی طرح سے لاطینیوں نے بھی ایک جداگانہ رئیس مقرر کیا مگر یہ کہ شاہنشاہ کا لقب صرف بادشاہ روم ہی کے لئے مخصوص رہا۔ ہر مس کے بعد اس کا لڑکا مطریوس تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس کا سارا زمانہ لاطینیوں اور اگریقیوں کی لڑائی میں صرف ہوا۔

**فیلقوس بن مطریوس:** اس کے بعد فیلقوس ابن مطریوس تخت آرائے حکومت ہوا اس کی ماں سرم نسل افریدون سے تھی جسے افریدون نے اپنی طرف سے یونان کا حکمران مقرر کیا تھا۔ یہ جس وقت تخت حکومت پر بیٹھا اس نے شہر اگریقیہ کو ویران کر کے شہر مقدونیا اپنے ممالک مقبوضہ کے وسط میں خلیج قسطنطنیہ کی غربی جانب آباد کیا۔ علم دوست حکماء سے محبت رکھنے والا تھا اسی وجہ سے اس کے زمانہ حکومت میں علم و حکمت کی بہت ترقی ہوئی اس کے بعد اس کا لڑکا اسکندر بادشاہ ہوا اس کا معلم حکیم ارسطو تھا۔

**فیلقوس کا قتل:** ہر وشیوش تحریر کرتا ہے کہ اس کا باپ فیلقوس اسکندر بن تراوش کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا اور فیلقوس یبادہ بنت تراوش کا داماد تھا جس سے اسکندر اعظم پیدا ہوا۔ اسکندر بن تراوش کی حکومت چار ہزار آٹھ سو سنہ دنیاوی میں بنا رومہ کے چار سو برس بعد ہوئی اور وہ اپنی حکومت کے ساتویں برس رومہ کے محاصرے کے وقت لاطینیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے مارے جانے کے بعد اگریقیوں اور روم کا حاکم اس کی ہمشیرہ کا داماد فیلقوس ابن آمنہ بن ہرکلس ہوا۔ لوگوں نے اس کے ابتدائے زمانہ حکومت میں اکثر بغاوتیں کیں۔ لیکن اس کے حسن تدبیر اور کوششوں اور خوفناک لڑائیوں نے انہیں اس کا مطیع کر دیا اور اس نے ان لوگوں پر پورا تسلط اور غلبہ حاصل کر لیا۔ اس نے قسطنطنیہ بنا نا چاہا۔ لیکن جرمانیوں نے رکاوٹ ڈالی اس نے تمام روم اور اگریقیوں کو جمع کر کے ان پر حملہ کر کے المانیہ سے جبال آرمینیہ تک اپنے قبضہ تصرف میں لے لیا۔ اسی زمانہ میں اہل فارس، شام اور مصر پر مضبوطی کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا لیکن اثناء راہ میں کسی لاطینی نے نامردی کے حملہ سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

**اسکندر اعظم:** اس کے بعد اس کا لڑکا اسکندر تخت نشین ہوا۔ بادشاہ فارس نے بدستور اس سے خراج طلب کیا۔ جیسا کہ اس کے باپ فیلقوس کے زمانہ میں خراج جاتا تھا۔ اسکندر نے یہ کہلا بھیجا کہ میں نے اس مرغی کو ذبح کر ڈالا جو سونے کا انڈا دیتی تھی۔ اس کے بعد اسکندر نے بلا شام پر حملہ کر کے بیت المقدس کو بخت نصر سے ڈھائی سو برس بعد فتح کر لیا اور نہایت نیک نیتی سے تقریباً قربانی کی۔ اہل فارس کو اس کی یہ کامیابیاں ناگوار گزریں اس وجہ سے انہوں نے دارا کو اس کی لڑائی پر ابھارا۔

**اسکندر اعظم اور دارا کی جنگ:** چنانچہ دارا نے ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر اسکندر پر حملہ کیا۔ اسکندر نے بھی اپنے چھ سو ہم قوم لے کر مقام موصل میں دارا کا مقابلہ کیا۔ دارا کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور اسکندر اکثر بلا شام کو فتح کر کے ترسوس لوٹ آیا۔ دارا نے اس کا ترسوس کا محاصرہ کیا لیکن پھر بھی ناکام رہا۔ اسکندر نے دارا کی شکست کے بعد اسکندر یہ آباد کیا۔ اس کے بعد بدبختی سے دارا نے پھر اس پر حملہ کیا۔ اثناء لڑائی میں دارا کو دو سپاہیوں نے جو اسی کے لشکر کے تھے مار ڈالا پھر کیا تھا۔ اسکندر نے بلا مقابلہ فارس پر قبضہ کر لیا۔ شاہی شہر کو منہدم کر دیا۔ اس کے معلم ارسطو نے یہ تدبیر سوچائی کہ



ملک فارس پر چھوٹے چھوٹے بادشاہ انہیں میں سے مقرر کر دیئے جائیں یہ سب آپس میں لڑیں گے بھڑیں گے اور یونان ان کی طرف سے بے فکر رہے گا۔ اسکندر نے یہی تدبیر کی فارس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم کر کے چلتا ہوا۔ فارس میں اسی وقت سے طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہوا۔

**ارسطو حکیم:** معلم ارسطو یونانیوں میں سے ہے اس کا مسکن شہر اشنیا تھا نامی اور بڑے حکماء عالم میں اس کا شمار ہے یہ حکمت میں افلاطون حکیم یونانی کا شاگرد ہے۔ اس کے میانہ (پالکی) کے ساتھ سینکڑوں شاگرد پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ اسی وجہ سے اس کا تلامذہ مشائخ کے نام سے مشہور ہوئے۔ افلاطون حکیم سقراط کا شاگرد ہے اسے خود اس کی قوم نے زہر دے کر مار ڈالا۔ اس وجہ سے کہ اس نے انہیں بیت پرستی سے منع کیا تھا اس نے علم و حکمت کی تعلیم حکیم فیثا غورث سے پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فیثا غورث تاسیس حکیم ملطیہ کا شاگرد ہے اور تالیس لقمان حکیم کا شاگرد حکماء یونان میں سے ومیرا طیس اور انکٹھا غورس بھی ہیں یہ لوگ علم و حکمت کے علاوہ علم طب میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ اسی کے شاگردوں میں سے جالیوس بھی تھا جو زمانہ جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام میں گزرا ہے اور اس کی قبر صقلیہ میں ہے۔

**ارسطو کی تصانیف:** ارسطو نے کتاب ہر مس کی شرح لکھی جس کا ترجمہ مصری زبان میں یونانی سے ہوا۔ اس میں اکثر علوم اور حکمت اور طلسمات کے اسرار اور ان کی شرح ہے اور اسکی کتاب الاسطما جنیس میں اہل اقالیم سب سے عبادات کا حال لکھا ہے کہ یہ لوگ کواکب سیارہ کی پرستش کرتے ہیں۔ فلان اقلیم والے فلاں ستارہ کی پرستش کرتے ہیں۔ السی غیر ذالک اور کتاب الاستماطیس میں شہروں اور قلعوں کو فتح کرنے کی تدبیر بذریعہ طلسمات تحریر کی گئی ہیں اس میں پانی برسانے پانی کھینچنے کے طلسمات بھی مذکور ہیں اور کتاب شطر طاش میں منازل قمری کا بیان ہے۔ ان کے علاوہ ان کی تصانیف سے اور کتابیں بھی ہیں جن میں اس نے فرداً فرداً اعضاء حیوانات پتھر درخت اور جڑی بوٹیوں کے منافع اور

۱۔ معلم ارسطو کا نام ارسطاطالیس فیلسوف ہے۔ یہ نانوے اولمبیاؤں کے پہلے سنہ میں پیدا ہوا اور ایک سو چودہ اولمبیا کے ۳۔ میں انتقال کیا تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ اس کے باپ کا نام نیقوماقوس حکیم تھا یہ بادشاہ مقدونیہ کا مصاحب تھا۔ ارسطو شہر استاجیر (مضافات مقدونیہ) میں پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ عالم طفلی میں ہی انتقال کر گئے اسی وجہ سے اس کا ابتدائی زمانہ عمر فسق و فجور میں گزرا۔ باپ کا جمع کیا ہوا سرمایہ عشرت میں اڑا دیا جب تنگ دستی نے ستایا تو سپہ گری سیکھنے لگا۔ لیکن مخالف طبیعت ہونے کی وجہ سے گھبراتا تھا۔ ایک روز تنگ آ کر نقیس کا ہن کے پاس گیا اس نے اسے شہر اشنیا جانے اور علم و حکمت سیکھنے کی ہدایت کی اس وقت اس کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ حسب ہدایت کا ہن مذکورہ اثنیا پہنچ کر مکتب افلاطون میں بیس برس تک پڑھتا رہا تنگ دستی کی وجہ سے بعض خاص خاص دوائیں اپنے ہاتھ سے بنا کر فروخت کر کے اس کی قیمت سے گزرا وقت کرتا تھا۔ آواز اس کی باریک آنکھیں چھوٹی پنڈلیاں پتی تیز فہم تھا۔ اکثر مسائل علمی میں اپنے استاد کا مخالف ہو جاتا تھا۔ جب یہ مدرسہ افلاطون سے فارغ التحصیل ہو کر نکلا تو اثنیا والوں نے اسے بادشاہ فیلیپس (فیلقوس) پدرا اسکندر کے پاس اپنا سفیر کر کے بھیجا۔ اس نے حق سفارت خوب ادا کیا۔ جب وہاں سے ایک مدت کے بعد واپس ہو کر شہر اثنیا آیا تو مدرسہ افلاطون میں مسلم اکنسیو قراط کو درس دیتے ہوئے دیکھ کر خود درس و تدریس و تعلیم میں مشغول ہو گیا اور مذہب افلاطون کے خلاف ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس سے تمام علوم اور بالخصوص علم فلسفہ اور سیاست میں اس کی بہت بڑی شہرت ہو گئی کچھ عرصہ بعد بادشاہ فیلیپس نے اسے شہر مقدونیہ میں اپنے لڑکے اسکندر کی تعلیم کی غرض سے طلب کر لیا۔ اسکندر کی عمر اس وقت چودہ برس کی تھی یہ آٹھ برس تک اسکندر کو تعلیم دے کر پھر شہر اثنیا چلا آیا اور تیرہ برس تک لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ سنبہ کے کسی کاہن نے اسے کفر و الحاد سے متہم کیا یہ جان کر خوف سے اثنیا چھوڑ کر جزیرہ اغریوس جاتے ہوئے بالقصد یا اتفاقاً دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ارسطو عارضہ قولنج میں مرا و اللہ علم تاریخ فلاسفہ۔



خواص لکھے ہیں۔

**اسکندر اعظم کی فتوحات:** الغرض اسکندر فارس پر قابض ہونے کے بعد بلاد ہند کی طرف بڑھا اور اس کے اکثر حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بادشاہ فارس کو شکست دے کر متعدد لڑائیوں کے بعد گرفتار کر لیا۔ چین اور سندھ کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ افریقہ، مغرب افریجہ (فرانس) صقالہ، سودان، بلاد خراسان، ترک کے بادشاہ اسے سالانہ خراج اور نذرانہ بھیجتے تھے۔ غالباً تمام ملوک عالم اس کے مطیع تھے۔ بابل میں اس کا انتقال ہوا جب کہ اس کی عمر کے بیالیس مرحلے گزر چکے تھے اور اس کی حکومت کا بارہواں سال تھا سات برس دارا کے قتل سے پہلے اور پانچ برس اس کے بعد۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ زہر سے مرا ہے اس کے عامل نے جو مقدونیہ میں رہتا تھا اسے زہر دے کر مار ڈالا وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی ماں نے اسکندر سے اس کی کچھ شکایت کی تھی اور اسکندر نے اس کی سزا دی کہ وہ عہدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

**بطلموس:** طبری کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد جب اس کے لڑکے اسکندروس کو تخت نشین کیا گیا تو اس نے سلطنت اور شاہی ترک کر کے فقیرانہ زندگی اختیار کر لی۔ اسی وجہ سے شاہی خاندان کا ایک دوسرا شخص نوغوش نامی تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور وہ بطلموس کے لقب سے ملقب ہوا۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد ہر بادشاہ بطلموس سے لقب سے ملقب ہوتا تھا۔ یہ لوگ مقدونیہ کے رہنے والے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنا دار السلطنت اسکندریہ بنا رکھا تھا۔ ان میں تین سو برس کے اندر چودہ بادشاہوں نے حکومت کی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اسکندر کی حیات ہی میں اس کے چار امراء ممالک بعیدہ و قریبہ پر حکمرانی کر رہے تھے۔ چنانچہ بطلموس فلیا، اسکندریہ مصر مغرب پر اور فیلقوس مقدونیہ اور جو اس سے ملے ہوئے ممالک روم تھے۔ ان پر (یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس نے اسکندر کو زہر دیا تھا) اور دمطرس شام پر اور سلقوس فارس و مشرق پر حکمرانی کر رہا تھا۔ جب اسکندر مر گیا تو انہیں چاروں نے اپنے مقبوضات اور مقبوضہ صوبوں کو اپنا بنا لیا۔

**بطلموس کی فتوحات:** ہرودیشوش کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد اس کا سپہ سالار بطلموس بن لادی حکمران ہوا اور اسکندریہ کو اس نے اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ کلمش بن اسکندر اپنی ماں روشنک بنت دارا اور لیبادہ مادر اسکندر کے ہمراہ نمشاندر والی انطاکیہ کے پاس چلا گیا۔ والی انطاکیہ نے ان سب کو قتل کر ڈالا اور غریقوں نے بطلموس کی مخالفت کی۔ بطلموس نے سب سے لڑ کر انہیں اپنا مطیع بنا لیا۔ اس کے بعد فلسطین کی طرف بڑھا یہود کو شکست دے کر ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ بعض کو قید کر لیا اور ان کے سرداروں کو فلسطین سے مصر جلا وطن کر لایا۔ چالیس برس اس کی حکومت رہی اس کا نام شنوش بن لاغوش ہے۔

**فلدیفیش:** اس کے بعد اس کا لڑکا فلدیفیش (فیلقوس) حاکم ہوا۔ اس نے یہودی قیدیوں کو مصر سے آزاد کر دیا۔ بیت المقدس کے برتن واپس کر دیئے بلکہ اپنی طرف سے طلائی برتن دیئے۔ ستر اجار (علماء) یہود کو جمع کر کے تورات کا عبرانی زبان سے رومی اور لاطینی زبان میں ترجمہ کرایا۔ اس نے اڑتیس برس حکومت کی اس کے بعد انطریس (یا انطیس) حکمران ہوا یہ نہایت صلح پسند امن دوست تھا۔ اس نے اہل افریقہ سے صلح کر لی۔ اس کے زمانہ میں رومہ کے سپہ سالار نے غریقوں پر حملہ کیا اور وہ فائدہ میں رہے۔ چھبیس برس حکومت کر کے یہ ہلاک ہو گیا۔



فیلونطول اور رومیوں کی جنگ: پھر اس کا بھائی فلوز باذی (فیلونطول) تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس پر اور کے سپہ سالار نے چڑھائی کی اس نے سپہ سالار رومہ کو شکست دی اور نہایت بے رحمی سے اس کی فوج کو مارتا ہوا رومہ تک پہنچا دیا اس کے بعد اس نے یہود پر حملہ کیا اور ان سے شام چھین کر اپنی طرف سے شام کا حاکم مقرر کیا۔

یہودیوں پر تشدد: لڑائی کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی یہودیوں پر نہایت سختی کرتا رہا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تقریباً ساٹھ ہزار یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ سترہ برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا لڑکا ایفانش (افدیکاس) بادشاہ ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں اہل رومہ اور اہل افریقہ میں جھگڑا پیدا ہوا۔ جو تقریباً بیس برس تک قائم رہا اور اہل رومہ نے صقلیہ فتح کر لیا۔ اس کا سپہ سالار افریقہ تک بڑھ گیا اور قرطاجنہ کو بھی فتح کر لیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ اس نے چوبیس برس حکمرانی کی۔ یہ علم الافلاک اور نجوم خوب جانتا تھا۔ کتاب حسبسطی اسی کی ہے زاہد روزہ دار تھا۔ سرسٹھ برس کی عمر پائی۔

قلوماطر کا خاتمہ: اس کے بعد اس کا لڑکا قلوماطر تخت حکومت پر بیٹھا اس کے زمانہ میں غریقیوں نے رومہ پر چڑھائی کی۔ غریقیوں کے ساتھ اس حملہ میں والی مقدونیا اہل آرمینیا عراق والے اور بادشاہ نوبہ بھی شریک تھے۔ لیکن رومانیوں نے سب کو شکست دے کر والی مقدونیا کو گرفتار کر لیا۔ قلوماطر بطلموس اپنے ۳۵ جلوس میں ہلاک ہو گیا۔

رومیوں کی اندلس پر فوج کشی: اس کے بعد ایریاطش تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں اہل رومہ کی حکومت مضبوط ہو گئی انہوں نے اندلس پر چڑھائی کی۔ دریا عبور کر کے افریقہ پر چڑھ گئے اس کے بادشاہ اشدریال کو مار ڈالا۔ اس کے شہر کو ویران کر دیا جب کہ اس کی تعمیر کو نو سو برس ہو چکے تھے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔ پھر اہل رومہ نے غریقیوں پر حملہ کر کے ان کی حکومت چھین لی۔ ان کے سب سے بڑے شہر قرظہ کو لے لیا۔ اس بطلموس کی ستائیس برس حکومت رہی اس کے بعد شوطار (سوطیرا) بن ایریاطش سترہ برس حکمران رہا۔

رومانیوں کا بیت المقدس پر حملہ: اس کے بعد اس کا بھائی اسکندر دس برس پھر اس کا لڑکا دیونیشیش ایک سو تیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں رومانیوں نے بیت المقدس پر حملہ کیا یہود پر خراج مقرر کیا اور قیصر بولش نے اپنے سپہ سالار ان فوج کے ہمراہ فرنجہ پر اور اس کے لمیاش سپہ سالار نے فارس پر چڑھائی کی اور سب پر غالب رہے انطاکیہ اور اس کے بلاد کو لے لیا۔

ملکہ کلابطرہ (قلو پطرہ): اس زمانہ میں ترکوں نے خروج کر کے مقدونیا پر دھاوا کیا۔ لیکن رومانیوں کے سپہ سالار مشرق ہامس نے انہیں لوٹا دیا۔ اس کے بعد دیونیشیش مر گیا اور اس کی جگہ اس کی لڑکی کلابطرہ (فیلونطورا) دو برس حکمران رہی۔ بروایت ہرڈشیوش تقریباً ابتدائے خلقت کے پانچ ہزار برس یا اس سے کچھ زائد اور بناء رومہ سے سات سو برس کے بعد اس کا زمانہ حکومت ہوا ہے۔ اسی کے عہد سلطنت میں قیصر بولش نے رومہ پر قبضہ کر کے رومانیوں کی حکومت کا خاتمہ کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت ہوا ہے جب کہ قیصر جنگ افرنج (فرانس) سے واپس آیا ہے اس کے بعد قیصر نے مشرق کا رخ کیا۔ بادشاہ آرمینیا مبانس برسر مقابلہ آیا۔ لیکن قیصر سے شکست کھا کر امداد کی غرض سے ملکہ مصر کے پاس بھاگ گیا۔ مصر کی



ملکہ ان دنوں کلا بطرہ تھی اس نے بادشاہ آرمینیا کو مدد پہنچانے یا پناہ دینے کی بجائے اس کا سر کاٹ کر اپنا سوخ بڑھانے کے لئے قیصر کے پاس بھیج دیا۔ لیکن اس سے ملکہ کلا بطرہ کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہ ہوا قیصر اس پر بھی حملہ کر کے مصر و اسکندریہ اور بیت المقدس کا حکمران ہو گیا۔

**ملکہ کلا بطرہ کی مہمات:** بیہتی نے تحریر کیا ہے کہ ملکہ کلا بطرہ نے لاطیویوں پر حملہ کر کے انہیں مغلوب کیا تھا۔ اس کا ارادہ اندلس تک جانے کا تھا۔ لیکن راستہ میں پہاڑ حائل ہونے کی وجہ سے رک رہی کچھ عرصہ بعد حیلہ و فریب سے اندلس آ گئی اور اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کی ہلاکت او شطش بولش ثانی قیصر کے ہاتھ سے واقع ہوئی اور ایسا ہی مسعودی نے ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے بائیس برس حکمرانی کی۔ اس کا شوہر انطونیوش (مطرنیوس) حکومت مقدونیا اور مصر میں اس کا شریک تھا۔

**ملکہ کلا بطرہ کی خودکشی:** جب او شطش قیصر نے حملہ کیا اور اس کا شوہر انطونیوش لڑائی میں مارا گیا تو قیصر او شطش نے فتح یابی کے بعد بجز اس سے عقد کرنا چاہا اس وجہ سے کہ یہ بقیہ حکماء یونان میں سے تھی۔ لیکن ملکہ کلا بطرہ نے اسے ناپسند کر کے اپنے اور اس کے مارنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک آراستہ باغ میں ایک زہریلا سانپ پکڑ کر شہ نشین کے گلدستہ میں رکھ دیا اور جب قیصر کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے خود گلدستہ کو اٹھا کر سونگھا جس سے وہ جوں کی توں بیٹھی رہی جب قیصر آیا تو وہ اس واقعہ عجیب سے آگاہ نہ تھا اس نے بھی گلدستہ کو اٹھا کر جیسے ہی سونگھا چاہا سانپ نے اسے بھی کاٹ لیا اسی حیلہ سے ان دونوں کا خاتمہ ہو گیا اور ان کے علوم بھی ناپید ہو گئے لیکن تھوڑی سی کتابیں ان کے کتب خانوں میں باقی رہی گئیں تھیں۔ جنہیں خلیفہ مامون الرشید نے قبرص سے منگوا کر عربی میں ترجمہ کروایا۔

**بطلمیوس اول:** ابن عمید نے اسکندر کے بعد مصر و اسکندریہ کے چودہ بادشاہ بتائے ہیں۔ جن کی آخری حکمران کلا بطرہ ہے یہ سب بطلمیوس کہلاتے تھے۔ جیسا کہ مسعودی نے کہا ہے لیکن اس نے اسکندر کے بعد کے ملوک مشرق اور شام اور مقدونیا کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ جنہوں نے اسکندر کے بعد ملک کو تقسیم کر لیا تھا۔ ہاں یونانیوں میں سے بادشاہ انطاکیہ کا کچھ تذکرہ آ گیا ہے۔ اس نے مصری بادشاہوں کے نام بھی لکھے ہیں اگرچہ ان کی تعداد میں سخت اختلاف ہے۔ مگر اس امر پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک بطلمیوس کہلاتا تھا۔ بطلمیوس اول اسکندر کا بھائی یا غلام تھا اس کا نام فلاذا افسد یا ارنڈاس یا لوغس یا فیلس تھا۔ کسی نے اس کا زمانہ حکومت سات برس اور بعض نے چالیس برس تحریر کیا ہے۔

**سلسقیوس اور انطوخوس:** ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں سلسقیوس (میرا خیال یہ ہے کہ یہی بادشاہ مشرق ہے) نے قمامہ حلب، قنسرین، سلوقیہ، لاذقیہ آباد کیا تھا اور قدس شریف میں شمعان بن حونیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عاذر کاہن اعظم تھا۔ اسی کی حکومت کے نویں سال انطوخوس بادشاہ انطاکیہ نے یہود پر حملہ کیا تھا اور گیارہویں سال روم سے لڑائی ہوئی۔ جس میں اس کا لڑکا اقفاش بطور ضمانت لے گیا تھا اور ۱۳۰ جلوس میں انطوخوس کا عقد ملکہ کلا بطرہ بنت لوغش سے ہوا اور لوغش نے بلاد مقدس کو اس کے مہر میں لے لیا۔ انیسویں سال جلوس میں اہل فارس اور مشرق نے اپنے

۱۔ یہ واقعہ عجیب و غریب ہے شاید اسی وجہ سے علامہ مؤرخ نے اسے اپنی تحقیقات میں شامل نہیں کیا۔

۲۔ کاش یہ بقیہ علوم بھی مٹ جاتے تاکہ دین اسلام ان کی آمیزش سے پاک و صاف رہتا۔



بادشاہوں کو تخت سے اتار کر مارڈالا اور ان کے لڑکوں کو تخت پر بٹھایا تھا اس کے بعد لوغش مر گیا۔  
اسکندر روس غالب اثور: پھر ابن عمید کہتا ہے کہ یونان کے ایک سواکتیس برس بعد بطلموس اسکندر روس بادشاہ ہوا۔  
 اس کا لقب غالب اثور تھا۔ اس نے مصر اور اسکندریہ اور بلاد غربیہ پر اکیس برس حکمرانی کی۔ اسے فیلا دلفوس یعنی محبت برادر  
 بھی کہتے تھے۔ اسی نے بہتر (۷۲) علماء یہود کو جمع کر کے تورات اور کتب انبیاء علیہم السلام کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ  
 کرایا ان علماء میں شمعان (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اور عاذر بھی تھے۔ جسے انطوخوس نے اس بناء پر قتل کیا کہ انہوں نے  
 اسے بت پرستی سے منع کیا تھا۔

توریت کا ترجمہ: اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تلمائی بطلموس تھا اور یہ مقدونیہ کے بادشاہوں میں سے ہے جس نے  
 مصر پر بھی حکمرانی کی ہے۔ کیونکہ ابن کریون نے لکھا ہے کہ اسی زمانہ میں تلمائی نے جو اہل مقدونیہ میں سے تھا۔ مصر پر قبضہ  
 کیا یہ علم دوست تھا۔ اس نے یہود کے ستر (۷۰) علماء جمع کر کے تورات اور کتب انبیاء علیہم السلام کا ترجمہ عبرانی سے یونانی  
 زبان میں کرایا اس کے زمانہ میں صادق کاہن تھے اور اس نے پینتالیس برس حکمرانی کی۔ اس کے بعد بطلموس اربنا حاکم  
 ہوا بعض اس کا نام رغادی اور بعض راکب الانبر بتاتے ہیں اس نے چوبیس یا ستائیس برس حکومت کی۔ یہ وہی ہے جس نے  
 اسکندریہ میں گھوڑ دوڑ کا میدان بنوایا تھا جو زینون قیصر کے زمانہ میں جلادیا گیا۔

بطلموس محبت: اس کے بعد بطلموس محبت برادر حکمران ہوا بعض اس کا نام او شطش اور بعض فیلا دلفس بتاتے ہیں۔ اس  
 کا زمانہ حکومت سولہ برس رہا۔ اس کے زمانہ میں اخیم کاہن تھا۔ پھر بطلموس الضائع پانچ برس حکمران رہا۔ اس کے بعد  
 بطلموس محبت پدر ہوا اس کا نام کلافاظر بتایا جاتا ہے اس نے سترہ (۱۷) برس حکومت کی۔ یہود سے جزیہ لیا اس کے بعد  
 بطلموس مظفر یا بطلموس غالب یا محبت مادر بیس برس بادشاہت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کے انیسویں سال میتیا بن یوحنا بن  
 شمعون کاہن اعظم نے بنی یونا ذاب نسل ہارون علیہ السلام سے خروج کیا۔

انطیخوس کا بنی اسرائیل پر حملہ: انطیخوس بادشاہ انطاکیہ نے اپنے لڑکے غالیس کو فوج کے ہمراہ قدس شریف پر حملہ  
 کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے اس پر قبضہ حاصل کرنے میں حیلہ سے کام لیا۔ عاذر کاہن کو قتل اور بنی اسرائیل کو بت پرستی  
 پر مجبور کیا تیاہ بن یوحنا یہود کی ایک جماعت لے کر پہاڑوں میں چلا گیا اور جب لشکر یونان نکلا تو وہ قدس شریف واپس آیا  
 جیسا کہ ہم نے بنی شمنائی کے حالات میں تحریر کیا ہے۔ بطلموس محبت مادر کے بعد بطلموس محبت پدر پچیس برس حکمران رہا۔  
بنی شمنائی کا پہلا بادشاہ: اس کے زمانہ قدس میں یہود ابن میتیا اور اس کے بعد یونا ذاب اس کے بعد اس کا بھائی  
 شمعون اس کے بعد ہرقانوس گزرا ہے۔ جس کا نام یوحنا ہے یہی وہ پہلا شخص ہے جو بنی شمنائی میں بادشاہ کے لقب سے  
 مشہور ہوا اس نے اپنے لڑکے یوحنا کو قید و نوس سپہ سالار انطیخوس سے لڑنے کے لئے بھیجا یوحنا نے اسے شکست دی اور یہود  
 کا جزیہ دینا موقوف کر دیا۔ جو وہ بادشاہ سور یہ کو زمانہ فیلقوس بادشاہ مشرق سے دیتے چلے آ رہے تھے۔

آخری شاہان بطالسہ: بطلموس محبت مادر کے بعد بطلموس ارغادی ہوا اس نے بیس برس حکومت کی اس کے زمانہ  
 میں انطیخوس نے ازسرنو انطاکیہ آباد کیا اور اپنے نام سے اسے موسوم کیا۔ ہرقانوس اور اس کے تینوں لڑکے قدس میں حکمران  
 ہوئے شہر سامرہ سبسطیہ ویران کیا گیا۔ انطیخوس نے قدس شریف پر حملہ کیا۔ اس کے بعد بطلموس مخلص یا مقروطون حاکم ہوا



اس نے اٹھارہ یا بائیس برس بادشاہت کی اسی زمانہ میں اسکندروس تلمائی بن ہرقانوس بنی شمنائی کا ساتواں بادشاہ قدس شریف میں تھا اور اس وقت یہود کے تین فرقے تھے۔ بطلموس مخلص کے بعد بطلموس محبت مادر یا اسکندروس یا قیفش یا اسکندر یا ابن مخلص دس برس حکمران رہا اس کے زمانہ میں ملکہ اسکندره قدس شریف میں تھی اور مملکت سوریہ کا دو سو ستترہ برس بعد اسی کے ہاتھوں خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد بطلموس قیناس یا ابزیس یا منفی آٹھ برس یا تیس برس یا اٹھارہ برس حاکم رہا۔ منفی اسے اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ملکہ کلو بطرہ نے اسے ملک سے نکال دیا تھا۔ بعض مؤرخ اسے بطالہ میں شمار نہیں کرتے اس کے بعد بطلموس یونانیش اکیس برس یا اکتیس برس یا تیس برس حسب اختلاف تخت حکومت پر رونق افروز رہا۔ اس کے زمانہ میں ارستوبوس اور اس کا بھائی ہرقانوس قدس شریف میں تھا۔

ملکہ کلا بطرہ اور اوغشطش : اس کے بعد ملکہ کلا بطرہ بنت دیونانشیش تخت آراء ہوئی اس کا دور حکومت تیس یا تیس برس رہا۔ بڑی حکیمہ فلیسوفہ تھی اس کے ۳۷ جلوس میں خلیج اسکندریہ درست کی گئی اور اسکندریہ میں ہیکل زحل اور انیم میں ایک مقیاس اور دوسرا شہر الفناء میں بنایا گیا اور ۲۷ جلوس میں اغانیوس قیصر اور رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا۔ چار برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد بولیوش تین برس تک حاکم رہا۔ پھر اوغشطش بن مولوجس تخت آراء ہوا۔ اس نے اطراف و جوانب کے ممالک پر قبضہ کر لیا جب اس کی ملک گیری کی خبر ملکہ کلا بطرہ کو ہوئی تو اس نے اپنے بلاد کو بچانے کی فکر کی۔ نیل کے شرقی جانب غراء سے نوبہ تک ایک دیوار اور دوسری دیوار اسکندریہ سے نوبہ تک نیل کے غربی جانب کھینچوائی یہ اس وقت حائط العجز کے نام سے مشہور ہے۔ اوغشطش قیصر نے اپنے سپہ سالار انطریوس کو مصر پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس کے ہمراہ متراداب بادشاہ ارمن بھی تھا۔

ملکہ کلا بطرہ کا خاتمہ : ملکہ کلا بطرہ نے اس سے دعا بازی کی چالاکی سے اس کے ساتھ عقد کرنے کا اقرار کیا جب اس کی اطلاع اس کے رفیق متراداب کو ہوئی تو اس نے انطریوس کو قتل کر کے ملکہ کلا بطرہ سے خود عقد کر لیا اور اوغشطش قیصر سے باغی ہو گیا اوغشطش قیصر نے اس پر فوج کشی کی مصر کو فتح کر لیا۔ ملکہ مصر کلا بطرہ اور اس کے لڑکے اور شوہر کو قتل کر ڈالا۔ بعض کہتے ہیں کہ ملکہ کلا بطرہ نے اوغشطش کے لئے اپنی مجلس میں زہر رکھ چھوڑا تھا جس سے اوغشطش کی ہلاکت ہوئی تھی واللہ اعلم۔

ملکہ کلا بطرہ کے ہلاک ہوتے ہی مصر و اسکندریہ و مغرب سے یونان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور یہ ممالک فتوحات اسلامیہ کے زمانہ تک رومیوں کے قبضہ میں رہے۔ انتھی کلام ابن العمید۔ (ابن عمید کا کلام ختم ہوا) اس نے جو اختلافات نقل کئے ہیں وہ مؤرخین سعید بن بطریق، یوحنا نم الذہب، منجی ابن الراہب، الوقانیوس وغیرہم کی روایات ہیں۔ بظاہر یہ لوگ مؤرخین نصاریٰ سے ہیں۔

والبقاء لله الواحد القهار سبحانه لا اله غيره و لا معبود سواه







## باب : ۲۰

### روم

اہل رومہ کا نسب : یہ گروہ عالم کے مشہور ترین گروہوں سے ہے بخیاں ہر وشیوش غریقیوں کا دوسرا فرقہ ہے اور یہ دونوں نسباً یونان میں مجمع ہوتے ہیں اور بخیاں یہتی یہ غریقیوں کا تیسرا گروہ ہے اور یہ تینوں نسباً یونان بن علیجان بن یافث میں شریک ہیں اور روم کے نام سے یہ تمام فرقے موسوم ہوتے ہیں کیونکہ ان میں رومیوں ہی کی بڑی سلطنت ہوئی ہے۔

فنش بن شطرنش : ان لاطینیوں کا ملک خلیج قسطنطنیہ کے غربی جانب بلاد افرنجہ تک بحر محیط اور بحر رومی کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ ہر وشیوش کہتا ہے کہ لاطینیوں میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی وہ فنش بن شطرنش بن ایوب تھا۔ یہ زمانہ بنی اسرائیل میں گزرا ہے اس کے بعد اس کا لڑکا بریامش اور اس کی آئندہ اولاد حکومت کرتی رہی۔ انہیں میں سے کرمنش بن مرثیہ بن سمین بن مزکھ ہے جس نے زبان لاطینی کی بنیاد ڈالی اور اس کے حروف کے ترتیب و تالیف کی یہ یوایئر بن کلعاد (حکام بنی اسرائیل) کے زمانہ حکومت میں سنہ دنیاوی کے چار ہزار پچاس برس بعد ہوا۔

لاطینی اور اگریقی چشمک : لاطینی اور اگریقیوں میں ہمیشہ ان بن رہی دونوں ایک دوسرے کی تباہی کی کوشش کرتے رہے۔ غریقیوں ہی کے ہاتھوں طرف لاطینیوں کا دار السلطنت چار ہزار ایک سو بیس برس سنہ دنیاوی کے بعد زمانہ عبدون (ملوک بنی اسرائیل) میں ویران ہوا۔ ان دنوں ان کا بادشاہ اناش (بریامش بن فنش بن شطرنش کی اولاد سے) تھا اس کے بعد اس کا لڑکا اشکانیش حاکم ہوا اس نے شہر البا آباد کیا اس کے بعد حکومت اسی کے خاندان میں رہی اس کی اولاد سے برقاش حکومت ختم ہونے کے زمانہ میں ملوک کسدانیسین میں سے تھا اس وقت ملوک بنی اسرائیل میں سے غریاہ بن امصیا حکومت کر رہا تھا۔ ہر قاش کو حکومت کی کرسی مازینوں اور سریانیوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی۔

روم کی تعمیر : اس کے بعد اس کا لڑکا رولس اور املش یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے یہ وہی ہیں جنہوں نے ۳۵۰۰ سنہ دنیاوی زمانہ حکومت حزقیان بن احاز بادشاہ بنی اسرائیل میں شہر طرفیہ کے چار سو برس ویران ہونے کے بعد رومہ کو آباد کیا۔ شہر رومہ دنیا بھر کے شہروں میں بڑا اور عظیم الشان اور مشہور سمجھا جاتا تھا اور شہر پناہ کی دیواریں اڑتالیس ذراع بلند دس ذراع چوڑی تھیں۔ یہی شہر لاطینیوں اور انہی میں سے قیصرہ کا ظہور اسلام تک دار السلطنت رہا اور یہی اس کے حاکم رہے۔

روملس اور املش کے جانشین : پھر ان میں رولس اور املش اور اس کے دو چار پشتوں کے بعد شخصی حکومت کا نام و



نشان اڑا دیا گیا۔ جمہوری حکومت کی بنا ڈالی گئی۔ ہروشیوش لکھتا ہے کہ ستر وزراء سلطنت کا کاروبار دیکھتے ہیں اور اسے وہ غسلش (یعنی جلسہ وزراء) کہتے تھے سات سو برس تک اسی طرح حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ قیصر بولشن بن غالب اول ملوک قیصرہ ان پر غالب آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

روم میں طوائف المملوکی: یہ گروہ اپنی ترقی کے دور میں ہمیشہ سرحدی بادشاہوں سے لڑتا بھڑتا رہا۔ چنانچہ پہلے یونانیوں سے لڑا بھڑا فارس سے صف آراء ہوا اور شام و مصر پر غالب آیا پھر جزیرہ اُندلس اس کے بعد صقلیہ پر قبضہ حاصل کیا۔ اس کے بعد افریقہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر شہر قرطاجنہ کو ویران کر ڈالا۔ اہل افریقہ نے دوسری طرف سے دریا عبور کر کے رومہ کا محاصرہ کیا تقریباً بیس برس تک فتنہ و فساد کی آگ مشتعل رہی۔

اہل رومہ کے نسب کے متعلق دوسری روایت: بعض علماء تاریخ کا یہ خیال ہے کہ روم عیسو بن اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ابن کریون کہتا ہے کہ جس زمانے میں جناب یوسف صدیق علیہ السلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کا تابوت دفن کرنے کے لئے مقام خلیس میں لئے جا رہے تھے عیسو کی اولاد نے ان سے لڑائی کی۔ جناب موصوف نے انہیں شکست دے کر ان میں سے صفوا بن ایفاذ بن عیسو کو گرفتار کر کے افریقہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ صفوا بن ایفاذ چندے شاہ افریقہ کے پاس رہا۔

اغنیاس اور کیتیم میں مخالفت: جب شاہ افریقہ اغنیاس اور کیتیم میں مخالفت پیدا ہوئی اور اغنیاس نے اہل افریقہ کو جمع کر کے کیتیم پر حملہ کیا تو صفوا بن ایفاذ کو اپنی شجاعت دکھانے کا بہت بڑا موقع مل گیا۔ اس نے کیتیم کو متعدد بار شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد صفوا بن ایفاذ ہم قومیت کی وجہ سے کیتیم سے آ ملا۔ اس کے مل جانے سے کیتیم کا رعب و داب بڑھ گیا۔ سرحدی بادشاہ اس سے ڈرنے لگے۔ کیتیم نے اس کی شادی اپنے میں کر لی اور اپنا حاکم بنا لیا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بلاد اسبائنا میں سب سے پہلے حکومت کی؛ پچپن برس تک حاکم رہا۔ اس کے بعد ابن کریون نے سولہ بادشاہ اس کی اولاد سے شمار کئے ہیں جن کا آخری بادشاہ رولس بانی شہر رومہ ہے۔ یہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھا۔ جناب موصوف سے ڈر کر شہر رومہ آباد کیا اور اس میں ہیکل بنوایا۔

شخصی حکومت کا خاتمہ: اس کے بعد ابن کریون نے بادشاہوں کا ذکر کیا ہے پانچواں وہ ہے جس نے کسی شخص کی بیوی سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا تھا۔ جب اس شخص نے دیکھ لیا تو اس کی بیوی نے خودکشی کر لی اور اس شخص نے اسے ہیکل میں مار ڈالا۔ اس کے بعد اہل رومہ نے شخصی حکومت سے انحراف کر کے جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈالی اور تین سو بیس شیوخ کو ملک کا انتظام سپرد کیا۔ یہی لوگ کاروبار سلطنت دیکھتے رہے اور خوب ترقیاں کرتے رہے یہاں تک کہ قیصر کا زمانہ آیا اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے نام سے موسوم کیا۔ پھر اسکے بعد جو ہوا وہ بادشاہ کہلایا۔ انتھی کلام ابن کریون (ابن کریون کا کلام تمام ہوا) ابن کریون کا یہ قول ہروشیوش کے خیال کی مخالفت کرتا ہے کیونکہ اس کا یہ بیان ہے کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں رومہ آباد کیا گیا اور ہروشیوش کہتا ہے کہ حزقیاء (چودھویں بادشاہ بنی یہودا) کے زمانے حکومت میں رومہ کی بنیاد پڑی۔ ان دونوں مدتوں میں بہت بڑا تفاوت ہے واللہ اعلم بحقیقہ الامر۔



**ملوک قیصرہ (کیتم):** رومہ میں تقریباً سات سو برس تک بناء رومہ کے زمانے یا اس سے تھوڑے دن پہلے سے جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ ہر سال وزراء کا انتخاب ہوتا تھا اور جس سپہ سالار کا نام قرعہ میں نکلتا تھا وہی اطراف و جوانب کے بادشاہوں پر حملہ کرنے کے لئے جاتا۔ ممالک اجنبیہ کو فتح کرتا تھا یہ لوگ پہلے یونانی روم کے مطیع تھے جب اسکندر مر گیا اور یونانیوں کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا تو ان رومیوں (لاطینیوں) کو اہل افریقہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے شہر قرطاجنہ ویران کر کے پھر آباد کیا اور اندلس، شام اور حجاز لے لیا۔ بیت المقدس فتح کر کے اس کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ ان دنوں یہود کا بادشاہ ارستبلوس بن اسکندر (آٹھواں بادشاہ بنی حشمائی) بیت المقدس میں حکومت کر رہا تھا۔ اسے جلاوطن کر کے رومہ لے گئے اور اپنے ایک سپہ سالار کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر غمگس نے اس سے لڑائی کی اس اثناء میں بولس بن غالیس ظاہر ہوا اور اپنے چچا زاد بھائی لوجیہ بن مدکہ کے ہمراہ اندلس کی طرف گیا۔ افرنج اور جلالقہ سے اس کی لڑائی ہوئی برطانیہ اور ایشیونہ پر قبضہ کر کے رومہ واپس آیا اور اندلس میں اکتیبان اپنے بھائی کے لڑکے کو چھوڑ کر آیا۔ جب یہ رومہ آیا اور وزراء کو اس کی رائے سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے اس کے قتل کی فکر کی۔ اکتیبان یہ سن کر اندلس سے ایک فوج کثیر لے کر آ پہنچا۔ بولس اس کی مدد سے رومہ، قسطنطنیہ، فارس، افریقہ اور اندلس پر قابض ہو گیا اور یہی قیصر کے لقب سے مشہور ہوا۔ پھر اس کے بعد جو بادشاہ ہوا وہ قیصر کہلایا گیا۔

**قیصر کا لقب:** لفظ قیصر معرب ہے لفظ جاشر کا۔ جاشر رومیوں کے لغت میں بال کو کہتے ہیں اور اسے بھی کہتے ہیں جو پھاڑا گیا ہو۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قیصر کی ماں جس وقت یہ حمل میں تھی مر گئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا لیکن روایت اول صحیح اور اقرب الی الصواب ہے یہ فخر کرتا تھا کہ مجھے کسی عورت نے نہیں جنا۔ یہ ملوک اسکندر یہ اور مقدونیہ کے خزانے رومہ اٹھالایا۔ مشرق و شمال کے بادشاہوں نے اس کی اطاعت قبول کی۔ شام میں اس کا عامل (گورنر) ہیرودس بن انططرتھا اور مصر میں اس کی طرف سے غائش حکومت کر رہا تھا۔ مسیح علیہ السلام اسی کے زمانہ حکومت میں ۴۲ء جلوس میں پیدا ہوئے۔ قیصر مذکور چھپن برس حکومت کر کے بناء رومہ کے سات سو پچاس برس بعد ۵۴۰ء دنیاوی میں مر گیا۔ انتھسی کلام ہروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا)

**اغانیوس (جولیس) قیصر:** ابن عمید مؤرخ نصاریٰ تحریر کرتا ہے کہ ان قیصرہ سے پہلے رومہ کا انتظام شیوخ کے سپرد تھا وہی تمام کاروبار سلطنت دیکھتے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد تین سو بیس تھی۔ ان سب نے قسمیں کھالی تھیں کہ شخصی حکومت کسی کو نہ دیں گے۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام قرعہ نکلتا تھا میر مجلس ہوتا تھا اور اس کی رائے دورایوں کے قائم مقام سمجھی جاتی تھی۔ یہی انتظام ظہور اغانیوس تک جاری رہا۔ اس نے چار برس تک رومہ کا انتظام کیا یہی قیصر کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ اس کی ماں اس وقت مری ہے جب کہ یہ حالت حمل میں تھا اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا اور سن شعور کو پہنچا تو شیوخ کی ریاست کا زمانہ ختم ہو گیا اس نے رومہ میں چار برس تک حکومت کی۔ پھر اس کے بعد بولیوس قیصر تین برس حاکم رہا اس کے بعد او غشطش قیصر بن مروخوش ہوا۔

**قیصر او غشطش:** او غشطش قیصر رومہ کے میر مجلس کا ایک سپہ سالار تھا۔ جو اس کی اجازت سے لشکر لے کر مغرب اور اندلس



فتح کرنے گیا تھا اور جب وہ وہاں سے کامیاب ہو کر واپس آیا تو اس نے میر مجلس کو معزول کر دیا اور بذاتہ حاکم ہو گیا۔ عوام الناس نے رد و بدل میں اس کی موافقت کی۔ میر مجلس رومہ کا ایک سپہ سالار فمقیوس نامی ممالک مشرقیہ میں تھا۔ اسے جب اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر لے کر رومہ پر چڑھ آیا اور غشطش قیصر نے اسے شکست دے کر قتل کر ڈالا اور ممالک مشرقیہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

**اور غشطش کی فتوحات:** اس کے بعد ایک لشکر جرار اپنے دو سپہ سالاران انطونیوس اور مترداب بادشاہ ارمن کی ماتحتی میں فتح کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں ملکہ کلابطرہ یادگار بطالہ ملوک یونان مصر و اسکندریہ میں حکومت کر رہی تھی اس نے نقل و حرکت کی اطلاع پا کر اپنے بلاد کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نیل کے دونوں کناروں پر نوبہ سے اسکندریہ تک غرباً اور فرما تک شرقاً دو دیواریں کھنچوا دیں جب انطونیوس مصر کے میدان میں لڑائی کے لئے آیا تو اس نے اس سے فریباً عقد کر لیا۔ اس نے اپنے رفیق مترداب کو قتل کر ڈالا اور اور غشطش قیصر سے باغی ہو گیا۔ اور غشطش قیصر اس کی اس حرکت سے ناراض ہو کر خود ایک فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا۔ انطونیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ملکہ کلابطرہ اور اس کے دونوں لڑکوں شمس و قمر کو بھی مار ڈالا۔ مصر و اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت:** یہ واقعہ اس کی حکومت کے بارہویں برس واقع ہوا اور اس کے ۴۲ جلسوں میں مسیح علیہ السلام ولادت یحییٰ علیہ السلام کے تین مہینے بعد سنہ پانچ ہزار پانچ سو دنیاوی اور بیت المقدس پر ہیرودس کی حکومت کے بتیسویں سال پیدا ہوئے۔ لیکن پیشتر اسی امر پر متفق ہیں کہ اور غشطش قیصر کی حکومت کے بیالیسویں برس مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور تاریخ کے انداز سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ولادت مسیح علیہ السلام سنہ پانچ ہزار پانچ سو ششمی مبداء عالم میں ہوئی کیونکہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک ایک ہزار چھ سو برس ہوتے ہیں اور نوح علیہ السلام سے طوفان تک چھ سو برس اور طوفان سے ابراہیم علیہ السلام تک ایک ہزار بہتر برس اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک چار سو پچیس برس اور موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک سات سو ساٹھ برس اور داؤد علیہ السلام سے اسکندر تک سات سو ساٹھ برس اور اسکندر سے ولادت مسیح علیہ السلام تک تین سو انیس برس ہوتے ہیں۔ ہکذا ذکر ابن العمید (ابن عمید نے ایسا ہی ذکر کیا ہے) و انہا تواریخ النصرانی و فیہا نظر (اور یہ بے شک نصاریٰ کی تواریخ ہے اور اس میں نظر ہے) اس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر اور غشطش کے زمانہ حکومت ۴۲ جلسوں مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت بیت المقدس میں ہیرودس حکومت کر رہا تھا اور اس کے زمانہ انتقال کو سنہ پانچ ہزار دو سو دنیاوی لکھتا ہے۔ حالانکہ ابن عمید ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر اور غشطش کی حکومت سنہ پانچ ہزار پانچ سو پندرہ دنیاوی میں رہی ہے۔ واللہ اعلم بالحق۔

**یہودیوں کا عیسائیوں پر جبر و تشدد:** بہر کیف اس کے بعد طباریش قیصر حکمران ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ یہود کی بغاوت شروع ہوئی اللہ جل جلالہ نے جناب موصوف کو زمین سے اٹھالیا۔ حواریوں نے دین مسیحی پھیلانے کا بار اپنے سر لے لیا۔ یہود ان کی مخالفت کرنے لگے۔ ہدایت و رشاد سے مانع ہوتے قید کرتے اور مارتے تھے۔ بلاطس نبطی جو یہود کا بیت المقدس میں قیصر کی جانب سے سردار تھا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کے حالات اور یہود کی بغاوت یوحنا معتمد سے مخالفت کے احوال طباریش قیصر سے بیان کئے اور اس کے بعد حواریوں کو رجم کر کے یہود کا زور ادنیٰ



اور بے جا ظلم کے واقعات بھی ظاہر کئے اور یہ بیان کیا کہ یہ لوگ حق پر ہیں۔ طباریش قیصر نے یہ سن کر ان لوگوں کو یہود کے پنجہ ظلم سے بچانے کا حکم دیا اور خود ان کے دین کو اختیار کرنے پر مائل ہوا لیکن اس کی قوم نے اس فعل سے روکا۔

**ہیروڈس کی معزولی:** اس کے بعد ہیروڈس گرفتار کر کے روم میں لایا گیا اور وہاں سے جلاوطن کر کے اندلس بھیج دیا گیا یہ وہیں مر گیا۔ اس کی جگہ اغرباس اس کے بھائی کالز کا تخت حکومت پر بٹھایا گیا اور حواریاں مسیح اشاعت دین کی غرض سے ممالک قریبہ و بعیدہ میں متفرق طور پر چلے گئے۔ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی تعلیم دینے لگے۔

**اغرباس کا قتل:** اس کے بعد طباریش قیصر نے اغرباس کو قتل کر ڈالا۔ روم میں حواریوں کے متبعین قتل کئے گئے اور طباریس تیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں شہر طبریہ ملک و شام میں آباد کیا جو اسکے نام سے موسوم ہے۔

**یعقوب و یوحنا حواری کا قتل:** اس کے بعد غانیس قیصر حاکم ہوا۔ ہرودیشیوش لکھتا ہے کہ یہ طباریش کا بھائی اور قیصرہ روم کا چوتھا قیصر تھا۔ یہ نہایت سخت تند مزاج تھا۔ یہود نے بیت المقدس میں کچھ بنا نا چاہا تھا اس نے روک دیا۔ ابن عمید لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں نصاریٰ پر بہت سختیاں ہوئیں۔ یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا حواری مارے گئے۔ پطرس قید کیا گیا پھر قید خانہ سے نکل کر انطاکیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا اس کی جگہ دوسرا بطریق مقرر ہوا۔

**عیسائیت کی تبلیغ:** اس کے بعد انطاکیہ سے ۲۰ جلوس غانیس قیصر میں وہ روم آیا اور نصرانیت کے پھیلانے کی کوشش کرتا رہا۔ کچھ زمانہ بعد اتفاق سے شاہی خاندان کی ایک عورت نصرانی ہو گئی جس سے نصرانیوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہوئی اسی اثناء میں اکثر یہودیان شام نے نصرانیاں بیت المقدس کو تکالیف اور ایذائیں پہنچائیں۔ ان دنوں ان کا اسقف یعقوب بن یوسف خطیب تھا۔ ابن عمید مسیحی سے نقل کرتا ہے کہ یہ ۱۰۰ جلوس بادشاہ غانیس میں فیلیقس بادشاہ مصر نے یہود پر حملہ کیا اور سات برس تک انہیں پریشان کرتا رہا اور پھر اپنی حکومت کے چوتھے برس اپنے عامل کو لکھ بھیجا جو مقام سورہ (یعنی اورشلیم یا بیت المقدس) میں رہتا تھا کہ یہود کی عبادت گاہوں میں بت رکھ دیئے جائیں اس کے بعد اس کے کسی سپہ سالار نے ایک ناگہانی حملہ سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد فلودیش قیصر حکمران ہوا۔

**انجیل کا ترجمہ:** ہرودیشیوش کہتا ہے کہ یہ طبارش کالز کا ہے اس کے زمانہ حکومت میں تین انجیلیں لکھی گئیں۔ متی حواری نے اپنی انجیل بیت المقدس میں عبرانی زبان میں لکھی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یوحنا نے اس انجیل کا زبان رومہ میں ترجمہ کیا۔ پطرس سردار حواریین نے اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھ کر اپنے شاگرد مرقس کی طرف اسے منسوب کر دیا۔ لوقا حواری نے بھی زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اسے بعض اکابر روم کے پاس بھیجا۔

**بیت المقدس کی تاراجی:** اسی زمانے میں یہودیوں میں فتنہ و فساد شروع ہو گیا ان کا بادشاہ اغرباس رومہ چلا آیا۔ فلودیش نے اس کی مدد کے لئے اپنا لشکر اس کے ہمراہ کر دیا۔ جنہوں نے بیت المقدس پہنچ کر ایک بڑے گروہ کو قتل کر ڈالا اور بے شمار یہودیوں کو گرفتار کر کے انطاکیہ اور رومہ کی طرف بھیج دیا۔ بیت المقدس ویران کر دیا گیا اور اس کے رہنے والے جلاوطن کر دیئے گئے اسی وجہ سے ایک زمانہ تک قیصرہ روم کی طرف سے بیت المقدس میں کوئی عامل مقرر نہیں کیا گیا۔ اسی زمانہ سے یہودیوں میں متعدد فرقے قائم ہو گئے مگر ان میں سب سے بڑے سات ہیں۔ جلوس فلودیش میں روم کے ایک بطریق



نے شمعون صفا کے ہاتھوں پتسمہ لیا اور بیت المقدس صلیب نکالنے کے لئے آیا۔ لیکن ناکامی کے ساتھ رومہ واپس آیا۔

**عیسائیوں کا قتل عام:** اسی زمانے میں چودہ برس حکومت کر کے فلودیش قیصر مر گیا اس کی جگہ اس کا لڑکا نیرون تخت نشین ہوا۔ ہرودیشوش کہتا ہے کہ یہ چھٹا قیصر ہے اس کا فسق و فجور حد سے بڑھا ہوا تھا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اکثر اہل رومہ مذہب عیسوی قبول کرتے ہیں تو اس نے غصے میں آ کر ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اسی زمانہ میں پطرس (حواریوں کا سردار) مارا گیا اور اس کی جگہ اریولش بطریق رومہ مقرر ہوا۔ پطرس رومہ میں پچیس برس تک بطریق رہا۔ یہ حواریوں کا سردار اور رومہ کی طرف مسیح کا فرستادہ تھا۔ مرقس انجیلی اسکندریہ میں اس کی حکومت کے بارہویں برس مارا گیا۔ اس کے قتل کے سات برس پہلے سے اسکندریہ مصر برقہ ممالک مغرب والے نصرانیت کی جانب مائل ہو رہے تھے۔ اس کی جگہ حنانیا بطریق مقرر کیا گیا یہ مرقس انجیلی کے بعد اسکندریہ کا پہلا بطریق ہے اس نے اپنی قائم مقامی کے لئے بارہ قیسس منتخب کر رکھے تھے ابن عمید مسیحی سے نقل ہے کہ نیرون کی حکومت کے دوسرے برس یہودیوں کا پلٹس قاضی جو رومہ کی طرف سے تھا۔ معزول کیا گیا اور اس کے بدلے قسطس قاضی مقرر ہوا۔ بوٹا (بیت المقدس کے مجاروں کا سردار) مارا گیا اور اسی زمانے میں قسطس قاضی بھی مر گیا۔

**بیت المقدس سے نصرانیوں کا اخراج:** یہود نے نصرانیان بیت المقدس پر دفعۃً حملہ کر کے ان کے اسقف یعقوب بن یوسف نجار کو مار ڈالا۔ ان کے عبادت خانہ کو گرا دیا صلیب کو چھین کر دفن کر دیا۔ یہاں تک کہ ہلانہ مادر قسطنطین نے اس کو نکالا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ یعقوب بن یوسف نجار کے قتل کے بعد اس کا چچا زاد بھائی شمعون بن کننا بایسائیوں کا اسقف ہوا۔ پھر ۱۰ء جلوس نیرون میں یہود نے لڑ بھڑ کر نصرانیوں کو بیت المقدس سے نکال دیا وہ بے چارے جلا وطن ہو کر اردن کے کنارے آئے۔

**اسباشیانس کا یروشلم پر حملہ:** نیرون نے یہودیوں کی سرکوبی اور بیت المقدس کو ویران کرنے کے لئے اپنے سپہ سالار اسباشیانس کو یروشلم کی طرف روانہ کیا۔ یہود نے بیت المقدس کی قلعہ بندی کر لی اور اسے بچانے کی غرض سے تین طرف نئے قلعے بنائے لیکن ان کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا ان کی قسمت میں اس سے پہلے ناکامی و ذلت لکھی جا چکی تھی۔ اسباشیانس نے یہود کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کے قلعوں کو توڑ کر جلا دیا اور ایک برس تک وہیں ٹھہرا رہا۔

**نیرون قیصر کا قتل:** ہرودیشوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ممالک مقبوضہ نیرون قیصر میں بغاوت پھیل گئی چنانچہ اہل برطانیہ اس کی اطاعت سے نکل گئے۔ اہل آرمینیا، شام و فارس کے مطیع ہو گئے۔ نیرون نے اپنی بہن کے داماد یسبشیان بن لوجیہ کو لشکر دے کر باغیوں کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے ان کی بغاوت کی مشتعل آگ کو ختم کر کے یہودیوں کو شام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ بھی قیصری حکومت کے خلاف سر اٹھائے ہوئے تھے اثناء محاصرہ بیت المقدس میں نیرون قیصر اپنے لشکریوں کے ہاتھ سے مارا گیا جبکہ اس کی حکومت کا چودہواں سال پورا ہو چکا تھا۔

**مسجد اقصیٰ کا انہدام:** اس نے اسی زمانہ بغاوت میں ایک سپہ سالار اندلس اور سرزمین جوف کی طرف بھیجا تھا۔ جو برطانیہ کو فتح کر کے نیرون قیصر کے قتل کے بعد رومہ آیا اور رومیوں نے اسے اپنا حاکم بنا لیا جب ان واقعات کی اطلاع یسبشیان کو ہوئی اور اس کے مشیروں نے اسے رومہ کی طرف واپس ہونے کی رائے دی اور یہودیوں کے سردار نے اس کی



بادشاہت کی بشارت دی جو اس کے یہاں قید تھا (معلوم ہوتا ہے کہ یہ یوسف بن کریون ہے جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے) تب شیشان اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرہ پر چھوڑ کر رومہ چلا آیا۔ طیطش نے بیت المقدس فتح کر کے مسجد اقصیٰ کو مسمار اور اس کی عمارت کو منہدم کر دیا۔

یہودیوں کی تباہی و بربادی: ہروشیوش کہتا ہے کہ اس واقعہ میں لاکھوں یہودی مارے گئے اور اسی قدر بحالت محاصرہ بھوکوں مر گئے۔ نوے ہزار کے قریب غلام بنا کر فروخت کئے گئے اور تقریباً ایک لاکھ یہودی رومہ میں اس غرض سے لا کر باقی رکھے گئے کہ رومی بچے تعلیم و فنون جنگ کی حالت میں ان پر اپنا ہاتھ صاف کرتے تھے۔ یہود کا یہ جلوہ کبریٰ تھا۔ یہ واقعہ بنائے بیت المقدس سے ایک ہزار ایک سو ساٹھ برس بعد سنہ پانچ ہزار دو سو تیس دنیاوی میں اور بنائے رومہ کے آٹھ سو بیس برس بعد واقع ہوا۔

اسباشیانس کی حکومت: شیشان نے رومہ پہنچ کر اس سپہ سالار کو تخت سلطنت سے اتار کر فرس مذلت پر بٹھا دیا جو اس کے آنے سے پہلے نیرون قیصر کے قتل کے بعد تخت حکومت پر بیٹھ گیا تھا۔ اسی وقت سے بولش قیصر کے خاندان سے ایک سو سالہ برس بعد حکومت و سلطنت کا سلسلہ جاتا رہا اور تمام ممالک رومہ کا شیشان مستقل حکمران ہو گیا اور اپنے کو قیصر ہی کے لقب سے ملقب رکھا۔ انتھی کلام ہروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا)

غلیان قیصر کا قتل: ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اسباشیانش کو جبکہ وہ قدس شریف کا محاصرہ کئے ہوئے تھا نیرون کے قتل کی خبر پہنچی اور یوسف بن کریون کا ہن طبریہ نے اسے قیصر ہونے کی بشارت دی تب اس نے اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرہ پر چھوڑ کر کچھ لشکر ہمراہ لے کر رومہ کا قصد کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اہل رومہ نے نیرون قیصر کے قتل کے بعد غلیان بن قیصر کو اپنا حکمران بنا لیا تھا۔ غلیان قیصر نہایت بد طینت اور ظالم تھا اس کی حکومت کے نویں مہینے کسی خادم نے حالت غفلت میں اسے قتل کر ڈالا۔ تب اس کی جگہ انون کو تخت نشین کیا گیا تین مہینے بعد اسے تخت سے اتار کر ابطالس کے سر پر تاج قیصری رکھا گیا یہ آٹھ مہینے تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد اسباشیانس نے (جس کو ہروشیوش شیشان کہتا ہے) دو سو سالوں کو رومہ کی طرف بھیجا انہوں نے ابطالس کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسباشیانس نے اس واقعہ کے بعد رومہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

اسیر یہودیوں کا انجام: اسی اثناء میں طیطش نے بیت المقدس فتح کر کے بے شمار مال غنیمت اور لاتعداد یہودی قیدیوں کو رومہ میں اپنے باپ کے پاس بھیجا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس واقعہ میں ایک لاکھ یہودی مارے گئے اور تقریباً نوے ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ رومیوں نے ان قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا۔ بیت المقدس سے رومہ آتے ہوئے راہ میں یہودیوں کو جیتے جی درندوں کے سامنے ڈال دیتے تھے۔ بعض کو بورے میں باندھ کر شکاری کتوں کے روبرو پھینک دیتے تھے اور وہ انہیں پھاڑ ڈالتے تھے غرض کہ اسی طرح یہ تمام قیدی مار ڈالے گئے۔ واللہ اعلم

نصرانیوں کی مراجعت پر وشلیم: طیطش کی کامیابی سے جس قدر یہودیوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچا اسی قدر عیسائیوں کا فائدہ ہوا وہ عیسائی جو جلاوطن ہو کر اردن کی طرف چلے گئے تھے پھر بیت المقدس واپس آئے اور کنسیہ (گرجا) بنایا۔ ان دنوں ان کا اسقف شمعان بن کلویا یوسف نجار کا چچا زاد بھائی تھا یہ بیت المقدس کا دوسرا اسقف ہے۔



طیطش اور قیصر بنی اسرائیل: اسبانیانس (یعنی شیشان) اپنی حکومت کے نویں برس مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا طیطش قیصر دو یا تین برس بادشاہ رہا اور بروایت ابن عمید حکومت اسکندر کے چار سو برس بعد رونق افروز تخت قیصری ہوا۔ یہ علوم حکمیہ سے بخوبی واقف اور نہایت نیک مزاج اور سخی تھا۔ لاطینی اور غریقی زبان بھی جانتا تھا اس کے بعد اس کا بھائی دومریان پندرہ برس حکمران رہا۔ فرانس کی لڑائی میں مارا گیا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ نیرون کا ہمشیر زاد قاتل سفاک نصاریٰ کا دلی دشمن تھا۔ یوحنا حواری کو اسی نے قید اور یہود کو قتل کیا۔ ابن عمید نے اسے وانسطیانوس کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے زمانہ حکومت کو سولہ برس میں محدود کرتا ہے یہود کا سخت دشمن تھا ان کے خاندان سلطنت کے بچہ بچہ کو قتل کیا۔

آل یہود حواری کی گرفتاریاں: چونکہ اس زمانے کے بعض نصاریٰ کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح کچھ عرصہ بعد پھر آئیں گے اور حکومت کریں گے اس وجہ سے اس نے ان کے قتل کا بھی حکم دے دیا اور یہود ابن یوسف حواری کی اولاد کو قید کر کے روم بھیج دیا۔ ان لوگوں سے مسیح کے بارے میں سوال کیا گیا انہوں نے یہ جواب دیا کہ مسیح دنیا ختم ہونے کے بعد آئیں گے۔ رومیوں نے یہ سن کر انہیں چھوڑ دیا۔ اس کے ۳۰۰ جلوس میں بطریق اسکندر یہ ۸۷ مسیحی میں نکالا گیا اس کی جگہ تیرہ برس میں مملو اور اس کے مرنے کے بعد کرماہ مقرر ہوا۔

یوحنا حواری کی رہائی: ابن عمید بروایت مسیحی تحریر کرتا ہے کہ اس کے زمانے میں لیونیوس صاحب طلسمات کا واقعہ پیش آیا۔ ذوستیانوس نے اسے اور تمام فلسفی اور نجومیوں کو روم سے نکلوا دیا اور یہ حکم دے دیا کہ انہیں کسی قسم کا انعام و اکرام نہ دیا جائے اس کے بعد ذوستیانوس جسے ہروشیوش دومریاں کہتا ہے مر گیا۔ اس کی جگہ برما برادر اور زادہ طیطش دو برس حکمران رہا۔ اس نے یوحنا حواری کو قید سے آزاد کر دیا، مذہبی آزادی دے دی۔ اس نے لا ولد ہونے کی وجہ سے مرتے وقت طبریانس سپہ سالار کے حق میں بادشاہت کی وصیت کی ابن عمید اسے اندیانوس اور مسیحی طربیوس کے نام سے یاد کرتا ہے اس نے باتفاق مورخین سترہ برس حکومت کی۔

عیسائیوں پر ظلم و تشدد: اس نے شمعان بن کلویا اسقف بیت المقدس اور اغناطیوس بطریق انطاکیہ کو قتل کر ڈالا۔ نصرانیوں پر اس کے عہد حکومت میں بڑی بڑی سختیاں ہوئیں ان کے مذہبی پیشوا مارے گئے عوام الناس لوٹدی غلام بنائے گئے یہ نیرون کے بعد تیسرا قیصر ہے یوحنا نے اس کے ۶۰۰ جلوس میں اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھی۔

یہودیوں کی بد عہدی و سرکوبی: یہودی پھر بیت المقدس واپس آنے اور شامت اعمال سے بد عہدی پر آمادہ ہوئے اس نے ان کی سرکوبی کیلئے ایک خونخوار لشکر روانہ کیا جس نے ان میں سے بے شمار یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس سے اور یہودیوں سے بہت لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں عسقلان، مصر، اسکندر یہ ویران ہوئے یہودیوں کو اس مقام پر شکست ہوئی۔ قیصری لشکر انہیں کوفہ تک مارتا بھگاتا چلا گیا اور ان کی عظمت و شوکت کو مٹا دیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے نویں سال کوشیانو بطریق اسکندر گیارہ برس متولی رہ کر مر گیا۔ اس کی جگہ امرغو بطریق مقرر ہوا یہ بارہ برس تک بطریق رہا۔ بطلموس مصنف کتاب کہتا ہے کہ شیوس حکیم نے اسی کے ۱۰۰ جلوس میں رومہ رصد گاہ بنائی۔

بیت المقدس کی تباہی: ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بابل کی لڑائی میں مارا گیا اس کی جگہ اندریانوس اکیس برس تک حکمران



رہا۔ اس نے اپنے ابتداء زمانہ حکومت میں یہودیوں پر سختی کی لیکن کچھ عرصہ بعد ظلم و تشدد کے عوض شہر مقدس پھر آباد کیا اور اس کا نام ایلیا رکھا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ نصاریٰ کا دشمن تھا۔ ان میں سے ایک بڑی جماعت کو مارڈالا عوام بت پرستی کرنے لگے اس کے ۸ جلوس میں پھر بیت المقدس ویران کیا گیا۔ وہاں کے عوام الناس قتل کئے گئے اور شہر کے دروازے پر ایک مینار بنایا گیا جس پر ایک لوح تھی جس میں شہر ایلیا لکھا ہوا تھا اس کے بعد بابل سے ایک شخص نے اس پر خروج کیا۔ اس نے اسے مصر تک پسپا کر دیا پھر اس نے اہل مصر کی خواہش سے بحیرہ قلزم تک ایک نہر کھدوائی جو اس کے بعد بند ہو گئی لیکن جب فتوحات اسلامیہ کی موجیں بڑھیں تو عمرو بن العاص نے اسے پھر کھدوایا۔

بیت المقدس کی از سر نو تعمیر و بربادی: اسی اندر یانوس نے شہر قدس آباد کیا یہودی پھر آ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہودی عہد شکنی پر تلے ہوئے ہیں اور زکریا نامی ایک شخص کو اپنے شاہی خاندان سے اپنا حاکم بنا لیا ہے تو اس نے ایک خون خوار لشکر ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے انہیں انتہائی بری طرح قتل کیا اور شہر کو اجاڑ ڈالا۔ یہودی جلاوطن کر دیئے گئے اور یونانی بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ بیت المقدس کی یہ ویرانی طیش کی ویرانی کے ترپن برس بعد ہوئی جو جلوہ کبریٰ تھا۔

ہیکل زہرہ کی تعمیر: نصاریٰ ان دنوں موضع قبر سے صلیب تک پھر رہے تھے اور وہیں نماز پڑھتے تھے اور یہود وہاں کوڑا پھینکتے تھے یونانیوں نے انہیں نماز پڑھنے سے منع کیا اور اسی مقام پر ایک ہیکل زہرہ کے نام پر بنوایا۔

بطارقہ اسکندر یہ: ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ ۳ جلوس بادشاہ اندر یانوس میں عامل الرہا باغی ہو گیا اس وجہ سے رومیوں کی جانب سے الرہا میں مختلف اوقات میں متعدد حکام بھیجے گئے اور شہر اشیوس میں ایک دار الحکومت بنوایا۔ نامی نامی حکماء تعلیم کے لئے مقرر کئے اور ۵ جلوس میں نسطش، بطریق اسکندر یہ مقرر ہوا یہ حکیمانہ مزاج و علم دوست تھا گیارہ برس تک اس عہدے پر مامور رہا اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ امانیق ۱۶ جلوس اندر یانوس میں مقرر ہوا اس نے بھی گیارہ برس اسی عہدے پر گزارے یہ ساتواں بطریق تھا۔ اس کے بعد اندر یانوس اپنی حکومت کے اکیسویں برس مر گیا اور اس کی جگہ اس کا لڑکا انطونیش حکمران ہوا۔ ہرودیشوش کہتا ہے کہ اس کا نام قیصر الرحیم ہے۔ بروایت ابن عمید اس نے بائیس برس اور بخیاں سعیدی اکیس برس حکومت کی۔ اس کی حکومت کے پانچ برس مرتیا نوس بطریق اسکندر یہ ہوا یہ آٹھواں بطریق تھا۔ اس نے نو برس تک اس عہدے پر کام انجام دیا۔ اس کے بعد کلوتیانو چودہ برس تک بطریق رہا اور حکومت کے ساتویں برس اور الیا نوس حکیم مر گیا۔ بطلمیوس صاحب مسجلی کہتا ہے کہ اور الیا نوس حکیم نے موسم گرما کی رصد گاہ ۳ جلوس میں بادشاہ انطونیش میں بنائی گئی۔ واللہ اعلم

نصاریٰ پر ظلم و ستم: انطونیش اسکندر یہ کے چار سو تریسٹھ برس بعد ہوا اور بائیس برس حکومت کر کے مر گیا اس کی جگہ اور الیا نوس برادر انطونیس موسوم بہ اورالش حکمران بنایا گیا اسے انطونیش اصغر بھی کہتے تھے۔ یہ اہل فارس سے اکثر لڑتا رہا۔ پہلے انہوں نے آرمینیا اور سوریا کو اس کے ممالک مقبوضہ سے نکال لیا تھا۔ لیکن آخری لڑائیوں کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا تھا کہ اس نے انہیں مغلوب کر کے اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں وبا اور قحط کا بہت زور و شور ہوا۔ نصاریٰ کی دعا سے



پانی برسا دیا اور قحط دور ہوا۔ جب کہ نصاریٰ پر بے حد سختیاں ہو چکی تھیں اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا تھا۔ نیروں قیصر کے بعد یہ چوتھی سختی تھی۔

نصرانیوں میں بدعات کا آغاز: ابن عمید لکھتا ہے کہ اس کے بعد جلوس میں اغریبوس اسکندر یہ کا بطریق ہوا اور اس کے بارہ برس کے بعد ۱۹ جلوس میں مر گیا۔ اس کے بعد اسی کے زمانہ حکومت میں عیسائیوں میں طرح طرح کی بدعات ظاہر ہوئیں باہم وہ مختلف الاقوال ہو گئے۔ مذہب و ملت سے کچھ سروکار نہ رہا۔ من مانی باتیں گھڑنے لگے ان میں ابن ویسان وغیرہ تھے جن سے اساقفہ اہل حق نے مناظرہ اور مجاہدہ کیا اور ان کی بدعات مٹانے کی کوششیں کیں اور اس کے بعد ۲۰ جلوس میں اردشیر بن بابک اول بادشاہ ساسانیہ ظاہر ہوا اور مملکت فارس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

حکیم جالینوس: جالینوس طبیب بھی اسی کے زمانہ حکومت میں تھا بلکہ اس کے ساتھ اسکی بھی پرورش ہوئی تھی۔ جب اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ انطونیش روم کا بادشاہ ہوا ہے تو وہ یونان سے روم اس کے پاس چلا آیا۔ ویقراطس حکیم بھی اسی زمانے میں تھا۔ اس کے مرنے کے بعد کمودہ قیصر تیرہ برس تک اسکے بعد رمتیلوش تین مہینے تک رونق افزائے تخت قیصری رہا۔

نصاری کا قتل عام: ابن عمید کہتا ہے کہ ابن بطریق اس کا نام فرطنوس ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں نے فرطنوس اور صعید یوں نے برطالوس بتایا ہے یہ لوگ اس کے زمانہ حکومت کو بالاتفاق دو مہینے میں محدود کرتے ہیں اس کے مرنے کے بعد دو مہینے بولیا نس قیصر اس کے بعد سوریا نوس قیصر بادشاہ ہوا۔ جس طرح اس کے نام میں لوگوں نے اعتراض کیا ہے اسی طرح زمانہ حکومت میں بھی اتفاق نہیں کیا۔ بعض نے اسے سورس اور ہروشیوش نے طباریش بن ارنٹ بن انطونیش کے نام سے یاد کیا ہے۔ ابن عمید نے اس کے زمانہ حکومت کو بروایت ابن بطریق سترہ برس اور بروایت مسیحی اٹھارہ برس اور بروایت ابوقانیوس سولہ برس اور ابن الراہب تیرہ برس اور صعید بن صرف دو برس بتاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد ۲۱ جلوس میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں اسکندر یہ اور مصر میں انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا گیا ان کے گرجے منہدم کر دیئے اور اسکندر یہ میں ایک ہیکل موسوم بہ ہیکل الالہ بنوایا۔

لاطینیوں کی بغاوت: ہروشیوش کہتا ہے کہ نیروں کی سختی کے بعد یہ پانچواں بلکہ تھا۔ اس کے آخری زمانہ میں لاطینیوں نے بغاوت کی اور یہ اسی بغاوت میں مر گیا اس کے بعد انطونیش بروایت ابن بطریق چھ برس اور بخیاں مسیحی سات برس حکمران رہا۔ اس نے اسے انطونیش قسطنس کے نام سے موسوم کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ اس کا ابتداء زمانہ حکومت اسکندر کے پانچ سو برس بعد ہوا ہے اسی کے زمانے میں اردشیر بادشاہ نے نصیبین کا محاصرہ کیا اور اس کے باہر ایک قلعہ بنوایا۔

محاصرہ نصیبین: اس کے بعد اسے بغاوت خراسان کی خبر پہنچی تب وہ ان سے اس امر پر صلح کر کے واپس ہوا کہ اہل نصیبین اس کے قلعہ سے متعارض نہ ہوں لیکن جیسا ہی اس نے نصیبین سے کوچ کیا۔ اہل نصیبین نے فوراً قلعے کے باہر سے ایک دیوار کھینچ کر قلعے کو شہر کے اندر لے لیا۔ اردشیر خراسان سے لوٹ کر نصیبین پھر آ پہنچا اور بمشورہ بعض حکماء اہل اللہ کی دعا سے قلعے پر قبضہ حاصل کیا۔ اردشیر کا اس کامیابی سے دل بڑھ گیا اس نے اکثر بلاد شام اور اطراف آرمینیا کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ انطونیش انہی لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔



نصاری سے حسن سلوک: اس کے بعد مفریق بن مرکہ حاکم ہوا ایک برس بعد رومہ کے کسی سپہ سالار نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد اسکندروس ساہور بن اردشیر کی حکومت کے تیسویں برس حکومت پر حکمران ہوا اس نے تیرہ برس حکومت کی اس کی ماں نصرانیوں سے محبت رکھتی تھی۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس نے بیس برس حکومت کی اس کی ماں عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ نصرانیوں کو اس کے زمانے میں بہت آرام اور فراخی رہی ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے ساتویں برس تا دکلہ بطریق اسکندر یہ ہوا یہ تیر ہواں بطریق تھا سولہ برس تک یہ اسی عہدے پر قائم رہا۔

اسکندروس اور ساہور کی جنگ: ہروشیوش کہتا ہے کہ ۱۰۰ جلوس میں اس نے ساہور بن اردشیر سے معرکہ آرائی کی اور جب اس پر فتح یابی حاصل کر کے واپس آیا تو اہل رومہ نے اس پر دفعۃً حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس کے بعد خشمیان بن لوجیہ تین برس حکمرانی کرتا رہا۔ یہ خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اراکین دولت نے افرنجہ (فرانس) سے جنگ کی خاطر اسے اپنا بادشاہ بنا لیا تھا۔ اس کے زمانے میں عیسائیوں پر ظلم و تشدد ہوا۔ نیرون کی یہ چھٹی تختی تھی۔

بطریق اسکندر یہ قتل: ابن عمید نے اسے فقیوس کے نام سے یاد کیا ہے اور باقی ان سب باتوں میں اتفاق کیا ہے کہ اس نے نصرانیوں میں سے سرجیوس کو سلمیہ میں اور داہوس کو فرات کے کنارے اور بطریق اسکندر یہ کو قتل کر ڈالا۔ بیت المقدس کا اسقف یہ سن کر اپنی کرسی چھوڑ کر جان کے خوف سے بھاگ نکلا اور اس کی حکومت کے تیسرے برس ساہور بن اردشیر بادشاہ ہوا۔ ہروشیوش کے خیال کے برعکس کیونکہ وہ یہ بیان کرتا ہے کہ اس نے اسے مار ڈالا تھا۔

ابوفانیوس اور عزویانوس: الغرض فقیوس خشمیاں کے مرنے کے بعد بونیوس تین مہینے تک بادشاہت کر کے مارا گیا۔ ابن عمید نے اسے ابوفانیوس لوکش قیصر اور ابن بطریق نے بلینایوس کے نام سے یاد کیا ہے اور ہروشیوش نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔ اس کے بعد عزویانوس قیصر بروایت ابن عمید چار برس اور بخیاں مسکی اور صعیدین چھ برس تخت قیصری پر رہا۔ اسے ان مؤرخین نے ابوفانیوس اور دنیوس کے نام سے یاد کیا ہے اور صعیدین اسے قرطانوس کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا زمانہ اسکندر یہ کے پانچ سو اکیاون برس بعد ہوا ہے۔

غرویاری کی فارس پر فوج کشی: ہیروشولیش کہتا ہے کہ غرویاری بن بلیسان نے سات برس بادشاہت کی اس سے اور فارس سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ اس نے ان پر فتح یابی حاصل کی اراکین دولت فارس کو فرات کے کنارے موت کے گھاٹ اتارا۔

فلفش کا قبول عیسائیت: اس کے بعد فلفش بن اولیاق بن انطونیش سات برس بادشاہ رہا۔ سب سے پہلے ملوک روم میں سے اسی نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ابن عمید صعیدین سے روایت کرتا ہے کہ اس نے چھ برس حکمرانی کی اس کی حکومت اسکندر کے پانچ سو پچپن برس بعد ہوئی یہ مسیح پر ایمان لایا اس کی حکومت کے پہلے سال و نوشیوش اسکندر یہ کا بطریق مقرر ہوا اور انیس برس تک اس عہدے پر برقرار رہا۔ یہ چودہواں بطریق تھا اسی کے زمانے میں مریکوش اسقف کے بھاگ جانے کے بعد غرویانوس بیت المقدس کا اسقف مقرر ہوا۔ پھر جب مریکوش واپس آیا تو دونوں بالاشتراک اس عہدے کا کام سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ ایک برس بعد غرویانوس مر گیا اور مریکوش تین تہا دس برس تک بیت المقدس کا اسقف رہا۔

فلفش کا قتل: ابن عمید کہتا ہے کہ فلفش قیصر کو دانیس (دقیانوس) نامی ایک فوجی افسر نے مار ڈالا اور خود اسکی جگہ تخت قیصر



پر رونق افروز ہو گیا۔ پانچ برس اسکی حکومت رہی یہ شاہی خاندان سے تھا۔ اسکے زمانے میں نصرانیوں پر بہت سختیاں ہوئیں بطریق رومہ کو مار ڈالا۔ مذہب صابیہ کو ترقی دی بت پرستی پر نصرانیوں کو مجبور کیا۔ شہر افسس میں بہت بڑا بت خانہ بنوایا۔

**اصحاب کہف:** اسی کے زمانہ میں سات اشراف جو مؤمن تھے بھاگ نکلے اور پھر اس کے زمانہ تاودوسیوس میں ظاہر ہوئے انہی کو اصحاب کہف کہتے تھے۔

**عیسائیت پر جبر و تشدد:** ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کا نام واجیہ بن قشیمان تھا۔ اس نے صرف ایک برس حکمرانی کی اس کے زمانے میں ساتویں بار پھر نصرانیوں پر بہت ظلم و تعدی ہوئی اس نے بطریق رومہ کو مار ڈالا اس کے بعد غالیس قیصر حکمران ہوا۔ دو برس تک اس کی حکومت رہی اس نے بھی نصرانیوں پر ظلم و ستم کیا اس کے زمانہ میں بہت بڑی وبا آئی جس سے سینکڑوں شہر ویران ہو گئے۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ غالش بولیاش کا لڑکا ہے اور ابن بطریق یہ بیان کرتا ہے کہ بولیاش غالش کا سلطنت و حکومت میں شریک تھا۔ لیکن یہ غالش سے پہلے ہی مر گیا۔ اس کی حکومت پندرہ برس رہی مسیحی اس تعداد سے اتفاق کرتا ہے۔ مگر اس کا نام واقیوس بتاتا ہے اور غالیوش کو اس کا لڑکا کہتا ہے اور بعضے کہتے ہیں اس کا نام لیوش تھا۔ پانچ برس اس کی حکومت رہی بہر کیف ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بت پرست تھا اس کے زمانے میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں۔ اس کے پہلے سال حکومت میں مکتیموس اسکندر یہ کا پندرہواں بطریق مقرر ہوا بارہ برس تک یہ اس عہدہ پر مامور رہا۔

**اسکندروس کا قتل:** ۵۔ جلوس میں اس نے اسکندروس کو بیت المقدس کا اسقف مقرر کیا اور سات برس بعد قتل کر ڈالا۔ اپنے لڑکے کو لشکر روم کا سپہ سالار کر کے فارس بھیجا۔ سپہ سالار فارس نے میدان جنگ سے گرفتار کر کے کسریٰ بہرام کے پاس بھیج دیا۔ کسریٰ بہرام نے اسے قتل کر ڈالا۔

**بطریق بیت المقدس کا قتل:** ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد غلیئوس قیصر حکمران ہوا۔ پندرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے زمانہ میں بھی نصرانیوں پر ظلم ہوتا رہا جا بے جا مارے جاتے تھے۔ بیت المقدس کا بطریق مار ڈالا گیا۔ فارس سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اس نے اس کے بادشاہ ساہور کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس کے بعد احسان کے طور پر آزاد کر دیا اس کے عہد حکومت میں وبا آئی اور عیسائیوں کی دعا سے رفع ہوئی۔

۱۔ اصحاب کہف کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے یہ لوگ شہر افسوس میں رہتے تھے (دقیانوس بادشاہ وقت کے جبر و تعدی اور بت پرستی پر مجبور کرنے کی وجہ سے شہر چھوڑ کر ایک وسیع غار میں جا کر چھپ گئے تھے۔ یہودی کہتے ہیں کہ وہ تین آدمی تھے چوتھا ان کا کتا تھا اور نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ وہ تعداد میں پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ اصحاب کہف سات آدمی تھے آٹھواں ان کا کتا تھا۔ سیاق و سباق کلام پاک سے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے بہر کیف یہ لوگ ایک زمانہ دراز تک اسی غار میں پڑے سوتے رہے فرشتے بحکم الہی ان کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کر دیتے تھے اور کتا ان کے روبرو اگلے پاؤں پر سر رکھے ہوئے لیٹا رہا یہاں تک بروایت طبری تین سو نو برس کے بعد اللہ جل شانہ نے بغرض اظہار قدرت کاملہ انہیں جگا دیا ان میں سے ایک شخص کھانا خریدنے بازار آیا اس کے پاس وہی پرانی اشرفی تھی اس وجہ سے وہ سکہ کی تبدیلی کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا جب بادشاہ وقت نے اس سے اس کی سرگزشت دریافت کی تب اسے اصحاب کہف کے قصہ کا خیال ہے جس کا ذکر آسمانی کتاب میں تھا۔ بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت اس کے ساتھ غار پر گئے۔ جب ان لوگوں نے مسیح کے پیدا ہونے اور دقیانوس کے مرنے کا حال سنا تو حکم الہی دفعۃً زمین پر گر پڑے اور مر گئے۔ بادشاہ نے اسی مقام پر ایک قبہ بنا کر ایک پتھر پر ان کے نام لکھوادیئے ان لوگوں کے اسماء جیسا کہ مفسرین نے تحریر کئے ہیں وہ یہ ہیں 'میشلیشیا' 'میشلیشیا' 'میشلیشیا' یہ لوگ بادشاہ کے دائیں طرف کے اصحاب تھے۔ مرشوش دیرنوس شاد نوس یہ لوگ بادشاہ کے بائیں جانب کے ہم نشین تھے۔ ساتواں وہ چرواہا جس نے ان کو غار کا راستہ بتایا تھا۔ آٹھواں کتا تھا جسے قطمیر کہتے ہیں۔



**غلینوس قیصر کا قتل:** قوط نے اپنے بلاد سے نکل کر غریقیوں اور مقدونیا اور بلاڈنبط پر قبضہ کر لیا۔ غلینوس قیصر کو رومہ کے ایک سپہ سالار نے مار ڈالا۔ اس کے بعد اقاویدوش ایک برس حکمران رہا۔ ابن عمید بروایت مسیحی لکھتا ہے کہ اس نے ایک برس نو مہینے ۵۸۰ء اسکندری میں حکومت کی اس کی حکومت کے پہلے سال میں یونس سمیصائی انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا اور آٹھ برس تک اس عہدہ کو انجام دیتا رہا یہ بطریق وحدانیت کا قائل اور کلمہ اور خدا کی روح کے کسی میں حلول کرنے سے انکار کرتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو تمام اساقفہ نے انطاکیہ میں جمع ہو کر اس کے اقوال کی تردید و تکذیب کی۔

**فلودیش کی کارگزاری:** ہروشیوش کہتا ہے کہ غلینوس قیصر کے بعد فلودیش ابن بلاریان بن موکلہ حکمران ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نامی سپہ سالاروں میں سے تھا۔ خاندان شاہی سے اس کا نسباً کچھ تعلق نہ تھا۔ اس نے قوط کو جو کہ پندرہ برس سے مقدونیا وغیرہ پر قبضہ کئے ہوئے تھے نکال باہر کیا لیکن دو برس حکومت کر کے مر گیا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کے بھائی نطیل نے سترہ یوم حکمرانی کی اسے کسی سپہ سالار نے مار ڈالا۔ ابن عمید نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے بعد اور یلیان شھ برس تک بادشاہ رہا۔ ابن بطریق نے اسے اور اورالیوش اور مسیحی نے بلنسیان کے نام سے یاد کیا ہے اور اس نے اس کے زمانہ حکومت کو صرف پانچ برس میں محدود کیا۔

**نصاری کو مذہبی آزادی:** ابن عمید کہتا ہے کہ اس کے ۴۰ جلسوں میں تاوانا اسکندریہ کا سولہواں بطریق مقرر ہوا اور دس برس تک اس عہدہ پر رہا اس سے پہلے عیسائی قوم میں رسوم مذہبی اور نماز پوشیدہ طور سے ادا کرتے تھے۔ لیکن جب یہ بطریق مقرر ہوا تو اس نے ہدایا و تحائف دے کر رومیوں سے ایک کنیہ (کلیہ) مریم بنانے کی اجازت لے لی اس وقت سے عیسائی علانیہ اس میں مذہبی رسوم اور نماز ادا کرنے لگے۔

**قسطنطین کی پیدائش:** ۶۰ جلسوں میں قسطنطین پیدا ہوا ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی اور لیان بن بلنسیان نے قوط سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور ان پر فتح یاب ہوا۔ رومہ کو از سر نو آباد کیا۔

**نصرانیوں کا قتل و بربادی:** عیسائیوں پر نویں بار نیرون کے بعد اس کے زمانہ میں پھر سختی ہوئی اس کے مارے جانے کے بعد طائیش بن الیاس ایک برس تک اس کے بعد فروش قیصر پانچ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ اس کا نام فروش تھا۔ ابن بطریق بروایت ابن لالراہب وصعیدین کہتا ہے کہ اسے بروش کہتے تھے۔ اس نے چھ برس حکومت کی تھی اور مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام اکیوس تھا۔ اس کا دور حکومت سات برس رہا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ ۷۰ جلسوں ساہور ذوالاکتاف میں اسکندر کے پانچ سو بانوے برس بعد گزرا ہے۔ نصرانیوں پر بے حد سختیاں کرتا تھا۔ اس نے ایک بڑے گروہ کو ناحق ذبح کر ڈالا کسی لڑائی میں یہ اپنے لڑکے کے ہمراہ مارا گیا ہیروشیوش کہتا ہے کہ اس کے مارے جانے کے بعد اس کا لڑکا مناربان بادشاہ ہوا اور وہی چار روز بعد مارا گیا ابن عمید نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔

**بقلا دیانوش:** اس کے بعد بقلا دیانوش نے اکیس برس اور بروایت مسیحی بیس برس ۱۱۵۹۵ء اسکندری میں حکمرانی کی۔ اس کے سوا اور مورخین کہتے ہیں کہ اس کا نام عربیٹا تھا یہ خدمت گزاری کے ذریعہ سے قیصرہ کی نظروں میں اس قدر عزیز تھا کہ فارپوش نے اسے اپنا مشیر اور مصاحب خاص بنا لیا تھا۔ اسے مزا میر اور گانے میں بہت بڑا دخل تھا۔ فارپوش کی لڑکی اس پر



عاشق ہو گئی تھی۔ جب اس کا باپ فاریوش اور بھائی لڑائی میں مارے گئے تو رومیوں نے اس کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ اس نے یقلا دیا نوش (عربیٹا) سے اپنا نکاح کر لیا اور حکومت اس کے سپرد کر دی۔ اس وجہ سے یہ تمام ممالک روم پر قابض ہو گیا۔ قسطنطش اس کا برادر زادہ اندونوں بلاد اشیا (ایشیاء) دبیزنطیہ میں تھا۔

**اہل مصر کی بغاوت:** ۱۰۔ جلوس عربیلا میں اہل مصر و اسکندریہ نے بغاوت کی عربیٹا نے بزور تیغ اسے ختم کیا اس کے بعد وہ بت پرستی کی طرف مائل ہو گیا۔ گرجے بند کئے جانے کا حکم دیا۔ نصرانیوں پر بے حد سختیاں کیں۔ مار جوس تیسس (جو کہ اکابر ابن ائے بطارقہ سے تھا) اور ملقوس کو قتل کیا۔ ۱۰۔ جلوس میں مار پطرس اسکندریہ کا بطریق ہوا اس برس بعد مارا گیا۔ اس کی جگہ اس کا شاگرد اسکندروس بطریق اسکندریہ ہوا اسی کے ارشد تلامذہ سے اریوش ہے جو اس کا سخت مخالف تھا اور اس کے زمانہ بطریقی میں نکال دیا گیا تھا۔ لیکن مار پطرس کے مرنے کے بعد اریوش اپنے خیالات سے باز آیا۔ جس کی وجہ سے وہ پھر کنیہ میں داخل کر کے تیسس بنا دیا گیا۔

**قسطنطین کے متعلق پیشین گوئی:** ابن عمید کہتا ہے کہ زمانہ دیقلا دیا نوس میں قسطنطش (اس کا چچا زاد بھائی) اور اس کا نائب جو دبیزنطیہ اور ایشیاء میں تھا۔ اس نے خروج کیا مسماہ ہلانہ (جو شاہی خاندان سے تھی اور اسقف الہا کے ہاتھ سے اصطبغ حاصل کر چکی تھی اس نے اس سے شادی کر لی جس سے قسطنطین پیدا ہوا منجموں نے اس کے پیدا ہونے پر حکومت کی پیشین گوئی کی اور یہ کہا کہ یہ تیرے ملک و مال کا مالک ہوگا۔ دیقلا دیا نوس نے یہ سن کر نہایت غصہ سے قسطنطین کے قتل کا حکم دے دیا ہلانہ اس حکم سے آگاہ ہو کر اپنے بیٹے کو لے کر الہا کی طرف چلی گئی اور دیقلا دیا نوس کے مرنے کے بعد واپس آئی جب کہ اس کا شوہر دیقلا دیا نوس کی جگہ روم پر حکومت کر رہا تھا۔ قسطنطش نے ملک و حکومت قسطنطین کے سپرد کر دی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ دیقلا دیا نوس نے بیس برس حکومت کی ۶۱۶ اسکندری میں اس کا آخری زمانہ ہوا۔

**عیسائیوں پر سختی:** اس کے بعد اس کا لڑکا مقسیمانوس ابن بطریق اور مسیحی اور ابن الہاب وغیرہ کہتے ہیں کہ مقطوس دیقلا دیا نوس کا حکومت و ملک میں شریک تھا یہ اس سے کفر و عصیاں میں بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ نصرانیوں کو ان دونوں کے ہاتھوں بہت بہت سختیاں اٹھانی پڑیں ایک گروہ کثیران کی تیغ ظلم کی نذر ہو گیا۔

**سابور اور مقسیمانوس:** اس کے ۱۔ جلوس میں اسکندروس شاگرد مار پطرس اسکندریہ کا مشہور بطریق ہوا اور تیسس برس تک اس عہدہ پر رہا اور مقسیمانوس کے عہد حکومت میں یہ خرافات اور جھوٹے قصے بیان کرتے ہیں کہ سابور شاہ فارس بہ تبدیل لباس روم گیا اور مقسیمانوس کے دربار میں حاضر ہوا۔ مقسیمانوس نے اسے پہچان کر قید کر لیا اور گائے کی کھال اسے پہنا کر اپنے لشکر کے ہمراہ لئے ہوئے سلطنت فارس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اثنائے راہ میں سابور موقع پا کر قید سے بھاگ کھڑا ہوا اور فارس پہنچ کر اس نے لشکر جمع کر کے مقسیمانوس کو شکست دی۔ اسی طرح کی اور ناممکن روایات و حکایات جو عقل سے بعید ہیں۔ بیان کرتے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ سابور نے رومیوں پر چڑھائی کی مقسیمانوس نے اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

**دیوقاربان کی حکومت:** ہیروشیوش نے مناربان قیصر بن قاریون کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ یہ اپنے باپ کے بعد تخت



نشین ہوا اور اسی وقت مارا گیا۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ رومیوں کی زمام حکومت دیوقاربان نے اپنے ہاتھ میں لی اس نے قاریوس کے قاتل سے اس کے خون کا بدلہ لیا پھر اس پر افریر بن قاریوس نے خروج کیا۔ دیوقاربان نے اسے متعدد اور طویل لڑائیوں کے بعد گرفتار کر کے مار ڈالا۔

**بغاوتوں کا خاتمہ:** اس واقعہ کے بعد ایک طرف سے بلاد افرنجہ (فرانس) اندلس، افریقہ اور مصر میں بغاوت پھوٹ نکلی اور دوسری جانب سے سابور ذوالاکتاف نے حملہ کر دیا۔ دیوقاربان نے ان تمام لڑائیوں اور بغاوتوں کو ختم کیا ہر کوریش کی جان توڑ کوششوں سے رفع دفع کیا۔ بلاد افرنجہ کی بغاوت اور اندلس سے برطانیہ کی حکومت کا (جو سات برس سے قائم ہو گئی تھی) نہایت تھوڑی مدت میں قلع قمع کر کے برطانیہ کو دوبارہ دیوقاربان کی اطاعت پر مجبور کر دیا۔ اسی کے بعد خشمیان نے اپنے داماد قسطنطش اور اس کے بھائی شمش پسران ولتونس کو دیوقاربان کی قائم مقامی پر مقرر کیا۔ شمش نے افریقہ کی بغاوت ختم کر دی اور اسے بدستور رومیوں کی حکومت میں قائم رکھا اور دیوقاربان قیصر نے مصر و اسکندریہ کے باغیوں کو شکست دے کر ایک ایک کوچن چین کر مار ڈالا اور قسطنطش المانیوں کی طرف گیا اور وہاں کی بغاوت کی مشعل آگ کو بجھایا پھر خشمیان سابور بادشاہ فارس کے مقابلہ پر گیا ایک طویل اور خوفناک لڑائی کے بعد اس پر غالب آیا اس کے بعد شہر غورہ اور کوفہ کو ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا۔

**عیسائیوں پر ظلم و ستم:** اس کے بعد دیوقاربان قیصر نے اسے اہل عیاش کو (جو کہ بلاد افرنجہ سے تھے) سر کرنے کے لئے بھیجا اس نے ان کی بھی سرکوبی اور معقول گوشمالی کی ان واقعات کے ختم ہونے پر دیوقاربان نے نصاریٰ پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ قیصر نیرون کے بعد نصاریٰ کے مصائب کا یہ دسواں ہلہ تھا دس برس تک یہ قوم انہی مصیبتوں میں گرفتار رہی۔

**دیوقاربان کی معزولی:** پھر دیوقاربان اور اس کے نائب خشمیان کو اس کے اراکین دولت نے معزول کر کے حکومت و سلطنت قسطنطش ابن ولتفوس اور اس کے بھائی شمش کے سپرد کر دی۔ ان دونوں میں رومیوں کی سلطنت اس طرح تقسیم کر دی گئی کہ شمش (جسے غلادیش بھی کہتے ہیں) شرقی ممالک کا مالک ہوا اور قسطنطش ممالک مغرب و افریقہ و بلاد اندلس و افرنجہ پر حکومت کرنے لگا۔ دیوقاربان اور خشمیان بحالت معزولی شام کے کسی شہر میں مر گئے اور قسطنطش کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا قسطنطین لاطینون کا بادشاہ ہوا۔ انتھی کلام ہیروشیوش (ہیروشیوش کا کلام تمام ہوا)

قرآن خارجی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بادشاہ کا نام ابن عمید نے دیقلا دیانوس ظاہر کیا ہے اسے ہیروشیوش دیوقاربان کے نام سے یاد کرتا ہے اس کے بعد پھر واقعات اور روایتیں نہایت مشتبہ اور نام بے حد مختلف ہیں اس امر کو ناظرین اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں ایک غیر زبان کے ناموں کو دوسری زبانوں میں لانا نہایت دشوار ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(مترجم) مسعودی کہتا ہے کہ تمام ملوک رومیہ انتالیس شخص ہوئے جنہوں نے چار سو ستاسی برس نو ماہ چھ روز سلطنت کی۔ سب سے آخری بادشاہ یہی تھا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بت پرست تھا اور اس کے بعد ملوک روم نصرانی ہو گئے اور قیصرہ متصرہ کے لقب سے یاد کئے جانے لگے۔



## باب: ۲۱

### ملوک قیصرہ متصرہ

ملوک قیصرہ متصرہ دنیا کے عظیم الشان اور مشہور ترین بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان کی حکومت ساحل بحر رومی پر اندلس سے روم، قسطنطنیہ، شام، مصر، اسکندریہ، افریقہ، مغرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے مشرق اور سوڈان میں ترک اور فارس سے مغرب میں نوبہ وغیرہ سے مجادلہ و مقاتلہ کیا۔ پہلے یہ لوگ دین مجوسی کے پابند تھے۔ لیکن ظہور حواریین عیسیٰ اور اشاعت دین نصرانیت کے بعد انہوں نے دین مجوسی کو چھوڑ کر مذہب عیسائی اختیار کیا سب سے پہلے جس نے دین عیسائی اختیار کیا وہ قسطنطین مین قسطنطش بن ولینوش اور اس کی ماں ہلانا تھی۔

وجہ تسمیہ نصرانی: دین مسیحی کو دین نصرانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام موضع ناصرہ میں رہتے تھے جبکہ وہ مصر سے اپنی ماں کے ساتھ واپس آئے تھے اور نصران مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس دین میں تعصب نہیں ہے جس کی اعانت اور تائید اس کے متبعین نے کی ہے۔

نسب قیصرہ: یہ قیصرہ بنو الاصفر کے نام سے معروف ہیں۔ بعض مؤرخ ان کو عیصو بن اسحاق کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ محققین نے اس کا انکار کیا ہے ابو محمد بن حزم نے اسرائیل علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اسحاق کا یعقوب کے سوا ایک اور لڑکا تھا جس کا نام عیصاب تھا اس کی اولاد جبال سراقہ سرزمین شام میں تاجاز رہتی تھی اس کا تقریباً تمام حصہ معدوم و لاپتہ ہو گیا۔ لیکن بعض کا یہ خیال ہے کہ روم ان کی اولاد سے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلطی ہے اس غلطی کی وجہ یہ ہے کہ جہاں یہ رہتے تھے اسے روم کہتے ہیں اس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ روم اسی مقام کا ٹکڑا ہے حالانکہ معاملہ یہ نہیں ہے کیونکہ روم رومس بانی رومہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ان بنو عیصو کا مسکن ایڈوم میں تھا عرب نے اسے معرب کرتے ہوئے زال معجمہ کو راء مہملہ سے بدل دیا اور یہیں سے غلطی واقع ہوئی واللہ اعلم۔

قسطنطین اور مقسیمانوس کی جنگ: ابن عمید کہتا ہے کہ قسطنطین نے مقسیمانوس پر حملہ کیا مقسیمانوس شکست کھا کر میدان جنگ سے رومہ کی طرف بھاگا پل پر دونوں لشکروں کا دوبارہ مقابلہ ہوا مقسیمانوس اور اسکے لشکر کا اکثر حصہ دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

قسطنطین: قسطنطین مظفر و منصور رومہ میں داخل ہوا اور اپنی کامیابی کا پھر اس کی بلند اور شاندار مینار پر اڑا دیا۔ اس



وقت جبکہ وہ اس سے قبل کہ وہ بیزنطیہ میں اپنے باپ کے بعد چھبیس برس حکومت کر چکا تھا۔ اس نے عدل و انصاف سے اپنی رعایا کو خوش کیا۔ اس کا ایک سپہ سالار جرنواح قسطنطینیہ کا رہنے والا تھا اور رومہ میں اس کی طرف سے عامل تھا اس نے تاکید و ممانعت کے باوجود بد عہدی کر کے نصرانیوں کو قتل کیا بت پرستی کی بنا ڈالی۔ ماریادس بطریق کو سولی دے دی قسطنطین نے یہ سن کر اسے گرفتار کرنے کو ایک لشکر رومہ کی جانب روانہ کیا وہ گرفتار ہو کر قسطنطین کے روبرو لایا گیا اور وہیں قتل کیا گیا۔

**قسطنطین کا قبول عیسائیت:** اس کے بعد قسطنطین شہر نیقیہ میں اپنی حکومت کے ۱۳۔ میں نصرانی ہو گیا۔ بت خانے

گروادیئے کنائس (گرجے) بنوائے۔ ۱۹۔ جلوس میں شہر نیقیہ میں اساقفہ کا مجمع ہوا اریوش گرجا سے نکالا گیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس مجمع کا صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ تھا یہ اس مجمع کے پانچ مہینے بعد اپنی ریاست مذہبی کے پندرہویں برس مر گیا۔ ابن الراہب کہتا ہے اسکندروس بطریق اجلوس قسطنطین میں بطریق بائیس برس تک اسی عہدہ پر رہا۔

**مدفون صلیب کی بازیابی:** اسی عہد میں ہلانہ مادر قسطنطین بیت المقدس کی زیارت کو آئی۔ کنائس (گرجے) بنوائے

صلیب کو دریافت کیا مقاریوس اسقف بیت المقدس نے اس کا پتہ بتایا کہ یہود نے اسے فلاں زمین میں دفن کر دیا ہے اب اس پر کوڑا اور غلاظت پھینکتے ہیں۔ ہلانہ نے یہود کے کاہنوں کو جمع کر کے صلیب کا مدفن دریافت کر کے اس مقام کو خس و خاشاک سے پاک صاف کیا اور اس مقام سے تین لکڑیاں نکالیں۔ ہلانہ نے دریافت کیا کہ ان تینوں لکڑیوں میں صلیب مسیح کون ہے؟ اسقف نے کہا جس لکڑی کے چھونے سے مردہ زندہ ہو جائے وہی اصلی صلیب ہے ہلانہ نے اس کے کہنے کے موافق تجربہ کیا اور اس دن کو صلیب کے ملنے کی وجہ سے عید کا دن مقرر کیا اور اس مقام پر کنسیہ (قمامہ) بنا دیا۔

**کلیسیا کی تعمیر:** اور اسقف مقاریوس کو کنائس (گرجے) بنوانے کا حکم دیا یہ واقعہ ۳۳۸ میلادی مسیحی میں واقع ہوا۔ ۲۱۔

جلوس قسطنطین میں اسکندروس بطریق کی ہلاکت ہوئی اور اس کی جگہ اس کا شاگرد اثا شیوش مقرر ہوا۔ اس کی ماں اسکندروس کے ہاتھ پر عیسائی ہوئی تھی اس نے اس کی خدمت میں پرورش و تعلیم پائی تھی اور اسی کی جگہ پر بطریق ہوا۔ اریوش کے مقلدین نے اس کی دو مرتبہ کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

**قسطنطین اور یہودی:** قسطنطین نے یہودیان قدس کو مذہب نصرانی اختیار کرنے پر مجبور کیا وہ لوگ بظاہر نصرانی ہوئے

لیکن یہ راز خنیر (سور) نہ کھانے سے ظاہر ہو گیا۔ قسطنطین نے برہم ہو کر ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعض ان میں سے جان کے خوف سے عیسائی ہو گئے اس کے بعد قسطنطین نے شہر بیزنطیہ کو از سر نو آباد کر کے اسے اپنے نام پر قسطنطینیہ کے

۱۔ قسطنطینیہ پہلے ایک جزیرہ خالی مثلثہ شکل تھا گزشتہ قومیں اسے مفت کوہ کہتی تھیں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی شکار گاہ تھی چھ سو ستر سٹھ برس قبل از مسیح اس کا ظہور ہوا اور نزول آدم پانچ ہزار آٹھ سو برس بعد اس کی بناء پڑی اس کی دولت اور زرخیزی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی بندرگاہ کا نام گولڈن ہارن (شاخ زریں) ہے سب سے پہلے اس پر ایران نے حملہ کیا اور متعدد لڑائیوں کے بعد اسے فتح کر لیا۔ ایک مدت تک یہ ایران کے قبضہ میں رہا۔ پھر چار سو تریسٹھ برس قبل از مسیح لونیہ کی خطرناک بغاوت نے حکومت ایران کا خاتمہ کر کے یونانیوں کو اس کا حاکم بنا دیا چوبیس بار اس پر حملہ کیا گیا اور چھ بار یورش سے فتح کر لیا گیا اور ہر بار اس کے باشندے قتل اور بازاروں میں فروخت کئے گئے۔ آخر کار قسطنطین اعظم نے اسے فتح کر کے رومہ الکبریٰ کی جگہ اسے اپنا دار السلطنت بنایا۔ گیارہ صدی تک یہ خوب ترقی پزیر رہا نئے نئے قلعے تعمیر ہوئے۔ شہر کے باہر پانچ پہاڑیاں نئی قلعہ بندیوں کے احاطہ میں داخل کی گئیں جس کا اس زمانہ میں بھی بحر مورتک میلوں نشان ظاہر ہوتا ہے۔ ۳۳۰ سے ۱۳۵۳ تک متفرق بادشاہوں کی حکومت پر ملکی لڑائیوں اور بغاوت سے اس کی عظمت و شان کو بہت نقصان پہنچا۔ اسی عرصہ میں ایرانیوں نے پھر کئی بار اس پر حملے کئے عربوں نے اس پر لٹے.....



نام سے موسوم کیا پھر اس کا ملک اس کے تینوں بیٹوں میں اس طرح تقسیم ہو گیا کہ قسطنطین اول قسطنطنیہ اور اس کے متعلقات پر حکمران ہوا اور دوسرا قسطنطین بلا دشام کا اقصائے مشرق تک اور قسطنطوس رومہ اور اس کے مضافات کا بادشاہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قسطنطین نے پچاس برس حکومت کی چھبیس برس بیزنطیہ میں مقسیمانوس پر غلبہ سے قبل اور چوبیس برس قیضہ روم کے بعد اور اپنی حکومت کے بارہویں برس نصرانی ہوا اور ۱۶۵۰ اسکندریہ میں مر گیا۔

**قسطنطین کا قبول عیسائیت کا واقعہ:** ہرودشیوش کہتا ہے کہ پہلے قسطنطین بن قسطنطش دین مجوسی رکھتا تھا۔ عیسائیوں پر نہایت سختی اور ظلم کرتا تھا اس نے بطریق رومہ کو نکال دیا جس کی بددعا سے یہ مجذوم ہو گیا۔ اطباء نے اسے لڑکوں کے خون سے نہانے کو کہا چنانچہ اس علاج کے لئے متعدد لڑکے لئے گئے اتفاقاً اسے ان کی بے کسی پر رحم آ گیا اس نے ان سب کو چھوڑ دیا شب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ”بطریق رومہ کی اقتدا کرنے کی ہدایت ہوتی ہے“۔ صبح ہوتے ہی اس نے بطریق رومہ کو پھر رومہ میں اعزاز و تکریم سے بھیج دیا اور خود نصرانی ہو گیا۔ قوم کی مخالفت کے خیال سے اس نے رومہ چھوڑ کر قسطنطنیہ میں قیام کیا اور اس کی مضبوط فصیلیں اور نئے قلعے بنوائے اور اپنی نصرانیت کا اعلانیہ اظہار کر دیا۔

**اہل رومہ کی بغاوت:** اہل رومہ نے اس کے تبدیل مذہب سے بغاوت شروع کر دی قسطنطین نے اپنے قوی بازوؤں سے اسے فرو کر کے انہیں مغلوب کر دیا اور نصرانیت کے پھیلانے میں پوری مدد کی۔ پھر فارس پر چڑھائی کی اور ان کے اکثر ممالک کو ان سے چھین لیا۔ اس کے ۲۰ جلوس میں قوط کا ایک گروہ باغیانہ طور پر اس کے ملک میں گھس آیا اس نے ان کی شورش کو بھی ختم کیا اور اپنے ملک سے انہیں نکال دیا۔

**قسطنطین کا خواب:** اس کے بعد اس نے خواب میں صلیب کو دیکھا اور کسی کہنے والے نے خواب میں کہا ”یہی تیرے لئے فتح یابی کی علامت ہے“۔ صبح ہوتے ہی اس نے اپنے خواب کو بیان کیا۔ اس کی ماں ہلانہ بیت المقدس گئی اور صلیب کو نکالا عطریات سے اسے معطر کر کے غلاف میں لپیٹ کر اپنے ہمراہ لائی مختلف شہروں میں گرجے بنوائے پھر ان واقعات کے بعد قسطنطین اکتیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ انتھی کلام ہیرودشیوش۔

**قسطنطین ثانی:** قسطنطین کے بعد قسطنطین صغیر بن قسطنطین حکمران ہوا۔ ہیرودشیوش اسے قسطنطش کے نام سے موسوم کرتا ہے ابن عمید لکھتا ہے کہ اس نے چوبیس برس حکمرانی کی اس کا بھائی قسطنطوس اپنے باپ کی جانب سے رومہ میں حکومت کر رہا تھا۔ ۵۰ جلوس قسطنطین میں ایک لشکر رومہ پر بھیجا گیا اس نے رومہ کو فتح کر لیا اور یوش اس وقت یہیں موجود تھا اور ایک گونہ اس کا مذہب پھیل چلا تھا۔ اس کے خیالات اہل قسطنطنیہ انطاکیہ مصر اسکندریہ میں پورے طور سے اتر گئے تھے۔ اس کے مقلدین کا ایک خاص گروہ ہو گیا تھا بطریق اسکندریہ جان کے خوف سے اسکندریہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قسطنطش کے بعد قسطنطین کے خاندان سے حکومت جاتی رہی۔

..... ہم چڑھائی کی آخر یہ ہو گیا تھا کہ شہنشاہان قسطنطنیہ خلفاء عباسیہ کو خراج دینے لگے۔ عیسائی مجاہدین بھی جو جنگ صلیبی میں ثواب کمانے آئے تھے اسے نقصان پہنچایا اور اس کے باشندوں کو ایذا میں دیں آخر الامر سلطان محمد ثانی بانی دولت عثمانیہ نے اس پر حملہ کیا اور سینٹ صوفیہ پر صلیب کی جگہ ہلالی پھر برا اڑایا۔ پھر اسی وقت سے آج تک سلاطین اسلامیہ کا یہ پایہ تخت ہے اور اسلام بول کے نام سے موسوم ہے گوان دونوں میں جدت و قدامت کے اعتبار سے کچھ فرق ہے۔



**بولیانش اور نصاریٰ:** اس کا چچا زاد بھائی بولیانش (الیاش) بادشاہ ہوا۔ اس نے نصرانیت چھوڑ کر پھر بت پرستی اختیار کر لی گرجے بند کروادیئے عیسائیوں پر سختی کی ان کی معافیاں ضبط کر لیں۔ فارس پر زمانہ حکومت ساہور میں چڑھائی کی۔ اثناء لڑائی میں اس کے ایک تیر لگا یہ وہیں مر گیا۔ ہیروشیوش کہتا ہے کہ یہ فارس جاتے ہوئے راستہ بھول کر ایک بیابان میں پڑ گیا دشمنوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد بلیان بن قسطنطین نے ایک برس بادشاہت کی۔ اس نے بادشاہ فارس پر حملہ کیا لیکن بلا کسی لڑائی کے صلح کر کے جب واپس آ رہا تھا اثناء راہ میں اتفاقاً مر گیا۔

**یوشانوش:** ابن عمید نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا وہ کہتا ہے کہ بولیاس کے بعد یوشانوش نے بلا اتفاق ساہور کی حکومت کے سولہویں برس حکمرانی کی یہ بولیانوس کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب وہ مارا گیا تو اہل لشکر نے متفق ہو کر اس شرط پر اس کی بیعت کی کہ وہ عیسائی مذہب اختیار کر لے۔ یوشانوش نے یہ شرط قبول کر لی اور اپنے لشکر کا صلیبی پھریرا بنوایا۔ نصیبین سے (جو فارس کے قبضہ میں تھا) عیسائیوں کو لا کر آمد میں بسایا اور اپنے دارالسلطنت پہنچا کر اساقفہ کو گرجوں کی طرف واپس کر دیا ان میں اثناء شیوش بطریق اسکندریہ بھی تھا اس سے اس نے کونسل نیقیہ کے عقیدہ متفقہ کے لکھنے کی خواہش ظاہر کی اس نے اساقفہ کو جمع کر کے دوبارہ اس عقیدہ کو لکھوایا اور اس کی پابندی کی ہدایت کی۔

**بلنسیان بن قسطنطش:** ہیروشیوش نے اس یوشانوش کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ بلنسیان بن قسطنطش لکھا ہے اسی کے زمانہ میں قوط کے دو فرقیے ہو گئے ایک تو مذہب ار یوش کا پابند تھا اور دوسرا مجمع نیقیہ کے مقرر عقیدہ متفقہ کا معتقد ہوا اور داماں رومہ کا بطریق ہوا اس کے بعد وہ بعارضہ فالج مبتلا ہو کر مر گیا۔ اس کی جگہ والیش چار برس بادشاہ رہا یہ مذہب ار یوش کا مقلد تھا اسی وجہ سے مجمع نیقیہ کے مقلدین کو اس نے ستایا ان پر سختیاں کیں اکثر کو قتل کر ڈالا۔ بعض عیسائی قومیں اہل افریقہ کی مدد سے اس سے باغی ہو گئیں۔ اس نے ان پر بزور تیغ فتح حاصل کی اور قرطاجنہ میں انہیں قتل کر کے قسطنطنیہ واپس آیا قوط اور دوسری قوموں سے جو اس سے باغی ہو گئی تھیں۔ ان سے لڑا اور انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ جو قیصر مارا گیا وہ والطینوس تھا اس نے بارہ برس حکومت کی جیسا کہ ابن بطریق اور ابن الراہب سے روایت کی گئی۔ مسیحی سے روایت کی جاتی ہے کہ اس نے پندرہ برس حکمرانی کی اور اس کا بھائی والیاش اس کی حکومت میں شریک تھا۔

**اثنا شیوش بطریق:** ۶۷۱ء اسکندری مطابق ۷۱ء جلوس ساہور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا وہ کہتا ہے کہ اسی کے زمانہ میں اہل اسکندریہ نے اثنا شیوش بطریق اسکندریہ کو گرفتار کر کے مارنا چاہا لیکن وہ اس سے واقف ہو کر بھاگ گیا اہل اسکندریہ نے اس کی جگہ لوقیوس کو بطریق بنایا جو کہ ار یوش کی رائے کا مقلد تھا۔ اس کے بعد ایک کونسل نیقیہ نے پانچ مہینہ بعد پھر جمع ہو کر اثنا شیوش کو بطریق بنایا اور لوقیوس کو نکال باہر کیا۔ اثنا شیوش کے مرنے کے بعد اس کا شاگرد پطرس دو برس تک بطریق رہا۔ لوقیوس کے ہوا خواہوں نے پھر سر اٹھایا اور لوقیوس کو دوبارہ بطریق بنایا تین برس تک یہ اسی عہدہ پر رہا پھر اہل کونسل نیقیہ نے یورش کر کے لوقیوس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ پطرس کو مذہبی حکومت کی کرسی پر بٹھایا یہ ایک برس بعد مر گیا دار یانوس قیصر اور ار یوش کے مقلدین میں بہت ناچاقی رہی۔

**پطرس بطریق:** مسیحی کہتا ہے کہ والیطینوس اہل کونسل کے مقررہ عقیدہ کا معتقد اور اس کا بھائی والیش مذہب ار یوش کا متبع تھا۔ اس نے اس مذہب کی تعلیم ٹاڈو کیس اسقف قسطنطنیہ سے پائی تھی اس نے اس سے اس مذہب کی پابندی اور اظہار کا قول



لیا تھا چنانچہ جب یہ بادشاہ ہوا تو اس نے تمام اساقفہ کو (جو کونسلی مذہب کے پابند تھے) نکال باہر کیا اور اریوش انطاکیہ سے اسکندریہ تک کے تمام گرجوں کا اسقف ہوا۔ پطرس بطریق قید کر لیا گیا پھر قید سے بھاگ کر رومہ میں جا ٹھہرا۔ والیطینوس قیصر اور سابور کسریٰ میں اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اثا لڑائی میں والیطینوس مر گیا اور اس کی جگہ والیش حاکم ہوا۔ ابن عمید بروایت ابن الراہب تحریر کرتا ہے کہ اس نے دو برس اور بوفانیوس کہتا ہے کہ تین برس حکومت کی اس کا نام والاش تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ان دونوں بادشاہوں کا باپ ہے جنہوں نے سلطنت چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی تھی۔ یعنی مسکیموس اور دو قاد یوش۔ اس کے ۲۰ جلوس میں طیمانوس برادر پطرس بطریق اسکندریہ کی طرف بھیجا گیا وہ سات برس بعد وہیں مر گیا۔

اساقفہ کی دوسری کونسل: اور ۶۔ جلوس میں دوسری کونسل قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا اسی کے زمانہ حکومت میں بطریق قسطنطنیہ مر گیا اس کی جگہ اغریوس اسقف ہوا۔ جو چار برس بعد مر گیا اس کے بعد والیش پر کسی نے عرب سے خروج کیا اور یہ انہیں لڑائیوں میں مارا گیا اس کے بعد اغرا دیانوس قیصر ہوا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ والیش کا بھائی اور والیطینوس ابن والیش اس کا شریک تھا۔ ایک برس اس کی حکومت رہی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ دو برس اور ابن بطریق کی روایت ہے کہ اس نے تین برس حکومت کی ابن مسیحی اور ابن الراہب سے روایت کی جاتی ہے کہ تاو داسیوس کبیر ان دونوں حکومت میں شریک تھا اسکندر کے چھ سو نوے برس بعد یہ لوگ بادشاہ ہوئے اس نے تمام ان اساقفہ کو واپس بلا لیا جنہیں والیش نے جلا وطن کر دیا تھا اور انہیں پھر ان کے عہدوں پر مقرر کیا ایک ہی برس میں اعزاد یانوس اور اس کا بھتیجا مر گیا۔

تاو داسیوس: ابن عمید کہتا ہے کہ ان دونوں کے بعد تاو داسیوس بادشاہ ہوا۔ سترہ برس اس کی حکومت رہی بالاتفاق اسکندر کے چھ سو نوے برس بعد ۳۱۔ جلوس سابور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا۔ اس کے ۶۔ جلوس میں اثا شیوش بطریق اسکندریہ مر گیا اس کی جگہ اس کا کاتب تاو فیلا مقرر ہوا۔ قسطنطنیہ کا بطریق یوحنا تم الذہب اور قبرش کا اسقف ابوفانیوس تھا یہ پہلے یہودی تھا۔ اس کے بعد نصرانی ہو گیا۔ تاو داسیوس کے دولڑکے ارقادیوس اور یرباریوس تھے۔ ۱۵۔ جلوس میں وہ ساتوں جوان ظاہر ہوئے جو اہل کہف کے نام سے مشہور ہیں اور زمانہ دقیانوس میں شہر چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ لوگ تین سو نوے برس تک خواب میں پڑے رہے جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے ان کے ساتھ ایک تانبے کا صندوق اور ایک صحیفہ پایا گیا جس میں ان کا قصہ لکھا ہوا تھا۔ تاو داسیوس قیصر کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے تلاش کرایا۔ چنانچہ جستجو کے بعد وہ لوگ مردہ پائے گئے تاو داسیوس نے اس مقام پر ایک کنیہ (گرجا) بنوایا اور اس دن کو ان کے ظاہر ہونے کی خوشی میں عید کا دن مقرر کیا۔ مسیحی کہتا ہے کہ اریوش کے مقلدین کنائش (گرجوں) میں چالیس برس سے حکومت کر رہے تھے اس نے ان سب کو گرجوں سے نکلوا دیا اور اپنے لشکریوں میں سے انہیں موقوف کر دیا۔ جو اس کے مذہب کے پابند تھے۔ کونسل نیقیہ کے دو سو پچاس برس بعد دوسرا جلسہ قسطنطنیہ میں منعقد ہوا اور یہ طے پایا کہ جلسہ اولیٰ کا مقررہ عقیدہ بہت صحیح اور درست ہے نہ اس سے کچھ کم کیا جائے اور نہ اس میں کوئی کچھ اضافہ کرے۔ اس کی حکومت کے پندرہویں برس سابور بن سابور شاہ بادشاہ فارس مر گیا اس کی جگہ بہرام بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد سترہ برس حکومت کر کے تاو داسیوس بھی مر گیا۔

ولیطانیش بن فلنسیان: ہیروشیوش والیش کے تذکرے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد ولیطانیش ابن فلنسیان برادر والیش چھ برس بادشاہ رہا۔ یہ ملوک قیصرہ کے چالیسویں عدد کو پورا کرتا ہے۔ طودوشیش بن انطیونس بن لوخیان مشرقی ممالک



میں اس کا گورنر تھا اور اپنی حکومت کو فتوحات کے ذریعہ وسیع کرنے میں مشغول تھا۔ اسی اثنا میں اہل روم نے یورش کر کے اپنے سپہ سالار کو مار ڈالا اور ولیطانش کو بادشاہی سے معزول کر کے طودوشیش کو مشرق سے لا کر اپنا بادشاہ بنا لیا۔ طودوشیش نے تخت حکومت پر بیٹھے ہی بلوایوں کو سزائیں دیں اور نہایت استقلال سے چودہ برس حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا لڑکا ارکاویکیش حکمران ہوا۔

ہیروشیوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ طودوشیش ہی تاوداسیوس ہے جس کا تذکرہ ابن عمید نے کیا ہے کیونکہ یہ دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ اس کا لڑکا ارکاویکیش ہے اور نیز یہ دونوں مؤرخ ان کی مدت حکومت میں بھی اتفاق کرتے ہیں عجب نہیں کہ ولیطانش جس کا ذکر ہیروشیوش نے کیا ہے اعزایانوس ہو جس کا تذکرہ ابن عمید نے کیا ہے۔ واللہ اعلم

ارکاویکیش: ابن عمید کہتا ہے کہ ارکاویکیش (ارکادیوس) ابن تاوداسیوس اکبر نے بالاتفاق تیرہ برس حکومت کی ۳۰۰ جلوس بہرام بن ساہور میں تخت نشین ہوا۔ یہ قسطنطنیہ میں رہتا تھا اور اس کا بھائی انوریش (اورنوریوش) روم کا حاکم تھا۔ اس کی صلب سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام اس نے اپنے باپ کے نام پر طودوشیش رکھا جب یہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے استاد داریانوس کو طودوشیش کی تعلیم کے لئے طلب کیا۔ داریانوس بھاگ کر مصر جا پہنچا اور ترک دنیا کر کے راہب ہو گیا۔ ارکاویکیش نے مال و زر کی طمع سے اسے بلانا چاہا لیکن وہ نہ آیا۔ جبل مقطم کے ایک قریہ طراء میں تیس برس بعد مر گیا ارکاویکیش اس کی قبر پر ایک کنیہ اس کی یادگار میں بنوایا جو دیر القصر کے نام سے موسوم ہے اسی کے زمانہ حکومت میں ابوفانیوس قبرص سے واپس ہوتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا اور یوحنا نم الذہب بطریق قسطنطنیہ کا انتقال ہو گیا اس کے ۹۰ جلوس میں بہرام بن ساہور مر گیا اس کی جگہ یزدجرد بادشاہ فارس ہوا۔

قوط کاروم پر حملہ: پھر ارکاویکیش بھی ہلاک ہوا۔ اس کی جگہ طودوشیش اصغر بن ارکاویکیش تیرہ برس کا بادشاہ رہا اس کے زمانہ میں لاطینیوں کا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اطراف و جوانب کے افسروں نے مخالفت کی۔ افریقہ میں بہت بڑا فتنہ و فساد برپا ہوا جو قوس اس کے بھائی نے ختم کیا۔ اس کے بعد افریقہ سے قبرص چلا آیا اور رہبانیت اختیار کر لی پھر قوط نے روم پر حملہ کیا انوریش شکست کھا کر روم چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قوط نے بزور تیغ اسے فتح کر لیا اور وہاں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ گرجوں کا مال و اسباب اٹھالے گئے۔ پھر جب ارکاویکیش قیصر مر گیا تو انوریش نے اس کی جگہ پانچ برس حکمرانی کی اور قوط کو روم سے نکال باہر کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ جب یہ مر گیا تو طودوشیش بن ارکاویکیش بادشاہ ہوا۔

طودوشیش بن ارکاویکیش: ابن عمید نے انوریش کا کچھ تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کا بیان یہ ہے کہ ارکاویکیش کے بعد اس کا لڑکا طودوشیش اصغر بادشاہ ہوا۔ بیالیس برس اس کی حکومت رہی۔ یہ بالاتفاق یزدجرد کی حکومت کے پانچویں برس حکمران ہوا۔ اس سے اور اہل فارس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔

نسٹوریش بطریق کا اخراج: اس کے ۱۰۰ جلوس میں تاوفیل بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بھتیجا کیریوش کنیہ اسکندریہ کا افسر ہوا۔ ۱۰۰ جلوس میں نسٹوریش قسطنطنیہ کا بطریق مقرر ہوا چار برس تک یہ اسی عہدہ پر رہا لوگوں میں اس کے عقائد مشہور اور پھیل چلے۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر کیریوس بطریق اسکندریہ کو پہنچی اس نے دوبارہ عقائد نسٹوریش بطریق روم اور انطاکیہ اور بیت المقدس سے مشورہ کر کے شہرانیس میں دو سو اساقفہ کو ایک کونسل میں جمع کیا اور



بالاتفاق تمام عہدہ داران گر جانے نسطوریش کے کفر کا فتویٰ لکھا وہ گر جا سے نکال باہر کیا گیا۔ نسطوریش قسطنطنیہ سے نکل کر انیم (صعید مصر) میں آ کر مقیم ہوا سات برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جزیرہ اور موصل میں فرات تک عراق اور فارس میں مشرقی بلاد تک اسی کا مذہب پھیل گیا۔ طودوشیش نے قسطنطنیہ کے گر جا میں نسطوریش کے بعد مقیموس کو مقرر کیا۔ تین برس تک یہ اس عہدہ پر رہا۔

**بہرام جور کی روم پر فوج کشی:** ۱۳۔ جلوس میں طودوشیش اصغر میں کیریوش بطریق اسکندریہ بھی مر گیا اس کی جگہ دیسقرس مقرر کیا گیا اور ۱۴۔ جلوس میں یزدجرد کسریٰ مر گیا۔ اس کے عوض بہرام جور بادشاہ ہوا اس سے اور خاقان بادشاہ ترک سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ پھر بہرام جور ان لڑائیوں سے اعراض کر کے روم پر حملہ آور ہوا طودیش نے اسے شکست دی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یزدجرد بادشاہ ہوا۔ ہیروشیش کہتا ہے کہ زمانہ طودوشیش اصغر میں قوط نے رومہ پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں ان کا بادشاہ بطریق مر گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ پھر تھوڑے دنوں بعد روم نے قوط سے رومہ کی جگہ اندلس دے کر مصالحت کر لی۔

**مرقیان قیصر:** ابن عمید کہتا ہے کہ طودوشیش کے بعد مرقیان قیصر مسند حکومت پر بیٹھا اس نے باتفاق مورخین چھ برس حکمرانی کی طودوشیش کی بہن سے اس کا نکاح ہوا۔ ہیروشیش اس قیصر کا نام مرکیان ابن ملیکہ بتلاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں چوتھی کونسل مقدونیہ میں ہوئی۔

**عیسائی فرقے:** اس کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے یہ کہ کونسل دیسقرس بطریق اسکندریہ کی وجہ سے منعقد ہوئی تھی اس نے عقیدہ مقررہ جلسہ اولیٰ میں چند بدعات نکالی تھیں جس سے تمام گرجے کے عہدہ داروں نے متفق ہو کر دیسقرس کو گر جا سے نکال دیا اور اس کی جگہ برطارس کو مقرر کیا اسی وقت سے مذہب عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے ایک ملی کہ ہے جو کہ عقیدہ مقررہ کونسل کے پابند ہیں جسے مرکیان قیصر نے باجماع عہد داران گر جا مقرر کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ خلق دینی کی کونسل کے مقررہ عقیدہ کی پابندی کی جائے۔ دوسرا یعقوبیہ ہے جو مذہب دیسقرس کا پابند ہے۔ یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں تیسرا نسطوریہ ہے یہ مذہب مشرق میں زیادہ ہے کیونکہ نسطوریش کی زمانہ جلاوطنی میں یہ فرقہ بہت پھیلا اسی مرکیان کے زمانہ میں سب سے پہلے نصرانیوں میں سے شمعون صومعہ انطاکیہ میں رہا اور یزدجرد کسریٰ مر گیا اور یہ خود بھی چھ برس حکومت کر کے ہلاک ہوا اس کے بعد لادن کبیر تخت نشین ہوا۔ بروایت ابن عمید ۷۷۷ء اسکندری میں اس نے سولہ برس بادشاہت کی۔

**برطارس بطریق کا قتل:** ہیروشیش اس مدت سے اتفاق کرتا ہے یہ مذہب ملکیہ کا پابند تھا جب اہل اسکندریہ نے مرکیان کے مرنے کی خبر پائی تو انہوں نے برطارس بطریق پر حملہ کر کے اسے اس کی تولیت کے چھٹے برس مار ڈالا اور اس کی جگہ طیمانناؤس کو مقرر کیا یہ یعقوبی مذہب رکھتا تھا تین برس بعد قسطنطنیہ سے ایک سپہ سالار آیا اور اس نے اسے نکال کر سورس کو مقرر کیا جو کہ ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔

**لاون قیصر:** پھر نو برس کے بعد بجکم لاون قیصر سورس معزول کیا گیا اور طیمانناؤس بحال ہوا اس کے ۱۲۔ جلوس میں بادشاہ فارس نے شہر آمد پر حملہ کیا اور اسے ایک مدت تک محاصرہ میں رکھا۔ شمعون رہبان کا اسی کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ پھر لاون قیصر سولہ برس حکومت کر کے مر گیا ابن عمید کہتا ہے کہ اس کے بعد لاون صغیر تخت حکومت پر بیٹھا یہ زینون بادشاہ کا باپ ہے۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ ابن سینون ہے بہر کیف یہ یعقوبی تھا۔ ایک برس اس نے حکمرانی کی۔



زینون قیصر: ہیروشیوش نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا ہاں زینون کا تذکرہ کیا ہے جو اس کے بعد بادشاہ ہوا اور اس کا نام اس نے سین کے ساتھ تحریر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس نے سترہ برس بادشاہی کی یعقوبی مذہب کا پابند تھا اس پر اس کے لڑکے اور ایک شخص نے جو اس کے قرابت داروں میں سے تھا خروج کیا۔ بیس مہینے تک لڑائی ہوتی ہی انجام کار وہ دونوں اپنے مقبوعین کے ہمراہ مارے گئے۔ بطریق قسطنطنیہ اسی اثناء میں کتب مذہبی کو رد و بدل کر کے اپنے عقائد فاسدہ کو ظاہر کر رہا تھا۔ اس وجہ سے زینون قیصر نے بطریق کو اس کے حال سے آگاہ کر کے تمام گرجوں کے عہدہ داروں کو جمع کر کے بطریق قسطنطنیہ کو گرجے نکلو دیا۔ سبے جلوس میں طیمانناؤس بطریق اسکندریہ فوت ہوا اس کی جگہ پطرس بطریق مقرر ہوا جو آٹھ برس بعد مر گیا اور اس کے عوض اثناشیوش اسکندریہ کا بطریق ہوا سات برس بعد یہ بھی مر گیا اور زینون بھی اپنی حکومت کے سترہویں برس ہلاک ہوا۔

نشطاس قیصر: اس کے بعد نشطاس ستائیس برس بادشاہ رہا۔ یہ ۸۰۳ء اسکندریہ میں تھا۔ یعقوبی مذہب کا پابند تھا، حماة کی اس نے دو برس میں فصیل بنوائی اور وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر اپنی حکومت کے تیسرے برس مفضل دارا میں ایک شہر آباد کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد اس سے اورا کا سرہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ لشکرِ فارس اسکندریہ پر آ پہنچا اور اس کے اطراف و جوانب کے باغات اور قلعوں کو ویران کر دیا۔ ایک عالم اس لڑائی میں مارا گیا اس کے ۶۔ جلوس میں اثناشیوش بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا اس کی جگہ یوحنا یعقوبی مقرر کیا گیا۔ یہ نو برس تک اس عہدہ پر رہا اس کے مرنے کے بعد یوحنا ثانی بطریق ہوا۔ جو گیارہ برس بعد مر اور اس کی جگہ دیلقس جدید اڑھائی برس بطریق رہ کر فوت ہوا اور اسی کے زمانہ حکومت میں ساریوش انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا۔ یہ دونوں دیسقرس کے عقائد کے پابند تھے۔ سعید بن بطریق کہتا ہے کہ ایلیا بطریق بیت المقدس نے نشطاس قیصر کو مذہبِ ملکیہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے تھا اور اس پر اس مذہب کی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے رہبانوں کو روانہ کیا تھا۔ نشطاس قیصر ان کی باتیں سن کر ان کے مذہب کی طرف مائل ہو چلا۔ اس نے عسین عقیدہ تحائف اور صدقات کے لئے مال و اسباب روانہ کیا۔ اتفاق سے ایک شخص قسطنطنیہ میں دیسقرس کے مذہب کا پابند اور عالم تھا وہ نشطاس قیصر سے ان واقعات کے بعد ملا اور اس نے اپنے مذہب کی طرف اسے کھینچ لیا۔ نشطاس قیصر نے اس مذہب کے اختیار کرنے کا عام حکم دے دیا۔

بطریق رومہ کی معزولی: بطریق رومہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے نشطاس قیصر کو لعنت ملامت کی۔ قیصر نے برہم ہو کر اسے نکال دیا اور اس کی جگہ انطاکیہ کا گرجا سولوس کے سپرد کر دیا۔ ایلیا بطریق بیت المقدس نے جب یہ سنا تو اس نے رہبانوں اور اطراف و جوانب کے رؤسا کو جمع کر کے سولوس کی تکفیر کا فتویٰ لکھا لیا۔ اگرچہ نشطاس قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر سولوس کو نکال دیا۔ لیکن پھر بھی تمام بطارقہ اور اساقفہ نے جمع ہو کر اسے بھی مجرم ٹھہرایا۔ جس سے کچھ فائدہ نہ ہوا ستائیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

یشطیانیش قیصر: اس کی جگہ یشطیانیش ۸۳۰ء اسکندریہ میں قیصر ہوا۔ نو برس اس کی حکومت رہی۔ اس کی حکومت کے تیسرے برس شاہ فارس نے بلاد روم پر قبضہ کیا۔ رومیوں اور اہل فارس میں خوب لڑائیاں ہوئیں پھر اس کے آخری زمانہ میں یعنی ۸۔ جلوس میں شاہ فارس نے بلاد روم پر فوج کشی کی اس لڑائی میں منذر بادشاہ عرب بھی بادشاہ فارس کے ہمراہ تھا۔ شاہ فارس الہا تک بڑھ آیا رومی مغلوب ہوئے فریقین کا ایک گروہ فرات میں ڈوب کر مرا۔ قیصر کے مرنے کے بعد اہل



فارس اور روم میں صلح ہو گئی۔

بربر کا روم پر حملہ: اسی قیصر کے نویں سال حکومت بربر نے روم پر حملہ کر کے اسے باجگزار بنایا۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ قیصر ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔ اس نے ان تمام لوگوں کو واپس بلا لیا جنہیں نشاط قیصر نے جلا وطن کر دیا تھا۔

بطریق انطاکیہ کی گرفتاری: ابن الراہب کہتا ہے کہ یہ مذہب مقررہ مجمع خلقدونیہ کا پابند تھا اس نے بمشورہ شاویرش بطریق انطاکیہ اساقفہ مشرق کو جمع کر کے لوگوں کو مذہب مقررہ مجمع خلقدونیہ کا پابند کرنا چاہا تھا لیکن انہوں نے جب انکار کیا تو بطریق انطاکیہ کو گرفتار کر لیا پھر دو برس بعد آزاد کر دیا۔ بطریق انطاکیہ قید سے رہا ہو کر مصر چلا گیا اس کے بعد ابولیناریوس اسکندریہ کا بطریق آیا اس کے پاس کونسل خلقدونیہ کے مقررہ عقائد کی کتاب تھی لوگوں نے اس سے انہی عقائد کی تعلیم حاصل کی اور اسی کی تقلید کی۔

یشطینا نش قیصر: جب یشطینا نش اپنی حکومت کے نویں برس مر گیا تو اس کی جگہ یشطینا نش قیصر ۸۴۰ اسکندریہ میں تخت نشین ہوا۔ یہ مذہب ملکیہ کا پابند اور یشطینا نش کے چچا کا لڑکا تھا جو کہ اس سے پہلے قیصر ہوا ہے اس نے چالیس برس حکمرانی کی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ اس نے تینتیس برس حکومت کی۔

ایلیا کی تباہی: اس کے ۷۷ جلوس میں کسریٰ نے بلا دروم پر فوج کشی کی۔ ایلیا کو جلا دیا صلیب کو جو وہاں تھی اٹھالے گیا اور ۱۱۱ جلوس میں سامریہ نے بغاوت کی اس نے ان کے شہروں کو اجاڑ دیا اور ۱۶ جلوس میں حارث بن جبلة امیر غسان و عرب نے بریہ شام میں قیصر کی جانب سے صف آرائی کی اور شاہ فارس کو شکست دے کر قیدیوں کو چھڑا لیا اس کے بعد روم اور فارس میں مصالحت ہو گئی۔

کرسمس کے دن میں تبدیلی: اسی کے زمانہ حکومت میں عید میلاد چھ دسمبر کے بجائے چوبیس دسمبر میں مقرر کی گئی۔ مسیحی کہتا ہے کہ یشطینا نش نے لوگوں میں مذہب ملکیہ کے پھیلانے کا قصد کیا تھا۔ طیمانناؤس بطریق اسکندریہ نے یعقوبی ہونے کی وجہ سے مخالفت کی اور یشطینا نش نے قتل کرنے کے ارادے سے اسے گرفتار کر لیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بطریق اسکندریہ رہائی کے بعد مصر چلا گیا۔ یشطینا نش نے اس کی جگہ بولس کو مقرر کیا یہ مذہب ملکیہ کا مقلد تھا۔ اسے یعقوبی مذہب والوں نے نہیں مانا یہ دو برس تک اس عہدے پر رہا۔

بولیناریوس بطریق کا قتل: سعید ابن بطریق کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصر نے بولیناریوس سپہ سالار کو بطریق اسکندریہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ بولیناریوس لشکری لباس پہنے ہوئے کینہ میں داخل ہوا پھر اسے اتار کر مذہبی لباس زیب تن کیا اس نے لوگوں کو بجز مذہب ملکیہ کی ہدایت کی جس نے کچھ بھی مخالفت کی اسے تیغ کیا۔

سامرہ کی سرکشی و سرکوبی: اسی یشطینا نش کے زمانہ حکومت میں سامرہ نے فلسطین میں بغاوت کی بے حد عیسائیوں کو قتل کیا۔ ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا۔ قیصر نے یہ سن کر ان کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ کیا جس نے سامرہ کے سر پر پہنچ کر معقول گوشالی کی اور گرجاؤں کو از سر نو جیسا کہ اس سے پیشتر تھے بنوایا تھا۔ بیت اللحم کا گرجا پہلے چھوٹا تھا اسی زمانہ میں اسی قیصر کے حکم سے وسیع کیا جیسا کہ اب موجود ہے۔



اساقفہ کی پانچویں کونسل: پانچواں جلسہ مذہبی عیسائیوں کا جلسہ خلقدونیہ کے ایک سو تریسٹھ برس بعد ۲۹۹ء جلوس قیصری میں منعقد ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا ابولیناریوس سپہ سالار بطریق اسکندریہ سترہ برس مذہبی ولایت کر کے اسی کے زمانہ میں مر گیا وہی اس جلسہ کا صدر انجمن اور بانی تھا اس کی جگہ یوحنا مقرر کیا گیا یہ بھی مذہب ملکیہ کا مقلد تھا تین برس بعد یہ بھی ہلاک ہوا اس کے بعد مذہب یعقوبیہ کا اسکندریہ کے گرجا میں دور دورہ ہوا۔

طودوشیوش بطریق اور فرقہ ملکیہ: اسکندریہ میں ان دنوں اکثر قبلی رہتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے طودوشیوش کو بطریق مقرر کیا۔ جو بتیس برس تک اسکندریہ کے گرجا میں رہا۔ ملکیہ والوں نے واقیانوس کو بطریق بنا کر چھٹے مہینے طودوشیوش کو گرجا سے نکال دیا۔ یسٹینانش قیصر نے طودوشیوش کو بحال کرنے کا حکم صادر کیا اور یہ بھی لکھا کہ واقیانوس ملکیہ کا بطریق شامشہ میں رہے۔ اسکندریہ والوں نے قیصر کے اس حکم کی تعمیل کی پھر قیصر نے طودوشیوش کو لکھا کہ وہ یا اجماع مجمع خلقدونیہ کا مقلد ہو یا عہدہ بطریق سے کنارہ کش ہو جائے۔ طودوشیوش نے پچھلی شق کو اختیار کر لیا قیصر کے حکم سے اس کی جگہ بولس مقرر کیا گیا۔ اہل اسکندریہ نے اسے منظور نہ کیا اور نہ وہ احکام جو یہ لایا تھا انہیں قبول کیا۔ اس کے بعد یہ مر گیا اور قبضہ کے گرجے بند کر دیئے گئے ان لوگوں نے اہل مذاہب ملکیہ سے بہت ایذا میں پائیں طودوشیوش کا یسٹینانش قیصر کی حکومت کے سینتیسویں برس انتقال ہوا۔ اس کی جگہ اسکندریہ میں پطرس بطریق مقرر ہوا دو برس بعد یہ بھی فوت ہو گیا۔

یوشطونش قیصر: ابن عمید کہتا ہے کہ کسریٰ انوشیروان نے اسی کے زمانہ حکومت میں بلاد روم پر حملہ کر کے انطاکیہ لے لیا تھا۔ پھر اس کے بعد یسٹینانش قیصر مر گیا اس کے بعد یوشطونش چھتیسویں سال جلوس انوشیروان مطابق ۱۸۸۰ء اسکندریہ میں تخت قیصری پر بیٹھا تیرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کی حکومت کے دوسرے سال پطرس بطریق اسکندریہ مر گیا اس کی جگہ داسیانو مقرر کیا گیا۔ چھتیس برس تک یہ اس عہدے پر رہا اس کے ۱۲ء جلوس میں لشکر ویلم سیف بن ذوزین کی ماتحتی میں روانہ کرنے کے بعد کسریٰ انوشیروان مر گیا اور لشکر ویلم نے یمن کو ملوک حبشہ سے لے لیا۔ اسی وقت سے یمن میں سلاطین اکاسرہ کی حکمرانی کا پرچم اڑنے لگا۔

طباریش قیصر: تیرہ برس بعد یوشطونش قیصر بھی مر گیا اس کے بعد طباریش قیصر ہوا۔ ہرمز بن انوشیروان کی حکومت کا تیسرا سال اور ۱۸۹۲ء اسکندریہ تھا اس کی حکومت تین برس رہی اسی کے زمانے میں روم اور فارس کی مصالحت کا خاتمہ ہو کر لڑائیوں کا دوبارہ دروازہ کھلا۔ فارس کا لشکر خابور تک بڑھ آیا۔ موریق (بطریق روم) نے نکل کر لشکر فارس کو پسپا کیا اسکے بعد ہی طباریش قیصر بھی آ پہنچا جس سے فارس کو شکست فاش ہوئی اور لشکر فارس مارا گیا۔ چار ہزار کے قریب قید کر لئے گئے جو جنگ ختم ہونے کے بعد جزیرہ قبرص بھیج دیئے گئے۔ اسکے بعد بہرام مرزبان ہرمز کسریٰ کا مخالف ہو گیا اور اسے ملک سے نکال دیا۔

ہرمز کی طباریش سے امداد طلبی: ہرمز کسریٰ طباریش قیصر کے پاس چلا آیا اور اس نے اس کی چار ہزار لشکر سے مدد کی ہرمز کسریٰ نے لشکر روم کی مدد سے مدائن اور واسط کے درمیان بہرام کا مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دے کر دوبارہ تخت نشین ہوا اور طباریش قیصر کی خدمت میں بے شمار مال و اسباب اور تحائف اس سے بدرجہا زیادہ روانہ کئے جو کہ قیصر نے اسے دیئے تھے اور تمام وہ چیزیں اور علاقے جو کہ اس سے پہلے فارس نے رومیوں سے چھین لئے تھے واپس کر دیئے اور طباریش قیصر کے کہنے سے مدائن اور واسط میں دو ہیکلیں بنوادیں اس کے بعد طباریش قیصر مر گیا۔



**موریکش قیصر:** اور موریکش قیصر ہرمز کی حکومت کے چھٹے برس ۱۸۹۵ء اسکندری میں تخت نشین ہوا اس نے با اتفاق رائے مورنیں بیس برس حکمرانی کی نیک سیرت اور عادل تھا۔

انطاکیہ سے یہودیوں کا اخراج: اس کے ۱۱۰ جلوس میں کسی یہودی نے انطاکیہ میں مسیح کی تصویر کے ساتھ بے ادبی کی تھی جس کی پاداش میں اکثر یہودی قتل کر ڈالے گئے اور باقی جلاوطن کر دیئے گئے۔ اسی کا زمانہ حکومت تھا کہ ہرمز کسریٰ کو بہرام نے جو اس کے قرابت مندوں میں سے تھا تخت سے اتار دیا تھا اور خود تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا تھا۔

**پرویز کی موریکش قیصر سے امداد طلبی:** ہرمز کے بیٹے پرویز نے موریکش قیصر کے دربار میں استغاثہ پیش کیا۔ موریکش قیصر نے اس کی امداد کی اور بہرام کو قتل کر کے ملک و تخت پرویز کو دے دیا۔ پرویز نے بھی اپنے باپ کی طرح تخت نشینی کے بعد قیصر کی خدمت میں تحائف اور پیش بہا اسباب روانہ کئے۔ پرویز نے موریکش قیصر کی لڑکی مریم سے خطبہ (مگنی) کی موریکش نے اپنی لڑکی کا عقد پرویز سے کر دیا طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور پیش بہا اسباب جہیز میں دیا۔

**موریکش قیصر کا قتل:** کچھ عرصہ بعد کسی غلام نے موریکش کو بطریق قو کا کی سازش سے بحالت غفلت مار ڈالا اور خود تخت قیصری پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۹۱۳ء اسکندری مطابق ۱۵۰۰ جلوس پرویز میں واقع ہوا۔ اس غلام نے آٹھ برس حکمرانی کی موریکش کی اولاد کو چین چین کر قتل کیا اتفاق سے ایک لڑکان میں سے بچ کر طور سینا چلا گیا اور راہبانہ زندگی سے اپنی عمر کے بقیہ ایام پورے کئے۔

**پرویز شاہ فارس کی پیش قدمی:** اس واقعہ کی اطلاع جب پرویز شاہ فارس کو ہوئی تو اس نے اپنے خسر کا بدلہ لینے کے لئے لشکر جمع کیا اپنے لشکر کا ایک حصہ ایک سپہ سالار کی ماتحتی میں قدس شریف کی طرف روانہ کیا اور اس سے یہود کو قتل کرنے اور ان کے علاقوں کو ویران کرنے کا عہد لیا۔ دوسرا سپہ سالار مصر و اسکندریہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ تیسرے لشکر کا حصہ اپنے ہمراہ لے کر پرویز خود قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔

**کلیساؤں کا انہدام:** اس کا پہلا حصہ سپہ سالار جو شام کی طرف گیا تھا اس نے عہد کے برعکس شام پہنچ کر جس وقت یہود طبریہ و جلیل و ناصر و صور اس کے پاس جمع ہو گئے عیسائیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ان کے کناس (گرجے) منہدم کر دیئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا صلیب اٹھا کر لے گئے۔ عیسائی قیدیوں میں ذخرا بطریق بھی تھا اسے صلیب کے ساتھ مریم بنت موریکش زوجہ پرویز نے اپنے شوہر سے مانگ لیا۔ الغرض شام جس وقت رومیوں سے خالی ہو گیا اور اہل فارس قسطنطنیہ پر چڑے جا رہے تھے۔

**پرویز کی صور میں آمد:** یہودیاں قدس و جلیل و طبریہ و دمشق و قبرص بیس ہزار کے قریب جمع ہو کر صور پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھے صور میں ان دنوں چار ہزار یہودی موجود تھے جنہیں ان کے پہنچنے سے پہلے وہاں کے بطریق نے گرفتار کر لیا تھا۔ محاصرہ یہودیوں نے صور کے باہر کے گرجے منہدم کرنے شروع کر دیئے اور بطریق یہودی قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو محاصرین کی طرف پھینکنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام مقید یہودی فنا ہو گئے اور کسریٰ پرویز یہ سن کر قسطنطنیہ سے صور آ پہنچا یہودی باغی اس کے آتے ہی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

**یوحنا بطریق کا مصر سے فرار:** ابن عمید کہتا ہے کہ قواض قیصر کی حکومت کے چوتھے برس یوحنا الرحوم ملکیہ کا بطریق



اسکندریہ و مصر میں مقرر ہوا جب اسے اہل فارس کے حملے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ معہ والی اسکندریہ قبرص بھاگ گیا۔ سات برس تک اسکندریہ میں اس کی جگہ خالی رہی فرقہ یعقوبیہ نے اسکندریہ میں زمانہ حکومت قوقاض قیصر میں انشطانوس کو بطریق بنایا تھا۔ جو بارہ برس تک بطریق رہا۔ فرقہ ملکیہ نے مجبور ہو کر تبرکات کلیسہ فرقہ یعقوبیہ کو دے دیئے اور یعقوبیہ وہاں کے گرجاؤں پر قابض ہو گئے۔

**انشانیشوش بطریق:** انشانیشوش بطریق انطاکیہ تحائف و ہدایا لے کر اساقفہ اور راہبوں کے ہمراہ انشانیشوش سے ملنے کے لئے آیا اور عہدے پر پہنچنے کی اسے مبارک باد دی۔ وہ چالیس روز ٹھہر کر اپنے مقام پر چلا گیا اور انشانیشوش اپنی ولایت کے بارہویں برس تین سو بیس برس بعد پیدا دیا نوس کی حکومت کے مر گیا۔

**ہرقل:** پرویز مہم صور سے فارغ ہو کر پھر قسطنطنیہ پر جا پہنچا اور نہایت سختی سے حصار کر کے آمد و رفت رسد و غلہ بالکل بند کر دیا۔ بطریقوں نے علوقیا میں جمع ہو کر براہ دریا کھانے پینے کا کافی ذخیرہ ایک کشتی میں ہرقل (ایک بطریق تھا) کے ہمراہ قسطنطنیہ پہنچا دیا۔ محصور رومی اس کشتی کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے۔ ہرقل کو انتظام ملکی میں شامل کر لیا اور قوقاض کی طرف سے بدظن ہو کر اور اس فتنہ و فساد کا اسے باعث سمجھ کر قتل کر کے ۱۹۳۳ء اسکندریہ میں ہرقل کو تخت قیصری پر بٹھا دیا۔ ہرقل نے تخت پر بیٹھتے ہی پرویز کو حکمت عملی سے قسطنطنیہ سے ٹال دیا اور اس کے بعد بے فکری کے ساتھ اکتیس برس چھ مہینے حکومت کرتا رہا۔

**ہرقل کی پرویز سے صلح کی درخواست:** ابن الراہب کہتا ہے کہ اس نے بتیس برس حکمرانی کی اور بخیاں ابن بطریق اس کی حکومت کا زمانہ اول سنہ ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ہرودیشوش کہتا ہے کہ یہ واقعہ ۹۰ ہجری کا ہے اور اس کو ہرقل بن ہرقل بن انطونیش کہتے ہیں۔ جب یہ حکمران ہوا تو اس نے پرویز کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ پرویز نے خراج قائم کرنا چاہا۔ ہرقل نے اس سے انکار کیا اور چھ برس تک اس کے محاصرے میں رہا۔

**ہرقل کا فارس پر حملہ:** پھر جب ہرقل نے اس کے محاصرے سے اپنی مخلصی نہ دیکھی تو فریب دینے کی غرض سے خراج دینا قبول کر لیا اور تاوان جنگ ادا کرنے کے لئے چھ مہینے کی مہلت مانگی پرویز وعدہ پورا ہونے کے انتظار میں ٹھہرا رہا اور ہرقل نے اپنے بھائی قسطنطین کو قسطنطنیہ میں چھوڑ کر پانچ ہزار رومیوں کو لے کر دوسری راہ سے فارس کی طرف چلا گیا ملک فارس اپنے معین اور مددگاروں سے خالی ہونے کے سبب ہرقل کے ہاتھوں خوب خراب اور ویران ہوا اور پرویز کسریٰ کے دونوں لڑکے قباد اور اردشیر وہ جو بطن مریم بنت موریکش سے تھے ہرقل نے گرفتار کر لئے حلوان اور شہر زور ہوتے ہوئے مدائن کی طرف آیا اور دجلہ عبور کر کے آرمینیہ کی طرف بڑھا۔ جب ہرقل قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو پرویز یہ سن کر اپنی سلطنت کو واپس ہوا۔

**منصور بن سرحون کی اطاعت:** پھر ہرقل نے اپنے ۹۰ جلوس میں مال و اسباب فراہم کرنے اور ملک گیری کی غرض سے خروج کیا عامل دمشق منصور بن سرحون نے پہلے کسریٰ کا باجگزار اور مطیع ہونے کا عذر کیا۔ لیکن جب ہرقل اس کے سر پر پہنچ گیا تو ایک لاکھ دینار دے کر اپنی جان بچائی ہرقل نے مراحم خسروانہ کے لحاظ سے اسے اس کے عہدے پر بحال رکھا۔



یہودیوں کا قتل عام: اس کے بعد وہ بیت المقدس کی طرف گیا یہودیوں نے تحائف پیش کئے۔ ہرقل نے انہیں اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔ اساقفہ اور رہبان نے یہودیوں کی حرکات اور ظلم کی شکایت کی۔ جلے ہوئے کلیساؤں کے کھنڈر اور اپنے مقتولوں کی ہڈیوں کے ڈھیر دکھائے ہرقل نے اس وجہ سے برہم ہو کر یہودیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ بے شمار یہودی آن واحد میں تلوار کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ان یہودیوں کے علاوہ جو مفرور یا روپوش ہو گئے تھے کوئی نہ بچا۔

کلیساؤں کی دوبارہ تعمیر: اس کے بعد ہرقل نے کنانس (کلیساؤں) کو از سر نو تعمیر کرایا اس کے ۱۰ جلوس میں اندرا سکون فرقہ یعقوبیہ کا اسکندریہ میں بطریق مقرر ہوا۔ چھ برس تک اس عہدے پر رہا۔ اس کے مرنے کے بعد بنیامین سینتیس برس تک بطریق رہا۔ اس وقت تک مصر و اسکندریہ شاہ فارس کے ماتحت تھا۔

مصر پر قبضہ: ہرقل مہم قدس شریف سے فارغ ہو کر مصر جا پہنچا اور اس پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل فارس کو قتل کیا۔ اسکندریہ میں قوس کو اپنا نائب مقرر کیا۔ یہ بطریق بھی تھا اور عامل بھی تھا۔

بنیامین کی روپوشی: بنیامین نے اس کے مقرر ہونے سے پہلے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ اٹھ اور روپوش ہو جاتا آنکہ خداوند کا غضب ختم ہو جائے۔ بنیامین خواب سے بیدار ہو کر روپوش ہو گیا۔ ہرقل نے اس کے بھائی میڈیا کو گرفتار کر کے مذہب مقررہ کونسل خلد و نیہ کا قبیح کرنا چاہا۔ میڈیا نے انکار کیا ہرقل نے اسے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو اس کی راکھ دریا میں بہادی گئی۔

ہرقل کی مراجعت قسطنطنیہ: اس کے بعد ہرقل قسطنطنیہ کی طرف واپس آیا۔ اس کے بعد اس نے دمشق، حمص، حماة، حلب سے بے شمار مال و اسباب جمع کر لیا تھا۔ اس نے مصر کی آبادی بڑھائی اور وہ روز بروز آبادی اور صنعت و حرفت میں ترقی پزیر رہا۔ یہاں تک کہ اسے عمرو بن العاص نے بادشاہ دیقلا دیا نوس کے تین سو ستاون برس بعد مصر فتح کیا۔ ہرقل نے بنیامین کو چند روز بعد امان دی اور وہ تیرہ برس بعد اسکندریہ واپس آیا۔

تاریخی معلومات: ابن عمید کہتا ہے کہ حکومت ہرقل کے گیارہویں برس ۱۹۳۳ اسکندریہ ۶۱۲ عیسوی میں تاریخ ہجری کی بنا پڑی۔ مسعودی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت زمانہ حکومت نیشطیانہ ثانی میں ہوئی ہے جسے اس نے نوسطیونوس لکھا ہے اسی نے الہا کا کلیسا بنوایا بیس برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد ہرقل بن نسطیونوس پندرہ برس حکمران رہا۔ اس نے سکہ ہرقلیہ کا رواج دیا۔ اس کے بعد مورق بن ہرقل تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا۔ مسعودی کا یہ بھی بیان ہے کہ لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ واقعہ ہجرت اور زمانہ شیخین عہد حکومت ہرقل بادشاہ روم میں گزرا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ کتب سیر میں یہ تحریر ہے کہ ہجرت زمانہ قیصر بن مورق میں ہوئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا قیصر بن قیصر زمانہ ابو بکر رضی اللہ عنہ میں اور ہرقل بن قیصر زمانہ عمر رضی اللہ عنہ میں تھا۔ اس کے زمانے میں اسلامی فتوحات نے اسے شام سے نکال باہر کیا تھا۔



## باب: ۲۲

### ہرقل کا دورِ زوال

پرویز کی بلادِ روم پر فوج کشی: ابن عمید کہتا ہے کہ ۲ھ میں پرویز (بادشاہ فارس) نے ایک لشکر ممالک شام اور جزیرہ کی طرف روانہ کیا اس نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بلادِ روم کو خوب پامال کیا۔ عیسائیوں کے کنائس (گرجے) منہدم کر دیئے اور ان میں جو اسباب اور ظروف طلائی و نقرئی ملے لوٹ لئے گئے۔ پرویز نے ایک عیسائی طبیب کے کہنے سے (جو کہ اس کے پاس رہتا تھا) الرہا کو یعقوبیہ مذہب کا مقلد بنایا اور اس سے پیشتر وہ ملکیہ مذہب رکھتے تھے۔ پھر ۷ھ ہجری میں شاہ فارس نے بلادِ روم پر فوج کشی کی اور اس فوج کا سپہ سالار مرزبان شہریار تھا۔ اس نے بلادِ روم کو برباد و ویران کیا۔ قسطنطنیہ کا مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں شاہ فارس نے کسی وجہ سے اس سے بدظن و رنجیدہ ہو کر دوسرے فوجی افسروں کے نام ایک خط (جس میں اس کی گرفتاری کا حکم تھا) روانہ کیا۔

مرزبان شہریار کی بغاوت: اتفاق سے یہ خط ہرقل کے ہاتھ پڑ گیا۔ ہرقل نے بجنسہ یہ خط مرزبان شہریار کے پاس بھیج دیا۔ مرزبان شہریار یہ خط دیکھتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اپنے ولی نعمت قدیم سے باغی ہو کر ہرقل سے مدد کا خواستگار ہوا۔ ہرقل بنفسہ تین لاکھ رومی اور چالیس ہزار ترکمانوں کو لے کر اس کی مدد پر آیا اور اس کے ہمراہ بلادِ شام اور جزیرہ کی طرف روانہ ہوا جن شہروں کو اس سے پہلے شاہ فارس نے لے لیا تھا۔ اس نے انہیں فتح کر لیا ان میں آرمینیا بھی داخل تھا اس کے بعد موصل کی طرف گیا۔ لشکر فارس سے مقابلہ ہوا۔ فارس کا بے شمار لشکر تیغ ہوا جو بیچ گیا وہ جان بچا کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ پرویز کی مراجعت مدائن: پرویز شاہ فارس چند ہمراہیوں کو لے کر مدائن سے بھاگ گیا۔ ہرقل نے اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ شیروہ بن کسریٰ کو جو کہ ایک مدت سے قید میں تھا۔ شہریار مرزبان نے قید سے نکال کر تختِ حکومت پر بٹھایا ہرقل سے اور اس سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے اس کے بعد ہرقل مدائن سے واپس ہو کر آمد آیا۔ اس کے بعد کہ اس کا بھائی تداس جزیرہ اور شام کا حکمران ہو گیا تھا۔ پھر وہ الرہا آیا اور ایک برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ اس نے عیسائیان یعقوبیہ کو پھر اسی مذہب کا پابند کر دیا۔ جسے انہوں نے زبردستی ترک کیا تھا۔

ہرقل اور دعوتِ اسلام: ابن عمید کے سوا دوسروں کی یہ روایت ہے کہ آخری ۶ھ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی

۱ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ خط ہرقل کے پاس ۷ھ ہجری میں پہنچا تھا۔ ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ آخری ۶ھ ہجری میں خط روانہ کیا گیا اور اوائل ۷ھ میں یہ خط ہرقل کے پاس پہنچا واللہ اعلم۔



اللہ علیہ وسلم نے وحیہ کلبیہ کی معرفت ایک خط ہرقل کے پاس بھیجا تھا۔ جس میں جناب محتشم الیہ نے ہرقل کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ اس خط کی عبارت (جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے) اس طرح ہے:

(( بسم اللہ الرحمن الرحیم ط من محمد رسول اللہ ہرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدی۔ اما

بعد فانی ادعواک بدعاہیة الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین فان تولبت فان علیک اثم الاریسین۔

و بآهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواہ بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا

یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشهدوا باننا مسلمون ﴿ ال عمران: ۱۶۴

”شروع کرتا ہوں میں ایسے اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے۔ از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ ہرقل

عظیم الروم۔ سلام اس شخص پر ہو جو کہ ہدایت کا تابع ہو۔ بعد اس کے میں بے شک تجھ کو اسلام کی طرف بلاتا

ہوں اسلام لا۔ سلامت رہے گا خدا تجھ کو دو چندا جر دے گا اور اگر تو نے اسلام لانے سے منہ پھیرا تو بے شک

تجھ پر تیرے قبضین کا بھی گناہ ہوگا اور اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو کہ ہم میں اور تم میں برابر ہے یہ کہ

نہ پرستش کریں ہم کسی کی سوائے اللہ کے اور یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور یہ کہ سوائے اللہ کے ایک

دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر اس سے وہ روگردانی کریں تو کہو تم کہ شہادت دیتے ہیں ہم اس امر کی کہ ہم

مسلمان ہیں۔“

ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو: ہرقل کے پاس جس وقت یہ خط پہنچا۔ اس نے ان لوگوں کو ایک جلسہ میں ان شخصوں کے مواجہ میں جمع کیا جو قبیلہ قریش کے اس وقت وہاں موجود تھے اور ان سے دریافت کیا جو نسباً جناب سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات سے قریب تھے۔ ان لوگوں نے ابوسفیان بن حرب کی طرف اشارہ کیا۔ ہرقل نے ابوسفیان کو دیکھ کر موجودین قریش سے کہا کہ ”میں اس سے (ابوسفیان) اس شخص (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دریافت کیا چاہتا ہوں تم لوگ ذرا سنتے رہنا کہ یہ کیا کہتا ہے اس کے بعد ہرقل نے ابوسفیان سے وہ حالات دریافت کئے جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے واجب یا کہ ان سے ان کا منزه اور پاک ہونا ضروری ہوتا ہے اور ابوسفیان نے ان کے تمام سوالات کے جوابات صحیح طور سے دے دیئے ہرقل ان امور سے خوب واقف تھا۔ آسمانی کتابوں پر اس کی نظر تھی اس نے آپ کی نبوت کی تصدیق جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

ابو شمر غسانی کو دعوت اسلام: جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط بدست شجاع بن وہب اسدی حرث ابن ابوشمر غسانی والی غسان (سرزمین بلقاء ملک شام) کے پاس بغرض دعوت اسلام روانہ کیا۔ شجاع بن وہب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت وہ یہ خط لے کر حرث کے پاس پہنچا اس وقت یہ غوطہ (دمشق) میں قیصر کے اتارنے کی تیاری کر رہا تھا چند دن تک وہ مجھ سے غافل رہا۔ ایک روز اس نے مجھے طلب کیا اور نامہ نامی پڑھ کر کہنے لگا ”وہ کون شخص ہے جو مجھ سے میرا ملک لے لے گا میں خود اس کی طرف بڑھتا ہوں اگرچہ وہ یمن میں ہو۔“ اس کے بعد وہ تیاری میں مصروف ہوا اور قیصر کو اس حال سے آگاہ کیا قیصر نے اسے اس ارادے سے روک دیا تب اس نے مجھے واپس ہونے کا حکم دیا۔

غزوہ موتہ: ۸۔ ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو شام کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ



لڑائی غزوہ موتہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تین ہزار مسلمان تھے اس لشکر کی سرداری زید بن حارثہ کو مرحمت ہوئی تھی۔ روانگی کے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ اگر زید بن حارثہ لڑائی میں کام آجائے تو جعفر بن ابوطالب پھر عبد اللہ بن رواحہ کے بعد دیگرے سردار بنائے جائیں۔ الغرض جس وقت یہ لشکر معان (سرزمین شام) میں پہنچا ہر قل بھی ایک لاکھ رومی اور چند فوجیں جزام، غید، بہرام، بلقین کے لئے ہوئے مآب (سرزمین بلقاء) میں ان کے مقابلے کے لئے آ پہنچا۔ بلقین کا سردار مالک بن رافلہ تھا۔ مسلمانوں کا لشکر دو شب تک معان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد حملے کے خیال سے بلقاء کی طرف بڑھا ہر قل نے مآب سے نکل کر مقام موتہ میں اس کا مقابلہ کیا لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تھی پہلے زید پھر جعفر پھر عبد اللہ شہید ہوئے اور جب خالد بن ولید سردار بنائے گئے تو انہوں نے لڑائی موقوف کر دی اور لشکر کو لے کر مدینہ واپس آئے۔

**غزوہ تبوک:** پھر ۹ ہجری میں فتح مکہ و حنین و طائف کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم پر جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ لڑائی غزوہ تبوک کے نام سے مشہور ہے جس وقت جناب موصوف مقام تبوک میں پہنچے والیاں ایلہ و جرباء و اذرح خدمت مبارک میں آئے اور جزیرہ دینا منظور کیا۔ والی ایلہ اندنوں یوحنا بن رویہ بن نقایہ (از بطون جزام) تھا اس نے ایک سفید خچر بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور خالد بن ولید دومۃ الجندل کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کا حاکم اکیدر بن عبد الملک تھا اسے خالد بن ولید نے ایک روز چاندنی شب میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو مار ڈالا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس وقت یہ حاضر کیا گیا آپ نے اس کا خون مباح کر دیا۔ لیکن اس نے جزیرہ دینا منظور کر لیا جس سے اس کی جان بچ گئی اور اپنے شہر کو لوٹا دیا گیا تقریباً دس شب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں مقیم رہے جب کوئی شخص نہ تو رومیوں میں سے اور نہ عرب متصرہ سے مقابلہ پر آیا تو آپ مدینہ واپس آئے۔ اس کے بعد جب ہر قل کو یوحنا کے حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے بنظر تنبیہ اسی کے شہر میں اس کے قتل اور صلیب دیئے جانے کا حکم دیا۔ انتھی الکلام من غیر ابن العمید (ابن عمید کے سوا دوسروں کا کلام تمام ہوا) خلدون۔

**خالد بن ولید کی دمشق پر فوج کشی:** ابن عمید کہتا ہے کہ ۱۳ ہجری میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عساکر اسلامیہ عرب کو شام فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمرو بن العاص فلسطین اور یزید بن ابی سفیان حمص اور شرجیل بن حسنہ بلقاء بھیجے گئے ان سب کے افسر اعلیٰ ابو عبیدہ بن الجراح تھے اور خالد بن سعید بن العاص کو ساوہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ماہاب بطریق رومیوں کا ایک گروہ لئے ہوئے ان کا مقابل ہوا۔ خالد نے دمشق کی طرف شکست دے کر مرج الصفاء میں قیام کیا پھر آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور اس پر دوبارہ حملہ کیا۔ ماہاب بطریق عساکر اسلامیہ کی طرف لوٹ پڑا اس لڑائی میں اس کا لڑکا مارا گیا۔ اسی اثناء میں حضرت ابو بکر نے خالد بن ولید کو عراق سے شام تک مسلمانوں پر افسر اعلیٰ مقرر کر

۱۔ اس غزوہ اور نیز دوسرے غزوات کے مفصل حالات آئندہ اسلامی تاریخ میں بیان کئے جائیں گے۔

۲۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ عرب مستعربہ نجم و جزام و بلقین کی تعداد بھی ایک لاکھ تھی۔

۳۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ پہلی لڑائی مشارف میں ہوئی پھر یہاں سے مسلمان ہٹ کر موتہ آئے تھے مسلمانوں کے مہینہ کے افسر قطبہ بن قنادہ عذری اور میسرہ کے سردار عبایہ بن مالک انصاری تھے۔ لڑائی نہایت سختی اور تیزی سے شروع ہوئی جب زید بن حارثہ اثناء لڑائی میں شہید ہو گئے تو حسب حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم اسلام جعفر بن ابوطالب نے لے لیا جب یہ بھی شہید ہو گئے تو عبد اللہ بن رواحہ نے سنبالا جب یہ بھی شہید ہو گئے تو ثابت بن ارقم انصاری سردار ہوئے پھر سب نے مل کر خالد بن ولید کو امیر مقرر کیا انہوں نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور لوٹ آئے۔



کے روانہ کیا۔ چنانچہ لشکر اسلام خالد بن ولید کی ماتحتی میں دمشق کی طرف بڑھا اور اسے فتح کر لیا جیسا کہ ہم فتوحات (اسلامیہ) میں بیان کریں گے۔

**جنگ یرموک:** عمرو بن العاص نے اطراف فلسطین پر حملہ کیا رومیوں نے نہایت مستعدی سے اس کا جواب دیا۔ لیکن ان کی قسمت میں ناکامی پہلے سے لکھی جا چکی تھی وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کر بیت المقدس اور قیساریہ میں پناہ گزیں ہو گئے اس کے بعد عسا کر روم نے ہر طرف سے دو لاکھ چالیس ہزار کی جمعیت سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً تیس ہزار تھی دونوں لشکروں کا مقابلہ مقام یرموک میں ہوا۔ رومیوں کو اس کثرت کے باوجود شکست ہوئی اور ان میں سے بے شمار رومی مارے گئے یہ واقعہ ۱۵ ہجری کا ہے اس لڑائی کے بعد رومیوں کو شکست پر شکست ہوتی رہی۔

**فتح قسریں:** پھر ابو عبیدہ اور خالد بن ولید نے حمص کا محاصرہ کیا اور جزیہ لے کر اہل حمص سے صلح کر لی۔ اس کے بعد خالد بن ولید قسریں جا پہنچے۔ میناس بطریق نے رومیوں کو جمع کر کے ان کا مقابلہ کیا۔ خالد بن ولید نے نہایت تیزی سے اسے شکست دے کر قسریں کو فتح کر لیا۔ اس لڑائی میں بھی رومیوں کی ایک کثیر تعداد ماری گئی۔ عمرو بن العاص اور شرجیل بن حسنہ نے شہر رملہ کا محاصرہ کیا۔

**محاصرہ بیت المقدس:** حضرت عمر بن الخطاب شام آئے اور اہل رملہ پر جزیہ مقرر کر کے صلح کر لی۔ اس کے بعد حضرت عمر نے عمرو اور شرجیل کو بیت المقدس کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جب اہل قدس طول محاصرہ اور کثرت جدال و قتال سے تنگ آ گئے تو انہوں نے صلح کا پیام اس شرط سے بھیجا کہ بذات خود حضرت عمر فاروق آ کر انہیں امان دیں۔

**فاروقی امان نامہ:** چنانچہ جناب موصوف آئے اور انہیں امان نامہ اس طور پر لکھ دیا:

(( بسم اللہ الرحمن الرحیم <sup>ظمن</sup> عمر بن الخطاب لاهل ایلیا منہم امنون علی رمانہم و الادہم

و نسانہم و جمیع کنانہم لاتکن و لاتہوم))

”بسم اللہ الرحمن الرحیم از عمر بن الخطاب اہل ایلیا (بیت المقدس) کے لئے یہ ہے کہ بے شک ان کو ان کی

جانوں اور اولادوں اور عورتوں کو امان دی جاتی ہے اور کل کنائس (گرجے) (نہ تو آباد کئے جائیں گے اور نہ

مسمار کئے جائیں گے)

**حضرت عمر فاروق کی رواداری:** اس کے بعد خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب بیت المقدس میں داخل ہوئے اور کلیئہ تمامہ کے صحن میں بیٹھے رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ نے بطریق سے فرمایا کہ ”میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں“۔ بطریق نے عرض کیا ”اسی مقام پر نماز پڑھ لیجئے“۔ جناب موصوف نے اس سے انکار کیا اور تمامہ کے باہر دروازے پر تنہا نماز ادا کی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو بطریق سے مخاطب ہو کر فرمایا ”اگر میں کلیئہ کے اندر نماز پڑھتا تو میرے بعد مسلمان اس کلیئہ پر قبضہ کر لیتے اس حیلہ سے کہ عمر نے یہیں نماز پڑھی تھی“۔ عمر بن الخطاب نے اس امان نامہ کے علاوہ یہ بھی لکھ دیا کہ تمامہ کے کلیئہ میں نہ تو نماز پڑھی جائے اور نہ اذان دی جائے۔

**مسجد کی تعمیر:** اس کے بعد بطریق سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہمیں کوئی ایسا مقام بتاؤ جہاں ہم مسجد بنائیں۔ بطریق نے کہا کہ



صحرا زیادہ مناسب ہوگا جس پر یعقوب علیہ السلام سے اللہ جل شانہ نے کلام کیا ہے۔ عمر بن الخطاب نے صحرا کو پسند فرمایا اور بنفسہ اسے صاف کرنے لگے آپ کو صاف کرتے ہوئے دیکھ کر اور مسلمانوں نے بھی ہاتھ لگا دیا فوراً دم زدن میں صاف ہو گیا۔ عمر بن الخطاب نے اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کی بنا ڈالی اس کے بعد عمرو بن العاص کو مصر کا محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور ان کی مدد پر زبیر بن العوام کو چار ہزار مسلمانوں کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ مقوقس والی مصر نے جزیرہ (خراج) دے کر صلح کر لی۔ پھر عمرو بن العاص نے اس مہم سے فارغ ہو کر اسکندریہ کا رخ کیا چند روز کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔

**منصور بن سرحون اور ماہاب بطریق کی جنگ:** ۱۶ ہجری (مطابق ۶۵۰ء) میں بادشاہ روم (ہرقل) عیسائیان جزیرہ کے کہنے سے مسیحی لشکر لے کر حمص کی طرف بڑھا۔ حمص میں ان دنوں ابو عبیدہ بن الجراح موجود تھے۔ انہوں نے ہرقل کو شکست دی وہ میدان جنگ سے بھاگ کے انطاکیہ کی طرف آیا۔ اسی اثناء میں مسلمانوں کے نامی نامی سردار فلسطین، طبریہ اور تمام ساحل فتح کر چکے تھے۔ جس سے عرب متصرہ، غسان، لخم، جذام میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ ماہاب بطریق ان کا افسر ہو کر مسلمانان عرب سے لڑنے کے لئے چلا منصور بن سرحون نے اپنے عامل دمشق سے مالی مدد طلب کی۔ منصور بن سرحون نے چونکہ وہ اس سے پہلے اس سے کشیدہ خاطر تھا مدد دینے سے انکار کیا۔ ماہاب بطریق برہم ہو کر مسلمانان عرب سے اعراض کر کے دمشق کی جانب بڑھا لیکن اس کی روانگی سے پہلے عامل دمشق منصور کچھ سوچ سمجھ کر سامان رسد و غلہ لے کر دمشق سے نکلا۔ اتفاقات زمانہ سے جس وقت یہ مقام جابیہ خولان میں پہنچا اسی روز شب کو لشکر روم بھی آ گیا۔ عامل دمشق نے طبل اور بگل بجایا لشکر ماہاب نے یہ خیال کر کے یہ لشکر مسلمانان عرب کا ہے حملہ کر دیا دونوں میں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی صدا جانیں ضائع ہو گئیں ماہاب بطریق مارے شرم کے طور سینا چلا گیا اور وہیں راہبانہ زندگی سے اپنی بقیہ عمر تمام کر دی۔

**فتح دمشق:** بقیہ لشکر روم نے منصور کے ہمراہ دمشق میں جا کر دم لیا۔ مسلمانوں نے مناسب موقع سمجھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ دوسری طرف سے رومیوں نے بھی جمع ہو کر اسے گھیر لیا۔ چھ مہینہ بعد منصور عامل دمشق مجبور ہو کر خالد بن ولید سے امان کا خواستگار ہوا۔ خالد بن ولید نے اسے امان دی اور باب شرقی سے شہر میں داخل ہوئے رومی لشکر دوسرے دروازوں سے نکل کر بھاگ گیا۔ خالد بن ولید کے علاوہ اور امراء اسلام جو دوسرے دروازوں پر بزور تیغ داخل ہوئے تھے انہیں اس امان دہی کی اطلاع نہ تھی اس وجہ سے کسی قدر دمشق لوٹا گیا اس کے بعد اہل دمشق کو وہی رعایتیں دی گئیں جو اہل اسکندریہ کو عمرو بن العاص نے دی تھیں۔

**قسطنطین بن ہرقل:** ان واقعات کے بعد ہرقل ۲۱ ہجری (مطابق ۶۵۵ء عیسوی) میں اکتیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس کی جگہ قسطنطینیہ میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین بن ہرقل ہوا اسے چھ مہینہ کے بعد اس کی سوتیلی ماں نے مار ڈالا۔ تب اس کی جگہ ہرقل بن ہرقل تخت نشین ہوا۔ کچھ عرصہ بعد رومیوں نے اسے تخت سے اتار کر مار ڈالا اور قسطنطیوس بن قسطنطین کو تخت حکومت پر بٹھایا یہ چھ برس حکومت کر کے ۳۰ ہجری (مطابق ۶۷۰ء عیسوی) میں ہلاک ہو گیا۔

**امیر معاویہ کی بلاد روم پر فوج کشی:** اسی زمانہ میں امیر معاویہ نے ۲۴ ہجری میں بلاد روم پر چڑھائی کی وہ ان دنوں شام کے امیر تھے انہوں نے اکثر شہروں کو فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں نے براہ دریا قبرص پر فوج کشی کی اس کے اکثر



قلعوں کو فتح کر کے ۲۷ ہجری میں اہل قبرص پر جزیہ (خراج) قائم کیا۔

فتح اسکندریہ: عمرو بن العاص نے جس وقت اسکندریہ فتح کیا تھا تو بنی امین بطریق یعقوبیہ کو امان نامہ لکھ دیا تھا۔ چنانچہ وہ تیرہ برس بعد واپس آیا اسے ہرقل نے اول سنہ ہجری میں اسکندریہ کا متولی کیا تھا۔ لیکن جب شاہ فارس نے مصر و اسکندریہ پر زمانہ حصار قسطنطنیہ میں قبضہ کر لیا تھا اور دس برس تک اس کی وہاں حکومت رہی تو اسی زمانہ میں بنی امین روپوش ہو گیا تھا۔ دس برس یہ اور تین برس زمانہ حکومت اسلامیہ میں غائب رہا۔ پھر جب عمرو بن العاص نے اسے امان دی تو وہ اسکندریہ واپس آیا اور ۳۹ ہجری (مطابق ۶۵۹ عیسوی) میں مر گیا اس کی جگہ اغاثا ثوابطریق اسکندریہ کے گرجا کا سترہ برس عہدہ دار رہا اور جب قسطنطین بن قسطنطین ۳۷ ہجری (مطابق ۶۵۷ عیسوی) میں ہلاک ہوا تو اس کی جگہ رومیوں کا بادشاہ اس کا لڑکا یوطیانوس بارہ برس تک رہا۔

یزید بن معاویہ کی قسطنطنیہ پر فوج کشی: ۵۰ ہجری میں اس کے مرنے کے بعد طیبہ یوس بادشاہ ہوا اس کی حکومت سات برس رہی اسی کے زمانہ میں یزید بن معاویہ نے عساکر اسلامیہ کے ہمراہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی ایک مدت تک اسے محاصرے میں رکھا۔ ابویوب انصاریؓ اسی کے حصار میں شہید ہوئے اور وہیں دفن کر دیئے گئے چند روز محاصرے کے بعد یزید بن معاویہ اور طیبہ یوس قیصر کی اس امر پر صلح ہوئی کہ شام کے تمام کنائس (گرجے) معطل کر دیئے جائیں اور کوئی شخص ابویوب کی قبر سے کچھ تعرض نہ کرے۔

او غشطش قیصر کا قتل: اس مصالحت ہو جانے سے اسلامی لشکر واپس آیا اور طیبہ یوس قیصر ۵۸ ہجری (مطابق ۶۷۷) میں مارڈالا گیا اور تخت قیصری پر او غشطش قیصر جانشین ہوا اس کے زمانہ حکومت میں اغاثا ثوابطریق یعقوبیہ اسکندریہ میں مر گیا اور یوحنا بطریق مقرر کیا گیا تھوڑے دن بعد او غشطش قیصر کو کسی خادم نے مار ڈالا۔

اصطفانیوس قیصر: اس کے بعد اس کا لڑکا اصطفانیوس قیصر ہوا یہ ۶۵ ہجری (مطابق ۶۸۴ عیسوی) زمانہ حکومت عبد الملک بن مروان میں تھا۔ عبد الملک بن مروان نے اپنے عہد حکومت میں مسجد اقصیٰ کو بڑھایا صحرا کو حرم میں داخل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد اطفانیوس سے سلطنت چھین لی گئی اور لاون کو تخت حکومت پر بٹھایا گیا یہ ۷۸ ہجری (مطابق ۶۹۷ عیسوی) میں مر گیا اور طیبہ یوس ثانی قسطنطنیہ کا بادشاہ ہوا سات برس اس کی حکومت رہی۔ ۸۶ ہجری (مطابق ۷۰۵ عیسوی) میں یہ بھی ہلاک ہوا اور سطیانوس حکمران مقرر کیا گیا۔

جامع مسجد دمشق: یہ زمانہ حکومت ولید بن عبد الملک تھا یہ وہی شخص ہے جس نے دمشق میں جامع مسجد بنی امیہ بنوائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر میں چار سو صندوق صرف کئے ہر صندوق میں چودہ چودہ لاکھ دینار تھے۔ مسجد میں چھ سو زنجیریں طلائی قندیلوں کے لٹکانے کے لئے تھیں زینت اور آرائش ایسی تھی کہ جس سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی تھیں اور مسلمان فتنے میں پڑتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ حکومت میں ان سب چیزوں کو اتار کر بیت المال میں داخل کر دیا اس ۱۰۱ ہجری مطابق ۷۱۹ عیسوی میں سطیانوس کے بعد ڈیڑھ برس تک اس حکمران رہا۔ اس کے بعد لاون ثانی چوبیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

قسطنطین کی گرفتاری و رہائی: اس کے بعد اس کا لڑکا قسطنطین تخت نشین ہوا ۱۱۳ ہجری میں ہشام بن عبد الملک



صائفہ یسریٰ اور اس کے بھائی سلیمان صائفہ یمنی نے رومیوں پر چڑھائی کی قسطنطین نے اس کا مقابلہ کیا۔ میدان جنگ سے اس کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ نکلا اور یہ خود گرفتار کر لیا گیا لیکن کچھ روز بعد آزاد کر دیا گیا۔ زمانہ حکومت مروان بن محمد اور ولایت موسیٰ بن نصیر میں عیسائیوں اسقدر یہ اور مصر تباہی اور ذلت میں پڑ گئے صدقہ اور خیرات پر بطریق کا گزر ہونے لگا جب اس کی خبر بادشاہ نو بہ کو پہنچی تو وہ ایک لاکھ فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا لیکن عامل مصر کی تیزی و ہوشیاری سے بلا قتل و قتال واپس ہو گیا اور زمانہ ہشام بن عبد الملک میں فرقہ ملکیہ کے کنائس (گرجے) گروہ یعقوبیہ کے ہاتھوں سے نکال لئے گئے اور ان کا انہی کے مذہب کا بطریق مقرر کیا گیا۔

قسطنطین ثانی بن لاون: ان واقعات کے تمام ہونے پر قسطنطینہ میں ایک غیر شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا جرجس نامی بادشاہ ہوا اور نہایت ابتری اور سوء حالی سے زمانہ سفاح المنصور تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے بعد قسطنطین ثانی بن لاون بادشاہ ہوا اس نے متعدد شہر آباد کئے اہل آرمینہ کو ان میں آباد کیا جب یہ مر گیا تو وہ لاون بن قسطنطین ثانی اور اس کے مرنے کے بعد نغفور بادشاہ ہوا۔

نغفور قیصر اور ہارون الرشید: ۱۸۱ھ (مطابق ۸۰۲ء) میں خلیفہ الرشید نے قلعہ ہرقلہ کا محاصرہ کیا۔ نغفور نے خراج دے کر صلح کر لی خلیفہ الرشید واپس ہو کر روقہ آیا اور موسم سرما ختم ہونے تک یہیں ٹھہرا رہا۔ نغفور نے یہ سمجھ کر کہ خلیفہ الرشید چلا گیا ہے۔ عہد شکنی کی خلیفہ الرشید یہ سن کر لوٹ پڑا اور نہایت سختی کے ساتھ اس معاہدہ کی اس سے پابندی کرائی اور خراج لیا اس کے بعد عسا کر اسلامیہ درب ضصاق سے داخل ہوئے سر زمین روم کو اپنے تیز گھوڑوں کی جولان گاہ بنایا۔ نغفور نے ہر چند ان کی مدافعت کی کوشش کی لیکن اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ مقام صفاء میں نغفور کو شکست ہوئی چالیس ہزار رومی ہارے گئے اور نغفور زخمی ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔

تسخیر قلعہ ہرقلہ: پھر ۱۹۰ھ ہجری (مطابق ۸۰۵ء) میں خلیفہ مامون الرشید نے اس پر چڑھائی کی اس کے ہمراہ ایک لاکھ تیس ہزار فوج تھی۔ قلعہ ہرقلہ میں سب سے پہلے اسی نے اسلامی جھنڈا گاڑا۔ سولہ ہزار رومی زخمیوں کے علاوہ قید کر لئے گئے۔ نغفور نے مجبور ہو کر جزیہ (خراج) دینا قبول کیا اور تا عمر اس کی پابندی کرتا رہا یہاں تک کہ زمانہ خلافت امین میں یہ مر گیا۔

استبراق قیصر: اور اس کی جگہ استبراق قیصر تخت نشین ہوا۔ ۲۱۵ھ (مطابق ۸۳۰ء) میں پھر خلیفہ مامون الرشید نے بلاد روم پر حملہ کیا۔ متعدد قلعے فتح کر کے بغداد واپس آیا پھر وہ یہ خبر سن کر کہ ”بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ پر حملہ کر کے تقریباً ایک ہزار چھ سو آدمیوں کو مار ڈالا ہے اٹھ کھڑا ہوا اور انطونوغوا کا محاصرہ کر کے بصلح و امان فتح کر لیا اور معتصم نے حملہ کر کے تقریباً تیس قلعے رومیوں سے چھین لئے اور یحییٰ بن اٹم نے رومیوں کے بلاد کو خوب پامال کیا اس کے بعد خلیفہ مامون الرشید بغداد کی طرف لوٹا۔

تسخیر شہر لولہ: اور پھر بعد چندے بغرض جہاد بلاد روم میں داخل ہوا اپنے مولا (غلام آزاد) عجیف کو ایک دستہ فوج کا افسر مقرر کر کے شہر لولہ کے محاصرے پر بھیجا۔ قیصر روم اس واقعہ سے مطلع ہو کر شہر لولہ کی مدد کو آ پہنچا۔ مامون الرشید نے عجیف کی مدد پر ایک دوسری فوج بھیج دی۔ قیصر روم نے اپنے کوان کے مقابلے سے عاجز دیکھ کر ناکام لوٹ گیا اور شہر بصلح فتح کر لیا گیا۔



بلاد روم کی تارا جی: اس کے بعد مامون الرشید نے سلعوص اور بردہ کو فتح کیا اور اپنے لڑکے عباس کو عسا کر اسلامیہ کا افسر بنا کر رومیوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے بھی رومیوں کے شہروں کو لوٹا اور غارت کیا اور ایک شہر میل در میل آباد کیا۔ اس کی شہر پناہ کے چار دروازے بنوائے۔ بلاد روم کو تاحیات پامال کرتا رہا یہاں تک کہ بحالت جہاد ۲۱۸ھ ہجری میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ۲۳۳ھ ہجری (مطابق ۸۴۷ھ ہجری) میں خلیفہ المعتمد نے عموریہ فتح کیا جس کا واقعہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا ان شاء اللہ۔

بطریق اعظم (پوپ) کی رومہ میں منتقلی: یہاں تک تو ابن عمید کا کلام تھا ہم نے اس کی باتوں میں بطارقہ کے حالات زمانہ فتح اسکندریہ سے نہیں لکھے تھے۔ کیونکہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ہاں اس سے کچھ دن پہلے فتح اسکندریہ کے بعد بطریق اعظم جو اسکندریہ میں رہتا تھا اس کی کرسی حکومت رومہ میں مقرر کی گئی تھی اور وہ مذہب ملکیہ کا امیر تھا۔ وہ لوگ اسے البابا (پوپ) کہتے تھے جس کے معنی ابوالآباء ہیں اور بلاد مصر میں ستائیس نصاریٰ کے مذہب یعقوبیہ کا بطریق رہنے لگا یہی ملوک نوبہ وجشہ اور تمام اس اطراف و جوانب کا مذہب ہی پیشوا مانا گیا۔

مسعودی کا بیان: مسعودی نے زمانہ ہجرت اور فتح سے قیصرہ روم کو اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن عمید نے لکھا ہے لیکن پھر وہ کہتا ہے کہ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ہجرت اور زمانہ شیخین میں روم کا بادشاہ ہرقل تھا۔ کتب سیر میں اس طرح ہے کہ ہجرت زمانہ قیصر بن مورق میں ہوئی ہے اس کے بعد قیصر بن قیصر زمانہ ابوبکر میں اس کے بعد ہرقل بن قیصر عہد خلافت عمر میں تھا۔ یہی قیصر زمانہ جنگ وجدال ابو عبیدہ اور خالد بن ولید اور یزید بن ابی سفیان میں شام سے نکالا گیا۔ اس وقت صرف قسطنطنیہ کی حکومت اس کے قبضہ میں رہ گئی۔

مورق بن ہرقل اور امیر معاویہ: اس کے بعد مورق بن ہرقل زمانہ خلافت عثمان میں اور اس کے بعد مورق بن مورق زمانہ علی اور معاویہ میں حکمران ہوا ہے آخری زمانہ معاویہ اور یزید اور مروان بن الحکم میں قلفظ بن مورق نے بادشاہت کی ہے اس قیصر کے باپ مورق اور معاویہ سے مراسم خط و کتابت قائم تھے مورق نے معاویہ کی حکومت اور شہادت عثمان کی پیشین گوئی کی تھی اور معاویہ کو اس کی اطلاع دے دی تھی جس وقت معاویہ علی سے لڑنے کے لئے جا رہے تھے اس نے عرب پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا اور معاویہ نے اسے خط کے ذریعہ اپنے حملہ کرنے کی دھمکی دی تھی۔

آل ہرقل اور بنی امیہ: چنانچہ اختتام جنگ کے بعد (جنگ صفین) معاویہ نے یزید کی ماتحتی میں ایک لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جس کے زمانہ حصار میں ابویوب انصاری شہید ہوئے۔ الغرض قلفظ بن مورق کے بعد لاون بن قلفظ زمانہ حکومت عبدالملک بن مروان میں اور اس کے بعد جیرون بن لاون زمانہ ولید اور سلیمان اور عمر ابن عبدالعزیز میں حکمران رہا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے چاروں طرف سے ان کے علاقوں پر بری اور بحری جہاد شروع کر دیئے۔ قسطنطنیہ کے دروازے تک کو اپنے نوکدار نیزوں سے صدمہ پہنچایا رومی بادشاہ نہایت اتر حالت پر پہنچ گئے تھے جرجیس بن مرعش نامی ایک غیر شخص (جو خاندان سلطنت سے نہ تھا) نو برس تک رومیوں پر حکمرانی کرتا رہا۔

نغفور قیصر کی عہد شکنی و اطاعت: قسطنطین بن ایون تخت حکومت پر بیٹھا اس کے بچپن کی وجہ سے اس کی ماں حکومت و انتظام سلطنت میں اس کی شریک رہی۔ اس کے بعد نغفور بن استبراق زمانہ حکومت الرشید میں تخت نشین ہوا۔ نغفور اور الرشید



میں باہم اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ رشید کی قوت و شوکت نے نغفور کو جزیہ دینے پر مجبور کیا اور اسی امر پر فریقین میں مصالحت ہوئی۔ پھر نغفور نے عہد شکنی کی اور الرشید اس کے زیر کرنے پر آمادہ ہوا۔ ۱۹۰ھ میں اس نے قلعہ ہرقلہ کو فتح کر لیا۔ تب نغفور نے دوبارہ خراج دینا قبول کیا اور تاحیات اپنے قول کی پابندی کرتا رہا اس کے بعد استبراق بن نغفور عہد حکومت امین میں حکمران ہوا کچھ عرصہ بعد قسطنطین بن قلفظ نے اسے مغلوب کر دیا اور خود زمانہ مامون میں حکومت کرتا رہا۔

**فتح عموریہ:** اس کے بعد نوفیل زمانہ خلافت المعتمد میں گزرا ہے المعتمد نے اس سے عموریہ بزور تیغ فتح کیا اور اس میں جس قدر عیسائیوں کو پایا انہیں قتل کر ڈالا اس کے بعد میخائیل بن نوفیل زمانہ خلافت الواثق اور المتوکل اور المستعین میں قیصر رہا۔ پھر رومیوں میں ملک کے بارے میں باہمی اختلاف ہو کر نوفیل بن میخائیل کو تخت پر بٹھایا گیا کچھ عرصہ بعد شہیل صفی اس پر قابض ہو گیا یہ خاندان سلطنت سے نہ تھا اس کا زمانہ زمانہ المعز اور المتہدی اور کسی قدر المعتمد میں گزرا۔

**قسطنطین اور ارمنو بطریق:** اس کے بعد ایون بن شہیل بقیہ زمانہ المعتمد اور ابتدائی زمانہ حکومت المعتمد میں رہا۔

پھر اس کا بیٹا اسکندروس بادشاہ ہوا اس کی سیرت ناپسندیدہ تھی تھوڑے دن بعد معزول کر دیا گیا اس کی جگہ لاوی بن ایون اس کا بھائی قائم ہوا اس کا ملک بقیہ زمانہ المعتمد المکنفی اور شروع زمانہ المتقدر تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے وقت صرف ایک کمن لڑکا قسطنطین نامی موجود تھا اس کی کمسنی کی وجہ سے ارمنوس بطریق ملک کا انتظام کرنے لگا اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اس بطریق کو مستحق بھی کہتے تھے یہ وہی شخص ہے جو سیف الدولہ (بنی حمدوں) والی شام سے لڑائی لڑا ہے۔ اس کی حکومت بقیہ زمانہ المتقدر اور القاہر اور الراضی اور اتقی تک باقی رہی۔ اس کے بعد روم کی حکومت نہایت ابتر ہو گئی۔ بادشاہی خطاب سے قسطنطینہ میں ارمنوس یاد کیا جانے لگا یہ سب بادشاہ خلفاء اسلام کے باجگزار اور مطیع تھے۔ پھر اس کے بعد مسعودی کہتا ہے کہ تمام ملوک روم زمانہ قسطنین میں ہلانہ سے اس وقت (یعنی ۳۳۰ھ تک) اکتالیس شخص ہوئے پانچ سو سات برس ان کی حکومت رہی۔ اس حساب سے زمانہ ہجرت میں ان کی عمر ایک سو پچھتر برس تھی۔

واللہ اعلم انتھی کلام المسعودی (مسعودی کا کلام تمام ہوا)

**دستق قوقاش:** تاریخ ابن اثیر میں یہ تحریر ہے کہ ارمانوس (ارمنوس بطریق) کے مرنے کے بعد اس کے دو لڑکے کمن موجود تھے۔ دستق قوقاش نے اسی کے زمانہ میں ملطیہ ۳۲۲ ہجری (مطابق ۹۳۳ء) میں بامان لے لیا تھا۔ اسلامی سرحدوں کا ان دنوں سیف الدولہ بن حمدوں مالک تھا جب قوقاش نے ملطیہ کے مقامات مرعش و عرزہ اور اس کے قلعوں کو فتح کر لیا اور مکرر سہ کر رطوس پر حملہ کیا تو سیف الدولہ نے اس کے ملک پر فوج کشی کی خوشنہ صارخہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا ان کے اکثر شہروں کو پامال اور متعدد قلعے فتح کر کے واپس آیا۔ ارمانوس (ارمنوس) نے ان واقعات سے پریشان ہو کر نغفور

دستق قوقاش کے ہمراہ پچاس ہزار رومی لشکر تھا ایک مدت تک یہ ملطیہ کا محاصرہ کئے رہا طول محاصرے سے اکثر اہل ملطیہ بھوکوں مر گئے انجام کار عہد جمادی الثانی ۳۲۲ ہجری میں اس طرح سامان ملطیہ پر قبضہ حاصل کیا کہ اس نے میدان میں دو خیمے نصب کرائے ایک پر صلیبی نشان تھا اور دوسرا بامان نشان کے ساتھ کھڑا یہ خود کہہ رہا تھا کہ جو شخص نصرانیت قبول کرے وہ صلیبی خیمہ کی طرف جائے تاکہ اس کے اہل و عیال اسے ملا دیئے جائیں اور جو شخص مسلمان رہنا چاہے وہ دوسرے خیمہ میں جائے اس کو بھی امان حاصل ہے انہیں ان کے اہل و عیال اور مال و اسباب نہ دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس نے اور افعال و حرکات ناپسندیدہ کئے تھے جن کا ذکر کتب تواریخ میں موجود ہے۔



کو دستق مقرر کیا۔ دستق کے معنی خلیج ہیں خلیج شرقی کے مالک کے جس کے حکمران ان دنوں بنی عثمان (سلاطین عثمانیہ) ہیں۔  
دستق نغفور اور سیف الدولہ کی جنگ: پس نغفور دستق ہونے کے بعد بلاد اسلام کی طرف چلا گیا اسی اثناء میں  
 ارمانوس دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ کر مر گیا جب یہ واپس آیا تو امراء روم نے جمع ہو کر تاج شاہی اس کے سر پر رکھا اور  
 ارمانوس کے لڑکے کے انتظام و تدبیر کے لئے اسے آگے کیا ۳۵۱ ہجری (مطابق ۹۶۲ء) میں اس نے حلب پر حملہ کر دیا۔  
 سیف الدولہ کو اس معرکہ میں شکست ہوئی شہر پر نغفور دستق کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن قلعہ پر بدستور مسلمانوں ہی کا قبضہ رہا۔ قلعہ کے  
 اثناء محاصرہ میں اس کا ہمشیرہ زادہ مارا گیا جس سے اس نے برہم ہو کر تمام ان مسلمان قیدیوں کو شہید کر ڈالا جو اس کی قید  
 میں تھے۔

نغفور دستق کی فتوحات: اس کے بعد ۳۵۶ ہجری (مطابق ۹۶۶ء) میں اس نے قیساریہ کے قریب ایک جدید شہر  
 (بغرض نقصان رسانی بلاد اسلامیہ) آباد کیا اہل طرسوس نے ڈر کر اس سے امان طلب کی اس نے اس پر بہ امان قبضہ حاصل کر  
 کے مصیصہ کو بزور تیغ فتح کر لیا اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کو دوبارہ ۳۵۹ ہجری میں حلب کی طرف روانہ کیا ابوالمعالی بن  
 سیف الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ فرعون نے اس وجہ سے قلعہ پر قبضہ نہ ہونے پایا تھا کہ صلح کر لی۔

نغفور دستق کا خاتمہ: جب یہ حلب سے واپس ہوا تو ارمنوس کی بی بی (جس کے دونوں لڑکے نغفور دستق کی کفالت  
 میں تھے) نغفور سے رنجیدہ ہو گئی ابن الشمیق نے اس کے اشارے سے ۳۶۰ ہجری (مطابق ۹۷۰ء) میں نغفور کو مار کر  
 ارمانوس کے بڑے لڑکے شبیل کو تخت نشین کر دیا اور خود دستق ہو کر انتظام سلطنت کرنے لگا۔ الہامیا فارقین اور اس کے  
 اطراف و جوانب پر کئی بار حملے کئے ابو تغلب بن حمدان والی موصل نے کسی قدر مال دے کر اسے ٹال دیا پھر اس نے ۳۶۲  
 ہجری (مطابق ۹۷۲ء) میں بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا ابو تغلب نے اپنے چچا ابو عبد اللہ بن حمدان کے لڑکے کو اس کے  
 مقابلے پر بھیجا اس نے اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد آزاد کر دیا۔ شبیل کے ماموں نے (جو اس کی  
 وزارت پر کام کر رہا تھا) ابن الشمیق کو زہر دے کر مار ڈالا۔

شبیل بن ارمانوس: اس کے بعد شبیل بن ارمانوس نے سقلاروس کو دستق مقرر کیا۔ ۳۶۵ ہجری (مطابق ۹۷۵ء) میں  
 اس نے بغاوت کی سلطنت کا مدعی ہوا۔ شبیل نے اسے زیر کیا پھر اس پر ابو تغلب بن حمدان کی امداد سے درد بن منیر (نامی  
 بطریق) نے خروج کیا شبیل کو پے در پے شکست ہوئی اکثر بلاد پر درد بن منیر نے قبضہ کر لیا۔ شبیل نے بجبوری دردیس لادن  
 (یعنی بردار زادہ نغفور) کو قید سے نکال کر درد بن منیر کے مقابلے پر بھیجا۔

وردیس کی گرفتاری و رہائی: درد بن منیر کو اس معرکہ میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ کر میا فارقین میں  
 عضد الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ شبیل نے عضد الدولہ سے اس کے بارے میں خط و کتابت کی عضد الدولہ نے  
 دردیس کو حکمت عملی سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا پھر اس کے لڑکے صمصام الدولہ نے پانچ برس بعد اسے اس شرط سے آزاد  
 کر دیا کہ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے اور بلاد روم کے چند قلعوں سے دست کش ہو جائے اور آئندہ بلاد اسلام پر کسی

نغفور نصرانی الاصل نہ تھا بلکہ یہ ایک مسلمان کا لڑکا تھا لیکن نصرانی ہو گیا تھا اہل طرسوس اس کو ابن فئاس کہتے تھے اس نے قیصر روم کے قتل کے بعد  
 اس کی بی بی سے عقد کر لیا تھا جب اس نے اس کے دونوں لڑکوں کو (جو نسل قیصر سے تھے) مارنا چاہا تو اس کی ماں نے سازش اس کو قتل کر دیا۔



قسم کی دست درازی نہ کرے درویش آزاد ہونے کے بعد پہلے ملطیہ پر قابض ہوا پھر قسطنطنیہ کا جا کر محاصرہ کر لیا۔

**منجوتکین اور شبیل کی جنگ:** اسی اثناء میں درویش مارا گیا شبیل اور درد میں مصالحت ہو گئی کچھ عرصہ بعد درد مر گیا تو شبیل نے اس کے مقبوضات پر قابض ہو کر یلغار پر چڑھ گیا اور ان کے ملک پر قبضہ حاصل کر کے چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۳۸۱ ہجری (مطابق ۹۹۱ء) میں منجوتکین والی دمشق نے خلیفہ مصر کی جانب سے اس پر حملہ کیا شبیل شکست پا کر ابوالفہائل بن سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا منجوتکین لوٹ کر دمشق آیا۔

**محاصرہ طرابلس:** پھر وہاں سے حمص اور شیرز پہنچا اور ان پر بزور قبضہ حاصل کر لیا۔ پھر اس نے طرابلس کا محاصرہ کیا ابن مروان نے دیار بگردے کر صلح کر لی۔ پھر دوقس دمشق نے خروج کیا والی مصر نے ابو عبد اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دوقس دمشق کو شکست ہوئی اور دوران جنگ میں مارا گیا ان واقعات کے بعد شبیل ۴۱۰ ہجری (مطابق ۱۰۱۹ء) میں مر گیا۔

**ملکہ ارمانوس اور میخائیل:** اس کے بعد قسطنطین اس کا بھائی نو برس تک حکمران رہا۔ اس کے مرنے کے بعد تین لڑکیاں اس کے خاندان کی باقی رہیں سب سے بڑی لڑکی تخت نشین کی گئی اس نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے ملک کا منتظم مقرر کیا اور اس کے ساتھ شادی کر لی اس وجہ سے مملکت روم پر یہ قابض ہو گیا لیکن خود اس کے ماموں میخائیل کو اس کے مزاج میں بے حد سوخ تھا بلکہ یہ اس کی طرف مائل ہو گئی اور میخائیل نے ملکہ ارمانوس کی سازش سے (اپنے ماموں) کو قتل کر کے اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔

**سلطنت رومہ پر میخائیل کا قبضہ:** پھر اس نے ۴۲۲ ہجری میں ابن مروان کو شکست دے کر اراہا اور سروج پر قبضہ کر لیا اور دربرہ نے خلافت علویہ کی طرف سے اس کا مقابلہ کر کے اسے پسپا کر دیا اس کے بعد رومیوں نے بلاد اسلام کی طرف خروج کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا اور میخائیل نے تقریباً تمام مدعیان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور اپنی نیک سیرتی سے اہل ملک کو خوش کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اپنی بی بی سے سلطنت چھین کر مستقل حکمرانی کا مدعی ہوا اس کی بی بی نے انکار کیا تب میخائیل نے اپنی بی بی کو جزیرے میں جلاوطن کر کے بھیج دیا اور خود رومی حکومت پر ۴۳۳ ہجری میں قابض ہو گیا۔ اس فعل سے بعض بطریق برہم ہوئے اور انہیں اس کی یہ حرکت ناگوار گزری میخائیل نے درپردہ اس کے قتل کی کوشش کی اتفاق سے اس کی خبر بطریق کو ہو گئی بطریق نے گرجا میں کھڑے ہو کر میخائیل سے سلطنت چھیننے کا حکم دیا اور اسے قلعہ میں گھیر کے اس کی جلاوطنی ملکہ کو بلا لیا میخائیل اپنی حکمت عملی سے ان کے محاصرہ سے نکل آیا اور ملکہ (اپنی بی بی) کو بدستور جلاوطن کر دیا۔

**تودرہ (تھیرڈورا) کی تخت نشینی:** اس کے بعد تمام بطارقہ اور عوام الناس رومیوں نے متفق ہو کر ملکہ بنت قسطنطین (زوجہ میخائیل) کو تخت سے اتار کر اس کی دوسری بہن تودرہ کو تخت نشین کر کے میخائیل کے سپرد کر دیا پھر ہوا خواہان تودرہ اور میخائیل میں جھگڑا ہو گیا اور یہ فساد ایک مدت تک قائم رہا۔ رومیوں نے گھبرا کر اس پر اتفاق کر لیا کہ جو شخص اس فساد کو ختم کر دے وہی روم کا بادشاہ بنایا جائے۔

**قسطنطین اور تودرہ کی شادی:** چنانچہ مدعیان سلطنت کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ قسطنطین کا نام قرعہ میں نکلا اور یہی اس کا حکمران بنایا گیا اور تودرہ سے اس کی شادی کر دی گئی یہ واقعہ ۴۳۴ ہجری (مطابق ۱۰۴۲ء) کا ہے ۴۳۶ ہجری (مطابق



۱۰۵۴ء) میں قسطنطین کے مرنے کے بعد ارمانوس حکمران ہوا۔

**الپ ارسلان کی فتوحات:** اس کا زمانہ خروج دولت سلجوقیہ اور اس زمانہ سے ملتا ہے جبکہ طغرلبک بغداد پر قابض ہوا تھا۔ ان دونوں حکمرانوں نے اس پر آذربائیجان کی طرف سے جہاد شروع کر دیا۔ اس کے لڑنے کے البارسلان (الپ ارسلان) نے بلاد کرخ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں کے آباؤ شہروں کو پامال کیا رومیوں نے منج پر چڑھائی کی ابن مرداس اور ابن حسان اور عرب کے لشکر کو شکست ہوئی۔

**الپ ارسلان اور ارمانوس کی جنگ:** الپ ارسلان یہ سن کر ۴۳۰ ہجری (مطابق ۱۰۷۰ء) میں رومیوں کی طرف بڑھا ارمانوس دو لاکھ فوج رومی اور عرب اور دوس اور کرخ کی لے کر نواح ارمینیا سے نکل کر اس کے مقابلہ پر آیا اور ایک خون ریز لڑائی لڑا لیکن کھیت مسلمانوں ہی کے ہاتھ رہا اثناء لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا کچھ عرصہ بعد تاوان جنگ اور زرفدیہ دے کر اپنی رہائی کرائی اس کے زمانہ غیر حاضری میں دوبارہ میخائیل مملکت روم پر قابض ہو گیا جب یہ قید سے رہا ہو کر قسطنطنیہ میں پہنچا تو میخائیل نے اسے داخل نہ ہونے دیا اور خود ان شرائط صلح کا پابند ہو گیا جو ارمانوس اور الپ ارسلان سے طے پائے تھے ارمانوس غریب (جس نے با مجبوری ترک سلطنت کی تھی) راہب ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ انتھی کلام ابن الاثیر (ابن اثیر کا کلام تمام ہوا)

**اہل فرانس کا نسب:** ان واقعات کے بعد ملک الافرنج (شاہ فرانس) کے ظہور کا زمانہ آیا اور رومہ وغیرہ کی حکومت پر قابض ہونے کا مدعی ہوا۔ روم نے جس وقت نصرانیت اختیار کی تھی تو انہوں نے اور اقوام کو جو ان کے ہمسایہ میں تھیں زبردستی عیسائی بنایا جن میں اہل ارمن ہے (جن کا نسب اس سے پیشتر ناخوردار حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم تحریر کر چکے ہیں ان کا ملک آرمینیا اور دار السلطنت خلاط ہے اور اہل کرج بھی ہیں جو کہ روم کی ایک شاخ ہیں) یہ خزر میں آرمینیا اور قسطنطنیہ کے درمیان شمالاً دشوار گزار پہاڑوں میں رہتے تھے اور چرکس بھی ہیں (جو کہ ترک کی شاخوں سے ہیں) یہ لوگ دریائے نیطش کے شرقی کنارے کی پہاڑوں میں مقیم تھے اور اہل روس بھی انہی میں سے ہیں جو جزائر دریائے نیطش اور شمالی کنارے میں آباد ہیں اور بلغاری (جو دریائے نیطش کے شمالی ساحل پر ہیں) اور برجان ہیں (جو جانب شمال آباد ہیں جن کا حال فاصلہ کے زیادتی کے باعث معلوم نہیں ہو سکا) یہ سب ترک کی شاخیں ہیں۔

**اہل فرانس کا قبول عیسائیت:** عیسائیوں کو سب سے زیادہ ترقی فرانسوی قوم سے ہوئی ان کا دار السلطنت فرنج یا فرنسہ (یعنی پیرس) میں ہے جو بحر رومی کے شمالی جانب ہے جس کے مغرب میں جزیرہ اندلس ہے ان دونوں مقامات کو چند پہاڑ اور دشوار گزار گھاٹیاں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں جسے وہ لوگ البون کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس میں جلالقہ آباد ہیں جو بذاتہ افرنج (فرانس) کی ایک شاخ ہیں۔ شاہ فرانس تمام ان بادشاہوں سے عظیم الشان مانا جاتا ہے جو دریائے رومی کے شمالی جانب حکمرانی کرتے ہیں یہ اکثر جزائر بحر یہ مثلاً صقلیہ، قبرص، اقریطش، جنوا اور بلاد اندلس میں یرشلونہ تک پر قابض ہیں۔

**بناوقہ:** حکومت قیصرہ اول کے بعد انہیں کی حکومت کا سکہ چلا تھا انہیں کے گروہ سے بناوقہ ہیں یہ لوگ اس خلیج پر رہتے ہیں جو بحر روم سے سات سو میل کے فاصلہ پر شمال مغرب کی جانب سے نکلا ہے یہ خلیج، خلیج قسطنطنیہ کے مقابل بلاد جنوا سے آٹھ



منزل پر واقع ہے۔ اس کے بعد شہر رومہ ہے جو ان کے بادشاہ کا دار الحکومت اور بطریق اکبر کا (جسے یہ البابا کہتے ہیں) مرکز ہے۔

جلالقہ: افرنجہ ہی کے گروہ میں جلالقہ بھی داخل ہیں ان کا مسکن بلاد اندلس ہے یہ سب اور تمام سودان و حبشہ و نوبہ کی قومیں اور جو امراء و ملوک حکومت روم کے ماتحت تھے مثلاً برابرہ مغرب میں اور نفرادہ و ہوارہ افریقہ میں اور مصاعدہ مغرب اقصیٰ میں باجماع ملوک روم نصرانی ہو گئے لیکن جب اللہ جل شانہ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوا تو اس نے پہلے تمام حدود جنوبیہ شام و مصر و افریقہ و مغرب سے ملوک روم کی حکومت چھین لی جن کی سلطنت کل بحر رومی پر پھیلی ہوئی تھی۔

قوط: اور نیز انہوں نے خلیج طنجہ عبور کر کے اندلس کو قوط (گاتھ) اور جلالقہ کے قبضہ سے نکال لیا اس وقت ملوک روم کی حکومت ایک اعلیٰ درجہ تک پہنچ کر کمزور ہو گئی اس کے بعد افرنجہ (فرانس) نے اندلس اور جزائر میں عرب سے زمانہ عبدالرحمن و ابناء عبدالرحمن سے اندلس میں اور عبداللہ و پسران عبداللہ شیبعی سے افریقہ میں معرکہ آرائیاں کیں اور ان جزائر بحر رومی کو (جن پر وہ حکمرانی کر رہے تھے) مثل صقلیہ و میورقہ و دانیہ وغیرہ کو ان سے چھین لیا۔

فرانسیسیوں کی پیشقدمی: اسی زمانہ سے ملوک روم کی حکومت ضعیف ہو گئی اور افرنجہ کے قدم سلطنت پر جمتے گئے یہاں تک کہ تمام ان علاقوں اور جزیروں کو جن پر مسلمانوں نے ان سے قبضہ حاصل کر لیا تھا پھر لے لیا لیکن تقریباً چودہ منزل طولاً بحر رومی اسلامی پھریرا اڑتا رہا اس کے بعد افرنجہ (فرانس) نے ملک شام اور بیت المقدس کی طرف رخ کیا (جو ان کے دین کا مطلع اور ان کے انبیاء کی مسجد تھی) چنانچہ انہوں نے پانچویں صدی کے آخر میں اس پر قبضہ حاصل کرنے کے سواصل اور قلعات اور بلاد اسلامیہ کی طرف بڑھے۔

المستنصر عبیدی کا فتنہ: بیان کیا جاتا ہے کہ المستنصر عبیدی نے انہیں اس امر پر جرأت دلائی تھی اور اسی نے ملوک سلجوقیہ کی حکومت و سلطنت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر براہ رشک و حسد انہیں بلاد اسلامیہ پر حملہ کرنے کے لئے بلایا تھا ان دنوں فرانس کا بادشاہ بردو بل تھا اور اس کا داماد زجار حکمران صقلیہ اس کا ماتحت و مطیع تھا۔ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے بلاد اسلامیہ کے ارادے سے براہ قسطنطنیہ ۴۹۱ ہجری میں اپنے ممالک سے خروج کیا۔ رومی بادشاہ نے پہلے انہیں ملک سے گزر جانے کی اجازت نہ دی جب انہوں نے انہیں ملطیہ بشرط فتح دینے کے لئے کہا تو راستہ دے دیا۔

فرانسیسی و رومی مخالفت: چنانچہ یہ دونوں منازل طے کرتے کے بعد بلاد بن قسطنطش کے قریب پہنچے۔ ابن قسطنطش ان دنوں مر یہ اور ارزن اور اقصر اور سیواس وغیرہ پر قابض ہو رہے تھے۔ اتفاق زمانہ سے ان دونوں کو بلاد اسلامیہ تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی درمیان ہی میں ان میں اور رومیوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک نے ملوک اسلام سے سازش پیدا کرنی شروع کر دی یہ فتنہ و فساد تقریباً ایک صدی تک قائم رہا ملوک روم کی حکومت کمزور اور اس کے قوی ضعیف ہو گئے۔

زجار کا قسطنطنیہ پر حملہ: زجار والی صقلیہ آئے دن قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے تلا رہتا تھا۔ بحر روم میں جو کشتیاں (خواہ وہ تجارتی ہوتیں یا شاہی ہوتیں) پاتا گرفتار کر کے لے جاتا تھا اس کا بحری جنگی سپہ سالار جرجی بن میخائیل نے ۵۴۳ ہجری میں قسطنطنیہ کے مینار تک پہنچ کر شاہی محل پر آتش بازی کی یہ زمانہ رومیوں کی ابتری اور تباہی کا تھا۔

شاہ فرانس کا قسطنطنیہ پر حملہ: اس کے بعد فرانس نے آخری چھٹی صدی میں پھر قسطنطنیہ پر قبضہ حاصل کیا اسی زمانہ



میں رومی بادشاہ قسطنطینہ نے اپنی بہن شاہ فرانس سے بیاہ دی۔ ان واقعات کے چند دن بعد رومی بادشاہ کے بھائی نے سر اٹھایا اور دفعۃً حملہ کر کے اسے تخت سے اتار کر خود حکمران بن بیٹھا۔ رومی بادشاہ کالز کا شاہ فرانس سے مدد کا طالب ہو کر گیا اگرچہ اس کے پہنچنے سے اس نے جنگی کشتیاں دوبارہ بیت المقدس سے واپس لینے کے لئے روانہ کر دیں تھیں (اس معرکہ میں دوقس صاحب مراکب بحر یہ اور مرکش سپہ سالار فرانس اور ان سب کا افسر اعلیٰ کید فلید شریک تھا) لیکن بادشاہ فرانس نے انہیں پہلے قسطنطینہ کی طرف جانے کا حکم دیا اور باہم چچا اور بھتیجے میں مصالحت کر دینے کی تاکید کی۔ جب یہ لوگ قسطنطینہ کے قریب پہنچے تو موجودہ رومی بادشاہ نے ان سے معرکہ آرائی کی یہ لوگ نہایت مردانگی سے شہر میں داخل ہو گئے۔

قسطنطینہ میں غارت گری: موجودہ رومی بادشاہ بھاگ گیا شہر کے بعض محلوں کو انہوں نے جلا دیا اور لڑکے کو تخت حکومت پر بٹھا دیا اس رد و بدل کا شہر اور اہل شہر پر بہت برا اثر پڑا اور باشوں نے گرجوں کے اسباب لوٹ لئے فرانسیسیوں کے چلے جانے کے بعد اہل شہر نے متفق ہو کر اس لڑکے کو تخت سے اتار دیا اور دوبارہ اس کے چچا کو تلاش کر کے تخت پر بٹھایا۔ فرانس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے پھر ان کا محاصرہ کیا محصور بادشاہ رومی نے سلیمان بن قلیج ارسلان والی تونیہ و بلاد روم شرقی خلیج کو اپنی امداد پر ابھارا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ان فرانسیسیوں نے حیلوں سے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا جو اس وقت شہر میں موجود تھے پھر کیا تھا لشکر فرانس نے شہر میں داخل ہو کر آٹھ روز تک قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا رومی کینسہ عظمیٰ موسومہ بہ ”موقیا“ میں جان کے خوف سے چاہیے۔

اساقفوں اور راہبوں کا قتل عام: قیسین اور اساقفہ اور رہبان کا ایک گروہ انجیل اور صلیب لئے ہوئے الامان چلاتے ہوئے نکلا۔ لیکن اہل فرانس نے نہ تو ان کے ہم مذہب ہونے کا کچھ خیال کیا اور نہ ان کے عہد و پیمانہ پر نظر کی سب کو دم زدن میں قتل کر ڈالا اس کے بعد اہل فرانس نے قسطنطینہ کی شاہی کے لئے قرعہ ڈالا کید فلید کا نام قرعہ میں نکلا۔ چنانچہ یہی قسطنطینہ اور اس کے متعلقات کا بادشاہ ہوا اور دوقس بنادقہ جزائر مثل اقریطش و رودس وغیرہ کا اور مراکش سپہ سالار ان بلاد کا حکمران ہوا جو خلیج کے شرقی جانب واقع ہیں۔

فرانسیسیوں کا روم سے اخراج: ان واقعات کے بعد روم کا ایک بطریق لشکر نامی شرقی خلیج پر غالب آیا اور فرانسیسیوں کو وہاں سے نکال دیا اس کے بعد قسطنطینہ پر میخائیل نامی ایک شخص قابض ہوا۔ پھر اس نے از سر نو قسطنطینہ کو آباد کیا اور فرانسیسی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے اس نے اس بادشاہ کو قتل کر ڈالا جو اس سے پہلے قسطنطینہ پر حکمرانی کر رہا تھا اس نے منصور قلاون والی مصر و شام سے صلح کر لی۔ ۶۸۱ ہجری مطابق ۱۲۸۲ء میں اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا ماند تخت نشین ہوا اس کا لقب دوقس اور لشکری کے نام سے مشہور تھا۔

دولت بنی قلیج ارسلان کے ختم ہونے کے بعد ان کی سلطنت و ممالک کے مالک تتر ہوئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے اور بنو لشکری اسی زمانہ تک قسطنطینہ پر حکمرانی کرتے رہے اور بلاد روم سے دولت تتر کے ختم ہونے کے بعد شرقی خلیج پر ابن عثمان جو امیر الترمکان حکمران ہوا اس کی اولاد اس وقت تک قسطنطینہ اور اس کے جمیع اطراف و جوانب پر قابض ہے۔

هذا ما بلغنا من اخبار الروم من اول دولتهم منذ يونان و القياصرة لهذا العهد و الله و ارث الارض و من



## باب: ۲۳

### قوط (گاتھ)

قوط قوم کی اصل: یہ گروہ بھی ان امتوں میں سے ہے جن کی عظیم الشان حکومتیں دول طبقہ ثانیہ عرب کے معاصر رہی ہیں ہم نے لاطینیوں کے بعد ان کا تذکرہ اس وجہ سے کیا ہے کہ انہیں حکومت و سلطنت انہی سے حاصل ہوئی تھی۔ زمانہ قدیم میں یہ گروہ سیمین کے نام سے معروف تھا اس نظر سے کہ فارس اور یونان کے درمیان مشرق میں اس نے اس سرزمین کو آباد کیا تھا نسا ان کا صین (چین) سے تعلق ہے یہ مانوغ بن یافث کی اولاد سے ہیں ملوک سریانین سے اور ان سے اکثر محاربے پیش آئے مؤمن مالی بادشاہ سریان نے زمانہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں ان پر حملہ کیا تھا اور انہوں نے ان کی مدافعت کی تھی پھر زمانہ تخریب بیت المقدس اور زمانہ بناء رومہ میں یہ فارس سے بھی لڑے تھے۔

قوط کا روم پر حملہ: پھر جب ان پر سکندر غالب آیا تو یہ اس کے محکوم ہو کر قبائل اور یونان میں شامل ہو گئے اسکندر یہ کا زمانہ گزرنے کے بعد جب رومیوں کی حکومت کمزور ہو گئی تو انہوں نے غریقیوں کے بلاد اور مقدونیا اور نبطہ پر غلینوس بن بار ایان قیصر کے زمانہ میں قبضہ کر لیا ایک مدت تک ان میں باہم لڑائی قائم رہی اس کے بعد پھر قیصرہ نے انہیں مغلوب اور زیر کر لیا پھر جب قیصرہ کا دار الحکومت قسطنطنیہ میں آ رہا اور ان کی قوت رومہ میں گھٹ گئی تو پھر قوط (گاتھ) نے رومہ پر حملہ کر دیا اور زبردستی اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔

قوط اور رومیوں کی شروط مصالحت: پھر زمانہ طودوشیش بن ارکادش میں متعدد لڑائیوں کے بعد رومہ سے نکالے گئے اس زمانہ میں ان کا سردار انطوک تھا یہ طودوشیش ہی کے زمانہ میں مر گیا اس نے اپنے کو ملوک رومہ کے نام سے موسوم کرنا چاہا تھا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ پھر رومیوں سے اور اس سے اس امر پر صلح ہوئی کہ بلاد اندلس سے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا مستقل حکمران یہ خود رہے گا یہ مصالحت اس وجہ سے رومیوں نے کر لی تھی کہ ان کی حکومت اندلس میں ضعیف ہو گئی تھی۔

قندلس: غریقیوں کے تین گروہ ایوں، شوانیوں، قندلس نے پہنچ کر باہم اسے تقسیم کر لیا تھا قندلس ہی کے نام سے اندلس موسوم ہوا۔ اندلس میں ان سے پہلے ارباریوں حکمرانی کر رہے تھے جو طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں یہ نسا انطالیس کے بھائی ہیں طوفان کے بعد یہ اسی مقام پر آباد ہوئے اور ایک زمانہ تک رومہ کی حکومت کے مطیع رہے یہاں تک کہ ان غریقیوں نے اس پر قبضہ حاصل کیا جس زمانہ میں قوط (گاتھ) نے شہر رومہ پر حملہ کیا اور ان امتوں کو مغلوب کر دیا جو طوال کی اولاد سے تھیں بعضے یہ کہتے ہیں کہ اغریقی طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں واللہ اعلم۔



**شاہ طشتریک کا قتل:** ان لوگوں نے اس ملک کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ قندلس نے جلیقیہ کو اور شہونہ نے ماردہ، طلیطلہ اور شوانش نے مرسیہ کو لیا۔ اشبیلیہ، قرطبہ، حیان، طالعہ، پرابیق نے قبضہ کر لیا۔ ان کا سردار عندریقش برادر لشیقش تھا جس زمانہ میں رومہ پر قوط نے حملہ کیا تھا۔ اس کی حکومت چالیس برس تک رہی اس کے بعد طشتریک بادشاہ ہوا۔ اسے رومانوں نے قتل کر کے اس کی جگہ ماسہ کو متعین کیا۔ تین برس تک یہ بادشاہ رہا اس کی بہن کا عقد طودوشیش بادشاہ رومہ سے ہوا۔ طودوشیش نے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ بلا داندلس سے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا حکمران یہ خود رہے۔

**لرزیق کا اندلس پر حملہ اور قبضہ:** پھر اس کے مرنے کے بعد لرزیق تیرہ برس تک حکمران رہا یہ وہی شخص ہے جس نے اندلس پر چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے تمام ان طوائف الملوک کو اندلس سے نکال باہر کیا جو اس سے پیشتر وہاں موجود تھے۔ لرزیق کے بعد طورویق سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا کچھ عرصہ بعد بستکس نامی ایک شخص نے بغاوت اختیار کی اس کی بغاوت کے ختم کرنے کے بعد طورویق مر گیا اس کے بعد دیک تیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

**دیک کی فرانس پر فوج کشی:** اس کے زمانہ میں شاہ افرنج (فرانس) نے اندلس پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ایک کثیر التعداد لشکر کو جمع کیا۔ دیک کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ان کے خروج سے پہلے قوط کو جمع کر کے فرانس پر حملہ کر دیا اور بلا خوف و خطر ان کے ملک پر گھستا چلا گیا۔ اہل فرانس نے اسے اس کے شہروں سے دور پا کر گرفتار کر لیا اسے اور اس کے عام مصاحبین کو قتل کر ڈالا۔

**اندلس سے فرانسیسیوں کا خراج:** اس سے پیشتر اخبار دولت بلنسیان بن قسطنطین (قیصرہ مقصرہ) میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اندلس میں داخل ہونے سے پہلے قوط کے دو گروہ تھے ایک گروہ اندلس کی طرف چلا آیا اور دوسرا اطراف رومہ میں مقیم رہا۔ جب اس گروہ کو دیک والی اندلس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو اس نے بمشورہ اپنے امیر طودریک فرانس پر حملہ کر دیا اور بلا داندلس میں جس قدر اس قوم کے لوگ آباد تھے انہوں نے اس کی موافقت کر کے فرانس کو زیر کر کے اندلس سے نکال دیا۔

**اشترک کی تخت نشینی:** اختتام جنگ کے بعد والی اندلس دیک کے لڑکے اشتریک کو تخت نشین کر کے اپنے ملک واپس آیا اس کے بعد پھر فرانس نے اشتریک پر چڑھائی کی اور مقام طلوسہ میں اسے شکست فاش دی پانچ برس حکومت کر کے اشتریک مر گیا۔

**طودریق کا قتل:** اس کی جگہ بشلیقش چار برس اس کے بعد طودریق اکٹھ برس حکمران رہا۔ طودریق کو خود اس کے کسی مصاحب نے اشبیلیہ میں مار ڈالا۔ تب اس کی جگہ ابریق پانچ برس اس کے بعد طودس تیرہ برس اور طود شکل دو برس اس کے بعد ایلہ پانچ برس یکے بعد دیگرے حکمران رہے اس کے زمانہ میں اہل قرطبہ باغی ہو گئے تھے اس سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں۔

**بویلیدہ کی حکومت:** اس کے بعد طینجاد پندرہ برس یہولہ ایک برس بویلیدہ اٹھارہ برس بادشاہت کرتے رہے۔ اس کے زمانہ میں اطراف و جوانب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اس نے اسے نہایت خوبی سے ختم کیا پھر عیسائیوں سے اور اس سے مسئلہ



توحید و تثلیث پر جھگڑا ہوا جس کے اثناء میں یہ مارا گیا۔

زور لیق کا قبول عیسائیت: اور اس کی جگہ اس کا لڑکا زور لیق سولہ برس بادشاہ رہا یہ نصرانیوں کی توحید مثلث کا معتقد اور قائل ہو گیا اس نے قرطبہ میں اپنے نام سے دو ایک شہر آباد کئے جب اس کا بھی خاتمہ ہو گیا تو قوط (گاتھ) پر یہولہ نے دو برس تبدیقا عندمار نے دو برس شیشوط نے اسی برس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکومت کی۔ اسی کے زمانہ میں قسطنطنیہ اور شام کا حکمران ہرقل تھا جس کے عہد حکومت میں ہجرت واقع ہوئی تھی۔ شیشوط کے مرنے پر زور لیق ثانی تین مہینے شملہ تین برس سنشادس پانچ برس خوشوندسات برس خوشوندتیس برس ترتیب کے مطابق بادشاہت و حکومت پر قائم رہے اسی کے زمانہ حکومت سے قوط قوائے حکمرانی ضعیف اور حکومت کمزور ہو گئی۔

زور لیق ثالث (راڈرک): اس کے بعد مانیہ آٹھ برس اس کے بعد لوری آٹھ برس ریقہ سولہ برس عطسہ چودہ برس حکمران رہا۔ ان کے بعد زور لیق ثالث نے دو برس بادشاہت کی یہ وہی شخص ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا تھا اور اسی کے زمانہ میں اندلس میں قوط مغلوب ہوئے تھے اور اسلامی پھر اندلس کی پہاڑیوں پر اڑایا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم وقت ذکر فتح اندلس بیان کریں گے ان شاء اللہ۔

قوم قوط (گاتھ) کی یہ خبریں ہم نے ہیروشیوش کے کلام سے نقل کی ہیں اور وہی ہمارے نزدیک اور مورخین کے حالات سے زیادہ صحیح اور قابل اعتبار ہیں۔ واللہ اعلم سبحانہ و تعالیٰ اعلم



## باب : ۲۴

### بنو خمیر، بنو قضاہ اور بنو کہلان

طبقہ ثالثہ: عرب بادیہ کا یہ گروہ ان لوگوں میں سے ہے جو خمیوں میں گزر اوقات کرتے تھے کسی مکان کے پابند نہ تھے یہ ہمیشہ امم عالم اور پرانی قوموں سے بڑھے رہے کبھی ان کی ترقی کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ عزت و غلبہ اور قوت ان کے ہرکاب ہوتی ان کی فتوحات کی موجیں مضبوط ممالک کی دیواریں گرا دیتیں اور انہیں ان پر عزت و سطوت کے ساتھ قبضہ دلا دیتی تھیں پھر کچھ زمانہ بعد عیش و عشرت پسندی کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیتیں۔ یہ اپنے معاصرین سے مغلوب ہو جاتے بعضے قتل کئے جاتے اور بعضے بھاگ کر کھلے میدانوں میں چلے جاتے اور بدستور سابق زندگی بسر کرتے۔ ان میں سے وہ لوگ (جو ریاست و حکومت کے بانی ہوتے) عشرت پسندی اور آرام طلبی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور ان کی حکومت و امارت ایک بڑا زمانہ گزرنے کی وجہ سے دوسروں کے قبضہ میں چلی جاتی۔ یہ لوگ اپنے معاصرین اور ہمسایہ امراء سے ہر زمانہ میں طلب معاش اور کسب رزق کے لئے اکثر لڑتے بھڑتے رہتے تھے۔ درحقیقت فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے (گو امید موہوم پر مبنی کیوں نہ ہو) غیروں سے لڑے اور مضرت و نقصان سے اپنے کو بچائے۔

عربوں کی حکومت: الغرض جب غلبہ کے باعث زمام حکومت عرب کے قبضہ میں آئی تو طبقہ اولیٰ میں عمالقہ اور طبقہ ثانیہ میں تباہ عرب کے مالک ہوئے اور کثرت کی وجہ سے اس زمانہ میں یمن و حجاز اور عراق و شام میں پھیلے رہے جب ان کا ملک ان کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور عراق میں ان میں سے کچھ لوگ باقی رہے تو وہ شاہ وقت کی ماتحتی میں وہیں مقیم رہے۔

عربوں کی عراق و شام میں آنے کی وجہ: اس مقام پر اہل عرب کے آنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت اہل و بر نے اطراف عدن و یمن میں اپنے نبی شعیب بن ذی مہدم کو شہید کیا تو اللہ جل شانہ نے ان پر اور بنی اسرائیل پر سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے بخت نصر کو مسلط کیا اللہ جل و علا ذکرہ نے ارمیا بن حزقیاہ و برخیاہ علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ بخت نصر کو یہ ان عرب کی گوشمالی کے لئے روانہ کریں جن کے گھر کے دروازہ نہیں ہیں (یعنی جو لوگ بیابانوں میں بسر اوقات کرتے ہیں) یہ انہیں قتل کرے ان کے گھروں کو اجاڑ دے لیکن ان کی عورتوں کو مباح نہ کرے۔

بخت نصر کی عرب پر فوج کشی: بخت نصر یہ سن کر بولا کہ میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے اور سوار اور پیادوں سے لشکر مرتب کر کے عرب کی طرف بڑھا۔ عرب بھی اپنے جزیرہ نما کے رہنے والوں کو لے کر مقابلہ پر آئے سب سے پہلے عدنان کو شکست ہوئی باقی جس قدر رہے وہ گرفتار کر لئے گئے۔ بخت نصر نے بابل کی واپسی کے وقت تمام قیدیوں کو انبار میں



ٹھہرایا۔ ابن کلبی کہتا ہے کہ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو اس نے ان اہل عرب کو رسد رسانی کے لئے گرفتار کر لیا جو اس کے ملک میں موجود تھے اور انہیں حیرہ لا کر ٹھہرایا۔ پھر جب وہ لشکر لے کر نکلا اور ان میں سے چند قبائل اس کے ہمراہ ہو گئے تو اس نے انہیں شط فرات پر جہاں اس کا لشکر تھا ٹھہرایا ان لوگوں نے اس مقام پر کو انبار کے نام سے موسوم کیا پھر کچھ عرصہ بعد اس نے انہیں وہاں سے منتقل کر کے حیرہ میں لا بسایا یہ لوگ زمانہ بخت نصر تک یہیں مقیم رہے پھر جب وہ مر گیا تو انبار چلے گئے۔

حیرہ کی وجہ تسمیہ: طبری کہتا ہے کہ تبع ابو کرب نے ارد شیر بہمن کے زمانہ میں جب عراق پر چڑھائی کی اور جبل طے اور وہاں سے انبار ہوتے ہوئے رات کے وقت مقام حیرہ تک پہنچا تو راستہ نہ ملنے کی وجہ سے حیران ہو کر وہیں ٹھہر گیا اس وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ رکھ دیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوتے ہوئے اپنی قوم از دلختم، جذام، عاملہ، قضاہ میں سے چند لوگوں کو وہیں چھوڑ دیا یہ لوگ وہیں رہنے لگے پھر ان میں سے چند لوگ طے، کلب، ایاد، حرث بن کعب وغیرہ کے آکر شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔

حیرہ کے نام کی دوسری روایت: اسی روایت سے ملتی ہوئی یہ روایت ہے کہ جس وقت تبع یمن عرب کو لے کر عراق کی طرف بڑھا تو کوفہ کے باہر پہنچ کر حیرت زدہ ہو کر شب کو راستہ بھول گیا صبح کے وقت چند ضعفاء لشکر کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا اسی وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ ہو گیا پھر جب وہ واپس ہو کر اس مقام پر پہنچا تو ان لوگوں کو آباد پایا جنہیں وہ چھوڑ گیا تھا تبع نے انہیں مصلحتاً وہیں رہنے دیا ان میں عرب کے اکثر قبائل ہذیل، لخم، جعفی، طے، کلب، بنو لیمان (جرہم) کے آدمی موجود تھے۔

اہل عرب کی روانگی یمن و شام: ہشام بن محمد تحریر کرتا ہے کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد جنہیں اس نے حیرہ میں آباد کیا تھا وہ انبار چلے آئے ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو بنو اسماعیل اور بنو معد کے ان میں شامل ہو گئے تھے۔ پھر معد کی اولاد کی کثرت ہوئی پھر یہ لوگ بلاد یمن اور مشارف شام کی طرف طلب معاش کے لئے نکلے اور تہامہ عرب سے مالک و عمرو پسران فہم بن تیم اللہ بن اسد ابن و برہ بن قضاہ اور مالک بن زہیر ابن عمرو بن فہم اپنی قوم کی ایک جماعت لئے ہوئے اور ختفار بن الحقیق بن عمرو بن معد بن عدنان اپنے گھر والوں کے ہمراہ بحرین چلے آئے کچھ عرصہ بعد غطفان بن عمرو بن لطمان بن عبد مناف بن یعدم بن وئی بن ایاد بن ارقص بن صبیح بن حارث بن افضی بن وئی اور زہیر بن الحرث ابن اللیل بن زہیر بن ایاد بھی آکر ان میں شامل ہو گئے۔

عربوں کی بحرین میں آمد: بحرین میں ان دنوں قوم از دآباد تھی جو یمن سے زمانہ خروج مذہبیا میں یہاں چلی آئی تھی۔ عرب کا بحرین میں اجتماع زمانہ طوائف الملوکی میں ہوا ہے ملوک بحرین متفرق طور پر مختلف اور متعدد علاقوں کے مالک تھے ان میں سے ہر ایک دوسرے پر حملہ کر دیتا تھا اور ہمیشہ ایک دوسرے کی خرابی کی فکر میں رہتے تھے اسی زمانہ میں اہل عرب بحرین آئے اور اس خیال سے کہ مبادا عجمی بحرین پر غالب یا اس کی حکومت میں شریک نہ ہو جائیں عرب نے اس اختلاف کو رفع کر دیا جو وہاں کے حکمرانوں میں باہمی واقع ہو رہا تھا اور ان کے امراء و روساء کو جمع کر کے عراق کی طرف بڑھنے کی تحریک کی۔

عربوں کی عراق کی جانب پیش قدمی: سب سے پہلے ان میں سے ختفار بن الحقیق اشلاء، قعص بن معد چند آدمیوں



کے ہمراہ سواد عراق کی طرف بڑھے۔ بادشاہ جزیرہ میں موصل تک بنو ارم بنشام (جو اس سے پہلے دمشق کے بادشاہ اور بقیہ عرب اولیٰ تھے) ملوک الطوائف سے قتل و قتال کر رہے تھے عرب نے انہیں سواد عراق سے نکال باہر کیا اس کے بعد مالک و عمرو پسران فہم اور مالک بن زہیر (بنی قضاعہ سے) غطفان بن عمرو اور صبح بن صبح۔ زہیر بن الحرث نے (بنی ایاد سے) ان لوگوں کے ہمراہ جو بنو غسان اور ان کے خلفاء انبار میں موجود تھے عراق کی طرف خروج کیا۔ بنو ارم کے قبضہ میں جو بقیہ بلاد تھے وہ بھی نکل گئے سواد عراق پر ان کی حکومت کا برائے نام بھی اثر باقی نہ رہا۔

ابن قیس اور ابن لخم کا حیرہ میں قیام: ان کے بعد نمارہ بن قیس اور نمارہ بن لخم قبائل کندہ کی امداد سے حیرہ آ کر آباد ہو گئے یہاں تک کہ تیج ابو کر ب کا اس طرف سے گزر ہوا اور اس نے اپنے کمزور لشکریوں کو یہاں چھوڑ دیا یہ لوگ وہیں آباد ہو گئے ان میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے بیان کیا ہے اور تنوخ کا ایک گروہ خیموں میں حیرہ اور انبار کے درمیان میدانوں میں رہنے لگا وہ شہروں میں آتا اور نہ اہل شہر سے میل جول پسند کرتا تھا یہ لوگ عرب ضاحیہ کے نام سے مشہور تھے سب سے پہلے ان میں سے زمانہ ملوک الطوائف میں مالک بن فہم اس کے بعد عمرو بن فہم اس کے بعد جدیمہ الابرش بن فہم حکمران ہوئے جیسا کہ آئندہ اس کا ذکر آئے گا۔

بنو خزاعہ اور بنی جرہم کی جنگ: الغرض رفتہ رفتہ عرب کا یہ گروہ شام و عراق میں پھیل گیا اور چند لوگ (یعنی خزاعہ) ان سے علیحدہ ہو کر حجاز چلے آئے بنی جرہم سے مکہ میں لڑے اور انہیں مغلوب کیا نصر بن الازد عمان میں اور غسان جبال شرات میں جا کر ٹھہرے ان سے اور بنی معد سے معرکہ آرائیاں ہوئیں یہاں تک کہ انہوں نے حجاز و شام کے درمیان قیام کیا یہ حال عرب کے اس گروہ کا ہے جو عراق اور شام میں رہا تھا باقی ان میں سے چھ قبیلہ مذحج، کندہ، اشعری، حمیر، انمار (ابو حنیم) بھیلہ یمن میں رہے۔ یمن میں حکومت پہلے حمیر میں پھر تابعہ میں آئی اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ مزہقیاء اور ازد کے خروج کی ابتداء زمانہ حکومت تابعہ یا اس سے چند دن پہلے ہوئی ہے۔

معد بن عدنان: باقی رہے بنو معد بن عدنان ان کا واقعہ یہ ہے کہ جب ارمیا اور برخیا علیہما السلام کو بذریعہ وحی عرب پر بخت نصر کے حملہ کرنے کی اطلاع دی گئی تو یہ بھی حکم دیا گیا کہ ”وہ دونوں گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں۔ کیونکہ معد بن عدنان ہی کی اولاد سے (حضرت) محمد نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے۔“ چنانچہ ارمیا، برخیا علیہما السلام عرب تشریف لے گئے اور معد بن عدنان کو اس گروہ سے نکال لائے۔ معد بن عدنان کی عمر اس وقت بارہ برس تھی مقام حران میں انہیں دونوں نبیوں کے سایہ عاطفت میں انہوں نے پرورش پائی۔ بخت نصر نے عرب کو زیر کر لیا اور عدنان کا انتقال ہو گیا ایک مدت تک بلاد عرب ویران پڑے رہے۔

معد بن عدنان کی حجاز میں آمد: پھر جب بخت نصر ہلاک ہو گیا تو معد بن عدنان انبیاء بنی اسرائیل کے ہمراہ حج کرنے کے لئے آئے تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ حرث بن مضاض جزہمی کی اولاد اور قبائل دوس کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ معد بن عدنان نے جرہم بن جہمہ کی لڑکی معانہ سے عقد کر لیا جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔ سہیلی کہتا ہے کہ معد بن عدنان حجاز کی طرف اس وقت واپس گئے ہیں جب اللہ جل شانہ نے عرب سے تمام مخمضے اور مصائب دور کر دیئے تھے اور بقایا عرب جو اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے حضور و اہل الراس (جن کی سطوت سارے عرب پر چھائی ہوئی تھی)



کی تباہی بخت نصر کی بربادی کے بعد عرب واپس آئے ہیں) (انتھی کلام السہیلی)

اس کے بعد معد کی اولاد کثرت اولاد ربیعہ و مضر و ایاد میں ہوئی اور یہ لوگ عراق و شام میں پھیل گئے سب سے پہلے ان میں سے اشلاق قص نے قدم نکالا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور ان کے بعد قدم بقدم اور عرب آئے جو احیاء یمنیہ کے ساتھ (جن کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے) یمن میں ٹھہرے تباہی کے ساتھ اکثر جدال و قتال کرتے رہے۔

تابعہ العرب: پھر عراق و شام و حجاز میں زمانہ ملوک الطوائف اور تابعہ کی حکومت کے بعد یمنیہ و عدنانیہ کی حکومتیں سلطنتیں ہوئی جب کہ پہلی تمام مصیبتیں اور پہلے تمام حالات ختم ہو چکے تھے اس وجہ سے یہ گروہ اس امر کا ضرور مستحق ہے کہ اسے پہلے گروہ سے علیحدہ کیا جائے اور گزشتہ طبقوں سے جدا گانہ سمجھا جائے اور جب تک کہ انشاء عرب بیت میں ان کا کچھ اثر نہیں سمجھا گیا اور نہ لغت میں ان کا دخل پایا گیا اور یہ لوگ تمام حالات میں اپنے سلف کے تابع رہے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ عرب تابعہ للعرب کے نام سے یہ گروہ موسوم کیا جائے اس طرح طبقہ یمانیہ میں ایک زمانہ تک ریاست و حکومت رہی اور مضر و ربیعہ کے قبیلے حکومت و سلطنت میں ان کے تابع رہے چنانچہ حیرہ میں لحم (بنی منذر) اور شام میں غسان (بنی بھنہ) اور یثرب میں اس و خزرج بنو قیلہ کی حکومت قائم ہوئی۔

بادیہ نشین عرب: ان کے علاوہ عرب کے رہنے والے اکثر بادیہ نشین تھے گوان میں بھی کہیں کہیں ریاست کا وجود پایا جاتا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ ریاستیں انہی میں سے کسی ریاست کی ماتحت و مطیع سمجھی جاتی ہیں کچھ عرصہ بعد تمام حکومت و سلطنت مصر کے ہاتھ آئی اور اطراف حجاز میں قریش کا ایک زمانہ تک ظہور رہا اطراف و جوانب کے حکمران ان کی تعظیم کرتے رہے پھر اسلام کے روشن آفتاب نے اس گروہ کو اپنے نورانی شعاعوں سے منور کیا۔ بنی مضر حکومت اور نبوت سے سرفراز کئے گئے اسلامی حکومتیں تقریباً تمام اسی قبیلہ سے ہوئیں لیکن یہ کہ بعض حکومتیں جو عجم میں اس قبیلہ کے علاوہ قائم ہوئی وہ اسی کی شاخ اور اسی حکومت کی تمہید سمجھی جاتی ہیں جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے سردست مناسب یہ ہے کہ اس طبقہ کے قبائل قحطان و عدنان و قضاعہ کا ہم جدا گانہ ذکر کریں اور ان کی حکومت و سلطنت قبل از اسلام اور بعد از اسلام کی مفصل کیفیات بیان کریں۔

عرب کا نسب: تمام عرب کا نسبی سلسلہ عدنان، قحطان، قضاعہ پر ختم ہوتا ہے۔ عدنان با تفاق علماء نسب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے باقی رہا ان دونوں میں پشتوں کا شمار وہ ایسا امر ہے جس سے کوئی یقینی امر معلوم نہیں ہو سکتا۔ عدنان کے سوا اسماعیل کی اولاد سے کوئی سلسلہ نسلی نہیں چلا اور نہ ان میں سے کوئی شخص روئے زمین پر باقی رہا۔

قحطان: قحطان کے بارے میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ اسماعیل کی اولاد سے ہے۔ امام بخاری کا ظاہری کلام اسی امر کی شہادت دے رہا ہے کیونکہ امام موصوف نے باب نسب الیمین۔ الی اسماعیل میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ((ارموا بنی اسماعیل فان اباکم کان رامیا)) آپ نے اس قوم کے لئے فرمایا تھا جو یمن کی تھی۔ تحریر کیا ہے پھر آگے چل کر تحریر کیا ہے کہ ابن افضی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ اسلام لایا یعنی خزاعہ سب سے ہے اور اس و خزرج انہی میں داخلہ میں اس قول کے قائل یہ کہتے ہیں کہ قحطان ہمیسع کا اور وہ ابن ابن قیذار بن بنت بن اسماعیل کا لڑکا ہے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قحطان یقطن کو کہتے ہیں جس کا ذکر تورات میں بزمرہ اولاد عابر آیا ہے اور حضرت موت قحطان کی شاخ سے ہے۔

قضاعہ: قضاعہ کی نسبت ابن اسحاق کلبی اور گروہ مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ یہ حمیر سے ہے کبھی اس بیان کی تائید کے لئے وہ



حدیث پیش کی جاتی ہے جسے ابن لہیعہ نے عقبہ بن عامر الجعفی سے روایت کیا ہے:

(( قلنا یا رسول اللہ فمن نحن قال انتم من قضاة ابن مالک ))

”عقبہ بن عامر نے کہا یا رسول اللہ ہم کس قبیلہ سے ہیں فرمایا جناب موصوف نے تم لوگ قضاة ابن مالک کی نسل سے ہو۔“

عمر بن مرہ صحابی کہتے ہیں۔

نحن بنو الشيخ الحجاز الازهرى قضاة ابن مالک بن حمير

قضاة کا نسب: زہیر کا یہ خیال ہے کہ قضاة اور اس کے بھائی مضر یہ حمیر بن معد بن عدنان سے ہیں۔ سہیلی کہتا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ چونکہ مادر قضاة (عکبرہ) کا شوہر مالک بن حمیر اس وقت فوت ہوا ہے جبکہ اس کے حمل میں قضاة تھا اور عکبرہ نے بیوگی کے بعد معد بن عدنان سے عقد کر لیا۔ اس کے بعد قضاعیوں پیدا ہوا اسی وجہ سے قضاة معد بن عدنان کی طرف منسوب ہوتا ہے یہی قول زہیر کا بھی ہے۔ حکماء متقدمین یونان مثل بطلمیوس ہرودشیوش وغیرہما کی کتابوں میں قضاعیوں اور ان کی لڑائیوں کا تذکرہ ہے لیکن اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ ان قضاعیوں کے اسلاف سے ہیں یا ان کے بعد کے لوگ ہیں۔ کبھی اس قول پر کہ قضاة نسل عدنان سے ہے یہ شہادت پیش کی جاتی ہے کہ بلاد قضاة بلاد شام اور مالک بنو عدنان سے ملے ہوئے ہیں اور اصل تو یہ ہے کہ دور کے انساب میں یقین کی بہ نسبت ظن کا احتمال غالب ہے واللہ اعلم

بنو حمیر قحطانیہ: چونکہ زمانہ قدیم میں عرب کی حکومت سبا بن یثجب بن یعر ب بن قحطان میں تھی پھر اس کی حمیر بن سبا اور کہلان بن سبا میں شاخیں پھیلی تھیں اس کے بعد بنو حمیر نے حکومت و مملکت میں علیحدہ روش اختیار کر لی انہیں میں سے ملوک تابعہ میں جن کی دولت و حکومت مشہور عالم ہے لہذا ہم پہلے قحطانیہ میں سے حمیر کے حالات لکھتے ہیں اس کے بعد قضاة کے حالات تحریر کریں گے اس وجہ سے کہ بلحاظ قول مشہور قضاة کا حمیر سے نسبی تعلق ہے۔ پھر اسی کے بعد ہی کہلان برادر حمیر (قضاة) کا ذکر کر کے بنو عدنان کے حالات لکھیں گے۔

حمیر بن سبا: اس سے پیشتر ہم ان بنو حمیر کے تمام قبیلوں کا ذکر کر چکے ہیں جن کی دولت و حکومت ملوک تابعہ سے پہلے تھی اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ حمیر بن سبا کے نوڑ کے تھے۔ ہمسع، مالک، زید، عریب، وائل، مشروح، معد، یکر، اوس، مرہ، بنو مرہ حضرموت میں جا رہے تھے اور حمیر میں سے ابن بن زہیر بن الغوث بن ابن بن ابہسع بن حمیر ہے انہیں کی طرف عدنان ابن منسوب ہوتا ہے اور انہیں میں سے بنو ملوک اور بنو عبد شمس ہیں جو وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر کے لڑکے ہیں۔ اعریب اور ابن دونوں بھائی ہیں اور بنو عبد شمس سے بنو شرعب بن قیس ابن معاویہ بن جسم بن عبد شمس ہیں جس شخص کا یہ خیال تھا کہ جسم اور عبد شمس دونوں بھائی اور وائل کے لڑکے ہیں اس کا قول اس سے پہلے ہم نے بیان کر دیا ہے اور صحیح وہی ہے جو ہم نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔

بنو خیران و شعبان: اور بنو خیران اور شعبان پسران عمرو برادر شرعب بن قیس ہیں اور زید الجہور بن سہل برادر خیران و شعبان ہے اور چوتھا ان کا حسان القلیل بن عمرو ہے۔ جس کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے اور زید الجہور سے ذورعین ہے جس کا نام یریم بن زید سہل ہے اس کی طرف عبد کلیل منسوب ہوتا ہے جس کا ذکر ملوک تابعہ میں ہو چکا ہے۔ حارث اور عریب پسران



عبد کلال بن عریب بن یثرب بن شرح بن مدان بن ذی رعیین وہ ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا اور انہیں میں سے کعب بن زید الجہور (ملقب بہ کعب الظلم) اور سببا الاصغر بن کعب کی اولاد ہے اسی کی طرف ملوک تابعہ کا نسبی سلسلہ ختم ہوتا ہے اور زید الجہور سے بنو حضور بن عدی بن مالک بن زید ہے۔ ان سب کا تذکرہ ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں۔

شعیب بن ذی مہدم: اہل یمن کہتے ہیں کہ انہیں میں سے شعیب بن ذی مہدم نبی تھے جنہیں ان کی قوم نے شہید کر ڈالا تھا۔ بخت نصر نے ان پر چڑھائی کی اور انہیں قتل کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ جناب موصوف حضور بن قحطان سے ہیں جس کا نام توریت میں یقطن لکھا ہے۔

بنو میتم: انہیں میں سے بنو میتم اور بنو حوالہ پسران سعد بن عوف بن عدی بن مالک برادر ذورعیین ہیں اور یہ عوف حضور کا بھائی ہے اور اس کے بھائی احاظ اور میتم بنو حراز بن سعد ہیں۔ پس میتم سے کعب احبار ہے (یعنی کعب بن مانع بن ہلسوع بن ہجری بن میتم) اور حوالہ سے مرہط ذوالکلاع ہے (یعنی سمیع بن ناکور) بن عمرو بن یعضر بن یزید اور وہی ذوالکلاع الاکبر بن النعمان بن احاظ ہے اور عمرو بن سعد الجناز و سحول سے بنو سوادۃ ابن عمرو والغوث بن سعد کعب اور ذواصح ابرہہ بن الصباح ہے جو عہد اسلام میں یمن کا بادشاہ تھا اس کا نسب اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔ انہی میں سے مالک بن انس امام دارالبحرہ (مدینہ منورہ) و رئیس فقہا سلف ہیں ان کا لقب یوں ہے:

”مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر (نافع) بن عمرو بن الحرث بن عثمان بن خثیل ابن عمرو بن الحرث (ذواصح)“

اور ان کے دونوں لڑکے یحییٰ و محمد اور چچا اولیس و ابوہل و ربیع بنی میتم قرشی کے خلفاء سے تھے اور زید الجہور سے مرثد بن علی بن ذی جدن بن الحرث بن زید ہے جس سے امرؤ القیس نے بنی اسد اپنے باپ کے قاتل کے خلاف مدد مانگی تھی اور بنو سببا اصغر سے اوزاع (یعنی بنو مرثد بن زید بن شدد بن زرعہ بن سببا اصغر) ہیں۔

بنو یعضر: انہیں کے بھائیوں میں سے بنو یعضر ہیں جنہوں نے حکومت یمن پر غلبہ حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ تذکرہ ملوک یمن عہد حکومت عباسیہ میں ہم بیان کریں گے اس کا نسب اس طرح ہے:

”یعفر بن عبدالرحمن بن کریت بن عثمان بن ابوضاح بن ابراہیم بن مانع بن عون بن مدرص بن عامر بن ذی مغار البطین بن زری مرالش بن مالک بن زید بن غوث ابن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شدد بن زرعہ۔“

آخری بادشاہ بنو یعضر کا یمن میں ابو غسان اسعد بن ابی یعفر ابراہیم بن محمد بن یعفر ہوا ہے ابو ابراہیم نے صنعاء پر قبضہ حاصل کر کے یمن میں قلعہ طلان بنوایا اس کے بعد وراثتاً اس کے لڑکے حکومت کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر ہمدان میں سے صلحیوں نے دولت عبیدہ شیمعی کی دعوت حاصل کر لی جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

۱۔ کنیت ان کی ابو عبداللہ ہے ۹۵ھ ہجری مقام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے قرأت نافع بن ابی نعیم سے سیکھی اور زہری و نافع مولیٰ ابن عمر سے حدیث کی سماعت کی چوڑا سی برس کی عمر پائی۔ ۹۷ھ ماہ ربیع الاول میں انتقال کیا اور ان کے حالات آئندہ موقع پر لکھے جائیں گے۔

۲۔ بعضوں نے بجائے عثمان کے غیمان بغین معجہ دیا ہے تختانیہ لکھا ہے۔

۳۔ بجائے اس نام کے بعض مؤرخ خثیل بن حکیم و ثمالے شلمہ دلائے تختانیہ ساکنہ لکھتے ہیں۔



**تتابعہ کا نسب:** زید الجہور سے ملوک تابعہ اور ملوک حمیر اور صفی بن سبا اصغر بن کعب بن زید ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ صفی کی نسل سے تبع اسعد ابو کریم حسان ذو معاہر اور تبع زرعہ بھی ہے جو ذونواس کے نام سے معروف ہے اس نے خود یہودیت اختیار کر لی تھی اور اہل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا۔ بعضے اسے یوسف کے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں اس نے نصرانیان نجران کو قتل کیا تھا انہی تابعہ میں سے شمریر عیش بن یاسر بن نعم بن عمرو ذی الازعار اور افریقش بن قیس بن صفی اور بلقیس بنت ایلی اشرح بن ذی جدن بن ایلی اشرح بن الحرث بن قیس بن صفی ہے ابن حزم کا یہ بھی خیال ہے کہ تابعہ کے انساب میں نہایت اختلاف ہے اور ان کے حالات میں ایسی بہت کم خبریں ہیں جو صحیح اور پایہ تصدیق کو پہنچتی ہوں۔

**سیف بن ذی یزن:** زید الجہور سے ذویزن بن عامر بن اسلم بن زید ہے بخیاں ابن حزم۔ عامر ہی ذویزن ہے اور اسی کی اولاد سے سیف بن النعمان بن عفیر بن زرعہ بن عفیر بن الحرث بن النعمان بن قیس بن عبید بن سیف بن ذی یزن ہے یہ سیف بن ذی یزن وہی ہے جو کسریٰ شاہ فارس کے پاس ملوک حبشہ کے ظلم و جور کی شکایت لے گیا تھا اور فارس کو یمن لایا تھا۔

بطون حمیر اور ان کے انساب یہی ہیں ان کا ملک یمن میں صنعا سے طفار و عدن تک تھا ان کی حکومت کے حالات ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیہا و هو خیر الوارثین

**قبائل حضرموت:** چونکہ مؤرخین حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ حضرموت اور جرہم کے بھی انساب ذکر کر دیا کرتے ہیں لہذا ہم بھی حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ ہی حضرموت اور جرہم اور ان کی شاخوں کے انساب تحریر کرنا چاہتے ہیں کیونکہ حضرموت اور جرہم سبا کے بھائیوں میں سے ہے جیسا کہ توریت میں مذکور ہے اور ہم اسے بیان کر چکے ہیں اور ان دونوں کے علاوہ قحطان کی اولاد سے سبا کے بعد کوئی مشہور شخص نہیں رہا۔

حضرموت اور ان کے بادشاہوں کا تذکرہ عرب باندہ کے ذیل میں ہم بیان کر چکے ہیں اور وہیں اشارہ ہم نے لکھ دیا ہے کہ ان کے بعد کے طبقے غیروں میں شامل ہو گئے ہیں اسی وجہ سے ہم انہیں اس طبقہ ثالثہ میں ذکر کرنا چاہتے ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرموت یقطن برادر قحطان کا لڑکا ہے واللہ اعلم اس خاندان میں حکومت و ریاست عہد اسلام تک قائم رہی ہے۔

**وائل بن حجر:** انہی میں سے وائل بن حجر ہیں جنہیں صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی تھی ان کا نسب اس طرح ہے:

”وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن وائل ابن النعمان بن ربیعہ بن الحارث بن عوف بن سعد بن عوف بن عدی بن شریل بن الحرث بن مالک بن مرة بن حمیر بن زید بن لابی بن مالک بن قدامتہ بن عجب ابن مالک بن لابی بن قحطان“۔

ان کا لڑکا علقمہ بن وائل ہے ابن حزم کے نزدیک حجر بن سعید اور سعید بن مسروق میں ایک پشت چھوٹ گئی ہے جس کا نام سعد ہے اور وہ سعید کا لڑکا ہے۔

**حضرت علاء بن الحضرمی:** پھر ابن حزم تحریر کرتا ہے کہ بنو خلدون اشبیلیہ بھی انہیں میں سے جبار بن علقمہ بن وائل کی اولاد سے ہیں اور انہیں میں سے علی المنذر بن محمد اور اس کے لڑکے قرمونہ اور اشبیلیہ میں ہیں جنہیں ابراہیم بن حجاج لخمی نے



بحیلہ قتل کیا۔ یہ دونوں عثمان ابو بکر ابن خالد بن عثمان ابو بکر بن مخلوف معروف بہ خلدون کے لڑکے ہیں (جو کہ مشرق میں داخل ہوا تھا) اور صف بن اسلم بن زید بن مالک بن زید بن حضرت موت اکبر بھی حضرت موت سے ہیں انہیں حضرمیوں میں سے علاء بن الحضرمی بھی ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا والی مقرر کیا تھا اور ابو بکر و عمرؓ نے حضور کے بعد انہیں اسی عہدہ پر قائم رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ۲۱ھ میں ان کا انتقال ہوا اور یہ علاء عبد اللہ بن عبدۃ بن حماد بن مالک حلیف بنو امیہ بن عبد شمس کے بیٹے ہیں اور ان کے بھائی میمون ابن الحضرمی بن الصدف ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”عبد اللہ بن حماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن اکبر بن عریب بن مالک بن الخزرج بن الصدف“ ابن حزم کہتا ہے کہ انہیں علاء بن حضرمی کی بہن صعبتہ بن الحضرمی طلحہ بن عبید اللہ کی ماں ہیں انتہی۔

بنو جرہم: جرہم کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ہیں ابن سعید کہتا ہے کہ یہ دو گروہ تھے ایک گروہ تو زمانہ عادی میں تھا اور ایک گروہ جرہم بن قحطان کی اولاد سے ہے یہ وہ جرہم ہے جو کہ حجاز کا مالک ہوا تھا۔ جبکہ اس کے بھائی یعر ب بن قحطان نے یمن پر اپنی حکمرانی کا سکہ چلایا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا عبد یلیل بن جرہم پھر اس کا لڑکا جرثم بن عبد یلیل پھر اس کے بعد اس کا لڑکا عبد المدان بن جرثم اس کے بعد نفیلہ بن عبد المدان اس کے بعد عبد المسیح بن نفیلہ پھر اس کا لڑکا مضاہ بن عبد المسیح پھر عمرو بن مضاہ اس کے بعد اس کا بھائی حرث بن مضاہ اس کے بعد عمرو بن الحرث پھر مضاہ بن عمرو یکے بعد دیگرے حکمرانی کرتے رہے۔ یہ جرہم کی دوسری امت ہے جس کی طرف سیدنا ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور جن میں آپ نے اپنی شادی کی تھی واللہ اعلم۔







**قضاء**: ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ قضاء بنو حمیر سے ہے یا کہ بنو عدنان سے اور اس مقام پر فریقین کے دلائل مختصر طور پر نقل کر دیئے گئے ہیں اور اس قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہ قضاء حمیر کے خاندان سے ہے بنو حمیر کے بعد ہی قضاء کا نسب بھی لکھ دیا گیا ہے اسی بناء پر بعضے کہتے ہیں کہ قضاء مالک بن حمیر کا لڑکا ہے اور کلبی لکھتا ہے کہ قضاء مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر کی نسل سے ہے بروایت ابن سعید قضاء بلاد شجر پر حکمران تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا الحاف پھر اس کا لڑکا مالک حاکم ہوا۔ قضاء اور وائل بن حمیر سے اکثر لڑائیاں ہوئیں پھر بلاد شجر پر مہرہ بن حیدان بن الحاف بن قضاء مستقل طور پر حکمران ہوا کچھ عرصہ بعد بنو قضاء نے نجران پر بھی قبضہ کر لیا پھر ان میں بنو حرث بن کعب بن الازد غالب ہو گیا اور بنو قضاء حجاز چلے گئے اور قبائل معد میں مل جل گئے اسی وقت سے بنو قضاء غلطی سے معد کی طرف منسوب کر دیئے گئے۔

**الحاف بن قضاء**: علماء نسب نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ قضاء کا الحاف (الحافی) کے سوا اور کوئی لڑکا نہ تھا اس سے تمام قبائل قضاء پیدا ہوئے الحافی (الحاف) الحاف کے تین لڑکے عمرو، عمران، اسلم (بضم اللام) تھے۔

**عمرو بن الحافی**: عمرو بن الحافی سے حیدان و بلی و بہرہ و حیدان سے مہرہ ہوا اور بلی کی نسل سے مشاہیر صحابہ (رضی اللہ عنہ) کی ایک جماعت ہے جن میں کعب بن عجرہ، خدیج بن سلامہ، سہل بن رافع، ابو بردہ بن نیار ہیں اور بہرا کی اولاد سے بھی صحابہ کی ایک جماعت ہے جن میں مقداد بن عمرو ہیں۔ یہ اسود بن عبد یغوث بن وہب (کال یعنی ماموں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے انہیں اپنا متبنی کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک (خاندان برا مکہ کا مورث اعلیٰ) بنی بہرا کا مولیٰ (غلام آزاد) تھا۔

**اسلم بن الحافی**: اسلم بن الحافی سے سعد ہذیم، جہینہ، نہد، بنو زید بن لیث بن اسود بن اسلم ہوئے جہینہ اس وقت تک حجاز کے میدان میں بیج اور مدینہ منورہ کے درمیان موجود ہیں اور ان کے شمال میں عسیر ایلہ تک بلی کے مساکن و موطن ہیں اور یہ دونوں بحر قلزم کی شرقی سمت میں واقع ہیں ان میں سے ایک گروہ بحر قلزم کے غربی جانب نکل کر صعید و مصر و بلاد حبشہ کے درمیان پھیل گیا وہیں ان کی کثرت ہوئی اور انہوں نے بلاد نوبہ پر قبضہ حاصل کیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے ان کے قبضہ سے حکومت و سلطنت چھین لی۔ ملوک حبشہ سے بھی لڑے اور اس وقت تک ان کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھاتے ہیں۔ سعد ہذیم سے بنو عدزہ ہیں جو عرب میں محبت اور پیار میں مشہور ہیں انہی میں سے جمیل بن عبد اللہ بن عمر اور ان کی صاحبہ بئینہ بنت حبابا ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ بئینہ کے باپ کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی تھی اور عروہ بن خرام اور ان کی صاحبہ عفر اور زراج بن ربیطہ (قصی بن کلاب کے برادر مادری) بھی انہی میں سے ہیں یہ زراج بن ربیعہ وہی شخص ہے جس کی اعانت سے قصی بن کلاب اور اس کی قوم نے بنو سعد بن زید بن مناة بن تمیم کو مغلوب کیا تھا اور اسی وقت سے قریش کی ریاست کی بنا پڑی تھی۔

**عمران بن الحافی**: عمران بن الحافی سے بنو سلج (یعنی عمرو بن حلوان بن عمران) اور بنو ضجعم بن سعید بن سلج (جو شام میں روم کی طرف سے غسان کے پہلے حکمران تھے) اور قبیلہ بزرگ بنو جرم بن زبان بن حلوان بن عمران ہیں اس خاندان کے اکثر صحابی ہیں ان کا مسکن و موطن غزہ و جبال ثرات (شام) کے درمیان ہے اور تغلب بن حلوان سے بنو اسد، بنو النمر، بنو کلب کے بڑے بڑے قبائل ہیں جو سب کے سب بنو عدزہ بن تغلب کی طرف منسوب ہوتے ہیں بنو نمر سے بنو شمین بن النمر اور بنو اسد



بن دبرہ سے تنوخ ہیں اور وہ فہم بن تیم اللات بن اسد ہے جن میں سے مالک بن زہیر بن عمرو بن عمرو بن فہم ہے یہ سب بنی حزم کے حلفاء تھے اور بنو تیم اللات وغیرہ سے بھی تین قبیلے ہیں جو قبائل عرب کندہ، لخم، جذام، عبد القیس کے احلاف کہلاتے ہیں۔

بنو القیس: بنو اسد بن دبرہ سے بنو القیس ہیں اس کا نام نعمان بن جسر بن شعیب اللات بن اسد تھا اور بنو کلب بن دبرہ بن تغلب بن حلوان سے بنو کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کا بڑا قبیلہ ہے جس کی تین شاخیں ہیں۔ بنو عدی بنوزہیر بنو علیم اور بنو جناب بن ہبل بن عبد اللہ بن کنانہ انہی کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ انہی میں سے عبیدہ بن یسمل شاعر قدیم ہے جسے بعض لوگ ابن حرام کہتے ہیں۔

بنو عدی: اور بنو عدی سے بنو حصین بن ضمضم بن عدی ہے جن میں سے نائلہ بنت الفرافضہ بن الاخوص بن عمرو بن ثعلبہ بن الحرث بن حصن زوجہ عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہما تھیں اور انہی میں سے ابو الخطاب بن الحسام سلامان بن جشم بن ربیعہ بن حصن امیر اندلس اور منسبہ بن شمیم بن منجاش بن مزغور بن منجاش بن ہزیم بن عدی بن زہیر اور اس کا ابن الابن حسان بن مالک بن بحدل ہے۔

بنو بحدل: زمانہ اسلام میں ریاست و حکومت بنو کلب میں بنی بحدل کے لئے مخصوص تھی انہی کی اولاد سے بنو منقذ ملوک شیرز ہیں اور بنوزہیر بن خباب سے حظلہ بن صفوان بن توہل بن بشر بن حظلہ بن علقمہ بن شراحیل بن ہریر بن ابی جابر بن زہیر ہے جو ہشام کی طرف سے افریقہ کا والی ہوا تھا اور علیم بن خباب سے بنو معقل ہیں اور قبیلہ بنو کلب بن عوف بن بکر بن عوف بن کعب بن عوف بن عامر بن عوف سے دحیہ رضی اللہ عنہ بن خلیفہ بن فروة بن فضالہ بن زید بن امراء القیس بن الخزرج بن عامر بن بکر بن عامر بن عوف (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے ان کی صورت پر کبھی کبھی جبرئیل علیہ السلام جناب موصوف کے پاس آئے ہیں) اور منصور بن جمہور بن حضر بن عمرو بن خالد بن حارثہ بن العبید بن عامر بن عوف (رضی اللہ عنہ) جسے یزید بن الولید نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔

حضرت زید بن حارثہ: اور اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ بن شراحیل بن عبد العزی بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف ہیں۔ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابہ میں سے تھے اسامہ کے باپ زید ایام جاہلیت میں گرفتار ہو کر حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے قبضہ میں آئے تھے اور انہیں حضرت خدیجہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا اس کے بعد ان کے باپ حارثہ آئے۔ آپ نے زید کو باپ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی لیکن زید اپنے باپ کے ساتھ نہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کے لڑکے اسامہ نے آپ ہی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی) اور بنو کلب بنو کنانہ بن بکر بن عوف سے مشہور نساب ابن کلبی (ابو المنذر ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو الحرث بن عبد العزی بن امراء القیس) ہے اور امراء القیس عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن عذرہ ہے اور اس کا بقیہ اس سے پہلے گزر چکا۔

ملوک قضاعہ: ان قضاعیوں کی حکومت شام و حجاز کے درمیان عراق تک ایلہ میں اور جبال کرک سے مشارف شام تک پھیلی

انہی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں خط دے کر قیصر روم کے پاس بھیجا تھا۔



ہوئی تھی۔ روم نے انہیں بادیہ عرب پر حکمران کیا تھا۔ سب سے پہلے ان میں حکومت کا تاج تنوخ کے سر پر رکھا گیا بروایت مسعودی متواتر ان میں تین بادشاہ ہوئے نعمان بن عمرو پھر اس کا لڑکا عمرو بن النعمان پھر اس کا لڑکا حواری بن عمرو۔ اس کے بعد یہ بنو سلج سے مغلوب ہو گئے۔ ان میں حکومت ضجعم بن معد میں تھی یہ اس زمانہ میں تھا جبکہ طیطش قیصر نے شام پر غلبہ حاصل کیا تھا اس نے انہیں اپنی طرف سے بادیہ عرب کا بادشاہ بنایا تھا یہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے زیادہ بن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم حکمران ہوا اور غسان نے یمن سے خروج کیا۔ وہ اس سے مغلوب ہو گئے اور عرب کے زمام حکومت شام بنی جفنہ کے قبضہ میں آ گئی اور بنو ضجعم کی حکومت و سلطنت جاتی رہی۔

زیادہ بن ہبولہ: ابن سعید کہتا ہے کہ زیادہ بن ہبولہ غسان کے غلبہ کے بعد لوگوں کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا جسے حجر آکل المرار کنڈی نے مار ڈالا۔ جو تابعہ کی جانب سے حجاز کا حکمران تھا۔ ان لوگوں میں سے جو زیادہ کے ہمراہ تھے نہایت کم آدمی جانبر ہوئے ابن سعید کا یہ بھی خیال ہے کہ بعض مؤرخ تنوخ کا اطلاق بنو ضجعم اور دوس پر کرتے ہیں جنہوں نے بحرین میں قیام اختیار کیا تھا۔ پھر آگے چل کر وہ تحریر کرتا ہے کہ بنو عبید بن الابرص بن عمرو بن اشجع بن سلج کے قبضہ میں ایک ملک اور تھا جس کے آثار اس وقت تک بریہ سجا میں باقی ہیں جس کا آخری حکمران ضیزن بن معاویہ بن عبید تھا جسے جرائمہ ساطرون کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس کا قصہ جو بادشاہ ساہورذ والجزور کے ساتھ پیش آیا تھا معروف ہے۔

بنو کلب بن وبرہ کی حکومت: قضاعیوں میں سے بنو کلب بن وبرہ نے حکمرانی کی ہے ان کے قبضہ میں دومۃ الجندل اور تبوک وغیرہ تھے اس خاندان نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ عہد اسلام میں اس کا حکمران اکیدر بن عبد الملک بن سکون تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کنڈی تھا اور ان حکمرانوں کی اولاد سے تھا جسے ملوک تابعہ نے کلب کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تھے۔ بنو کلب کی یادگار نسلیں اس وقت خلیج قسطنطنیہ پر کثرت سے آباد ہیں۔ ان میں سے بعض مسلمان ہیں اور روحانی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بعض عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔







بنو کہلان: بنو کہلان بن سبا بن شجب بن یعر ب بن قحطان بنو حمیر بن سبا کے نسبی بھائی ہیں۔ ابتداً یہ بنو حمیر کے ساتھ ملک و حکومت میں شریک تھے کچھ عرصہ بعد زمام حکومت صرف بنو حمیر کے قبضہ میں آ گئی اور بنو کہلان یمن میں ان کے ماتحت رہے پھر جب بنو حمیر کی حکومت ختم ہو گئی تو عرب بادیہ پر بنو کہلان حکمران ہوئے۔ بطون کہلان سے بنو کندہ ہیں جن کی حکومت یمن و حجاز میں تھی کچھ عرصہ بعد بنو کہلان ہی کی شاخ سے مزیقیا کے ہمراہ یمن سے بنواز دنکل کر سر زمین شام میں پھیل گئے شام کی حکومت بنو جفہہ میں اور یثرب کی اوس و خزرج میں اور عراق کی بنونہم میں رہی پھر نخم و طی انہی کی شاخ سے ظاہر ہوئے اور ان کی حکومت و سلطنت حیرہ میں آل منذر کی صورت میں نمودار ہوئی جیسا کہ آئندہ ذکر کریں گے۔

زید بن کہلان: کہلان کا تمام نسلی سلسلہ زید بن کہلان سے چلا ہے اور اس کی شاخیں مالک بن زید اور عریب بن زید اور ربیعہ بن زید سے پھیلی ہیں مالک بن زید سے بطون ہمدان کا تعلق ہے ان کا مسکن و موطن ہمیشہ شرقی یمن میں رہا۔ یہ خاندان بنو اوسلہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ ہمدان کا لڑکا ہے مالک بن زید بن اوسلہ بن ربیعہ بن الجبار بن مالک بن زید بن نوف بن ہمدان کا اور شعوب حاشد سے بنویام بن اصفی بن مانع بن مالک بن جشم بن حاشد ہیں اور انہی میں سے طلحہ بن مصرف شمار کئے جاتے ہیں لیکن جب اللہ جل شانہ نے نور اسلام سے عرب کی پہاڑیوں اور ریگستانوں کے دروں کو روشن کیا تو اکثر بنو ہمدان اطراف و جوانب میں منتشر ہو کر نکل گئے اور جو باقی رہ گئے وہ یمن میں باقی رہ گئے یہ لوگ جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے شیعیت (متابعت یا گروہ) میں شامل رہے جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف واقع ہو رہا تھا یہ اسی تشیع کی حالت میں تازمانہ اسلام رہے۔

بنویام: انہی میں سے علی بن محمد <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> بنویام کی اولاد سے تھا (جو کہ دعوت دولت عبیدہ کا یمن میں قائم کرنے والا تھا) بنویام کا نسبی تعلق حاشد سے ہے یہ اسی زمانہ میں حصن حرار پر قابض ہو گیا تھا جس کی حکومت اس کے بعد نسل بعد نسل اسی کے خاندان میں رہی ان سے پہلے اور بعد میں زید یہ کے زمانہ میں بنو الرسی کی حکومت سعدہ میں تھی یہی کہتا ہے کہ منتشر ہونے کے بعد ان کے کسی قبیلہ کا نشان باقی نہ رہا اس کے علاوہ کہ کچھ لوگ یمن میں باقی رہے حالانکہ یہ عرب کے بڑے قبائل سے ہے۔

بنو ہمدان: ابن سعید کہتا ہے کہ بنو ہمدان سے بنو الزریع زید یہ ہیں جو عدن و حیرہ میں ملک و حکومت کے مالک تھے ہمدان کا نسبی بھائی الہان بن مالک بن زید بن اوسلہ ہے اور مالک بن زید سے بنواز د (یعنی ازد بن القوث بن بنت بن مالک بن زید) اور خشم و بجیلہ پسران انمار بن ارش (برادر ازد بن القوث) ہیں بعضے کہتے ہیں کہ انمار نزار بن معد کا لڑکا ہے لیکن یہ صحیح

۱۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ سبا بن شجب نے اپنی حکومت اپنے دونوں لڑکوں حمیر و کہلان میں اس طرح تقسیم کی تھی کہ حمیر کو سیاست ملک و انتظام سلطنت سپرد کیا اور کہلان کو اطراف و جوانب کا افسر زریع نگرانی حمیر مقرر کیا چنانچہ حمیر اور کہلان نسل بعد نسل اس طریقہ پر بسر کرتے رہے یہاں تک کہ بنو حمیر کا زمانہ شباب و ترقی ختم ہو گیا اور بنو کہلان ان کی جگہ تخت حکومت پر بیٹھے گئے۔

۲۔ بعض مؤرخ اسے بنو الاسد بجائے زار کے سین مہملہ لکھتے ہیں لیکن جوہری نے لکھا ہے کہ ازد اسد سے زیادہ فصیح ہے یہ بہت بڑا قبیلہ تھا اسے جوہری نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے (۱) لزو شنوہ جو نصر بن الازد کی نسل سے ہیں (۲) ازد السراۃ یہ وہ ہیں جو بنو الازد کے مقام سراۃ مضافات یمن میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور اسی مناسبت سے یہ از سراۃ کی طرف مضاف کر دیئے گئے۔ (۳) ازد عمان یہ وہ ہیں جو بنو الازد میں سے عمان جا کر آباد ہوئے تھے اور یہ اسی مناسبت سے از د عمان کے نام سے معروف ہوئے۔



نہیں ہے بہر کیف بنو الازد کا بہت بڑا قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں ازاں جملہ بنو دوس نصر بن الازد کی نسل سے یعنی دوس بن عدنان (بالثاء المثلثہ) ابن عبد اللہ بن زہران بن کعب بن الحرث بن کعب بن مالک بن نصر بن الازد اور جذیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ہیں جن کا ملک اطراف عمان میں تھا پھر حکومت دوس و جذیمہ ختم ہونے کے بعد عمان میں ان کے نسبی بھائی بنو نصر بن زہران بن کعب حکمران ہوئے چنانچہ ان میں سے قبل از اسلام مستکبر بن مسعود بن الجرار بن عبد اللہ بن مغولہ بن شمس بن عمرو بن غنم بن غالب بن عثمان بن نصر بن زہران تھا اور جس نے ان میں سے اسلام کا زمانہ پایا ہے۔

جیفر و عبد اللہ پسران اہل نجد کی: وہ جیفر بن اہل نجد کی بن کر کر بن مستکبر اور اس کا بھائی عبد اللہ والی عمان تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صاحبوں کی طرف نامہ نامی ارسال فرمایا تھا اور ان کے اطراف و جوانب کا عمرو بن العاص کو متولی مقرر کیا تھا۔ بنو الازد ہی میں سے بنو مازن بن الازد کے نسل سے بنو عمرو مزریقیاں بن عامر (ملقب بہ ماء السماء) ابن حارثہ الغطریف بن امراء القیس البہلول ابن ثعلبہ بن مازن بن الازد ہیں یہ عمرو اس کے آباء و اجداد حمیر کے ساتھ باد یہ کہلان پر یمن میں حکمرانی کرتے تھے بعد میں ان کی حکومت قائم ہو گئی سر زمین سبا (بلاد یمن میں) سرسبز ترین بلاد سے تھی اور یہی ان سیلابوں کو روکتی تھی جو دو پہاڑوں سے گرتے تھے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان پانی روکنے کی غرض سے دیواریں (یا بند) قائم کر دیں تھیں جن میں جا بجا کھڑکیاں بنی ہوئی تھیں جس سے حسب حاجت پانی لے لیا جاتا تھا یہ بند یاد یواریں زمانہ حمیر تک رہیں جب ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کی سلطنت کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور سبا پر بنو کہلان کا دور دورہ ہوا تو رد و بدل میں مرمت نہ ہونے کی وجہ سے وہ بند اور دیواریں خراب ہو گئیں اور اس کے نگہبان ادھر پریشان ہو کر چلے گئے۔

عمرو مزریقیا کی روانگی حجاز: عمرو مزریقیا (ان کے بادشاہ) نے بند کے خراب ہونے کی وجہ سے شہر کے ویران ہونے سے اہل شہر کو آگاہ کیا۔ ابن ہشام بروایت ابوزید انصاری تحریر کرتا ہے کہ عمرو مزریقیا نے خواب میں دیکھا تھا کہ گھوس بند کو کھود رہی ہے جس سے اس نے یہ تعبیر کیا کہ نہ تو اب اس شہر کو قیام ہوگا اور نہ بند باقی رہے گا اور اپنی قوم کو جمع کر کے شہر چھوڑ دینے پر آمادہ کیا اس کی قوم نے کہا جس وقت یہ حالت پیش آئے تو اپنے چھوٹے لڑکے کو اس سیلاب کی نذر کر دینا۔ عمرو مزریقیا نے کہا کہ میں ایسے شہر میں قیام کرنا نہیں چاہتا جہاں پر میرا چھوٹا لڑکا لقمہ موت کیا جائے۔ عمرو مزریقیا نے یہ کہہ کر اپنا مال و اسباب فروخت کر ڈالا اور اپنے لڑکوں اور پوتوں کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ ازد بھی عمرو مزریقیا کو نکلتے ہوئے دیکھ کر سفر پر آمادہ ہو گئے چنانچہ یہ دونوں بقایا بنی مازن کے ساتھ اپنے ملک یمن سے جدا ہو کر حجاز چلے گئے۔

بنو مزریقیا کا حجاز میں قیام: سہیلی کہتا ہے کہ ان کی علیحدگی یمن سے حسان بن تہان اسعد ملوک تابعہ کے زمانہ میں ہوئی ہے الغرض جب یہ یمن سے جدا ہو کر چلے تو پہلے یہ بلاد عک زبید و زمع میں جا ترے۔ بادشاہ سے اور ازد سے لڑائی ہوئی اس کے بعد وہ اطراف بلاد میں پھیل گئے چنانچہ بنو نصر بن الازد شرقات و عمان میں اور بنو ثعلبہ بن عمرو مزریقیا یثرب (مدینہ منورہ) میں اور بنو حارثہ بن عمرو مر الظہر ان (مکہ) میں پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہی خزاہ تھا یہ لوگ اثناء سفر میں زبید و زمع کے درمیان ایک چشمہ پر (جسے غسان کہتے ہیں) ہو کر گزرے۔ پس جس نے بنو مزریقیا میں سے اس چشمہ سے پانی لیا وہ اسی نام سے موسوم ہوا اس پانی کے پینے والے بنو مالک بنو الحرث بنو جفنہ بنو کعب ہیں اور یہی غسان کے نام سے موسوم ہوتے



ہیں اور چونکہ بنو ثعلبہ عتقاء نے نہیں پیا تھا اس وجہ سے وہ اس نام سے مشہور نہیں ہوئے۔ بھنہ کی اولاد سے ملوک شام ہیں جن کا ذکر آئندہ آئے گا اور ثعلبہ عتقاء کی نسل سے اوس و خزرج زمانہ جاہلیت میں یشرب کے بادشاہ گزرے ہیں جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عمرو مزیقیا سے بنو قحسٰ ابن حارثہ بن عمرو ہیں۔

بجیلہ: بجیلہ کا ملک سردات بحرین و حجاز میں تباہ تک تھا یہ لوگ زمانہ فتوحات اسلامی میں پریشان ہو کر نکل گئے چند محد و لوگ اپنے ملک میں باقی رہ گئے۔ جن میں سے زمانہ حج میں ہر سال مکہ آتے ہیں جن کے چہروں سے تنگی عیش کے آثار نمایاں رہتے ہیں۔ بطون بجیلہ سے قسر یعنی مالک بن عبقر بن انمار اور بنو احمس بن الغواث بن انمار ہیں۔

بنو عریب: بنو عریب بن زید بن کہلان سے طی۔ اشعریوں مذحج بنومرہ ہیں۔ اشعریوں اشعر یعنی بنت بن ازد کے لڑکے ہیں ان کا شہر زبید کے شمالی جانب تھا۔ ابتداء اسلام میں انہیں ایک گونہ سطوت و غلبہ حاصل تھا لیکن جب اسلامی فتوحات کی موجیں بڑھیں تو یہ لوگ پریشان ہو کر اپنے وطن سے نکل گئے جو کچھ یمن میں باقی رہ گئے وہ زمانہ مامون میں آئے دن کی لڑائیوں سے ضعیف ہو کر حکمرانی کے سلسلہ سے نکل کر رعایا میں شمار کر لئے گئے اور بنو طی بن اودین میں رہتے تھے۔ ازد کے نکلنے کے بعد یہ بھی یمن سے نکل کھڑے ہوئے اور بنی اسد کے جوار میں مقام سمیر و فید میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک زمانہ تک یہیں مقیم رہے لیکن شروع زمانہ فتوحات اسلامیہ میں یہ بھی منتشر ہو گئے۔

قبائل سنہس و ثعلاب: ابن سعید کہتا ہے کہ ان میں سے اس وقت تک اپنے ملک میں ایک بڑا گروہ موجود ہے جن سے حجاز و شام و عراق کی پہاڑیاں بھری ہوئی ہیں یعنی اس وقت تک قبائل طے عراق و شام و مصر میں حکومت کر رہے ہیں ان میں سے سنہس اور ثعلاب دو قبیلہ بڑے مشہور و معروف ہیں سنہس لڑکا ہے معاویہ کا اور وہ شیل بن عمرو بن الغواث بن طی کا اور ان کے ساتھ بختر بن ثعل بھی ہے اور انہیں میں سے زبید بن معن بن عمرو بن عس بن سلامان بن ثعل (بر یہ نجار میں) اور ثعلاب بنو ثعلبہ بن رومان بن جنذب بن خارجہ بن سعد بن فطرہ بن طے اور ثعلبہ بن جدعان بن ذہل بن رومان ہیں اور بنو لام بن ثعلبہ اسی گروہ سے ہیں ان کے مساکن مدینہ کے پہاڑوں میں ہیں اکثر اوقات یہ یشرب چلے آتے ہیں اور جو ثعلاب صعید مصر میں ہیں وہ ثعلب بن عمرو بن الغواث بن طے کی نسل سے ہیں۔

بنو ہنی کی امارت: زمانہ جاہلیت میں بنو ہنی بن عمرو بن الغواث ابن طی۔ طی پر حکومت کرتے تھے اسی کی اولاد سے ایاس بن قبیصہ ہے جسے کسریٰ پرویز نے نعمان بن منذر کے قتل کے بعد عرب کا حاکم مقرر کیا تھا اور طے کو مقام حیرہ میں لخم کی جگہ ٹھہرایا تھا۔ یہ ایاس قبیصہ بن ابی یعفر بن نعمان بن خبیب بن الحرث بن الحویرث بن ربیعہ بن مالک بن سعد بن ہنی کا لڑکا ہے اس کی ریاست و حکومت فارس کے ختم ہونے تک قائم رہی اسی ایاس کی اولاد سے بنو ربیعہ بن علی بن مفرح بن بدر بن سالم بن قصہ بن بدر بن سمیع اور ربیعہ سے آل مراد اور آل فضل کی شاخیں اور آل فضل سے آل علی اور آل مہنا کی شاخیں منسوب ہیں علی اور مہنا فضل کے بیٹے ہیں اور فضل و مراد ربیعہ کے بیٹے ہیں اور سمیع جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ درحقیقت قبیصہ بن ابی یعفر کی اولاد سے ہے۔

امارت بنو مفرح: عہد حکومت دولت عبیدہ میں طی پر بنو مفرح حکومت کرتے تھے۔ پھر بنو مراد بن ربیعہ حکمران ہوئے یہ سب کے سب شام میں غسان کے وارث تھے پھر کچھ عرصہ بعد بنو علی اور بنو مہنا پسران فضل ابن ربیعہ بالا شتراک حکمران رہے لیکن ان دنوں مشارف شام و عراق و بریہ نجد میں بنو مہنا انفرادی طور پر حکمرانی کرتے رہے ان کا ظہور دولت الیوبیہ اور اس



کے بعد ملوک ترک و شام میں ہوا ہے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

**آل مذحج:** مذحج کا نام مالک بن زید بن ادد بن زید بن کہلان ہے۔ اسی سے مراد (جس کا نام یخا بر بن مذحج) اور سعد العشیرہ بن مذحج ہے جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلیں ہیں جن میں جعفر بن سعید العشیرہ اور زبید بن صعب بن سعد العشیرہ اور بطون مذحج سے نخع، رہا، مسیلہ، بنو حرث، بنو کعب ہیں۔ نخع جسر بن عمرو بن علتہ بن جلد بن مذحج اور مسیلہ ابن عامر بن عمرو بن علتہ اور رہا ابن مہبہ بن حرب بن علتہ ہے اور بنو حرث کا باپ حرث بن کعب بن علتہ ہے یہ اطراف نجران میں رہتے تھے۔ بنو ذہل بن مزیقیا (از نسل ازد) اور بنو حارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الازوان کے پڑوس میں آ کر ٹھہرے۔

**افعی کاہن:** نجران میں ان سے پہلے جرہمی قبیلہ حکمران تھا ان دنوں ان کا بادشاہ افعی کاہن تھا۔ جو زرار بن معد کی اولاد کا حکم ہوا تھا جبکہ ان لوگوں میں نزار کی موت کے بعد آتش فتنہ و فساد مشتعل ہو رہی تھی اس کا نام غلس اور نمراء بن ہمدان بن مالک بن متاب بن زید بن وائل بن حمیر کا بیٹا ہے۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا حاکم تھا۔ اسی کو ملکہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کے پاس سفیر کر کے بھیجا تھا اس نے جناب موصوف کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لایا اور تاحیات اسی دین پر قائم رہا۔ پھر نجران میں بنو الحرث بن کعب بن علتہ بن جلد بن مذحج کا دور دورہ ہوا۔ بنو افعی مغلوب ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یمن سے ازد نے خروج کیا اور ان کی طرف سے ہو کر گزرے آپس میں لڑائیاں ہوئیں آخر الامران کے جوار میں بنو نصر بن الازد اور بنو ذہل بن مزیقیا ٹھہر گئے اور ریاست و حکومت کو باہم تقسیم کر لیا۔

**بنو زیاد کی حکومت:** انہی مذحجوں میں سے بنو حرث بن کعب سے بنو زیاد ہیں نام اس کا زید بن قطن بن زیاد بن الحرث بن مالک بن کعب بن الحرث ہے یہ مذحج کا بہت بڑا خاندان اور نجران کا حکمران رہا ہے۔ آخر زمانہ میں ریاست عبد الممدان بن الدیان کے خاندان میں آ گئی تھی یہ حکومت بعثت سے چند روز پہلے زید بن عبد الممدان تک ختم ہوتی تھی اس کا بھائی عبد الجبر بن عبد الممدان خالد بن ولید کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد ہو کر آیا تھا اور اس کا بھتیجا زیاد بن عبد اللہ بن عبد الممدان سفاح کا ماموں تھا۔ جسے اس نے نجران و یمامہ کا حاکم کیا تھا۔

**نجران کے مختلف حکمران خاندان:** ابن سعید لکھتا ہے کہ ایک مدت تک نجران کی حکومت بنو الممدان میں رہی پھر ان میں سے بنو الجواد اور چھٹی صدی میں عبد القیس بن ابی الجواد پھر اس زمانہ میں عجمی یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے۔ پھر بطون حرث بن کعب سے بنو معقل (یعنی ربیعہ بن الحرث بن کعب) کا تعلق بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت جو مغرب اقصیٰ میں بنو معقل ہیں وہ اسی کے بطن سے ہیں معقل بن کعب قضاعی کی نسل سے نہیں ہیں اور ربیعہ اس کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ تمام بنو معقل ربیعہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور ربیعہ نام ہے اسی معقل کا ہذا کما رایت اللہ تعالیٰ اعلم۔

**بنو مرہ:** بنو مرہ بن ادو طی و مذحج و اشعریین کے بھائی ہیں یہ بہت بڑا قبیلہ ہے اس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں جو سب کے سب مثل خولان و معافر و لحم و جذام و عاملہ و کندہ کے حرث ابن مرہ تک منتمی ہوتی ہیں۔ معافر بنو یعفر بن مالک بن الحرث بن مرہ ہیں زمانہ فتوحات اسلام میں یہ سب منتشر ہو گئے انہیں میں سے منصور بن ابی عامر ہشام والی اندلس کا مصاحب تھا۔ خولان کا نام افضل بن عمرو بن مالک اور عمرو کا بھائی یہ لوگ شرقی جبال میں رہتے تھے زمانہ فتوحات اسلام میں یہ بھی منتشر ہو



گئے تھے مگر یہ کہ ان میں سے کچھ لوگ یمن میں باقی رہ گئے۔ لیکن پھر بھی وہ اور ہمدان اس وقت عرب یمن کے بڑے قبیلوں سے شمار کئے جاتے ہیں اور اہل یمن اور اس کے اکثر قلعوں پر انہیں قبضہ حاصل ہے۔

**بنو لخم**: لخم کا نام مالک بن عدی بن الحرث بن مرہ ہے یہ بہت بڑا خاندان ہے جس سے بڑے بڑے قبائل نکلے ہیں جن میں بنو الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم اور اس کے بڑے لڑکے سے بنو نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن عمم بن نمارہ بن لخم ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نمارہ آل منذر کا قبیلہ ہے۔ انہیں میں بنو لخم سے بنو عبادہ ہیں جو اشبیلہ کے حکمران رہے ہیں۔ جذام کا نام عمرو بن عدی ہے یہ لخم بن عدی کا بھائی ہے اس قبیلے کی بھی بہت سی شاخیں ہیں غطفان و امصی و بنو حرام بن جذام و بنو حبیب و بنو محزمہ و بنو سجعہ و بنو نفاہیہ اسی قبیلہ کی شاخیں ہیں ان کا ملک اطراف ایلہ میں اول اعمال حجاز سے نیچے تک پھیلا ہوا تھا۔

**بنو نافرہ**: اس کے علاوہ معاون (ارض شام) میں بنو نافرہ (بطن نفاہیہ) کی ریاست تھی پھر ان میں سے فردہ بن عمرو بن الناصرہ حکمران ہوا یہ روم کی طرف سے اپنی قوم اور ان عرب کا جو اطراف معان میں رہتے تھے حاکم تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نامہ نامی بھیجا تھا اس نے خدمت اقدس میں ایک سپید خنجر بطور ہدیہ ارسال کیا تھا۔ قیصر نے یہ سن کر حارث بن ابی شمر غسانی والی غسان کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حارث نے پہنچ کر اسے گرفتار کر کے مقام فلسطین میں سولی دے دی۔

**بنو عابد اور بنو عقبہ**: اس قبیلہ کی اولاد اپنے مسکن اولیٰ میں دو شاخوں میں ظاہر ہوتی ہے ایک شاخ بنو عابد کے نام سے مشہور ہے جو کہ بلیس (اعمال مصر) و عقبہ ایلہ اور جانب فلسطین سے کرک تک آباد ہیں اور دوسرا گروہ بنو عقبہ کہلاتے ہیں یہ بریہ حجاز میں کرک سے ازلم تک اور مصر و مدینہ نبویہ کے درمیان حد و غزہ تک شام میں پھیلے ہوئے تھے۔ عاملہ اس کا نام حرث بن عدی ہے یہ بھی لخم و جذام کا بھائی ہے اسے عاملہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی ماں عاملہ قضاہ تھی یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہوا یہ بھی بہت بڑا قبیلہ ہے اس کا وطن بریہ شام میں تھا۔

**کنذہ الملوک**: کنذہ کو ثور بن عفیر بن عدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں عفیر لخم و جذام کا بھائی ہے۔ ان کے خاندان میں حکومت و سلطنت رہی ہے اسی وجہ سے کنذہ الملوک کہلاتے ہیں ان کی حکومت بادیہ حجاز میں عدنان کی جانب سے تھی۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے ان کا وطن جبال یمن (متصل حضرموت) میں تھا اس کے تین قبیلہ بزرگ مشہور ہیں ایک معاویہ بن کنذہ جس سے ملوک بنو حرث بن معاویہ الاصف بن ثور بن مرتع بن معاویہ دوسرا سکون تیسرا سلسک ہے۔ سکون سے تجیب کا قبیلہ یعنی بنو عدی و بنو سعد بن اشراق بن شیبہ ابن سکون ہے۔

۱۔ اول جس شخص نے بنو عبادہ سے اشبیلہ پر حکمرانی کی وہ قاضی محمد بن اسماعیل بن قریش ابن عبادہ تھا۔

۲۔ جذام لغت میں ایک خاص بیماری کو کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ ماخوذ جذم سے ہو جس کے معنی قطع کے ہیں۔ جوہری لکھتا ہے کہ نساہ مضر کا یہ خیال ہے کہ یہ مصر کی اولاد سے ہے جو منتقل ہو کر یمن چلے گئے تھے جس سے لوگوں نے ان کو اہل یمن سے سمجھ لیا ہے۔

۳۔ صاحب حماة تحریر کرتا ہے کہ کنذہ کو اس وجہ سے کنذہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ کی کفران نعمت کی تھی اسی قبیلہ سے امراء القیس بن عبس کنذی صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔



**بنو سکون:** بنو سکون کی حکومت دومۃ الجندل میں تھی اس کا والی عبدالمغیث بن اکیدر بن عبدالمملک بن عبدالحق بن اعمی بن معاویہ بن حلاوۃ بن اثامہ بن شکامہ بن شیب بن السکون تھا اس کی سرکوبی کے لئے غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو روانہ کیا تھا۔ خالد بن ولید اسے گرفتار کر لائے تھے جناب موصوف نے پہلے اس کا خون مباح کر دیا پھر اس نے جزیہ دے کر صلح کر لی چنانچہ مصالحت کے بعد یہ اپنے دارالقیام واپس کر دیا گیا اور معاویہ بن کندہ سے بنو حجرہ بن الحرث الاصفر بن معاویہ بن کندہ ہیں جس سے حجر آکل المرار بن عمرو بن معاویہ ہے اور یہ حجر للوک بنو کندہ کا باپ ہے جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ اسی قبیلہ سے اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ اور جلیلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ بن الحرث اکبر جاہلی اسلامی ہیں۔

یہی قحطانیہ یمن کے قبائل ہیں ان کے وعراق اور انساب ہم نے حتی الامکان بالاستعیاب بیان کئے ہیں اب ہم ان میں سے ان کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو شام و حجاز میں حکمرانی کرتے تھے۔ واللہ المعین بکرمہ و منہ لادب غیرہ و

خیر الاخیرہ.







## باب : ۲۵

### ملوک حیرہ

عاد و عمالقہ کی حکومت: عرب کے گروہ اوّل (یعنی عرب بادیہ) کے عراق میں حکمرانی کے حالات بعد زمانہ کے سبب ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن کی تفصیل اور تشریح ہمیں قابل اطمینان معلوم نہیں ہوتی ہاں اس قدر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوم عاد و عمالقہ نے عراق پر حکمرانی کی تھی اور بعض مؤرخین کا یہ قول ہے کہ ضحاک بن سنان انہی میں سے تھا جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا باقی رہا عرب کا دوسرا گروہ (یعنی عرب مستعربہ) پس ان کی حکومت کوئی جداگانہ حکومت نہ تھی بلکہ ان کا ملک بالکل غیر آباد اور ان کی حکومت بدوی تھی اور ان کی ریاست ان لوگوں پر تھی جن کا کسی ایک خاص مقام پر قیام نہ تھا دراصل عرب پر حکمرانی تابعہ کر رہے تھے جو اہل یمن سے تھے ان سے اور فارس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں کبھی یہ ان پر غالب آجاتے تھے اور تمام عراق یا اس کے کسی حصہ پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے اور کبھی یہ ان سے مغلوب ہو جاتے تھے۔ لیکن ہمارا یہ خیال ہے کہ اہل یمن قبضہ عراق کے بعد دوبارہ مغلوب نہیں ہوئے جیسا کہ بخت نصر کے عراق میں جانے اور وہاں اہل یمن کے تنگ کرنے کا حال بیان کیا گیا۔

آل ارم بن شام: سواد عراق اور اطراف شام و جزیرہ میں ارمانی (ارمنی) ارم بن شام کی اولاد اور وہ عرب کے لوگ سکونت پذیر تھے جو عسا کر ابن تیج، جعفر طلی و کلب و تمیم و جرہم وغیرہ کے وہاں باقی رہ گئے تھے اور اس کے بعد تنوخ و نمارہ بن لخم و قنص بن معدان میں آئے عرب کا یہ گروہ حیرہ و فرات کے درمیان اطراف انبار تک پھیلا ہوا تھا یہ لوگ عرب الضاحیہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں ان میں سے سب سے پہلے جس نے زمانہ ملوک الطوائف میں حکومت کی ہے وہ مالک بن فہم بن تیم اللہ بن اسد بن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن قضاء تھا اس کے بعد اس کا بھائی عمرو بن فہم پھر ان دونوں کے بعد جذیمہ الابرش بارہ برس تک حاکم رہا۔ مالک بن فہم بنوز ہران ازد سے ہے یہ مزریقیا سے پہلے یمن سے نکل کر عراق چلا آیا تھا اور بعضے کہتے ہیں جفنہ بن مزریقیا کی اولاد کے ساتھ یہ یمن سے نکلے ہیں۔

مالک بن فہم: جب بنوز اطراف و جوانب ممالک میں متفرق ہو گئے تو یہ بنوز ہران شرآت و عمان میں ٹھہر گئے جس وقت طوائف الملوکی شروع ہوئی یہ بھی ایک قطعہ زمین دبا بیٹھے مالک بن فہم اسی خاندان کے بادشاہوں میں سے ہے اور شافیات کے شرقی جانب عمرو بن الظرب بن حیان بن ادنبہ نسل سے سمیدع بن ہوثر یادگار نسل عمالقہ کی حکومت کی تھی اس کی حکومت کا سکہ درمیان شام و جزیرہ میں چل رہا تھا اور ان کا دار الحکومت خابور و قرقیسا کے درمیان ایک تنگ مقام پر تھا اس سے اور مالک



بن فہم سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ملکہ الزباء: اتفاق سے عمرو بن الظرب انہی لڑائیوں میں مر گیا اس کی جگہ اس کی لڑکی الزبا بنت عمرو تخت نشین ہوئی طبری کے نزدیک اس کا نام نائلہ تھا۔ سہیلی کہتا ہے کہ ملکہ الزبا سمید ع بن ہوثر کی ذریت سے ہے جو کہ بنو قسطورا (اہل کلب) سے تھا یہ سمید ع مرشد ابن لاوی بن قطور بن کر کی بن عملاق کا بیٹا ہے اور وہ عمرو بن ادنبہ بن الظرب بن حبان کی لڑکی ہے اس احسان اور سمید ع میں بہت سے پشتیں ہیں چونکہ الزباء اور سمید ع کا زمانہ ایک دوسرے سے بہت دراز گزارا ہے اس وجہ سے اس کی صحت پر اطمینان نہیں ہو سکتا (انتھی کلام السہیلی)

مالک اور الزباء کی جنگیں: الغرض مالک بن فہم اور الزباء بنت عمرو میں بھی لڑائیوں کا برابر سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ مالک بن فہم اس پر اور دیگر ملوک الطوائف پر غالب ہو گیا۔ ابو عبیدہ کا یہ بیان ہے کہ یہ عرب کا عراق میں پہلا بادشاہ ہے سب سے پہلے اس نے منجیق بنائی ساٹھ برس اس کی حکومت رہی جب یہ مر گیا تو جذیمہ ابو جناح (جسے جذیمہ الا برش بھی کہتے ہیں) تخت نشین ہوا اس کی کنیت ابو مالک تھی عیسیٰ علیہ السلام کے تیس برس بعد اس کا زمانہ ہوا ہے زمانہ ملوک الطوائف میں پچھتر برس اس کی حکومت رہی الزباء بنت عمرو سے اور اس سے کبھی صلح اور کبھی جنگ چھڑی رہتی۔

الزباء اور جذیمہ الا برش: یہاں تک کہ الزباء نے شادی کے حیلے سے اسے بلا بھیجا قیصر بن سعد اس کا وزیر اس حیلہ سے آگاہ ہو گیا اور اس نے جذیمہ الا برش کو جانے سے منع کیا۔ لیکن اس نے قیصر کے کہنے پر عمل نہ کیا لشکر آراستہ کر کے الزباء کے دار السلطنت روانہ ہوا۔ قیصر کو جبکہ وہ الزباء کے دار السلطنت پہنچا الزباء کے مکر و فریب کا پورا یقین ہو گیا۔ اس وجہ سے وہ لوٹ کھڑا ہوا اور جذیمہ شادی کے اشتیاق میں الزباء کے محل سرا میں داخل ہوا غریب جذیمہ الا برش کی مشتاق آنکھیں الزباء کے حسن و جمال کے دیکھنے سے سیر نہ ہونے پائی تھیں کہ اس کے حکم سے جذیمہ الا برش کی رگ ہفت اندام کاٹ دی گئی جس سے اس قدر خون بہا کہ جذیمہ مر گیا جیسا کہ کتب اخبار میں مذکور ہے۔

جذیمہ کے کارنامے: طبری کہتا ہے کہ جذیمہ تمام ملوک عرب سے زیادہ صائب الرائے تھا مکر و فریب سے دور و عدول اور ارادوں کا سچا تھا سب سے پہلے اسی کو تمام عراق پر حکومت حاصل ہوئی اور اس نے لشکر کو مرتب کیا اسے برص ہو گیا تھا اسی وجہ سے تعظیماً اس کی کنیت وضاح رکھی گئی۔ اطراف و جوانب کے بادشاہ اسے ہدایا و تحائف بھیجتے تھے۔ مختلف ممالک سے اس کے پاس وفود آتے تھے اس نے اپنے زمانہ حکومت میں طسم و جدیس ہے ان کے ملک ایمامہ میں جا کر لڑائی کی جب حسان بن تیج نے بھی ان پر حملہ کیا تو یہ واپس ہو گیا۔ واپسی کے دوران حسان بن تیج کا منہ پھیر دیا نفع کے بجائے اسے نقصان اٹھانا پڑا جذیمہ اکثر عرب عاربہ سے لڑتا رہا یہ کاہن بھی تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا بنو ایاد پر بھی اس نے حملہ کیا تھا جو عین اباغ میں رہتے تھے۔ بنو ایاد اس کی لڑائی سے تنگ ہو کر صلح کے خواستگار ہوئے۔

عدی بن نصر: بنو ایاد میں عدی بن نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن عمرو بن نمارہ بن لحم نہایت حسین جوان تھا جو بنو ایاد کی بہن کی اولاد سے تھا جذیمہ نے اسے بنو ایاد سے طلب کیا جب بنو ایاد نے اسے دینے سے انکار کیا تو

رگ ہفت اندام کو ہزالبدان کہتے ہیں اس رگ کے کھول دینے سے تمام بدن کا خون آتا ہے اگر بند نہ کیا جائے تو زیادہ خون نکل جانے سے انسان



جدیمہ نے نہایت سختی سے لڑائی کی دھمکی دی۔ بنوایاد نے جدیمہ کے ان دونوں بتوں کو چرا کر منگا لیا جس کی وہ پرستش کرتا تھا جدیمہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بنوایاد سے ان بتوں کو طلب کیا۔ بنوایاد نے اس شرط سے ان بتوں کے واپس دینے کا وعدہ کیا کہ لڑائی موقوف کر دی جائے جدیمہ نے اس شرط کو قبول کر لیا لیکن اس کے ساتھ یہ شرط اور بڑھادی کہ ان دونوں بتوں کے ساتھ عدی بن نصر بھی آئے۔

عدی اور رقاش کا نکاح: بنوایاد اور جدیمہ سے باہم اس شرط پر صلح ہو گئی جب عدی بن نصر جدیمہ کے پاس آیا تو جدیمہ نے عدی بن نصر کو اپنا شرابدار بنا لیا جدیمہ کی بہن (زرقاش) اس پر عاشق ہو گئی عدی نے ملنے سے انکار کیا تب رقاش نے عدی کو یہ ترکیب بتلائی کہ جس وقت جدیمہ شراب نوشی میں مشغول ہو تو اس سے میرے ساتھ منگنی کی درخواست کرنا پہلے تو عدی اس امر پر راضی نہ ہوا لیکن جب رقاش نے اصرار کیا اور لوگوں نے اسے ابھارا تو عدی نے عین شراب نوشی کے وقت جدیمہ سے کہا۔ جدیمہ نے منظور کر کے اسی شب کو رقاش کا عقد عدی سے کر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا اور جدیمہ کا نشہ فرو ہوا اور لوگوں کی زبانی رقاش کے عقد کا حال سنا تو جدیمہ رنج اور غصہ سے اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

عدی بن نصر کا فرار: عدی یہ سن کر جان کے خوف سے بھاگ کر بنوایاد میں جا پہنچا اور انہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ جدیمہ نے عدی کی بڑی تلاش کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا مجبور ہو کر رہ گیا اتفاق وقت سے رقاش اسی شب میں عدی سے حاملہ ہو گئی تھی۔ چنانچہ مدت حمل پوری ہونے کے بعد اس کے لطن سے عمر و پیدا ہوا عمر و نے اپنے ماموں جدیمہ کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔

عمر و بن عدی: جب یہ بڑا ہوا تو مجنوں ہو کر یا یہ کہ جس نے اسے بے ہوش کر دیا اس وجہ سے گھر سے غائب ہو گیا جدیمہ نے اطراف و جوانب میں اس کے غائب ہونے کی خبر کر دی اتفاق وقت سے مالک و عقیل پسران فارح بن مالک بن العنس (از بنو عتقا قضاء) عمر و کو راستہ میں مل گئے مالک و عقیل نے اس کا نام و نسب دریافت کیا جب انہیں اس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو وہ دونوں عمر و کو جدیمہ کے پاس لے آئے۔ جدیمہ اور اس کی ماں اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے جدیمہ نے ان دونوں کو اپنی مصاحبت میں رکھ لیا اور جس کام کو وہ آئے تھے ان کا وہ کام پورا کر دیا جیسا کہ کتب اخبار میں بالتفصیل لکھا ہوا ہے۔

ملکہ الزباء کی حکمت عملی: طبری کہتا ہے کہ حیرہ و مشارف شام میں عرب کا بادشاہ عمر و بن ظرب بن حسان بن ادنبہ بن اسمیدع بن ہوثر عملاتی تھا اس سے اور جدیمہ سے لڑائی ہوئیں۔ اثناء لڑائی میں عمر و ابن الظرب مارا گیا تب اس کی جگہ اس کی لڑکی الزباء جسے نائلہ کہتے تھے تخت نشین ہوئی اس کے لشکر میں بقایا عمالقہ (از عاد اولی) اور نہند و سلیح پسران حلوان اور وہ لوگ جو قبائل قضاء کے ان کے ساتھ موجود تھے۔ ملکہ الزباء شرط فرات پر رہتی تھی اور وہیں اس نے ایک محل بنوایا تھا جب اس کی حکومت کو ایک گونہ مضبوطی اور استقلال پیدا ہو گیا تو یہ اپنے باپ کا بدلہ جدیمہ سے لینے کے لئے تیار ہوئی۔ لیکن مصلحتاً لڑائی کے عوض حیلہ سے کام لینا زیادہ مناسب سمجھ کر حکمت عملی سے جدیمہ کو اس امر پر ابھارا کہ اس نے ملکہ الزباء سے شادی کا پیام بھیجا ملکہ الزباء نے اس پیام کو قبول کر کے اپنے ملک میں بلا بھیجا۔ اس امر میں جدیمہ کی قوم نے جدیمہ کے ساتھ موافقت کی مگر قصیر بن سعد بن عمرو بن جدیمہ بن قیس بن ازلی بن نماہ بن لخم نے انجام پر غور کرتے ہوئے جدیمہ کو اس ارادے سے



روکنا چاہا لیکن جذیمہ نے اس کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ پھر جذیمہ نے عمرو بن عدی (اپنے بھانجے) سے اس امر میں مشورہ کیا عمرو بن عدی نے جذیمہ کی رائے سے اتفاق کیا۔

**قصیر کا جذیمہ کو مشورہ:** اس وجہ سے جذیمہ نے اپنی جگہ عمرو بن عدی کو اپنی قوم میں اپنا قائم مقام کیا اور لشکر کی حکومت و سرداری عمرو بن عبد الجن کو دے کر خود براہِ غربی فراتِ ملکہ الزباء کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ ملکہ الزباء کے ملک کے قریب پہنچا تو ملکہ کی طرف سے ہدایا اور تحائف آئے اس کے بعد خود ملکہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ قصیر نے اس وقت بھی جذیمہ کو سمجھایا اور یہ کہا کہ اگر ملکہ الزباء کی فوج تجھے گھیر لے تو یہ سمجھنا کہ ملکہ نے دغادی ایسی حالت میں جس طرح ممکن ہو صفوف کو لشکر پھاڑ کر نکل آنا۔

**جذیمہ الا برش کا خاتمہ:** جذیمہ نے قصیر کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اور بے تامل ملکہ کے پاس تنہا چلا گیا ملکہ نے اس کا نہایت احترام کیا۔ چند ساعت بعد اس کی رگ ہفت اندام کاٹ دی گئی جس سے خون بہتے بہتے جذیمہ مر گیا قصیر یہ واقعہ دیکھ کر لوٹ کھڑا ہوا جب اپنے ملک پہنچا تو اس کی قوم اس سے برگشتہ ہو کر عمرو بن عبد الجن کی طرف مائل ہو گئی۔ تب قصیر نے ایسی معقول چال اختیار کی کہ جس سے اس کی قوم عمرو بن عدی کے قابو میں آ گئی۔

**سرنگ کی تعمیر:** اس کے بعد عمرو بن عدی نے اپنے ماموں جذیمہ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کی ملکہ الزباء سے کانہوں نے یہ کہہ دیا کہ تیری ہلاکت فلاں شخص کے ہاتھ سے ہوگی اور اس کی علامات بتادیں ملکہ الزباء کو سخت تشویش پیدا ہو گئی اور اس نے اسی وقت ایک مصور کو عمرو بن عدی کی تصویر کھینچ لانے پر متعین کیا۔ چنانچہ مصور عمرو بن عدی کی تصویر مع اس کے لشکریوں کے کھینچ لایا ملکہ الزباء نے عمرو بن عدی اور اس کے لشکریوں کی تصویریں دیکھ کر اس امر کا یقین کر لیا کہ میری ہلاکت اسی کے ہاتھ سے ہوگی اور ایک راستہ اپنے دربار سے قلعہ تک زمین کے اندر اندر بنوا لیا۔

**قصیر کی حکمتِ عملی:** عمرو بن عدی نے قصیر کو سازش سے ملکہ کے پاس روانہ کیا۔ قصیر نے ملکہ کے پاس پہنچ کر عمرو بن عدی کی سخت شکایت کی اور یہ ظاہر کیا کہ مجھ پر یہ تمام مصائب اس وجہ سے ڈالے گئے ہیں کہ عمرو بن عدی کو یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ جذیمہ میری سازش سے مارا گیا ہے۔ میں اس کے پاس رہنے سے موت کو بہتر سمجھتا ہوں ملکہ نے یہ سن کر قصیر کی بے حد عزت کی اور اپنے دربار میں حاضر رہنے کا حکم دیا جب الزباء کو قصیر پر کامل اعتبار ہو گیا تو کئی اونٹوں پر اسبابِ تجارت بار کر کے عراق کی طرف روانہ کیا۔ قصیر اور عمرو بن عدی سے حیرہ میں ملاقات ہوئی عمرو بن عدی نے قصیر سے تمام مال و اسباب خرید کر قصیر کو پھر ملکہ الزباء کے پاس روانہ کر دیا۔ ملکہ الزباء کو قصیر کے واپس آنے سے اور زیادہ اعتبار اور زیادہ ہو گیا دوبارہ اور زیادہ مال و اسباب دے کر روانہ کیا۔ عمرو بن عدی نے پہلے سے اس مرتبہ اور بھروسہ معاوضہ دے کر واپس کیا۔ تیسری بار عمرو بن عدی کے لشکریوں نے قصیر کے قافلہ کو لوٹ لیا اور عمرو بن عدی بھی ان میں شامل تھا۔

**ملکہ الزباء کا قتل:** قصیر واپس ہو کر ملکہ الزباء کے پاس واپس آیا ملکہ الزباء اپنے محل سے قافلہ کو لینے کے لئے نکلی جس وقت یہ قافلہ میں پہنچی تو اسے معلوم ہوا کہ یہ وہ قافلہ تجارت نہیں ہے جسے اس نے روانہ کیا تھا بلکہ اس میں عمرو بن عدی کے لشکری ہیں ملکہ الزباء اسی شش و پنج میں تھی کہ عمرو بن عدی نے پہنچ کر اس راستہ کو روک لیا جو ملکہ الزباء کے دربار سے قلعہ کو نکالا گیا تھا اور



پہنچایا۔ جسے اس نے اپنی جانبری کا باعث سمجھ رکھا تھا۔ لیکن اس کی بد قسمتی سے عمرو بن عدی وہاں موجود تھا۔ اس نے ایک ضرب شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا اس کے بعد اہل شہر پر جو کچھ گزرتا تھا گزرا اور عمرو بن عدی مظفر و منصور واپس آیا۔ عمرو بن عدی کا کردار: عمرو بن عدی نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی یہ ہمیشہ لڑائیوں میں منہمک رہا محل میں آرام سے بیٹھنے پر لڑائی کے خوفناک میدان کو اس نے ہمیشہ فضیلت دی ملوک عرب میں سب سے پہلے اسی نے حیرہ کو دار السلطنت بنایا اور اہل حیرہ نے اپنی کتابوں میں ملوک عرب سے اسی کو عراق پر حکمرانی کرتے ہوئے پایا ہے ملوک الطوائف اس سے دبتے تھے یہاں تک کہ اردشیر بن بابک کا اہل فارس میں دور حکومت آیا۔

آل نصر کا عراق میں قیام: ہشام بن کلبی بروایت ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ آل نصر کے عراق آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر شق اور سطح کا ہونے نے یہ کی کہ حبشہ ان سے حکومت یمن چھین لیں گے اس وجہ سے ربیعہ بن نصر نے اپنے اہل بیت (خاندان سے جسے مناسب سمجھا عراق کی طرف روانہ کر دیا اور ایک خط شاہ فارس ساہور بن خرزاد) کو لکھ دیا بادشاہ فارس نے اس کے خاندان والوں کو حیرہ میں ٹھہرایا اور ربیعہ بن نصر کی نسل میں سے نعمان بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر ہے۔

نعمان بن منذر کا نسب: بعضے کہتے ہیں کہ منذر بادشاہ ساطرون (تنوخ قضاہ) کی اولاد سے ہے۔ ابن اسحاق نے علماء کوفہ سے اس کی روایت کی ہے اور جبیر بن مطعم صحابی سے روایت کی جاتی ہے کہ جس وقت نعمان کی تلوار عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم کو طلب فرمایا جبیر بن مطعم عرب اور قریش کا نسب خوب جانتے تھے انہوں نے اس کی تعلیم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پائی تھی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار جبیر کو سپرد کر دی اور دریافت کیا کہ ((من كان النعمان یا جبیر)) "اے جبیر نعمان کن سے تھا"۔ جبیر نے کہا ((نعمان من اسلاف قنص ابن معد)) "وہ (نعمان) قنص ابن معد کی اولاد سے تھا"۔

آل قنص بن معد: سہیلی کہتا ہے کہ قنص بن معد کی اولاد حجاز میں منتشر ہو گئی اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بیکجی خاندان میں شہرنگ ہونے کی وجہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں پس قنص بن معد کی اولاد سواد عراق کی طرف چلی آئی اور یہ زمانہ ملوک الطوائف کا تھا انہوں نے اردوانیوں سے معرکہ آرائی کی اور بعض ملوک الطوائف پر حملہ کر کے انہیں سواد عراق سے نکال دیا۔ اس کے بعد اشلاء نے انہیں زیر کیا اور قبائل عرب میں شامل ہو کر ان کے نسب میں داخل ہو گیا۔ طبری کہتا ہے کہ جس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے جبیر بن مطعم سے نعمان کا نسب دریافت کیا تھا اس وقت جبیر نے کہا کہ عرب کا یہ خیال ہے کہ اشلاء قنص بن معد سے ہے اور وہ سب عجم ابن قنص کی نسل سے ہیں لیکن یہ کہ لوگوں نے عجم کی تصحیف کر دی اور اس کی جگہ لخم کہنے لگے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ تمام عرب کا یہ خیال ہے کہ نعمان بن المندر لخم کی اولاد سے ہے جس نے ربیعہ بن نصر میں پرورش پائی تھی واللہ اعلم۔

امراء القیس: الغرض عمرو بن عدی کے ہلاک ہونے کے بعد عرب اور تمام عراق و حجاز و جزیرہ پر امراء القیس بن عمرو بن عدی حکمران ہوا۔ آل نصر اور عمال فارس میں سے سب سے پہلے اس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ بروایت ہشام ایک سو پندرہ برس زندہ رہا۔ جس میں سے زمانہ ساہور تیس برس اور زمانہ ہرمز بن ساہور میں ایک برس اور زمانہ بہرام بن ہرمز میں



تین برس اور زمانہ بہرام بن بہرام میں اٹھارہ برس اور زمانہ سابور میں ستر برس رہا۔ اسی کے زمانہ میں یہ ہلاک ہوا۔

عمر و بن امرء القیس: تب اس کی جگہ عمرو بن امرء القیس حکمران ہوا تیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اوس بن فلام عملتی حاکم ہوا۔ ہشام روایت کرتا ہے کہ یہ بنو عمرو بن عملاق سے ہے پانچ برس اس کی حکومت رہی۔ حجب بن عسک بن لخم نے اسے مار کر حکومت لے لی۔ یہ زمانہ بہرام بن سابور میں مر گیا اس کی جگہ امرء القیس بن عمرو پچیس برس حکمرانی کرتا رہا۔ یہ زمانہ یزدجرد اشیم میں ہلاک ہوا۔

نعمان بن امرء القیس: اس کی جگہ نعمان بن امرء القیس حاکم ہوا اس کی ماں شقیقہ ربیعہ بن ذہل بن شیبان صاحب خوانق کی لڑکی ہے نعمان بن امرء القیس ملوک آل نصر میں سب سے زیادہ جری اور بہادر تھا۔ تیس برس اس نے حکومت کی پھر زاہد ہو گیا ترک سلطنت کر کے بیابان کی طرف چلا گیا۔

بہرام بن یزدجرد اشیم: بعضے مؤرخ کہتے ہیں کہ یزدجرد اشیم نے اپنے لڑکے بہرام کو تعلیم کے لئے اسی نعمان بن امرء القیس کے سپرد کیا تھا لیکن طبری باسثناء علماء فارس کہتا ہے کہ جس کے سپرد بہرام کی تربیت کی گئی تھی وہ منذر بن نعمان بن امرء القیس ہے۔ الغرض بہرام تکمیل و تعلیم فنون جنگ و آداب شاہی کے بعد اپنے باپ کے پاس آیا اور تھوڑے دن ٹھہر کر پھر منذر کے پاس چلا گیا اس اثناء میں یزدجرد اشیم مر گیا۔ اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی اولاد سے تخت نشین کر دیا اور بہرام سے اس وجہ سے اعراض کیا کہ اس نے عرب میں پرورش پائی تھی آداب عجم سے ناواقف تھا۔ جب اس کی اطلاع منذر کو ہوئی تو اس نے ایک لشکر مرتب کیا اور اپنے لڑکے نعمان کی افسری میں فارس کی طرف روانہ کیا۔ اس غرض سے کہ شاہ حال فارس کو تخت سے اتار کر بہرام کے سر پر شاہی تاج رکھا جائے۔ چنانچہ نعمان بن منذر نے فارس پہنچ کر شاہی شہر کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد منذر لشکر عرب اور اس کے ساتھ بہرام بھی آ گیا۔ اہل فارس نے ڈر کر بہرام کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا اور بہرام نے منذر کے کہنے سے اہل فارس کی خطائیں معاف کر دیں اور منذر اپنے ملک واپس آیا۔

حرث کی حیرہ پر فوج کشی: ہشام بن الکلشی کہتا ہے کہ پھر حرث بن عمرو بن حجر الکندی ایک بڑا لشکر لے کر بلاد معد اور حیرہ پر چڑھ آیا اس کو تبع بن حسان ابن تبع نے حکمران بنایا تھا نعمان بن امرء القیس نے نکل کر اس کا مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ میں نعمان اور چند لوگ اس کے خاندان کے مارے گئے اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن نعمان الاکبر اور اس کی ماں ماء السماء کو نجات مل گئی آل نعمان کی حکومت پریشان ہو گئی اور حرث بن نعمان ان تمام بلاد کا مالک ہو گیا جن کی حکمرانی آل نعمان کر رہے تھے ہشام کے سوا اور مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ جس نعمان کو حرث نے قتل کیا ہے وہ منذر بن نعمان کا لڑکا ہے اور اس کی ماں ہند بنت زید مناة بن زید اللہ بن ربیعہ بن ذہل بن شیبان ہے۔

حرث بن عمرو اور قباد کی مصالحت: پھر آگے چل کر ہشام تحریر کرتا ہے کہ جب حرث بن عمرو نے آل نعمان سے حکومت چھین لی تو قباد نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حرث بن عمرو کی حکومت چونکہ کمزور تھی اس وجہ سے اس نے قباد سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ عرب فرات سے آگے نہ بڑھیں پھر جب حکومت فارس کمزور ہو چلی تو اس نے عرب کو اطراف سواد میں فرات کے پرلی طرف لوٹ مار کرنے کا اشارہ کر دیا جب شاہ فارس نے پھر اسے لڑائی سے دھمکایا تو اس نے کہلا بھیجا



کہ عرب کا گروہ ایک نہیں ہے جسے میں روک لوں بلکہ ان میں مختلف قبائل ہیں انہیں بال کے علاوہ کوئی چیز لوٹ مار کرنے سے نہیں روک سکے گی شاہ فارس نے یہ سن کر عرب کا سواد کا ایک حصہ دے دیا۔

**شمز ذوالجناح کی فتوحات:** اس کے بعد حرث نے ایک طرف سے شاہ یمن کو فارس پر حملہ کرنے کے لئے ابھارا اور اپنے برادر زادہ شمر ذوالجناح کو دوسری طرف سے قباد سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ شمر ذوالجناح نے قباد سے لڑائی کی اور رے تک اس کا تعاقب کر کے قتل کر ڈالا پھر شمر خراسان کی طرف بڑھا اور تیج نے اپنے لڑکے حسان کو سعد کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سرزمین چین تک لڑتا ہوا چلا جائے اور اپنے برادر زادہ یعفر کو روم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ اہل قسطنطنیہ نے خراج دینا اور اس کی اطاعت قبول کر لی اس کے بعد اس نے رومہ کی طرف قدم بڑھائے لیکن طاعون نے اس کے ایسے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیئے کہ ان سب کو رومیوں نے دفعۃً حملہ کر کے قتل کر ڈالا شمر ذوالجناح جو خراسان کی طرف گیا تھا اس نے حیلوں سے محاصرہ کر کے سمرقند پر قبضہ کر لیا اس کے بعد چین کی طرف بڑھا اور ترک کو شکست دی لیکن اس سے تین برس پہلے حسان یہاں پہنچ گیا تھا یہ دونوں اکیس برس تک وہاں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حسان وہیں مر گیا۔

**شمر کی مراجعت:** ہشام یہ واقعہ لکھ کر کہتا ہے کہ صحیح اور متفق علیہ یہ ہے کہ یہ دونوں اموال و ذخائر جو اہرات لے کر اپنے ملک واپس آئے تھے اس کی وفات یمن میں ہوئی ہے اور اس نے ایک سو بیس برس حکومت کی ہے پھر اس کے بعد ملوک یمن سے کسی نے لڑائی کے لئے خروج نہیں کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے دین یہودی اختیار کر لیا تھا۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو جو تیج تابعہ سے مشرق کی طرف گیا ہے وہ تیج اخیر یعنی تیان اسعد ابو کرب ہے۔ واللہ اعلم

**منذر بن نعمان:** ہشام لکھتا ہے کہ انوشیروان نے حرث بن عمرو کے بعد منذر بن نعمان کو حیرہ کا حاکم بنایا جو اپنے باپ نعمان کے قتل کے وقت بیچ گیا تھا پھر یہ فارس کی طرف سے اسود بن منذر کے بعد منذر عرب کا سات برس تک بادشاہ رہا اس کی ماں ماویہ بنت نعمان ہے اس کے بعد نعمان بن اسود بن منذر نے چار برس تک حکومت کی اس کی ماں ام الملک ہمشیرہ حرث بن عمرو تھی پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسد بن ازلی بن نما رہ بن لخم تین برس تک اس کا جانشین رہا پھر منذر بن امراء القیس بادشاہ ہوا اس کی ماں ماء السماء بنت عوف بن جشم بن ہلال بن ربیعہ بن مناة بن عامر بن ضبیب بن سعد بن الخرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط ہے انچاس برس اس کی حکومت رہی۔

**عمرو بن منذر:** اس کے بعد اس کا لڑکا عمرو بن منذر بادشاہ ہوا اس کی ماں ہند بنت الحرث بن عمرو بن حجر آکل المرار ہے سولہ برس اس کی حکومت کا زمانہ رہا اس کی حکومت کے آٹھویں برس عام الفیل ہوا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے پھر عمرو بن ہند نے شقیقہ قابوس کو چار برس تک حاکم بنا رکھا اس کے بعد منذر چار برس پھر نعمان بن منذر بائیس برس تک آٹھ برس زمانہ ہرمز میں اور چودہ برس زمانہ پرویز میں حکمران رہا۔

**آل نصر کا زوال:** اسی نعمان کے عہد حکومت میں آل نصر کی حکومت جزیرے میں کمزور ہو گئی بلکہ اس کے بعد پھر کوئی آل نصر کا بادشاہ نہ ہوا یہ وہی ہے جس کو کسریٰ پرویز نے قتل کر کے اس کی جگہ حیرہ و عرب کی حکومت کا مالک ایاس بن قبیصہ طائی کو کیا تھا اس کے بعد حیرہ کی ریاست مرزبانان فارس کے قبضہ میں چلی گئی یہاں تک کہ اسلام کا نورانی آفتاب چکا اور فارس کی



حکومت بھی جاتی رہی ایسا بن قبیصہ حیرہ میں مہرجان مرزبان فارس کی ماتحتی میں نو برس تک حکومت کرتا رہا اس کے بعد حیرہ میں دوسرا مرزبان آیا جس کا نام زاذویہ بن ماہانی ہمدانی تھا یہ سات برس تک تازمانہ توران بنت کسریٰ حکمران رہا۔

خالد بن ولید کی عراق پر فوج کشی: پھر اس کے بعد منذر بن نعمان بن منذر حاکم ہوا۔ عرب اسے غرور کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو کہ یوم اجدات بحرین میں مارا گیا اور مسلمانوں نے جس وقت عراق پر چڑھائی کی تھی اور خالد بن ولید نے حیرہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور اہل حیرہ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب ایسا بن قبیصہ شرفاء حیرہ کو ہمراہ لے کر خالد بن ولید کی خدمت میں آیا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم دے کر مصالحت کر لی خالد بن ولید نے عہد نامہ اور امان نامہ اسے لکھ دیا یہ پہلا جزیرہ تھا جو عراق میں مسلمانوں نے وصول کیا۔

ایسا بن قبیصہ کی معزولی: الغرض ایسا بن قبیصہ نے جب مسلمانوں کو جزیرہ دے کر صلح کر لی تو کسریٰ فارس کو ایسا کا یہ فعل سخت ناگوار گزرا اسی وجہ سے معزول کر دیا اس کی حکومت نو برس رہی اس کے ایک برس نو مہینے بعد مسلمانوں نے مختلف ممالک پر چڑھائی کی۔

یزدجرد کی قابوس کو پیشکش: انہی ایام میں عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تحت خلافت پر رونق افروز ہوئے اور انہوں نے سعد بن ابی وقاص کو جنگ فارس کے لئے روانہ کیا جب یزدجرد کو اس واقعہ سے آگاہی ہوئی تو اس نے مرزبان حیرہ کو لکھ بھیجا کہ قابوس بن قابوس بن منذر کو عرب کے مقابلہ پر بھیجے اور اس سے یہ وعدہ کرے کہ وہ عرب کے جس شہر کو فتح کرے گا اس کا وہی مالک ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے اس کے آباؤ اجداد سے عہد و پیمانہ تھا ایسا ہی عہد و پیمانہ بکر بن وائل کے ساتھ کیا گیا۔

قابوس کا قتل: قابوس تو اس خبر کے سنتے ہی قادیسیہ جا پہنچا اور بکر بن وائل کو ذی قار میں ثنی ابن حارثہ نے گرفتار کر لیا اور قابوس پر قادیسیہ میں یہ واقعہ گزرا کہ اثناء جنگ میں اس کا لشکر بے قابو ہو گیا اور خود یہ میدان جنگ میں مارا گیا یہ ان لوگوں کی یادگار تھا جو ملوک آل نصر بن ربیعہ سے باقی رہ گئے تھے اور ان کی حکومت فارس کی حکومت کے ساتھ جاتی رہی۔ مغیرہ بن شعبہ نے ہندہ بنت نعمان سے اور سعد بن ابی وقاص نے صدقہ بنت نعمان سے عقد کر لیا تھا اس کا واقعہ نہایت مشہور ہے۔

آل نصر کی مدت حکومت: ہشام کے نزدیک پانچ سو بیس برس میں ملوک آل نصر میں سے بیس شخصوں نے حکومت کی اور بروایت مسعودی تیس شخصوں کی چھ سو بیس برس حکومت رہی بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداء آبادی حیرہ سے نباء کوفہ تک پانچ سو برس کی مدت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

آل نصر کے متعلق مختلف روایات: آل نصر بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن عدی اول کے ملوک کی یہ ترتیب وہی ہے جسے طبری نے ابن کلبی وغیرہ سے نقل کیا ہے لیکن اس کے سوا اور مؤرخین ملوک آل نصر کی ترتیب میں اختلاف کرتے ہیں باوجودیکہ انہوں نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ عمرو بن عدی کے بعد اس کا لڑکا امرء القیس پھر اس کا لڑکا عمرو بن امرء القیس تخت حکومت پر بیٹھا ہے اور یہ ان کا تیسرا بادشاہ ہے۔

آل نصر کا نسب: علی بن عبدالعزیز جرجانی اس کے انساب میں ذکر عمرو کے بعد تحریر کرتا ہے کہ پھر اس پر اوس بن قلام عملتی نے دفعۃً حملہ کر دیا اور خود حکمران بن گیا کچھ روز بعد عجب بن عتیک نخعی نے اسے مار کر حکومت چھین لی پھر اس کے بعد امرء



القیس بن عمرو ثالث پھر اس کا لڑکا نعمان اکبر ابن امرء القیس بن الشقیقہ (جس نے ترک سلطنت کر کے فقیری اختیار کر لی تھی) اس کے بعد اس کا لڑکا منذر اس کے بعد اس کا لڑکا اسود بن منذر پھر اس کا بھائی منذر بن منذر پھر نعمان بن اسود بن منذر پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسنش بن ربی بن نمارہ بن لخم پھر اس کے بعد امرء القیس بن نعمان الاکبر پھر اس کا لڑکا امرء القیس حکمران ہوا اس کے بعد حرث بن عدی کندی کا واقعہ پیش آیا یہاں تک کہ دونوں میں مصالحت ہو گئی اور منذر نے اس کی لڑکی ہند سے شادی کر لی جس کے بطن سے عمرو پیدا ہوا پھر منذر کے بعد عمرو بن ہند پھر قابوس بن منذر اس کا بھائی پھر منذر بن منذر اس کا دوسرا بھائی پھر اس کا لڑکا نعمان بن منذر حاکم ہوا۔

**جر جانی کی روایت:** جر جانی کا یہ بیان طبری کی تحریر کے بالکل موافق ہے سوائے حرث بن عمرو کندی کے کیونکہ طبری نے نعمان اکبر بن امرء القیس اور اس کے لڑکے منذر کے بعد حرث بن عمرو کا واقعہ تحریر کیا ہے اور جر جانی نے منذر بن امرء القیس بن نعمان کے بعد لکھا ہے اس منذر اور منذر بن نعمان اکبر کے درمیان پانچ بادشاہ گزرے ہیں جس میں ابو یعفر بن الذمیل بھی ہے۔ واللہ اعلم

**مسعودی کا بیان:** مسعودی اس ترتیب کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ نعمان اکبر کے بعد امرء القیس نے (جس کو قائد الفارس کہتے ہیں) پینسٹھ برس حکمرانی کی اس کے بعد اس کا لڑکا منذر پچیس برس حاکم رہا یہاں تک تو طبری اور جر جانی کی ترتیب سے ملتا ہے پھر آگے چل کر ان دونوں کی مخالفت کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ نعمان بن منذر نے پینتیس برس حیرہ پر حکمرانی کی (یہ وہ ہے جس نے خورنق آباد کیا تھا) اور اسود بن نعمان نے بیس برس اور اس کے لڑکے منذر نے چالیس برس حکومت کی اس کی ماں ماء السماء نمر بن قاسط (بطن ربیعہ) سے ہے اور یہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے پھر اس کا لڑکا عمرو ابن المنذر چوبیس برس رہا۔ اس کے بعد اس کا بھائی نعمان بادشاہ ہوا اس کی ماں کا نام یامہ تھا اسی کو کسریٰ نے قتل کیا ہے اور یہی ملوک حیرہ کا آخری بادشاہ ہے۔

**سہیلی کی روایت:** سہیلی کہتا ہے کہ منذر بن ماء السماء کے دو لڑکے عمرو و نعمان تھے عمرو بنت الحرث آکل المرار کے بطن سے ہے یہ حیرہ کے بڑے بادشاہوں میں سے تھا اسے محرق کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں اس وجہ سے کہ اس نے شہر ملہم کو یامہ کے قریب جلا دیا تھا یہ کسریٰ انوشیروان کی جانب سے حکومت کرتا تھا اس کے بعد اس کا بھائی نعمان بن منذر حاکم ہوا اس کی ماں یامہ تھی اسے کسریٰ پرویز بن ہرمز بن انوشیروان نے زید بن عدی بن زید عنادی کی سازش سے قتل کر ڈالا اس کے بعد اس نے اس کے مارے جانے کا قصہ اور ایاس بن قبیصہ طائی کی حکومت کا حال لکھا ہے اور اس کے بعد حرب ذی فار کا حال تحریر کیا ہے جس میں عرب عجم پر غالب آئے تھے۔

**عمرو بن عدی کا انتقام:** ابن سعید ان کی حکومت کی ابتداء یوں بیان کرتا ہے کہ بنو نمارہ عمالقہ کے لشکریوں میں سے تھے اور یہ شام و حیرہ میں ان کی طرف سے الزباء کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے جب الزباء نے جذیمہ کو تہ تیغ کیا تو عمرو بن عدی جو جذیمہ کی بہن کا لڑکا تھا۔ اپنے ماموں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور الزباء کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور لب فرات عراق میں حیرہ آباد کیا۔

**عمرو بن عدی کی حکومت:** صاحب تواریخ الامم کا یہ بیان ہے کہ عمرو بن عدی نے زمانہ ملوک الطوائف میں ایک سو



اٹھائیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد امراء القیس بن عمرو حاکم ہوا جب یہ مر گیا تو اردشیر بن سابور نے حیرہ پر اوس بن قلام عملقی کو حکمران مقرر کیا اس کے بعد امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس معروف بہ محرق پھر اس کا لڑکا نعمان بن شقیقہ جس نے شبیان آباد کیا اور خورنق کی بنا ڈالی اور جو آخر عمر میں تارک الدنیا ہو گیا۔

نعمان بن اسود کی معزولی: تیس برس اس کے بعد اس کا لڑکا منذر (جس نے بہرام گور کی مدد کی تھی) چوالیس برس اس کے بعد اس کا لڑکا اسود پھر اس کا بھائی منذر بن منذر پھر نعمان بن اسود حاکم ہوا کسریٰ نے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ الذمیل بن لخم کو بادشاہ بنایا یہ شاہی خاندان سے نہ تھا اس کے بعد پھر اسی خاندان میں حکومت آ گئی۔

حرث کندی کا تقرر: چنانچہ امراء القیس بن نعمان اکبر (جو ابن شقیقہ کے نام سے معروف ہے) حکمران ہوا اس نے بکر بن وائل سے جنگ کی اس کے بعد اس کا لڑکا منذر بن ماء السماء حاکم ہوا۔ ماء السماء کلیب کی بہن ہے قباد نے ایک زندیق شخص کی اتباع پر اسے مجبور کرنا چاہا جب اس نے انکار کیا تو اسے معزول کر کے اس کی جگہ حرث بن عمرو بن حجر کندی کو حاکم بنایا پھر اسے انوشیروان نے حاکم بنایا یہاں تک کہ حرث اعرج غسانی نے یوم حلیمہ میں اسے قتل کیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائیگا۔

عمرو بن بند کا عہد: اس کے بعد عمرو بن ہند بادشاہ ہوا ہند کا نام یا مہ تھا یہ امراء القیس بن حجر کی پھوپھی تھی۔ عمرو بن ہند کو محرق ثانی بھی کہتے ہیں اس لحاظ سے کہ اس نے قبیلہ تمیم میں سے قبیلہ بطور دارم جلادیا تھا کیونکہ انہوں نے اس کا بھائی قتل کر ڈالا تھا جب اس کی خبر عمرو بن ہند کو ہوئی تو اس نے قسم کھالی کہ ایک خون کے عوض میں ان میں سے سو آدمیوں کو جلادوں گا چنانچہ ایسا ہی کیا سولہ برس اس نے زمانہ حکومت نوشیروان میں حکمرانی کی۔

حرث اعرج غسانی کا قتل: اس کے بعد اس کا بھائی قابوس بن ہند حاکم ہوا یہ اعرج تھا اسے بنو شکر میں سے کسی نے مار ڈالا تھا۔ اس کی جگہ نوشیروان نے حیرہ پر اپنے کسی مرزبان کو مقرر کیا جب عرب نے اس کی اطاعت نہ کی تو مجبور ہو کر منذر بن ماء السماء کو حاکم بنایا منذر تخت حکومت پر بیٹھتے ہی شام کی طرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بڑھا۔ حرث اعرج غسانی نے اسے بھی مار ڈالا۔

نعمان بن منذر کا قبول عیسائیت: اس کی جگہ اس کا لڑکا نعمان بن منذر حاکم ہوا یہ ملوک حیرہ میں سے زیادہ مشہور ہے عرب کے وفود اس کے پاس بکثرت آئے اس نے بنی جفہہ میں سے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا یہ عدی بن زید کی تحریک سے نصرانی ہو گیا اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا پھر عدی بن زید کو کسی شبہ سے قید کر دیا جب کسریٰ نے عدی کے بھائی کی سفارش سے عدی کی سفارش کی تو نعمان نے اسے حالت قید ہی میں مار ڈالا۔ عدی کا لڑکا زید جب بڑا ہوا تو کسریٰ نے اسے اپنا ترجمان مقرر کیا اس نے کسریٰ پر ویز کو نعمان سے بدظن کر دیا اور اس کے ساتھ جنگ فارس و روم میں شامل ہوا فارس کو شکست ہوئی اور نعمان ایک گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ سے بھاگا کسریٰ نے اس سے گھوڑا طلب کیا اس نے گھوڑا دینے سے انکار کیا اور ایاس بن قبیصہ نے اپنا گھوڑا دے دیا۔







## ملوک کندہ

حجر بن عمرو: طبری بروایت ہشام تحریر کرتا ہے کہ شرفاء کندہ ملوک حمیر کی کارپردازی کرتے تھے۔ حسان بن تبع کا کارپرداز عمرو بن حجر سردار کندہ تھا اس کا باپ حجر وہ ہے جسے عرب آکل المرار کہتے ہیں اور یہ حجر کا لڑکا ہے عمرو بن معاویہ بن حرث اصغر ابن معاویہ بن حرث اکبر ابن معاویہ بن کندہ کا اور حسان تبع کا مادری بھائی ہے جب حسان نے بلاد عرب پر چڑھائی کی اور حجاز کی طرف واپسی کے وقت معد ابن عدنان پر اپنے بھائی حجر بن عمرو کو والی مقرر کیا اس نے نہایت نیک سیرتی سے ان میں بسر کی اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا عمرو مقصور حاکم ہوا پھر آگے چل کر۔

عمرو بن تبع: ہشام سے روایت کرتا ہے کہ جب حسان نے جدیس پر فوج کشی کی تو حمیر میں اسے اپنا نائب کر گیا پس جبکہ وہ مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عمرو بن تبع حکمران ہوا تو اس نے اپنے بھائی حسان بن تبع کی لڑکی سے عمرو بن حجر کا عقد کر دیا۔ بنو حمیر نے اس عقد کرنے پر بہت شور و غل مچایا لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی کچھ عرصہ بعد بطن بنت حسان اور صلب عمرو بن حجر سے حرث بن عمرو پیدا ہوا اور عمرو بن تبع کے بعد عبدالکلال بن متون اصغر (حسان کی اولاد سے) حاکم بنایا گیا اس وجہ سے کہ تبع بن حسان کی عقل زائل ہو گئی تھی۔

امارت آل نعمان: عبدالکلال نصرانی مذہب رکھتا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ برائی سے پیش آتا تھا لوگ اس کی کج خلقی سے تنگ تھے غالباً اسی سبب سے بنو حمیر نے اسے حیلے سے کہ اس نے ایک غسانی کو اپنا مشیر بنا لیا تھا مارڈالا اس کے بعد تبع بن حسان اچھا ہو گیا لوگوں نے اسے حاکم بنا لیا بنو حمیر اور عرب اس سے دب گئے اس نے اپنے ہمیشہ زادہ حرث بن عمرو بن حجر کنڈی کو عظیم الشان لشکر دے کر بلاد معد و حیرہ کی طرف روانہ کیا نعمان بن امراء القیس بن شقیقہ سے لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں نعمان اپنے چند گھروالوں کے ساتھ مارا گیا اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن نعمان اکبر اور اس کی ماں السماء بچ گئی اس وقت سے آل نعمان کی حکومت جاتی رہی اور حرث بن عمرو ان تمام علاقوں کا حکمران ہو گیا جن پر آل نعمان حکومت کرتے تھے۔

حرث بن عمرو: عام مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جب حرث بن عمرو اپنے باپ کے بعد عرب کا حکمران ہوا اور اس کی سطوت و غلبہ نے ایک طرح کی شہرت حاصل کر لی اس وقت ملوک حیرہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی (حیرہ میں ان دنوں منذر بن امراء القیس حکومت کرتا تھا) اسی اثناء میں کسریٰ قباد اپنے باپ فیروز بن یزدجرد کے بعد تخت فارس پر بیٹھا یہ مانی زندیق کے مقلدین میں سے تھا اس نے منذر کو اپنے مذہب کی دعوت دی منذر نے انکار کیا اور حرث بن عمرو نے اس کا مذہب اختیار کر لیا اسی وجہ سے کسریٰ قباد نے اسے عرب کا حاکم بنا دیا اور حیرہ میں رہنے کا حکم دیا اس کے بعد قباد مر گیا۔



منذر حاکم حیرہ: اس کی جگہ اس کا لڑکا انوشیروان تخت نشین ہوا اس نے حیرہ کی حکومت پھر منذر کو دے دی اور حرث بن عمر کو نہر سوار دے کر راضی کر دیا پھر حرث نے ملک عرب کو اپنے لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ حجر کو بنو اسد پر اور شرجیل کو بنو سعد و رباب پر اور سلمہ کو بکر و تغلب پر اور معد یکر ب کو قیس و کنانہ پر حکمران کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ سلمہ حنظلہ و تغلب پر اور شرجیل بسعید و رباب و بکر پر حاکم بنایا گیا کچھ روز بعد قیس بن الحرث ان میں آئے تھے کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ اس کا لڑکا شرجیل بکر ابن وائل پر اور حنظلہ بنو اسد پر اور بنو عمرو بن تمیم کے ایک گروہ اور رباب پر اور غلفاء یعنی معد یکر ب قیس پر سلمہ بن الحرث بنو تغلب و نمر بن قاسط و نمر بن زید منات پر حکمران ہوا۔ انہتی کلام الاغانی۔

شرجیل اور سلمہ کی جنگ: شرجیل اور اس کے بھائی سلمہ میں ناچاقی ہو گئی بصرہ و کوفہ کے درمیان یمامہ سے سات منزل پر کلاب سے لڑے کلاب کی طرف سفیان بن مجاشع بن دارم (سلمہ کا دوست) اپنے بردار ان مادری کو لے کر بڑھا اس کے بعد سلمہ اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ آ پہنچا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی بنو حنظلہ عمرو بن تمیم رباب بکر بن وائل کو شکست ہوئی اور بنو سعد مع اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ واپس ہوئے اس اثناء میں سلمہ کی طرف سے کسی نے آواز بلند کہا ”جو شخص شرجیل کو مار ڈالے گا اسے سواونٹ دیئے جائیں گے“۔ اس آواز کے سنتے ہی بنو سعد پھر لوٹ پڑے اور پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر لڑے۔

شرجیل کا قتل: اس لڑائی میں عصیم بن نعمان بن مالک بن غیاث بن سعد بن زہیر بن بکر بن حبیب تغلمسی نے شرجیل کو مار ڈالا۔ شرجیل کے مارے جانے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ جب اس کی خبر اس کے بھائی معد یکر ب کو پہنچی تو رنج و الم سے مجنون ہو گیا اور اسی حالت جنون میں مر گیا بنو سعد نے کامیابی کے بعد شرجیل کے اہل و عیال کو قید کرنا چاہا تھا لیکن عوف بن شمسہ بن الحرث بن عطار د بن عوف بن سعد بن کعب نے انہیں بحفاظت تمام ان کی قوم کے پاس بھیج دیا اس کے بعد سلمہ پر فالج گرا اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔

حجر بن الحرث کا بنو اسد پر حملہ: حجر بن الحرث ایک مدت تک بنو اسد پر حکمران رہا یہاں تک اس نے بنو اسد کے پاس رسد و غلہ طلب کرنے کے لئے اپنا سفیر روانہ کیا بنو اسد نے رسد و غلہ دینے کے عوض اس کے سفیر کو مارا اس کے خط کی اہانت کی۔ حجر ان دنوں تہامہ میں تھا جب اسے اس واقعے سے آگاہی ہوئی تو وہ ربیعہ و قیس و کنانہ کو لے کر ان پر چڑھ آیا ان کے خون کو مباح کر دیا ان کے رؤسا کو گرفتار کر لیا عبید بن الابرص کو ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کیا گیا کچھ روز بعد عبید بن الابرص نے ایک شعر لکھ کر حجر کے پاس بھیجا جس سے خوش ہو کر حجر نے اسے آزاد کر دیا۔

حجر بن الحرث کا قتل: تھوڑے دن بعد بنو اسد نے وفود (ڈیپوٹیشن) حجر کے پاس روانہ کئے۔ جب یہ حجر کے پاس پہنچ گئے تو ایک موقع دیکھ کر ذعتہ حجر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا اس قتل کا بانی مہانی علباء بن الحرث کا بلی تھا جس کے باپ کو حجر نے مار ڈالا تھا۔

امراء القیس اور بنو اسد کی جنگ: جب اس کی خبر امراء القیس کو پہنچی تو اس نے یہ قسم کھالی کہ جب تک بنو اسد سے معاوضہ نہ لوں گا کوئی دنیاوی چیز استعمال نہ کروں گا امراء القیس چونکہ تہا بنو اسد کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس وجہ سے اس نے بنو بکر



وتغلب سے مدد چاہی چنانچہ بنو بکر وتغلب نے اس کا ساتھ دیا بنو اسد میدان جنگ سے بجلت تمام بھاگ کر منذر بن امرء القیس والی حیرہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے اور امرء القیس بنو کنانہ پر جا پڑا اور انہیں نہایت سختی سے قتل کیا اس کے بعد بنو اسد کے تعاقب کو چلا لیکن بلا کسی کامیابی کے ناکام ہو کر واپس آیا۔

**امرء القیس کا خاتمہ:** اور بنو بکر وتغلب کے چلے جانے کے بعد موثر الخمر بن ذی جدن (بادشاہ حمیر) کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا اس نے پانچ سو حمیری اور اس کے علاوہ عرب کا ایک گروہ اس کے ساتھ کر دیا منذر نے اپنی قوم کو جمع کر لیا اور کسریٰ نوشیروان نے ایک لشکر اس کی مدد پر روانہ کیا دونوں فریق میں سخت لڑائی ہوئی انجام امرء القیس کو شکست ہوئی حمیری اور جو اس کے ہمراہ تھے وہ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگے۔ امرء القیس ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ میں چھپتا پھرتا تھا اور منذر اس کی جستجو کر رہا تھا یہاں تک کہ امرء القیس قیصر کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا قیصر نے اس کی امداد کی لیکن طماح نے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ کر دیا یعنی حکمت عملی سے اسے زہر دلا دیا۔ واللہ اعلم

**کندہ ملوک:** جر جانی کہتا ہے کہ ان بادشاہوں کے بعد یہ نہیں معلوم ہوا کہ پھر ملوک کندہ کو حکومت و سلطنت نصیب ہوئی یا نہیں بہر کیف عرب انہیں کندہ الملوک کہتے ہیں حسان بن عمرو بن جور تمیم پر اور معاویہ بن شرجیل بن حصن بنو عامر پر یوم جبلیہ حکمران تھا اور جور معاویہ بن حجر آکل المرار پر اور ملک مقصور عمرو بن حجر کو کہتے ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ ثور بن عفیر بن حرث بن مرہ بن ادو بن شجب ابن عبید اللہ بن زید بن کہلان کا لقب کندہ تھا یمن کے بلاد شرقی میں رہتا تھا۔ اس کا دار الحکومت ومومن تھا ان میں سے حکومت بنو معاویہ بن غزہ کے خاندان میں تھی ملوک تابعہ میں سے انہیں مصاہرت کا تعلق تھا وہ بنو معد بن عدنان پر حجاز میں اپنی طرف سے حکمرانی کرتے رہتے تھے۔ ان میں سے اول جو شخص حکمران ہوا وہ حجر آکل المرار ابن عمرو بن معاویہ اکبر ہے اسے تبع بن کرب نے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا حکومت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد عمرو بن حجر پھر اس کا لڑکا حرث مقصور بادشاہ ہوا جس نے قباد بادشاہ فارس کے کہنے سے مانی زندیق کی اتباع نہ کی اور اسی وجہ سے بنو کلب میں مارا گیا اور اس کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اس کے لڑکے جو بنو معد پر حکمرانی کرتے تھے وہ بھی اکثر مارے گئے جن میں حجر بن حرث بھی مارا گیا جو بنو اسد کا حاکم تھا پھر اس کا لڑکا امرء القیس اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اٹھا اور قیصر کے پاس گیا لیکن طماح اسدی کی سازش سے اسے زہر دے دیا گیا طماح اسدی نے اس کی نسبت یہ غلط مشہور کر دیا تھا کہ امرء القیس قیصر کی لڑکی پر شقیقہ ہے اسی وجہ سے اسے زہر آلود کپڑا بنا دیا گیا اور اس ذریعہ سے اس کی ساری امیدوں اور ہر ارمان زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

**بنو جبلیہ:** صاحب التواریخ تحریر کرتا ہے کہ اس کے بعد حکومت بنو حیلہ بن عدی بن ربیعہ معاویہ میں منتقل ہو آئی ان میں سے قیس بن معد یکرب بن جبلیہ کی بڑی شہرت ہوئی انہیں میں سے ایشی اور اس کی لڑکی عمرہ وہ ہے جس کی لڑائیوں اور دولت کے حالات مشہور ہیں اس کا بھائی اشعب مسلمان ہو گیا لیکن حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گیا تھا جسے ابو بکرؓ کا لشکر گرفتار کر لایا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اسی کی نسل سے بنو اشعب ہیں جن کا ذکر دولت امویہ میں آئے گا۔

۱ طماح بنو اسد میں سے ایک شخص کا نام ہے یہ قیصر کی خدمت میں رہتا تھا۔

۲ مصاہرت کے لئے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں پایا جاتا۔ سسرالی رشتہ دار کو خواہ وہ زوج کی طرف سے ہو یا زوجہ کی طرف سے صہر کہا کرتے ہیں۔



کندہ کے بطون سے سکون اور سکا سک ہیں سکا سک اس وقت تک شرقی یمن میں ایک ممتاز حالت سے سحر و کہانت میں مشہور ہیں انہیں میں سے تجیب کا بہت بڑا قبیلہ ہے جن میں سے اندلس میں بنو حماد و بنو ذی النون بنو الافطس ملوک الطوائف سے ہیں۔ واللہ تعالیٰ وارث الارض و من علیہا

## ملوک غسان شام

اس سے پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ شام میں سب سے پہلے عرب میں سے جس نے حکمرانی کی ہے وہ عمالقه ہیں اس کے بعد بنو ارم بن شام جو ارمین کے نام سے مشہور ہیں اور ہم نے اس اختلاف کا ذکر کر دیا جو لوگوں نے عمالقه شام میں کیا ہے کہ آیا وہ عملیق بن لاوذ بن ہشام سے ہیں یا عمالیق بن ایفاز بن عیسو سے۔ مشہور و متعارف یہ ہے کہ وہ عملیق ابن لاوذ سے ہیں۔ بنو ارم ان دنوں اطراف شام و عراق میں رہتے تھے۔ ملوک الطوائف سے اور ان سے اکثر معرکہ آرائیاں رہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کا ذکر اشارہ ہو چکا ہے۔

سمیدع بن ہوش: ان عمالقه کا آخری بادشاہ سمیدع بن ہوش تھا جسے یوشع بن نون نے قتل کیا ہے جس زمانے میں بنی اسرائیل شام پر غالب آئے ہیں اس کے بعد بنو ظرب بن حسان (قبیلہ عاملہ عمالیق) میں حکومت چلی آئی ان کی آخری حکمران الزباء بنت عمرو بن سمیدع تھی قضاہ دیار جزیرہ میں ان کی ہمسائیگی میں تھے اور جب ان کی ہوا بگڑی تو عمالقه غالب آئے پھر الزباء کے مرنے کے بعد بنو الظرب بن حسان کی حکومت جاتی رہی۔

تنوخ بن مالک: اس وقت عرب کی زمام حکومت تنوخ (قبیلہ قضاہ) نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور وہ تنوخ مالک بن فہم بن تیم اللہ بن اسود بن دبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاہ کا لڑکا ہے ان کے حیرہ اور انبار میں جانے اور ٹھہرنے اور ارمینوں کے پڑوس میں رہنے کا حال اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہیں۔

مسعودی کی روایت: بروایت مسعودی تنوخ میں سے تین شخصوں نے حکومت کی (۱) نعمان بن عمرو (۲) اس کا لڑکا عمرو ابن نعمان (۳) اس کا بھائی حواری بن عمرو۔ یہ لوگ روم کی طرف سے حکمران تھے۔ اس کے بعد تنوخ کے قوائے حکومت کمزور ہو گئے ان پر سلج (بطون قضاہ سے) پھر ضجعم (ضجعم بن سعد بن سلج کی اولاد سے) غالب آیا اس کا نام عمر بن حلوان بن عمرو ان بن الحاف تھا۔ تھوڑے دن بعد یہ لوگ نصرانی ہو گئے روم نے ان کو عرب کی حکومت دے دی ایک مدت تک حکومت ان کے قبضہ میں رہی یہ بلاد مواب (ارض بلقاء) میں رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے سلج کو اطراف شام کا حکمران بنایا تھا وہ قیصر طیطش ابن قیصر ماہان تھا۔

بنو سلج: ابن سعید کہتا ہے کہ بنو سلج کی دو حکومتیں تھیں ایک بنو ضجعم کی دوسری بنو عبید کی۔ بنو ضجعم کا دور حکومت ایک زمانے تک رہا یہاں تک کہ غسان کو ان پر غلبہ حاصل ہو گیا انہوں نے ان کے ملک کو ان سے چھین لیا ان کا آخری بادشاہ زیادہ بن ہبولہ تھا یہ اپنی بقیہ قوم کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا۔ جنہیں حجر آکل المرار والی حجاز نے قتل کر ڈالا بعض علماء نسب ان بنو ضجعم اور دوس پر تنوخ کا اطلاق کرتے ہیں جنہوں نے بحرین میں قیام کیا اس کے بعد ضجعم بر یہ شام کی طرف اور دوس بر یہ عراق کی طرف چلے گئے اور بنو عبید بن الابرص بن عمرو ابن اشجع بن سلج حضرت حکمرانی کرتے رہے جس کے آثار اس وقت تک بر یہ سنجا میں باقی



ہیں انہی میں سے ضمیر بن معاویہ بن عبید مشہور حکمران گزرا ہے۔ جسے جرمقہ ساطرون کے نام سے مشہور کرتے ہیں اس کا قصہ جو ساہور کے ساتھ گزرا ہے۔ مشہور و معروف ہے۔ انتھی کلام ابن سعید

عرب پر بنو کہلان کی حکومت: پھر عرب کی ریاست حمیر سے منتقل ہو کر کہلان کے قبضہ میں آگئی اور وہ بلاد حجاز پر حکمران ہوئے اور ازیمین سے نکل کر بلاد عک میں زبید و زمع کے درمیان مقیم ہوئے اہل عک سے لڑے ان کے بادشاہ کو ثعلبہ بن عمرو مزریقیا نے قتل کر ڈالا بعض اہل یمن کہتے ہیں کہ عک عدنان میں عبد اللہ بن اور کا لڑکا ہے اور دارقطنی کہتا ہے کہ یہ عبد اللہ بن عدنان (بالشاء المثلثہ و اضم العین) کی نسل سے ہے الغرض پھر وہ ظہران میں آئے اور بنو جرہم سے مکہ میں لڑے اور اس کے بعد وہ اطراف و جوانب بلاد میں منتشر ہو گئے پس بنو نصر بن الازد و ثرات و عمان میں اور بنو ثعلبہ بن عمرو مزریقیا یثرب میں بنو حارثہ بن عمرو مرالظہر ان (مکہ) میں قیام پذیر ہوئے انہیں خزاعہ بھی کہتے ہیں۔

غسان: مسعودی کہتا ہے کہ عمرو مزریقیا جس وقت اثناء سفر میں مقام مکہ پر وارد ہوا تو بنو نصر بن الازد اور عمران الکاہن اور عدی بن حارثہ بن عمرو وہیں ٹھہر گئے اور بقیہ لوگ اس کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ بلاد اشعرین و عک دوادیوں زبید و زمع کے درمیان ایک نہر پر ٹھہرے جسے غسان کہتے ہیں ان لوگوں نے اس سے پانی پیا اور وہ اسی نام سے موسوم ہوئے پھر ان سے اور معد سے لڑائیاں ہوئیں جن میں معد کو کامیابی ہوئی اور اس نے انہیں شراۃ کی طرف نکال دیا شراۃ ہی کو جبل الازد کہتے ہیں یہ پہاڑ سرزمین شام میں ان پہاڑیوں سے ملا ہوا ہے جو مضافات دمشق اور اردن سے ملی ہوئی ہیں۔

بنو جفنه: ابن کلبی کہتا ہے کہ عمرو بن عامر مزریقیا کی اولاد سے جفنه (جن میں ملوک ہوئے ہیں) اور حرث محرق (جس نے سب سے پہلے لوگوں کو آگ میں جلایا تھا) اور ثعلبہ (یعنی عتقاء اور ابو حارثہ و ابو حارثہ و ملک و کعب و دوامہ و عوف و ذہل و وائل ہوتے ہیں۔ ذہل نجران کی طرف چلا گیا اسی سے اسقف و عبیدہ ہیں چونکہ یہ تین پچھلے اور عمران بن عمر اور ابو حارثہ نے آب غسان سے پانی نہیں پیا اسی وجہ سے غسان نہیں کہے جاتے اور اولاد مزریقیا سے (۱) جفنه (۲) حارثہ (۳) ثعلبہ (۴) مالک (۵) کعب (۶) عوف آب غسان استعمال کرنے سے غسان کہلائے گئے۔ بعض کہتے ہیں ثعلبہ اور عوف نے بھی آب غسان استعمال نہیں کیا تھا۔ الغرض غسان شام پہنچ کر ضجاعم اور ان کی قوم سلح کے قریب مقیم ہوئے غسان کی سرداری ان دنوں ثعلبہ بن عمرو بن المجاہد بن حرث بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن ابن الازد اور ضجاعم کی حکومت و اودالشق بن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم کے قبضے میں تھی یہ بنو ضجاعم روم کی طرف سے عرب کے حکمران تھے جیسا کہ ہم نے بیان کیا غسان نے جو کچھ عرب کی ریاست بنو ضجاعم کے قبضے میں تھی ان سے چھین لی یہ وہ زمانہ تھا کہ روم اور فارس میں کچھ چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔

ثعلبہ اور قیصر روم کا معاہدہ: روم نے اس خیال سے کہ مبادا یہ گروہ فارس سے نہ مل جائے ان کے سردار ثعلبہ بن عمرو (براد: جذع بن عمرو) سے نامہ و پیام کر کے یہ معاہدہ کر لیا کہ ”اگر کسی وقت عرب بنو غسان سے سرکشی کرے گا تو روم چالیس ہزار رومیوں سے اس کی امداد کرے گا اور کسی وقت روم کو ضرورت پیش آئے گی تو غسان بیس ہزار جنگ آوروں سے مدد کرے گا تکمیل معاہدہ کے بعد روم نے انہیں اپنی طرف سے حکمران مقرر کیا اور ان کی حکومت تسلیم کر لی سب سے پہلے جس نے ان میں سے حکومت کی وہ ثعلبہ بن عمرو بن المجاہد ہے اس کے بعد ثعلبہ بن عمرو بن جفنه حکمران ہوا۔

حرث بن ثعلبہ: جر جانی لکھتا ہے کہ ثعلبہ بن عمرو کے بعد اس کا لڑکا حرث بن ثعلبہ (جس کو ابن ماریہ بھی کہتے ہیں) اس



کے بعد منذر بن الحرث پھر نعمان بن منذر بن الحرث اس کے بعد ابو بشر (یا ابو شمر) بن الحرث بن جبلہ ابن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جھنہ حکمران ہوا۔ (بعض نسابین نے اس کا نسب ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ لڑکا ہے عوف بن الحرث بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن کا) پھر ابو بشر کے بعد حرث الاعرج بن ابی شمر پھر عمرو بن الحرث الاعرج اس کے بعد منذر بن الحرث الاعرج اس کے بعد الایہم بن جبلہ بن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جھنہ پھر اس کے بعد اس کا لڑکا جبلہ تخت حکومت پر بیٹھا۔

حرث بن عمرو مزریقیا: مسعودی کہتا ہے کہ ان میں سے پہلے جس نے حکمرانی کی وہ حرث بن عمرو مزریقیا ہے اس کے بعد حرث بن ثعلبہ بن جھنہ (یعنی ابن ماریہ ذات القرطین) اس کے بعد نعمان بن الحرث بن جھنہ بن الحرث پھر ابو شمر بن حرث بن ثعلبہ بن جھنہ بن حرث پھر اس کا بھائی منذر بن حرث اس کے بعد اس کا بھائی جبلہ بن حرث اس کے بعد عوف بن ابی شمر اس کے بعد حرث بن ابی شمر حکمران ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس کی طرف شجاع بن وہب اسدی کو نامہ نامی لے کر روانہ فرمایا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی ایسا ہی ابن اسحاق نے بھی روایت کی ہے نعمان بن منذر اور حرث بن ابی شمر کا ایک زمانہ تھا دونوں ریاست و حکومت کی وجہ سے باہم لڑتے رہتے شعراء عرب مثل اُشی اور حسان بن ثابت وغیرہ ان کے پاس قصائد و مدحیہ لے کر جاتے تھے پھر حرث بن ابی شمر کے بعد اس کا لڑکا نعمان پھر اس کے بعد جبلہ بن الایہم بن جبلہ حکمران ہوا یہ جبلہ دادا ہے اس جبلہ کا جس نے اپنے دونوں بھائیوں شمر و منذر کے بعد حکومت کی۔

جھنہ بن مزریقیا: اور ابن سعید کہتا ہے کہ جس نے غسان میں سب سے پہلے شام پر حکمرانی کی اور بنو ضجاعم کی حکومت چھین لی وہ جھنہ بن مزریقیا ہے صاحب تواریخ الامم سے نقل کرتا ہے کہ جب جھنہ حکمرانی کی کرسی پر بیٹھا تو اس نے جلق (یعنی دمشق) کی بناء ڈالی پینتالیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد حکومت نسلًا بعد نسل اس کے لڑکے کرتے رہے یہاں تک کہ حرث الاعرج ابن ابی شمر کا ظہور ہوا اس کی ماں ماریہ ذات القرطین (بنو جھنہ سے) تھی۔

یوم حلیمہ: ابن قتیبہ کہتا ہے کہ منذر ماء السماء بادشاہ حیرہ نے ایک لاکھ لشکر لے کر اسی حرث پر حملہ کیا تھا جس کا مقابلہ حرث نے ایک سو قبائل عرب سے کیا تھا جس میں لبید شاعر بھی تھا لبید نے منذر کے قلب پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا بعض جو بچ گئے وہ بھاگ نکلے اس کے بعد غسان نے منذر کی بقیہ فوج پر حملہ کر کے میدان جنگ سے بھگا دیا چونکہ حلیمہ بنت الحرث لوگوں کو جدال و قتال پر ابھارتی تھی جب کہ وہ لڑائی سے جی چراتے نظر آتے تھے اسی وجہ سے یہ لڑائی یوم حلیمہ کے نام سے موسوم ہوئی اس کے بعد حکومت حرث اعرج ہی کی اولاد میں رہی۔

جھنہ بن منذر محرق: یہاں تک کہ ان میں سے جھنہ بن المنذر حکمران ہوا اسے محرق اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے حیرہ دار السلطنت آل نعمان کو جلا دیا تھا تیس برس اس کی حکومت رہی پھر نعمان بن عمرو بن منذر حکمران ہوا جس نے قصر سویدا اور قصر حارث سیدا کے قریب بنوایا جس کا ذکر نابغہ کے شعر میں ہے اس کا باپ بادشاہ نہ تھا بلکہ فوج کا سپہ سالار تھا اس کے بعد جبلہ بن نعمان بادشاہ ہوا اس کا قیام صفین میں تھا اسے اولاً منذر بن منذر ابن ماء السماء نے شکست دی تھی لیکن انجام کار اسی روز منذر مارا گیا پھر اس کے بعد انہی میں نو حکمران یکے بعد دیگرے ہوئے دسواں ابو کرب نعمان بن حرث تھا جس کا مرثیہ



نابغہ نے لکھا ہے اس کا مقام دمشق کے جانب مقام جولان میں تھا۔

اسہم بن حیلہ: اس کے بعد اسہم بن حیلہ بن حارث بادشاہ ہوا اسے ایک قبیلے سے دوسرے کو لڑا دینے کا بہت بڑا ملکہ حاصل تھا چنانچہ اس کی انہی حرکات سے بعض قبائل عرب فنا ہو گئے یہی فعل اس نے جسرو عاملہ وغیرہ سے کیا یہ تدمر میں رہتا تھا اس کے بعد پھر پانچ بادشاہوں نے ان میں سے حکومت کی چھٹا ان میں کا جبلہ بن اسہم تھا جو اس کا آخری بادشاہ ہوا۔ انتہی کلام ابن سعید

جبلہ بن اسہم کا قبول اسلام: جبلہ بن اسہم ہی کے عہد حکومت میں اللہ جل شانہ نے اسلام کی روشنی سے دنیا کو منور فرمایا تھا۔ چنانچہ جب شام کی سرزمین بھی آفتاب اسلام سے منور ہوئی اور اسلامی حکومت نے اپنے سطوت کے پھریرے اڑائے تو جبلہ بن اسہم مسلمان ہو گیا اور اپنا آبائی ملک و وطن چھوڑ کر مدینہ منورہ چلا آیا اہل مدینہ نے اس کی سخاوت اور دریا دلی سے اس کے آنے پر خوشی اور مسرت ظاہر کی عمر فاروقؓ نے کمال عزت سے اسے ٹھہرایا مہاجرین اور انصار اسے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ اور جبلہ: کچھ روز بعد اس نے ایک مسلمان کو مارا اور اس کے پاؤں پکڑ کر زمین پر گھسیٹا۔ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے روبرو یہ مقدمہ پیش کیا گیا۔

عمرؓ: (جبلہ سے) تم نے اس شخص کو طمانچہ مارا ہے اور پاؤں پکڑ کر گھسیٹا ہے۔

جبلہ: ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

عمرؓ: کیوں؟ اس نے کوئی تمہارا قصور کیا تھا؟

جبلہ: ایک بازاری معمولی آدمی کے مارنے کے لئے کسی قصور کی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں کو گناہ اور بے گناہ مارنا چاہئے۔  
عمرؓ: اولاً اسلام نے اسے جائز نہیں رکھا ثانیاً اگر اس نے کچھ قصور بھی کیا ہوتا تو اسے میرے روبرو پیش کرتے تمہیں خود سزا دینے کا حق نہ تھا۔

جبلہ: حق کیسا؟ جسے میں خود سزا دے سکوں اسے امیر المؤمنین کے روبرو کیوں پیش کروں۔

عمرؓ: یہ تقریر تمہاری قابل قبول نہیں ہے تمہیں یا کسی کو کسی مجرم کے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے تم سے اس کے عوض میں قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ: مجھ کو آپ اس امر کی اجازت دیجئے کہ میں ایسے دین کو چھوڑ دوں جس میں ایک بازاری کے مقابلہ میں بادشاہ سزا پاتے ہیں۔

عمرؓ: دیکھو ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو یہ خیالات تمہاری بربادی کا باعث ہوں گے۔

جبلہ: مجھے اس کی پروا نہیں ہے اور نہ ایسے دین کی حاجت ہے جس میں بازاری اور بادشاہ ایک درجہ میں شمار کئے جائیں۔

عمرؓ: دیکھو اس جرم کی سزا میں گردن ماری جائے گی اسلام میں مرتد ہونے کی یہی سزا ہے۔

جبلہ: تو کیا میری بھی گردن ماری جائے گی؟ مجھے حکم دیجئے کہ میں اس دین کی قیود سے آزاد ہو جاؤں میں آج سے اس دین کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھوں گا۔



عمر: میں تجھ سے پہلے اس مسلمان کے مارنے کا قصاص لیتا ہوں اس کے بعد مرتد ہونے کی وجہ سے تیری گردن زنی کا حکم دیتا ہوں۔  
 جبلہ: مجھ کو ایک شب کی مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے بارے میں غور کر لوں۔  
 عمر: اچھا میں تجھے ایک شب کی مہلت دیتا ہوں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر جبلہ کی حفاظت و نگرانی کا حکم دیا۔ جبلہ اٹھ کر اپنے مکان میں آیا اور نگہبانوں کی آنکھ بچا کر قسطنطنیہ چلا گیا اور وہیں تابقاً حیات رہا یہاں تک کہ ۲۰ ہجری میں مر گیا۔

جبلہ کی پشیمانی: بروایت ثقات جبلہ اپنے اس فعل پر نادم ہوا اور تا عمر اپنے کئے پر پشیمان اور روتا رہا بیان کیا جاتا ہے کہ حسان بن ثابت کے پاس اکثر تحائف بھیجتا تھا اس وجہ سے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اس کی اور اس کی قوم کی مدح لکھی تھی بروایت ابن ہشام شجاع بن وہبؒ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ کی طرف روانہ کیا۔

شاہان غسان: مسعودی کہتا ہے کہ شام میں تمام ملوک غسان گیارہ شخص ہوئے نعمان اور منذر جبلہ و ابو شمر کے بھائی ہیں۔ آل جفنہ کے علاوہ شام پر اور لوگوں نے بھی حکومت کی تھی مثلاً حرث اعرج یعنی ابو شمر بن عمرو بن حرث بن عوف اور یہ عوف ثعلبہ بن عامر کا دادا اور داود اللثیق کا قاتل ہے اور ان پر ابو جیلہ بن عبد اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج بن ثعلبہ بن مزریقیا نے بھی حکمرانی کی ہے یہ ابو جیلہ وہ ہے جس سے مالک بن عجلان نے یہود و یشرب کی شکایت کی تھی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

بنو غسان کا زوال: ابن سعید بروایت صاحب تاریخ الامم تحریر کرتا ہے کہ چھ سو برس کے عرصہ میں تمام ملوک بنو جفنہ بتیس شخص ہوئے غسان کی حکومت شام سے جاتی رہی ان کے ممالک کے مالک بنو طے ہو گئے اور غسان حکومت شام ختم ہونے کے بعد قسطنطنیہ میں رہے پھر جب قیصرہ کی حکومت بھی ختم ہو گئی تو بنو غسان جبل سرکش یعنی بحر طبرستان و بحر نیطش میں (جو خلیج قسطنطنیہ سے نکلا ہے) جا کر مقیم ہوئے اسی پہاڑ میں باب الابواب ہے یہیں ترک متصرہ شرکس و ارکس و لاص و کسا کی شاخیں ہیں انہیں کے ساتھ فارس و یونان کی بعض نسلیں بھی رہتی ہیں لیکن ان تمام پر شرکس غالب ہیں۔ پس قبائل غسان حکومت قیصرہ ختم ہونے کے بعد ان پہاڑوں میں چلے آئے اور ایک دوسرے سے مل جل کر اپنے انساب کو ضائع کر دیا اسی سے بعض کا یہ خیال ہے کہ شرکس غسان کی نسل سے ہیں۔ واللہ حکمتہ بالغتہ فی حکمتہ۔



## باب : ۲۶

### اوس اور خزرج

**یثرب:** اس سے پیشتر کسی قدر اجمالی کیفیت یثرب کی ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ (شہر یثرب) یثرب بن غانیمہ بن مہلبیل بن ارم بن عبیل بن عوص کا آباد کیا ہوا ہے اور عبیل عاد کا بھائی ہے اور بروایت سہیلی یثرب قائد بن عبیل بن مہلائیل ابن عوص بن عملیق بن لاوذ بن ارم کا بیٹا ہے اور یہ روایت بہ نسبت اول کے صحیح تر ہے ہمارے بیان سے جاسم کے (گروہ عمالقه سے) حکمران ہونے اور ان کے بادشاہ ارقم کی حکومت اور پھر بنی اسرائیل کا ان پر غالب آنے اور انہیں قتل کرنے اور حجاز کو عمالقه کے قبضہ سے نکال لینے کا حال کسی قدر معلوم ہو چکا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجاز اس زمانہ میں آباد اور قابل سکونت تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید یہ واقعہ کر رہا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے داؤد علیہ السلام کی اطاعت سے انحراف کیا اور ان

یثرب کی تحقیق ا یثرب مدینہ منورہ کا قدیمی نام ہے جس کے کہنے کی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ (( قال ابن لائیر یثرب اسم مدینة النبی صلعم قدیمة فغیر ما طیبة و طابة کراهة التشریب و هو اللوم و التغیر )) ” ابن اثیر نے کہا ہے کہ یثرب مدینہ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قدیمی نام ہے پس جناب موصوف نے اس کو طیبہ اور طاہہ سے بدل دیا بوجہ کراہت تشریب یعنی نوم اور تغیر کے تاج العروس میں لکھا ہے (یثرب) مثل یضرب (واثوب) یا بادل الیاء همزة کذا فی معجم البلدان اسم للناحیة اللتی منها المدینة و قبل للناحیة منها و قبل ہی (مدینہ النبی ﷺ) سمیت بادل من سکانها من ولد سام بن نوح و قبل باسم رجل من العمالقة و قبل هو اسم ارضها )) ” یثرب مثل یضرب (یعنی برروزن یضرب) ہے اور اثر ب یائے کو ہمزہ سے بدل کر بھی آیا ہے ایسا ہی معجم البلدان میں ہے۔ (یثرب) نام ہے اس سمت کا جس سمت میں مدینہ ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ اس طرف کی ایک سمت کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ یہی مدینہ النبی ﷺ ہے جو کہ موسوم ہوا ہے ان کے نام سے جو اس میں پہلے اولاد سام بن نوح سے رہتے تھے اور کہا گیا ہے کہ ایک شخص کے نام سے موسوم ہوا ہے جو عمالقه سے تھا اور کہا گیا تھا کہ یہ نام اس سرزمین کا ہے۔ ((

وردی عن النبی صلعم انه نہی ان یقال المدینة یثرب و سماها طیبة و طابة کانه کره الثرب لانه فساد فی کلام العرب )) ” اور روایت کی گئی ہے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شک آپ نے منع فرمایا ہے کہ یہ مدینہ کو یثرب کہا جائے اور نام رکھا ہے آپ نے اس کا طیبہ اور طاہہ گویا آپ نے مکروہ جانا یثرب کو کیونکہ وہ کلام عرب میں فساد ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہے کہ یثرب کو یثرب کہنا ناجائز ہے بلکہ اس کو طیبہ اور طاہہ باعتبار حدیث نبوی کہنا چاہئے اور بایں ہمہ جو شخص یثرب کہے گا وہ بے شک مرتکب منہی عنہ کا ہوگا محبت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محبوب جس نام کے لینے کی ممانعت کرے عاشق اسی کو پیار سے کہے یہ محبت نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے باقی رہا یہ شبہ کہ یثرب کو بجائے طیبہ یا طاہہ کے مدینہ کیوں کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ بنظر سہولیت یثرب کو مدینہ رسول کہنے لگے پھر رفتہ رفتہ بخیاں تخفیف حسب قاعدہ عرب بجائے مدینہ الرسول کے المدینہ زبان زد ہو گیا جب نجدیوں کے ہاتھ یہ نام پڑا تو انہوں نے الف و لام کو حذف کر دیا اور مدینہ کہنے لگے ان کو شاید اس کی اطلاع ہی نہ تھی کہ عرب نے اس الف و لام کو بعض مضاف الیہ کے قائم کیا ہے میرے خیال میں یثرب کو مدینہ کہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ برعکس یثرب کے کہنے کے کیونکہ اس کی ممانعت آگئی ہے۔



کے لڑکے اشوشت کے ہمراہ خروج کیا۔ داؤد علیہ السلام معہ سبط یہود خیبر کی طرف چلے گئے اور ان کا لڑکا شام کا مالک بن بیٹھا سات برس تک معہ سبط یہود خیبر میں رہے یہاں تک کہ ان کا لڑکا مارا گیا اور داؤد علیہ السلام شام کو واپس آئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آبادی یثرب کی آبادی سے ملی ہوئی تھی بلکہ خیبر سے بھی متجاوز تھی ہم نے اسی مقام پر ان بنی اسرائیل کے ٹھہرنے کا حال جو کہ حجاز میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور یہود خیبر اور بنو قریظہ کی اتباع کی کیفیت تحریر کر دی ہے۔

حارثہ بن ثعلبہ کا یثرب میں قیام: مسعودی کہتا ہے کہ حجاز سیرابی اور تروتازگی میں عمدہ ترین بلاد سے تھا چنانچہ وہ لوگ بلاد یثرب میں مقیم ہوئے وہیں انہوں نے اپنے ٹھہرنے اور قابل گزر مکانات بنا کر آپ ہی اپنی حکمرانی کرنے لگے کچھ عرصہ بعد قبائل عرب بھی آ کر ان میں شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے ان کی زمام حکومت ملوک بیت المقدس کے قبضہ میں تھی جو سلیمان علیہ السلام کے بعد یروشلم کے حکمران ہوئے ہیں جب مزریقیا ابتدا یمن سے نکلا اور غسان نے شام پر قبضہ کر لیا پھر وہ مر گیا اور اس کا لڑکا ثعلبہ عنقا حکمران ہوا اس کے مرنے کے بعد ثعلبہ بن جفہ حاکم ہوا اس نے اپنے لڑکے حارثہ پر سختی کی تب حارثہ چند لوگوں کو ہمراہ لے کر یثرب کی طرف چلا آیا اور بنو جفہ شام میں ٹھہرے رہے حارثہ نے یثرب پہنچ کر یہود خیبر سے عہد و پیمانے لے کر وہیں سکونت اختیار کر لی ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں یمن کا بادشاہ شریب بن کعب تھا یہی اس آبادی کا حکمران تھا یہاں تک کہ کثرت و غلبہ کی وجہ سے اس کی حکومت تبدیل ہو گئی۔

یثرب کے قدیم باشندے: ابوالفرج اصفہانی کتاب الاغانی میں تحریر کرتا ہے کہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کا ہن اولاد کو ہن بن ہارون علیہ السلام سے تھے یہ لوگ اس سے پیشتر کہ یثرب میں یہود کے آنے سے پہلے عمالیق کی نسل سکونت پذیر تھی اور وہی اس کے قدیم باشندے ہیں ان میں بغاوت و شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اطراف یثرب میں یہی پھیلے ہوئے تھے چنانچہ مدینہ میں انہی میں سے بنو نعیف اور بنو سعد اور بنو الارزق اور بنو نظرون رہتے تھے۔

بنی اسرائیل کا یثرب پر حملہ: حجاز کی حکومت ان میں سے ارقم کے ہاتھ میں تھی اس کی حکومت کا دائرہ تینا سے فدک تک پھیلا ہوا تھا مدینہ ایک سرسبز کھیتوں اور باغات کا مقام تھا۔ جس زمانہ میں موسیٰ نے بغرض جہاد برہہ پر فوجیں بھیجی تھیں تو عمالقہ کی طرف بھی بنی اسرائیل کا ایک لشکر روانہ کیا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان میں سے کوئی باقی زندہ نہ رکھا جائے لیکن بنی اسرائیل نے خلاف اس حکم کے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کیا جب وہ موسیٰ کے بعد شام گئے اور بنی اسرائیل سے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کرنے کا حال بیان کیا تو بنی اسرائیل نے انہیں شام میں داخل نہ ہونے دیا اور اس گناہ کی وجہ سے بلاد عمالقہ کی طرف انہیں واپس کر دیا۔

ثمر الروم: چنانچہ وہ واپس ہو کر مدینہ آ ٹھہرے یہ اولاد یہود کے یثرب میں ٹھہرنے کا ماجرا ہے اس کے بعد وہ لوگ اطراف مدینہ میں منتشر ہو گئے حسب ضرورت قلعے باغات مکانات بنائے غرض کہ ایک زمانے تک اسی حالت پر رہے۔ یہاں تک کہ شام میں روم بنی اسرائیل پر غالب آیا اور اس نے انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کیا بنو نضیر بنو قریظہ بنو بہدل حجاز کی طرف بھاگے روم نے ان کا تعاقب کیا اثناء راہ میں روم شام و حجاز کے درمیان پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے اور یہ مقام ثمر الروم کے نام سے موسوم ہوا۔



یہودی قبائل کی یثرب میں آمد: جب یہ تینوں قبائل مدینہ پہنچے تو انہوں نے عالی مدینہ میں قیام اختیار کیا بنو نضیر قریب پہنچان اور بنو قریظہ و بنو یہدیل نہر روز پر مقیم ہوئے اور جس زمانے میں اوس و خزرج مدینہ آئے ہیں اس وقت وہاں یہود کے ساتھ قبیلہ بنو ششمہ، بنو ثعلبہ، بنو زرعہ، بنو قیقاع، بنو یزید، بنو نضیر، بنو قریظہ، بنو یہدیل، بنو عوف، بنو عصف مقیم تھے۔ بنو یزید اور بنو نضیر بلی سے اور بنو ششمہ غسان سے ہیں بنو قریظہ اور بنو نضیر کی نسبت بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کانہوں (یعنی بیت المقدس کے مجاوروں) میں سے ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا پس جبکہ سیل عرم ہوا اور از دیکن سے نکلے تو از دشنوہ شام (سراة) میں اور خزاعہ طوی میں اور غسان بصری و ارض شام میں از دیمان طاقت میں اور اوس و خزرج یثرب میں ٹھہرے ان میں سے بعض کھلے میدانوں میں اور بعض دیہاتوں میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقیم ہوئے اوس و خزرج نہایت تنگی و مصیبت میں پڑ گئے اس وجہ سے کہ مدینہ میں نہ تو ان کے باغات تھے اور نہ ان کے قبضے میں کاشتکاری اور چراگاہیں تھیں حکومت یہود کے قبضہ میں تھی۔

مالک بن عجلان کی ابو جیلہ سے امداد طلبی: ایک مدت بعد مالک بن عجلان وفود (ڈیپوٹیشن) لے کر ابو جیلہ غسانی حکمران غسان کے پاس گیا اور اپنے ہم قوموں کی تنگی معیشت اور تنگدستی سے آگاہ کیا ابو جیلہ نے کہا ”تم بھی عجیب آدمی ہو تم نے اس زمانے میں اپنے ہمسایوں پر کیوں نہ قبضہ کر لیا جس طرح ہم نے اپنے اہل شہر کو مغلوب کیا تھا خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا اب تم جاؤ ہم تمہاری امداد کو آئیں گے“۔ مالک بن عجلان یہ خوشخبری لے کر اپنی قوم میں آیا اور ابو جیلہ کی آمد کا منتظر رہا۔

یہودیوں کا قتل: یہاں تک کہ ابو جیلہ چند آزمودہ کار آدمیوں کو لے کر ذی حرض میں آتا اور اوس و خزرج کو اپنی آمد سے آگاہ کیا اور اس خیال سے کہ مبادا یہود اس کی آمد سے مطلع ہو کر قلعہ میں پناہ گزیں نہ ہو جائیں اس نے مدینہ کے باہر ایک حوض و پر تکلف اور ایک خوشنما مکان بنوایا اور یہودیوں کی وہیں دعوت کی جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو انہیں چن چن کر قتل کر ڈالا اور اس کے بعد اس نے اوس و خزرج سے متوجہ ہو کر کہا کہ ان یہودیوں کے قتل کے بعد بھی اگر چہ شہر پر قبضہ نہ کر لیا تو میں تم لوگوں کو جلا دوں گا۔ ابو جیلہ یہ کہہ کر شام واپس آیا اور یہود اور مالک بن عجلان میں آتش عداوت بھڑک اٹھی۔

روسائے یہود کا خاتمہ: کچھ روز بعد جب وہ اس واقعہ کو بھول گئے تو مالک بن عجلان نے صلاح مشورہ سے یہود کی دعوت کی یہود نے دعوت میں آنے سے انکار کیا اور ابو جیلہ کی غداری اور دھوکہ دینے کا عذر بیان کیا مالک بن عجلان نے کہا کہ میں ابو جیلہ کی طرح غدر اور کینہ و رنج نہیں ہوں اور نہ میں اس کی طرح تمہارے ساتھ بد عہدی کر سکتا ہوں یہود اس کے کہنے میں آگئے جب وہ لوگ مکان میں دعوت میں آنے لگے تو مالک نے ان میں سے ستاسی رئیسوں کو قتل کیا کچھ لوگ جو باقی رہ گئے وہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اس واقعہ کے بعد یہود نے جھلا کر مالک بن عجلان کی صورت اپنے کنائس (گرجوں) اور بازاروں میں بنالی اور اس پر لعنت و نفرین کرنے لگے الغرض جب مالک نے ابو جیلہ کے بقیہ السیف کو اس حیلے سے ختم کیا تو جو باقی رہ گئے وہ جان کے خوف سے دب گئے اور فتنہ پردازی سے جو اس سے پہلے کرتے تھے باز آئے اور اوس و خزرج کے قبیلوں سے امداد چاہتے اور ان کے زیر سایہ امن سے رہنے لگے۔ انتھی کلام الاغانی

اوس و خزرج: حارثہ بن ثعلبہ کے دو لڑکے تھے (۱) اوس (۲) خزرج ان دونوں کی ماں قبیلہ بنت الارقم ابن عمرو بن جھنہ تھی بعض کہتے ہیں کہ قبیلہ کاہن بن عذرہ کی لڑکی (قبیلہ قضاہ سے) تھی۔ ایک مدت تک یہ ایسی حالت میں رہے یہاں تک



کہ ان کی نسلی شاخیں بڑھیں اور ان میں سے ایک گونہ قوت اور اپنے دشمنوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت آگئی بنو الاوس کی تمام نسلی شاخیں مالک بن اوس سے نکلی ہیں ان میں حنظلہ بن جشم بن مالک اور ثعلبہ اور لوذان (یہ دونوں عمرو بن عوف بن مالک کی نسل سے ہیں) اور بنو عوف بن عمرو سے خنش و مالک و کلفہ (یہ سب بنو عوف بن مالک سے ہیں)۔

**قبیلہ اوس:** مالک بن عوف سے معاویہ وزید اور زید سے عبیدہ و ضبیعہ و امیہ و کلفہ بن عوف سے حجت بن کلف اور مالک بن الاوس ہی سے حارث و کعب پسران خزرج بن عمرو بن مالک اور کعب سے بنو ظفر اور حارث بن الخزرج سے حارثہ و جشم اور جشم سے بنو عبدالاشہل اور اسی (مالک بن الاوس) سے بنو سعید و بنو عامر پسران مرہ بن مالک ہیں بنو سعد سے جعادہ اور بنو عامر سے عطیہ و امیہ و وائل ہیں اور یہ سب زید بن قیس بن عامر کی نسل سے ہیں اور نیز مالک بن الاوس سے بنو اسلم و بنو واقف پسران امراء القیس بن مالک ہیں قبیلہ اوس کے یہی قبیلے ہیں۔

**قبیلہ خزرج:** خزرج بن حارثہ کے کعب و عمرو و عوف و جشم و حارث سے پانچ قبیلے ہوئے اور پس کعب بن الخزرج سے بنو ساعدہ بن کعب اور عمرو بن الخزرج سے بنو نجار یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو) ہیں نجاری قبیلہ کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو مالک بنو عدی بنو مازن بنو دینار ہیں مالک بن نجار سے مبدون (جس کو عامر کہتے ہیں) اور غانم و عمرو اور عمرو سے عدی و معاویہ ہیں اور عوف بن الخزرج سے بنو سالم و قواقل اور قواقل سے ثعلبہ و مرضحہ اور سالم بن عوف سے بنو عجلان بن زید بن عصم بن سالم ہیں اور جشم بن الخزرج سے بنو غضب بن جشم و تزید بن جشم ہیں۔ پس غضب بن جشم سے بنو بیاضہ اور بنو زریق پسران عامر بن زریق بن عبد حارثہ ابن مالک بن غضب اور تزید بن جشم سے بنو سلمہ بن سعد بن علی بن راشد بن ساردہ بن تزید اور حارث بن الخزرج سے بنو خدرہ و بنو حرام پسران عوف بن الحارث بن الخزرج ہیں۔ بطون خزرج یہی ہیں۔ واللہ اعلم **یہودیشرب کی بدعہدی:** الغرض جس وقت مدینہ میں ان دونوں قبیلوں اوس و خزرج کی نسل کی ترقی آئے دن ہوتی گئی اور ان کی آبادی کی کثرت ہو چلی یہود نے ان کی قوت توڑنے ان کی طاقت پریشان کرنے کی غرض سے عہد توڑ دیا اور اس عہد و پیمان کا لحاظ چھوڑ دیا جو ان کے بزرگوں نے اوس و خزرج کے مورث اعلیٰ سے کیا تھا اور اس وقت تک مدینہ میں یہود کو عزت و ثروت حاصل تھی کچھ روز بعد مالک بن عجلان کا ظہور ہوا جس کا نسب ابھی مذکور ہو چکا ہے اس کے ظاہر ہونے سے قبائل مالک و سودہ کی کسی قدر عزت بڑھ گئی پس یہود نے بدعہدی کی اور اس سے بنی اوس و خزرج کو مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا اس وقت مالک بن عجلان ابو جبلہ والی غسان کے پاس گیا اور جبلہ اس کی مدد کو نکلا ابو جبلہ لڑکا ہے عبد اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کا حبیب بن عبد حارثہ اور اس کا بھائی غانم غسان کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے۔ خزرج کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

**یہودیشرب کی تباہی:** جب ابو جبلہ کے آنے کی خبر پسران قبیلہ (یعنی اوس و خزرج) کو ہوئی تو وہ اس کے استقبال کے لئے آئے اور اسے اس واقعہ سے آگاہ کر دیا کہ یہود تمہارے آنے کی خبر سن کر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ابو جبلہ نے یہ سنتے ہی بظاہر یمن کا قصد کیا جب یہود کو یہ معلوم ہوا تو وہ اپنے قلعہ سے نکلے۔ ابو جبلہ نے اوس و خزرج کے مشورہ سے رؤسا یہود

صاحب سبائک الذہب فی معرفتہ قبائل نے جشم کو حارثہ کا اور حارثہ کو خزرج کا لڑکا لکھا ہے حالانکہ حارثہ اور جشم دونوں حارث بن الخزرج

کے لڑکے ہیں۔ واللہ اعلم

جشم سے علاوہ بنو عبدالاشہل کے بنو حریش اور بنو عمرو اور عبدالاشہل سے بنو زعبہ ہیں۔



کی دعوت کی اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوئے تو ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اس واقعہ کے بعد اوس و خزرج کی حکومت کا پھریرا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرانے لگا اور ان کے قدم اعلیٰ اور اسافل مدینہ پر جم گئے یہودیوں کی تعداد کم ہو گئی اور جس قدر ذلت و خواری تباہی و رسوائی میں پڑے اسی قدر ابناء قبیلہ کو توانائی و عزت و ثروت حاصل ہو گئی۔ غرض کہ یہود کے قبضے میں سوائے دو ایک قلعہ کے اور کچھ نہ رہ گیا۔ باقی اطراف یثرب میں جو کچھ تھا اس کے مالک ابناء قبیلہ بن بیٹھے۔

یوم بعاث: پھر یہ دونوں قبیلے یہود کی مغلوبی کے بعد یثرب میں کمال عزت و احترام سے بسر کرنے لگے ان کے ہمسایہ (مثل قبائل مضر) ان دونوں قبائل کے ساتھ ہوتے اکثر ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں ہوتیں ہر ایک کے حلیف ان کے ساتھ ہو کر اپنے مد مقابل سے لڑتے تھے اس کے مشہور ترین واقعات میں سے جس میں گھسان کی لڑائی ہوئی تھی یوم بعاث ہے جو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل واقع ہوئی ہے ان دنوں خزرج میں عمرو بن نعمان بن صدرة بن عمرو بن لہیہ بن عامر بن بیاضہ اور اوس میں خضیر الکتائب ابن سماک بن عتیاک بن امراء القیس بن تزدید بن عبدالاشہل حکمران تھا اور خزرج کے ساتھیوں میں اشج (غطفان سے) جبینہ (قضاء سے) اور اوس کے ساتھیوں میں مزینہ (امیاء طلحہ بن ایاس سے) قرظہ (ونضیر یہود سے) داخل تھے لڑائی کا عنوان نہایت خطرناک تھا عرب کے نہایت عظیم الشان قبیلے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں شمشیر بکف نکلے ہوئے تھے ابتداً خزرج کی کامیابی دکھائی دیتی تھی دوپہر بعد خضیر نے اثناء جنگ میں اپنے گھوڑے کو میدان جنگ سے پھیر دیا۔ جس سے اوس اور اس کے حلفاء کسی قدر پیچھے کو ہٹے خزرج نے سمجھ کر کہ اوس کو شکست ہوئی قدم آگے بڑھائے اور اس دھوکہ میں اسے شکست اٹھانی پڑی ان کا سردار عمرو بن نعمان مارا گیا۔

اوس و خزرج کی خستہ حالت: اس کے بعد وہ لڑائیوں سے تھک کر یا یہ کہ ہر ایک اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بیٹھ گئے اور اسلام نے انہیں اس خستہ اور تباہ حالت میں دیکھ لیا جب کہ وہ فتنہ و فساد سے کنارہ کش اور لڑائی سے جی چرار ہے تھے پھر ان میں اہل عقبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو دعوت اسلام دی اور نصرة اسلام کے لئے کہا وہ لوگ لوٹ کر اپنی قوم میں آئے اور تمام اپنی حالت سے آگاہ کیا (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) اہل مدینہ (ان کی قوم) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت دینے سے آپ کی مدد پر متفق الرائے ہو گئے ان دنوں خزرج کی سرداری سعد بن عبادہ اور اوس کی حکومت سعد بن معاذ کے قبضے میں تھی۔

اہل یثرب کے قریش سے تعلقات: خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کو جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں مبعوث ہونے اور دین اسلام لانے اور اہل مکہ کے اعراض کرنے اور جھٹلانے اور تکلیف و ایذا دینے کے حالات سے آگاہی ہوئی چونکہ ان میں اور قریش میں بھائی چارہ اور مصاہرت کا تعلق تھا اس وجہ سے ابو قیس بن الاسلت کو بنی مرہ بن مالک بن الاوس سے روانہ کیا اس نے اہل مکہ کی طرف ایک بڑا قصیدہ لکھ کر بھیج دیا جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام کرنے اور انہیں آپ سے لڑنے سے ممانعت کرنے اور آپ کو ایذا میں نہ دینے کا ذکر تھا اور اس میں اصحاب فیل کے ہاتھوں سے آپ کی بدولت بچنے کا بھی حال مذکور تھا یہ قصیدہ پینتیس بیتوں کا تھا ابن اسحاق نے اسے کتاب ایسر میں تحریر کیا ہے۔

بنو خزرج کی دعوت اسلام: پھر جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اس وقت آپ وفد عرب اور حجاج عرب کو ایام موسم میں دین اسلام اور اس کی نصرت کی دعوت دینے لگے قریش کو یہ بھی گوارا



نہ ہوا اور انہوں نے آپ کو تبلیغ احکام الہی سے روکنا شروع کیا اور یہ مشہور کرنے لگے کہ (عیاذ باللہ) آپ کو جنون ہو گیا ہے لیکن آپ حکم الہی دین اسلام کی دعوت دیتے رہے چنانچہ ایک موسم حج میں عقبہ کے قریب بنو خزرج کے چھ جوانوں سے ملاقات ہوئی ان میں سے بنو نجار بنو غانم بن مالک سے یعنی اسعد بن زراقہ بن عدی بن عبید اللہ بن ثعلبہ بن غانم اور عوف بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غانم اور بنوزریق بن عامر سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق اور بنو غانم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن عبد اللہ بن عمرو بن الحرث بن ثعلبہ بن الحرث بن حرام بن کعب بن غانم سے کعب بن رباب بن غانم اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غانم بن سواد بن غانم بنو سلمہ سے اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بنو حرام بن کعب بن غانم بنو عبیدہ سے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا ((من انتم)) ”تم لوگ کون ہو؟“ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بنو الخزرج ہیں آپ نے فرمایا ((من موالی یهود)) ”کیا تم موالی یہود سے ہو؟“ انہوں نے اس کا اقبال کر لیا تب آپ نے ارشاد کیا ((الان جلسون اکلم لکم)) ”کیا تم نہیں بیٹھ سکتے ہو کہ میں تم سے باتیں کروں“ وہ لوگ یہ سن کر رو برو بیٹھ گئے آپ نے توحید کی تعلیم دی اسلام کو پیش کیا قرآن کی نورانی آیتیں پڑھیں۔

**بیعت عقبہ اولیٰ:** وہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے ایک دوسرے کے کان میں جھک کے کہنے لگے ”جو یہ کہہ رہے ہیں سیکھ لو بخدا یہ وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے کا یہود وعدہ کرتے تھے دیکھو تاخیر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ایمان لانے میں وہ تم سے آگے بڑھ جائیں“۔ یہ باتیں کر کے ان لوگوں نے ہاتھ بڑھایا اور آپ پر ایمان لائے اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت ہم اپنی قوم میں پہنچیں گے ان کو آپ کی امداد پر ابھاریں گے۔ آپ نے انہیں دعائے خیر و برکت دی اور یہ آپ کی خدمت سے رخصت ہو کر جس وقت مدینہ پہنچے اور اپنی قوم سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے اور ان کو اسلام کی طرف بلا یا رفتہ رفتہ آپ کا ذکر خیر مدینہ میں اس قدر ہونے لگا کہ کوئی مکان اور کوئی انصار کا جلسہ آپ کے تذکرے سے خالی نہ تھا انصار کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی زبان پر آپ کا ذکر نہ رہا ہو۔

**بیعت عقبہ ثانی:** پھر جب سال آئندہ کا موسم آیا تو بارہ آدمیوں نے عقبہ پر آ کر آپ کی بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانی کے نام سے موسوم ہے ان میں چھ پہلے والے یعنی اسعد بن زرارہ عوف بن الحرث و معاذ بن الحرث (یہ دونوں عفراء کے بیٹے ہیں) رافع بن مالک عقبہ بن عامر وغیرہم (رضی اللہ عنہم) اور چھ دوسرے تین ان میں سے خزرج کے (یعنی بنو غانم بن عوف سے عبادہ بن الصامت بن قیس بن حرام بن ثعلبہ بن غانم اور بنوزریق سے ذکوان بن عبد القیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق اور بنو سالم سے عباس بن عبادہ بن نھلہ بن مالک بن عجلان) اور ایک بنی بطون قضاعہ سے ابو عبد الرحمن بن زید ابن ثعلبہ بن خرمیہ ابن احرم بن عمرو بن عمارہ حلیف خزرج اور دو اوس کے تھے (الہیثم بن التیہان ان کا نام مالک ہے) بن ملک بن عتیک بن امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل اور عویم بن ساعدہ از بنو عمرو ابن عوف)

**حضرت محمد ﷺ کا خطاب:** ان بزرگوں نے آپ کے مبارک ہاتھ پر فقط اسلام کی بیعت کی اس وجہ سے کہ اس وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا وہ بیعت یہ تھی کہ اللہ جل شانہ کا کسی کو شریک نہ کریں چوری نہ کریں زنا نہ کریں قتل نہ کریں

۱۔ ابن اثیر نے سات آدمیوں کا نام لکھا ہے جو عقبی اولیٰ میں ایمان لائے تھے اور بنو نجار سے اسعد بن زرارہ و عوف بن الحرث اور دو بنوزریق سے واقع بن عجلان و عامر بن عبد حارث ایک بنو سلمہ سے قطبہ بن عامر اور دو بنو عبیدہ سے عقبہ بن عامر و جابر بن عبد اللہ تھے۔



اپنی اولاد کو قتل نہ کریں بیعت لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

(( فان و فیتم فلکم الجنة و ان غشیتم من ذالک شینا فاخذتم بحدہ فی الدنیا فهو کفارة له و

ان سترتم علیہ فی الدنیا الی یوم القیامۃ فامرکم الی اللہ ))

”پس اگر تم نے اس (عہد) کو پورا کیا تو تمہارے لئے جنت ہے اور اگر ان میں سے تم کسی کے مرتکب ہو گئے

اور بعض اس کے دنیا میں تم پر حد جاری کی گئی تو وہ اس گناہ کا کفارہ ہو گا اور اگر وہ گناہ دنیا میں پوشیدہ رہ گیا تو

تمہارا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر اس کی مرضی ہو گی تم کو عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو بخش دے گا۔“

**یثرب میں اشاعتِ اسلام:** جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن

عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا یہ انہیں قرآن پڑھاتے اور دین اسلام کی تعلیم دیتے اور نماز پڑھاتے اسعد بن زرارہ

کے مکان پر رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ بنو خزرج میں اسلام کا اس قدر چرچا ہو گیا کہ تھوڑی مدت میں مدینہ کے چالیس آدمی مشرف

باسلام ہو گئے اس کے بعد اوس کے قبیلے سے سعد بن معاذ بن نعمان بن امراء القیس بن زید بن عبدالاشہل اور ان کے چچا کے

لڑکے اسید بن حضیر الکتائب ایمان لائے یہ دونوں بنو عبدالاشہل کے سردار تھے پھر ان دونوں بزرگوں کے ایمان لانے کے

بعد اوس کے قبیلے میں اسلام نہایت تیزی سے پھیلنے لگا تقریباً ابناء قبیلہ میں کوئی ایسا مکان نہ تھا جس میں دو ایک شخص (خواہ

عورت ہو یا مرد) مسلمان نہ رہے ہوں سوائے بنو امیہ بن زید و ہظمہ روائل و واقف کے کہ انہوں نے ابو قیس بن الاسلت کی

رائے سے اتفاق کیا یہاں تک کہ ابتدائے اسلام کا زمانہ گزر گیا۔

**مصعب بن عمیر کی یثرب میں تبلیغ:** اس کے بعد مصعب بن عمیر ان چند اہل مدینہ کے ساتھ جو مسلمان ہو چکے تھے مکہ

واپس آئے اور سال آئندہ آنے کا وعدہ کیا چنانچہ وسط ایام التشریق میں اہل مدینہ تقریباً تین سو ستر (جن میں عورتیں بھی

تھیں) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام کی آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی اور اس امر کا اقرار

کیا کہ جو شخص جناب موصوف کو تکلیف دینے کا قصد کرے گا اسے وہ مانع ہوں گے اگرچہ قتال کی نوبت آجائے۔

**بارہ نقیبوں کا تقرر:** اس کے بعد آپ نے بارہ نقیب ان کے لئے منتخب کئے نو نقیب خزرج سے اور تین اوس سے سب سے

پہلے اس عقبہ ثانیہ میں براء بن معرور بطن بنو تزیید بن جشم خزرجی نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا ان کے بعد اور لوگ ایمان

لائے۔ بیعت کی تکمیل کے بعد شیطان نے سر عقبہ پر چلا کر کہا ”اے اہل مکہ تم کس غفلت میں ہو یہاں تمہارے خلاف بیعت

کی جا رہی ہے۔“ قریش یہ سنتے ہی دوڑ پڑے لیکن یہاں بیعت تمام ہو چکی تھی مجبور ہو کر اپنی قوم کی جستجو میں چلے اثناء راہ میں

سعد بن عبادہ سے ملاقات ہو گئی تنہا پا کر انہیں گرفتار کر کے باندھ دیا یہاں تک کہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل اور حرث بن

حرب بن امیہ بن عبد شمس نے کھول دیا اس وجہ سے ان دونوں سے اور سعد بن عبادہ سے پہلے کے تعلقات تھے۔

**ہجرت:** پھر جب مسلمان مدینہ واپس آئے اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا تب اس کے بعد بیعت حرب ہوئی جبکہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا گیا انصار نے نہایت خوشی سے عسرت و عشرت، تنگی و فراخی، رنج و راحت میں لڑنے اور

ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور انتہائی خوشی سے اس امر کی بیعت کی کہ آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں گے ہمیشہ جہاں رہیں



گے حق پر رہیں گے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے پس جب بیعت عقبہ تمام ہوئی اور جل شانہ نے اپنے نبی کو جہاد کا حکم دیا تو ان لوگوں کو (جو مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں تکلیفیں اٹھاتے تھے) یہ حکم دیا کہ وہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں اپنے بھائی انصار سے جا ملیں۔

مہاجرین کے اسمائے گرامی: چنانچہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرنے لگے اور جناب موصوف (صلی اللہ علیہ وسلم) وضاحت کے ساتھ حکم ربانی کے انتظار میں ٹھہرے رہے ابن اسحاق نے مہاجرین کے اسمائے مبارک وضاحت کے ساتھ تحریر کئے ہیں منجملہ جن لوگوں نے ہجرت کی ان میں عمر بن الخطاب اور ان کے بھائی زید اور طلحہ بن عبید اللہ و حمزہ بن عبدالمطلب و زید بن حارثہ و انیسہ و ابوبکثہ (موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) و عبدالرحمن بن عوف و زبیر بن العوام و عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ اجمعین تھے اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہجرت ہوا آپ نے ابو بکرؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنی خواب گاہ میں (علی کرم اللہ وجہہ) کو سلا کر مدینہ کو روانہ ہوئے جس وقت آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے بنو الاوس میں کلثوم بن مطعم بن امراء القیس بن الحرث ابن زید بن مالک بن عوف کے مکان پر فروکش ہوئے ان دنوں خزرج کی سرداری عبد اللہ بن ابی سلول کے قبضے میں تھی (ابی بیٹا ہے مالک بن الحرث بن عبید کا اور مادر عبید کا نام سلول تھا اور عبید مالک بن سالم بن غانم ابن عوف بن غانم بن مالک بن نجار کا) اور بنو الاوس کی حکومت ابو عامر بن عبد عمر و ابن صفی بن نعمان ضبیعہ بن زید کے لڑکے کی اولاد کے ہاتھ میں تھی جس وقت اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کو جمع ہوتے دیکھا تو دینی بغض سے مکہ بھاگ گیا اور جب مکہ فتح ہوا تو طائف چلا گیا اور پھر جب طائف بھی فتح ہو گیا تو شام کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر: پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری کے یہاں رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ آپ کا حجرہ اور مسجد تیار ہو گئی اور آپ وہاں سے اٹھ کر اپنے حجرہ مبارک میں آ رہے اور مہاجرین بھی رفتہ رفتہ آپ سے آ ملے اور اسلام تقریباً تمام اوس اور خزرج میں پھیل گیا اور اسی روز سے اہل مدینہ انصار کہلائے جانے لگے اس وجہ سے کہ انہوں نے دین محمدی کی مدد کی جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرایا۔

میثاق مدینہ: جناب موصوف نے ایک خطبہ میں انصار کے فضائل اور ان کی جمعیت کو بیان فرما کر مہاجرین اور انصار کے لئے ایک عہد نامہ تحریر کرایا اور یہود سے بھی عہد و پیمانہ کیا گیا اور وہ اپنے دین و ملت اور اموال پر قائم رکھے گئے جیسا کہ ابن اسحاق نے اس کی تصریح کی ہے اس کے بعد جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کی قوم سے لڑائیاں شروع ہوئیں آپ ان پر متعدد حملے اعلاء کلمتہ اللہ کی غرض سے کرنے لگے اور آپ کو اس میں غلبہ حاصل ہوتا گیا جیسا کہ ہم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مفصل بیان کریں گے ان سب معرکوں میں انصار نے آپ کا ساتھ دیا جان و مال سے آپ کے ہمراہ رہے ان میں سے اکثر رؤسا و شرفاء بعض لڑائیوں میں شہید ہوئے۔

یہود مدینہ کی عہد شکنی: اسی اثناء میں ان یہود نے مہاجرین اور انصار سے عہد شکنی کی جو یشرب میں رہتے تھے اور اس عہد نامہ کا پاس نہ کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھ دیا تھا اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق (صلی اللہ



علیہ وسلم) کو ان یہود سے لڑنے کا حکم دیا آپ نے ان کا یکے بعد دیگرے محاصرہ کرنا شروع کر دیا بہر حال بنو قینقاع نے بد عہدی کی مسلمانوں سے بحالت غفلت بھڑ گئے اور ایک مسلمان کو شہید کر ڈالا اس وجہ سے ان کا محاصرہ کیا گیا خزرج کی سفارش سے یہ جلاء وطن کئے گئے اور بنو نضیر اور قریظہ کا یہ واقعہ ہوا کہ ان میں سے بعض مار ڈالے گئے اور بعض جلاء وطن کر دیئے گئے۔

**بنو نضیر کا انجام:** بنو نضیر کا واقعہ جنگ احد و بیر معونہ کے بعد ہوا ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بنو نضیر کے پاس ان دونوں عامریوں کے خون بہا کے بارے میں گفتگو کرنے تشریف لے گئے تھے جس کو عمر و بن امیہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے بنو نضیر نے مکر و حیلہ سے آپ کے قتل کا مشورہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے سے اس کی اطلاع ہوئی آپ نے بحکم الہی ان کا محاصرہ کیا انجام کار جلاء وطن ہو کر نکل گئے ان میں سے بعض خیبر اور بعض بنو قریظہ میں جا کر مل گئے اور بنو نضیر نے خلاف عہد کیا کہ انہوں نے غزوہ خندق میں قریش کی مدد کی تھی جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہوئے تو بحکم الہی آپ نے ان کا محاصرہ کیا پچیس شبانہ روز انہیں محاصرہ میں رکھا اس نے ان کی شفاعت و سفارش کی اور یہ عرض کیا کہ بنو نضیر کو ہمیں اسی طرح مرحمت فرمائیے جیسا کہ آپ نے بنو قینقاع کی بابت خزرج کی سفارش قبول فرمائی ہے پھر اس کے لئے سعد بن معاذ حکم مقرر کئے گئے یہ غزوہ خندق میں زخمی ہو کر آئے تھے۔ مسجد میں رکھے گئے تھے غرض کہ مسجد سے حکم کے لئے بلائے گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا ((بسم تحکم فی ہولاء)) ”ان کے بارے میں تو کیا حکم دیتا ہے؟“۔ سعد نے عرض کیا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں ان کے مال و اسباب لوٹ لئے جائیں عورتیں گرفتار کر لی جائیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ((حکمت بحکم اللہ)) ”تو نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا“۔ پس ان کی گردنیں ماری گئیں وہ لوگ چھ سو اور نو سو کے درمیان تھے۔

**فتح خیبر:** پھر ۶ ہجری میں حدیبیہ کے بعد آپ نے خیبر کی طرف رخ فرمایا ان کا آپ نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ خیبر کو فتح کر کے یہودیوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قید کر لیا ان میں صفیہ بنت حنی بن اخطب (رضی اللہ عنہا) بھی تھیں ان کا باپ بنو قریظہ کے ساتھ مارا گیا اور یہ کنانہ بن اربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں اسے محمد بن مسلمہ نے مار ڈالا تھا جبکہ انہوں نے بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ آدمیوں کو لے کر حملہ کیا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو صفیہ مال غنائم اور قیدی عورتوں کی تقسیم کے وقت آپ کے عقد میں آئیں اس لڑائی میں آپ کے ہمراہ ایک ہزار چار سو پیادے اور دو سو سوار تھے۔ انہی میں خیبر کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا اس کے بعد یہود سے اس امر پر عہد کیا گیا کہ وہ نصف زراعت و باغات کا خراج میں دیا کریں اور نصف وہ لیں چنانچہ یہود تازمانہ خلافت عمر خیبر میں رہے جب آپ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے انہیں جلاء وطن کر دیا۔

**حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انصار سے خطاب:** اور جب ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا اور اس کے بعد غزوہ حنین ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل اسلام قریش وغیرہم پر اموال غنیمت تقسیم کرنے لگے اس وقت بعض منافقین کے کہنے سننے سے انصار (رضی اللہ عنہم) کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب چونکہ مکہ فتح ہو گیا ہے اور آپ کی قوم نے آپ کے دین پر اتفاق کر لیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شہر اور ملک میں قیام فرمائیں گے اور اسی صدمہ سے آپس میں یہ کہنے لگے کہ



”ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے تھے اور ہمارے غنائم ان میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔“ جب اس کی خبر جناب موصوف کو پہنچی تو آپ نے انہیں ایک جلسہ میں جمع کر کے ارشاد فرمایا (( معشر الانصار ما الذی بلغکم عنی )) ”اے گروہ انصار تم کو میری طرف سے کیا خبر پہنچی ہے۔“ انصار نے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا (( الم تکون ضللا و فهدا کم اللہ لی و غالة فاغناکم اللہ و متفرقین فجمعکم اللہ )) ”پس کیا تم گمراہ نہ تھے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ہدایت کی تمہیں اور کیا تم محتاج نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی کر دیا! اور کیا تم متفرق نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جا کر دیا۔“ (( فقالو ورسولہ امن )) ”انصار نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو ہم چاہتے ہیں۔“ (( فقال لو شئتم لقلتم جنتنا طریدا فادیناک و مکذبا فصدقناک و لکن و اللہ انی لاعطی رجلا استالفہم علی الذین و غیرہم احب الی الا ترضون ان ینقلب الناس بالشاء و البصیر و نقبلون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رحالکم ما و الذی نفسی بیدہ لو لا الهجرة لکنتم امراء من الانصار الناس و ثارو انتم شعار و لو سلک الناس شعبا و سلکت انصار شعبا سلکت شعب الانصار )) ”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تم بھاگے ہوئے آئے پس ہم نے تم کو جگہ دی اور آئے تم جھٹلائے ہوئے پس ہم نے تمہاری تصدیق کی لیکن خدا کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کو دین کی طرف مائل کروں کہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ مجھے اوروں سے محبوب تر ہیں کیا تم اس سے راضی نہ ہوں گے کہ اور لوگوں تو بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لے کر اپنے جائے قیام کو واپس جاؤ۔ آگاہ ہو جاؤ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار سے ایک شخص ہوتا اور لوگ باہر کے کپڑے ہیں اور تم اندر کے کپڑے ہو یعنی اور لوگ عام ہیں اور تم لوگ خاص ہو اور اگر وہ لوگ ایک راہ اختیار کرتے اور انصار (رضی اللہ عنہم) دوسرا راستہ چلتے تو میں بے شک انصار کے راستہ کو اختیار کرتا یہ کلمات تشفی آمیز سن کر وہ خوش ہو گئے اور رسول اللہ کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مدینہ منورہ واپس آئے پس جناب موصوف صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا سے اپنے جوار رحمت میں بلا لیا۔

**واقعہ سقیفہ بنی ساعدہ:** اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات آیا تو انصار سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب میں جمع ہوئے اور خزرج سعد بن عبادہ کی بیعت کے لئے بلائے گئے وہ لوگ قریش سے کہنے لگے (( منا امیر و منکم امیر )) ”ایک ہم میں سے امیر ہو اور ایک تم میں سے امیر ہو۔“ لیکن مہاجرین (رضی اللہ عنہم) نے اس سے انکار کیا اس استدلال سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی تھی پس اگر امارت تمہارے لئے ہوتی تو تمہیں وصیت کی جاتی نہ کہ مہاجرین کو اور اس وصیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں بیان فرمایا تھا جس کے بعد پھر خطبہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔ انصار یہ سن کر خاموش ہو رہے۔

**حضرت ابو بکرؓ کی بیعت:** بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاش بن زید بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحرث بن الخزرج اٹھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اس کے بعد لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ حساب بن منذر بن الجموع بن حرام بن کعب بن غانم بن سلمہ بن سعد نے کہا اے بشیر تم نے امارت کے لئے اپنے چچا زاد بھائی کو منتخب کیا۔ بشیر نے جواب دیا نہیں بلکہ میں نے یہ نامناسب سمجھا کہ میں اس امر کے لئے ایسے لوگوں سے جھگڑوں جسے اللہ



تعالیٰ نے ان کے لئے بنایا ہے۔ الغرض جب اوس نے بشیر بن سعد کا یہ فعل دیکھا اور وہ خزرج کی امارت پر راضی نہ تھے تو انہوں نے بھی ابو بکرؓ کی بیعت کر لی اور سعدؓ نے بیعت کرنے سے انکار کیا اور شام کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ ان کا وہیں انتقال ہوا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انہیں جن نے مار ڈالا ہے اور اس کی سند میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

نحن قتلنا سید الخز

رج سعد بن عباده

فرمينا نناہ بسهمین

فلنم نخط فراه

اس کے بعد اس کے لڑکے قیسؓ کو ایک گونہ مال حاصل ہو گیا اور فتوحات اسلام میں اس نے بھی معقول حصہ لیا۔ جس زمانے میں جناب امیرؓ اور معاویہؓ سے لڑائیاں ہو رہی تھیں اس وقت یہ جناب امیرؓ کے متعلقین سے تھے۔

بدری صحابہ کی شہادت: جب یزید بن معاویہ حکمران ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت کی عبداللہ بن الزبیرؓ اور یزید سے لڑائی ہوئی جس میں انصار رضی اللہ عنہم کو پسپا ہونا پڑا۔ لشکریاں یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم سے ستر بدری شہید ہوئے اور عبداللہ بن حنظلہ بھی (جو عبداللہ بن الزبیرؓ کی طرف سے امیر لشکر تھے) اس معرکہ میں مرتبہ شہادت کو پہنچے یہ ان ظالموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوئے ان واقعات کے بعد حکومت اسلامیہ کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی اور حکومت عرب اطراف و جوانب ممالک میں پھیل گئی اور قبائل مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم عراق و شام و اندلس و افریقہ و مغرب میں متفرق ہو گئے اسی باعث ابنا قیلہ بھی ادھر ادھر نکل گئے اور سرزمین مدینہ ان سے خالی ہو گئی اور وہاں سے ان کے نشانات بھی ایسا ہی فنا ہو گئے جیسا کہ اور امتوں کے آثار مٹ چکے تھے۔ و تلک امة قد خلت لہا ما کسبت و لکم ما کسبتم واللہ وارث الارض و من علیہا و هو خیر الوارثین لا خالق سواہ و لا معبود الا ایاہ۔







## باب : ۲۷

### بنو عدنان

بنو عدنان کا نسب: اس سے پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں باتفاق اہل انساب عدنان اسماعیل (علیہ السلام) کی نسل سے ہے اور یہ کہ عدنان اور اسماعیل کے درمیان پشتیں غیر مشہور ہیں اور نیز ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور جس طرح عدنان کی نسبت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت صحیح تسلیم کر لی گئی ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نسبتاً عدنان کی طرف مسلمہ امر ہے لیکن عدنان اور اسماعیل کی نسبت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ نابت بن اسماعیل کی اولاد سے ہے اس طرح پر کہ عدنان اور المقدم ابن ناحور (یا یا حور) بنو تنوخ بن یعر ب بن شجب بن نابت کا بیٹا ہے یہ بیہتی کا قول ہے اور جر جانی تحریر کرتا ہے کہ عدنان قیزار بن اسماعیل کی نسل سے ہے اس نے پشتوں کی ترتیب یوں تحریر کی ہے کہ عدنان بیٹا ہے ادو بن الیسع بن الہمیسع بن سلمان بن بنت بن حمل بن قیزار کا بعضے نساب اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ عدنان قیزار کی نسل سے ہے لیکن پشتوں کی ترتیب اس طرح ہے عدنان بن ادو بن شجب بن ایوب بن قیزار۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قصی بن کلاب کا شعر اسی امر کی تائید کرتا ہے کہ عدنان قیزار کی اولاد سے ہے۔

(مترجم) تحقیق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جنہوں نے عدنان سے لے کر اسماعیل تک کی پشتوں کا بیان کیا ہے وہ پانچ شخص ہیں (۱) بیہتی (۲) ابن ہشام (۳) ابن الاعرابی (۴) برخیا کاتب الواحی ارمیا نبی علیہ السلام (۵) الجرا ان میں سے بیہتی نے عدنان سے اسماعیل تک نو پشتیں شمار کیں ہیں جس کا ذکر خود علامہ مؤرخ نے کیا ہے اور ابن ہشام نے کتاب المغازی و سیر میں آٹھ پشتیں اس طرح لکھی ہیں ”عدنان ابن ادو ابن ناحور ابن سواد بن یعر ب ابن شجب ابن نابت بن اسماعیل اور اسی کتاب کے دوسرے نسخے میں دس پشتیں اس طرح پر تحریر ہیں: ”عدنان بن ادو بن سام بن شجب بن یعر ب بن الہمیسع بن ساتو بن پامد بن قیزار بن اسماعیل اور ابن الاعرابی نے آٹھ پشتیں نسب نامہ میں مندرج کی ہیں اس طرح سے ”عدنان بن ادو بن الہمیسع بن نابت بن سلابان بن قیزار بن اسماعیل ان سب ناموں کو یہ خیال کرنا کہ یہ پورے ہیں اور اسے اسماعیل تک سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے جہاں تک انہیں نام یاد تھے وہاں تک لکھ کر اس کے مشہور و معروف شخص قیزار اور اسماعیل کا نام لکھ دیا جیسا کہ عرب اور شام کے لوگوں کا دستور تھا۔ دیکھو انجیل متی حواری کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب میں لکھا ہے ”کتاب نسب نامہ عیسیٰ بن داؤد ابن ابراہیم حالانکہ مسیح سے داؤد تک اور داؤد سے ابراہیم تک بہت سی پشتیں گزریں لیکن داؤد اور ابراہیم کے معروف و مشہور ہونے کی وجہ سے مسیح کو داؤد کا اور داؤد کو ابراہیم کا بیٹا بنا دیا ہے جس سے نسلی سلسلہ



چلا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے اور قریش معد بن عدنان کی اولاد میں ہیں اس امر کے ثبوت کے لئے قومی اور ملکی روایات عرب کافی ہیں اور جیسا کہ آپ کے زمانے میں اور نہ آپ کے بعد کسی شخص کو یہ شبہ پیدا ہوا ہے کہ آپ قبیلہ قریش اور قریش معد بن عدنان کی اولاد سے نہیں ہیں ویسا ہی متیقن اور قومی و ملکی اعتبار سے مسلم امر ہونے کی وجہ سے کسی کو آپ کی موجودگی میں نسب نامہ لکھنے کا خیال پیدا نہیں ہو اور نہ یہ دقتیں پیش نہ آتیں جو آپ کے نسب نامہ لکھنے والوں کو پیش آئی ہیں آپ اعلم الناس تھے آپ بہ ہدایت باری تعالیٰ نسب نامہ کو لکھا دیتے برعکس جناب عیسیٰ ابن مریم کے کہ آپ کی حالت حیات ہی میں خلاف عادت انسانی پیدا ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ آپ بنی اسرائیل سے ہیں یا نہیں؟ اسی وجہ سے مقدس متی حواری نے اپنی انجیل میں سب سے پہلے آپ کا نسب نامہ لکھا ہے۔

میرے نزدیک بہ لحاظ اصول و روایت اس روایت کی کوئی اصل معلوم نہیں ہوتی جو کاتب الواقدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ ”کذب انسابوں یعنی نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مسعودی نے مروج و لذب میں اس سے ملتی ہوئی ایک روایت بیان کی ہے اور اختلاف کی وجہ سے جو کہ نسب نامے میں لوگ کرتے تھے آپ نے اس سے آگے نسب بیان کرنے کو منع فرمایا ہے اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسب نامہ کے بڑے دور تک ہونے سے اور اس کے زمانہ دراز میں متعدد رائیں ہونے سے بخوبی واقف تھے یہ دولت ایسی ہے کہ جس کے بہ نسبت ناقابل اعتبار ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کبھی کسی نسب کی نسبت کوئی تذکرہ پیش نہیں آیا تمام عرب کے دلوں میں یہ ذہن نشین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے ہیں اور قریش معد بن عدنان کی نسل سے ہیں ظاہراً کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نسب نامہ پر کچھ بحث و گفتگو ہوئی ہو۔ ہاں کئی صدیوں کے بعد جب تالیف و تصنیف کا رواج اسلام میں شروع ہوا تو مورخین نے نسب نامہ مرتب کرنے کی فکر کی اور جسے جہاں تک نام یاد تھے لکھ کر مشہور و معروف شخص کا نام لے دیا یہی وجہ ہے کہ معد بن عدنان اور اسماعیل میں بعضے دس پشتیں اور بعضے بیس اور بعضے نو ہی پشتیں لکھ کر قیزار بن اسماعیل کا نام لکھ دیتے ہیں بس ان تنقیح کے بعد دو نسب نامے باقی رہ گئے ایک برخیا کاتب الوحی ارمیانی کا اور دوسرا الجرا کا۔

اس پچھلے نسب نامہ کی نسبت ابوالفدا نے لکھا ہے کہ وہ نہایت درست اور قابل اعتبار اور اختیار کرنے کے لائق ہے اگرچہ درحقیقت یہ نسب نامہ بھی اسماعیل بن ابراہیم تک نہیں ہے اور اس نے بھی جہاں تک اسے نام یاد تھے لکھ کر حسب دستور عرب و شام قیزار بن اسماعیل کا نام لکھ دیا ہے غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسب نامہ حمل ابن معد بن عدنان تک ہے یعنی جہاں تک برخیا کاتب الوحی نے لکھا تھا۔ اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم برخیا کے لکھے ہوئے نسب نامہ کا اعتبار نہ کریں جو انہوں نے حضرت اسماعیل کی اولاد کا سلسلہ نسب اپنے وقت تک لکھا ہے۔

علی الخصوص اس وجہ سے کہ معد بن عدنان حضرت ارمیا کے زمانہ میں تھے اور بخت نصر کے ہنگامہ میں حضرت ارمیا نے معد بن عدنان کو بچایا تھا جیسا کہ علامہ ابن خلدون اور مسعودی نے مروج الذہب میں اس کا اعتراف کیا ہے اس پر بعض نا فہم انگریزی مورخوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ معد بن عدنان اور ارمیانی کی روایت صحیح نہیں ہے اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں اس حساب سے باعتبار نسل عدنان کی پیدائش ۱۳۰ قبل مسیح سے پہلے نہیں ہو سکتی



حالانکہ ارمیا نبی اور بخت نصر کے حملوں کا زمانہ ۵۷۰ قبل مسیح میں پایا جاتا ہے۔ یقیناً ان مورخوں کو اس نسب نامہ میں ناموں کے متحد ہونے سے اس روایت کی صحت کا شبہ ہو گیا ہے کیونکہ عدنان بھی دو ہیں اور معد بھی دو ہیں اور لطف یہ ہے کہ دونوں عدنان کے بیٹوں کا نام معد ہے لیکن وہ معد جو معصر ارمیا نبی ہے وہ عک کا بھائی ہے اور اس کا باپ عدنان ۶۰۰ قبل مسیح میں گزرا ہے اور اس کے باپ کا نام اوو اول ہے اور یہ معد۔ عدنان (دوم) کا لڑکا ہے اور اس کے باپ کا نام اوو ہے پس وہ روایت پہلے معد کی نسبت ہے نہ کہ دوسرے معد کی نسبت جیسا کہ بعض انگریزی مورخین نے خیال کر لیا ہے۔ عرب کے ضلع حضرموت میں حصن الغراب نامی ایک قلعہ جو قوم عاد کا تھا جس سے ایک کتبہ نکلا اس میں ہوڈ پیغمبر کا ذکر اور نیز عک کا بھی نام ہے غالباً یہ عک معد اول کا بھائی ہوگا۔

یہ کتبہ ۱۸۳۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہاز مسی "پالی نورس" کے افسروں نے نکالا تھا پس جبکہ برخیا کاتب الوحی کے نسب نامہ کے نیچے الجرا کا نسب نامہ بطور تمہ کے ہم لگا دیتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب عدنان تک اور پھر عدنان سے اسماعیل تک بلا کسی اختلاف کے ثابت ہو جاتا ہے اور از روئے حساب علوم طبعی کے جو (عام طور سے اختیار کیا جاتا ہے) صحیح بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اسماعیل ۱۹۱۰ قبل مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷۰ قبل مسیح کے بعد پیدا ہوئے تھے ان دونوں ولادتوں میں چوبیس سو اسی برس کا عرصہ ہوتا ہے اور اسماعیل سے آنحضرت تک ستر پشتیں گزرتی ہیں۔

ہمیں اس امر کے تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ ہم نے یہ پشت نامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدنان اول تک عرب کی ملکی روایتوں سے اور پھر عدنان اول کے اوپر یہودی روایتوں سے صحیح کیا ہے اس لئے کہ ہمارے بھائی بنی اسرائیل پڑھے لکھے تھے جن کے یہاں تاریخ لکھنے اور نسب کے محفوظ رکھنے کا عمدہ طریقہ تھا اور عرب ان پڑھ امی تھے گوان کا بے نظیر حافظ اپنے انساب اور نسلوں کے یاد رکھنے کا مشتاق تھا لیکن تمام پشتوں کا بہ ترتیب یاد رکھنا نہایت مشکل امر تھا عجب نہیں اسی وجہ سے جس وقت معد ابن عدنان کو ارمیا نبی بچا کر لے گئے تھے اس وقت اپنے کاتب الوحی برخیا سے معد بن عدنان کے نسب نامہ بہ ترتیب لکھنے کا حکم دیا ہوا اب ہم حسب تحقیق بالا بنو عدنان کے حالات ختم ہونے پر عدنان اول کے اوپر کا سلسلہ نسب برخیا کاتب الوحی ارمیا کے لکھے ہوئے نسب نامہ سے لکھیں گے اور اس کے تحتانی سلسلہ میں الجرا کا نسب نامہ بطور تمہ لگا دیں گے۔

(انتہی کلام المترجم)

عدنان کے نسب میں اختلاف: قرطبی بروایت ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ عدنان وقیزار میں تقریباً چالیس پشتیں ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے اہل تدمر کے ایک شخص کی زبانی سنا ہے (جو کہ ترک یہودیت کر کے مسلمان ہو گیا تھا) اور وہ کتب یہود کو پڑھے تھا کہ "وہ معد بن عدنان کے نسب کو اسماعیل تک کتاب ارمیا نبی علیہ السلام سے بیان کرتا ہے" یہ نسب نامہ عدد اور ناموں کے لحاظ سے اس نسب نامہ سے بہت ہی قریب ہے جسے قرطبی نے نقل کیا ہے اور جو کچھ ان دونوں میں اختلاف ہے وہ زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی زبان سے نقل کئے گئے ہیں قرطبی نے زبیر بن بکار سے بسند ابن شہاب نقل کیا ہے کہ عدنان وقیزار کے درمیان اسی قدر پشتیں ہیں اور بعض اہل انساب نے ان پشتوں کو ضبط کیا ہے جو معد بن عدنان اور اسماعیل کے درمیان ہیں ان دونوں بزرگوں میں چالیس پشتوں کا فرق ہے یہ نسب نامہ اس نسب نامہ سے موافق ہے جو اہل کتاب کے پاس ہے اور جو کچھ ان میں اختلاف ہے وہ دوزبان ہونے کی وجہ سے صرف ناموں میں ہے علی نے اسے لکھا ہے



اور طبری نے اسے الی آخرہ نقل کیا ہے۔

**آل حضرت اسماعیل:** اور بعض اہل انساب عدنان اور اسماعیل میں بیس یا پچیس پشتوں کا فرق بتلاتے ہیں:

(( و فی الصحیح عن ام سلمة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال معد بن عدنان بن اود بن زید بن بربن اعراق الثری قالت ام سلمة و زید هو الهمیسع و بر هو بنت و نابت و اعراق الثری هو اسماعیل ))

” اور حدیث میں بروایت ام سلمہ آیا ہے وہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ معد بیٹا ہے عدنان کا اور وہ بیٹا ہے اود کا اور وہ بیٹا ہے زید کا اور وہ بیٹا ہے برر کا اور وہ بیٹا ہے اعراق الثری کا ام سلمہ کہتی ہیں کہ زید اور ہمیسع ایک ہیں اور برادر بنت ایک ہیں اور نابت و عراق الثری اور اسماعیل ایک ہیں۔“

لیکن سہیلی نے ام سلمہ کی اس تفسیر سے انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں بر تقدیر تسلیم صحت پشتوں کا گنار اور شمار کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ محققین اہل انساب نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ عدنان اور اسماعیل میں طویل مدت ہونے کے باعث یہ امر عادتاً محال ہے کہ ان دونوں میں چار یا پانچ یا دس پشتوں کا فرق ہی ہے۔

**آل عدنان:** طبری کہتا ہے کہ عدنان کے علاوہ معد کے چھ لڑکے تھے (۱) ربیع یعنی عک (۲) عراق جس کے نام سے عرق الیمین موسوم ہوا (۳) آو (۴) ابی (۵) ضحاک (۶) عمیق ان سب کی ماں ایک ہی تھی اور اس کا نام مہدو ہے ہشام بن محمد کا یہ خیال ہے کہ مہدو قبیلہ جدیس سے تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ طسم سے اور بعضے طواسیم (نسل لقشان ابن ابراہیم) سے بتلاتے ہیں۔ الغرض طبری کا یہ بیان ہے کہ جب اہل حضور نے اپنے نبی شعیب (علیہ السلام) کو شہید کیا اس وقت اللہ جل شانہ نے ارمیا ابرخیا (انبیاء بنی اسرائیل) کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع کیا کہ وہ بخت نصر کو عرب پر حملہ کرنے کا حکم دیں۔

**معد بن عدنان کی پرورش:** اور اسے یہ دونوں بزرگ اس سے آگاہ کر دیں کہ اللہ جل شانہ نے اسے ان پر مسلط کیا ہے اور یہ کہ وہ دونوں بزرگ معد بن عدنان کو اس ہنگامہ سے بچا کر اپنے ملک لے آئیں یہ اس غرض سے حکم دیا گیا تھا کہ اس کی نسل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے پس ان دونوں بزرگوں نے معد بن عدنان کو اس ہنگامہ سے بچایا اور اپنے ساتھ حران میں لے آئے اس وقت معد کی عمر بارہ برس کی تھی معد بن عدنان نے آپ ہی دونوں بزرگوں کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اور ان کی کتابوں کی اس نے تعلیم پائی۔

**معد کا معانہ سے نکاح:** باقی رہا بخت نصر۔ وہ عرب کی طرف گیا عدنان نے اہل حضور کو لے کر ذات عرق میں اس کا مقابلہ کیا بخت نصر نے انہیں شکست دی اور ان میں سے اکثر کو قتل کیا جو بچ گئے انہیں گرفتار کر کے بابل کی طرف واپس ہوا اور انبار میں انہیں ٹھہرایا اور اس کے بعد عدنان مر گیا اور بلاد عرب ایک زمانہ تک ویران و خراب پڑا رہا پھر جب بخت نصر ہلاک ہو گیا تو معد ابن عدنان اسرائیل کے ہمراہ مکہ آئے اور ان کے ساتھ حج بیت اللہ کیا اس ہنگامہ کے بعد معد کے بھائی اور چچا وغیرہ یمن جا رہے تھے اور انہیں میں بیاہ شادی کر لی تھی لیکن کچھ عرصہ بعد جرہم کے ساتھ مکہ لوٹ آئے گئے معد بن عدنان نے حج سے فارغ ہو کر اولاد حوث ابن مضاض جرہمی کے حالات دریافت کئے معلوم ہوا کہ ان میں سے جرہم بن جہمہ باقی رہ گیا



معد بن عدنان نے اس کی لڑکی معانہ سے عقد کر لیا جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔

بنو عدنان کا نجد میں قیام: تمام بنو عدنان کا جائے قیام نجد تھا اور یہ سب باستثناء قریش بادیہ نشین تھے کیونکہ وہ مکہ میں رہتے تھے۔ نجد حجاز کے تمام بلاد سے مرتفع ہے اس کے اعلیٰ میں تہامہ و یمن اور اسفل میں عراق و شام ہے شہیلی کہتا ہے کہ عرب میں سے بنو عدنان نے نجد کو اپنے رہنے کے لئے پسند کیا جس میں بنو قحطان نے طی کے علاوہ کوئی روک ٹوک نہ کی اور نیز بنو عدنان تہامہ حجاز اس کے بعد عراق و جزیرہ میں پھیلے پھر یہ سب اسلام کے بعد مختلف ممالک میں جا بے۔

نزار بن معد: عدنان کے قبیلے عک اور معد سے نکلے ہیں عک کا اطراف زبید میں قیام تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عک ابن الدیث ابن عدنان ہے اور بروایت بعض یہ عک عدنان ابن عبداللہ (بطون ازد سے) ہے اور عک بن عدنان سے بنو عاتق بن شاہد بن علقمہ بن عک ایک بطن وسیع ہے جس میں سے زمانہ اسلام میں رؤسا و امراء ہوئے ہیں اور معد کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے اس سے عدنان کی تمام پچھلی نسلیں منسوب ہوتی ہیں یہ وہی شخص ہے جن کا یہ ذکر خیر بیان ہو چکا ہے کہ انہیں ارمیانی بہ حکم الہی ہنگامہ بخت نصر سے بچا کر اپنے ہمراہ حران لائے تھے ان کی اولاد سے ایاد اور نزار پیدا ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ قصص اور انمار بھی اس کی اولاد سے ہیں۔ پس قصص اپنے باپ کے بعد عرب کا حکمران ہوا اور اس نے تخت حکومت پر بیٹھے ہی اپنے بھائی نزار کو حرم سے نکال دینے کا قصد کیا۔

آل نزار: اس وجہ سے اہل مکہ نے خود اسے نکال کر اس کی جگہ نزار کو مقرر کیا اور جب اس کا زمانہ وفات قریب آیا تو اس نے اپنی ملکیت کو اپنے چار لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ ربیعہ کو فرس اور مضر کو قبہ حمراء انمار کو حمار اور ایاد کو جلمہ و عصاد یا ان میں سے ایاد کا بہت بڑا خاندان گزرا اسی سے بنو اسماعیل کی نسلی ترقی ہوئی اور بنو مضر بن نزار تن تہار یا ست پر قائم رہے اور بنو ایاد عراق کی طرف چلے گئے اور انمار سروات میں جا ٹھہرا اس کی اولاد (نخعم و نخسبیلہ) یمانیہ میں شمار کئے جاتے ہیں بلاو اکاسرہ میں ان کے بڑے بڑے آثار مشہور ہیں انہوں نے وہاں خوب نام پیدا کیا اور نہایت عزت سے رہے یہاں تک کہ اکاسرہ نے متواتر حملوں سے انہیں تباہ و پریشان کر دیا سب سے زیادہ ان کی خانہ ویرانی اور خانہ بدوشی سا بورڈ والا کتاف کے زمانہ میں ہوئی اس نے انہیں فنا کیا ان کے بچوں کو قتل کیا۔

بنو ربیعہ: نزار سے دو بڑے بطن (۱) ربیعہ (۲) مضر ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایاد و انمار اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں بہر کیف ربیعہ کا ملک جزیرہ و عراق کے درمیان تھا اور وہی ضبیعہ و اسد پسران ربیعہ اور اسد سے عنزہ و جدیلہ ہیں عنزہ کا ملک انبار سے تین منزل کے فاصلہ پر بریہ عراق مقام عین التمر میں تھے پھر وہاں سے منتقل ہو کر اطراف خیبر میں چلے آئے اور ان کے بلاد کے وہ طمی مالک ہوئے جنہیں کثرت و امارت کے سبب اس وقت تک عراق میں حکومت حاصل ہے اور انہیں عنزہ سے افریقہ میں ایک چھوٹا قبیلہ ریاح (بنو ہلال بن عامر) کے ساتھ رہے اور انہیں میں سے کچھ لوگ طیوں کے ساتھ بریہ نجد میں بھی ہیں۔

بلاد ہجر: باقی رہا جدیلہ پس اس سے عبد قیس و ہنب پسران افسی ابن دمی بن جدیلہ ہیں عبد قیس کا وطن تہامہ میں تھا پھر وہاں سے وہ نکل کر بحرین میں چلے آئے بحرین بحر فارس کے غربی جانب ایک وسیع ملک ہے اس کے شرقی سمت یمامہ اور شمالی سمت بصرہ اور عمان جانب جنوب ہے اسے بلاد ہجر کہتے ہیں اسی بحرین میں قطیف عسیر۔ جزیرہ ادال۔ احسا ہے ہجر ہی عراق کی



طرف سے یمن کا دروازہ ہے عہد حکومت اکاسرہ میں یہ فارس کی حکومت میں داخل تھا اس کے بیابانوں میں ایک گروہ کثیر بکر بن وائل اور تمیم کا رہتا تھا جب بنو عبدالقیس ان کے جوار میں آئے انہوں نے ان سے مقابلہ شروع کیا اور ان کے اصلی و قدیمی وطن کو باہم تقسیم کر لیا۔

منذر بن عائد: انہی میں سے کچھ لوگ بطور وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جن میں منذر بن عائد بن منذر بن حارث بن نعمان بن زیاد بن نصر بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن انمار بن عمرو بن ربیعہ بن بکر تھے۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ یہ اس قوم کے جاہلیت اور اسلام میں سردار تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بھی نصیب ہوئی تھی اور ۹ میں منذر بن ساوی (بنو تمیم) کے ہمراہ جاروڈ بن عمرو بن متش بن معلیٰ بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ (یہ ثعلبہ بن عوف بن جذیمہ کا بھائی ہے) کچھ لوگ عبدالقیس کو لے کر حاضر خدمت اقدس ہوئے۔

منذر بن نعمان کا قتل: انہیں بھی صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی یہ پہلے مذہب عیسوی کے پابند تھے پھر اسلام لائے سرور کائنات کی وفات کے بعد عبدالقیس مرتد ہو گئے اور منذر بن نعمان (جس کے باپ کو کسریٰ نے قتل کر ڈالا تھا) اسے اپنا حکمران بنا لیا ان کی سرکوبی کے لئے ابو بکر بن العلاء بن الحضرمی روانہ کئے گئے انہوں نے بحرین فتح کیا اور منذر کو مار ڈالا۔ ابتدا عبدالقیس کی ریاست بنو جارود میں تھی پھر اس کے لڑکے منذر کے قبضہ میں آئی اور اسے عمر نے بحرین کا پھر اصطر کا گورنر مقرر کیا پھر عبداللہ بن زیاد نے اسے ہند کی طرف مامور کیا اس کے بعد اس کا لڑکا حکم بن منذر ہوا اور یہ قبل حکومت عراق ولایت بحرین پر واپس بھیجا گیا۔

حضرت صہیب بن سنان: ہنب بن افسی سے نمرود اہل پسران قاسط بن ہنب ہیں بنو نمرہ بن قاسط راس العین میں رہتے تھے اسی قبیلہ سے صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناہ بن النمر بن قاسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ روم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس وجہ سے کہ ان کے باپ (سنان) کو کسریٰ نے ایلہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بنو نمر بن قاسط نے بھی اوروں کی طرح دیکھا دیکھی رفت کی طرف قدم نکالے تھے جو آئندہ مذکور ہوگا اسی قبیلہ سے ابن القریہ (جو زمانہ حجاج میں مشہور فصحا سے تھا) اور منصور بن النمر شاعر مروح الرشید ہے۔

بنو وائل: بنو وائل کا بھی بہت بڑا قبیلہ ہے ان میں سے بنو تغلب اور بنو بکر بن وائل زیادہ مشہور ہیں یہ دونوں قبیلے وہی ہیں جن میں ایک زمانہ دراز تک لڑائی جاری تھی یہ جزیرہ فراتیہ میں سنجا و نصیبین کی طرف رہتے تھے اور یہ بلاد ربیعہ کے نام سے مشہور تھے رومیوں کی ہمسائیگی کی وجہ سے ان میں نصرانیت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

عمرو بن کلثوم: عمرو بن کلثوم مشہور شاعر بنو تغلب سے ہے اس کا نسب اس طرح پر ہے ”عمرو بن کلثوم بن مالک بن عتاب ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن غانم بن تغلب“۔ اس کی ماں کا نام ہند بنت مہلبیل ہے اور اس کی اولاد سے مالک بن طوق بن عتاب بن زافر بن شریح بن عبد اللہ بن عمرو بن کلثوم ہے اسی کی طرف رجبہ مالک بن طوق (فرات پر) اور عاصم بن نعمان عم عمرو بن کلثوم منسوب ہوتا ہے یہ وہی شخص ہے جس نے شرجیل بن الحرث بادشاہ آکل المرار کو یوم کلاب قتل کیا تھا اور بنو تغلب سے کلیب و مہلبیل پسران ربیعہ بن الحرب بن زہیر بن جشم ہیں کلیب بنو تغلب کا سردار تھا اسی کو جساس بن مرہ



بن ذہل بن شیبان نے قتل کیا تھا یہ او بن کی بہن کا شوہر تھا ایک روز اتفاق سے اس کی اونٹنی کلیب کی چراگاہ میں چلی گئی کلیب نے اسے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گئی جس اس نے بسوس کا طرفدار ہو کر اس کے عوض کلیب کو مار ڈالا اس کا بھائی مہلہل بنو تغلب کو جمع کر کے بنو بکر سے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا چالیس برس تک ان میں لڑائی جاری رہی جس کے واقعات اور حالات مشہور ہیں اور بنو شعبہ جو اس وقت تک طائف میں موجود ہیں وہ شعبہ بن مہلہل کی اولاد سے ہیں اور اسی قبیلہ تغلب سے ولید بن ظریف بن عامر خارجی (بنو صفی) بن جی بن عمرو ابن بکر بن حبیب سے) اور بنو حمدان ملوک موصل و جزیرہ عہد حکومت اہم تھی اور اس کے بعد زمانہ خلافت خلفاء عباسیہ میں گزرے ہیں جن کا ذکر حالات بنی عباس میں آئے گا اور یہ بنو حمدان عدی بن اسامہ بن غانم بن تغلب کی نسل سے ہیں انہی میں سیف الدولہ ایک مشہور اور نامور حکمران گزرا ہے۔

**بکر بن وائل:** بکر بن وائل نے بھی ایک حد تک اعلیٰ درجہ کی شہرت اور ناموری حاصل کی اس میں سے یثکر بن بکر بن وائل اور بنو عکایہ بن صعوب بن علی بن بکر بن وائل ہیں اور نیز انہی میں بنو حنیفہ و بنو عجل پسران حکیم بن صعوب شمار کئے جاتے ہیں پھر بنو حنیفہ کی بہت سی شاخیں ہیں اور اس کے متعدد قبیلے ہیں ان میں زیادہ تر بنو الدول بن حنیفہ ہیں ان کا وطن یمامہ (ارض حجاز) میں ہے جس کے شرق میں بحرین اور بنی تمیم ہیں اور عرب میں اس کی سرحد اطراف یمن و حجاز سے ملتی ہے اور جنوب میں نجران اور شمال میں نجد ہے یمامہ کا طول بیس منزل کا مکہ سے چار دن کے راستہ پر ہے باغات اور کاشتکاری کے لحاظ سے بلاد عرب میں شمار کیا جاتا ہے اس کا دار الحکومت حجر (بفتح) ہے۔

**یمامہ:** اس میں ایک شہر یمامہ کے نام سے مشہور ہے یہی شہر قبل حکومت بنو حنیفہ بادشاہان سلف کا دار الحکومت تھا ان کے بعد بنو حنیفہ نے اپنے عہد حکومت میں مقام حجر کو اپنا دار القیام بنایا اور پھر ایسا ہی حالت اسلام میں باقی رہا۔ پہلے اسی یمامہ میں بنو ہمدان بن یعفر بن السلسک بن وائل بن حمیر آئے اور اس میں جو لوگ قبیلہ طسم و جدیس سے رہتے تھے ان پر غلبہ حاصل کر لیا ان کا آخری بادشاہ جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے قرط بن یعفر تھا پھر جب یہ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد طسم و جدیس نے پھر یورش کر کے حکومت چھین لی انہی میں زرقا ہمشیرہ ریاح بن مرہ ابن طسم تھی جیسا کہ ان کے حالات و اخبار میں بیان کیا گیا۔

**بنو حنیفہ کا یمامہ پر غلبہ:** پھر یمامہ پر انجام کار بنو حنیفہ غالب آئے اور طسم و جدیس کو مغلوب کر دیا بنو حنیفہ میں سے بنو مرہ بن علی بن یمامہ بن عمرو بن عبد العزیز بن شحیم بن مرہ بن الدول بن حنیفہ حکمرانی کرتا تھا اور زمانہ بعثت میں یمامہ کی حکمرانی ثمامہ بن اثال بن نعمان ابن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ کے قبضہ میں تھی اسی قبیلہ سے نافع بن ازرق بن قیس بن صبرہ بن ذہل بن الدول بن حنیفہ خارجی ہے اسی کے طرف ازرقہ منسوب کئے جاتے ہیں اور انہی میں سے مجلم بن سبع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ مسلمہ کذاب کا مصاحب خاص تھا مسلمہ بنو عدی بن حنیفہ ہے اور اس کا نسب اس طرح ہے ”مسلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرث بن عبد الحرث بن عدی“ اس کے واقعات اور حالات نہایت مشہور ہیں اور عنقریب اس کے حالات لکھے جائیں گے۔

**بنو عجل:** بنو عجل بن حکیم بن صعوب وہ ہیں جنہوں نے مقام موتہ جنگ ذی قار میں فارس کو شکست دی تھی یہ لوگ یمامہ سے بصرہ تک پھیلے ہوئے تھے مگر اب ان کے آثار باقی نہ رہے۔ ہاں ان کی اولاد میں سے اس علاقہ میں بنو عامر (یعنی المنتفق بن عقیل بن عامر) پائے جاتے ہیں انہیں میں سے بنو ابی ولف عجل ہیں ان کی حکومت عراق عجم میں تھی جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔



**عکایہ بن صععب:** عکایہ بن صععب بن علی بن بکر بن وائل سے تیم اللہ و قیس پسران ثعلبہ بن عکایہ اور شیبان بن ذہل بن ثعلبہ تین عظیم الشان قبائل ہیں جن میں سے نسلی ترقی کے لحاظ سے بنو شیبان کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی ابتداء اسلام میں شرقی و جلعہ جانب موصل میں ان کی بہت کثرت تھی اور اکثر ائمہ خوارج ربیعہ کے انہی میں سے ہیں ایام جاہلیت میں ان کا سردار مرہ بن ذہل بن شیبان تھا اس کے دس لڑکے تھے جن سے دس قبائل نکلے ان میں مشہور ترین ہمام و جساس ہیں ابن حزم کہتا ہے کہ ایک ہمام سے اٹھارہ قبیلے نکلے ہیں۔ واللہ اعلم

**جساس کا قتل:** یہ جساس وہی ہے جس نے کلیب اپنی بہن کے شوہر (سردار بنو تغلب) کو اس وجہ سے مار ڈالا تھا کہ اس نے بسوس کی اونٹنی کو مارا تھا کلیب کا لڑکا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد بنو شیبان میں پرورش پاتا رہا یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ جساس میرا ماموں ہے اور اسی نے کلیب کو قتل کیا ہے ابن کلیب ایک روز موقع پا کر جساس کو قتل کر کے بنو تغلب میں بھاگ آیا جساس کے لڑکوں میں سے بنو الشیخ ہیں جن کی حکومت آمد میں تھی جسے خلیفہ المعتصد نے نیست و نابود کیا۔

**بنو شیبان:** اور بنو شیبان سے ہانی بن مسعود ہے جس نے یوم ذی قار میں ناموری حاصل کی تھی یہ ہانی مسعود بن عامر بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کا لڑکا ہے اور اسی قبیلہ سے ضحاک بن قیس خارجی ہے جس نے زمانہ مروان بن محمد میں مذہب صفریہ پر بیعت کی تھی اور کوفہ وغیرہ کا حکمران ہوا تھا اور آخر کار مروان ہی نے اسے قتل کیا۔ اس کی خلافت کی بیعت بنو امیہ میں سے ایک گروہ نے بھی کی جن میں سلیمان بن ہشام بن عبد الملک و عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز تھے۔

**ضحاک کا سلسلہ نسب:** ضحاک کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے ”ضحاک بن قیس بن الحصین بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن زید مناة بن ابی عمرو بن عوف بن ربیعہ بن محلم بن ذہل بن شیبان“۔ ہم اپنی کتاب میں پڑھنے والوں کو اس کے واقعات آئندہ سنائیں گے۔ الغرض ثنی بن حارثہ اسی قبیلہ سے ہے جس نے سواد عراق کو زمانہ خلافت خلیفہ اول و دوم (رضی اللہ عنہما) میں فتح کیا تھا اس کا بھائی معنی بن حارثہ ہے عمران بن حطان سردار خوارج بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ و هذا انقضا و الکلام فی ربیعة بن فزار و اللہ المعین

(مترجم) مناسبت کلام کے لحاظ سے مناسب یہ ہے کہ پہلے ہم حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹوں کے نام اور ان کی جائے سکونت مختصر طور پر بیان کر دیں جن کی اولاد سے تمام سرزمین عرب معمور ہے اس کے بعد عدنان کے پشت نامہ کو جس طرح ہم نے تحقیق کی ہے ہدیہ ناظرین کریں۔ حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ نبایوٹ، قیزار، اوبیل، میسام، مشماع، دو ماہ، مسلہ، حدز، تما، یطوز، نافیش، قید ماہ۔ نبایوٹ شمالی مغربی حصہ عرب میں آباد ہوا۔ رونڈ فاسٹر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم عرب الحجر کے وسط سے لے کر مشرق کی جانب اور وادی القرئی کے اندر تک اور جنوب کی طرف کم از کم منہجائے خلیج عیلام اور حدود حجاز تک پھیلی ہوئی تھی۔ قیزار بنو بنت کے جنوب کی طرف گیا اور حجاز میں آباد ہوا اس قوم کی عظمت و جلال زبور داؤد کتاب اشعیاء ارمیا، حزقیل کی کتابوں سے ظاہر ہوتی ہے اسی قوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

یہ امر تسلیم شدہ اور مستند ہے کہ قیزار سے عدنان اور عدنان سے قریش اور قریش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اوبیل اس شخص کا کچھ پتہ و نشان نہیں ملتا صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی مقام سکونت اس کے بھائیوں کے



قرب وجوار میں تھا میسام اور مشماع دونوں معدوم آثار ہیں نہ ان کا پتہ عرب کے قدیم جغرافیہ میں ہے اور نہ جدید میں دو ماہ پہلے اس کی اولاد تہامہ کے جنوب میں مدینہ کے قرب وجوار میں آباد ہوئی پھر جب اس کی اولاد بڑھی تو یہ قوم اس مقام پر آباد ہوئی جہاں پر بالفعل دومتہ الجندل واقع ہے۔

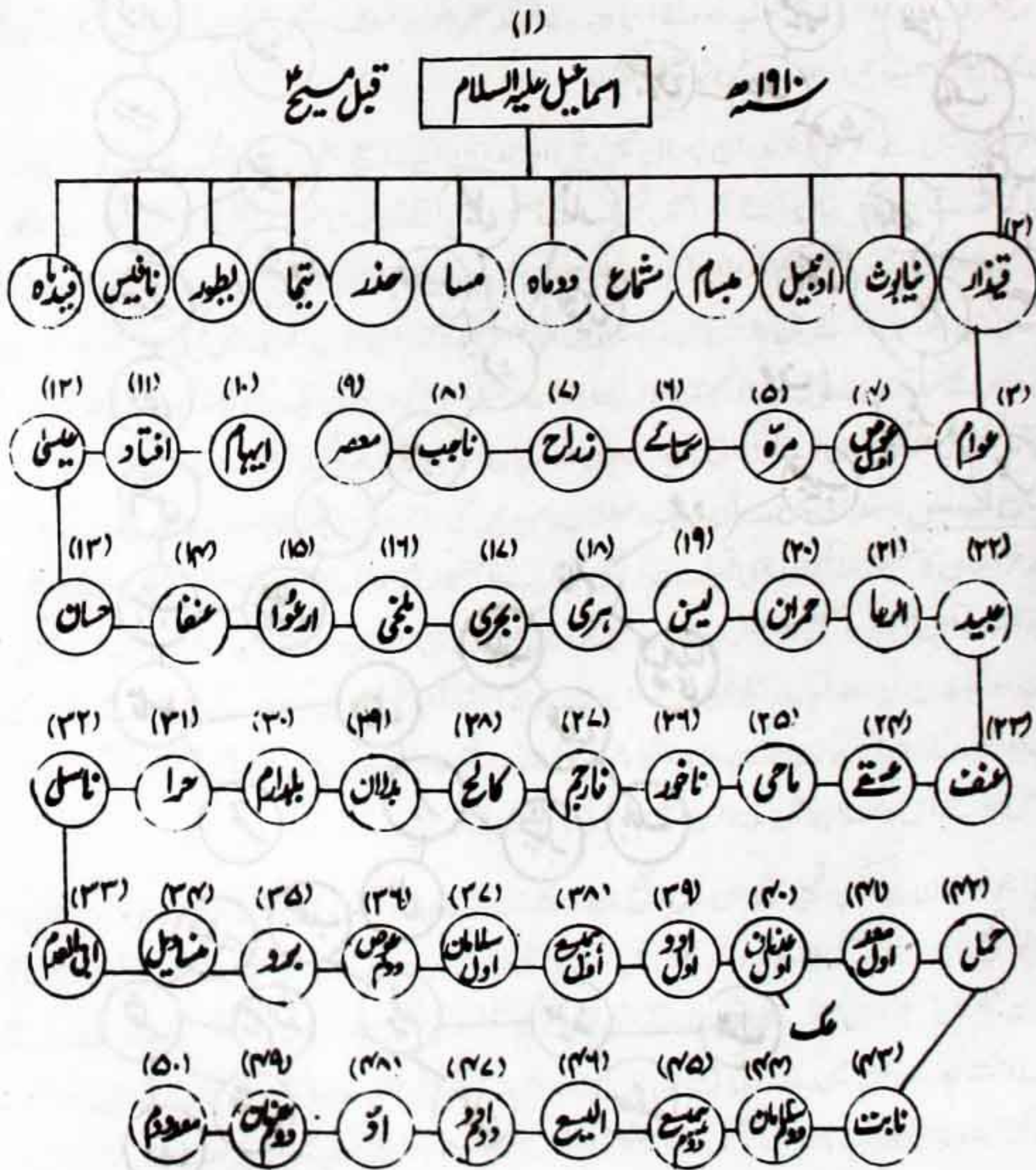
مسا تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کی قوم نواح حجاز میں سکونت پزیر ہوئی تھی اس کے بعد وہاں سے منتقل ہو کر یمن چلی آئی حد تو تاریخ الایام میں اسے حدود لکھا ہے اس نے اپنی سکونت کے لئے جنوبی سمت کو اختیار کیا اور حجاز میں آ بسا تہا اس کے ابتدائی مقام صوبہ حجاز میں تھا معلوم نہیں کس زمانہ میں اس کی اولاد تمام وسط نجد میں پھیل گئی اور کچھ لوگ ان میں سے خلیج فارس کے برابر جا بے۔

یطور اس کی قوم جبل قاسیون کے جنوب اور جبل الشیخ کے مشرق اور شاہراہ حجاج کے مغرب میں مقام خلع جدور میں آباد ہوئی نافیش اس کا کچھ پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے کہاں سکونت اختیار کی قید ماہ غالباً یہ شخص ملک یمن میں آباد ہوا۔ مسعودی لکھتا ہے کہ ((اصحاب الرس کا نوا من ولد اسماعیل و ہم قبیلتان یقال لاهدھما قدما و لاخری یامین و قیل رعویل و ذلک بالیمن)) ”اصحاب رس۔ اسماعیل کی اولاد سے تھے اور وہ دو قبیلہ تھے۔ ایک کو قدماں اور دوسرے کو یامین اور بعضے رعویل کہتے ہیں اور یہ یمن میں تھے۔

حضرت اسماعیل کے ان بارہ بیٹوں نے کوئی بڑی شہرت حاصل نہیں کی سوائے اس کے کہ یہ عرب کے بارہ مختلف قوموں کے مورث اعلیٰ ہوئے ہاں ایک مدت دراز کے بعد عدنان کی اولاد (جو قیدار بن اسماعیل کی نسل سے تھی) مختلف شاخوں میں متفرق ہو گئی سب سے بڑی ناموری اس کی اس میں ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اولاد میں ہوئے جن کی ذات بابرکات سے تمام سرزمین عرب پر رحمت الہی پھیل گئی اور رفتہ رفتہ تمام عالم پر اللہ جل شانہ نے کی برکات اور اس کی عبادات پھیلتی جاتی ہیں۔



## شجرہ نسب بنو قیدار بن اسماعیل علیہ السلام



۱۹۱۰ھ قبل مسیح

نوٹ: اس شجرہ کے دیکھنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معد (جو ہمارے اس نسب نامہ میں نمبر ۳۱ پر ہے) اس کے اوپر کی پشتیں برخیا کاتب الوحی ارمیانی کے پشت نامہ سے لی گئی ہیں اور اس کے نیچے الجرا کا لکھا ہوا پشت نامہ لگا دیا گیا ہے۔







**قبائل مضر بن نزار:** حجاز میں یہ فخر و اعزاز بنو مضر بن نزار ہی کو حاصل تھا کہ وہ تمام بنو عدنان سے کثرت و غلبہ کے لحاظ سے زیادہ تھے ان کی ریاست و حکومت مکہ میں تھی اس سے دو بڑے عظیم الشان قبیلے (۱) خندف (۲) قیس نکلیے کیونکہ مضر کے دو لڑکے تھے ایک الیاس دوسرے قیس (عیلان) الیاس کے تین لڑکے تھے (۱) مدرکہ (۲) طانجہ (۳) قمعہ۔ الیاس کی بی بی قبیلہ قضاہ سے تھی اس کا اصلی نام لیلی بنت حلوان (ابن عمران بن الحافی ابن قضاہ) تھا لیکن خندف کے نام سے مشہور تھی چونکہ اسی کے طرف تمام بنو الیاس منسوب ہو گئے اسی وجہ سے قبیلہ مضر بطون خندف و قیس عیلان کی طرف تقسیم ہو گیا قیس عیلان کے تین بیٹوں کعب، عمرو و سعد سے تین شاخیں نکلیں۔

**بنو قیس:** عمرو بن قیس سے بنو فہم و بنو عدوان پسران قیس ہیں اور عدوان ایک وسیع بطن ہے یہ لوگ طائف (ارض نجد میں رہتے تھے) عمالقہ کے بعد ایاد یہاں آئے پھر انہیں ثقیف نے مغلوب کر کے تہامہ کی طرف نکال دیا اسی قبیلہ سے عامر بن انطرب ابن عمرو ابن عباد بن یشرک بن عدوان زمانہ جاہلیت میں عرب کا حاکم تھا اور انہیں میں سے ابو سیارہ اور عمیلہ بن الاغرل بن خال بن سعد بن الحرث بن رائیس بن زید بن عدوان اور کچھ لوگ ان دنوں افریقہ میں کبھی بنو سلیم اور کبھی ریاح بن ہلال بن عامر کے ساتھ رہتے ہیں اور بنو فہم بن عمرو سے بروایت بہت سی بنو طردو بن فہم ایک بڑا خاندان ارض نجد میں تھا جن میں سے اُشی تھا لیکن فی الحال وہاں اب کوئی ان میں سے باقی نہ رہا ہاں افریقہ میں کچھ لوگ سلیم و ریاح کے ساتھ موجود ہیں۔

**آل سعد بن قیس:** سعد بن قیس سے غنی و بابلہ و غطفان و مرہ ہیں غنی بنو عمرو بن اعصر بن سعد ہے اور بابلہ سے بنو مالک اعصر بن سعد خراسان کا مشہور حاکم اور اسی قبیلہ سے اصمعی (عرب کا مشہور شاعر) ہے اس کا نام عبد الملک ہے اور علی بن قریب بن عبد الملک ابن علی بن اصمعی بن مطرب بن رباح بن عمرو بن عبد شمس بن اعیان بن سعد بن عبد غانم بن قتیبہ ابن معن بن مالک کا بیٹا ہے بنو غطفان بن سعد ایک وسیع قبیلہ ہے جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں یہ قوم نجد کے اس حصہ میں آباد تھی جو وادی القرے اور طی کے دونوں پہاڑوں سے ملا ہوا تھا پھر یہ لوگ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں متفرق و منتشر ہو گئے اور اس پر قبائل طے قابض ہو گئے اس وقت ان میں سے اس مقام پر کوئی باقی نہ رہا۔

**بنو غطفان:** بنو غطفان کے تین قبیلے تھے ان میں اشجع بن ریث بن غطفان اور عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان اور زبان ہیں۔ بنو اشجع مدینہ (نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان میں رہتے تھے ان کی سرداری معقل بن سنان مشہور صحابی کے قبضہ میں تھی اسی قبیلہ سے نعیم بن مسعود بن انیف بن ثعلبہ بن قند بن خلاوہ بن شعیب بن اشجع ہے جس کی اولاد آنحضرت کے زمانہ میں منتشر ہو گئی اس وقت نجد میں ان میں سے کوئی باقی نہ رہا سوائے اس کے کہ اطراف مدینہ میں کچھ لوگ باقی ہیں اور مغرب اقصیٰ میں اب بھی ایک بڑا قبیلہ ہے جو عرب معقل کے ساتھ اطراف جلماسہ اور وادی ملویہ میں پھیلا ہوا ہے۔

**بنو عبس:** بنو عبس کا قبیلہ بنو عدہ بن قطیعہ میں منحصر ہے اسی قبیلہ سے ربیع بن زیاد وزیر نعمان تھا اور اس کے بھائی بنو الحرث بن قطیعہ سے اس کا سردار زہیر بن جذیمہ رواحہ بن ربیعہ بن آذر بن الحرث ہے اسے تمام بنو غطفان پر سرداری حاصل تھی اس کے چار لڑکے تھے ان میں سے ایک قیس ہے جو اپنے باپ کے بعد عبس کا سردار ہوا اور اس کا لڑکا زہیر وہ ہے جو صاحب حرب و احس وغیرہ ہے داہس قیس کا اور غمر حدیفہ بن نذر سردار فزارہ کا لڑکا ہے۔



**حذیفہ کا قتل:** قیس و حذیفہ دونوں تیر اندازی کر رہے تھے باتوں باتوں میں جھگڑے کی نوبت آگئی ایک دوسرے سے بھڑ گئے قیس نے حذیفہ کو مار ڈالا جس سے عبس و فزارہ اور برادران قیس بن زہیر الحارث و شاس و مالک ہیں ایک زمانہ تک لڑائی جاری رہی مالک اسی لڑائی میں مارا گیا اسی قبیلہ سے مشہور صحابی حذیفہ بن الیمان بن حسل ابن جابر بن ربیعہ بن جرودہ بن الحارث بن قطیعہ ہیں اور عبس بن جابر سے بنو غالب بن قطیعہ ہے اسی قبیلہ سے عترة ابن معاویہ بن شداد بن مراد بن مخزوم بن مالک بن غالب مشہور شاہ سوار ہے جو شعرائے ستہ جاہلیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

**حطیہ شاعر:** اس کے بعد اس کی اولاد سے حطیہ مشہور شاعر ہے۔ اس کا نام جرویل بن اوس بن جوہیہ بن مخزوم ہے اس وقت نجد میں۔ بنو عبس میں سے کوئی باقی نہ رہا ہاں قبیلہ زغبہ (بنو ہلال) میں اب بھی ایک گروہ ہے جو عبس کی طرف منسوب ہوتا ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ عبس وہی ہے یا کہ کوئی دوسرا عبس ہے جس کی طرف زغبہ میں سے یہ گروہ منسوب کیا گیا۔

**آل ذبیان بن بغیض:** ذبیان بن بغیض کے تین قبیلے مرہ، ثعلبہ، فزارہ کی پانچ شاخیں ہیں (۱) عدی (۲) سعد (۳) شیح (۴) مازن (۵) ظالم۔ جاہلیت میں یہ بدر بن عدی پر سرداری کرتے تھے اسی کی اولاد سے عینیہ بن حصن بن حذیفہ ہے جس نے ابتداء بیعت خلیفہ اول میں مدینہ منورہ پر شب خون مارا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے احمق مطاع سے یاد فرماتے تھے اسی قبیلہ سے مشہور صحابی سمرہ بن جندب بن ہلال بن خدیج بن مرہ بن خرق بن عمرو بن جابر بن حنین ذی الراسین بن لای بن عصیم بن شیح بن فزارہ ہیں اور بنو سعد بن فزارہ سے یزید بن عمرو بن ہبیر بن معیہ بن سکین بن خدیج بن بغیض بن مالک بن سعد ابن عدی بن فزارہ حاکم عراقین زمانہ حکومت یزید بن عبد الملک اور مروان بن محمد میں تھا یہ وہی شخص ہے جسے منصور نے تکمیل معاہدہ کے بعد قتل کیا ہے اور بنو مازن بن فزارہ سے ہرم بن قطیعہ ہیں جنہوں نے زمانہ اسلام پایا اور اسلام لائے ان میں سے بھی اب نجد میں کوئی باقی نہ رہا لیکن اس وقت تک ایک گروہ کثیر افریقہ اور مغرب میں موجود ہے ان میں سے بعض مغرب اقصیٰ میں معقل کے ساتھ مل جل گئے ہیں اور انہیں ایک گونہ قوت اور کثرت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں سے بعض بنو سلیم بن منصور کے ساتھ افریقہ میں شامل ہو گئے ہیں۔

**معن بن معاطن:** اور وہ لوگ ابو اللیل (شعوب بن سلیم) کی اولاد میں ہیں ان کے ساتھ لڑائیوں میں نکلتے ہیں سلطنت کے اہم امور میں شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض رتبہ وزارت تک پہنچ گئے ہیں ان میں سے معن بن معاطن وزیر حمزہ بن عمر بن ابی لیل (امیر کعب) مشہور تر ہے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے بعضے یہ خیال کرتے ہیں کہ بنو مرین (جو اس وقت زاب کے امیر ہیں) اسی قبیلہ سے ہیں اور وہ مازن بن فزارہ کی طرف نسبتاً منسوب ہوتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ایک محفوظ نسب ہے جس کی طرف بعض بدویان فزارہ منسوب ہوتے ہیں اور امراء زاب اپنے کو اس نسب کی طرف اس نسب کے عالی ہونے کی وجہ سے منسوب کرتے ہیں اور وہ لوگ رعایا ہونے کی وجہ سے امراء زاب کو اس نسب سے نہیں منع کر سکتے۔

**بنو مرہ:** بنو مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان سے ہرم بن سنان بن غیظ بن مرہ ہے اس قوم کا زمانہ جاہلیت میں یہی سردار تھا جس کی مدح زہیر بن ابی سلمیٰ نے کی تھی اور نیز اسی قبیلہ سے فاتک (یعنی حرث بن ظالم بن جذیمہ بن ربیعہ بن غیظ) اور مسلم



بن عقبہ بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن یربوع سپہ سالار یزید بن معاویہ ہے جو یوم حرہ اہل مدینہ پر چڑھ آیا تھا یہ قوم نجد کے اس حصہ میں رہتی تھی جو وادی القرئی سے ملا ہوا ہے زمانہ فتوحات اسلام میں یہ لوگ بھی منتشر ہو گئے اور ان بلاد میں ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ ان کے چلے جانے کے بعد قبائل طے نے یہاں اپنا عمل دخل کر لیا تھا اور ان کے ختم ہونے سے بنو سعد بن قیس بھی ناپید ہو گئے۔

**بنو سلیم و بنو ہوازن:** خصفہ بن قیس سے دو بڑے قبیلے نکلے (۱) بنو سلیم بن منصور (۲) ہوازن بن منصور۔ ہوازن کی نسلی شاخیں بہت ہیں جن کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انہیں دونوں کے ساتھ بنو مازن بن منصور اور بنو محارب بن خصفہ بھی ملحق ہوتے ہیں لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے اسی قبیلہ سے عقبہ بن غزو ان بن جابر بن وہب بن نشیب بن وہب بن زید بن مالک بن عبد عوف بن الحرث بن مازن مشہور صحابی تھے جنہوں نے زمانہ خلافت عمر بن الخطابؓ میں بصرہ آباد کیا تھا انہیں کی طرف قسبی منسوب کئے جاتے ہیں جو ایک زمانہ میں خراسان کے گورنر تھے۔

**بنو سلیم کی شاخیں:** بنو سلیم کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو ذکوان بن رفاعہ بن الحرث بن رجا بن الحارث بن بیہشہ بن سلیم اور ان کے نسبی بھائی بنو عبس بن رفاعہ ہیں جس میں سے عباس بن مرداس بن ابی عامر بن حارثہ بن عبد قیس مشہور صحابی ہیں جو جنگ حنین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے ان کے باپ مرداس نے خنساء سے عقد کیا تھا جس کے بطن سے عباس پیدا ہوئے اور بنو سلیم سے بنو ثعلبہ بن بیہشہ ابن سلیم ہیں اسی قبیلہ سے عبید بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن الاعور والی افریقہ ہے اس کا دادا ابوالاعور معاویہ کا سپہ سالار تھا اس کا نام عمرو بن سفیان بن عبد شمس بن سعد بن قائف بن الادقص بن مرہ بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ تھا اور الروڈ بن خالد بن حدیفہ بن عمر ابن حلف بن مازن بن مالک ثعلبہ یوم فتح بنو سلیم کا سردار تھا اور عمرو بن عقبہ بن منقذ ابن عامر بن خالد زمانہ جاہلیت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوست تھے ابو بکرؓ و بلالؓ (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ اسلام لائے یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔

**بنو علی اور بنو عصیہ:** اور بنو سلیم ہی سے بنو علی بن مالک بن امرء القیس بن بیہشہ اور بنو عصیہ بن خفاف بن امرء القیس ہے یہ دونوں وہی ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور عصیہ کی شاخ سے الشرید ہے اس کا نام عمرو بن یقط بن عصیہ ہے ابن سعید کہتا ہے کہ الشرید بن ریاح بن ثعلبہ بن عصیہ وہ ہے جس میں سے خنساء اور اس کے دونوں بھائی صحرو معاویہ پسران عمرو بن الحرث بن الشرید ہیں خنساء شاعرہ تھی اس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے یہ اپنی اولاد کے ساتھ جنگ قادسیہ میں آئی تھی اور فی الحال افریقہ میں بنو الشرید کے کچھ لوگ بنو سلیم میں رہتے ہیں اور انہیں ایک قسم کی ثروت و شوکت حاصل ہے انہیں میں سے عصیہ بن خفاف کے اور نسبی بھائی ہیں جن میں سے ایاس بن عبد اللہ اللیل بن سلمہ بن عمیرہ سردار اہل روم تھا جسے ابو بکرؓ نے جلا کر مار ڈالا۔

**بنو بہز بن امرء القیس:** نیز بنو سلیم سے بنو بہز بن امرء القیس بن بیہشہ میں جن میں سے حجاج بن علاط بن خالد بن ندیرہ بن جتر بن ہلال بن عبد ظفر بن سعد بن عمرو بن تمیم بن بہز مشہور صحابی ہیں ان کے لڑکے نصر بن حجاج کو عمر فاروقؓ نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔



بنوز غبہ: ابن سعید کہتا ہے کہ بنو سلیم ہی سے بنوز غبہ بن مالک بن بیہہ حرین کے درمیان رہتے تھے پھر وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور افریقہ میں زیر سایہ بنو ذیاب بن مالک (اپنے بھائی کے) ٹھہرے پھر یہاں سے دل برداشتہ ہو کر بنو کعب کے جوار میں جا بسے۔ بنو ذیاب بن مالک مالک قبیلہ بنو سلیم سے ہیں قابس و برقہ کے درمیان سکونت پزیر تھے ایک گروہ مدینہ کی طرف رہتا تھا جو حجاج کو تکلیف دیتا اور رہنری کرتا ہے۔

بنو سلیمان و بنو عوف: بنو سلیمان بن ذیاب فزان و دووان میں اور رؤسا ذیاب ہمارے زمانہ میں طرابلس فاس کے درمیان رہتے ہیں ان کا اصلی خاندان (بنو صابر و محمد) اطراف فاس میں ہے جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر آئے گا۔ بنو عوف بن بیہہ (از قبیلہ بنو سلیم) افریقہ میں قابس و عناب کے درمیان رہتے تھے اس کی دو شاخیں تھیں (۱) مرداس (۲) علاق۔ مرداس کی ریاست کے آثار اس وقت تک بنو جامع میں پائے جاتے ہیں اور علاق کا سردار افریقہ میں داخل ہونے کے وقت رافع ابن حماد تھا اسی کی اولاد سے افریقہ میں اس وقت رؤسا سلیم بنو کعب ہیں اور بنو یحییٰ بن بیہہ برادر نسبی بنو عوف بن بیہہ (از قبیلہ بنو سلیم) ابتدا سدرہ برقہ سے عدوہ کبیرہ تک پھیلے ہوئے تھے پھر عدوہ صغیرہ سے حدود اسکندریہ تک بڑھ گئے ان میں سے بنو احمد غربی حصہ میں رہتے تھے اور وہ حاجیوں کو لوٹ لیتے تھے ان کا تعلق شاخ سے ہے شاخ ایک بڑا قبیلہ ہے جو کثرت و غلبہ کے لحاظ سے اپنے دوسرے بھائیوں سے زیادہ ہے کیونکہ ان کے قبضہ میں سرسبز بلاد برقہ مثل منہ، ظامیثا، دورنا وغیرہ ہیں اور مشرق میں غصہ کبیرہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔

بنو عزار: ان قبیلوں میں بنو عزار اور حبیب حکومت کر رہے تھے برخلاف اور بنو سلیم کے اس وجہ سے کہ وہ بڑے بڑے ملکوں پر قابض ہوئے جنہیں وہ سنبھال نہ سکے اور وہ ویران و خراب ہو گئے ان ممالک میں نہ تو سلطنت باقی رہی اور نہ حکومت کا نام و نشان رہا اس کے علاوہ کہ اب وہاں کے شیوخ حکمرانی کر رہے ہیں اور ان کے قبضہ میں تجارت پیشہ اور کاشتکاران یہود اور بربریوں کا ایک گروہ ہے رواجہ و فزارہ جو بلاد حبیب میں رہتے تھے وہ بھی قبیلہ غطفان سے ہیں اور یہ قوم عالیہ نجد میں خیبر کی جانب رہتی تھی ان میں سے بھی اب ان بلاد میں کوئی باقی نہیں رہا افریقہ میں ان کا ایک گروہ ضرور رہتا ہے جیسا کہ ذکر طبقہ رابعہ عرب میں ہم بیان کریں گے۔

بنو ہوازن کی شاخیں: ہوازن بن منصور ایک بہت سی شاخوں والا قبیلہ ہے جس سے تین شاخیں نکلی ہیں اور وہ تمام بکر بن ہوازن سے منسوب ہوتے ہیں (۱) بنو سعد بن بکر (۲) بنو معاویہ بن بکر (۳) بنو مبنہ بن بکر۔ بنو سعد بن بکر وہ ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پرورش پائی رضاعت کے لئے رہے آپ کو اسی قبیلہ میں سے حلیمہ بنت ابی ذؤب ابن عبد اللہ بن الحرث بن سحنہ بن ناصرہ بن عصبہ بن نصر بن سعد نے دودھ پلایا تھا ان کی تین اولادیں تھیں (۱) عبد اللہ (۲) انیسہ (۳) شیمہ۔ شیمہ قیدیوں ہوازن کے ساتھ گرفتار ہو کر آئی تھیں آنحضرت نے ان کی عزت کی اور ان کی قوم کی طرف انہیں واپس کر دیا۔

بنو مبنہ: بنو مبنہ بن بکر سے ثقیف ہیں اور یہ قسی بن مبنہ کی نسل سے ہیں۔ بنو جمہ بن ثقیف ہیں عثمان ابن عبد اللہ بن ربیعہ بن صہیب بن الحرث بن مالک بن خطیط جنگ حنین میں اسلام کا علمبردار تھا حالت کفر میں اسی دن مارا گیا۔ اس کی اولاد سے سلیمان بن عبد الملک کے عہد میں حرم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عثمان امیر اندلس گزرا ہے۔



**بنو ثقیف:** بنو ثقیف سے بنو عوف اور بنو عوف سے بنو سعد ہیں انہی میں سے عتبان بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ہے۔ جسے ثقیف نے ابو مکسورہ کے پاس ضمانتاً رکھا تھا اسی کے لڑکے عروہ بن مسعود بن معتب کی اولاد سے معتب ہیں جنہیں آنحضرت نے دعوت اسلام کے لئے اس قوم کی طرف بھیجا تھا اور اس قوم نے انہیں شہید کر ڈالا تھا اور اسی کی اولاد سے حجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب عبد الملک اور اس کے لڑکے ولید کی طرف سے عراقین کا والی تھا اور اسی خاندان سے یوسف بن عمر بن محمد بن عبد الحکم ہشام بن عبد الملک اور ولید بن یزید کی طرف سے عراقین کا والی تھا غرض کہ اس قوم کی ایک بڑی جماعت نے عراق و شام و یمن و مکہ کی حکمرانی کی ہے۔

**بنو معتب:** بنو معتب ہی سے غیلان بن مسلمہ ابن معتب ہے جو کسریٰ کے پاس وفد ہو کر گیا تھا اور بنو غیرہ بن عوف بھی اسی قبیلہ سے ہیں جس میں سے انص بن شریق بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزی بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور حرث بن کلدہ بن عمرو بن علاج (طبیب عرب) اور ابو عبیدہ بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن غیرہ صحابی ہیں (جو یوم بدر قادیہ میں شہید ہوئے ہیں) اور ان کا لڑکا مختار بن ابی عبیدہ ہے (جس نے کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا تھا۔ یہ پہلے عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) اور ابو جحش بن حبیب بن عمرو بن عمیر ہے۔

**طائف:** الغرض بنو ثقیف طائف میں رہتے تھے طائف مکہ کے قریب ایک شہر سرزمین نجد میں واقع ہے پھر ثقیف اس کے شرق و شمال میں قبہ جبل پر (جو داج دلوج کے نام سے موسوم ہے) آباد ہوئے ایام جاہلیت میں یہ مقام عمالقہ کے قبضہ میں تھے ان کے بعد ثمود۔ وادی القریٰ میں آباد ہونے سے پہلے اس مقام پر سکونت پزیر ہوئے۔ یہی سبب ہے کہ ثقیف کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ یادگار ثمود ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عمالقہ کے بعد اس مقام پر عدوان اکبر آباد ہوئے اور ان پر ثقیف غالب آئے۔

**سوق عکاظ و عرج:** پہلی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ ثقیف ہوازن کے قبعمین سے ہیں اور بعضے انہیں ایاد سے شمار کرتے ہیں۔ مضافات طائف سے سوق عکاظ و عرج و عکاظ حجر یمن و حجاز کے درمیان واقع ہے ایام جاہلیت میں اس کا بازار ایک سال میں ایک بار ہوتا تھا جس میں اطراف و جوانب سے عرب آتے تھے۔

**بنو معاویہ و بنو نضر:** بنو معاویہ بن بکر ابن ہوازن کے بھی بہت سے قبیلے ہیں ان میں بنو نضر بن معاویہ (اسی قبیلہ سے ملک بن سعد بن عوف ابن سعد بن ربیعہ بن یربوع بن داخلہ بن وہمان بن نصر تھے جو جنگ حنین میں مشرکوں کے سپہ سالار تھے اور اس کے بعد یہ ایمان لائے اور اچھے مسلمان شمار کئے گئے) اور بنو حشم بن معاویہ اور بنو مسلول اور بنو مرہ بن صعصعہ بن معاویہ اور بنو عامر بن صعصعہ بن معاویہ ہیں۔ بنو حشم سے عزیہ (قبیلہ درید بن الصمۃ سے) ہیں جو تہامہ و نجد کے درمیان یمن سے شام تک آباد تھے اس قبیلہ کے رؤسا مغرب کی طرف چلے گئے اور اس وقت تک وہاں موجود ہیں جیسا کہ طبقہ رابعہ عرب میں ہم بیان کریں گے۔

**بنو مسلول:** فی الحال اس مقام پر اس قبیلہ کے وہی لوگ آباد ہیں جن کا دولت و حکومت سے کچھ تعلق نہیں ہے بنو مسلول اپنی ماں مسلول کی طرف منسوب ہوئے یہ قوم عرب میں زیادہ آباد تھی اور اب بھی یہ قوم وہاں زیادہ ہے۔

**بنو عامر کی شاخیں:** بنو عامر بن صعصعہ عرب کے بڑے قبائل سے ہے اس کی چار شاخیں ہیں (۱) نمر (۲) ربیعہ (۳)



ہلال (۴) سواۃ۔ نمر بن عامر جمرات عرب سے شمار کیا جاتا ہے اس کی قوم کو جاہلیت اور اسلام میں کثرت و سطوت و عزت حاصل تھی یہ لوگ جزیرہ فرانہ میں جا کر آباد ہوئے اور اس کے بلاد پر قابض ہو گئے جنہیں بنو عباس نے زمانہ حکومت المعتر میں قتل و قید کیا اب ان کے نشانات بھی ختم ہو گئے۔

بنو سواۃ: سواۃ بن عامر کی تمام شاخیں رباب ابن سواۃ سے ملتی ہیں اسی قبیلہ سے جابر بن سمرہ بن جنادہ بن جناب بن رباب مشہور صحابی ہیں اور اسی رباب کے لطن سے افریقہ میں ایک قبیلہ ہے جو رباح بن ہلال کے ساتھ رہتا ہے اور اسی نسب سے مشہور جیسا کہ ہلال کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بنو ہلال: ہلال بن عامر بھی کثیر البطن قبیلہ ہے جاہلیت میں یہ قوم نجد میں رہتی تھی پھر زمانہ جنگ قرامط میں مصری علاقے میں جا کر آباد ہو گئے کچھ عرصہ بعد افریقہ کی طرف چلے گئے پھر بنو سلیم کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ ہو کر غرب میں نوبہ و قسطنطنیہ کے درمیان بحر محیط تک آباد ہو گئے ہلال کے پانچ لڑکے شعبہ، ناسرہ، نہیک، عبد مناف، عبد اللہ تھے ہلالی شاخیں انہیں پانچ لڑکوں کی جانب منسوب ہوتی ہیں بنو عبد مناف سے جناب زینب ام المؤمنین بنت خدیجہ بن الحارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد اللہ بن عبد مناف اور بنو عبد اللہ سے جناب میمونہ ام المؤمنین بنت الحارث بن حزن بن بکیر بن ہرم بن رویہ بن عبد اللہ ہیں ابن حزم لکھتا ہے کہ بطون بنو ہلال سے بنو قرۃ اور بنو نجرہ ہیں (جو مصر و افریقہ کے درمیان میں رہتے ہیں) اور بنو حرب (جو حجاز میں ہیں) اور بنو رباح ہیں (جنہوں نے افریقہ میں فساد و فتنہ برپا کیا تھا)

بنو ربیعہ بن عامر: بنو ربیعہ بن عامر بھی کثیر البطن قبیلہ ہے اس کے تین لڑکے عامر، کلاب، کعب تھے انہی تین لڑکوں سے تمام بنو ربیعہ بن عامر کی شاخیں نکلی ہیں۔ یہ پہلے نجد میں رہتے تھے پھر شام کی طرف چلے گئے نور اسلام کے پھلتے ہی دور دراز ممالک میں یہ بھی منتشر ہو گئے چنانچہ اب نجد میں کوئی اس قبیلہ کا باقی نہ رہا۔ عامر بن ربیعہ سے بنو التکمال یعنی ربیعہ بن عامر بن ربیعہ (جس کا لڑکا حدج زہیر بن جذیمہ عیسیٰ کے قتل میں خالد بن جعفر بن کلاب کا شریک تھا) اور بنو ذی السہین معاویہ بن عامر بن ربیعہ (یعنی ذوالحجر عوف بن عامر بن ربیعہ) اور بنو فارس الصحیاء عمرو بن عامر ابن ربیعہ ہیں جس سے خدش بن زہیر بن عمرو (جو شہسواران و شاعران جاہلیت میں مشہور تھا) بنو کلاب ابن ربیعہ سے جو وحید بن کعب بن عامر بن کلاب اور بنو ربیعہ الجنون ابن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب اور بنو عمرو بن کلاب ہیں۔

بنو کلاب: ابن حزم لکھتا ہے کہ اسی قبیلہ سے بنو صالح بن مرداس امراء حلب اور بنو کلاب سے بنو رواس (اس کا نام حرب بن کلاب تھا) اور بنو جناب (اس کا نام معاویہ بن کلاب تھا اسی خاندان سے شمر بن ذی الجوشن بن اعور بن معاویہ قاتل جناب حسین ابن علی رضی اللہ عنہ) ہے اور اسی کی اولاد سے صہیل بن حاتم بن شمر (وزیر عبد الرحمن بن یوسف فہری امیر اندلس تھا) اور بنو جعفر بن کلاب ہیں (جس سے عامر بن طفیل بن مالک بن جعفر اور اس کا چچا ابو عامر بن مالک اور ربیعہ بن مالک اور تاج المعتمرین اور اکاباب بلید بن ربیعہ شاعر مشہور ہے) یہ قوم پہلے مدینہ و فدک کی طرف مقام ربذہ میں رہتی تھی پھر وہاں سے منتقل ہو کر شام کی طرف چلی آئی اور جزیرہ فرانہ پر قبضہ کر لیا حلب اور اکثر بلاد شام پر قابض ہو گئی۔

بنو صالح: بنو صالح بن مرداس بلاد کے حکمران رہے کچھ روز بعد جب ان میں حکومت کی قوت باقی نہ رہی تو ان عرب کے سایہ امن میں قیام پزیر ہوئے جو شام میں حکمرانی کے لئے منتخب کئے گئے تھے ابن سعید کہتا ہے کہ اسلام میں ان کی حکومت بمقامہ میں تھی۔



**بنو کعب:** بنو کعب بن ربیعہ کی بہت سی شاخیں ہیں چنانچہ اس سے حریش بن کعب جس سے مطرف بن عبد اللہ بن شخیر بن عوف بن وقدان بن حریش مشہور صحابی ہیں اور بروایت بعض لیلی بھی ہے اور قیس بن عبد اللہ بن عمرو بن عدش بن ربیعہ بن جعدہ شاعر و مداح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبد اللہ بن الحضر ج بن اشہب بن ورد بن عمرو بن ربیعہ ابن جعدہ نے کہا ہے جو فارس پر ابن زبیر میں غالب آیا تھا اور اس کی ماں کا چچا زیاد بن اشہب جو جناب علیؑ کی خدمت میں آیا تھا اس غرض سے کہ آپ سے اور معاویہ سے صلح ہو جائے اور مالک بن عبد اللہ بن جعدہ ہیں۔

**بنو قشیر:** اور بنو قشیر بن کعب ہیں جس سے مرثہ بن ہبیرہ بن عامر بن مسلمۃ الخیر بن قشیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ نے ان کو لکن کی قوم سے صدقات وصول کرنے کا متولی مقرر کیا تھا اور کلثوم بن عیاض بن رصوح بن اعوز ابن قشیر والی افریقہ اور اس کا برادر زادہ بلخ بن بشر ہے اور بنو قشیر میں سے خراسان میں بعض بعض عمائدین منسوب کئے جاتے ہیں چنانچہ ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ اور بنو رشیق (جس سے عبدالرحمن بن رشیق والی اندلس ہے) اور اسی سے صمۃ بن عبد اللہ (از شعر او حماسہ) ہے اور نیز کعب بن ربیعہ سے بنو عجلان بن عبد اللہ بن کعب اور ان کا شاعر تمیم بن مقبل اور بنو عقیل بن کعب ہیں۔

**بنو عقیل:** بنو عقیل بن کعب خود بھی کثیر البطن ہے ان میں سے بنو المنتفق بن عامر بن عقیل اور المنتفق کی اولاد سے وہ عرب ہیں جو غرب میں خلط کے نام سے مشہور ہیں علی بن عبدالعزیز جرجانی تحریر کرتا ہے کہ خلط بنو عوف و بنو معاویہ پسران منتفق بن عامر بن عقیل ہیں۔ ابن سعد کہتا ہے کہ بنو منتفق بصرہ و کوفہ کے درمیان رہتے تھے ان میں سے امارت و حکومت بنو معروف کے قبضہ میں تھی میرا خیال یہ ہے کہ مغرب میں ان دنوں خلط اعداد چشم میں شمار کئے جاتے ہیں اور بنو عقیل بن کعب سے بنو عبادہ بن عقیل ہیں (جس سے اخیل یعنی کعب بن الرحال بن معادہ بن عبادہ ہے اور اسی کے اعقاب سے لیلیٰ اخیلیہ بنت حذیفہ بن سداد بن الاخیل ہے) ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ قیس بن الملوح الجحون اسی قبیلہ سے ہے۔

**بنو عبادہ:** بنو عبادہ اس وقت بروایت ابن سعید جزیرہ فراتیہ کے اس حصہ میں آباد ہیں جو عراق سے ملا ہوا ہے اس قوم کو گزشتہ زمانہ میں ایک گونہ قوت اور غلبہ حاصل رہا ہے اور پانچویں صدی کے وسط میں اس قوم سے قریش بن بدران بن مقلد موصل و حلب پر قابض ہو گیا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا مسلم بن قریش طبق بہ شرف الدولہ حکمران ہوا اور حکومت و دولت اسی مسلم بن قریش کی اولاد میں رہی یہاں تک کہ اس خاندان سے حکومت و دولت جاتی رہی ابن سعد کہتا ہے کہ فی الحال اس خاندان کے کچھ لوگ الحجاز اور زاب کے درمیان قیام پزیر ہیں جنہیں عرب شرف الدولہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں والی موصل ان کی عزت کرتا ہے لیکن ان کی تعداد نہایت کم ہے تقریباً ایک سو سواروں سے زیادہ نہ ہوں گے۔

**بنو خفاجہ:** نیز بنو عقیل بن کعب سے خفاجہ بن عمرو بن عقیل ہیں جو فی زمانہ عراق و جزیرہ کی طرف چلے گئے ہیں اور بادیہ عراق میں آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں اور بنو عامر بن عقیل سے بنو عامر بن عوف بن مالک بن عوف ہیں یہ قوم بنو المنتفق کی نسبی بھائی ہے اطراف بصرہ میں رہتی تھی بحرین پر بنو ابوالحسن کے بعد انہوں نے بزور قوت قبضہ کر لیا۔ ابن سعد کہتا ہے کہ اس قوم نے بنو کلاب سے ارض یمامہ بھی چھین لیا تھا ان کی حکومت ساتویں صدی کے وسط میں تھی۔ واللہ اعلم بالصواب







**بنو الیاس بن مضر:** الیاس بن مضر کے تین لڑکے مدرکہ، طانجہ، قمعہ تھے ان کی ماں بنو قضاعہ کی ایک عورت خندف نامی تھی اس کی طرف تمام اولاد الیاس منسوب ہوئی۔ بطون قمعہ سے اسلم و خزاعہ ہیں اسلم بنو افضی بن عامر بن قمعہ اور خزاعہ بن عمرو بن عامر بن لُحی یعنی ربیعہ ابن عامر بن قمعہ کو کہتے ہیں عمرو بن لُحی پہلا وہ شخص ہے جس نے دین اسمعیلی کو ترک کر کے بت پرستی کی بنا ڈالی اور عرب کو بت پرستی کی طرف مائل کیا اسی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”میں نے دیکھا کہ عمرو بن لُحی کی آنتیں آگ میں گھسی جاتی تھیں“۔ یہ قوم اطراف مکہ مقام مرالظہر ان میں رہتی تھی اور قریش کے حلفاء میں تھی عام حدیبیہ پر زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ لوگ قریش کے حلفاء میں داخل کئے گئے یہ لوگ ان میں سے تھے جن پر قریش نے مصالحت کی تھی پھر ان لوگوں نے بد عہدی کی آپ نے قریش پر حملہ کر کے مغلوب کر دیا اور مکہ کو فتح کر لیا یہی سال عام الفتح کے نام سے موسوم ہے بعضے کہتے ہیں کہ یہ خزاعہ بنو غسان سے بنو حارثہ بن عمرو بن مزینقیا کی اولاد میں ہیں جس وقت غسان شام کی طرف جا رہے تھے یہ لوگ ان سے علیحدہ ہو کر مرالظہر ان میں ٹھہر گئے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

**بنو کعب کی تولیت:** قریش کے پہلے بیت الحرام کی تولیت قبیلہ خزاعہ میں بنو کعب بن عمرو بن لُحی کے قبضہ میں تھی یہاں تک کہ حلیل بن حبشیہ بن سلول متولی ہوا یہ وہی شخص ہے جس نے تولیت بیت الحرام کی وصیت قصی بن کلاب کے حق میں کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابو غیشان تھی حلیل کا بیٹا اور محترش نام تھا اس نے کعبہ کو ایک مشک شراب کے عوض فروخت کیا تھا واللہ اعلم اسی حلیل بن حبشیہ کی اولاد سے کوذ بن علقمہ بن ہلال بن حربیہ بن عہد فہم بن حلیل تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بوقت ہجرت تعاقب کیا تھا اور غار تک آپ کے تعاقب میں گیا تھا لیکن مکڑیوں کے جالے اور کبوتروں کے انڈے دیئے ہوئے دیکھ کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

**بنو خزاعہ کی شاخیں:** خزاعہ کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں بنو مطلق بن سعد بن عمرو بن لُحی اور بنو کعب بن عمرو (جس میں سے عمران بن الحصین (صحابی) اور سلیمان بن سرد اور مالک بن ستیم نقیب بنو عباس ہیں) اور بنو عدی بن عمرو (جس میں سے جویریہ بنت الحارث ام المؤمنین) اور بنو ملیح بن عمرو (جس میں سے طلحہ الطحاط یعنی ابن عبدالرحمن بن الاسود بن عامر بن عمیر بن مخلد بن سبیح بن شعمہ بن سعد بن ملیح ہے) اور بنو عوف بن عمرو ہیں اور برادران خزاعہ سے بنو افضی بن عامر ابن قمعہ اور بنو مالک بن افضی اور ماٹان بن افضی ہے۔ اسلم سے سلمہ بن الاکوع صحابی اور وعیل اور بنو شعیص شاعر اور محمد ابن الاشعث سپہ سالار بنو عباس ہے اسی قبیلہ سے مالک بن سلیمان ابن کثیر۔ دعوات بنو عباس میں سے تھا جسے ابو مسلم نے قتل کیا ہے۔

**بنو طانجہ کی شاخیں:** طانجہ کی بہت سی شاخیں ہیں ان میں سے مشہور ترمذیہ، رباب، مزینہ تمیم ہیں ان کے علاوہ اور شاخیں مثل صوفہ و مہارب کے وہ تمیم ہی کے نسبی بھائی کہے جاتے ہیں۔ بنو تمیم بن مرہ اد بن طانجہ کی نسل سے ہے یہ لوگ سرزمین نجد میں بصرہ سے یمامہ تک دائرہ کی صورت میں آباد تھے پھر یہ پھیل کر عذیب تک ارض کوفہ پہنچ گئے فی زمانہ اس قوم کا بھی نشان نہیں پایا جاتا ان کے مقبوضات پر ان دنوں مشرق میں غزیہ (طے سے) اور خفاجہ (بنو عقیل بن کعب سے) قابض ہیں۔

**بنو تمیم:** بنو تمیم کثیر البطن قبیلہ ہے اسی سے (۱) حارث بن تمیم (جس کی طرف مسبب بن شریک فقیہ منسوب کئے جاتے ہیں) (۲) بنو عذر جس میں فقیہ زفر ابن ذہیل بن قیس بن مسلم بن قیس بن مکمل بن ذہیل بن ذؤب بن جذیمہ بن عمرو بن ججور بن



جندب بن عنبر تلمیذ امام ابوحنیفہ اور فاضل عامر بن عبد قیس بن ثابت بن بشامہ بن حذیفہ بن معاویہ بن الجون بن کعب بن جندب اور ربیعہ بن رفیع بن سلمہ بن محکم بن صلاۃ بن عبدہ بن عدی بن جندب ہیں (۳) بنو ہبیب حج بن عمرو بن تمیم۔

بنو اسید: (۱) بنو اسید بن عمیر (جس میں ابوہالہ ہند بن زرارہ ابن نباش بن عدی بن نمیر بن اسید مشہور صحابی اور حنظلہ بن ربیع بن صفی بن ریح بن الحرث بن مخاش بن معاویہ بن شریف بن جردہ بن اسید کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثم بن صفی بن ریح اور یحییٰ ابن اکثم مامون الرشید کا قاضی صفی بن ریح کی نسل سے ہے۔)

بنو مالک: (۵) بنو مالک بن عمرو بن تمیم (جس میں نصر بن شمیم بن خرشہ بن یزید بن کلثوم بن عبدہ بن زہیر بن عروہ بن جمیل بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک نجومی محدث اور سلم بن اخوز بن ارید بن محرز بن لای بن سہل بن جناب بن حجبہ بن کابیہ بن حرقوص ابن مازن بن مالک کا قاتل یحییٰ بن زید بن زید العابدین و قاتل آل مہلب ہے)

بنو عمرو: (۶) بنو عمرو بن العلاء بن عمار بن عدنان بن عبید اللہ بن حصے بن الحرث صلیم بن خزاعی بن مازن بن مالک (۷) بنو الحرث بن عمرو بن تمیم (۸) بنو امرء القیس بن زید مناتہ بن تمیم (اسی قبیلہ سے زید بن عدی بن زید بن ایوب بن خوف بن عامر بن عطیہ بن امر القیس وزیر نعمان بن سعد والی جبر تھا) (۹) بنو سعد بن زید مناتہ بن تمیم (۱۰) بنو منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناتہ (اسی قبیلہ سے قیس بن عاجم بن سنان خالد بن منقر تھے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا) (۱۱) بنو عوف بن کعب بن سعد بن زید مناتہ (اس سے بنو بہدلہ بن عوف ہیں) (۱۲) بنو حرث اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناتہ (۱۳) بنو مالک بن سعد بن زید مناتہ۔

بنو ربیعہ و بنو حنظلہ: (۱۴) بنو ربیعہ بن مالک بن سعد بن زید مناتہ (اسی قبیلہ سے عروہ بن جریر بن عامر بن عبد ابن کعب بن ربیعہ پہلا خارجی ہے جس نے یوم صفین کہا تھا لا حکم الا للہ (۱۵) بنو حنظلہ بن مالک بن کعب بن سعد بن زید مناتہ ہیں۔ بنو حنظلہ سے بنو عمرو، ظلم، غالب، کلبہ، قیس ہیں اور قیس ہی سے حنابی بن الحرث ارطاة بن شہاب بن عبید بن جنادل بن قیس اور ابن عمیر بن حنابی ہے جس نے حجاج کو قتل کیا تھا۔ بنو حنظلہ ہی سے بنو ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ اور یربوع بن حنظلہ سے بنو الحرث ہیں اسی قوم سے زبیر بن ناہور سردار خوارج اور اس کے بھائی عثمان و علی ہیں۔

بنو بشیر: یہ لوگ بنو بشیر بن یزید ملقب بہ ماحور بن الحرث بن ساحق بن الحرث بن سلیط بن یربوع کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور یہ سب امراء ازرقہ ہیں۔ بنو کلیب، یربوع بن حنظلہ میں شمار کئے جاتے ہیں اسی قبیلہ سے جریر شاعر ابن عطیہ بن حنظلہ ہے اس کا نام حذیفہ بن بدر بن سلم بن عوف بن کلیب ہے۔ بنو عنز اور بنو ریح بھی یربوع بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں اور مالک بن حنظلہ کی طرف بنو دارم کی نسبت کی جاتی ہے۔

بنو نہشل: بنو نہشل بن دارم بن حازم بن جزیمہ بن عبد اللہ بن حنظلہ سے نسلہ بن حدثان بن حدثان بن مطلق بن عقال اصحر بن نہشل بنو عباس کا کو تو ال اور بنو مجاشع بن دارم سے اقرع بن حابس بن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع اور فرزوق بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال اور حنات بن یزید بن علقمہ ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی چارا کرادیا تھا اور بنو عبد اللہ بن دارم سے منذر بن ساوی بن عبد اللہ بن زید بن عبد مناتہ ابن دارم اور بنو غرس بن زید بن عبد اللہ بن دارم سے حاجب بن زرارہ بن غرس اور اس کا لڑکا عطار اور اس کی اولاد ہے اس قوم نے نسلی ترقی کی



اور ان کے پاس امارت و دولت بھی تھی۔

**بنو مزینہ:** بنو مزینہ مر بن او بن طانجہ بن الیاس کی نسل سے ہیں اس کے ایک لڑکے کا نام عثمان اور دوسرے کا اوس ہے چونکہ ان کی ماں کا نام مزینہ تھا اس وجہ سے مر کے دونوں لڑکے مزینہ کی طرف منسوب کر دیئے گئے اس قوم سے زہیر بن ابی سلمی (یعنی ربیعہ بن ابی ریح بن فرہ بن الحرث بن مازن بن خلاد بن ثعلبہ بن ثور بن ہرمہ بن لظم بن عثمان یکے از شعراء ستہ جاہلیہ) اور اس کے دونوں لڑکے بحیر و کعب (جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی تھی) اور نعمان بن مقرن ابن عامر بن صبح بن بجم بن نصر بن حبشیہ بن کعب بن عفرار بن ثور بن ہرمہ اور اس کا بھائی سوید جو جنگ نہادند میں مارا گیا اور معقل بن یسار بن عبد اللہ بن معیر بن حراق بن لابی بن کعب ابن عبد ثور مشہور صحابی ہیں۔

**رباب:** رباب عبد مناة بن اد بن طانجہ کی طرف نسبتاً منسوب ہوتے ہیں۔ تمیم عدی، عوف، ثور اس کی اولاد سے ہیں یہ قوم رباب اس وجہ سے کہلائی جاتی ہے کہ یہ لوگ بنوضہ کے حلف میں شریک جماعت ہوئے تھے مقام دہنا جو اربنہ تمیم میں رہتے تھے لیکن فی زمانہ یہ بھی معدوم آثار ہو گئے۔

**بنو تمیم:** بنو تمیم بن عبد مناة سے مستورد بن علقمہ بن قریش بن صبار بن شبہ بن ربیع بن عمرو بن عبد اللہ بن لوی بن عمرو بن الحرث ابن تمیم خارجی (جسے معقل بن قیس ریح نے امارت مغیرہ بن شعبہ میں قتل کیا ہے) اور ابن باخمہ ورد بن مجالد بن علقمہ (ابو عبد الرحمن بن ملجم کے ساتھ شریک شہادت جناب علی کرم اللہ وجہہ تھا) اور قمام بنت بیہنہ بن عدی ابن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن ذہل بن تمیم خارجیہ ہے جس کا عقد عبد الرحمن بن ملجم کے ساتھ ہوا تھا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا مہر جناب امیر علیہ السلام کا شہید کرنا تھا۔ واللہ اعلم قمام کو خود اس کے باپ اور چچا نے یوم نہروان میں قتل کیا تھا۔

**بنو عدی:** اور بنو عدی بن عبد مناة سے ذوالومہ شاعر (یعنی غیلان بن عتبہ بن یسن بن مسعود بن حارثہ بن عمر بن ربیعہ بن ساعد بن عوف بن ثعلبہ بن ربیعہ بن ملک بن عدی اور بنو ثور ابن عبد مناة سے سفیان ثوری (یعنی سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبد اللہ بن منقر بن نصر بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ہلکان بن ثور) اور ان کے بھائی عمرو و مبارک و ربیع بن خشم فقیہ ہیں۔

**ضبہ:** ضبہ اد بن طانجہ کی نسل سے ہیں سرزمین نجد میں تہامہ کے شمال جانب جو اربنہ تمیم میں رہتے تھے عہد حکومت اسلامیہ میں عراق چلے آئے اسی مقام پر مثنی شاعر مارا گیا اسی قوم سے ضرار بن عمرو ابن مالک بن زید بن کعب بن بجالہ بن ذیل بن مالک بن بکر بن اسعد بن غمر ہے جو جاہلیت میں بنوضہ کا سردار تھا اس کے بعد سرداری اسی کے خاندان میں رہی اس کے اٹھارہ لڑکے تھے جو اس کے ساتھ جنگ قر میں لڑنے کے لئے آئے تھے اور علی کے مقابل عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ جنگ جمل میں تھے اسی کی نسل کے قاضی ابو شرمہ عبد اللہ ابن شعبہ بن طفیل بن حسان بن منذر بن ضرار بن عنبہ بن اسحاق بن شمر بن عبس ابن عنبہ بن ثعبہ بن عتبر بن عامر بن حباب بن حسل بن بجالہ ہے جس کا ذکر سپہ سالار ان بنو عباس میں آئے گا عہد حکومت خلیفہ متوکل نصر کا گورنر ہوا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ ویلم بنو باسل بن ضبہ بن اد کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم

**صوفہ:** صوفہ غوث بن مر بن اد کے سلسلہ میں ہیں ان کا زمانہ اقبال جاہلیت ہی میں ختم ہو گیا ان کی جگہ آل صفوان بن شممہ بنو سعد بن زید بن مناة بن تمیم حکمران ہوئے۔

**مدرکہ ابن الیاس:** مدرکہ ابن الیاس نہایت عظیم الشان کثیر البطن قبیلہ ہے اس کے اعظم ترین قبائل میں سے ہذیل



قارہ اسد کنانہ قریش ہیں۔ بنو ہذیل ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں طائف کے قریب جبل غزوان میں رہتے تھے۔ اس کے اسفل میں نجد کی طرف اور مقام تہامہ میں مکہ و مدینہ کے درمیان اکثر مقامات ان کے قبضہ میں تھے ان میں رجب و بیر معونہ ہیں اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (۱) سعد بن ہذیل (۲) لحيان بن ہذیل۔ پس سعد بن ہذیل سے ابو بکر شاعر اور ہطیہ (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) اور عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمع بن فادان بن مخزوم بن صابلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابی) اور ان کے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور ان کے لڑکے عبد الرحمن و عتبہ و مسعودی مشہور مورخ ابن عتبہ ہیں مسعودی کا نام علی ہے حسین بن علی بن عبد اللہ بن زید بن عتبہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود کے لڑکے ہیں اور ان کے بھائی عتبہ سے عتبہ بن عبید اللہ بن زید بن عتبہ مدینہ منورہ کے مشہور فقیہ ہیں۔ یہ لوگ عہد اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا۔ ہاں افریقہ میں ان کا ایک قبیلہ ہے جو اطراف باجہ میں شاہی لشکر میں عہد ہائے جلیلہ سے ممتاز ہے۔

بنو اسد: بنو اسد اسد بن خزیمہ بن مدرکہ سے ایک وسیع قبیلہ ہے سر زمین نجد سے متصل کرخ طے کی ہمسائیگی میں رہتے تھے اور بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلاد طے بنو اسد کے قبضہ و تصرف میں تھے پھر جب وہ یمن سے نکلے تو انہوں نے انہیں مغلوب کر کے اجاد سلمیٰ پر قبضہ کر لیا اور ان کے پڑوس میں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد بنو اسد مختلف ممالک میں ایسے متفرق ہو گئے کہ اب ان کا کوئی قبیلہ باقی نہیں رہا ابن سعید کہتا ہے کہ ان کے بلاد اب طے کے قبضہ میں ہیں۔

بنو کاہل اور بنو غنم: اس کثیر البطن قبیلہ سے بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ پدر امراء القیس) اور بنو غنم بن دودان بن اسد (اسی قبیلہ سے عبید اللہ بن جحش بن رباب بن یحییٰ بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم جو مسلمان ہوا تھا پھر نصرانی ہو گیا اور حالت نصرانیت ہی میں مر گیا اور اس کی بہن زینب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہ بن محسن بن حدثان بن قیس بن مرہ بن کثیر مشہور صحابی ہیں۔

بنو ثعلبہ بن دودان: بنو ثعلبہ بن دودان بن اسد (جس سے کیت شاعر ابن زید بن الاضخ بن ربیعہ بن عبد القیس بن الحارث بن عمرو بن مالک بن سعد بن ثعلبہ اور ضرار بن الازور یعنی مالک بن اولیس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ قاتل مالک بن نویرہ اور حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالہ بن ہمام بن صحب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں) اور بنو عمر بن قعید (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں (اسی قبیلہ سے طماح بن قیس بن طریف بن عمرو بن قعید جو قیصر کے پاس امراء القیس کے قتل کا کوشاں ہوا تھا اور طلحہ بن خویلد بن نوفل بن نھلتہ بن الاشر بن حجران بن فقحس بن طریف بن عمرو ہے جو پہلے کابن تھا اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا پھر اس کے بعد ایمان لایا۔ ان شاخوں کے علاوہ بنو اسد میں اور بھی شاخیں ہیں جنہیں ہم طوالت کے خیال سے ترک کرتے ہیں۔

بنو ہرہ: قارہ و عکل ہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے بنو اسد کے بھائی ہیں بنو ہرہ قریش کے حلفاء میں تھے۔  
بنو کنانہ: بنو کنانہ کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ کی نسل سے بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں یہ اطراف مکہ میں رہتے تھے یہ قبیلہ بھی کثیر البطن ہے ان میں مشہور و معروف تر قریش ہے اور نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں جیسا کہ آئندہ مذکور ہو گا اس کے بعد بنو عبد مناتہ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ ہے بنو عبد مناتہ سے بنو بکر و بنو عمرو و بنو الحارث اور بنو عامر ہیں پھر بنو بکر سے بنو لیث اسی



سے بنو موح بن یعمر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعّب بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابی اور شاعر عروہ بن اونیہ بن یحییٰ بن مالک بن الحرث بن عبد اللہ بن شداخ ہے) اور بنو شجع بن عامر بن لیث بن بکر (اسی قبیلہ سے ابو واقد لیشی صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر بن عدیدہ بن عبد مناتہ بن شجع ہیں) اور بنو سعد بن لیث بن بکر (جس سے ابو طفیل بن عامر بن وائلہ بن عبد اللہ بن عمرو بن جابر بن حمیس بن عدی ابن سعد اور وائلہ بن الاسقع بن عبد العزی بن عبد یلیل بن ناشب بن عبدہ بن سعد مشہور صحابی ہیں ابو الطفیل عامر وہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں سے آخر میں رہ گئے تھے) یحاہ میں ان کا انتقال ہوا۔

بنو جذع: بنو جذع بن بکر بن لیث بن بکر ہیں (اسی قبیلہ سے امیر خراسان نصر بن سیار بن رافع بن عدی بن ربیعہ بن عامر بن عوف بن جندع اور رافع بن لیث بن نصر ہے جو زمانہ الرشید میں بنو امیہ کا ہوا خواہ سمرقند میں تھا)

بنو عبد مناتہ: بنو عبد مناتہ سے بنو عرتج بن بکر بن عبد مناتہ اور بنو الدیل بن بکر (اسی قبیلہ سے اسود بن زق بن یعمر بن نافثہ بن عدی بن الدیل جس کے سبب سے مکہ فتح ہوا تھا اور ساریہ بن زینم بن عمرو بن عبد اللہ بن جابر بن یحییٰ بن عبد بن عدی ابن الدیل جو عراق میں کفار سے لڑ رہے تھے اور انہیں عمر نے مدینہ سے آواز دی تھی جیسا کہ مشہور ہے اور ابو الاسود واضح علم یعنی ظالم بن عمرو بن سفیان بن عمرو بن جندب بن یعمر بن جلیس بن نافثہ بن عدی وغیر ہم ہیں۔

بنو ضمیر: اور بنو ضمیر بن بکر ہیں اور ضمیرہ سے غفار بن یحییٰ بن ضمیرہ جو خود ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ (اسی قبیلہ سے ابو ذر غفاری صحابی یعنی جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبیدہ بن حرام بن غفار اور ام کلثوم بن الحصین بن خالد بن معیسیر بن بدر بن خمیس بن غفار ہیں جنہیں فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خلیفہ و نائب مقرر فرمایا تھا)

بنو مدح: اور بنو مدح بن مرہ بن عبد مناتہ سے سراقہ بن مالک بن حبشہ بن مالک بن عمرو بن مالک بن تیم بن مدح ہے جو قریش کی تحریک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں ہجرت کے وقت روانہ ہوا تھا اس غرض سے کہ وہ آپ کو واپس لائے لیکن اللہ جل شانہ کے افضال سے ناکام ہو کر واپس ہوا اور بنو عامر بن عبد مناتہ سے بنو مساحق بن الاقرم بن جذیمہ بن عامر ہیں جنہیں مقام عمیصا میں خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔

بنو حارث: اور بنو الحارث بن عبد مناتہ سے حلیس بن علقمہ بن عمرو بن الاوح بن عامر بن جذیمہ بن عوف بن الحارث ہے جس نے قریش کے ساتھ حلف احابیش منعقد کیا تھا اور اس کا بھائی تیم وہ ہے جس نے ان کے ساتھ حلف قارہ کا عقد کیا تھا۔

بنو فراس: اور بنو فراس بن مالک بن کنانہ سے فارس العرب ربیعہ بن المکدم بن عامر بن خویلد بن جذیمہ بن علقمہ بن جندل الطعان بن فراس ہے اور بنو عامر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک ابن کنانہ سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاہلیت میں مہینے تبدیل کرنے کا رواج دیا اول جس شخص نے تبدیلی ماہ کو رائج و ایجاد کیا وہ سمیر بن ثعلبہ بن الحارث ہے اسی قبیلہ سے رماس بن عبد العزیز بن رماس بن الرسارس بن واقد بن وہب بن ہاجرہ بن عرب بن وائلہ بن الفا کہ بن عمرو بن حارث ہے جسے خلیفہ عبد الرحمن نے جس وقت وہ اندلس میں داخل ہوا تھا جزیرہ و شدونہ کا گورنر مقرر کیا تھا پھر جب اس نے خلیفہ عبد الرحمن سے بغاوت کی تو خلیفہ نے اس پر حملہ کیا یہ بھاگ کر عدوہ کی طرف گیا اور وہیں مر گیا۔ اندلس میں اسکی بہت اولاد تھی دولت امویہ میں ان کے نمایاں کارناموں کے آثار بکثرت پائے جاتے ہیں سواصل افریقیہ میں بھی عبیدیوں سے اکثر یہ لڑتے رہے۔

ان کے سن وفات میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر نے ۱۱۰ اور ابن ہمام نے ۱۱۱ بیان کئے ہیں ان کے علاوہ ابو البداح صحابی نے ۱۱۱ میں انتقال فرمایا اس لحاظ سے وہ آخری صحابی ہیں۔







## باب: ۲۸

### قریش

**فہر بن مالک:** فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کو قریش<sup>۱</sup> کہتے ہیں اور نضر ہی سب سے پہلے قریش کے نام سے موسوم ہوا ہے بعضے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تقرش (یعنی تجارة) کی وجہ سے قریش کے لقب سے مشہور ہوا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش قرش کا مصغر ہے اور قریش کے معنی ہیں (ایک جانور دریائی ہے جو دوسرے جانوروں کو کھا ڈالتا ہے) چونکہ نضر نے اور قبائل کو دبا لیا تھا اور مغلوب کر دیا تھا اس وجہ سے قریش کے لقب سے ملقب ہوا بہر کیف اولاد نضر فہر کی طرف اس وجہ سے منسوب ہوئی کہ نضر کی اولاد فہر کی اولاد میں منحصر ہے بنو نضر میں سے سوائے فہر کے اور کسی کا نسلی سلسلہ نہیں چلا یہی وجہ ہے کہ بنو فہر بن مالک ہی کو قریش کہتے ہیں اور پہلا جو قریش کے لقب سے مشہور ہوا وہ نضر بن کنانہ ہے۔

**آل فہر بن مالک:** فہر کے تین لڑکے غالب، حارث محارب تھے پس بنو محارب بن فہر اور حارث بن فہر قریش ظواہر سے ہیں۔ بنو محارب سے ضحاک بن قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب صاحب مرج راہط اور ضرار بن الخطاب بن مرداس بن کثیر بن عمرو آکل السقف ابن حبیب بن عمرو بن شیبان (یہ صحابہ میں مشہور سواروں سے تھے ان کا باپ خطاب بن مرداس زمانہ جاہلیت میں قریش ظواہر کا سردار تھا) اور عبد الملک بن قطی بن بہشل بن عمرو بن عبد اللہ بن وہب بن سعد بن عمرو آکل السقف (یہ یوم حرہ میں موجود تھے اور اس قدر انہوں نے عمر پائی کہ اندلس کے گورنر مقرر کئے گئے تھے انہیں اصحاب بلج بن بشیر قشیری نے صلیب دی تھی) اور کرڑ بن جابر بن حسل بن لاحب بن حبیب بن عمرو بن شیبان وغیر ہم ہیں۔

**بنو حارث بن فہر:** اور بنو حارث بن فہر سے ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن الحارث امین الامۃ اور فتح شام کے وقت مسلمانوں کے امیر اور عقبہ بن نافع بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ ابن ضرب بن الحارث فاتح افریقیہ و قیروان ہیں اسی کی اولاد سے عبد الرحمن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ والی افریقیہ ہے اس کا باپ حبیب بن عقبہ عبد العزیز ابن موسیٰ بن نصیر اور یوسف بن عبد الرحمن بن ابی عبیدہ والی اندلس سے جنگ آزما ہوا تھا اسی کے زمانہ میں عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک اندلس میں داخل ہوا تھا عبد الرحمن نے اسے قتل کیا اور خود مالک بن بیٹھا

۱ قریش کی دو قسمیں ہیں ایک قریش بطاح دوسرے قریش ظواہر قصی بن کلاب اور بنو کعب ابن لوی کی اولاد قریش بطاح کہلائی جاتی ہے۔ علاوہ ان کے سب قریش ظواہر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ شذوات الذہب۔



پھر اس کے بعد اسی کے خاندان میں حکومت و سلطنت رہی۔

**عالم بن فہر:** عالم بن فہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب میں سے ہے اس کے لڑکے تیم الاورم اور لوی تھے۔ بنو تیم الاورم قریش ظواہر سے ہیں اسی قبیلہ سے ہلال بن عبد اللہ بن عبد مناتہ بن اسعد بن جابر بن کبیر بن تیم الاورم تھا جس کا خون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فتح مکہ مباح فرمادیا تھا یہ اس وقت مارا گیا ہے جب کہ مکہ فتح ہو گیا تھا اور یہ پردہ ہائے کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔

**لوی بن عالم:** لوی بن عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب مقدس میں سے ہے اس کے لڑکوں میں سے کعب اور عامر ہیں ان کے علاوہ اس کی اولاد سے اور بھی شاخیں ہیں جو مختلف طرح سے اس کی طرف منسوب ہوتی ہیں ان میں بنو خزیمہ بن لوی اور بنو سامہ ابن لوی اور سعد و جشم وغیرہم ہیں بنو سامہ کی بابت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قریش سے نہیں ہیں اور یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ بنو سامان ملوک ماوراء النہر اسی قبیلہ سے ہیں۔ واللہ اعلم

**بنو عامر بن لوی:** بنو عامر بن لوی بنو حسل بن عامر اور بنو معیص بن عامر ہیں۔ بنو معیص سے بشر بن ارطاة یعنی عویمیر بن عمران بن اکلیس بن یسار بن نزار بن معیص بن عامر (یکے از سرداران معاویہ) اور مرکز بن حفص بن احنف بن علقمہ بن عبد الحارث ابن منقذ بن عمرو بن معیص ہے اور بنو حسل سے عامر بن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ابن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر (جو وقت فتح افریقہ لشکر اسلام کے سردار اور گورنر مصر تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ گستاخانہ لکھا تھا پھر انہوں نے توبہ کی مسلمان ہوئے اور بقیہ زندگی نہایت سادگی اور عمدگی سے تمام کی۔

**حویطب بن عبد العزی:** اور حویطب بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل (ان کو صحبت رسول نصیب ہوئی تھی) اور عبد عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل والی حدیبیہ اور اس کا بھائی سکران اور اس کا لڑکا ابو جندل سہیل (اس کا نام عاصی تھا) یہی یوم صلح حدیبیہ میں بھاگ کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اس کا قصہ معروف ہے اور زمعہ بن قیس بن عبد شمس اور اس کا لڑکا عبد بن زمعہ ہے اسی زمعہ بن قیس کی لڑکی جنابہ سودہ ام المؤمنین (رضی اللہ عنہا) ہیں جو پہلے سکران اپنے چچا زاد بھائی کے عقد میں تھیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔

**کعب ابن لوی:** کعب ابن لوی عمود نسب کریم آنحضرت میں سے ہے اس کے تین لڑکے مرہ، ہصیص، عدی تھے یہ سب قریش بطاح ہیں پس ابن کعب سے ہصیص بن کعب بن لوی بن سہم بن عمرو بن ہصیص ابن کعب ہے اور اسی قبیلہ سے عاص بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم اور عاص کے دونوں لڑکے عمرو و ہشام اور عبد الرحمن بن معیص بن ابی وداعہ (یعنی حارث) بن سعد بن سعید بن سہم قاری اہل مکہ اور اسماعیل بن جامع بن عبد المطلب بن ابی وداعہ مفتی مکہ اور نبیہ و منبہ پسران حجاج بن عامر بن حدیفہ بن سعد بن سہم (یہ دونوں جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے اور کنوئیں میں پھینک دیئے گئے اسی جنگ میں عاص بن منبہ مارا گیا اسی کی ذوالفقار نامی تلوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی) اور عبد اللہ بن الزبیری بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم (یہ پہلے آنحضرت کو اپنے اشعار سے ایذا پہنچاتے تھے پھر مسلمان ہو گئے اور اچھے مسلمانوں میں



ہوئے) اور حذافہ بن قیس ابوالاضس اور حمیس وغیر ہم ہیں اور عبداللہ بن حذافہ مہاجرین حبشہ سے ہیں۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ نامی کسریٰ کے پاس لے کر گئے تھے۔

صفوان بن امیہ: بنو نجیح بن عمرو بن ہمیس بن کعب سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ جنگ بدر میں مارا گیا اور اس کا بھائی ابی جنگ احد میں مارا گیا۔ (اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے مارا تھا) اور اس کا لڑکا صفوان بن امیہ یوم فتح مکہ مسلمان ہوا اور اس کا لڑکا عبداللہ بن صفوان زبیر و عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ کے ساتھ مارا گیا اور ان کے بھائی قدامہ و سائب و عبداللہ مہاجرین بدرین سے ہیں اور ان کی بہن زینب بنت مظعون مادر ام حفصہ ہیں۔

بنو عدی بن کعب: بنو عدی بن کعب سے زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی (اس نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر ملت ابراہیمی اختیار کر لی تھی اور اسی پر رہا یہاں تک کہ بقاء کے ایک گاؤں میں لخم یا جذام کے ہاتھوں مارا گیا) اور سعید بن زید بن عمرو (یکے از عشرہ مبشرہ) اور عمر بن الخطاب امیر المؤمنین اور ان کے لڑکے عبداللہ و عاصم و عبید اللہ وغیر ہم اور خارجہ بن حذافہ بن غانم بن عامر بن عبید اللہ بن عوتج بن عدی بن کعب (جس کو مصر میں عمرو بن العاص کے شبہ سے ایک حروری نے شہید کیا اور جب یہ قاتل گرفتار کیا گیا تو اس نے ظاہر کیا کہ اردت عمرو وارد اللہ خارجہ میں نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کے قتل کا) اور ابوالجہم بن حذیفہ بن غانم صاحب النفل یوم حنین اور مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نھلہ بن عوف بن عبید بن عوتج (صحابی) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن مطیع ہیں۔ جو یوم الحرة میں مہاجرین کے سردار تھے اور ابن الزبیر کے ساتھ مکہ میں شہید کئے گئے۔

مرہ بن کعب: مرہ ابن کعب نسب اقدس کے عمود سے ہے اس کے تین لڑکے کلاب، تیم، یقطہ تھے بنو تیم بن مرہ سے عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم (یہ جاہلیت میں قریش کا سردار تھا) ابوبکر صدیق (خلیفہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم) یعنی عبداللہ ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے دونوں لڑکے عبدالرحمن و محمد اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب (جو جنگ جمل میں شہید ہوئے) اور ان کی اولاد محمد السجاد ہیں ان کی اولاد بکثرت مختلف شہروں میں پائی جاتی ہے یقطہ بن مرہ سے بنو مخزوم بن یقطہ بن مرہ ہیں اسی قبیلہ سے صفی بن ابی رفاعہ امیہ بن عائد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (یہ اور اس کا بھائی بحالت کفر بدر میں مارے گئے) اور ارقم بن ابی الارقم عبد مناف بن ابی جندب اسد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (بدری صحابی ہیں) انہی کے مکان میں اظہار اسلام سے قبل آنحضرت کی خدمت میں صحابہ حاضر ہوتے تھے۔

ابو سلمہ عبداللہ بن عبد الاسد: اور ابو سلمہ عبداللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم یہ مہاجرین سے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح سے قبل ام المؤمنین ام سلمہ کے شوہر یہی تھے) اور الفا کہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (اس کا نام ابوقیس تھا بحالت کفر بدر میں مارا گیا) اور ابو جہل عمرو ابن ہشام بن المغیرہ (یہ بھی بدر ہی میں کافر مارا گیا) اور عکرمہ بن ابی جہل (صحابی) اور حارث بن ہشام بن المغیرہ (یہ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا اچھا اسلام تھا ان کے اخلاف بکثرت اور مشہور ہیں) اور ابو امیہ ابن ابی حذیفہ بن المغیرہ (بحالت کفر بدر میں مارا گیا اسی کی لڑکی ام المؤمنین ام



سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں) اور ہشام بن ابی حذیفہ (ازمہاجرین حبشہ) اور عبداللہ بن ابی ربیعہ عمرو بن المغیرہ (صحابی) اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ معروف بقباع اور ولید بن المغیرہ (یہ بحالت کفر مکہ میں مرا) اور اسی کے لڑکے خالد بن الولید سنیف اللہ صاحب فتوحات اسلامیہ میں اور سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تابعی اور ان کے باپ مسیب صحابی اہل بیعت الرضوان سے ہے۔

**کلاب بن مرہ:** کلاب بن مرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمود نسب اقدس سے ہے کلاب کے دو لڑکے قصی زہرہ تھے بنو زہرہ بن کلاب سے آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ مادر نبی (صلعم) اور سعدان کے بھائی کلاب کا عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث بن وہب اور سعد بن ابی وقاص مالک بن وہب بن عبدمناف فاح عراق اور ہاشم بن عقبہ اور ان کا لڑکا عمرو بن سعد (جسے عبداللہ بن زیاد نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے لئے بھیجا تھا) اسے مختار بن ابی عبید نے اور اس کے بھائی محمد بن سعد کو حجاج بن ابی الاشعث نے قتل کیا ہے) اور مسور بن محزمہ بن نوفل بن وہب (صحابی) اور عبداللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور ان کا لڑکا سلمہ وغیرہم ہیں ان کی اولاد بکثرت ہے۔

**قصی بن کلاب:** قصی ابن کلاب حضور کے عمود نسب اقدس میں ہے یہ وہی شخص ہے جس نے قریش کو از سر نو مضبوط اور درست کیا اس نے دوبارہ قریش کو حکومت و عزت کی کرسی پر بٹھایا ہے اس کے تین لڑکے عبدمناف، عبدالدار، عبدالعزیٰ تھے بنو عبدالدار نصر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا۔ واپسی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام صفراء میں اس کی گردن مارے جانے کا حکم دیا تھا) اور مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار (یہ صحابی بدری ہیں جنگ احد میں شہید ہوئے) اس لڑائی میں اسلامی پہرا برانہی کے ہاتھ میں تھا) اور ان کی اولاد سے عامر بن وہب (جو سر قسطہ مضافات اندلس میں ابو جعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا اسے یوسف بن عبدالرحمن فہری امیر اندلس نے عبدالرحمن اموی کے آنے سے قتل کیا ہے ابو السائب بن بعلک بن السباق بن عبدالدار (مشہور صحابی) اور عثمان ابن طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار وغیرہم ہیں (جسے یوم فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چابی عنایت فرمائی تھی بعضے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے کعبہ کی چابی فتح مکہ کے روز ان کے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمائی تھی اور اسی وقت سے بنو شیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار ہوئے)

**بنو عبدالعزیٰ:** بنو عبدالعزیٰ بن قصی سے ابوالبختری عاص بن ہاشم بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے اس نے قیصر کی طرف سے قریش پر حکمرانی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن قریش نے اسے اس فعل سے باز رکھا اس وقت یہ مجبور ہو کر شام کی طرف لوٹ گیا اور وہاں پر جس قدر قریش اسے مل سکے سب کو قید کر دیا اسی قبیلہ سے ابواحجہ سعید بن العاص اور ہبار ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے اسی کی اولاد سے عمر بن عبدالعزیز بن المنذر بن الربیع بن الزبیر بن عبدالرحمن بن ہبار والی سندھ ہے المتوکل کے قتل کے بعد شروع زمانہ فساد میں یہ سندھ کا حکمران ہو گیا تھا اس کے بعد اسی کی اولاد حکمران رہی یہاں تک کہ محمود بن بکتگین والی غزنہ کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اس کا (یعنی عمر کا) دادا منذر ابن الربیع عہد حکومت سفاح میں مقام قریشیا میں تھا وہیں یہ گرفتار کیا گیا اور سولی پر لٹکایا گیا اور اسماعیل بن ہبار کو مصعب بن عبدالرحمن نے قتل کیا ہے اس وجہ سے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکتا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا عوف مسلمان ہوا اور آنجناب صلی اللہ



علیہ وسلم کی مدح میں قصائد لکھے اور اچھے مسلمانوں میں شمار کیا گیا اور عبد اللہ بن زمعہ بن الاسود کو بھی شرف صحبت نبوی نصیب ہوئی ہے اسی قبیلہ اسد بن عبد العزیٰ سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت الخویلد بن اسد بن عبد العزیٰ اور زبیر بن العوام بن خویلد (صحابی) اور ان کے لڑکے ہشام بن حکیم ہیں حکیم بن حزام بحالت اسلام ساٹھ برس زندہ رہے انہوں ہی نے اپنا دارالندوہ معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم میں فروخت کیا تھا۔

**عبد مناف بن قصی:** عبد مناف بن قصی قبیلہ قریش میں ایک نامور شخص تھا لوگ اس کی عزت کرتے تھے یہ بھی عمود نسب اقدس میں ہے اس کے چار لڑکے عبد شمس، ہاشم، مطلب، نوفل تھے۔ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم عبد مناف حکومت و ریاست کی باہم تقسیم کئے ہوئے تھے باقی رہے بنو مطلب اور بنو ہاشم اور بنو نوفل وہ ان کے شریک تھے چنانچہ بنو مطلب بنو ہاشم کے اور بنو نوفل بنو عبد شمس کے دوست تھے۔ بنو عبد شمس سے عبلات یعنی بنو امیہ اصغر اور اس کی لڑکی ثریا ہے (یہ عمرو ابن ابی ربیعہ کی معشوقہ تھی) اور بنو ربیعہ بن عبد شمس سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور عتبہ سے ولید بن عتبہ (جو جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا) اور ابو حذیفہ (صحابی) اور ہند بنت عتبہ مادر معاویہ ہے اور بنو عبد العزیٰ بن عبد شمس سے ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ صہر بنی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی ایک لڑکی تھی جس سے علی کرم اللہ وجہہ نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد عقد کیا تھا اور بنو امیہ اکبر ابن عبد شمس سے سعید بن ابوجحہ العاص بن امیہ (یہ بحالت کفر ہلاک ہوا) اور اس کا لڑکا خالد بن سعید (جو جنگ یرموک میں مارا گیا) اور سعید بن العاص بن سعید (سابقین اسلام سے ہیں صنعاء کے گورنر ہوئے تھے وقت فتح شام شہید ہوئے) اور سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے کوفہ کے گورنر تھے اور امیر المؤمنین عثمان ابن عفان بن العاص بن امیہ اور مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ اور اس کی اولاد خلفاء اول اسلام اور ملوک اندلس ہوئے ہیں۔

**بنو امیہ:** جن کا ذکر آئندہ حالت دولت بنو امیہ میں آئے گا اور ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور ان کے لڑکے معاویہ امیر شام اور یزید و حظلہ و عتبہ و ام حبیبہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بھی اسی قبیلہ سے تھیں عتاب ابن اسید بن ابی العاص بن امیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت مکہ کا عامل مقرر کیا تھا یہ اسی عہدہ پر رہے یہاں تک کہ سیدنا ابو بکر صدیق کے انتقال کے وقت ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ نیز اسی قبیلہ سے بنو ابی الشوارب ہیں (جو زمانہ التوکل سے عہد حکومت المتقدر تک بغداد کے قاضی تھے) یہ لوگ ابو عثمان بن عبد اللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاص کی نسل سے ہیں اور بنو نوفل بن عبد مناف سے جبیر ابن مطعم بن عدی بن نوفل (مشہور صحابی) اور طعیمہ بن عدی ہے جو جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا اسی کے آزاد غلام وحشی ہیں جنہوں نے جنگ احد میں حمزہ بن عبدالمطلب (صحابی) کو شہید کیا ہے)

**بنو مطلب بن عبد مناف:** بنو مطلب بن عبد مناف سے قیس بن محزمہ بن المطلب (صحابی) اور ان کے لڑکے عبد اللہ بن قیس مولیٰ یسار جد محمد ابن اسحاق بن یسار صاحب مغازی اور مسطح یعنی عوف بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہیں (یہ ان لوگوں میں ہیں جو اقلک میں شریک تھے اور نیز یہ سیدنا ابو بکر صدیق کے خالہ زاد بھائی ہیں) رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب سخت ترین آدمیوں میں سے تھا اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے بد سے عارضہ صرع (مرگی) ہو گیا اور سائب بن عبد یزید وغیر ہم ہیں (یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھا جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا) اسی کی اولاد سے امام



شافعی محمد ابن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب ہیں۔

بنو ہاشم: بنو ہاشم ابن عبد مناف سے عبدالمطلب بن ہاشم ہیں یہ آنحضرت کے دادا ہیں یہی بنو ہاشم کے سردار ہیں مؤرخین نے ہاشم کی اولاد سے عبدالمطلب کے سوا اور کسی کا ذکر نہیں کیا ان کے دس لڑکے تھے (۱) (عبداللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ یہ سب سے چھوٹے تھے) (۲) حمزہ (۳) عباس (۴) ابوطالب (۵) زبیر (۶) مقتوم (بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا اصلی نام غیداق تھا) (۷) ضرار (۸) حبل (۹) ابولہب (۱۰) قسم۔ زبیر و قسم و حمزہ کے اعقاب باقی نہ رہ گئے جیسا کہ ابن حزم نے تحریر کیا ہے اور ابولہب کی اولاد میں سے عقبہ صحابی ہیں باقی رہے عباس و ابوطالب ان کی اولاد نہایت کثرت سے ہے جن کا شمار امکان سے خارج ہے۔ بنو عباس کی عظمت و شرافت عبداللہ بن عباس کی اولاد میں اور بنو ابی طالب کی عزت و جلالت امیر المؤمنین علی کی اولاد میں ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد جعفر ابن ابی طالب کو شرف و عزت حاصل ہے ان شاء اللہ العزیز ہم ان کے مشاہیر کا ذکر ان کے تذکرہ و حکومت و دولت میں مفصل بیان کریں گے۔

## مکہ میں قریش کی حکومت

بنو جرہم: ہم نے اس سے پہلے عرب کے طبقہ اولیٰ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ حجاز اور تمام ممالک عرب میں عمالکہ (اولاد عملیق بن لاؤذ) پھیلے ہوئے تھے اور وہی اس سرزمین کے مالک تھے جرہم بھی اسی طبقہ میں یقطن بن شالح بن ارشد کی اولاد سے تھے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ حضرموت یمن میں رہتے تھے اتفاقاً زمانہ سے یمن میں قحط پڑا اس وجہ سے بنو جرہم تہامہ کی طرف رزق کی تلاش سے نکلے اثناء راہ میں اسماعیل اور ان کی ماں بی بی ہاجرہ (علیہا السلام) سے زمزم کے قریب ملاقات ہو گئی ان کا اور جرہم کا واقعہ ابراہیم کے حالات میں ہم بیان کر چکے ہیں الغرض جرہم اسفل مکہ میں قطورا (بقیہ عمالکہ) کے پاس اترے۔

بنو قطورا: ان دنوں بنو قطورا میں سمیدع بن ہوثر ابن لاوی ابن قطورا ابن ذکر بن عملاق بن عملیق حکمرانی کر رہا تھا جس وقت جرہم کی خبر اس کی بقیہ قوم کو پہنچی جو یمن میں بلاء قحط میں گرفتار تھی انہیں یہ معلوم ہوا کہ جرہم کو حجاز میں تنگی معیشت سے نجات مل گئی ہے تو وہ بھی اپنے قدیمی وطن یمن کو خیر باد کہہ کر ان میں آئے ان دنوں ان میں مضاہ بن عمرو بن سعید رقیب بن ہن بن بنت جرہم حکومت کر رہا تھا۔

سمیدع بن ہوثر: پس جس وقت بقایا بنو جرہم مکہ میں آئے تو انہوں نے اپنے قیام کے لئے قعیقان کو انتخاب کیا چونکہ بنو قطورا اسفل مکہ میں رہتے تھے اور مضاہ نے آ کر اعلیٰ مکہ میں قیام اختیار کیا اس وجہ سے جو شخص اسفل مکہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتا تھا اس سے سمیدع بن ہوثر عشر (چنگی یا محصول) لیتا تھا اور جو شخص اعلیٰ مکہ کی طرف سے مکہ میں آتا تھا اس سے مضاہ عشرہ وصول کرتا تھا۔

(ابن اسحاق اور مسعودی کا یہی خیال ہے کہ بعضے کہتے ہیں کہ بنو قطورا بطون جرہم سے ہیں عمالکہ سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔



بنو جرہم اور بنو قطورا میں مناقشت: کچھ عرصہ بعد بنو قطورا اور ابناء جرہم میں ملک داری کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا دونوں میں کھسمان کی لڑائی ہوئی اثناء لڑائی میں سمیدع مارا گیا۔ سمیدع کے مارے جانے سے عرب عار بہ کا زمانہ ختم ہو گیا اور مضاہ کو پورے طور سے غلبہ و تصرف حاصل ہو گیا۔ اسماعیل نے انہی بنو جرہم میں پرورش پائی ان ہی کی زبان سیکھی انہی میں سے پہلے حرا بنت سعد بن عوف بن ہسن بن بنت بن جرہم کے ساتھ عقد کیا یہ وہی بی بی ہے جس کے طلاق دینے کا ابراہیم نے اشارہ فرمایا تھا جبکہ اسماعیل کی غیر موجودگی میں مکہ آئے تھے اس کے بعد حرا کی برادرزادی حامہ بنت مہلہل بن سعد ابن عوف سے نکاح کیا (واقعی نے انہی دو عورتوں کو کتاب انتقال النور میں ذکر کیا ہے) پھر ان دونوں بیویوں کے بعد سیدہ بنت الحرث بن مضاہ بن عمرو بن جرہم سے عقد کیا۔

بیت الحرام کی تعمیر: جس وقت اسماعیل تیس برس کے ہوئے ابراہیم شام سے حجاز آئے اور بحکم باری کعبہ کی بنا ڈالی دونوں باپ بیٹے نے مل کر بیت الحرام بنا لیا اسے ابراہیم نے اسماعیل کی عبادت گاہ مقرر کیا اور جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا تھا اسے لوگوں کی جمع گاہ معین کر کے شام کی طرف واپس آئے شام میں ابراہیم کا انتقال ہوا اسماعیل علیہ السلام عمالہ اور جرہم اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے بعضے ان میں سے ایمان لائے اور بعضے اسی حالت کفر میں مبتلا رہے یہاں تک کہ ایک سو تیس برس کی عمر میں آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور اپنی ماں ہاجرہ کے قریب مقام حجر میں مدفون ہوئے آپ کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق قیزار بن اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ لیکن قرابت قرینہ ہونے کی وجہ سے حرث بن مضاہ یا خود ہی مضاہ بن عمرو بن سعد بن رقیب بن ہن بن بنت بن جرہم نے بیت اللہ کی تولیت اپنے قبضہ میں لے لی اور بنو اسماعیل نے ارض حرم ہونے کے سبب سے یا عزیز داری کی وجہ سے کچھ دم نہ مارا۔

بنو جرہم کا مکہ سے اخراج: کچھ عرصہ بعد بنو جرہم نے حرم کا پاس نہ کیا بیت اللہ کی ہتک حرمت کرنے لگے آپس میں آئے دن لڑنے لگے یہ زمانہ وہ تھا جبکہ بنو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر مزریقیا یمن سے جلاء وطن ہو کر نکلے تھے ان لوگوں نے پہنچ کر بنو جرہم کے ساتھ رہنے کا قصد کیا بنو جرہم نے بنو حارثہ کو قیام سے روکا دونوں قبیلوں میں اسی امر پر لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بنو جرہم مغلوب اور بنو حارثہ غالب ہوئے انہوں نے ان کو مکہ سے نکال دیا اور بیت اللہ کا متولی بنو خزاعہ (جو انہیں کے قبیلہ سے تھا) کو مقرر کیا۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ بنو جرہم کو تنہا خزاعہ نے نہیں نکالا بلکہ بنو بکر بن عبد مناة بن کنانہ اور بنو غیشان ابن عبد عمرو بن لوی بن ملک بن انصی بن حارثہ اور خزاعہ نے جمع ہو کر بنو جرہم سے لڑائی چھیڑی چونکہ جرہم کا آفتاب اقبال ان کی بد اعمالی کی وجہ سے لب بام پر آ گیا تھا بنو کنانہ اور بنو حارثہ اور خزاعہ کو بنو جرہم پر فتح حاصل ہوئی انہوں نے بنو جرہم کے سردار عمرو یا عامر بن الحرث بن مضاہ اصغر کو مع بنو جرہم کے مکہ سے نکال دیا۔

سنگ اسود کی تلاش: چنانچہ عمرو بن الحرث حجر اسود اور تمام مال کعبہ چاہہ زمزم میں ڈال کر اپنے قبائل کے ساتھ یمن چلا گیا عمرو بن الحرث کو مکہ کی جدائی اور کعبہ کی تولیت چھوڑنے پر سخت صدمہ ہوا لیکن اس سے کیا حاصل تھا طبری کا یہ بیان ہے کہ جن اولاد اسماعیل نے جرہم کو مکہ سے نکالا ہے وہ ایاد بن نزار ہے اس کے بعد ایاد و مضر میں جھگڑا پیدا ہو گیا مضر نے ایاد کو نکال باہر

۱۔ قیزار کے معنی ہیں 'مالک شتران' یہ اس وجہ سے کہ یہ اپنے باپ اسماعیل کے اونٹوں کے مالک تھے اور بعضوں نے اس کے معنی بادشاہ کے



کیا اور ایسا جس وقت مکہ سے نکلنے لگے تو انہوں نے حجر اسود کو اکھاڑ کر بیت اللہ کے کسی مقام پر دفن کر دیا یہ واقعہ بنو خزاعہ کی ایک عورت دیکھ رہی تھی اس نے اپنی قوم کو اس سے آگاہ کر دیا جس وقت بنو مضر نے حجر اسود کی جستجو شروع کی اس وقت بنو خزاعہ نے حجر اسود کا پتہ اس شرط سے بتایا کہ وہ ان کو بیت اللہ کا متولی بنائیں۔

**بنو خزاعہ کی تولیت:** چنانچہ اس بناء پر بنو خزاعہ کو بیت اللہ کی تولیت ملی اور وہی اس کے متولی رہے یہاں تک کہ ابو غیثان نے قصی بن کلاب کے ہاتھ فروخت کیا تولیت کعبہ کے علاوہ کہ وہ بنو خزاعہ کے قبضہ میں تھی باقی تین امور کے مالک بنو مضر تھے (۱) یوم عرفہ لوگوں کو اجازت دینا یہ کام بنو غوث بن مرہ کے سپرد تھا (۲) منائیں جو لوگ یوم النحر کی صبح کو جمع ہوئے تھے ان کو کھانا پلانا یہ کام بنو زید بن عدی کے متعلق تھا (۳) تبدیلی ماہ حرام اس کام کے منتظم بنو مالک بن کنانہ تھے ابن اسحاق کہتا ہے کہ اسی حالت پر بنو خزاعہ اور بنو کنانہ نے ایک مدت تک بسر کی اس اثناء میں بطون کنانہ کی کثرت ہوئی مختلف اور متعدد قبیلے اس سے پیدا ہوئے بنو مضر میں شرافت و عظمت بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ میں عزت و جلالت قریش میں اور قریش میں سطوت و ثروت بنو لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کو حاصل تھی۔

**قصی کی مراجعت مکہ:** ان کا سردار قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھا ایسا عن جد عزت بھی حاصل تھی اور لوگ کثرت سے اس کے قرابت دار بھی تھے لیکن جس وقت اس کا باپ کلاب اس فنا سے راہی ملک بچا ہوا تھا اس وقت اس نے آغوش مادر سے فرش زمین پر قدم نہ رکھا تھا رضاعت کی حالت میں تھا اس کی ماں فاطمہ بنت سعد بن باسل بن خشمہ اسدی نے عدت کے بعد ربیعہ بن خرام بن عذرہ سے عقد کر کے اپنے بڑے لڑکے زہرہ کو (جو کہ بالغ تھا) مکہ چھوڑ کر اپنے شیر خوار بچے قصی کے ہمراہ بلاد عذرہ کی طرف چلی گئی جب قصی جوان ہوا اور اسے اپنے نسب و آباؤ اجداد کی کیفیت سے آگاہی ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف مکہ چلا آیا اس وقت بیت اللہ کی تولیت حلیل ابن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی کے قبضہ میں تھی قصی نے اس کی لڑکی جسی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے بنو عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزیٰ، عبدقصی چار لڑکے پیدا ہوئے۔

**بنو خزاعہ اور قصی میں جنگ:** کچھ عرصہ بعد جب قصی کو ایک گونہ ثروت حاصل ہو گئی اور ایک قابل اطمینان حالت میں اس نے اپنے کو دیکھ لیا اور اس اثناء میں حلیل مر گیا تو اس نے اپنے کو بنو خزاعہ اور بنو بکر سے تولیت کعبہ کا زیادہ مستحق سمجھ کر قریش کو جمع کر لیا اور اپنے اخیائی بھائی زراح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لئے بلا لیا جب یہ تمام جمع ہو گئے تو قصی نے بنو خزاعہ سے کعبہ کی تولیت چھین لی بعضے کہتے ہیں کہ حلیل نے انتقال کے وقت تولیت کعبہ کی وصیت قصی کے حق میں کی تھی۔ سہلی کہتا ہے کہ ابن اسحاق کے سوا اور مورخین کا یہ بیان ہے کہ حلیل نے اپنے عالم ضعیفی میں کعبہ کی چابی اپنی لڑکی جسی کو دے دی تھی وہی کعبہ کو کھولتی اور بند کرتی تھی اور کبھی کبھی جسی کے ہاتھ سے قصی کعبہ کی چابی لے لیتا تھا جب حلیل کے مرنے کا زمانہ قریب آیا تو اس نے تولیت کعبہ کی وصیت قصی کے حق میں کی لیکن حلیل کے بعد بنو خزاعہ نے اس نے وصیت سے انکار کیا اس وجہ سے بنو خزاعہ اور قصی میں لڑائی ہوئی قصی نے اپنے اخیائی بھائی زراح کو اپنی امداد کے لئے بلا بھیجا۔ بنو کنانہ کو جمع کر کے بنو خزاعہ سے لڑا بنو خزاعہ کو ان کی شامت اعمال سے شکست ہوئی اور کعبہ کی تولیت قصی کے قبضہ میں آ گئی۔

**کلید کعبہ کے متعلق روایات:** طبری کہتا ہے کہ جس وقت حلیل ضعیف ہوا اور وہ کلید کعبہ اپنی لڑکی جسی کو دینے لگا تو اس



نے عورت ہونے کی وجہ سے کلید کعبہ لینے سے عذر کیا اور یہ کہا کہ کلید کعبہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دو جو تمہارا قائم مقام ہو پس جلیل نے کلید کعبہ ابوغیشان سلیمان بن عمرو بن لوی بن ملکان بن قصی کو دے دی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوغیشان جلیل کا بیٹا ہے۔ بہر کیف اسی ابوغیشان نے ایک مشک شراب کے عوض کلید کعبہ قصی کے ہاتھ فروخت کر ڈالی۔ القصہ جب موسم حج آیا اور قصی نے تنہا کعبہ کی تولیت پر تصرف کرنا چاہا اور اس کی امداد کو بنو عذرہ (اس کے اخیالی بھائی) آگئے اور اطراف و جوانب سے قریش (بنو کنانہ) جمع ہو گئے۔

قریش کی تولیت: اس وقت خزاعہ اور بنو بکر کو یہ معلوم ہوا کہ قصی انہیں تولیت کعبہ اور انتظام امور حج سے مانع ہوگا جیسا کہ بنو سعد کو رمی حجارہ اور اجازت حج سے روک دیا تھا پس یہ خیال کر کے بنو خزاعہ اور بنو بکر قصی سے آمادہ جنگ ہو گئے دونوں فریقوں میں کثرت سے کشت و خون ہوا آخر الامریہ امر ثالثی پر منحصر کیا گیا یحییٰ بن عوف بن کعب بن عمرو بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمنانہ بن کنانہ فریقین کی رضامندی سے حکم مقرر ہوا یحییٰ بن عوف نے قصی کو کعبہ کا متولی قرار دیا پس اسی وقت سے قصی کعبہ کا متولی ہوا اور قریش کو اطراف و جوانب سے جمع کر کے ہر قبیلہ اور ہر شاخ کو اس سر زمین مخصوص میں ٹھہرایا جہاں پر کہ وہ عہد اسلام میں پائے گئے۔

دارالندوہ قصی: قصی بن لوی بن غالب سے ہے قصی وہ شخص ہے جس کی اطاعت اس کی تمام قوم نے کی اور وہی لواء حرب کا مالک اور کعبہ کا متولی ہوا قریش تمام کام اس کی رائے سے کرتے تھے ہر چھوٹے بڑے کام میں اس سے مشورہ لیتے تھے چنانچہ اسی غرض کے لئے کعبہ کے سامنے ایک مکان بنوایا اور اس کا نام دارالندوہ رکھا اس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف تھا قریش اس میں جمع ہوتے اور یہیں بیٹھ کر مشورہ کرتے تھے۔

بنو عبدمناف کی توقیر: پھر اس کے بعد قصی نے اس خیال سے کہ حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں ان کے کھانے اور پینے کا انتظام کیا اور اس مصارف کے لئے قریش پر سالانہ خراج مقرر کیا جسے وہ بخوشی خاطر ادا کرتے تھے یہی امور ایسے تھے جن سے قریش کا اعزاز اور قبائل بنو عدنان سے بڑھ گیا اور قصی مجاورت و سقایہ و رفاہ و ندوہ و لوہار حرب کا متولی اور مالک ہو گیا جب یہ ضعیف ہوا اور یہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے سے مجبور نظر آیا تو اس نے اپنے لڑکے عبدالدار کو تمام ان امور میں جنہیں وہ خود پورا کر رہا تھا اپنی جگہ مقرر کیا اس وجہ سے کہ عبدمناف کی عزت و عظمت اس کی حیات ہی میں قریش کرنے لگے تھے۔

بنو عبدمناف اور بنو عبدالدار کی کشیدگی: قصی کے بعد عبدالدار کعبہ کا متولی ہوا اس کے بعد اس کا لڑکا اس کی جگہ مامور ہوا اور ایک زمانہ تک اس حالت پر رہا یہاں تک کہ بنو عبدمناف نے بنو عبدالدار سے کعبہ کی تولیت وغیرہ چھین لینے کا قصد کیا اور اسی بناء پر فریقین میں تنازعہ ہو گیا اس وقت قبیلہ قریش کے یہ بارہ قبیلے مکہ میں موجود تھے بنو الحارث بن فہر بنو محارث بن فہر بنو عامر بن لوی بنو عدی بن کعب بنو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بنو حنظل بن عمرو بن ہصیص بنو تیم بن مرہ بنو مخزوم بن

۱ ((الزق اسم عام للظرف فان كان فيه لبن فهو وطب و ان كان فيه سمن فهو نحى و ان كان فيه عسل فهو عله و ان كان فيه ماء شکوہ و ان كان فيه زيب فهو حمیت)) زق عام طور سے ہر برتن کو کہتے ہیں پس اگر اس میں دودھ ہو تو وہ وطب ہے اور اگر اسی میں روغن ہو تو وہ نحی ہے اور اگر اس میں شہد ہے تو وہ علت ہے اور اگر اس میں پانی ہے تو وہ شکوہ کہلاتا ہے اور اگر اس میں زيب ہے تو وہ حمیت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔



یقطہ بن مرہ بنوز ہرہ بن کلاب بنواسد بن عبدالعزی اور بنوز ہرہ بن کلاب اور بنوتیم اور بنوالحرث نے عبدشمس کی شرکت اختیار کی اور بنوعامر و بنو محارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا باقی قریش کے قبیلے یعنی بنوسہم بنو جمح بنوعدی بنومخزوم بنوعبدالدار کے ہمراہ ہوئے۔  
بنوعبدالمناف اور بنوعبدالدار میں مصالحت: فریقین اپنے ہمراہیوں اور ساتھیوں کے ساتھ میدان میں نکلے مرنے اور مارنے پر تیار ہو گئے ایک دوسرے پر آوازیں کسنے لگے۔ بنوعبدالدار اور بنواسد مقابلہ پر آئے اور بنو جمح کی بنو زہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی اور بنومخزوم نے بنوتیم سے صف آرائی کی اور بنوعدی بنوحرث کے مقابلہ پر تلے پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہو گئے چنانچہ فریقین کچھ جھگڑے کے بعد اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنوعبدالمناف سقایہ اور رفادہ کے متولی رہیں اور بنوعبدالدار مجاورت اور لواء حرب کے مالک ہوں۔

ہاشم بن عبدمناف: چونکہ عبدشمس کا تجارت کی وجہ سے مکہ میں کم قیام رہتا تھا۔ اکثر اوقات شام کی طرف چلا جاتا تھا اس وجہ سے عبدمناف کی سرداری اور سقاویہ ورفادہ کا اہتمام ہاشم ابن عبدمناف کے سپرد کیا گیا ہاشم نے حاجیوں کو کھانا کھلانے اور ان کے وفود کی تعظیم واکرام میں بہت بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سب سے پہلے ہاشم ہی نے ثرید ایجاد کیا اور اکثر یہ حجاج کو ثرید ہی کھلایا کرتے تھے ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ابتدا ہاشم ہی نے ایام سرما وگرمیوں میں قیام و سفر کا طریقہ عرب کے لئے اختیار کیا تھا میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ دونوں موقعوں پر عرب کا ہر گروہ دوسفروں کا عادی تھا اس وجہ سے کہ ان کی ضروریات اور اونٹوں کے چرانے کی حاجتیں انہی دونوں موسموں میں سفر پر مجبور کرتی تھیں واقعہ امر یہ ہے کہ جس گروہ کی معاشرت اونٹوں اور دنبوں پر موقوف ہو وہ خواہ مخواہ فصل سرما میں ان کے گابھن ہونے کی وجہ سے چٹیل میدانوں کی طرف نکل جائے گا اور موسم گرمیوں میں ٹھنڈی ہواؤں اور غلہ کی تلاش میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر مقیم ہوگا اس کے علاوہ عرب کی طبیعتوں کی تخلیق اسی طرح پر ہوئی ہے یہی معنی عربیت کے ہیں اور یہ امر ان کے اشعار وخصائص میں داخل ہے۔ الغرض کچھ عرصہ بعد ہاشم کا مقام غزہ (شام) میں انتقال ہو گیا اس وقت اگرچہ عبدالمطلب کی عمر کم تھی اور وہ یثرب (مدینہ منورہ) میں رہتے تھے لیکن یہی اپنے باپ کے قائم مقام مقرر کئے گئے۔

عبدالمطلب کی مراجعت مکہ: عبدالمطلب کا اصلی نام شیبہ تھا ان کی ماں سلمیٰ بنوعدی (نجار) سے تھیں۔ یہ اپنی ماں کے پاس مدینہ میں رہتے تھے جس وقت ہاشم کا انتقال ہو گیا تو ان کے بھائی مطلب اپنے بھتیجے کو لینے کے لئے مدینہ گئے اور وہاں سے اونٹ پر اپنے پیچھے سوار کر کے لائے۔ شیبہ کے کپڑے میلے کپیلے گرد آلود تھے چہرہ سے یتیمی برس رہی تھی۔ اثناء راہ میں جو کوئی مطلب سے پوچھتا تھا یہ صاف کہہ دیتا تھا ((ہذا عدی)) ”یہ میرا غلام ہے“ اسی وجہ سے قریش نے بھی عبدالمطلب کہنا شروع کر دیا اور یہی نام مشہور ہو گیا جب تک عبدالمطلب کی کم سنی رہی اس وقت تک مطلب سقایہ اور رفادہ کا اہتمام کرتے رہے۔

عبدالمطلب کی سرداری: جب انکا سن شعور آ گیا اور مطلب کا مقام رومان (یمن) میں انتقال ہو گیا تو بنو ہاشم کی

1 ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں پہلے خمیر کر کے روٹی پکائی جائے بعد ازاں آب گوشت میں تر کر دی جائے اس طرح کوئی جزو ممتاز اس کا نہ رہ جائے۔



سرداری عبدالمطلب کے قبضہ میں آئی اور وہی حجاج کو مکہ میں ٹھہراتے اور نہایت عمدگی سے کھانا کھلاتے تھے۔ ملوک یمن حمیری سے ان کے مراسم و اتحاد تھے جس وقت ابرہہ مکہ پر چڑھا آیا تھا اس وقت یہ اس کے پاس گئے تھے جسے ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں اور پھر یہی ابن ذی یزن کو مبارک باد بھی دینے کیلئے گئے تھے جبکہ اسے حبشہ کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی تھی۔

چاہ زمزم کھودنے کا ارادہ: پھر جب عبدالمطلب نے چاہ زمزم کھودنے کا قصد کیا تو قریش نے مخالفت کی اور یہ مخالفت اس درجہ بڑھی کہ عبدالمطلب نے یہ نذر کر لی اگر میرے دس لڑکے ہوں گے اور یہ اس وقت بھی مخالفت کریں گے تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کی غرض سے قربان کر ڈالوں گا پس جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو انہوں نے بخیاں ایفاء نذر بہل (بت) کے پاس جا کر قرعہ ڈالا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب: اتفاق سے وہ قرعہ عبداللہ (پدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر نکلا عبدالمطلب خود بھی کسی قدر حیران ہوئے اور ان کی قوم نے بھی عبداللہ کے قربان کرنے سے روکا مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے کہا کہ کاہنوں سے دریافت کرو جو وہ کہیں اس پر عمل کرو عبدالمطلب نے مجبور ہو کر ایک کاہنہ عورت سے استفسار کیا اس نے عبدالمطلب کو یہ تدبیر بتلائی کہ دس اونٹوں پر عبداللہ کے مقابلہ پر قرعہ ڈالو پس اگر اونٹوں پر قرعہ آ گیا تو بہتر ورنہ دس دس بڑھاتے جاؤ یہاں تک کہ اونٹوں پر قرعہ آئے جو تعداد قرعہ میں نکلے وہی عبداللہ کا فدیہ ہے انہی کو ذبح کرنا چنانچہ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا رفتہ رفتہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اس وقت قرعہ اونٹوں پر نکلا اور عبدالمطلب نے انہی تقرب کی غرض سے ذبح کیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((انا ابن الذبیحتین)) "میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا"۔ یعنی عبداللہ (پدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسماعیل (علیہ السلام) (جد نبی صلعم) یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کے لئے منتخب ہوئے پھر ان کا فدیہ اونٹوں اور دنبے کے ذبح کرنے سے ادا کیا گیا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال: اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے لڑکے عبداللہ کا عقد بی بی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے ساتھ کر دیا آپ سے حاملہ ہوئیں اس اثناء میں عبدالمطلب نے عبداللہ کو کسی طرف کھجور دن کے خریدنے کے لئے بھیج دیا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ طبری بروایت واقدی تحریر کرتا ہے کہ عبداللہ ایک قبیلہ قریش کے ساتھ شام سے واپس ہو کر پیدائے اور وہیں اتفاق سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی ولادت: عبدالمطلب کو اس واقعہ جانکاہ سے سخت رنج ہوا لیکن یہ رنج بہت جلد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے خوشی و خودی سے بدل گیا جس کی تشریف آوری کا ایک عالم میں شور تھا جس نے ایک زمانہ سے کفر کی ظلمت منادی جس کے نور کرامت ظہور نے بت پرستی و الحاد کو جزیرہ نمائے عرب سے دور کر کے نور توحید سے اسے معمور کیا جس کی ذات بابرکات سے قبائل مضر اور تمام عرب کو عزت و عظمت حاصل ہوئی۔ وہی دعائے خلیل اور نوید مسیح (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تھے)

۱۔ بروایت یہود چار ہزار چار سو چالیس برس بعد مہبوط آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ترسایوں کا یہ خیال ہے کہ پانچ ہزار نو سو بہتر برس بعد مہبوط آدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہوا اور عبداللہ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ زمانہ مہبوط آدم سے زمانہ بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک سات ہزار تین سو برس ہوتے ہیں اور زمانہ عیسیٰ ابن مریم سے زمانہ آنحضرت تک چار سو چونتیس برس کی مدت گزری ہے اس اثناء میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اسی کو زمانہ فترت کہتے ہیں واللہ اعلم۔



**عبدالمطلب کا انتقال:** عبدالمطلب کی عمر انتقال کے وقت ایک سو چالیس برس کی تھی پہلی کہتا ہے کہ چاہ زمزم کے کھودنے کے زمانہ میں عبدالمطلب نے سونے کے دوہرن اور چند تلواریں چاہ زمزم سے نکلوائیں جن کو ساسان بادشاہ فارس نے بطور ہدیہ کعبہ بھیجا تھا اور انہیں حرث بن مضاہ نے جس وقت بنو جرہم مکہ سے نکل کر جا رہے تھے چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا عبدالمطلب نے ہرنوں کو تڑوا کر کعبہ کا غلاف اور تلواریں کو توڑ پھوڑ کر لوہے کا دروازہ بنوادی پس عبدالمطلب ہی نے سب سے پہلے کعبہ کا غلاف اور اس کا لوہے کا دروازہ بنوایا تھا۔

**غلاف خانہ کعبہ:** اور بعضے کہتے ہیں پہلے جس نے کعبہ کا غلاف بنوایا اور اس میں دروازہ لگایا وہ تبع حمیری ہے یہاں تک کہ عبدالمطلب نے یہ دروازے بنوائے اس کے بعد عبدالمطلب نے چاہ زمزم کے قریب ایک چھوٹا سا حوض بنوایا جس کی وجہ سے لوگوں کو پانی پینے اور لینے میں آسانی ہوتی قریش نے ازراہ حسد اسے خراب کرنا شروع کر دیا لیکن کچھ روز بعد قدرتی طور سے وہ خود اس برے فعل سے باز رہے ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے بیت اللہ پر دیا گیا غلاف حجاج نے چڑھایا ہے اور زبیر بن بکار کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے یہ پوش کعبہ کی بنوائی تھی اور مورخین کا ایک گروہ تحریر کرتا ہے جن میں دارقطنی بھی ہے کہ چونکہ عباس کم سنی میں گم ہو گئے تھے اس وجہ سے نقیلہ بنت جناب مادر عباس بن عبدالمطلب نے نذر کی تھی کہ اگر عباس مل جائیں گے تو کعبہ پر غلاف دیا جا چڑھاؤں گی چنانچہ جب وہ مل گئے تو نقیلہ نے نذر پوری کی۔ واللہ اعلم

**امارت کعبہ:** قریش کے حالات یہی تھی ان کی حکومت مکہ میں بھی بنو ثقیف ان کے ہمسایہ طائف میں رہتے تھے عزت و شرف کے لئے ان دونوں کے درمیان آپس میں جھگڑا ہوا کرتا تھا یہ قبائل ہوازن میں سب سے زیادہ اور قوی تھے کیونکہ کسی بن مہبہ بن بکر بن ہوازن کو ثقیف کے نام سے یاد کرتے ہیں ان سے پہلے طائف میں عدوان کا زور و شور تھا جس میں حکم عرب عامر بن انطرب بن عمرو بن عباد بن یثکر بن بکر بن عدوان تھا اسی قبیلہ کی آبادی اس درجہ بڑھ گئی کہ یہ لوگ تعداد میں ستر ہزار ہو گئے تھے کچھ روز بعد آپس میں لڑ جھگڑ کر تباہ و ہلاک ہو گئے معدودے چند جو باقی رہ گئے ان پر ثقیف مسلط ہو گئے اور ان کو طائف سے نکال کر خود اس کے مالک بن گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسلام کو اسی حالت پر پایا۔ ((واللہ وارث الارض و من علیہا خیر الوارثین و البقاء اللہ و حدہ و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و سلم))۔ فقط

(مترجم) علی العموم عرب جاہلیت کی تمام قومیں نہایت سادہ مزاج تھیں ان کا طریقہ معاشرت بے حد سادہ اور بے تکلف تھا ایک گروہ ان کا وہ تھا جو پانی اور چراگاہ کی جستجو میں پھرا کرتا تھا خیموں میں رہنا دشت بدشت کوہ بکوہ پھرنا ان کا کام تھا ان کی معاشرت ایک چراگاہ کی حیثیت سے کچھ بھی زیادہ نہ تھی اور دوسرا گروہ ان کا جو ان کی بہ نسبت تمدن پسند تھا وہ اپنے خیموں کو باقاعدہ ترتیب و انتظام سے دیہات اور دیہات سے قصبات سے شہر بنا لیتا تھا۔ ان کا وقت کاشتکاری اور تجارت میں صرف ہوتا تھا ان کی زندگی کسی قدر مہذب طریقہ سے بسر ہوتی تھی لیکن ان دونوں گروہوں کا قومی اور رواجی چال چلن ایک سا تھا۔ کھانے پینے میں کفایت شعاری تھوڑی سی آمدنی پر قناعت اور معتدل النوم ہونا۔ علی الصباح اٹھنا فیاضی مہمان نوازی اعلیٰ درجہ کی صفت اور قومی خاصہ مقرر کیا جاتا تھا۔ جو شخص ان کاموں کے کرنے میں غفلت یا کوتاہی کرتا تھا اسے لوگ دل سے برا جانتے اور مذموم سمجھتے تھے۔ ہمسایہ کے حال پر مہربانی اور اس کی خبر گیری مکان اور خاندان و مال کی نگرانی۔ قیدیوں کو چھوڑنا محتاجوں بے کسوں کی مدد کرنا اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ میں شامل تھے۔ ہر عرب کو اپنی عزت اور وعدہ کا خیال ایسا ہی ضروری تھا



جیسا کہ مذکورہ بالا اوصاف ضروری سمجھے جاتے تھے بالوں کو مشک سے معطر کرنا خوشبودار چیزوں کے جوتے پہننے شان امارت میں داخل تھا۔ فصاحت و بلاغت، لطافت و ظرافت کے دائرہ کمال کی تکمیل کے لئے ضروری تھیں۔

شعر و شاعری کا بہت چرچا تھا۔ گھوڑے کی سواری، بھیڑیے کا شکار کرنا بہادری جو ان مردی کا عمدہ ترین ثبوت تھا۔ ایک مٹھی ریت کی سوگھ لینے سے ریگستان کے طول و عرض کا اندازہ کر لیتے تھے جہاں ان میں یہ خوبیاں تھیں اسی کے ساتھ ان میں جہالت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ہر شخص کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر اس کے اونٹ کو بے آب و دانہ باندھ دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مر جاتا تھا میت کا سوگ ایک برس تک رکھتے تھے عورتیں کسی جانور کا دودھ نہیں دوہتی تھیں۔ مردہ جانوروں کا گوشت عمدہ اور لذیذ ترین غذا سے تھا اونٹنی، بھیڑ، بکری دس بچے جننے کے بعد چھوڑ دی جاتی تھی اور جب وہ مر جاتی تھی تو اس کا گوشت نہایت شوق سے صرف مرد کھایا کرتے تھے۔ الغرض اسی قسم کی قبیح رسمیں اور عادتیں ان نیم وحشی لیکن عالی دماغ اور آزاد منش قوم میں بہت سی رواج پذیر ہو گئی تھیں جس کے دور کرنے اور نورتو حید پھیلانے کیلئے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خاص برگزیدہ رسول کر کے بھیجا۔ رب صلی وسلم علیہ والہ و اصحابہ اجمعین





معماری دیگر مطبوعات

